(مکمل و مدلل)

مجموعہ رسائل

حضرت مولانا رفعت قاسمی

استاد دارالعلوم دیوبند

مسائلِ نماز • مسائلِ امامت • مسائلِ تراویح

مکتبہ خلیل
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور فون: 7321118

Marfat.com

مکمل و مدلّل

مسائل نماز

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرت مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق کے ساتھ

مؤلف: مولانا محمد رفعت قاسمی
مدرس دارالعلوم دیوبند

مکتبہ خلیل
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،
اُردو بازار، لاھور فون: 7321118

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دینی و دیگر علمی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لئے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور طباعت سے قبل کوشش کی جاتی ہے کہ نشاندہی کی جانے والی جملہ غلطیوں کی بروقت تصحیح کر دی جائے۔ اس کے باوجود غلطیوں کا امکان باقی رہتا ہے۔

لہٰذا قارئین کرام سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ علمی غلطیوں کی نشاندہی کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں تعاون کرنا صدقہ جاریہ کے مترادف ہے۔ (ادارہ)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... مسائل نماز

مؤلف .... مولانا محمد رفعت قاسمی

طبع اوّل 2008ء

باہتمام .... وکیل احمد

تعداد 1100

قیمت .... روپے

297.08
761
91200

ملنے کے پتے

مکتبہ العاصم بیرون تبلیغی مرکز رائیونڈ

اشرف بک ایجنسی راولپنڈی

اسلامی کتاب گھر خیابان سرسیّد راولپنڈی

مدنی کتب خانہ تبلیغی مرکز مانسہرہ

Marfat.com

فہرست مضامین

انتساب	9
عرض مؤلف	10
تصدیق، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہم مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند	11
ارشاد گرامی حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب ﷫ صدر مفتی دارالعلوم دیوبند	11
رائے گرامی قدر حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب ؒ مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	12
تقریظ فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری محدث کبیر دارالعلوم دیوبند	13
نماز کیا ہے؟	15
صلوٰۃ کے معنی	16
پانچ نمازوں کا ثبوت	16
نمازیں سب سے پہلے کس نے پڑھیں	17
نماز کی فضیلت	17
نماز کا حقیقی مقصد	18
نماز کے اجزاء	19
نماز جامع عبادت کیوں؟	23
نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں	27
پہلی شرط	27
دوسری شرط	27
تیسری شرط	28
چوتھی شرط	28
پانچویں شرط	29
تحریمہ کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطیں	29
رکوع میں شامل ہوتے وقت تکبیر تحریمہ کا حکم	30
نجاست غلیظہ وخفیفہ کی تعریف	30
نجاست غلیظہ وخفیفہ کا حکم	31
نماز کے اوقات	31
فجر کا وقت	32
ظہر کا وقت	32
عصر کا وقت	32
مغرب کا وقت	33
عشاء کا وقت	33
وتر کا وقت	34
عیدین کا وقت	34
نماز جمعہ کا وقت	34
اوقات مکروہ	34
چند اصطلاحی الفاظ کے معنی	36
جماعت کا بیان	37
جماعت کی مختصر فضیلت	38
جماعت کا نظام کیوں ہے؟	39
جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں	40
جماعت کے حاصل کرنے کا طریقہ	43
نماز کے پابند بننے کا طریقہ	44
کیسی ٹوپی سے نماز پڑھنا چاہیے؟	45
نماز میں ٹوپی گر جائے تو کیا کرے؟	46
کون سے لباس میں نماز جائز ہے؟	46
نماز میں کپڑوں اور ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنا	50
نماز میں سونے اور چاندی کا استعمال	51

Marfat.com

ناپاک کپڑے کا نمازی سے لگ جانا	51
مقتدی اور امام سے متعلق مسائل	52
کیا امامت کیلئے نسب کا لحاظ ضروری ہے؟	54
بقیہ رکعتیں پوری کرنے والے کی اقتداء نہ کی جائے	55
امام رکھنے کی گنجائش نہیں تو کیا کریں؟	56
جب کوئی مقتدی نہ پہنچے تو امام کیلئے حکم	56
مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا	57
مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت کی دعاء	57
تارک جماعت کا گھر جلانا؟	57
امام کی عداوت کی وجہ سے ترک جماعت؟	58
نماز کب توڑنا جائز ہے؟	58
محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو تو؟	58
مسجد میں جماعت نہ مل سکے تو کیا کرے؟	59
شیعہ کا سنیوں کی جماعت میں شرکت کرنا	59
مسجد کی جماعت میں کیسے لوگ شریک نہ ہوں؟	60
جس کو جماعت نہ ملے وہ نماز کہاں پڑھے؟	61
جماعت سے الگ جو نماز پڑھے؟	61
تنہا شخص نماز گھر میں پڑھے یا مسجد میں؟	62
گھر پر مستقل جماعت کرنا؟	62
ناجائز کمائی سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا؟	62
مسجد کے دور ہونے پر جماعت کا حکم	63
افطار کی وجہ سے دیر میں جماعت کرنا؟	63
جس مسجد میں امام و مؤذن متعین نہ ہوں؟	64
جماعت کے لیے عورتوں کا جانا؟	64
گھر میں عورتوں کے ساتھ جماعت کرنا؟	64
تصویر والے مصلے پر نماز پڑھنا؟	65
جماعت کی صف بندی کیوں؟	65
رکعت چھوٹنے کی وجہ سے صف سے دور نیت باندھنا؟	66
صف میں جگہ نہ ہو تو پیچھے کہاں کھڑا ہو؟	66
تجارت کی وجہ سے ترک جماعت؟	66
مشق کے لیے بچوں کی جماعت کرانا	67
صف اول کس کو کہتے ہیں	67
زبردستی صف اول میں گھس جانا؟	68
بالغ، کم عقل کا صف اول میں کھڑا ہونا؟	68
تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک ہے؟	68
نماز میں مونڈھے نرم کرنا؟	68
صفوں سے متعلق مسائل	69
معذور آدمی صف میں کہاں کھڑا ہو؟	73
مسجد کے اندرونی حصہ میں جماعت کی جائے یا صحن میں؟	76
مسجد میں جوتے رکھنا کیسا ہے؟	77
چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھے یا خالی زمین پر؟	77
ایئر کنڈیشنڈ مسجد اور امام کی اقتداء	78
جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں	79
امام کے ساتھ کیسے کھڑے ہوں؟	82
اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟	85
اقتداء کے صحیح نہ ہونے کے مسائل	86
امام سے پہلے رکن ادا کرنا	89
معذور شخص کا گھر پر بیٹھ کر امام کی اقتداء کرنا	89
کیا ٹیلی ویژن سے اقتداء جائز ہے؟	89
نماز میں امام کی پیروی کہاں ضروری ہے؟	90
فرض اعمال میں پیروی کرنا؟	91
نماز میں جہاں امام کی پیروی نہ کی جائے	92
نمازی کے آگے سے گزر جانے کا بیان	93
نمازی کے آگے سے گزرنے کی حد	95
نماز کے فرائض	95
خلاصہ فرائض نماز	97
واجب قرأت کی مقدار	97

Marfat.com

نماز کے واجبات	98
سنت کی تعریف اور حکم	100
نماز کی سنتیں	101
نماز کے مستحبات	105
فرائض الصلواۃ	105
فرائض مختلف فیہا	107
تعداد رکعات اور طریقہ نماز	107
تشہد میں انگلی کس لفظ پر گرائے؟	112
نماز میں سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ	112
عورتیں نماز کیسے پڑھیں؟	113
عورت بوقت ولادت نماز کیسے پڑھے؟	114
مہندی لگا کر نماز پڑھنا؟	115
لوپ کی حالت میں نماز پڑھنا؟	115
لیکوریا کی مریض عورت کی نماز کا حکم	115
عورتوں کی نماز سے متعلق مسائل	116
نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑے ہو جانا؟	119
سجدہ اور رکوع سے متعلق مسائل	121
تکبیرات کا سنت طریقہ	125
قومہ اور جلسہ کا مسنون طریقہ	126
قومہ اور جلسہ میں دعا کا حکم	128
نماز کے بعد دعاء زور سے یا آہستہ؟	128
امام کے دوسرے سلام سے پہلے مقتدی کا قبلہ سے پھر جانا؟	131
امام کا سلام کے بعد قبلہ کی طرف پھرنا؟	132
نماز کے ختم پر سلام کیوں ہے؟	133
نماز جن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے	134
نماز کے فاسد ہونے سے متعلق مسائل	139
جن چیزوں سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے	144
قضاء نمازوں کا بیان	148
ترتیب کب تک رہتی ہے؟	151
ترتیب کے ختم ہونے کے بعد کا حکم	151
نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ اسی نماز کو پڑھنا	154
قضاء نمازوں میں تاخیر کی گنجائش	155
فوت شدہ نماز کی نیت	155
اگر مرنے سے پہلے قضاء نماز ادا نہ کر سکا	155
قضاء نمازوں کا فدیہ کب ادا کیا جائے؟	156
قضاء نماز کس وقت پڑھنی ناجائز ہے؟	156
میت کی طرف سے نماز روزہ ادا کرنا؟	157
مرض الموت میں خود فدیہ دینا؟	158
اگر مرتد پھر اسلام قبول کر لے تو وہ نماز کیسے پڑھے؟	158
رات میں بالغ ہونے پر عشا کی قضاء	158
کیا قضاء نمازیں چھپ کر ادا کی جائیں	159
سنتوں اور نوافل کا بیان	159
نوافل کا ایک خاص فائدہ	160
سنت پڑھنے کا طریقہ اور تعداد	160
فجر و ظہر کی سنتوں کی قضاء میں فرق کیوں؟	163
جماعت کے لیے سنت پڑھنے والے کا انتظار کرنا؟	163
فجر کی سنتیں جماعت کے وقت کیوں؟	163
سنتوں کی فضیلت کس قاعدہ سے؟	164
سنتوں کے مسائل	164
کیا سنتوں کے بعد مزید دعا کریں؟	168
اگر فرض دوبارہ پڑھے جائیں تو بعد کی سنتوں کا حکم	170
نماز وتر کا طریقہ	170
وتر سے متعلق مسائل	171
مریض کے احکام	173
مریض کے لیے تیمم کا حکم	175
مریض اور معذور کی نماز	176
انسان معذور کب بنتا ہے؟	178
معذور سے متعلق مسائل	179

Marfat.com

رکوع وسجود سے معذوری کا حکم	182
جس مریض کو رکعات وغیرہ یاد نہ رہیں؟	183
آنکھ کے اشارہ سے نماز پڑھنا؟	183
پاگل اور بے ہوش کا حکم	183
بھنگ وشراب سے عقل جانے پر نماز کا حکم	184
نماز کی حالت میں پیٹ میں قراقر ہونا	184
ریاح روک کر نماز پڑھنا؟	184
نماز میں کھجلانا؟	184
صحت کے زمانے کی نماز حالت بیماری میں پڑھنا	185
مریض اور معذور کا قبلہ؟	185
بے نمازی کی طرف سے فدیہ دیں تو وہ بری ہو گا یا نہیں؟	186
وصیت کے باوجود فدیہ نہ دیا تو؟	186
نمازوں کا فدیہ کتنا ہے؟	186
مریض کا زندگی میں نمازوں کا فدیہ دینا کیسا ہے؟	187
حیلہ اسقاط	188
متفرق مسائل	188
جس ملک میں رات مختصر ہو وہاں نماز کا حکم	188
جہاں عشاء کا وقت نہ ملے تو نماز عشاء کا حکم	190
جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہو تو نماز کیسے پڑھیں؟	191
نمازوں میں فصل کرنے کا طریقہ	192
چاند و مریخ پر نماز کا حکم اور طریقہ	192
اولاد کو نماز پڑھنے کے لیے مجبور کرنا؟	193
نماز کے لیے جگانا کیسا ہے؟	193
ایک سانس میں سورہ فاتحہ پڑھنا؟	194
فرض نمازوں میں بتدریج پورا قرآن پڑھنا؟	194
نماز کی حالت میں لکھی ہوئی چیز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟	195
وقت کی تنگی کے وقت تیمم سے نماز پڑھنا؟	195
نماز فجر کے بعد کتاب سنانا کیسا ہے؟	195
نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا	195
نماز میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم	196
نماز میں قرأت کتنی اور کیسی؟	196
امام کے لیے بلند آواز کا درجہ کیا ہے؟	197
جہر و سر کی تشریح	197
ضالین کو دوالین پڑھنا	198
ہونٹ بند کر کے قرأت کرنا	198
خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان	199
کیا صرف فرض نماز پڑھ لینا کافی ہے؟	200
زیر ناف کے بال نہ مونڈنے والے کی نماز کا حکم	201
کیا سنکھ بجنے سے نماز میں خرابی آتی ہے؟	201
نماز کی حالت میں نابینا کا رخ صحیح کرنا؟	201
نماز میں وسوسوں کا آنا اور اس کا علاج	202
نماز فجر میں قرأت کی مقدار	204
رکعت حاصل کرنے کے لیے دوڑنا؟	204
نماز کب توڑی جائے؟	205
اگر فرض نماز پڑھ رہا تھا اور پھر اسی فرض کی جماعت شروع ہو گئی تو؟	206
نماز میں قبلہ سے سینہ پھر جانا؟	206
امام سے پہلے کسی رکن کا ادا کرنا؟	207
امام کا کسی کی رعایت سے قرأت لمبی کرنا؟	207
نماز کے دوران آنکھیں بند کر لینا؟	207
آتشدان اور تصویر والے گھر میں نماز پڑھنا	208
قبر کے سامنے نماز پڑھنا	208
نماز میں کھنکارنا یا گلا صاف کرنا؟	209
نماز میں قہقہہ کا حکم	210
نماز میں ستر کا کھل جانا؟	210
چراغ سامنے رکھ کر نماز کا حکم	211

اگر صبح کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا	211
سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد نماز پڑھیں؟	212
مغرب کی نماز کب تک ادا کی جاسکتی ہے؟	212
بڑھے ہوئے ناخنوں کے ساتھ نماز پڑھنا؟	212
ٹی وی والے کمرہ میں نماز پڑھنا؟	213
غیر مسلم کے گھر میں نماز پڑھنا؟	213
رشوت خور کی نماز کا حکم	213
گونگے کی نماز کا حکم	213
نمازی کے سامنے روضہ مبارک ﷺ کی تصویر کا ہونا	213
نماز میں نام مبارک ﷺ سن کر درود پڑھنا	214
فجر کی نماز پڑھ کر کپڑوں پر منی دیکھی؟	214
نماز کے بعد صف سے کچھ پیچھے ہوجانا؟	214
چوبیس گھنٹہ کی نمازیں ایک نظر میں	215
فرض نمازیں	215
واجب نمازیں	215
مسنون نمازیں	215
مستحب نمازیں	215
نماز تہجد	215
شکرانے کی نماز کا طریقہ	218
نماز چاشت	218
تحیۃ المسجد	220
سنت وضو	220
نماز سفر	221
نماز استخارہ	222
نماز حاجت	223
صلوٰۃ الاوابین	224
صلوٰۃ التسبیح	224
نماز توبہ	226
نماز قتل	226
نماز تراویح	227
نماز احرام	229
نماز کسوف و نماز خسوف	230
خوف کی نماز	232
نماز عشق	234
سجدہ سہو کا بیان	234
سجدہ سہو کے اصول	235
سجدہ سہو کا طریقہ	236
امام کو غلطی بتانے کا حکم	237
نماز میں قرات کی غلطی کا قاعدہ کلیہ	239
نماز میں خلاف ترتیب پڑھنا؟	241
تجوید کی رعایت کے بغیر پڑھنا؟	241
ایک سورت کو دو رکعت میں پڑھنا؟	242
رموز واوقاف پر ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کی بحث	242
بعض لفظوں میں دو قرأتیں	243
صیغہ واحدہ کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا	243
قرأت میں سہو (بھول ہوجانے) کے مسائل	243
نماز میں سورۃ فاتحہ یا صرف سورت پڑھی؟	244
سورہ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ لی؟	245
سورہ فاتحہ کے بجائے کوئی سورت پڑھ لی؟	245
فاتحہ کے بعد جس سورت کا ارادہ کیا وہ نہیں پڑھی	246
التحیات کے بجائے فاتحہ یا فاتحہ کے بجائے التحیات پڑھ لی؟	246
فاتحہ کے بعد دیر تک خاموش کھڑا رہا	246
تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہوجائے	247
فرض کی آخری رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھا	247
فرض کی پہلی رکعتوں میں سورت ملانا بھول جائے؟	247
آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قرات کرنا؟	248
سجدہ تلاوت کی تاخیر سے سجدہ سہو کا حکم	250
شک کی وجہ سے سجدہ سہو کرنا؟	250

Marfat.com

سجدہ سہو میں تمام نمازیں برابر ہیں	251
سنت ونوافل میں پہلے قعدہ کا حکم	251
قرات میں درمیان سے آیت کا چھوٹنا	252
اگر رکعت کی تعداد میں شک ہو گیا تو؟	252
قعدہ اولیٰ میں بھول کر سلام پھر دیا؟	254
اگر قیام کی حالت میں التحیات پڑھی لی؟	255
اگر قعدہ اخیرہ بھول جائے؟	255
تین حالتوں کا ایک حکم	256
قعدہ (بیٹھنے) میں سہو کے مسائل	257
اذکار اور تسبیحات میں سہو کے مسائل	259
رکوع وسجدہ میں سہو کے مسائل	260
امام کے ساتھ رکوع یا سجدہ رہ گیا تو؟	261
اگر رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ لی؟	262
اگر سجدہ کرنے میں شک ہو گیا؟	262
سجدہ سہو میں شک ہو گیا تو؟	263
تکبیرات کا صحیح طریقہ	263
تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھے یا چھوڑ دے؟	264
بعد میں آنے والا رکوع میں کس طرح جائے؟	266
رکوع و سجود کی تسبیحات زور سے پڑھیں یا آہستہ؟	266
تکبیرات میں سہو کے مسائل	266
مسبوق ولاحق کی تعریف اور متعلقہ احکام	267
باقی ماندہ نماز پڑھنے والے اقتداء کرنا	271
ایک مسبوق کو دیکھ کر دوسرا مسبوق اپنی فوت شدہ رکعتیں پوری کرے؟	271
حرم شریف میں بھیڑ کے وقت مسبوق کیلئے حکم	272
مسبوق پر سجدہ سہو کا حکم	272
مقیم، مقتدی، مسافر یا امام کے پیچھے سجدہ سہو کیسے کرے؟	273
لاحق پر سجدہ سہو کا حکم	273
امام نے سلام کے کچھ دیر بعد سجدہ سہو کیا تو مسبوق کیا کرے؟	
امام کو سہو ہونے کے بعد وضو بھی ٹوٹ گیا	275
نماز میں حدث (بے وضو) ہو جانے کا بیان	275
امام نے سورہ الناس پڑھی تو مسبوق کون سی سورت پڑھے؟	278
جماعت کے لوٹانے میں نئے نمازی کا شرکت کرنا	278
فضائل وآداب دعا	280
اوقات اجابت یعنی دعا قبول ہونے کے خاص وقت	283
مقبولیت دعاء کے خاص حالات	284
مکانات اجابت (یعنی دعا قبول ہونے کی خاص جگہیں)	285
وہ لوگ جن کی زیادہ دعا قبول ہوتی ہے	286
میت کی نماز روزہ، حج، زکوٰۃ اور مرنے کے بعد دوسرے حقوق ادا کرنے کا شرعی طریقہ	287
حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت	287
الاستفتاء	288
الجواب	288
مسائل فدیہ نماز روزہ وغیرہ	291
ماخذ ومراجع کتاب	294

❀❀❀

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے خسر محترم مولانا وحید الزمان کیرانوی نور اللہ مرقدہ استاذ ادب و حدیث و معاون مہتمم دار العلوم دیوبند کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کے ایما پر یہ کام شروع کیا تھا مگر افسوس کہ موصوف مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء کو رحلت فرما گئے۔

﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾

یا اللہ! اس عظیم مربی، دیدہ ور منتظم، بلند پایہ ادیب و خطیب اور باکمال مصنف کی مغفرت فرما کر مرحوم کی قبر کو اپنے انوار سے بھر دے۔ (آمین یا رب العالمین)

محمد رفعت قاسمی

مدرس دار العلوم دیوبند

Marfat.com

عرض مولف

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ﴾

امابعد! اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ مسائل کے انتخاب کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا اس کو عوام وخواص نے نہ صرف پسند کیا بلکہ اپنے مفید اور بیش قیمت مشوروں سے بھی نوازا جن کی بدولت مختلف موضوعات کے انتخاب میں مدد ملتی رہتی ہے۔

فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ

بنام خدا کتاب مکمل ومدلل مسائل نماز پیش ہے جس میں نماز سے متعلق تکبیر تحریمہ سے لے کر دعا تک تمام ضروری مسائل شامل ہیں جن کی مجموعی تعداد تقریباً پندرہ سو ہے

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اساتذہ ومفتیان کرام کی توجہ اور ان کی دعاؤں کا طفیل ہے بالخصوص جامع شریعت وطریقت فقیہ الامت سیدی وشیخی حضرت مولانا مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کی شفقت ومحبت وجذبہ عمل اور اخلاص کا نتیجہ ہے۔

یا اللہ ان حضرات کا سایہ عاطفت صحت و عافیت کے ساتھ تادیر ہم پر قائم و دائم رہے۔ آمین

بشری بھول چوک سے کون بچا ہے کہ یہ حقیر بچنے کا دعویٰ کرے لیکن اپنی جدوجہد وکاوش کی حد تک جو کچھ بھی اخلاص کے ساتھ کرسکتا تھا کیا' کامیابی اللہ کے ہاتھ میں ہے' ہزار احتیاط کے بعد بھی اگر کوئی غلطی کتابت وطباعت صحت وغیرہ کی نظر سے گزرے تو قارئین کرام مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

محمد رفعت قاسمی خادم التدریس دارالعلوم دیوبند مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۷ فروری ۱۹۹۶ء

Marfat.com

تصدیق

جامع شریعت وطریقت فقیہ الامت سیدی حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہ چشتی، قادری، سہروردی، نقشبندی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

الحمد لله وحده و الصلوة والسلام على من لا نبي بعده اما بعد

زیر نظر کتاب "مکمل و مدلل مسائل نماز" مرتبہ عزیزم مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند اپنے موضوع پر نہایت مفید اور جامع کتاب ہے موصوف نے بہت سے مستند فتاویٰ اور دیگر متعلقہ کتب کا نہایت عرق ریزی کے ساتھ مطالعہ کر کے نماز سے متعلق ضروری مسائل بہت ہی سلیقہ سے مع حوالہ جات جمع فرما کرامت پر احسان عظیم فرمایا ہے اور اخلاقی مسائل بہت ہی سلیقہ سے مع حوالہ جات جمع فرما کرامت پر احسان عظیم فرمایا ہے اور اخلاقی مسائل کے اندر قول راجح اور مفتیٰ بہ کو اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب عوام وخواص دونوں کے لئے یکساں طور پر مفید اور نافع ہے۔ حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائے اور مولف سلمہ کو دارین کی ترقیات سے نوازے اور نجات کا ذریعہ بنا کر آئندہ بھی دینی خدمت کا موقعہ عنایت فرمائے۔ (آمین) العبد محمود چھتہ مسجد دارالعلوم دیوبند ۲۵ شوال ۱۴۱۶ھ

ارشاد گرامی

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ ﴿ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَبعد ﴾

پیش نظر کتاب (مسائل نماز قرآن وسنت کی روشنی میں) بالاستیعاب حرفاً حرفاً مطالعہ کرنے کا موقعہ تو نصیب نہ ہوا البتہ جابجا اہم اہم مقامات کو دیکھا، صحیح پایا اور مؤلف موصوف کی بہت سی کتابیں نافع ہو کر مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اس لیے ظن غالب ہے کہ یہ کتاب بھی عند العوام والخواص سب کے یہاں حسب سابق مقبول ومفید ہوگی۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کریں اور سب کے لیے نافع بنائیں آمین

کتبہ

العبد نظام الدین ۵/۴/۱۴۱۷ھ

Marfat.com

رائے گرامی قدر

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہم مرتب فتاویٰ دارالعلوم و مفتی دارالعلوم دیوبند

﴿ الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ﴾

امابعد اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ عام مسلمانوں میں احکام شریعت پر عمل کرنے کا جذبہ ابھر رہا ہے اور دین کی طرف ہر مسلمان دل و جان سے مائل ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ ہماری مسجدیں کافی آباد ہیں۔ اور جہاں جہاں مسجدیں ہیں اس آبادی کے سارے لوگ پابندی سے مسجدوں میں آتے ہیں اور جماعت کے ساتھ ایک امام کی اقتداء میں اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے ماشاء اللہ مسجدوں کی رونق دوبالا ہے۔

نمازیوں کو دن رات نماز کے مسائل و احکام جاننے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ نماز کے مسائل کافی پھیلے ہوئے ہیں ہمارے فقہائے کرام نے اس سلسلہ میں بڑی محنت و کاوش سے ان تمام مسائل کو مختلف کتابوں میں جمع کر دیا ہے، ضرورت تھی کہ مسائل نماز کو یکجا کر دیا جائے اور حوالہ جات کے ساتھ مختلف کتابوں میں جو مسائل بکھرے ہوئے ہیں ایک کتاب میں جمع کر دیئے جائیں۔

رب العزت قاری رفعت صاحب کو جزائے خیر دے کہ آپ نے یہ فریضہ انجام دیا اور نماز کے بیشتر مسئلے اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔ موصوف کی اس سے پہلے بھی متعدد کتابیں شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں رب قدیر ان کی اس خدمت کو بھی قبول فرمائے اور مزید علمی کاموں کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

محتاج دعا

محمد ظفیر الدین غفرلہ، مفتی دارالعلوم دیوبند

۹ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

Marfat.com

تقریظ

فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ العالی پالن پوری محدث کبیر دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على عبده و رسوله محمد رحمة للعالمين 'و على اله و اصحابه اجمعين اما بعد﴾

نماز ام الاعمال ہے' تقرب الٰہی کے تمام اعمال کا مرکز اور مجموعہ ہے' دین کی عمارت کا بنیادی ستون ہے' پھر یہ کہ نماز مومن کی معراج ہے جو انسان کو تجلیات اخروی کے قابل بناتی ہے ارشاد نبوی ہے کہ عنقریب تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے پس اگر تم پر مشاغل غلبہ نہ پائیں تو تم طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے قبل کی نمازوں کا پورا اہتمام کرو نماز محبت الٰہی اور رحمت خداوندی کا عظیم ترین سبب بھی ہے اور جب کوئی بندہ نماز کا دلدادہ ہو جاتا ہے تو تجلیات خداوندی اور انوار الٰہی اس کو ڈھانک لیتے ہیں نماز گناہوں کا کفارہ بھی ہے ارشاد خداوندی ہے کہ نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں اور ارشاد نبوی ہے کہ بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو' جس میں روزانہ پانچ دفعہ وہ نہاتا ہو' تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بالکل یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے خطاؤں کو دھوتے اور مٹاتے ہیں۔ [متفق علیہ]

مگر ہر کام کا فائدہ اسی وقت متصور ہے جب کہ اس کام کو ڈھنگ سے کیا جائے۔ دنیا کے معمولی کام بھی اس کے متقاضی ہیں کہ ان کو صحیح انداز پر کیا جائے جب ہی نفع ہو سکتا ہے' دین کے کام اور وہ بھی نماز جیسی اہم عبادت کیوں نہ اس کا تقاضا کرے گی؟ اس لیے علماء کرام نے ہر زمانہ میں خاص نماز کو موضوع بنا کر مسائل جمع کیے ہیں تاکہ امت ان کتابوں کے ذریعہ اپنی نمازوں کی

Marfat.com

اصلاح کر سکے۔ ہماری اردو زبان میں متعدد اچھی اچھی چھوٹی بڑی کتابیں متداول ہیں مگر کہتے ہیں کہ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی خوبی ایسی ضرور ہوتی ہے جو دوسری کتاب میں نہیں ہوتی۔ اس لیے اب ہمارے بھائی فاضل دارالعلوم دیوبند اور استاذ دارالعلوم دیوبند مولانا محمد رفعت قاسمی صاحب نے ایک جامع کتاب نماز کے موضوع پر مرتب کی ہے میں نے ابھی اس سے استفادہ نہیں کیا ہے' ان شاء اللہ زیور طبع سے آراستہ ہونے کے بعد دیکھوں گا۔ مگر چوں کہ موصوف ایک درجن کتابیں دینیات کے موضوع ہی پر امت کے سامنے پیش کر چکے ہیں اور وہ قبول عام حاصل کر چکی ہیں' اس لیے امید کامل ہے کہ یہ کتاب بھی اسی انداز کی ہوگی بلکہ ان سے بہتر ہوگی' کیونکہ آدمی ہر آنے والے دن میں ترقی کی منازل طے کرتا ہے اور خوبیوں کی طرف بڑھتا ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی مولانا محمد رفعت صاحب زید مجدہ کی یہ محنت قبول فرمائیں اور امت کو اس کام سے اور ان کے دوسرے کاموں سے خوب فیض پہنچائیں اور ان کو مزید حسنات کی توفیق عطا فرمائیں

﴿و صلى الله على النبى الكريم وعلى اله وصحبه اجمعين و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين﴾

کتبہ سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری
خادم دارالعلوم دیوبند
۹ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز کیا ہے؟

﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ﴾

''قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں سے''

نماز ایک ایسی پسندیدہ عبادت ہے جس سے کسی نبی کی شریعت خالی نہیں۔ حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام سے اس وقت تک تمام رسولوں کی امت پر نماز فرض تھی' ہاں اس کی کیفیت اور تعینات میں البتہ تغیر ہوتا رہا۔

ہمارے نبی ﷺ کی امت پر ابتدائے رسالت میں دو وقت کی نماز فرض تھی ایک قبل آفتاب نکلنے کے اور ایک قبل آفتاب ڈوبنے کے۔

ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے جب نبی کریم کو معراج سے نوازا گیا تو نماز ان پانچ وقتوں میں فرض کی گئی۔

فجر ظہر عصر مغرب عشاء ان پانچوں وقتوں کی نماز صرف اسی امت کے ساتھ خاص ہے۔ پہلی امتوں پر کسی پر صرف فجر کی نماز فرض تھی کسی پر ظہر کی کسی پر عصر کی۔ [علم الفقہ صفحہ ۱ جلد ۲]

نماز اسلام کا رکن اعظم ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اسلام کا دارومدار اسی پر ہے تب بھی بالکل مبالغہ نہیں ہر مسلمان عاقل بالغ پر ہر روز پانچ وقت نماز فرض عین ہے۔ امیر ہو یا فقیر تندرست ہو یا مریض مسافر ہو یا مقیم یہاں تک کہ دشمن کے مقابلہ میں جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہو اس وقت بھی اس کا چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ عورت کو جب وہ دردزہ میں مبتلا ہو' جو ایک سخت مصیبت کا وقت ہے نماز کا چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے۔ نماز کی تاکید اور فضائل سے قرآن مجید اور احادیث کے مبارک صفحات لبریز ہیں کسی اور عبادت کی اس قدر سخت تاکید شریعت میں نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابہ نماز چھوڑنے والے کو کافر فرماتے ہیں۔ امیر المومنین

Marfat.com

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے جلیل الشان فقیہ صحابی کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے امام شافعی بھی اس کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں' ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اس کے کفر کے قائل نہیں ہیں مگر ان کے نزدیک بھی نماز چھوڑنے والے کے لئے سخت تعزیر ہے۔

تمام وہ احادیث جن سے نماز کی تاکید اور فضیلت نکلتی ہے اگر ایک جگہ جمع کی جائیں تو قطعی طور پر اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نماز کا ترک کرنے والا خدا اور رسول کے نزدیک گنہگار اور سرکش اور نافرمان ہے اور نماز کا ترک کرنا تمام گناہوں میں ایک بڑے درجہ کا گناہ ہے۔

[علم الفقہ صفحہ ۳ جلد ۲۔ درمختار صفحہ ۹ جلد ا کتاب الصلوۃ]

صلوٰۃ کے معنی لغت میں صلوۃ کے معنی دعاء کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں صلوۃ اس خاص عبادت کا نام ہے جو ارکان وشرائط کے ساتھ چند مخصوص اقوال وافعال کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ جس کی ابتداء تکبیر سے ہوتی ہے اور اختتام سلام پر ہوتا ہے۔ فارسی اور اردو میں بھی اس کو "نماز" کہتے ہیں۔ [مظاہر حق صفحہ ۱۰۵ جلد اول]

پانچ نمازوں کا ثبوت اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان ہے (اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا) [پارہ ۵ سورۃ النساء] یعنی بلاشبہ نماز ایمان داروں پر فرض ہے جن کے اوقات مقرر ہیں۔ اس آیت میں "کتابا" بمعنی مکتوب مفروض کے ہیں یعنی وہ امر جس کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور لفظ موقوت کے معنی یہ ہیں کہ اس میں سے ہر ایک کے لیے اوقات کی حد مقرر ہے۔ اس آیت شریفہ میں بتا دیا گیا ہے کہ نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اور ان کے اوقات کا علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے کہ (اس باب میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ان پر نازل ہوا ہے وہ لوگوں کو بتا دیں۔

ممکن ہے کہ بعض لوگ کہیں کہ قرآن کریم سے صرف نماز کی فرضیت ثابت ہے اور اس کی تعداد کے پانچ ہونے اور خاص طریقہ سے ادا کئے جانے کی بابت قرآن کریم میں کوئی رہنمائی نہیں ملتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہے کہ جو کچھ بھی ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ سب لوگوں کو بتا دیں۔ ساتھ ہی لوگوں کو یہ حکم ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح فرمائیں اس کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الحشر] جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہو۔

Marfat.com

لہٰذا رسول ﷺ نے جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا وہ گویا قرآن ہی سے ثابت ہے بکثرت صحیح احادیث ایسی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازوں کی تعداد پانچ ہے۔ یہ حدیثیں تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں جن سے ثابت ہے کہ نمازیں پانچ ہیں۔

[کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ صفحہ ۲۸۶، درمختار صفحہ ۶ جلد اول وفتاویٰ دارالعلوم صفحہ ۳۲ جلد ۲]

نمازیں سب سے پہلے کس نے پڑھیں؟ عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ فجر کی نماز سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت پڑھی جب آپ جنت سے نکل کر باہر آئے اور رات کی تاریکی کے بعد صبح ہوئی۔ اور ظہر کی نماز سب سے پہلے زوال آفتاب کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی اور یہ اس وقت پڑھی تھی جب آپ کو اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا۔ اور عصر کی نماز سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی جس وقت آپ مچھلی کے پیٹ سے صحیح وسالم نکلے اور دوبارہ زندگی پائی۔ اور مغرب کی نماز بطور شکر یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سب سے پہلے ادا کی اور عشاء کی نماز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت ادا کی جب آپ مدین سے نکلے تھے۔ اور اب ہم سب مسلمانوں پر یہ پانچوں نمازیں فرض ہیں۔ [درمختار ص ۸ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

نماز کی فضیلت: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ① توحید اور رسالت کا اقرار کرنا۔ ② نماز پڑھنا ③ زکوۃ دینا۔ ④ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ ⑤ بشرط قدرت حج کرنا۔ [بخاری ومسلم]

نبی کریم نے فرمایا کہ ایمان اور کفر کے درمیان میں نماز حد فاصل ہے۔ [مسلم]۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔ [مشکوٰۃ]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ جاڑوں کے زمانے میں جب کہ پت جھڑ (موسم خزاں) ہو رہا تھا باہر تشریف لائے اور ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر ہلائیں اس سے بکثرت پتے گرنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر جب کوئی خلوص دل سے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بھی اسی طرح جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔

[مسند امام احمد]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام عبادتوں میں کون سی عبادت زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز۔

[بخاری ومسلم] [علم الفقہ ص ۵ جلد ۲]

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا رتبہ ہے' کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کردی ہیں' ان کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اوران کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جوکوئی اچھی طرح سے وضوکرے اورخوب دل لگا کراچھی طرح نماز پڑھا کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے بڑے گناہ سب بخش دے گا۔اور جنت عطافرمائے گا۔اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے سوجس نے نماز کواچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کوگرایا (یعنی نماز نہ پڑھی) اس نے دین برباد کر دیا۔اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اورنمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اورمنہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے اورنمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اورشہیدوں اورولیوں کے ساتھ ہوگا اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اورقارون وغیرہ بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا اس لئے نماز پڑھنا ضروری ہے۔اورنہ پڑھنے سے دین اور دنیادونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے۔اس سے بڑھ کر کیاہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا۔[بہشتی زیور ص۹ جلد۲ بحوالہ مسلم]

نماز کا حقیقی مقصد: نماز کا اصل مقصد یہ ہے کہ خالق کائنات کی عظمت کا نقش مرتسم ہوجائے' یہاں تک کہ (عذاب الٰہی سے) ڈرتے ہوئے اس کے احکامات کی تعمیل اور ممنوعات سے پرہیز کیا جائے۔

اس میں تمام بنی نوع انسان کا فائدہ ہے کیونکہ جوشخص نیکیوں پرعمل پیرا ہواور برائیوں سے کنارہ کش ہے اس سے بھلائی اورنفع کے سوااورکوئی بات سرزدنہیں ہوسکتی۔اوروہ شخص جونماز پڑھ لیتا ہولیکن اس کا دل خدا سے غافل ہواورخواہشات نفسانی ولذات جسمانی میں لگا ہوا' اس کی نماز سے گوبقول بعض ائمہ ادائے فرض توہوجائے گا لیکن درحقیقت مطلوبہ مقصد حاصل نہ ہوگا۔ نماز کامل دراصل وہ ہے جس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾ (یعنی وہ مسلمان جونماز میں خشوع سے کام لیتے ہیں فلاح پاگیے)[پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون]

نماز کا حقیقی مقصد: نیازمندی کے ساتھ خدائے خالق زمین وآسمان کی برتری کا اعتراف اور اس کی لازوال عظمت اورغیرفانی عزت کے آگے سرنگوں ہونا ہے۔لہٰذا حقیقی معنوں میں کوئی شخص

Marfat.com

نمازی نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا دل حاضر' خدائے واحد کے خوف سے پر' باطل وسوسوں اور ضرررساں خیالات سے خالی ہوکر طالب نجات نہ ہو پس اگر انسان اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہو اور اس حال میں اس کا دل خشوع وخضوع سے پر ہو اور اپنے پروردگار' قادر وقاہر' صاحب سطوت لامتناہی و مالک قدرت بے پناہ کے سامنے عاجزی وفروتنی سے حاضر ہو وہی شخص اپنے گناہوں سے تائب اور اپنے رب کی جانب مائل ہوگا۔ تب ہی اس کے ظاہری و باطنی اعمال کی اصلاح ہوسکے گی۔ اس کا رابطہ اس کے پروردگار کے ساتھ مضبوط ہوگا' اور وہی بندگان حق تعالیٰ کے زمرہ میں شامل اور دین کے قائم کردہ حدود پر قائم ہوگا اور وہی ان امور سے باز رہے گا جس سے رب العالمین نے منع فرمایا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (یعنی بلاشبہ نماز بے حیائی کی باتوں اور ناپسندیدہ کاموں سے باز رکھتی ہے) اور حقیقی معنوں میں مسلمان ہونے کی یہی صورت ہے۔ [پارہ ۲۱ سورۃ العنکبوت]

غرض جو نماز بے حیائی کی باتوں اور ناپسندیدہ امور سے مانع ہے وہی نماز ہے جس میں بندہ اپنے رب کی عظمت کا اعتراف کرے' اس (کے عذاب) سے ڈرے اور اس کی رحمت کا امیدوار ہو۔ اور ہر شخص کو نماز سے اس قدر فیض ملتا ہے جتنا کہ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہو اور اس کا قلب اللہ کی جانب مائل ہو۔ کیونکہ اللہ پاک اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے' ان کی ظاہری صورت پر نہیں جاتا۔ اسی لئے ارشاد باری ہے۔ ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ﴾ [پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ] (یعنی نماز کو ذکر الٰہی میں منہمک ہوکر پوری طرح ادا کرنا چاہیے) جس کا دل اپنے رب کی یاد سے غافل ہو وہ اللہ کا عبادت گزار نہیں ہے' لہٰذا حقیقی معنوں میں ایسا شخص نمازی نہیں ہے۔ حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے ((لا ینظر اللّٰہ الٰی صلوة لا یحضر الرجل فیھا قلبه مع بدنه)) یعنی جب تک کوئی شخص تن من کے ساتھ حاضر نہ ہو اللہ رب العزت اس کی نماز کی طرف نہ دیکھے گا۔ دین کی نگاہ میں نماز یہی ہے' اور اسی نماز کو نفوس انسانی کے سنوارنے اور اخلاق کے درست کرنے میں دخل ہے' کیونکہ نماز کے ہر جزو میں انسانی فطری فضائل کی برتری کا دستور العمل اور انسانی پسندیدہ خصائل میں سے کسی نہ کسی خصلت کی مشق ہے۔

اب ہم کسی قدر اعمال صلوۃ کا ذکر کرتے ہیں کہ نفوس انسانی کے سنوارنے میں ان کا کیا اثر ہے۔

نماز کے اجزاء: (ان اجزاء میں سے) ایک جزو نیت ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے حکم

Marfat.com

ادائے نماز کی پوری پوری بجا آوری کا تہہ دل سے ارادہ کرنا' یعنی اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ اور چاہیے کہ وہ محض خوشنودی مولا کے لیئے ہو۔ اب اگر کوئی شخص یہ عمل دن رات میں پانچ بار انجام دے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ کیفیت اس کی طبیعت میں جم جائے گی اور یہ اس کی صفات فاضلہ میں سے ہو جائے گی۔ جس کا بہترین اثر اس کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر پڑے گا۔

انسانی معاشرے کے لئے قول وفعل میں خلوص نیت سے زیادہ سودمند کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔ اگر لوگ اپنے قول و فعل میں باہم پر خلوص ہوں تو یقیناً ان کی زندگی نہایت دل پسند اور خوشگوار ہوگی۔ ان کے حالات دنیا و آخرت میں بہتر ہوں گے اور کامیابی سے ہم کنار ہوں گے۔ (نماز کا) دوسرا جزو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونا ہے۔ نماز پڑھنے والا تن من سے اپنے پروردگار کے سامنے آنکھیں جھکائے کھڑے ہو کر نجات کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ (بندہ کی) رگ جان سے زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا جو کچھ بندہ کہتا ہے پروردگار اس کو سنتا ہے اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس کو جانتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کوئی شخص اس عمل کو رات دن میں متعدد بار کرتا ہے تو یقیناً اس کے دل میں اپنے پروردگار کی جگہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرماں برداری کرے گا اور جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان سے باز رہے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اس شخص سے انسانیت کے خلاف کوئی امر سرزد نہ ہوگا کسی کی جان پر تعدی اور کسی کے مال پر ظلم نہ کرے گا اور کسی کے دین اور آبرو کو اس سے ایذاء نہ پہنچے گی۔

تیسرا جزو قرات (یعنی نماز میں قرآن کا پڑھنا) ہے ائمہ کے نزدیک اس کے متعلقہ احکام کی تفصیل آگے آئے گی قرآن پڑھنے والے کو نہ چاہیے کہ زبان پڑھے اور دل غافل ہو' بلکہ لازم ہے کہ جو کچھ پڑھے اس کے مطالب پر غور وفکر کرے' اور جو کچھ کہتا ہے اس سے خود بھی نصیحت پکڑے پس جب زبان پر اللہ تعالیٰ پروردگار عالم کا ذکر جاری ہو تو اس کی عظمت اور قدرت کی ہیبت اس کے قلب پر طاری ہونا چاہیے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا﴾ [پارہ ۹' سورۃ الانفال]

"یعنی ایمان والوں کی نشانی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دلوں پر اس کی ہیبت طاری ہو' اور جب آیات قرآنی ان کے سامنے پڑھی جائیں تو ان کے

ایمان میں اور پختگی پیدا ہو۔"

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی صفات رحمت و احسان کا بیان ہو تو واجب ہے کہ انسان دل میں سوچے کہ ان صفات کریمہ سے وہ کس طرح خود کو آراستہ کر سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

((تخلقوا باخلاق اللّٰه فهو سبحانه كر يم عفو غفور عادل لا يظلم الناس شيئا))

"(یعنی لوگو! تم اپنے اندر خلق الٰہی پیدا کرو وہ ذات پاک بخشش کرنے والی' معاف کرنے والی' مغفرت کرنے والی اور عادل' اور کسی پر مطلق ظلم نہیں کرتی)"

لہٰذا انسان مکلف ہے کہ اپنے آپ میں یہ اخلاق پیدا کرے' اب اگر کوئی شخص قرآن حکیم کی ایسی آیات پڑھے گا جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات کریمہ کا بیان ہے' اور اس کے مطالب کو سمجھے گا' اور یہ عمل دن رات میں بکثرت بار بار کیا جائے گا تو لامحالہ اس کی طبیعت اس سے متاثر ہوگی' اور جب طبیعت پر ان صفات جمیلہ کا اثر ہوگا تو اس کی طبیعت ان صفات سے خود متصف ہونے کی جانب مائل ہوگی۔ غرض تہذیب نفس و اخلاق کے لئے یہ عمل سب سے زیادہ کارگر ہے۔

چوتھا جزو "رکوع و سجود" (یعنی اللہ کے آگے جھکنا اور سجدہ کرنا) ہے یہ اعمال اس مالک الملک خالق ارض و سماء و مافیہا کی تعظیم کا نشان ہیں' لیکن نماز پڑھنے والا جو اپنے رب کے حضور (نماز میں) جھکتا ہے' اس کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ خاص کیفیت کے ساتھ اپنی پیٹھ کو دہری کر لے' بلکہ ضروری ہے کہ اس کا دل اس امر سے آگاہ ہو کہ وہ ایک ادنیٰ بندہ ہے' اپنے خدائے بزرگ و برتر کے آگے جھکتا ہے' جس کی قدرتوں کا کچھ شمار نہیں' اور اس کی عظمتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ نمازی کے دل میں جب یہ تصور دن رات کے اندر متعدد بار پیدا ہوگا' تو اس کا قلب ہمیشہ اپنے پروردگار کے (عذاب) سے خائف رہے گا۔ اور کوئی ایسا کام جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو' اس سے سرزد نہ ہوگا۔ اسی طرح نمازی جو اپنے خالق کے آگے سربسجود ہو کر اور اپنی پیشانی کو زمین پر رکھتا ہے گویا اپنے پروردگار کی بندگی کا اظہار کرتا ہے' لہٰذا اس کا دل بندگی کی بے چارگی اور خالق و پروردگار عالم کی عظمت سے آگاہ ہوتا ہے۔ اس سے لازم ہے کہ اس کے دل میں خوف و خشیت الٰہی پیدا ہو' اور اس کے نفس کی تہذیب ہو' اور گناہوں اور ناپسندیدہ باتوں سے باز رہے۔

ان امور کے علاوہ نماز میں اور بھی عظیم الشان اجتماعی مفید باتیں ہیں' منجملہ ان کے ایک

Marfat.com

''جماعت'' ہے۔ اسلام میں نماز باجماعت کا حکم ہے اور نبی اکرم ﷺ نے ترغیب فرمائی ہے کہ:

((صلوة الجماعة افضل من الصلوة الفذ بسبع و عشرين درجة))

''(یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں الگ الگ نماز پڑھنے سے ستر درجے زیادہ فضیلت ہے)۔''

سیدھی اور پیوستہ صفوں میں اکٹھا ہو کر نماز پڑھنے سے اس امر کا اظہار ہے کہ ان کے جدا جدا قلوب باہم ایک دوسرے کے قریب ہیں اور کینہ وحسد سے دور رہیں اتحاد واتفاق کے لئے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں دیا ہے۔ یہ عمل سب سے زیادہ کارگر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ [پارہ۴ سورۃ آل عمران]

''(یعنی لوگو! اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور باہم پھوٹ نہ ڈالو)''

نیز نماز باجماعت اس اخوت کی یاد دلاتی ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [پارہ۲۶ سورۃ حجرات]

''(یعنی تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں)''

پس وہ مسلمان جو پروردگار واحد کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ انہیں یہ بات فراموش نہ کرنی چاہیے کہ وہ باہم بھائی بھائی ہیں۔ لہٰذا لازم ہے کہ جو بڑے ہیں وہ چھوٹوں پر رحم کریں' اور جو چھوٹے ہیں وہ اپنے بڑوں کی توقیر کریں۔ جو امیر ہیں وہ غریبوں کی حاجت روائی' اور جو قوی ہیں وہ کمزوروں کی اعانت کریں' اور صحت مند اشخاص مریضوں کی تیمارداری کریں' تاہم رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد پر عمل ہو کر۔

((المسلم اخو المسلم لا يظلمه ولا يثلمه من كان فى حاجة اخيه كان الله فى حاجته ومن فرج عن مسلم كربة من كرب الدنيا فرج الله بما عنه كربة من كرب يوم القيامته ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة))

''(یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے پس چاہیئے کہ نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے نقصان پہنچائے جو شخص ضرورت پڑنے پر اپنے بھائی کے کام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پر اس کے کام آئے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی کوئی مشکل حل کر دی

٩٢٥٥٦

Marfat.com

اللہ تعالیٰ قیامت کی مشکلات میں سے اس کی مشکل کو حل کر دے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا)"

غرض کہ اگر نماز کی تمام خوبیوں کو بیان کیا جائے تو اس کے لئے دفتر درکار ہوں گے لہٰذا اس پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو دین حنیف پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) [کتاب الفقہ ص ۲۷۵ تا ص ۲۷۸ جلد اول]

نماز جامع عبادت کیوں؟: اگر چہ ایمان باللہ کے بعد اسلام کا مدار ان پانچ عبادتوں پر ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ جہاد۔ مگر چونکہ ہمارا نصب العین اور موضوع بحث اس وقت اس سلسلہ میں صرف نماز ہی کا بیان کرنا ہے اس وجہ سے اسی کے فضائل سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

نماز ایسے چند مخصوص اقوال اور افعال کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی عظمت کے اظہار یعنی تکبیر تحریمہ سے شروع ہو کر سلام پر ختم ہو جاتے ہیں۔ جس میں گویا خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنی خاکساری' نیازمندی اور فروتنی کا اظہار اور اس ذات واحد کی عزت و رفعت اور عظمت و برتری کا اعتراف ہوتا ہے۔ اور جس میں اپنے قول و فعل اور حرکت و سکون سے اس امر کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ کہ اے مالک الملک اور اے مربی حقیقی تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' ہمارا سر نیاز تیری عالی شان چوکھٹ پر خم ہے' ہمارا ہر عمل آپ ہی کے لئے ہے اور ہمارا رخ آپ ہی کی جانب ہے۔ اور ہر قسم کی اعانت کی خواست گاری صرف آپ ہی سے ہے۔ ہم غروب ہو جانے والی چیزوں کو دوست نہیں رکھتے۔

اس عبادت کو شریعت اسلام نے ہر مسلمان عاقل' بالغ پر خواہ مرد ہو یا عورت اور آزاد ہو یا غلام سب پر فرض کیا ہے۔ ہر ایک شخص اپنے درجہ اور استعداد کے مطابق اس سے نفع اٹھا سکتا ہے' یہی وہ عظیم الشان عبادت ہے جس کو عمداً چھوڑنے والے کو امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کافر کہتے ہیں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمۃ اس کے قتل کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تا توبہ اس کو محبوس کرنے کا فتویٰ فرماتے ہیں۔

یہی ملت اسلام کا وہ شعار ہے جس کے جاتے رہنے سے اگر اسلام کے جاتے رہنے کا حکم کر دیا جائے تو درست اور بجا ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو تہذیب نفس اور اصلاح اخلاق کے لئے کامل موثر اور نافع ہے جو دلوں کو خطاؤں کی ناپاکیوں سے پاک و صاف کر کے اخروی تجلیات کے قابل بنا دیتی ہے اور برائیوں کو نیکیوں سے مبدل کر دیتی ہے چنانچہ حدیث شریف آیا ہے کہ اس

Marfat.com

شفیق امت شفیع المذنبین (روحی فداہ) کے زمانہ میں اتفاقاً ایک مرد نے ایک اجنبی عورت کا بوسہ لیا۔ جب اس گناہ نے اس کے نورانی قلب پر کسی قدر ظلمت کا حجاب ڈالا تو طبیب روحانی کی خدمت اقدس میں نہایت ندامت اور کامل شرمندگی سے حاضر ہو کر اس کے ازالہ کی تدبیر دریافت کرنے کی درخواست پیش کی۔ اور اس گناہ کو ناقابل معافی سمجھ کر ھَلَکتُ ھَلَکتُ کہنے لگا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی فریاد و بکاء کو سن کر کچھ جواب مرحمت نہ فرمایا۔ بلکہ ادائے نماز تک آپ نے سکوت اور توقف کیا۔ جب اس سائل نے جماعت میں شامل ہو کر نماز کو ادا کیا اور اس کی خجالت رحمت الٰہی کے دریا کو جوش میں لائی یعنی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ [پارہ ۱۲ سورۃ ھود]

"یعنی دن کی دونوں طرفوں اور رات کی کچھ ساعتوں میں نماز کو قائم کرو۔ کیونکہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔"

تو آنحضرت ﷺ نے اس کو یہ مژدہ سنایا کہ:

((ان الله قد غفرلك ذنبك))

"یعنی یقیناً خدا تعالیٰ نے تیرے گناہ کو بخش دیا۔"

پھر جب اس سائل نے یہ عرض کیا کہ یہ حکم خاص میرے ہی واسطے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری تمام امت کے واسطے یہی حکم ہے۔ علیٰ ہذا آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ:

((لو ان نهرا بباب احدكم يغتسل فيه كل يوم خمسا هل يبقى من درنه شيئ قالوا لا قال فذالك مثل الصلوت الخمس يمحو الله بها الخطايا))

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازہ پر نہر جاری ہو اور اس میں روزانہ پانچ مرتبہ وہ غسل کیا کرے تو کیا اس کی بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہی حال پنج گانہ نمازوں کا ہے' ان سے بھی خدا تعالیٰ خطاؤں کو بالکل دور کر دیتا ہے۔ اور نیز آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ:

((الصلوت الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لمابينهن اذا اجتنبت الكبائر))

"یعنی اگر گناہ کبیرہ سے پرہیز کیا جائے تو پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان تک اپنے درمیان کے گناہوں کو دور کرنے والے ہیں۔ اور اسی طرح الہامی اور مقدس کتاب کی یہ آیت۔

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [پارہ ۲۱ سورۃ العنکبوت]

یعنی بے شک یقیناً نماز بے حیائی اور بری بات سے روک دیتی ہے گنہگاران امت کو کامل یقین دلاتے ہیں کہ جس شخص نے نمازوں کو حضور دل اور پاک نیت سے پورے پورے طور پر ادا کیا۔ اور ان کے رکوع و سجود اور خشوع اور اس کے اذکار و اشغال کو اچھی طرح بجالایا اور وقت پر ان کو پڑھا تو بالطبع ان کا یہ اقتضاء ہے کہ وہ شخص رحمت الٰہی کے لامتناہی دریا میں پہنچ جاتا ہے جس کے سبب سے اس کے چھوٹے' چھوٹے گناہ خس وخاشاک کی طرح دور ہو جاتے ہیں اور اس کی خطائیں لوح دل سے ایسی جھڑ جاتی ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں کے پتے۔

علاوہ ازیں نماز ہی ایک ایسی عبادت ہے جو اسلام کی بقیہ عبادات کے ارکان کو بھی متضمن اور جامع ہے چنانچہ دیکھئے جیسا کہ صوم میں روزہ دار کو صبح سے شام تک نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کا حکم ہے۔ اسی طرح نمازی کو بھی عین نماز کی حالت میں لازمی طور پر اشیاء مذکورہ سے احتراز واجب ہے اور جیسا کہ مذکور الصدر چیزوں کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' ایسے ہی ان افعال کے ارتکاب سے نمازی کی نماز باطل ہو جاتی ہے بلکہ غور سے دیکھا جائے نفس کی بندش جس قدر اس کے مرغوبات سے نماز میں ہوتی ہے روزہ میں نہیں ہوتی۔ دیکھو! نماز پڑھنے والوں کو حکم ہے کہ نماز کی حالت میں گوشہ چشم سے بھی غیر اللہ کی طرف نہ دیکھو۔ بلکہ اپنی نظروں کو سجدہ گاہ پر رکھو زبان کو بھی تلاوت اور ذکر الٰہی کے سوا اور اذکار سے بچاؤ۔ اگر ہاتھوں سے داد و ستد یا پیروں سے بے جا حرکت کرو گے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب امور ایسے ہیں کہ ان کا وجود بسا اوقات روزہ میں مخل نہیں ہوتا۔ علی ہذا حج کے سے افعال بھی نماز میں پائے جاتے ہیں' اگر حج بیت اللہ میں احرام ہے تو یہاں تکبیر تحریمہ اس کے قائم مقام ہے۔ اگر وہاں طواف کعبہ اور وقوف عرفات ہے تو یہاں استقبال قبلہ اور قیام ہے۔ اگر وہاں سعی بین الصفا والمروۃ ہے تو یہاں رکوع و سجود کے حرکات' اور جس طرح زکوۃ میں اپنے کل مال نصابی میں سے ایک مقدار معین کا خدا کی راہ میں صرف کرنا ضروری ہے' اسی طرح نمازی کو بھی یہی حکم ہے کہ اپنے رات دن کی اوقات میں سے کچھ وقت معین خدا کی رضا مندی اور خوشنودی

Marfat.com

میں صرف کرے۔

غرض یہی وہ عبادت ہے جو جمیع عبادات کو جامع ہے' تلاوت قرآن' کلمہ شہادت' ذکر الٰہی اور دعاء و تسبیح سب اس میں پائی جاتی ہیں۔

ان ہی وجوہ متذکرہ بالا کے سبب نماز سے افضل کوئی عبادت نہیں ہے۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا گیا کہ:

((ای الا عمال افضل))

''یعنی تمام اعمال میں کون سا عمل افضل ہے؟''

تو آپ نے یہ فرمایا کہ الصلوۃ لو قتھا یعنی نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا۔

اور جب صحرائے محشر میں خلائق کے حاضر ہونے کے لیے صور پھونکا جائے گا اور وقت موعود پر سب اگلے پچھلے جزاء سزا پانے کے لئے جمع ہوں گے' تو اس وقت سب عبادتوں سے پہلے نماز ہی کا محاسبہ کیا جائے گا۔ اسی واسطے ایمان کی درستی اور عقائد کی اصلاح کے بعد نماز ہی کا مرتبہ ہے اور حضور سرور کائنات نے ابتداء عمر ہی سے اس عبادت کے خوگر ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ والدین کے لیے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

((مروا اولا د کم با لصلوۃ وھم ابناء سبع سنین و اضربوھم علیھا و ھم ابناء عشرسنین))

''یعنی اپنی اولاد کو اس وقت نماز کا حکم کرو جس وقت وہ سات برس کی عمر کے ہو جائیں اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز پڑھنے کے لئے ان کو مارا کرو۔''

غرض قرآن و حدیث نماز کی فضیلتوں سے لبریز اور پر ہے اور شارع علیہ السلام نے اس کے اوقات کی تعیین اور اس کے شروط و ارکان اور آداب کے بیان کرنے میں سب عبادتوں سے زیادہ اہتمام کیا ہے۔ پس کامل انسان وہی ہے جو شرک اور مخلوق پرستی سے بیزار ہو کر اپنے پروردگار حقیقی کی عبادت احسن و اکمل طریقہ پر کرتا رہے اور اپنے آرام و راحت سے دست بردار ہو کر اپنے خالق کے ادائے شکر میں تیار و مستعد رہے اور اس کے اوامر و نواہی پر کاربند ہو کر حیات باقی اور ابدی آرام و راحت کی جستجو میں سرگرداں و کوشاں رہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فصل لربك کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے جو دنیا میں کوثر کا نمونہ ہے۔

Marfat.com

نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں: چونکہ نماز کا اہتمام سب عبادتوں سے زیادہ ہے اس وجہ سے اس کی شرائط بھی بہت ہیں۔اس مقام پر صرف ان شرطوں کو بیان کرتے ہیں جن کی ضرورت ہر نماز میں پڑتی ہے۔بعض شرائط جو کسی خاص نماز سے تعلق رکھتی ہیں جیسے جمعہ کی نماز کے شرائط ان کا ذکر اسی مقام پر کیا جائے گا۔جہاں ان نمازوں کا بیان ہوگا۔

(ان شرائط کا بیان احقر کی مرتب کردہ کتاب ''مسائل نماز جمعہ وعیدین میں ملاحظہ ہو)

پہلی شرط: ① طہارت (پاکی) نماز پڑھنے والے کے جسم کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ،مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ۔ہاں اگر بقدر معافی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں،مگر افضل یہ ہے کہ اس سے بھی پاک ہو،اسی طرح نجاست حکمیہ کی دونوں فردوں (حدث اکبر و حدث اصغر) سے بھی پاک ہونا چاہیے۔

نیز نماز پڑھنے والے کے لباس کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے۔

نیز نماز پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونی چاہیے۔ہاں اگر بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہیں۔نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پاؤں رہتے ہوں اور سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو۔

[درمختار]

مسئلہ اگر کسی ناپاک جگہ پر کوئی کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔[بحرالرائق،شرح وقایہ،علم الفقہ ص ۲۴ جلد۲ وہدایہ ص ۵۸ جلد اول وشرح نقایہ ۶۳ جلد اول وکبیری ص ۷۷ اور نماز مسنون ۲۶۵]

دوسری شرط: ② ستر عورت،یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اس حصہ جسم کو چھپانا فرض ہے جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے خواہ تنہا نماز پڑھے یا کسی کے سامنے

اگر کوئی شخص کسی تنہا مکان میں نماز پڑھتا ہو یا کسی اندھیرے مقام میں تو اس پر بھی ستر عورت فرض ہے (یعنی جس حصہ کا دوسرے شخص پر ظاہر کرنا حرام ہو) اگر چہ کسی غیر شخص کے دیکھنے کا خوف (امکان) نہیں،ہاں اپنی نظر سے چھپانا شرط نہیں،اگر کسی کی نظر اپنے (پوشیدہ) جسم پر نماز پڑھنے کی حالت میں پڑ جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

[بحرالرائق،درمختار،مراقی الفلاح،علم الفقہ ص ۲۶ جلد۲ وہدایہ ص ۵۸ جلد اول وکبیری ۲۰۸]

مسئلہ مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے کے مقام تک ڈھانپنا فرض ہے اور عورت کا کل جسم

ستر ہے۔ یعنی تمام بدن کا چھپانا ضروری ہے' علاوہ چہرہ' ہاتھ اور پاؤں کے۔

[ہدایہ ص ۵۸ جلد اول شرح نقایہ ص ۶۴ اول وکبیری ص ۲۱۰ کتاب الفقہ ۲۸۳]

تیسری شرط: ③ استقبال قبلہ' یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اپنا سینہ کعبہ مکرمہ کی طرف کرنا شرط ہے' خواہ حقیقۃً یا حکماً اور کعبہ کی طرف منہ کرنا شرط نہیں' ہاں مسنون ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کعبہ سے (صرف) منہ پھیر کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی مگر خلاف سنت کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ اور جن لوگوں کو کعبہ نظر آتا ہو یعنی کعبہ کے قریب ہیں درمیان میں کوئی رکاوٹ نہیں تو ان پر فرض ہے کہ خاص کعبہ کی طرف سینہ کر کے نماز پڑھیں' جس طرف کعبہ ہو بالکل سیدھ پر کھڑا ہونا فرض نہیں۔ [علم الفقہ ص ۲۸ وہدایہ ص ۶۱ جلد اول' شرح نقایہ ص ۶۱ کبیری ص ۲۱۷' کتاب الفقہ ۳۰۹ جلد اول]

مسئلہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن اس کے لئے دو شرطیں ہیں' اول قدرت' دوسرے تحفظ۔ [کتاب الفقہ ۳۲۴ جلد اول]

چوتھی شرط: ④ نیت یعنی دل میں نماز پڑھنے کا قصد کرنا' زبان سے بھی کہنا بہتر ہے' (نیت تو فقط ارادہ کا نام ہے جس کا محل دل ہے نہ کہ زبان' اگر فرض نماز پڑھنا ہو تو نیت میں اس فرض کی تعیین بھی ضروری ہے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز پڑھنا ہو تو دل میں یہ قصد کرنا کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر واجب نماز پڑھتا ہو تو اس کی تخصیص بھی ضروری ہے کہ یہ کون سا واجب ہے وتر یا عیدین کی نماز ہے یا نذر کی نماز۔

نیز مقتدی کو اپنے امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔ امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا ہے' امامت کی نیت کرنا شرط نہیں۔ ہاں اگر کوئی عورت اس کی پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتداء صحیح ہونے کے لئے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازہ یا جمعہ یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں ہے۔ جنازہ کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہیے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعاء کے لئے پڑھتا ہوں اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اس کی میں بھی پڑھتا ہوں۔ [علم الفقہ ص ۳۰ ج ۲]

مسئلہ نیت کو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا چاہیے اور اگر تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کر لے تب بھی درست ہے بشرطیکہ نیت اور تحریمہ کے درمیان کوئی ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثلاً

Marfat.com

کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور اسی شرط سے اگر وقت آنے سے پہلے نیت کر لے تب بھی درست ہے بعد تحریمہ کے نیت کرنا صحیح نہیں اور اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔[علم الفقہ ص ۳۱ جلد ۲ و شرح وقایہ ص ۱۳۹ جلد اول و بحر الرائق ص ۲۷۷ جلد اول و کبیری ص ۲۵۴ شرح نقایہ ص ۶۷ جلد اول و کتاب الفقہ ۳۳۵ جلد اول]

(اگر نماز پڑھنے والے نے دل سے ارادہ کر لیا اور زبان سے کچھ نہ کہا تو نماز درست ہے' البتہ عوام الناس کے لئے دل کے ارادہ کے ساتھ زبان سے بھی تلفظ کرنا بہتر ہے' اور بعض حضرات لمبی چوڑی نیت کے الفاظ دہراتے رہتے ہیں' اس میں خرابی یہ ہے کہ امام قرات شروع کر دیتا ہے اور یہ نیت کے الفاظ ہی دہراتے رہتے ہیں۔[رفعت قاسمی]

نیت کہتے ہیں خدا کے لئے نماز کا ارادہ کرنے کو' بایں طور کہ اس میں امور دنیوی میں سے کوئی امر شامل نہ ہو۔[کتاب الفقہ ۲۴۳ جلد اول و بحر ص ۲۸۲ جلد اول]

پانچویں شرط: ۵ تکبیر تحریمہ۔ یعنی نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا یا اس کے ہم معنی اور کوئی لفظ کہنا چونکہ اس تکبیر کے بعد نماز شروع ہو جاتی ہے' کھانا پینا' چلنا پھرنا' بات چیت کرنا' اکثر وہ چیزیں جو خارج نماز میں جائز تھیں وہ حرام ہو جاتی ہیں' اس لیے اس کو تحریمہ کہتے ہیں۔

تحریمہ کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں: ۱ تحریمہ کا نیت کے ساتھ ملا ہوا ہونا خواہ حقیقتاً ملی ہوئی ہو' یعنی ایک وقت میں نیت اور تحریمہ دونوں ہوں یا حکماً ملی ہوئی ہو' یعنی نیت اور تحریمہ کے درمیان ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثلاً بات وغیرہ کے اور نیت کرنے کے بعد نماز کے لیے چلنا پھرنا وضو کرنا منافی نہ سمجھا جائیگا اور اس کے فاصل ہونے سے تحریمہ کی صحت میں کچھ خلل نہ آئے گا مگر افضل یہی ہے کہ حقیقتاً ملا دے۔[مراقی الفلاح]

۲ جن نمازوں میں کھڑا ہونا فرض ہے ان کی تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے اور باقی نمازوں کی جس طرح چاہے کہے' مگر اس بات کا ضرور خیال رہے کہ ہر نماز میں ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت میں یا قریب رکوع کے جھک کر نہ کہی جائے' اگر کوئی شخص جھک کر تکبیر تحریمہ کہے تو اگر اس کا جھکنا رکوع کے قریب نہ ہو تو تحریمہ صحیح ہو جائے گی اور اگر رکوع کے قریب ہو تو صحیح نہ ہوگی۔[مراقی الفلاح]

مسئلہ بعض ناواقف لوگ جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے

Marfat.com

آتے ہی جھک جاتے ہیں اور ایسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، ان کی نماز نہیں ہوتی، اس لیے کہ تکبیر نماز کی صحت کی شرط ہے، اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ یعنی نماز نہ ہوگی۔

۳۔ تحریمہ کا نیت سے پہلے نہ ہونا، اگر تکبیر تحریمہ پہلے کہہ لی جائے اور نیت اس کے بعد کی جائے تو تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔ [مراقی الفلاح]

۴۔ تکبیر تحریمہ کا اتنی آواز سے کہنا کہ خود سن لے بشرطیکہ بہرا نہ ہو گونگے کو تکبیر تحریمہ کے لیے زبان ہلانا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کو تکبیر تحریمہ معاف ہے۔

۵۔ تکبیر تحریمہ کا ایسی عبارت میں ادا کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی سمجھی جاتی ہو۔

۶۔ اللہ اکبر کے ہمزہ یا با کو نہ بڑھانا۔ اگر کوئی شخص ء اللّٰہُ اَکْبَرُ یا اَللّٰہُ اَکْبَارُ کہے تو اس کی تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔

۷۔ اللہ میں لام کے بعد الف کہنا۔ اگر کوئی شخص نہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔

۸۔ تکبیر تحریمہ کا بسم اللہ وغیرہ سے نہ ادا کرنا۔ اگر کوئی بجائے تکبیر تحریمہ کے بسم اللہ الرحمن الرحیم وغیرہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی [درمختار، مراقی الفلاح] اور تکبیر تحریمہ کا قبلہ رو ہو کر کہنا، بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔ [علم الفقہ ص ۳۲ جلد ۲]

رکوع میں شامل ہوتے وقت تکبیر تحریمہ کا حکم: مسئلہ: اگر امام رکوع میں ہے اور اس وقت کوئی شخص امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونا چاہتا ہے تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ اور اگر صرف تکبیر تحریمہ کہی اور دوسری تکبیر کہے بغیر رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہو گئی [درمختار بر حاشیہ شامی ص ۴۴۳ جلد ۱] (تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت میں نہ کہے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی) [محمد رفعت قاسمی]

نجاست غلیظہ وخفیفہ کی تعریف: نجاست غلیظہ امام صاحب علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہر ایسی نجاست کو کہا جاتا ہے جس کی نجاست میں دلائل متفق ہوں خواہ اس میں علماء کا اختلاف ہو یا نہ ہو، اسی طرح عموم بلویٰ ہو یا نہ ہو اور نجاست خفیفہ ہر ایسی نجاست کو کہا جاتا ہے جس کی نجاست میں دلائل متعارض ہوں۔

Marfat.com

((ان الامام قال تو افقت علی نجا سته الا دلة فمغلظ سواء اختلفت فیه العلماء و کان فیه بلوی ام لا والا فمخفف طحطاوی علی المراقی ص ۸۲ هکذا فی فتح القدیر ص ۲۰۳ جلد اول و بحر الرائق ص ۲۲۹ ج ا و الشامی ص ۲۱۱ ج ا))

صاحبین کے نزدیک نجاست غلیظہ ہر ایسی نجاست کو کہا جاتا ہے جس کی نجاست میں علماء کا اتفاق ہو اور عموم بلوی اس میں نہ ہو' اگر علماء کا اختلاف ہو یا عموم بلوی ہو تو وہ نجاست نجاست خفیفہ کہلائے گی۔

((و قالا ما اتفق العلماء علی نجاسته ولم یکن به بلوی فمغلظ و الا فمخفف لا نظر للادلة ' طحطاوی علی المراقی ص ۸۲ فتح ص ۲۰۲ ج ا بحر ص ۲۲۹ ج۔ ش ص ۲۱۱))

نجاست غلیظہ کا حکم: نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جاوے تو اگر پھیلاؤ میں بقدر درہم یا اس سے کم ہو تو معاف ہے بغیر دھوئے نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی' لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے' اور اگر قدر درہم سے زیادہ ہو تو معاف نہیں بغیر اس کو دھوئے نماز نہ ہو گی' اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے مرغی وغیرہ کی بیٹ تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بغیر دھوئے نماز درست ہے اگر زیادہ ہو تو بغیر دھوئے نماز نہ ہو گی۔ [کمافی الطحطاوی والکبیری والشامی وایضافی البحر]

نجاست خفیفہ کا حکم: اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصہ میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں یعنی اگر آستین میں لگی ہو تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو' اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو' غرضیکہ جس عضو میں لگے اس کے چوتھائی سے کم ہو' اگر چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں اس کا دھونا واجب ہے' اور بغیر دھوئے نماز نہ ہو گی۔ [کمافی الطحطاوی ص ۸۴ والشامی ص ۲۱۲ وایضافی الکبیری ص ۱۴۵ و بحرالرائق ص ۲۳۰ جلد اول' تبیین الحقائق ص ۷۵ جلد اول] [محمد طاہر عفا اللہ عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند]

نماز کے اوقات: چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے ادائے شکر کے لیے ہے جو ہر وقت و ہر آن فائض ہوتی رہتی ہیں' لہٰذا اس کا مقتضا یہ تھا کہ کسی وقت انسان اس عبادت سے خالی نہ رہے مگر چونکہ اس میں تمام ضروری حوائج میں حرج ہوتا اس لیے تھوڑی دیر کے بعد ان پانچ

وقتوں میں نماز فرض کی گئی۔ (۱) فجر (۲) ظہر (۳) عصر (۴) مغرب (۵) عشاء

فجر کا وقت: صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ [بحر، درمختار، ہدایہ ص ۵۰ ج شرح نقایہ ص ۵۴ ج ا و کبیری ص ۲۲۶] سب سے پہلے آخر شب میں ایک سپیدی بیچ آسمان کے ظاہر ہوتی ہے مگر یہ سپیدی قائم نہیں رہتی بلکہ اس کے بعد ہی اندھیرا ہو جاتا ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک سپیدی آسمان کے کنارے چاروں طرف ظاہر ہوتی ہے اور وہ باقی رہتی ہے بلکہ وقتاً فوقتاً اس کی روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے اس کو صبح صادق کہتے ہیں اور اسی سے صبح کا وقت شروع ہوتا ہے۔

مردوں کے لیے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جائے، اور نماز کے بعد اگر کسی وجہ سے نماز کو لوٹانا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالت حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔

[علم الفقہ ص ۸ جلد ۲ درمختار مراقی الفلاح وشرح وقایہ ص ۱۳۰ جلد اول، شرح نقایہ ص ۵۴ ج ا، ونسائی شریف ص ۵۰ جلد اول]

ظہر کا وقت: ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک ہر چیز کا سایہ سوا اصلی سایہ کے دو مثل نہ ہو جائے ظہر کا وقت رہتا ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ ایک مثل کے اندر اندر ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔ نیز جمعہ کی نماز کا وقت بھی یہی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کر کے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں، اور سردیوں میں ظہر کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ [شامی، بحر، علم الفقہ ص ۹ ج ۱] مسئلہ: سایہ اصلی کو چھوڑ کر ہر چیز کا سایہ جب دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ [ہدایہ ص ۴۹ جلد اول، کبیری ص ۲۲۷]

عصر کا وقت: عصر کا وقت بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے اور آفتاب ڈوبنے تک رہتا ہے عصر کا مستحب وقت اس وقت تک ہے جب تک آفتاب میں زردی نہ پڑ جائے اور اس کی روشنی ایسی کم ہو جائے کہ نظر اس پر ٹھہرنے لگے، اس کے بعد مکروہ ہے اور عصر کی نماز ہر زمانہ میں دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے مگر نہ اس قدر دیر کہ آفتاب میں زردی آ جائے اور اس کی روشنی کم ہو جائے ہاں جس دن بادل ہو اس دن عصر کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ [درمختار] جب کہ گھڑی کے اوقات متعین نہ ہوں [علم الفقہ ص ۹ ج ۲ و ہدایہ ص ۴۹ ج ا و کبیری ص ۲۲۷ و کتاب الفقہ ص ۲۹۱ ج ۱]

Marfat.com

مغرب کا وقت: مغرب کا وقت آفتاب ڈوبنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک شفق کی سپیدی آسمان کے کناروں میں قائم رہے۔[بحر طحطاوی' حاشیہ مراقی الفلاح] مغرب کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھنا مستحب ہے' ستاروں کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد مکروہ ہے ہاں جس روز بادل ہو اس دن اس قدر تاخیر کر کے نماز پڑھنا کہ جس میں وقت آ جانے کا اچھی طرح یقین ہو جائے مستحب ہے۔ مغرب کا وقت بالکل فجر کا عکس ہے' فجر کے وقت پہلے سپیدی ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد سرخی' اور مغرب میں پہلے سرخی ظاہر ہوتی ہے پھر سپیدی۔[علم الفقہ ص ۱۰ ج ۲]

مسئلہ نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۲۹۲ جلد اول' شرح نقایہ ص ۵۲ ج ا کبیری ص ۲۲۸]

مسئلہ غروب سے شفق ابیض کے غائب ہونے تک امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مغرب کا وقت رہتا ہے جس کی مقدار تقریباً سوا گھنٹہ یا کچھ منٹ زیادہ ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۷ جلد ۲ بحوالہ ہدایہ ص ۸ ۷ جلد ا باب المواقیت' تفصیل امداد الاحکام از ص ۴۰۱ تا ص ۴۱۶ جلد اول]

مسئلہ مغرب کی نماز کے علاوہ چار رکعت کی نمازوں میں اذان و تکبیر میں اتنا فاصلہ مسنون و مستحب ہے کہ کھانے والا کھانے سے فراغت کر لے اور قضائے حاجت کرنے والا اپنی ضروریات رفع (پوری) کر لے۔[الجواب المتین ص ۱۰۱ از میاں اصغر حسین صاحب علیہ الرحمۃ]

(مغرب کی نماز میں وقت تو رہتا ہے لیکن بلا وجہ تاخیر کرنا مناسب نہیں ہاں رمضان المبارک میں افطار کی وجہ سے کچھ دیر کرنا جائز ہے' اس میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ جب وقت میں گنجائش ہے اور ایک ضروری امر کی وجہ سے ذرا تاخیر کی جاتی ہے تو قطعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ۔[ماخوذ فتاویٰ دار العلوم ص ۴۵ جلد ۲ بحوالہ عالمگیری ص ۱۶ جلد اول]

عشاء کا وقت: عشاء کا وقت شفق کی سپیدی زائل ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک صبح صادق نہ نکلے باقی رہتا ہے۔[بحر' فتح القدیر]

مسئلہ عشاء کی نماز بعد تہائی رات گزر جانے کے اور قبل نصف شب کے مستحب ہے اور بعد نصف شب کے مکروہ ہے۔[شامی]

جس دن ابر ہو اس دن عشاء کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔

[درمختار' علم الفقہ ص ۱۰ جلد ۲ وہدایہ ص ۵۱ جلد اول وشرح نقایہ ص ۵۵' کتاب الفقہ ص ۲۹۳ جلد اول]

مسئلہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور نماز عشاء کے بعد غیر ضروری گفتگو مکروہ ہے۔

Marfat.com

[شرح نقایہ ص ۵۵ جلد اول]

(کیونکہ اس سے عشاء اور فجر کی نماز پر اثر پڑ سکتا ہے۔ رفعت قاسمی غفرلہ)

وتر کا وقت: وتر کا وقت بعد نماز عشاء کے ہے' جو شخص آخر شب میں اٹھتا ہو اس کو مستحب ہے کہ وتر آخر شب میں پڑھے اور اگر اٹھنے میں شک ہو تو پھر عشاء کی نماز کے بعد ہی پڑھ لینا چاہیے۔

[مراقی الفلاح' درمختار' علم الفقہ ص ۱۰ اج ۲ وہدایہ ص ۵۰ جلد اول وشرح نقایہ ص ۵۳ جلد اول وکبیری ص ۲۲۹] وتر کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔

عیدین کا وقت: عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال آفتاب تک رہتا ہے' آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے۔ اس کی تعیین کے لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے' عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے۔

[مراقی الفلاح شامی' علم الفقہ ص ۱۰ جلد ۲ وہدایہ ص ۱۱۹ جلد اول وشرح نقایہ ص ۱۲۸ جلد اول]

نماز جمعہ کا وقت: نماز جمعہ کا وقت ظہر کا وقت' ہی ہے۔ [نماز مسنون ص ۲۰۴]

مسئلہ حنفیہؒ کے نزدیک نماز جمعہ اور عیدین میں جماعت شرط ہے اور نماز تراویح اور نماز جنازہ میں سنت کفایہ ہے اور نفل نمازوں میں مطلقاً مکروہ ہے اور ماہ رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت' نیز نفل نمازوں میں تین آدمیوں سے زیادہ ہوں تو جماعت مکروہ ہوگی۔

[کتاب الفقہ ص ۶۵۰ جلد اول وفتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴ جلد دوم]

(تفصیل دیکھئے احقر کی مرتب کردہ "مسائل تراویح" ومسائل نماز جمعہ' رفعت)

اوقات مکروہ

1. آفتاب نکلتے وقت جب تک آفتاب کی زردی نہ زائل ہو جائے اور اس قدر روشنی اس میں نہ آجائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے' اس کا شمار نکلنے میں ہوگا اور یہ کیفیت آفتاب میں بعد ایک نیزہ بلند ہونے کے آتی ہے۔
2. ٹھیک دوپہر کے وقت جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے۔
3. آفتاب میں سرخی آجانے کے بعد غروب آفتاب تک۔
4. نماز فجر پڑھ چکنے کے بعد آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے تک۔
5. نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک۔

Marfat.com

٦ فجر کے وقت سوا اس کی سنت کے۔

٧ مغرب کے وقت مغرب کی نماز سے پہلے۔

٨ جب امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو' خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا نکاح کا یا حج وغیرہ کا۔

٩ جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو' ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائے گی تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں۔

١٠ نماز عیدین کے قبل خواہ گھر میں یا عیدگاہ میں۔

١١ نماز عیدین کے بعد عیدگاہ میں۔

١٢ عرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کے درمیان میں اور ان کے بعد۔

١٣ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان میں اور ان کے بعد۔

١٤ نماز کا وقت تنگ ہو جانے کے بعد سوا فرض وقت کے اور کسی نماز کا پڑھنا خواہ وہ قضائے واجب الترتیب ہی کیوں نہ ہو۔

١٥ پاخانہ' پیشاب معلوم ہوتے وقت یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت۔

١٦ کھانا آجانے کے بعد اگر اس کی طبیعت کھانا کھانے کو چاہتی ہو اور خیال ہو کہ اگر نماز پڑھے گا تو اس میں جی نہیں لگے گا اور یہی حکم ہے تمام ان چیزوں کا جن کو چھوڑ کر نماز پڑھنے میں جی نہ لگنے کا خوف ہو ہاں اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو پھر پہلے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں۔ [طحطاوی]

١٧ آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا۔

١٨ ستاروں کے بکثرت نکل آنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھنا۔

ان تمام اوقات میں نماز مکروہ ہے صرف اس قدر تفصیل ہے کہ پہلے' دوسرے تیسرے پندرھویں' سولھویں وقت میں سب نمازیں مکروہ ہیں فرض ہوں یا واجب یا نفل اور سجدہ تلاوت کا ہو یا سہو کا اور پہلے تین وقتوں میں کوئی نماز شروع کی جائے تو اس کا شروع کرنا بھی صحیح نہیں' اور اگر نماز پڑھتے پڑھتے ان میں سے کوئی وقت آجائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے مگر ہاں چھ چیزوں کا شروع کرنا ان تین وقتوں میں بھی صحیح ہے۔

١ جنازہ کی نماز۔ بشرطیکہ جنازہ انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت آیا ہو۔

Marfat.com

۲ سجدہ تلاوت۔ بشرطیکہ سجدہ کی آیت انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت میں پڑھی گئی ہو۔

۳ اسی دن کی عصر کی نماز۔

۴ نفل نماز۔

۵ وہ نماز جس کے ادا کرنے کی نذر انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت میں کی گئی ہو۔

۶ اس نماز کی قضاء جو انھیں وقتوں میں سے شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو جنازے کی نماز کا شروع کرنا بغیر کراہت کے صحیح بلکہ افضل ہے۔ اور سجدہ تلاوت کا شروع کرنا کراہت تنزیہہ کے ساتھ صحیح ہے باقی تین کا شروع کرنا کراہت تحریمہ کے ساتھ صحیح ہے مگر ان کا باطل کر کے اچھے وقت میں ادا کرنا واجب ہے دو وقتوں میں صرف نمازوں کا ادا کرنا مکروہ ہے۔ دو وقتوں کی نمازوں کا ایک ہی وقت میں پڑھنا جائز نہیں مگر دو وقتوں میں ۱ عرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کا ظہر کے وقت میں ۲ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کا عشاء کے وقت میں۔

[شامی علم الفقہ ص ۱۴ جلد ۲ وہدایہ ص ۵۳ جلد او شرح نقایہ ص ۵۷ ج او کبیری ص ۲۲۸ کتاب الفقہ ۲۹۶ ج ۱]

مسئلہ اگر فجر کی نماز میں آفتاب طلوع ہو جائے تو وہ نماز فاسد ہو گئی اور سورج نکلنے اور بلند ہونے کے بعد پھر صبح کی نماز پڑھنی چاہیے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۷ ج ۴ رد المختار ص ۳۴۶ جلد ا کتاب الصلوٰۃ]

مسئلہ نماز عصر اگر اس دن کی نہ پڑھی ہو تو غروب کے وقت ادا ہو جاتی ہے مگر قصداً ایسے وقت نہ کرنا چاہیے کہ یہ معصیت ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴ بحوالہ ہدایہ ص ۲۸ جلد اول کتاب الصلوۃ]

کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ طلوع و غروب کے اوقات میں کفار سورج کی پرستش کرتے ہیں اس لیے ان وقتوں میں نماز نہ پڑھیں۔ [مشکوۃ ص ۹۴ جلد ۱]

چند اصطلاحی الفاظ کے معنی

① زوال۔ آفتاب (سورج) کا ڈھل جانا جسے ہماری عرف میں دوپہر ڈھلنا کہتے ہیں۔

② سایہ اصلی۔ وہ سایہ جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، کسی میں بڑا ہوتا ہے کسی میں چھوٹا اور کہیں بالکل نہیں ہوتا جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں، زوال اور سایہ اصلی کے پہچاننے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار

Marfat.com

زمین پر گاڑ دیں اور جہاں تک اس کا سایہ پہنچے اس مقام پر ایک نشان بنا دیں پھر دیکھیں کہ وہ سایہ اس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ابھی زوال نہیں ہوا اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہو گیا' اگر یکساں یعنی برابر رہے نہ پیچھے ہٹے اور نہ آگے بڑھے تو ٹھیک زوال دوپہر کا وقت ہے' اس کو استواء کہتے ہیں۔

(۳) ایک مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔

(۴) دو مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو جائے۔

(۵) مدرک۔ وہ شخص جس کو شروع سے آخر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اس کو مقتدی اور موتم بھی کہتے ہیں۔

(۶) مسبوق۔ وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آ کر شریک ہوا ہو۔

(۷) لاحق۔ وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو' شریک ہو جانے کے بعد اس کی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ نماز میں سو گیا ہو یا اس کا وضو ٹوٹ گیا ہو۔

(۸) عمل کثیر۔ وہ فعل یعنی نماز میں وہ کام جس کو نماز پڑھنے والا بہت سمجھے خواہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے یا ایک ہاتھ سے اور خواہ دیکھنے والا اس فعل کے کرنے والے کو نماز میں سمجھے یا نہیں۔ ایک تعریف یہ بھی ہے کہ عمل کثیر وہ فعل ہے جس کے کرنے میں دونوں ہاتھوں کی ضرورت پڑے جیسے عمامہ کا باندھنا' اور ایک تعریف یہ بھی ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے والے کو دیکھ کر لوگ یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے۔

(۹) عمل قلیل۔ وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت نہ سمجھے۔

(۱۰) اداء۔ وہ نماز ہے جو اپنے وقت پر پڑھی جائے۔

(۱۱) قضاء۔ وہ نماز جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائے مثلاً ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی جائے۔ [علم الفقہ از ص ۶ تا ص ۸ جلد دوم]

جماعت کا بیان: چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت موکدہ ہے اس لیے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات و سنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جماعت کم از کم دو آدمیوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو

Marfat.com

اور دوسرا متبوع اور تابع اپنی نماز کے صحت وفساد (صحیح وخراب ہونے) کو امام کی نماز پر محمول کر دے یوں سمجھنا چاہیے کہ جب کچھ لوگ کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور سب کا مطلب ایک ہوتا ہے تو کسی ایک کو اپنی طرف سے وکیل کر دیتے ہیں۔ اس وکیل کی گفتگو ان سب کی گفتگو سمجھی جاتی ہے۔ متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔ امام کے سوا ایک آدمی کے نماز میں شریک ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت' غلام ہو یا آزاد ہو یا نابالغ بچہ' ہاں جمعہ وغیرہ کی نماز میں کم از کم امام کے علاوہ دو آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔

[بحر الرائق' در مختار' شامی' تفصیل کے لیے دیکھیے مکمل ومدلل مسائل نماز جمعہ]

جماعت کے صحیح ہونے کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں۔ [شامی' علم الفقہ ص ۷۳ جلد ۲' کتاب الفقہ ص ۶۴۹ جلد اول]

(لیکن حنفیہؒ کے نزدیک نفل کی جماعت دو تین افراد کے ساتھ تو جائز ہے تین سے زائد ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔ [رفعت قاسمی غفرلہ]

جماعت کی مختصر فضیلت: جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑی کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو کبھی بھی ترک نہیں فرمایا' یہاں تک کہ حالت مرض میں جب آپ ﷺ کو خود چلنے کی قوت نہیں تھی تو دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت پر آپ ﷺ کو سخت غصہ آتا تھا اور جماعت کے چھوڑ دینے پر سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا۔

بے شبہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا اور ہونا بھی چاہیئے تھا' نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی اعلیٰ درجہ پر پہنچا دی جائے۔

1. نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جماعت کی نماز تنہا نماز سے ستائیس درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ [صحیح بخاری' صحیح مسلم]
2. آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر

Marfat.com

ہے اور دو آدمیوں کے ہمراہ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر جماعت زیادہ ہوگی اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔[ابوداؤد]

۳ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا وقت نماز کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔[صحیح بخاری]

اکثر حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں۔ درحقیقت حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں ہے۔[علم الفقہ ص ۴۷ جلد ۲ مظاہر حق ص ۵۲ جلد ۲ حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۹۴]

۴ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''جماعت ترک کرنا چھوڑ دو ورنہ اللہ تعالیٰ دلوں پر مہر لگا دے گا اور تم ان میں سے ہو جاؤ گے جن کو اللہ تعالیٰ نے غافل قرار دیا ہے۔

[ابن ماجہ مصری ص ۲۶۰ جلد اول]

۵ ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرا دل چاہتا ہے کہ جوانوں کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کریں پھر میں ان کے یہاں پہنچوں جو بلا عذر اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ انھیں مع گھر والوں کے جلا دوں۔[ابوداؤد شریف ص ۸۸ جلد اول]

غور کیجئے! رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آگ لگا دینے کی سزا ان لوگوں کے لیے تجویز فرماتے ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر مسجد میں نہیں آتے گھر میں پڑھتے ہیں۔ اب غور فرمائیے کہ ان کی سزا کیا ہو گی جو نماز ہی نہیں پڑھتے۔[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۲ جلد اول]

پہلے زمانے کے بزرگ ایک وقت کی جماعت چھوٹ جانے پر اتنی دینی مصیبت سمجھتے تھے کہ سات دن تک ماتم اور سوگ کرتے تھے۔ اور اگر تکبیر اولیٰ فوت ہوتی تو تین دن تک ماتم کرتے۔[احیاء العلوم ص ۱۵۱ جلد اول]

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ پانچوں وقت نمازیں جماعت ہی سے ادا کریں اور تکبیر اولیٰ کا ثواب نہ چھوڑیں۔[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۴ جلد اول]

جماعت کا نظام کیوں ہے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز با جماعت کا نظام قائم فرمایا اور ہر مسلمان کے لیے جو بیمار یا کسی وجہ سے معذور نہ ہو جماعت سے نماز ادا کرنا لازمی قرار دیا ہے۔ اس نظام جماعت کا خاص راز اور اس کی خاص الخاص حکمت یہی ہے کہ اس کے ذریعہ افراد امت کا روزانہ بلکہ ہر روز پانچ مرتبہ احتساب ہو جاتا ہے۔ نیز تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اس جماعتی نظام کے طفیل بہت سے وہ لوگ بھی پانچوں وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ جو عزیمت کی کمی

اور جذبے کی کمزوری کی وجہ سے انفرادی طور پر بھی ایسی پابندی نہ کر سکتے۔

علاوہ ازیں باجماعت کا یہ نظام بجائے خود افراد امت کی دینی تعلیم و تربیت کا اور دوسرے کے احوال سے باخبری کا ایک ایسا غیر رسمی اور بے تکلف انتظام بھی ہے جس کا بدل سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

نیز جماعت کی وجہ سے مسجد میں عبادت و انابت اور توجہ الی اللہ و دعوت صالحہ کی جو فضا قائم ہوتی ہے اور زندہ قلوب پر اس کے جو اثرات پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے مختلف الحال بندوں کے قلوب ایک ساتھ متوجہ ہونے کی وجہ سے آسمانی رحمتوں کا جو نزول ہوتا ہے اور جماعت میں اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں کی شرکت کی وجہ سے (جس کی اطلاع آنحضرت ﷺ نے بہت سی احادیث میں دی ہے) نماز جیسی عبادت میں فرشتوں کی جو معیت اور رفاقت نصیب ہوتی ہے یہ سب اسی نظام جماعت کی برکات ہیں۔

پھر اس کے علاوہ اس نظام جماعت کے ذریعہ امت میں جو اجتماعیت پیدا کی جا سکتی ہے اور محلہ کی مسجد کے روزانہ پنج وقتی اجتماعی اور پوری بستی کی مسجد کے ہفتہ وار وسیع اجتماع اور سال میں دو دفعہ عیدگاہ کے اس سے بھی وسیع تر اجتماع سے جو عظیم (حج کا) اجتماعی ملی فائدے اٹھائے جا سکتے ہیں ان کا سمجھنا تو آج کے ہر آدمی کے لیے بہت آسان ہے بہر حال نظام جماعت کی انہی برکات اور اس کے اس قسم کے مصالح اور منافع کی وجہ سے امت کے ہر شخص کو اس کا پابند کیا گیا ہے کہ جب تک کوئی واقعی مجبوری اور معذوری نہ ہو تو وہ نماز جماعت ہی سے ادا کرے اور جب تک آپ ﷺ کی ہدایت و تعلیمات پر اسی طرح عمل ہوتا تھا جیسا کہ ان کا حق ہے اس وقت سوائے منافقوں یا معذوروں کے ہر شخص جماعت ہی سے نماز ادا کرتا تھا اور اس میں کوتاہی کو نفاق کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ [معارف الحدیث ص ۱۹۲ جلد ۳ و حجۃ اللہ البالغہ ص ۳۱۵ جلد اول و ارکان اربعہ ص ۷۳]

جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکیں گے جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید و فضیلت جا بجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم ﷺ میں بیان فرمائی گئی ہے۔ [مظاہر حق ۵۲ جلد ۲]

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں (۱) اسلام۔ کافر پر جماعت واجب نہیں۔

(۲) مرد ہونا۔ عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔ [بحر الرائق در مختار]

Marfat.com

(۳) بالغ ہونا۔نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں۔[بحرالرائق]

(۴) عاقل ہونا۔مست، بے ہوش، دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔[بحر، درمختار]

(۵) آزاد ہونا۔غلام پر جماعت واجب نہیں۔

(۶) تمام عذروں سے خالی ہونا۔ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر ادا کر لے تو بہتر ہے، نہ ادا کرنے میں ثواب جماعت سے محروم رہے گا۔[شامی]

ترک جماعت کے عذر پندرہ ہیں: (۱) نماز کے صحیح ہونے کی کسی شرط کا مثل طہارت یا ستر عورت وغیرہ کے نہ پایا جانا۔

(۲) پانی بہت زور سے برستا ہو۔(اگر چہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت میں جا کر نماز پڑھے۔[رفعت قاسمی]

(۳) مسجد میں جانے کے راستہ میں سخت کیچڑ ہو۔سردی سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔

(۴) مسجد جانے میں مال واسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔

(۵) مسجد کے جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔

(۶) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کا قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا۔اور اس کو جماعت چھوڑنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(۷) اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھائی دیتا ہو۔

(۸) رات کا وقت ہو اور آندھی بہت چل رہی ہو۔

(۹) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ جانے سے مریض کی تکلیف بڑھ جانے یا وحشت کا خوف ہو (اور کوئی دوسرا بھی نہ ہو تو)

(۱۰) کھانا تیار ہے اور بھوک سخت لگی ہو کہ نماز میں طبیعت نہ لگنے کا خوف ہو۔

(۱۱) پیشاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔

(۱۲) سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی اور قافلہ نکل جائے گا۔(ریل کے مسئلہ کو اس پر قیاس نہ کریں گے جب کہ زیادہ مجبوری ہو، ورنہ دوسری ریل سے بھی جا سکتا ہے)۔

Marfat.com

۱۳ فقہ وغیرہ کے پڑھنے پڑھانے میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ بالکل فرصت نہ ملتی ہو، بشرطیکہ کبھی کبھی بلاقصد جماعت ترک ہو جائے

۱۴ کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے، یا نابینا ہو۔

[علم الفقہ ص ۸۲ جلد ۲ کتاب الفقہ ص ۶۸۴ جلد اول وفتاوی دار العلوم ص ۵۸ جلد ۳ در مختار ص ۲۸۸ جلد اول]

مسئلہ ہر عاقل، بالغ غیر معذور پر جماعت واجب ہے لیکن اگر کوئی شخص معذور ہو یعنی ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ مسجد میں جا کر جماعت مین شریک نہیں ہوسکتا تو اس کے لیے جماعت واجب نہیں رہتی چنانچہ فقہائے کرام نے ترک جماعت کے یہ عذر بیان کیے ہیں۔ [مظاہر حق ص ۵۲ جلد ۲]

جماعت کے احکام: جماعت شرط ہے جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں۔ [بحر الرائق، درمختار]

جماعت واجب ہے پنج وقتی نمازوں میں خواہ گھر میں پڑھی جائیں یا مسجد میں بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو، اور ترک جماعت کے عذر پندرہ ہیں جو بیان کیے جا چکے ہیں۔ جماعت سنت موکدہ ہے نماز تراویح میں اگرچہ ایک قرآن کریم جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور نماز کسوف (سورج گہن) کے لیے بھی [بحر الرائق] جماعت مستحب ہے رمضان المبارک میں وترمیں۔

جماعت مکروہ تنزیہی ہے سوا رمضان کے اور کسی اور زمانہ میں وترمیں، اسکے مکروہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ مواظبت (پابندی) کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی مل کر جماعت سے پڑھ لیں تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ [تفصیل دیکھئے مکمل مدلل مسائل تراویح باب الوتر]

جماعت مکروہ تحریمی ہے نماز خسوف (چاند گہن) میں اور تمام نوافل میں بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان واقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے ہاں اگر بغیر بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور ایسا ہی مکروہ تحریمی ہے ہر فرض کو دوسری جماعت سے مسجد میں ان چار شرطوں سے:

۱ مسجد محلہ کی عام رہ گذر پر نہ ہو۔ ۲ پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔ ۳ پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے۔ ۴ دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے۔ اگر دوسری جماعت مسجد میں ادا نہ کی

Marfat.com

جائے بلکہ گھر میں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہ گذر پر ہو محلے کی نہ ہو تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں ہے۔ یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کہ نہ پڑھی ہوگئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں ہے۔ یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے' یا دوسری جماعت اس ہیئت سے نہ ادا کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے یا جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی۔ اور یہ جماعت مکروہ نہ ہوگی۔

[ردالمحتار علم الفقہ ص ۹۰ و ص ۹۱ جلد دوم]

مسئلہ کعبہ کے اندر اور اس کی سطح پر نماز پڑھنا قطعاً صحیح ہے' البتہ کعبہ کے اوپر چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں بے ادبی ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۲۶ جلد اول]

مسئلہ اگر مقتدی امام کے ساتھ کسی بھی حصہ میں شریک ہو جائے' تو جماعت مل گئی' اگرچہ وہ صرف قعدہ اخیرہ میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے شامل جماعت ہوا ہو' یعنی اگر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کسی نے تکبیر تحریمہ کہہ لی تو اس کو جماعت مل گئی' اگرچہ امام کے ساتھ کھڑے ہونے کا موقع نہ ملا ہو (جماعت کا ثواب تو مل جائے گا لیکن جتنا ثواب تکبیر اولیٰ میں شریک ہونے کا ہے وہ نہیں ملے گا۔ [کتاب الفقہ ص ۲۹۸ جلد اول]

مسئلہ پہلا سلام پھیرنے سے پہلے جو امام کے ساتھ شامل جماعت ہو گیا تو وہ جماعت کا پانے والا قرار دیا جائے گا لیکن جب تک امام کے ساتھ رکوع میں (تکبیر پورے طور پر کھڑے ہو کر کہہ کر) شامل نہ ہو وہ رکعت نہیں پائے گا۔ [کتاب الفقہ ص ۷۰۹ ج ۱]

جماعت کے حاصل کرنے کا طریقہ

1. اگر کوئی شخص اپنے محلہ یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آکر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔ [شامی وغیرہ]
2. اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر' یا عشاء کا وقت ہو' فجر' عصر' مغرب' کے وقت شریک جماعت نہ ہو' اس لیے کہ فجر' عصر کی نماز کے بعد نماز

مکروہ ہے چنانچہ اوقات نماز کے بیان میں یہ مسئلہ گزر چکا اور مغرب کے وقت اس لیے کہ یہ دوسری نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔ [شرح وقایہ وغیرہ]

۳ اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں وہ فرض جماعت سے ہونے لگے تو اس کو چاہیے کہ فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ اگر فجر کی نماز ہو تو دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور اگر کسی اور وقت کی نماز ہو تو تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اگر فجر کے وقت دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو یا اور کسی وقت تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر اس کو نماز تمام کر دینا چاہیے نماز تمام کر دینے کے بعد اگر جماعت باقی ہو اور ظہر عشاء کا وقت ہو تو شریک جماعت ہو جائے۔

اگر عصر مغرب عشاء کے وقت صرف پہلی یا دوسری رکعت کا بھی سجدہ کر چکا ہو تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے نماز نہ توڑنا چاہیے۔ [علم الفقہ ص ۹۸ جلد دوم]

مسئلہ محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اس مسجد سے افضل ہے جس میں لوگ زیادہ جمع ہوتے ہوں کیونکہ محلہ کی مسجد کا وہاں کے رہنے والوں پر حق ہوتا ہے لہٰذا چاہیے کہ اس کا حق ادا کیا جائے اور اس کو آباد کیا جائے (نمازیں پڑھ کر) [فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۵ جلد ۱۴]

نماز کے پابند بننے کا طریقہ؟

مسئلہ تارک نماز کی وعیدوں میں غور کیا کریں۔ رسول ﷺ نے ایسے شخص (نماز چھوڑنے والے) کو کافر فرمایا ہے۔ خواہ تاویل ہی سے فرمایا ہو اور ایسے شخص کا دوزخ میں جانا پھر فرعون ہامان قارون کے ساتھ جانا ارشاد فرمایا ہے اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی دوزخ کے حالات پڑھا اور سنا کریں انشاء اللہ نماز سے بے پرواہی جاتی رہے گی۔ نماز چھوٹنے پر کچھ (مالی وبدنی) جرمانہ اپنے نفس پر مقرر کر لیں نہ تو بہت کم ہو کہ نفس کو کچھ ناگوار ہی نہ ہو اور نہ بہت زیادہ کہ اس کا ادا کرنا مشکل ہو جائے جب نماز ترک ہو جائے تو وہ جرمانہ مساکین کو دے دیا کریں اور یہ صورت جرمانہ کی سنت کے موافق ہے۔ یا بدنی جرمانہ مقرر کر لیں کہ اگر ایک نماز فوت ہو جائے تو اس کو قضا پڑھنے کے ساتھ اور بیس ۲۰ رکعت نفل پڑھ لیں اس سے نفس دو یا تین دفعہ میں ٹھیک ہو جائے گا۔ یا ایک نماز اگر قضا ہو تو ایک وقت کا کھانا نہ کھائیں اور اگر دو قضا ہوں تو دو وقت کا نہ کھائیں چونکہ نفس پر یہ بہت شاق ہوگا اور بہت جلدی نماز کا پابند ہو جائے گا۔

[اغلاط العوام ص ٦٦]

کیسی ٹوپی سے نماز پڑھنا چاہیئے؟

مسئلہ جس ٹوپی کو پہن کر آدمی شرفاء کی محفل میں جاسکے اس کے ساتھ نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے۔

مسئلہ چمڑے کی ٹوپی اوڑھنا مباح ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ مسجدوں میں جو ٹوپیاں رکھی جاتی ہیں اگر وہ صاف ستھری اور عمدہ ہوں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح ہے اور اگر وہ پھٹی پرانی یا میلی کچیلی ہوں جن کو پہن کر آدمی کارٹون نظر آنے لگے تو ان کے ساتھ نماز مکروہ ہے، کیونکہ ان کو پہن کر آدمی کسی سنجیدہ محفل میں نہیں جاسکتا۔ لہٰذا احکم الحاکمین کے دربار میں ان کو پہن کر حاضری دینا خلاف ادب ہے۔

مسئلہ جرابیں (موزے) پہن کر نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۱۳ ج ۳] (اگر موزوں میں ٹخنے بھی چھپ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ [رفعت قاسمی]

مسئلہ کاغذ کی ٹوپی سے نماز صحیح ہے، لیکن اگر یہ ٹوپی ایسی ہے کہ جس کو اوڑھ کر برادری و خاندان اور بازار وغیرہ میں جاتے ہوئے اس کو شرم آتی ہو تو مکروہ ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم قدیم ص ۵۷ جلد اول]

مسئلہ تولیہ و رومال ٹوپی پر باندھنا مکروہ نہیں ہے یعنی عمامہ کے طور پر باندھنا اور نماز اس سے مکروہ نہ ہوگی بلکہ اطلاق اس کا عمامہ پر آئے گا اور باندھنے والا مستحق ثواب ہوگا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۵ جلد ۴]

مسئلہ ٹوپی سے امامت درست ہے کچھ کراہت نہیں ہے، البتہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا اور امامت کرنا افضل ہے اور ثواب زیادہ ہے لیکن ٹوپی بھی مکروہ نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۷ جلد ۴، غنیۃ المستملی ص ۳۳۷]

مسئلہ پگڑی کا پیچ اگر ماتھے پر آجائے تو اس سے سجدہ ادا ہو جائے گا، لیکن اگر ماتھے کے اوپر پگڑی کا پیچ ہو اور پیشانی کو زمین پر ٹکنے نہ دے پیشانی اوپر اٹھی رہے تو سجدہ ادا نہ ہوگا۔

[کبیری ص ۲۸۷]

مسئلہ جالی دار ٹوپی سے اگر چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے سر نظر آتا ہو تو اس نماز میں کوئی خرابی نہیں۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۱۰]

Marfat.com

مسئلہ فوجی ٹوپی پہن کر نماز ہو جاتی ہے۔ لباس اور ٹوپی میں کوئی خاص طریق اور وضع مامور بہ نہیں ہے بلکہ جیسے جس ملک کی عادت اور رواج ہو اس کے موافق لباس اور ٹوپی وغیرہ پہننا درست ہے۔ حدیث شریف میں ہے جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو مگر حرام سے بچو اور تکبر و اسراف نہ کرو۔ (فوجی ٹوپی پر جاندار کی تصویر نہ ہونی چاہیے) [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۲ جلد ۴]

مسئلہ جالی دار ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، جو کپڑا مردوں کو پہننا مباح ہے اگر وہ جالی دار ہو تو اس کی ٹوپی سے نماز پڑھنا درست ہے اور استعمال اس کا اس طریقہ پر کہ کشف عورت نہ ہو۔ (درست ہے یعنی جالی دار کپڑے سے نماز درست ہے، لیکن جو حصہ چھپانا ضروری ہے وہ نہ ظاہر ہو) [فتاوے دار العلوم ص ۱۰۹ جلد ۴]

مسئلہ کثیف باریک کپڑے میں نماز درست ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۸ جلد ۴] (مردوں کی نماز جب کہ ستر عورت نہ نظر آئے، درست ہے۔ [رفعت قاسمی]

مسئلہ عاجزی کے طور پر ننگے سر نماز پڑھنے سے کوئی کراہت نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۹۴ جلد ۴، ردالمحتار ص ۵۹۹]

مسئلہ بغیر ٹوپی کے برہنہ سر اگر کاہلی یا لاپرواہی سے نماز پڑھے گا تو مکروہ (تنزیہی) ہوگی اگر ٹوپی میسر نہ آئے یا عجز و انکساری، نیازمندی و تضرع سے پڑھے گا تو درست ہوگی۔

[نماز مسنون ص ۲۲۹، بہشتی زیور ص ۶۶ جلد ۱، عالمگیری ص ۱۰۵ جلد اول]

نماز میں ٹوپی گر جائے تو کیا کرے؟

مسئلہ نماز میں قیام یا رکوع کی حالت میں گری ہوئی ٹوپی اٹھا کر پہننا جائز نہیں ہے عمل کثیر شمار ہوگا جس کی وجہ سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ البتہ سجدہ کی حالت میں سر کے سامنے گری ہوئی ٹوپی عمل قلیل کے ساتھ مثلاً ایک ہاتھ سے لے کر پہن لی تو اجازت ہے بلکہ افضل ہے، اس سے نماز میں خرابی نہیں آئے گی۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۸ جلد ۴، شامی ۶۰۰ جلد ۱، کبیری ص ۴۱۹]

کون سے لباس میں نماز جائز ہے؟

مسئلہ جس لباس میں باہر نکلنا، بازار جانا، شادی و غمی کی مجالس میں شرکت کرنا پسند نہ کرتا ہو، معیوب سمجھا جاتا ہو، اس لباس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

Marfat.com

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۵ جلد ۴' شامی ص ۵۹۹'ج ا فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ جلد ۴]

مسئلہ بدن کے جس حصہ کو چھپانا فرض ہے' اگر وہ چھپا رہے تب بھی ایسا لباس پہن کر نماز پڑھنا جس کو پہن کر آدمی معزز مجلس میں نہ جا سکتا ہو وہ مکروہ ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۶ جلد ۴ اور درمختار ص ۵۸۵ جلد اول]

مسئلہ تنہائی میں بھی برہنہ یعنی ننگے ہو کر بغیر کپڑوں کے لباس ہوتے ہوئے نماز جائز نہیں ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۴۶۴ جلد ۱۰]

مسئلہ صرف تہبند میں کرتے کے بغیر صرف بنیان یا صدری وغیرہ سے مردوں کے لیے نماز درست ہے' بشرطیکہ ناف سے گھٹنے تک کا حصہ برہنہ نہ ہو ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ [نماز مسنون ص ۲۶۸]

مسئلہ عباء جبہ کے اندر آستین میں بغیر ہاتھ ڈالے ہوئے نماز مکروہ ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ۱۲۳ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۹۸ جلد اول]

مسئلہ چوری کے کپڑے جو قیمتاً لیے گئے ہیں۔ ان میں نماز صحیح ہے مگر جان بوجھ کر چوری کے کپڑے خریدنا نہ چاہیئے اور چوری کے کپڑوں سے نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور اگر نماز پڑھی تو نماز ہو گئی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶ جلد ۴' ردالمحتار ص ۱۸۰ جلد اول]

مسئلہ رشوت کے کپڑوں سے نماز ہو جاتی ہے مگر وہ شخص گنہگار اور فاسق ہے یعنی حرام کی کمائی کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن نماز ادا ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۸ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۳۵۴ جلد اول]

مسئلہ جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز نہیں ہوتی' اگر پڑھ لی تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا چاہیے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۲ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۹۲ جلد ۱]

مسئلہ اگر نماز کی حالت میں مردوں کا گریبان کھلا رہے تو اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۸ جلد ۱۰' شامی ص ۴۳۰ جلد اول' امداد الفتاویٰ ج ۲۳۲ جلد ۱]

مسئلہ عورتوں کو دھوتی (ساڑھی وغیرہ) باندھنا اور دھوتی سے نماز پڑھنا درست ہے غرضیکہ پردہ پورا ہونا چاہیئے' دھوتی ہو یا پاجامہ اس کی کچھ خصوصیت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۱ جلد ۴]

(ستر عورت یعنی بدن کا چھپانا خواہ پاجامے سے ہو خواہ ساڑھی دونوں برابر ہیں' یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ یہ غیر مسلموں کا لباس ہے بلکہ ملک کے بعض حصوں میں مسلمان عورتوں کا بھی یہی لباس ہے جس طرح پاجامہ پہننے والے علاقوں میں مسلمانوں کی طرح غیر مسلم بھی بکثرت شلوار

Marfat.com

پہنتے ہیں غرضیکہ جس کپڑے سے بدن چھپ جائے اور ہر اس لباس سے نماز ہو جاتی ہے جسکو پہن کر عام وخاص مجالس میں شرکت کر سکتا ہو۔ [رفعت قاسمی]

مسئلہ قوم نصاریٰ کے مستعمل کپڑوں میں نماز پڑھنے کو جائز لکھا ہے' فقہاء نے سوائے پاجامہ اورازار کے کہ اس کا نجس ہونا بظن غالب ہے اور دھو لینا ہر ایک کپڑے کا احوط ہے خصوصاً ازار و پاجامہ وغیرہ کا دھونا زیادہ ضروری ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۶ جلد ۴ شامی ص ۳۲۴ جلد ۱]

مسئلہ تصویر والے کپڑوں میں نماز اگر جاندار کی تصویر ہے تو نہ ہوگی اگر غیر جاندار کی ہوگی تو نماز ہو جائے گی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۷ جلد اول' ردالمحتار ص ۶۰۵ جلد اول]

مسئلہ نوٹ کرنسی' پاسپورٹ' شناختی کارڈ ویزہ پر تصویر مجبوری اور اضطراری حالت میں ہے' اس کا گناہ ان پر ہوگا جو ایسا قانون بنانے کے ذمہ دار ہیں۔ [شرح نقایہ ص ۱۹۶ جلد اول کبیری ص ۳۵۴]

مسئلہ میلے کپڑوں میں نماز مکروہ نہیں ہے (بشرطیکہ پاک ہوں)۔

[فتاوے دارالعلوم ص ۱۳۹ جلد ۴' ردالمحتار ص ۵۹۹ جلد اول]

مسئلہ روپے' نوٹ اور پوسٹ کارڈ وغیرہ پر تصویر ہوتی ہے' اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی' جیب میں رکھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۴ جلد اول' فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۷ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۰۷ جلد اول]

مسئلہ کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا اور کہنی تک آدھی آستین والے قمیص وشرٹ وغیرہ پہن کر نماز پڑھنا منع ہے اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے' اگر وضو کرتے وقت آستین چڑھائی ہوئی ہو اور جماعت میں شرکت کرنے کے لیے جلدی میں آستین چڑھی ہوئی رہ گئی ہوں تو نماز میں ایک ہاتھ سے آہستہ آہستہ اتارے (تھوڑی تھوڑی) اس طرح نہ اتارے کہ عمل کثیر ہو جائے یعنی دونوں ہاتھ استعمال نہ کرے کہ جس سے معلوم ہو کہ نماز نہیں پڑھ رہا ہے تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ بھی خیال رہے کہ گرمی اور پسینہ کی وجہ سے نماز کی حالت میں آستین چڑھانا عمل کثیر ہے' اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۴۱ جلد ۳' شامی ص ۵۹۹ جلد اول وفتاویٰ رحیمیہ ۲۴۱ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۲ جلد ۱۰]

مسئلہ کہنیاں کھلی ہیں تو نماز ہو جاتی ہے مگر یہ خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے یعنی جب کہ کپڑا موجود ہو' اور اگر نہ ہو تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۰ جلد ۴' عالمگیری ص ۱۰۵ جلد اول]

مسئلہ جیب میں رشوت کے پیسے رکھ کر نماز تو ہو جاتی ہے اور نماز میں کراہت اس وجہ سے نہیں

Marfat.com

ہے کہ رشوت کا گناہ علیحدہ ہے اور اگر کپڑا بدن پر رشوت (حرام کمائی کے روپیہ سے بنا ہوا ہے تو اس سے نماز مکروہ ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۲ جلد ۴] جس طرح مغصوبہ زمین میں نماز مکروہ ہے۔
[ردالمختار ص ۳۸۴ جلد اول]

مسئلہ کوٹ پینٹ میں اگر یہ کپڑے پاک ہوں تو نماز ہو جاتی ہے۔
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴ جلد ۲ بحوالہ ردالمختار ص ۲۷۳ جلد اول]

مسئلہ ریشمی کپڑا اور سونا بے شک مردوں کے لیے حرام ہے اور نماز جوان سے پڑھی گئی وہ صحیح ہے مگر ظاہر ہے کہ جب کہ استعمال ریشم اور سونے کا مردوں کو ہر وقت حرام ہے تو نماز میں بھی حرام ہے مگر چونکہ وہ دونوں ناپاک نہیں ہیں اس لیے نماز ہوگئی۔
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۷ جلد ۴ الاشباہ ص ۱۹۷ جلد اول]

مسئلہ بازاری لٹھا وململ وغیرہ سے نماز درست ہے یعنی نئے کپڑوں سے بغیر دھوئے۔
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۳ جلد ۲ بحوالہ الاشباہ والنظائر ص ۷۵]

مسئلہ اگر تمباکو میں کوئی نجس چیز نہیں ہے تو اس کے پاس رکھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۷ جلد اول]

مسئلہ مذی نجس ہے، جس کپڑے کو مذی لگے گی وہ نجس ہے اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور مقدار درہم اس میں بھی معاف ہے لیکن دھونا اس کا بھی ضروری ہے۔
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۳ جلد ۲ بحوالہ ردالمختار ص ۲۹۱ جلد اول]

مسئلہ نماز میں ٹخنوں سے نیچے پاجامہ (وغیرہ) لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے ثواب سے محروم رہے گا، نماز کے علاوہ بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لیے بڑی وعید آئی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۷ جلد ۴ مشکوۃ شریف کتاب اللباس]

مسئلہ نماز میں بلاضرورت سجدہ میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کرنا خلاف ادب ہے، ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۵ جلد ۴ ردالمختار ص ۵۹۸ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۲۸۲ جلد ۷]

مسئلہ نماز میں بار بار پاجامہ کو اٹھانا اچھا نہیں مگر نماز صحیح ہے۔
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۸ جلد ۴ وہدایہ ص ۱۲۴ جلد اول]

مسئلہ اگر کوئی شخص سجدہ میں جاتے وقت اپنے پاجامے کو اوپر کھینچتا ہے اور سجدہ سے اٹھنے کے بعد اپنی قمیص کے پیچھے کے دامن کو نیچے کرتا ہے تو ایسی حرکت اور عادت یقیناً مکروہ ہے اور بعید

Marfat.com

نہیں کہ فعل کثیر ہو کر مفسد نماز ہو جائے' لہٰذا اس عادت سے احتراز لازم ہے۔[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۷۹ جلد۴] (اگر کبھی اتفاقاً ہو جائے تو کوئی حرج نہیں' عادت بنانا غلط ہے۔
اور اگر عمل کثیر ہو گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ نماز کی حالت میں کرتہ (شرٹ وغیرہ) اور ٹوپی کا نکالنا اور پہننا اگر عمل یسیر سے ہو یعنی ایک ہاتھ سے اور اس طور سے ہو کہ دیکھنے والا اس نمازی کو یہ خیال نہ کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر عمل کثیر سے ہو تو مفسد نماز ہے۔ اور اُزار بند اور تہبند وغیرہ باندھنا بغیر دونوں ہاتھ کے بظاہر دشوار ہے۔ لہٰذا یہ عمل کثیر ہے اور مفسد نماز ہو گا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۰ جلد۴' رد المحتار ص ۵۸۳]

مسئلہ اگر ایک ہاتھ سے درست ہونا ممکن نہ ہو تو نماز کو توڑ کر دونوں ہاتھوں سے تہبند باندھ کر پھر شریک جماعت ہو جائے۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۲ جلد۴]

مسئلہ جوتا اگر پاک ہو یعنی اس کو نجاست نہ لگی ہو یا لگی ہو تو پاک وصاف کر لیا گیا ہو تو دونوں صورتوں میں نماز اس کو پہن کر درست ہے' لیکن چونکہ اس زمانہ میں مساجد میں فرش (چٹائیاں) صفیں وغیرہ ہوتی ہیں اور جوتا پہن کر مساجد میں جانے سے فرش مٹی وغیرہ کے ساتھ ملوث ہونے کا احتمال ہے اور نیز اس میں سوئے ادبی بھی معلوم ہوتی ہے اس لیے مسجد میں جوتا پہن کر نماز نہ پڑھے۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۰ جلد۴ رد المحتار ص ۶۱۵ جلد اول باب احکام المساجد]

مسئلہ اگر جوتا پاک ہے تب بھی یہ احترام مسجد کے خلاف ہے' عیدگاہ میں آ کر گھاس پر نماز پڑھی جائے تو وہاں توسع ہے مگر فتنہ سے بچنا چاہیے۔[فتاویٰ محمودیہ ص ۶۷ جلد ۱۳]

نماز میں کپڑوں اور ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنا؟

سوال امام صاحب نماز شروع کرنے کے بعد اپنا ہاتھ ڈاڑھی اور مونہہ پر پھیرتے رہتے ہیں اور بار بار اپنا کرتہ پائجامہ درست کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب امام کو ایسی فضول حرکتوں سے احتراز کرنا چاہیے ان سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ اور عمل کثیر ہو کر نماز کے فساد کی بھی نوبت آ جاتی ہے' لہٰذا ایسے افعال عبث سے امام اور نمازیوں کو بچنا ضروری ہے۔[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۴ جلد۴' کبیری ص ۳۳۷]

مسئلہ نماز نہایت خشوع وخضوع اور توجہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے بلا ضرورت بدن کھجانا' بدن پر

Marfat.com

ہاتھ پھیرتے رہنا مکروہ تحریمی ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹۰ جلد ۷ واغلاط العوام ص ۵۹]

نماز میں سونے چاندی کا استعمال

مسئلہ مردوں کے لیے نماز وغیرہ میں سونے چاندی کا استعمال ناجائز اور حرام ہے صرف ساڑھے چار ماشہ چاندی کی انگوٹھی پہننے کی گنجائش ہے' سونے کی ناجائز ہے' سونا' چاندی اور اس سے بنے ہوئے زیورات اور روپے سکے جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں' جائز ہے اور اگر گھڑی میں ایک دو پرزے چاندی کے ہوں اور بقیہ دوسری دھات کے ہوں تو حرج نہیں ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۴ جلد اول' آپ کے مسائل ص ۳۱۰ جلد ۳]

ناپاک کپڑے کا نمازی سے لگ جانا؟

سوال ایک شخص اپنے گھر میں نماز پڑھ رہا ہے اس کے قریب ایک کپڑا ناپاک پڑا ہوا ہے' جب رکوع یا سجدہ میں جاتا ہے تو وہ کپڑا اس کے جسم کے حصہ سے چھو جاتا ہے' ایسی صورت میں اس کی نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب حامداً ومصلیاً اگر ایک رکن کی مقدار تک اس کے بدن سے متصل (ملا ہوا) نہیں رہتا ہے بلکہ چھو کر فوراً جدا ہو جاتا ہے تو نماز درست ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۵ جلد ۲]

مسئلہ نمازی کے سامنے جوتے ہوں تو نماز ہو جاتی ہے' جوتوں پر اگر نجاست لگی ہوئی ہو تو ان کو صاف کر کے مسجد میں لانا چاہیے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۸۳ جلد ۳]

مسئلہ اگر بدن یا کپڑے پر اتنی نجاست لگی ہو جو نماز سے مانع ہو تو نماز نہیں ہوگی۔ اگر بھولے سے نماز شروع کر دی اور نماز میں یاد آیا تو فوراً نماز کو چھوڑ دے اور نجاست کو دور کر کے دوبارہ پڑھے۔ اور اگر نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تب بھی دوبارہ نماز پڑھے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۰۸ جلد ۳]

مسئلہ ملازم ہسپتال جبکہ کپڑوں پر ناپاکی کی چھینٹ آتی رہتی ہوں تو ناپاک کپڑے بدل کر دوسرا پاک کپڑا پہن کر نماز پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۱ جلد ۲' رد المحتار ص ۳۷۳ جلد اول]

مسئلہ بعض نادانوں سے جب نماز پڑھنے کے لیے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ کپڑے دھلنے گئے ہیں' جمعہ کے دن آئیں گے جب سے شروع کریں گے اور بعض تو اس سے بھی بڑھ کر ہیں' کہتے ہیں کہ اب کی عید سے شروع کریں گے۔ شاید ان کے پاس کوئی پروانہ آگیا ہے کہ جمعہ یا عید تک یہ زندہ بھی رہیں گے؟ [دواء العیوب ص ۲۳' اغلاط العوام ص ۵۸]

Marfat.com

مسئلہ بعض لوگ نماز ایسے پڑھتے ہیں کہ نہ کپڑے کی خبر کہ ایسا چھوٹا کپڑا (تہبند وغیرہ) باندھتے ہیں کہ رکوع وسجدہ میں ستر (وہ حصہ جسکا چھپانا ضروری ہوتا ہے) کھل جاتا ہے۔ اگر چوتھائی گھٹنا ہی کھل گیا (اور ایک رکن کی مقدار کھلا رہا) تو نماز نہیں ہوگی، مگر اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ [اغلاط العوام ص ۵۹]

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

(۱) مقتدیوں کو چاہیے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنائیں۔ اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جن کو امامت کی لیاقت ہو تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنادیں۔ اور اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے لائق ہے، کسی نالائق کو امام کردیں گے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔ سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ نہ ہو، اور جس قدر قرات مسنون ہے اسے یاد ہو۔

(۲) پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی عمدہ آواز سے اور قرأت کے قواعد کے موافق۔

(۳) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

(۴) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو۔

(۵) پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خلیق ہو۔

(۶) پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوب صورت ہو۔

(۷) پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو۔

(۸) پھر وہ شخص جس کا سر سب سے زیادہ بڑا ہو۔

(۹) پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے۔

(۱۰) پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو۔

(۱۱) پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمّم کیا ہو۔ بہ نسبت اس کے جس نے حدث اکبر سے تیمّم کیا ہو، جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جسمیں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو

Marfat.com

قرآن مجید نہ اچھا پڑھتا ہو۔

⑫ اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لیے زیادہ مستحق ہے اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنا دے' ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انھیں کو استحقاق ہوگا۔[درمختار شامی وغیرہ]

جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنا دے تو پھر مضائقہ نہیں۔ قاضی یا بادشاہ کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔[درمختار وغیرہ]

⑬ بے رضا مندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جاتے ہوں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں۔[درمختار وغیرہ]

⑭ فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے' ہاں اگر خدانخواستہ سوا ایسے لوگوں کے کوئی شخص وہاں نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔[درمختار شامی وغیرہ]

(فاسق وہ شخص ہے جو ممنوعات شرعیہ کا مرتکب ہوتا ہو' مثل شراب خور' چغلخور' غیبت کرنے والے وغیرہ' بدعتی وہ جو ایسا فعل عبادت سمجھ کر کرے جس کی اصل شریعت میں نہ ہو' نہ قرآن مجید سے اس کا ثبوت ہو نہ احادیث سے نہ قیاس سے نہ اجماع سے۔ فاسق اور بدعتی میں فرق یہ ہے کہ فاسق گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتا ہے اور بدعتی گناہ کو عبادت سمجھ کر کرتا ہے لہٰذا بدعتی کا مرتبہ فاسق سے بھی بدتر ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں زیادہ کراہت ہے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

⑮ غلام کا اگرچہ آزاد شدہ ہو اور گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو' اور ولد الزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے' ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم و فضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں' اسی طرح کسی حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر کسی کو کوئی ایسا مرض ہو جس سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے مثل سپید داغ' جذام وغیرہ کے تو ان کا امام بنانا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔

[درمختار' علم الفقہ ص ۹۳ جلد ۲' ہدایہ ص ۷۷ جلد اول' کبیری ص ۳۶۵' شرح نقایہ ص ۸۶]

(ان لوگوں کو امام بنانا اس لیے مکروہ ہے کہ اکثر غلام اور گنوار اور ولد الزنا کو علم دین حاصل

Marfat.com

کرنے کا موقع نہیں ملتا' غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے فرصت نہیں ملتی گنوار کو دیہات میں کوئی ذی علم نہیں ملتا' ولد الزنا کا کوئی تربیت کرنے والا نہیں ہوتا' علاوہ اس کے ان لوگوں کی امامت سے بعض لوگوں کو طبعی تنفر بھی ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ [رفعت قاسمی غفرلہ]

(۱۶) نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے' ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں' پس اگر امام' شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدی کا ہاتھوں کو اٹھانا ضروری نہیں اس لیے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے۔ اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی مذہب قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں۔ ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے' لہٰذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چاہیے۔ [ردالمحتار وغیرہ]

(۱۷) امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو اس کی رعایت کر کے قراءت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قراءت کرنا بہتر ہے۔ تاکہ لوگوں کو حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔ [علم الفقہ ص ۹۳ جلد اول' بخاری ص ۹۷ مسلم ص ۱۸۸ ج ۱]

(حدیث میں آیا ہے کہ امام کو تخفیف اور آسانی کرنا چاہیے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ڈانٹا کیونکہ وہ نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے جس سے ان کی قوم کو تکلیف ہوتی تھی' ایک مرتبہ ایک بچہ کے رونے کی آواز سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں صرف قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پر اکتفا کی تھی کیونکہ ماں اس کی نماز میں تھی۔ [حاشیہ علم الفقہ ص ۹۳ ج ۲]

کیا امامت کے لیے نسب کا لحاظ ضروری ہے

مسئلہ امامت کے لیے ذات پات کا کوئی لحاظ نہیں' افضلیت کا لحاظ ہے' اور یہ کہ جماعت میں کمی نہ آئے اور نمازی منتشر نہ ہوں' پس نمازیوں میں سے جو افضل ہو وہ امامت کا حقدار ہے تاکہ نماز

Marfat.com

صحیح اور کامل ادا ہو جائے اور مقتدی زیادہ سے زیادہ نماز میں شریک ہوں۔ پس کسی ایسی قوم کا آدمی جسکو لوگ ذلیل سمجھتے ہیں' اگر علم اور تقویٰ میں سب سے بڑھا ہوا ہے' اور اس بناء پر لوگ اس کا ادب کرتے ہیں تو بلاشبہ اس کے پیچھے نماز درست ہے' کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں' البتہ اگر اس کے افعال ایسے ہیں کہ جن کی بناء پر وہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل اور بے وقعت ہے تو اس بناء پر اس کو امام بنانا مکروہ ہے کہ لوگ جب اس کی عزت اور وقعت نہیں کرتے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا ہی پسند نہیں کریں گے اور جماعت میں کمی آئے گی۔

افضل کو امام بنانے میں یہ بھی مصلحت ہے کہ لوگ اس کو پسند کر کے شرکت کریں گے اور جماعت بڑھے گی۔ اور افضل امام وہ ہے جو شرعی احکام سے سب سے زیادہ واقف ہو' قرآن شریف تجوید وصحت کے ساتھ پڑھتا ہو' پرہیز گار ہو' صحیح العقیدہ ہو اور اعلیٰ نسب والا ہو حسین وجمیل اور معمر ہو' نسبی شرافت' خوش اخلاق اور پاکیزہ لباس والا' امامت کا زیادہ حقدار ہے کہ لوگ رغبت سے اس کی اقتداء کریں اور جماعت بڑی ہو۔

[فتاوٰی رحیمیہ ص ۲۸ جلد ۳ بحوالہ شرح نقایہ ص ۸۶ جلد اول' تکمیل الایمان ص ۷۸]

مسئلہ بعض جگہ امام ایسے ہیں کہ لوگوں کی نماز فاسد یا مکروہ ہوتی ہے' اور اس میں مقتدی ہی اس خرابی کا سبب ہوتے ہیں یعنی امام کا تقرر کرتے وقت اس کی صلاحیت واہلیت کو نہیں دیکھتے' بلکہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جو سب سے نکما ہوتا ہے اس کو ارزاں سمجھ کر (کم تنخواہ پر) امامت کے لیے تجویز کیا جاتا ہے چاہے اس کو قرآن بھی صحیح پڑھنا نہ آتا ہو' خواہ اس کو مسائل بھی یاد نہ ہوں' کچھ بھی ہو مگر چونکہ سستا ہے اس لیے امام بنا لیتے ہیں۔ [اغلاط العوام ص ۶۹]

(حالانکہ ہر دنیوی کام کے لیے ذی ہنر اور ذی لیاقت کو تلاش کیا جاتا ہے اور خدا کے روبرو جو سب کی طرف سے وکیل وضامن بن کر کھڑا ہوتا ہے وہ چھانٹ کر ایسا سستا رکھا جاتا ہے جس میں نہ کمال اور نہ جمال' نہ علم وعمل' ہائے افسوس' خدا کے یہاں کیا جواب دو گے؟ [محمد رفعت قاسمی]

بقیہ رکعتیں پوری کرنے والے کی اقتداء نہ کی جائے

مسئلہ امامت کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کا مقتدی ہو وہ خود امامت نہ کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص نماز عصر کی جماعت میں اس وقت شریک ہوا جب امام آخری رکعتوں کے دو سجدے کر رہا تھا' امام نے سلام پھیر دیا اور یہ شخص اپنی

Marfat.com

بقیہ رکعتیں پوری کرنے کے لیے کھڑا ہوا' اتنے میں ایک اور شخص آیا اور نماز عصر کی نیت کر کے اس مقتدی کے ساتھ جو اپنی رہی ہوئی رکعتیں پوری کر رہا تھا' کھڑا ہو گیا (اس مقتدی کو اپنا امام بنا لیا اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگا) تو اس دوسرے شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔

مسئلہ کسی بھی مسبوق (یعنی کچھ رکعت ہونے کے بعد شامل ہونے والے) کی اقتداء صحیح نہیں ہے' خواہ امام کے ساتھ ایک رکعت میں شریک ہوا ہو یا اس سے کم میں' ہاں یہ شکل تو ہو سکتی ہے کہ مسجدوں میں نمازیوں کا اژدہام (بھیڑ) ہے اور کوئی شخص آ کر آخر صفوں میں شامل جماعت ہوا' دور ہونے کی وجہ سے اسے امام کی حرکات کی خبر نہیں' لہٰذا وہ مقتدیوں میں سے کسی کی پیروی کرنے لگا تا کہ جو رکعتیں جاتی رہی ہیں ان کو یاد کر لے لیکن یہ پیروی اقتداء کی نیت سے نہ ہو تو دونوں کی نماز صحیح ہوگی کیونکہ وہ دونوں اپنے سابق امام کے ساتھ منسلک متصور ہوں گے۔

[کتاب الفقہ ص ۲۵۹ جلد اول]

(اور اگر یہ پیروی اقتداء کی نیت سے ہوگی تو نماز نہ ہوگی۔[محمد رفعت قاسمی]

امام رکھنے کی گنجائش نہیں تو کیا کریں؟

سوال اگر کسی شہر میں مسجدوں کی کثرت ہو اور نمازی کم ہوں' ہر ایک مسجد میں امام مقرر کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں' اگر متصل محلہ والے مل کر ایک مسجد میں امام مقرر کر لیں اور دیگر مساجد چھوڑ کر ایک مسجد میں با جماعت امام مذکور کے پیچھے نماز ادا کریں تو کیا حکم ہے؟

جواب بہتر یہ ہے کہ حتیٰ الوسع سب مسجدوں کو آباد کریں اور تھوڑے تھوڑے نمازی سب مسجدوں میں نماز پڑھیں' بحالت مجبوری جیسا موقع ہو کریں۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۶۷ جلد ۳ بحوالہ رد المختار ص ۶۱۷ جلد اول باب المساجد]

جب کوئی مقتدی نہ پہنچے تو امام کے لیے حکم

مسئلہ امام مقرر تنہا مقتدی کے نہ آنے کی وجہ سے نماز پڑھ سکتا ہے اور اس صورت میں ترک جماعت کا گناہ امام پر نہیں ہے بلکہ جب کوئی نہ آئے تو امام صاحب اذان و اقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھ لیا کریں۔ اس میں جماعت کا ثواب ان کو حاصل ہوگا اور مسجد کا بھی حق ادا ہوگا۔

مسئلہ اذان کہہ کر اسی مسجد میں اس کو نماز پڑھنی چاہیے۔ دوسری مسجد میں جماعت کے لیے نہ

Marfat.com

جانا چاہیے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴ جلد ۳]

مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا؟

مسئلہ مسجد میں لوگ نماز اور وظائف وغیرہ میں مشغول نہ ہوں تو سلام کرے اور اگر مشغول ہوں یا مسجد میں کوئی نہ ہو تو داخل ہوتے وقت یہ کہے۔ السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ الصالحین [فتاویٰ عالمگیری ص جلد ۵] اور اگر بعض فارغ ہو کر بیٹھے ہوں تو اگر فارغین اتنے دور ہوں کہ ان کو سلام کرنے سے یا ان کے سلام کے جواب سے ان مشغولین کو حرج نہ ہوتا ہو تو سلام کی اجازت ہے۔ ورنہ نہیں۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۱۳ جلد ۲]

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت کی دعا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی جب مسجد میں داخل ہونے لگے تو اس کو چاہیے کہ یہ دعاء پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ اور جب مسجد سے نکلے تو یہ دعاء پڑھنی چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ [مظاہر حق ص ۶۰۴ جلد اول]

تارک جماعت کا گھر جلانا

مسئلہ حدیث شریف میں تہدیداً بے شک ایسا وارد ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ جو لوگ نماز میں نہیں آتے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں، لیکن عورتوں اور بچوں کی وجہ سے ایسا نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب آگ لگانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے بھی آگ نہیں لگائی۔

ترک جماعت پر عمداً مواظبت کرنا بلا عذر گناہ کبیرہ اور موجب فسق ہے لیکن ایک دو مرتبہ اتفاقاً اگر جماعت چھوٹ گئی تو یہ گناہ کبیرہ نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۸ جلد ۳ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۹۵ جلد اول، ردالمحتار ص ۵۱۵ جلد ا باب الامامت]

مسئلہ بلا عذر شرعی مسجد کی نماز چھوڑ کر گھر پر ہی پڑھنا بہت بڑی محرومی ہے اور اسلام کے بڑے شعار کو ترک کرنا ہے۔ حدیث شریف میں اس پر سخت وعید ہے، ایک حدیث میں اس کی نماز کو نا قابل اعتبار قرار دیا گیا ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۶ جلد ۲ بحوالہ ابوداؤد شریف ص ۸۱ جلد اول]

Marfat.com

امام کی عداوت کی وجہ سے ترک جماعت؟

سوال مؤذن جس کا یہ اعتراض ہے کہ پیش امام کو مجھ سے عداوت ہے‘ اسی وجہ سے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اور اس کی اذان مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب یہ عذر ترک جماعت کا شرعاً لغو اور غلط ہے اور ترک جماعت کی عادت کر لینا اور ہمیشہ ترک جماعت کرنا موجب فسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے اور اعادہ (لوٹانا) اس کا مستحب ہے [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۵ جلد ۳ بحوالہ شامی ص ۶۵ ج ۱] (اگرچہ اس کی نماز جو علیحدہ بغیر جماعت کے پڑھتا ہے جائز ہوتی ہے مگر جماعت کے ثواب سے محروم رہتا ہے اور جماعت کے چھوڑنے کا گناہ الگ ہے۔ [رفعت]

مسئلہ کتب فقہ میں ہے کہ اگر امام بے قصور ہو تو مقتدیوں کی ناراضگی کا اثر نماز میں کچھ نہیں‘ امام کی نماز بلا کراہت درست ہے اور گناہ مقتدیوں پر ہے۔ اور اگر امام قصوروار ہے اور اس وجہ سے مقتدی ناخوش ہیں تو امام کے اوپر مواخذہ ہے اس کو امام ہونا مکروہ ہے اور مورد حدیث ((مَنْ تَقَدَّمَ قومًا)) الخ اگر وہی امام ہے جس کے اندر خلل و نقص ہو ورنہ مقتدی گناہ گار ہیں کہ بے وجہ ناراض ہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۴ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۲۴ جلد اول]

نماز کب توڑنا جائز ہے؟

مسئلہ نماز کا توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے‘ کبھی مستحب اور کبھی مباح اور کبھی واجب‘ اور اگر کوئی عذر نہ ہو تو نماز توڑنا حرام ہوگا اور جماعت میں ملنے کے لیے توڑنا مستحب‘ اور مال ضائع ہو رہا ہو تو نماز کی نیت توڑنا مباح ہے‘ اور جان بچانے کے لیے نماز کی نیت توڑنا واجب ہے۔

[درمختار ص ۶۴۹ جلد اول]

محلّہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو تو؟

سوال محلّہ کی مسجد میں جماعت کا انتظام نہیں ہے تو دوسرے محلّہ کی مسجد میں نماز با جماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اپنے محلّہ کی مسجد کا حق زیادہ ہے۔ پس اس شخص کو اپنے محلّہ کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد

Marfat.com

میں نہیں جانا چاہئے۔ شامی میں ہے کہ اپنے محلہ کی مسجد میں اگر تنہا بھی نماز پڑھنی پڑے تو وہیں اذان کہہ کر نماز پڑھے اور اس کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جائے۔ ((لان له حقا عليه فهو يؤديه الخ)) [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۱۷ جلد اول]

اپنی مسجد ویران ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو چلا جائے۔ [محمد رفعت قاسمی]

مسئلہ اگر پاس دو مسجدیں ہوں تو قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہیے کہ اس مسجد کا (جو بالکل قریب ہو) ان پر حق ہے اور ثواب بھی اس میں زیادہ ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۱ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۱۷ جلد اول' کتاب الفقہ ص ۴۶۲ ج ۱]

مسجد میں جماعت نہ مل سکے تو کیا کرے؟

مسئلہ ایک مسجد میں اگر جماعت ہو چکی ہو تو اگر امید دوسری مسجد میں جماعت کے ملنے کی ہو تو دوسری مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے اور موجب ثواب ہے' سلف میں اکابر امت ایسا کیا کرتے تھے کہ ایک مسجد میں جماعت ہو چکی ہو تو دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش میں جاتے تھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۶۵ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۱۸ ج ۱' علم الفقہ ص ۹۸ جلد ۲ و امداد الاحکام ص ۵۰۰ جلد اول]

مسئلہ مسجد پہنچ کر معلوم ہوا کہ جماعت ہو چکی ہے تو دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش میں جانا واجب نہیں ہے۔ (اگر) جانا چاہے تو جا سکتا ہے منع نہیں ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۲۲ جلد ۴ بحوالہ مسائل ارکان ص ۵۵ و آپ کے مسائل ص ۲۴۳ ج ۳]

شیعہ کا سنیوں کی جماعت میں شرکت کرنا

مسئلہ جماعت میں اگر کوئی شیعہ درمیان میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو سنیوں کی نماز میں اس صورت میں کچھ نقصان اور خلل نہ ہوگا' لیکن آئندہ اس رافضی سے کہہ دیں کہ یا تو وہ اپنے مذہب سے توبہ کرے' ورنہ مسلمانوں کی جماعت میں نہ آیا کرے' اور اس کو اپنے قبرستان میں دفن نہ کریں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۶۲ جلد ۳]

مسئلہ سنی شیعہ کی مساجد میں اور شیعہ سنی کی مساجد میں نماز ادا کر سکتے ہیں نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۹۸ جلد ۴ مشکوٰۃ' ۵۱۲ ص جلد اول]

Marfat.com

مسئلہ کوڑا کرکٹ پھینکنے یا ذبح کرنے کی جگہ پر نیز عام گذرگاہ نہانے کی جگہ اور اونٹوں (عام جانوروں) کو پانی پلانے کی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ نجاست سے محفوظ رہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۴۰ جلد اول]

مسجد کی جماعت میں کیسے لوگ شریک نہ ہوں

مسئلہ جو شخص کہ حفظ امن میں خلل انداز ہو اور باعث شر و فساد ہو اور نمازیوں کو تکلیف دہ اور ایذاء رساں ہو اور اس کا فعل موجب اشتعال ہو اس کو جماعت سے روکنا قانون شرع کے مطابق ہے۔ حدیثیں اور آثار اور اقوال فقہاء اس پر صاف دلالت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کچا لہسن پیاز کھانے والوں کو مسجد سے روک دیا بلکہ مسجد سے نکال دیا۔ نیز آپ ﷺ نے ان عورتوں کو جو خوشبو لگائے ہوئے ہوں مسجد میں آنے سے بخوف فتنہ منع کر دیا۔ نیز آپ ﷺ نے ان لوگوں کے حق میں جو نمازی کے سامنے سے چلے جائیں جس سے نماز کے خشوع و خضوع میں فرق آنے کا احتمال ہے اگرچہ نماز نہیں جاتی۔ فرمادیا "روکو"

نیز آپ ﷺ نے اس شخص کو جس نے مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیا تھا امامت سے معزول کر دیا اور اس کو خدا اور رسول کا موذی قرار دیا تھا۔

فقہاء نے بھی تصریح کی ہے کہ کچی لہسن و پیاز کھانے والوں کو اور ایسے ہی گندہ ذہن (منھ کے مریض) اور جذامی اور مبروص اور ماہی فروش کو اور کل (ہر ایک) موذی کو اگرچہ وہ زبان سے ایذاء پہنچاتا ہو مسجد میں آنے سے روک دینا چاہیے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۵۵ جلد ۳ بحوالہ مسلم شریف ص ۲۰۹ اول و مشکوۃ شریف ص ۹۶ جلد ۱]

مسئلہ گندہ ذہنی کا مریض جماعت میں شریک نہ ہو تنہا علیحدہ نماز پڑھے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۳۴ جلد ۳ رد المحتار ص ۶۱۹ جلد اول]

مسئلہ جذامی کے لیے حکم یہی ہے کہ وہ مسجد میں نہ آئے اور جماعت میں شریک نہ ہو اور گھر میں نماز پڑھے پس جماعت کے چھوڑنے میں اس پر کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ اس کو یہی حکم ہے اور جماعت میں شریک ہونا اس کے لیے مکروہ ہے اور گناہ ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۴۱ جلد ۳ بحوالہ در مختار ص ۶۱۹ جلد اول]

مسئلہ جذامی سے جمعہ و جماعت ساقط اور معاف ہے اسی وجہ سے کہ وہ مسجد میں نہ آئے۔ پس جذامی کو چاہیے کہ وہ جماعت میں شریک نہ ہو اور جو لوگ جذامی شخص سے علیحدہ رہیں اور احتراز

Marfat.com

کریں ان پر کچھ ملامت نہیں ہے کہ جذامی سے بھاگنے اور بچنے کا حکم رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۵ جلد ۳]

مسئلہ مجذوم کو گھر پر نماز پڑھنے میں بھی جماعت کا ثواب ملے گا جبکہ وہ جماعت کا شوق دل میں رکھتا ہو۔ [امداد الاحکام ص ۵۰۴ جلد اول]

مسئلہ مسلمان حلال خور (بھنگی) مسجد میں با جماعت نماز ادا کر سکتے ہیں اور مسجد کی حوض سے وضو بھی کر سکتے ہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۸ جلد ۳]

(مسجد آتے وقت اتنا لحاظ رہے کہ صاف ستھرا اور پاک لباس جسم پر اور جسم بھی پاک صاف ہو نجاست اور بدبو نہ جسم پر ہو اور نہ لباس پر ہو۔ اور یہ سب ہی کے لیے ضروری ہے۔ عام مسلمان نمازیوں کی طرح یہ لوگ بھی ہیں، جس طرح اور عاقل بالغ مسلمانوں پر جماعت کی شرکت واجب ہے، ان نومسلم بھنگیوں وغیرہ پر بھی واجب ہے۔ [محمد رفعت قاسمی]

جس کو جماعت نہ ملے وہ نماز کہاں پڑھے؟

سوال جس شخص کو نماز جماعت سے نہیں ملی، اس کو مسجد میں اپنے فرض پڑھنا افضل ہے یا مکان میں؟

جواب اگر مسجد سے باہر جماعت ہو سکے تو یہ افضل ہے، ورنہ فرائض کے لیے مسجد ہی افضل ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۴ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۳۶۷ جلد ۱]

مسئلہ اگر کبھی اتفاق سے مسجد میں جماعت نہ ملے گھر پر عورتوں بچوں کو شامل کر کے جماعت کر لے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ مردوں کو گھر پر جماعت نہ کرنی چاہیے بلکہ مسجد میں آئیں اور شریک جماعت ہوں، اگر کبھی اتفاق سے جماعت نہ ملی تو بصورت مذکور گھر پر کریں، یہ نہیں کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں پر جماعت کرنا سنت ہے۔ ایسا نہیں ہے۔
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۴ ج ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۱۸]

مسئلہ مکان میں تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے محلہ کی مسجد کی اذان و اقامت کافی ہے، لیکن کہنا بہتر ہے، مگر عورتوں کے لیے مکروہ ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶ ج ۳ نور الایضاح ص ۶۱]

جماعت سے الگ جو نماز پڑھے؟

سوال جماعت ہو رہی ہو اور کوئی شخص بوجہ مخاصمت (لڑائی) امام، جماعت میں شامل نہ ہو اور

Marfat.com

جماعت کے ہوتے ہوئے اپنی نماز الگ پڑھے تو نماز اس کی ہوگی یا نہیں؟

جواب نماز ہوگئی مگر وہ شخص گنہگار ہوگا اور فاسق ہوا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۷ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۱۶ جلد اول باب الامامت]

تنہا شخص نماز گھر میں پڑھے یا مسجد میں؟

سوال زید مسجد میں اکیلا نماز پڑھتا ہے اور بکر گھر میں نماز پڑھتا ہے' دونوں کے ثواب میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

جواب جو شخص مسجد کی جماعت کی نماز چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھنے کا عادی ہے اور ترک جماعت پر مصر ہے وہ فاسق ہے' احادیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "اگر بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دیتا جو مسجد میں آ کر جماعت سے نماز نہیں پڑھتے۔ پس جو شخص مسجد میں آ کر اکیلا نماز پڑھا کرے اور جماعت کا خیال نہ کرے اور اپنی عادت ترک جماعت کی کرے یا گھر میں اکیلا نماز پڑھنے کا عادی ہو اور ترک جماعت کرتا ہو' دونوں فاسق اور دونوں مرتکب امر حرام کے ہیں۔ ان میں سے کس کو کہہ دیا جائے کہ زیادہ ثواب فلاں کو ہے اور فلاں کو نہیں' دونوں ہی گنہگار ہیں۔ دونوں کو یہ لازم ہے کہ جماعت کی پابندی کریں' نہ گھر میں تنہا نماز پڑھیں اور نہ مسجد میں بغیر جماعت کے پڑھیں۔ مجبوری سے اتفاقاً جماعت فوت ہو جائے (چھوٹ جائے) تو یہ دوسری بات ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۱ جلد ۳ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۹۷ جلد اول باب الجماعۃ وغنیہ ص ۴۷۴]

گھر پر مستقل جماعت کرنا؟

مسئلہ دائمی طور پر مسجد کو چھوڑ کر اپنے گھر پر باقاعدہ جماعت کا انتظام کرنا جائز نہیں ہے اور ترک جماعت مسجد دائمی طور سے معصیت ہے اور اصرار اس پر فسق ہے ایسے شخص کی شہادت بھی قبول نہیں ہوتی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۱۸ جلد اول]

ناجائز کمائی سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا؟

مسئلہ زانیہ کی بنائی ہوئی مسجد حکم مسجد میں ہوگئی۔ یہاں تک کہ ورثاء کا حق اس سے منقطع ہوگیا

Marfat.com

اوراس میں کسی کا تصرف خلاف وقف نا جائز ہو گیا' نہ اس کو ڈھا سکتے ہیں نہ اس کو بیچ کر دوسری مسجد میں اس کی قیمت لگا سکتے ہیں' لیکن اس میں نماز پڑھنے سے ثواب کامل نہ ملے گا' گو فرض ذمے سے ساقط ہو جائے گا۔ [امداد الاحکام ص ۴۴۱ جلد ا]

مسئلہ اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے اور گھر میں تنہا پڑھنے سے جماعت کے ساتھ اس مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۷۵ جلد ۳]

مسئلہ غصب کی ہوئی زمین میں نماز ہو جاتی ہے' مگر جانتے ہوئے بغیر مجبوری کے اس جگہ نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں ہے' اس لیے مالک سے اجازت حاصل کر لی جائے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۵ جلد ۴' عالمگیری ص ۶۹ جلد الطحطاوی ص ۲۰۹ جلد اول]

مسجد کے دور ہونے پر جماعت کا حکم

مسئلہ بازار اگر ایک میل کی مقدار میں وسیع ہو اور اس میں صرف ایک مسجد ہو تو سب پر نماز جماعت سے پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ مگر جن کو کوئی عذر ایسا ہو جیسے بیماری یا بارش یا سردی شدید وغیرہ ہو تو ان کو ترک جماعت درست ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶ جلد ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۷۷ جلد ا]

افطار کی وجہ سے دیر میں جماعت کرنا؟

سوال مسجد میں مغرب کی اذان کے ساتھ روزہ افطار کر کے کھانے پینے لگتے ہیں جس میں اکثر لوگ تو نیچے بیٹھ کر روزہ افطار کرتے ہیں' اذان ہونے کے دس منٹ بعد کا وقفہ کر کے جماعت کھڑی ہوتی ہے' اور بعض حضرات چھت پر افطار کرتے ہیں' مگر چھت والے جماعت میں شریک نہیں ہوتے' جب نیچے جماعت ہو جاتی ہے تب چھت والے دوسری جماعت کرتے ہیں' یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب بہتر یہ ہے کہ جماعت اولیٰ میں شامل ہوں اور جماعت کے ہوتے ہوئے کھانے پینے میں مشغول نہ ہوں' الا بضرورۃ شدیدہ۔ اور نیچے والوں کو چاہیے کہ کچھ اور وقفہ (مکروہ وقت نہ ہو) کر دیں تا کہ سب لوگ باطمینان کچھ کھا کر شامل جماعت ہو جائیں۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۷ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۱۶ جلد اول باب الامامت]

مسئلہ جماعت میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ وقت مکروہ نہ ہو اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو

Marfat.com

تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۷ جلد ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۵۳ جلد اول]

مسئلہ فقہاء نے لکھا ہے کہ بعض مواقع میں کسی شریر شخص کی بھی امام رعایت کر سکتا ہے جب اس سے کسی فساد کا اندیشہ ہو۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۶۸ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۳۷۲ جلد اول]

جس مسجد میں امام و مؤذن متعین نہ ہوں؟

مسئلہ ایسی مسجد میں جس میں امام و مؤذن و جماعت متعین نہ ہو جماعت ثانیہ جائز ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۱ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۱۶ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۵ ج ۱۴]

مسئلہ مسجد میں جماعت ہو جانے کے بعد مکان یا جنگل میں جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے' جنگل میں یا مکان میں اذان و تکبیر کہنا افضل ہے' صرف تکبیر کہنا بھی کافی ہے۔ مکان میں نماز پڑھیں تو اس محلہ کی مسجد میں جو اذان ہو گئی ہے وہی کافی ہے۔ (اگر جماعت کرنی ہے تو) صرف تکبیر کہہ لے۔ مسجد کے فرش کے بیچ میں جو حوض ہے یا مسجد کی چھت' سب مسجد کے حکم میں ہیں بلبل کوٹھری وضو خانہ وغیرہ جو خارج ہیں ان میں جماعت ثانیہ جائز ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۲ جلد ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۵۲ جلد اول و امداد الفتاویٰ ص ۳۶۲ جلد اول و امداد الاحکام ص ۴۹۷ جلد اول]

جماعت کے لیے عورتوں کا جانا؟

مسئلہ اس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے سے عورتوں کا جماعت میں شریک ہونے کے لیے مسجد و عیدگاہ میں جانا ممنوع و مکروہ ہے۔ صحابہ کے زمانے ہی میں یہ ممنوع ہو چکا تھا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۹ جلد ۳ بحوالہ مسلم شریف ص ۱۸۳ جلد اول باب خروج النساء الی المساجد]

گھر میں عورتوں کے ساتھ جماعت کرنا؟

مسئلہ عورتوں کی جماعت تنہا مکروہ تحریمی ہے' لہٰذا عورتوں کی جماعت نہ کریں۔ یعنی اس طرح کہ امام بھی عورت ہو' جماعت نہ کریں' اگر کبھی اتفاق سے مسجد میں جماعت نہ ملے' گھر پر عورتوں کو شامل کر کے جماعت کر لیں' یہ نہیں کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں پر جماعت کرنا سنت ہو' ایسا نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ شامی نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ ایک قوم میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے' مسجد میں آئے تو جماعت ہو چکی تھی' اس وقت آپ ﷺ

نے اپنے مکان میں اہل وعیال کو جمع کر کے نماز باجماعت ادا فرمائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ گھر میں جماعت کرنا ایسی حالت میں ہے کہ مسجد میں جماعت نہ ملے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۴ جلد ۳ بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۹۵ جلد اول ' ردالمحتار ص ۵۱۸ جلد اول]

مسئلہ شوہر اور بیوی اگر اپنی الگ الگ نماز پڑھتے ہیں تو کوئی کراہت نہیں اس میں ایک فٹ کا یا کم وبیش فاصلہ بھی کوئی شرط نہیں ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۲۴ ج ۳]

مسئلہ اپنی عورت اور محرم عورت کے ساتھ جماعت جائز ہے وہ پیچھے کھڑی ہو جائے محرم عورت کو پردہ میں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں' اگر جماعت کرنی ہو تو عورت برابر میں کھڑی نہ ہو' بلکہ اس کو الگ صف میں پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۲۸ جلد ۳]

تصویر والے مصلے پر نماز پڑھنا؟

مسئلہ جائے نماز پر خانہ کعبہ کی تصویر ہے تو ان پر نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے' نہ ان پر کپڑا چڑھانے کی ضرورت ہے نہ ان کو فروخت کرنے کی ضرورت ہے' اس تصویر سے خانہ کعبہ کی تعظیم میں بھی فرق نہیں آتا' کیونکہ تصویر کا حکم عین شے کا حکم نہیں ہوتا۔ دوسرے خانہ کعبہ میں جب نماز پڑھی جاتی ہے تو وہاں بھی زمین کا پیروں کے نیچے ہونا بطریق اولیٰ تعظیم کے منافی ہوگا۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۱۱۱ جلد ۷ بحوالہ غنیۃ ص ۳۱۴]

جماعت میں صف بندی کیوں؟ نماز کے لیے جو اجتماعی نظام ''جماعت'' کی شکل میں تجویز کیا گیا ہے' اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ طریقہ تعلیم فرمایا ہے کہ ''لوگ صفیں بنا کر برابر برابر کھڑے ہوں۔''

ظاہر ہے کہ نماز جیسی اجتماعی عبادت کے لیے اس سے زیادہ حسین وسنجیدہ اور اس سے بہتر کوئی صورت نہیں ہو سکتی' پھر اس کی تکمیل کے لیے آپ نے تاکید فرمائی کہ صفیں سیدھی ہوں' کوئی شخص ایک انچ نہ آگے ہو اور نہ پیچھے پہلے اگلی صف پوری کر لی جائے' اس کے بعد پیچھے کی صف شروع کی جائے۔ بڑے اور ذمہ دار اور اصحاب علم وفہیم اگلی صفوں میں اور امام سے قریب جگہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چھوٹے بچے پیچھے کھڑے ہوں اور اگر عورتیں جماعت میں شریک ہوں تو ان کی صف سب سے پیچھے ہو۔ امام سب سے آگے اور صفوں کے درمیان میں کھڑا ہو۔

ظاہر ہے کہ ان سب باتوں کا مقصد جماعت کی تکمیل اور اس کو زیادہ مفید اور موثر بنانا

Marfat.com

ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود بھی ان باتوں کا عملاً اہتمام فرماتے اور وقتاً فوقتاً امت کو بھی ان کی ہدایت وتلقین فرماتے اور ان کا ثواب بیان فرما کر ترغیب دیتے' نیز ان امور میں لاپرواہی کرنے والوں کو سخت تنبیہ فرماتے اور اللہ کے عذاب سے ڈراتے تھے۔ [معارف الحدیث ص ۲۰۴ جلد ۳]

رکعت چھوٹنے کی وجہ سے صف سے دور نیت باندھنا؟

سوال امام رکوع میں ہو اب اگر بعد میں آنے والا شخص صف تک پہنچ کر نماز شروع کرتا ہے تو رکوع نہیں ملتا تو ایسی صورت میں صف سے دور کھڑے رہ کر تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھ لے تو کوئی حرج تو نہیں؟

جواب صف میں جگہ ہونے کے باوجود صف سے دور الگ کھڑے رہنا مکروہ ہے صف تک پہنچ کر نماز شروع کرے چاہے رکعت نکل جائے اس لیے کہ فضیلت حاصل کرنے کی بہ نسبت مکروہ سے بچنا اولیٰ ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۶ جلد ا کبیری ص ۵۷۵]

مسئلہ مسجدوں میں شیشے کی کھڑکیاں اور دروازے ہوتے ہیں کہ جن میں نمازی کو اپنا عکس نظر آتا ہے اگر اس سے نمازی کی توجہ منتشر ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۳۱۲ جلد ۳]

صف میں جگہ نہ ہو تو پیچھے کہاں کھڑا ہو؟

سوال اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو پیچھے کہاں کھڑا ہو؟ درمیان میں یا کونے میں؟

جواب صف میں جگہ نہ ہو تو امام کے رکوع کرنے تک انتظار کرے' اگر کوئی آجائے تو اس کے ساتھ امام کی سیدھ میں صف کے پیچھے کھڑا ہو جائے' اگر کوئی نہ آئے تو تنہا ہی امام کی سیدھ میں کھڑا ہو جائے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۶ جلد ا بحوالہ شامی ص ۵۳۱ جلد اول' امداد الاحکام ص ۵۴۲ جلد اول]

مسئلہ جو نمازی دیوار کے پاس ہوتا ہے تو جب رکوع میں جاتا ہے تو سرین (کولھے) دیوار سے لگتے ہیں اس لیے تھوڑا سا آگے کو بڑھنا پڑتا ہے اور اٹھتے وقت تھوڑا سا پیچھے کو ہٹنا پڑتا ہے جگہ کی تنگی کی وجہ سے اتنی قلیل حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۸ جلد ۱۰]

تجارت کی وجہ سے ترک جماعت؟

سوال زید تاجر ہے اپنے نوکر یا کسی ساتھی پر اپنے کاوبار کا اعتماد نہیں کر سکتا کہ وہ ان لوگوں پر

Marfat.com

چھوڑ کر مسجد میں جماعت سے نماز ادا کرنے جائے اگر جاتا ہے تو خیالات منتشر ہوتے ہیں تو کیا حکم ہے کہ وہ دوکان پر نماز پڑھے یا مسجد میں جائے۔ اس لیے کہ مسجد میں جانے میں بہت تکلفات کرنے پڑتے ہیں۔

جواب اگر اندیشہ نقصان کا ہے اور دوکان بند کرنا دشوار ہے تو وہ شخص دوکان پر نماز پڑھ لے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۶۳ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۹ جلد ۱]

مشق کے لیے بچوں کی جماعت کرانا؟

مسئلہ بچوں کو اگر بطور تعلیم نماز کی مشق کرائی جائے اور وہ جماعت کرتے ہیں تو ان کی جماعت (امام کے) مصلے سے (محراب سے) علیحدہ کرائی جائے اور وہ تکبیر بھی کہیں۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۶۱ جلد ۳]

صف اول کس کو کہتے ہیں؟

سوال صف اول کس کو کہتے ہیں؟ اگر جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایک صف آگے بڑھا دی جائے اور وہ منبر کی وجہ سے منقطع ہو جائے' اور مقتدی امام کے قریب دائیں بائیں کھڑے ہوں تو یہ صف صف اول ہوگی یا اس کے پیچھے والی صف' صف اول ہوگی' اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے اس طرح صف بنانا درست ہے یا نہیں؟

جواب صف اول وہ ہے جو امام کے قریب ہو' مؤذن اقامت کے لیے امام کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے' اس کے ساتھ نمازیوں کی جو صف ہے وہ صف اول ہی شمار ہوگی پیچھے جماعت خانہ اور صحن میں اور اوپر بھی جگہ نہ ہو تو نمازیوں کو امام کے قریب ہو جانا بلا کراہت درست ہے (جبکہ ایڑی امام کی ایڑی کے پیچھے ہو) جگہ ہوتے ہوئے امام کے ساتھ صف بنا لینا مکروہ تحریمی ہے (کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ) ایک سے زائد مقتدی ہوں تو وہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔ لہذا اگر دو مقتدی ہوں اور امام ان کے درمیان کھڑا رہا تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زائد ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔ [در مختار مع شامی ص ۵۳۱ جلد اول] نیز مقتدیوں کے امام کے ساتھ کھڑے ہونے میں جماعت نساء (عورتوں کی جماعت کے) ساتھ مشابہت لازم آتی ہے' یہ بھی ایک وجہ کراہت ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۳۶ جلد ۴]

Marfat.com

زبردستی صف اول میں گھس جانا؟

مسئلہ جب نمازی مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادے سے جائے تو شروع ہی سے پہلی صف میں جہاں جگہ ملے بیٹھے۔ آگے کی صفوں میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے بیٹھنا اور بعد میں دھکے بازی کر کے پہلی صف میں گھس جانا نمازیوں کو تکلیف پہنچانا ہے اور یہ حرکت نازیبا اور سخت مکروہ ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۳۴ ج ۴]

بالغ، کم عقل کا صف اول میں کھڑا ہونا؟

مسئلہ جو بالغ لڑکا پاگل کی طرح ہو نماز کی عظمت نہ سمجھتا ہو ناپاکی کا خیال نہ کرتا ہو اور نماز میں بے جا حرکتیں کرتا ہو جس کی وجہ سے نمازیوں کو تشویش ہوتی ہو تو اس کو بالغوں کی صف میں کھڑے ہونے سے روکا جائے اور اگر کھڑا ہو گیا ہو تو اس کو پیچھے کیا جا سکتا ہے' فقہاء نے ایسے شخص کو بچے کے حکم میں داخل کیا ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۳۵ جلد ۴ بحوالہ شامی ص ۵۴۱ جلد ۱ باب الامامت]

تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک ہے؟

مسئلہ پہلی رکعت کے رکوع تک شامل ہو جانے سے تکبیر اولیٰ کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۰ جلد ۳ بحوالہ شامی ص ۳۵۲ جلد اول' امداد الفتاویٰ ص ۱۸۵ جلد اول]

مسئلہ تکبیر اولیٰ کی فضیلت اس شخص کے لیے ہے جو امام کے تحریمہ کے وقت موجود ہو' بعض نے اس میں زیادہ وسعت دی ہے کہ جو شخص قراءت شروع ہونے سے پہلے شریک ہو جائے اور بعض نے مزید وسعت دی ہے کہ جو قراءت ختم ہونے سے پہلے شریک ہو جائے اس کو بھی فضیلت حاصل ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۹۴ جلد ۳]

نماز میں مونڈھے نرم کرنا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے مونڈھے نماز میں نرم رہیں۔

تشریح: نماز میں نرم مونڈھے کی توضیح وتشریح میں علماء نے بہت کچھ لکھا ہے مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جماعت میں اس طرح کھڑا ہو کہ صف برابر نہ ہوئی اور پیچھے سے اگر کوئی شخص آ کر اس کا مونڈھا پکڑ کر اسے سیدھا کھڑا ہو جانے کے لیے کہے تو وہ ضد وہٹ دھرمی اور تکبر نہ کرے بلکہ

اس شخص کا کہنا مان لے اور سیدھا کھڑا ہو کر صف برابر کرلے۔

دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ اگر کوئی شخص صف میں آ کر کھڑا ہونا چاہے اور جبکہ صف میں جگہ بھی ہو تو اسے منع نہ کرے بلکہ صف میں کھڑا ہو جانے دے۔ اس کے تیسرے معنی یہ بھی ہو سکتے کہ مونڈھوں کو نرم رکھنا نماز میں خشوع وخضوع اور سکون ووقار کے لیے یہ کنایہ ہے یعنی نماز میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو نہایت خاطر جمعی اور اطمینان ووقار کے ساتھ نماز پڑھتا رہے۔

[مظاہر حق ص ۶۷ جلد ۲]

(پہلے زمانہ میں مساجد میں صفوں کا اہتمام نہیں ہوا کرتا تھا بغیر مصلے کے جماعت ہوتی تھی جس سے صفیں ٹیڑھی ہو جایا کرتی تھیں۔ اب ماشاء اللہ چھوٹی سے چھوٹی مسجد میں صحیح صفیں بچھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لیے اب امام اور مقتدیوں پر یہ ذمہ داری ہے کہ صفوں کے سیدھے پن کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ اس کا خیال رکھیں کہ کندھے سے کندھے ملانا ضروری ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو درمیان میں فصل وخلاء رہے گا اور یہ مکروہ ہے اور ٹخنے کے برابر ٹخنہ رکھنا ضروری ہے ان کا آپس میں ملانا ضروری نہیں ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

صفوں سے متعلق مسائل

مسئلہ نماز میں مقتدیوں کا مل کر کھڑا ہونا اور بیچ میں خالی جگہ نہ چھوڑنا سنت ہے۔ قدم کا قدم سے ملانے کا مطلب یہ ہے کہ ایک سیدھ میں اور برابر رہیں آگے پیچھے نہ ہوں۔

مسئلہ ٹخنہ ٹخنے کی سیدھ میں ہونا چاہیے اور مونڈھا مونڈھے کی سیدھ میں ہونا چاہیے۔ اس سے صف سیدھی ہو جائے گی۔

مسئلہ ٹخنے اور ایڑیاں برابر کر کے کھڑے ہوں آگے سے انگلیوں کو برابر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۹۶ جلد ۷ وفتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۷ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۱ جلد اول باب الامامت]

مسئلہ اگر پہلی صف میں جگہ نہیں ملی تو انتظار کرے تا کہ دوسرا نمازی آ جائے اگر نہیں آیا تو صف سے ایسے شخص کو کہ جو شخص مسئلہ کو جانتا ہو پیچھے کھینچ لے اور اگر ایسا شخص نظر نہ آئے تو تنہا امام کے پیچھے اور صف کے بیچ میں کھڑا ہو جائے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۵ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۶۰۵ جلد اول]

(عموماً ناواقف ہونے لوگوں کے مسائل سے اگر کھینچنا مناسب نہ سمجھے نہ کھینچے کیونکہ نماز تنہا

Marfat.com

بھی ہو جاتی ہے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ امام مقتدیوں کو حکم کرے کہ خوب مل کر کھڑے ہوں اور دو نمازیوں کے درمیان میں کشادگی نہ چھوڑیں اور اپنے مونڈھے برابر کریں۔ پس اگر اگلی صف میں گنجائش ہے تو پھر بموجب حکم اگلی صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ اور درمیان کی کشادگی کو بند کرنا مستحب اور مسنون ہے اور اگر جگہ نہ ہو تو تکلیف دینا اگلی صف کے نمازیوں کو مناسب نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۰ جلد ۳ بحوالہ ردالمختار ص ۵۳۲ جلد ا باب الامامت]

مسئلہ امرد لڑکے صبیح الوجیہ (خوب صورت نابالغ لڑکے) کو جماعت میں برابر کھڑا کرنے سے بعض فقہا نے نماز کے فاسد ہونے کا حکم دیا ہے۔ اگر چہ اصح عدم فساد صلوۃ ہے (یعنی نماز فاسد نہ ہوگی) اور شہوت کی نظر سے اس کی طرف دیکھنے کو حرام لکھا ہے۔ پس نماز میں ایسے لڑکوں کو برابر میں کھڑا کرنا نہیں چاہیئے۔ اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ نابالغ لڑکے اگر متعدد ہوں تو ان کی صرف مردوں کے پیچھے ہونی چاہیے۔ اور اگر ایک ہی لڑکا جماعت میں ہو تو اس کو مردوں کی جماعت میں کھڑا ہونا درست ہے۔

بہر حال یہ معلوم ہو گیا کہ نابالغ لڑکا اگر مردوں کی صف میں کھڑا ہو گیا اور دونوں طرف سے اس کے بالغین کھڑے ہو گئے تو ان بالغین کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہیں آتی۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۹۰ جلد اول و شامی ص ۳۵۳ جلد اول]

مسئلہ اگر اگلی صف بالغوں کی پوری نہ ہو اور پیچھے نابالغوں کی صف پوری ہو تو بعد میں آنے والا اگر لڑکوں کے آگے کو جا کر یا صف کو چیر کر بالغوں کی جماعت میں مل سکے تو چلا جائے اور اگر کچھ ممکن نہ ہو اور لڑکوں کی ہی جماعت میں کھڑا ہو جائے تب بھی نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۹ جلد ۳ بحوالہ ردالمختار ص ۵۳۲ جلد ۲ و رحیمیہ ص ۱۹۴ جلد ۱]

مسئلہ پہلی صف پوری نہیں بھری تھی کہ پیچھے بچوں کی صف پوری ہو گئی مردوں کی صف کو بچوں کی صف نے دائیں بائیں سے گھیر لیا ہے تو اب مرد آنے والا اس صورت میں بچوں کے آگے سے گزر کر مردوں کی صف میں شامل ہو جائے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۴ جلد ۳]

مسئلہ عورتیں اگر چہ محرمات میں سے ہوں جماعت میں وہ بھی برابر نہ کھڑی ہوں اس سے مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۳ جلد ۳ بحوالہ ردالمختار ص ۵۳۵ جلد اول باب الامامت]

مسئلہ میاں بیوی کی جماعت اس طرح کہ دونوں برابر کھڑے ہوں جیسا کہ ایک مقتدی ہونے

Marfat.com

کی صورت میں حکم ہے درست نہیں ہے اس صورت میں کسی کی نماز نہ ہوگی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۲ وفتاویٰ جلد ۳ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۱۹۱ جلد او شامی ص ۵۳۵ اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۱ جلد ۱۴]

(لیکن اگر عورت کے قدم مرد کے قدم سے پیچھے ہوں تو درست ہے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ درمیان کی صفوں کو خالی چھوڑ کر کھڑے ہونے سے نماز تو ہو جائے گی مگر یہ خلاف سنت ہے صفوں کو متصل کرنا چاہیئے اور خلاء درمیان میں نہ چھوڑنا چاہیئے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۸ جلد ۳ بحوالہ رد المختار ص ۵۳۳ جلد ۱]

مسئلہ بلا ضرورت ستونوں کے درمیان یعنی دروں میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر نماز ہو جاتی ہے اور ثواب جماعت بھی حاصل ہوگا اور اگر ایک در میں چند آدمی کھڑے ہو سکتے ہیں کہ چھوٹی سی جماعت ان کی ہو جائے اور اس کی ضرورت بھی ہو تو اس میں کراہت بھی بظاہر نہ ہوگی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۴ جلد ۳ بحوالہ مبسوط ص ۳۵ جلد ۲]

مسئلہ اگر مقتدی اپنا خاص مصلی (جائے نماز وغیرہ) بچھائے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ ضرورت بھی نہیں ہے۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۴ جلد ۳]

(الگ سے بچھانے میں بڑائی محسوس ہوتی ہے اس لیے اگر ضرورت ہو تو بچھائے مثلاً کوئی مریض رال یا پیشاپ وغیرہ کا ہے تو الگ بچھالے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ اگر کوئی شخص پہلے سے آکر مسجد میں کسی جگہ بیٹھا اور پھر بےضرورت وضو وغیرہ وہاں سے اٹھا اور اس جگہ اپنا کپڑا (رومال وغیرہ) رکھ گیا تو وہ زیادہ مستحق ہے اس جگہ کے ساتھ پس اگر کوئی دوسرا شخص اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اس کو اٹھا سکتا ہے۔اور بدون اس حالت مذکورہ کے کسی جگہ رومال وغیرہ رکھنا اور قبضہ کرنا اچھا نہیں [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۵۱۔ ج ۳] جو شخص مسجد میں پہلے آجائے وہی خالی جگہ کا مستحق ہے اگر وہ اپنا رومال وغیرہ رکھ کر وضو وغیرہ میں مشغول ہو جائے تو اس کا جگہ روکنا تو صحیح ہے لیکن اگر جگہ روک کر گھر وغیرہ چلا جائے تو اس کا جگہ روکنا جائز نہیں۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ صف اول میں بھی باعتبار جوانب ثواب میں کمی بیشی ہے جو شخص امام کے محاذی (بالکل پیچھے) ہے اس پر رحمت کا نزول زیادہ ہے مگر دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ دے اور جو مسجد میں پہلے آئے گا اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۵۰ جلد ۳]

مسئلہ صف کی دائیں جانب کھڑے ہونے میں افضلیت ہے تاہم اگر دائیں طرف آدمی زیادہ ہوں تو بائیں طرف کھڑے ہونا ضروری ہے تاکہ دونوں جانب کا توازن برابر ہو۔

Marfat.com

[آپ کے مسائل ص ۲۱۸ جلد ۳]

مسئلہ امام کی برابری میں صرف چار انگل پیچھے جیسا کہ ایک مقتدی ہونے کی صورت میں کھڑا ہوتا ہے' بارش یا گرمی کی وجہ سے صف بنالیں تو درست ہے۔[فتاوے دارالعلوم ص ۳۵۱ جلد ۳]

مسئلہ امام کے قریب اہل علم واہل عقل کا کھڑا ہونا بہتر ہے لیکن اگر امام کے پیچھے قریب دوسرے نمازی لوگ آ گئے ہیں تو ان کو ہٹانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نماز ہر طرح ہو جاتی ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۷ جلد ۳ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۲۶۴ جلد ۷]

اہل علم کو دوسرے عوام الناس جو پہلے سے امام کے پیچھے آ گئے تھے ترجیح دیں اور اپنی جگہ امام کے پیچھے کھڑا کریں تو یہ فعل بھی درست بلکہ مطلوب ہے وجب پہلی صف پوری ہو جائے تو دوسری صف بھی امام کے پیچھے سے شروع کرنی چاہیے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ مخنث مردوں کی جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں مگر وہ مردوں کی جماعت سے پیچھے کھڑے ہوں اور ان کے شامل ہونے سے دیگر مسلمانوں کی نماز صحیح ہے اور ان کا روپیہ مسجد میں خرچ کرنا درست ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۳ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۱۴ جلد اول]

مسئلہ اگر ایک نابالغ ہے تو بالغوں کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔[فتاویٰ محمودیہ ص ۵۷ جلد ۹]

مسئلہ اگر مصلے اور صف کی چوڑائی کم ہو جس پر سجدہ نہیں ہو سکتا ہے تو جس طرح چاہے کریں خواہ پیر صف اور مصلے پر ہوں اور سجدہ فرش پر ہو یا پیر نیچے ہوں اور سجدہ صف پر ہو۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۲ جلد ۳ وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۰ جلد' کبیری ص ۳۴۷]

لیکن جگہ کا پاک ہونا شرط ہے مصلے کا ہونا یا چھوٹا بڑا ہونا ضروری نہیں ہے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ جو شخص آگے صف میں جگہ خالی دیکھ کر پھلانگ کر بیٹھا اس پر کچھ گناہ نہیں ہے اور جس نے باوجود آگے جگہ خالی ہونے کے پیچھے بیٹھنا اختیار کیا اس نے خلاف اولیٰ کیا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۵ جلد ۳' ردالمحتار ص ۵۳۳ جلد اول وفتاویٰ رحیمیہ ص ۲۶۲ جلد ۷]

مسئلہ جماعت ہو رہی ہو اور سب لوگ نیت باندھ چکے ہوں' بعد میں آنے والا اگر پہلی صف میں جگہ خالی دیکھے تو وہ شخص کنارہ سے صفوں کے جا کر کھڑا ہو سکتا ہے اور کچھ گناہ نہ ہوگا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۴ جلد ۳]

مسئلہ سب سے اگلی قطار (پہلی صف) میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے اثنائے نماز میں تو وہ صفوں کو چیرتا ہوا نکل سکتا ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰۲ جلد ۳]

Marfat.com

معذور آدمی صف میں کہاں کھڑا ہو؟

سوال ہماری مسجد میں دو آدمی معذور ہیں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے' اگر پہلی صف میں مؤذن کے پاس بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں تو کافی جگہ روکتے ہیں' صف کے درمیان کافی خلا (فاصلہ) رہتا ہے اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے ایسے لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب صورت مسئولہ میں ایسے لوگوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ آخری صف میں یا جہاں کنارے پر جگہ ہو وہاں نماز ادا کریں' انشاء اللہ ان کو جماعت اور صف اول کا ثواب ملے گا۔ شامی میں ہے کہ اپنی ذات سے کسی کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے افضل یہ ہے کہ آخری صف میں کھڑا ہو کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو کسی مسلمان کو تکلیف پہنچنے کے اندیشہ سے پہلی صف چھوڑے تو اس کو پہلی صف کا دوگنا اجر دیا جائے گا۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۶۴ جلد ۷ و شامی ص ۵۳۲ جلد اول]

مسئلہ اکثر عوام کا معمول ہے کہ جب مریض جماعت میں شریک ہوتا ہے تو تمام صف کے کنارے پر بائیں طرف بیٹھتا ہے۔ گویا درمیان میں بیٹھنے کو برا سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔

[اغلاط العوام ص ۶۷]

یعنی بیچ میں بھی بیٹھ سکتا ہے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ [رفعت]

مسئلہ اگر امام کے ساتھ ایک مقتدی ہے پھر دوسرا شخص آ جائے تو بہتر یہ ہے کہ پہلا مقتدی پیچھے ہو جائے اور دونوں امام کے پیچھے ہو جائیں۔ اس میں شرط یہ ہے کہ اگر اس مقتدی کی نماز کے فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اس کو پیچھے کو ہٹائے ورنہ نہ ہٹائے' اس سے معلوم ہوا کہ پیچھے کرنے کی ضرورت اس وقت ہے کہ یہ معلوم ہو کہ پہلا مقتدی پیچھے ہٹ جائے گا اور اس کو مسئلہ معلوم ہو۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۵۸ جلد ۳]

مسئلہ اس حالت میں امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے کو ہٹے دونوں امر جائز ہیں' لیکن مقتدی کا پیچھے ہٹانا اولیٰ ہے بہ نسبت امام کے آگے بڑھنے سے۔

[فتاوے دار العلوم ص ۳۵۲ جلد ۳ بحوالہ رد المختار ص ۵۳۱ جلد اول]

مسئلہ سنت امام کے لیے محراب میں اور وسط قوم (نمازیوں کے بیچ) میں کھڑا ہونا ہے لہٰذا اگر باہر فرش صحن میں کھڑا ہو تب بھی محاذ محراب کے کھڑا ہو' باقی نماز ہر طرح ہو جاتی ہے۔ لیکن سنت وہی ہے جو مذکور ہوا ہے۔

Marfat.com

مسئلہ اگر کہیں مسجد کا صحن دس بارہ ہاتھ کسی طرف بڑھ گیا۔ ہو تو اب امام کو صحن کے اعتبار سے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیے یعنی باہر کھڑے ہوں تو صحن کے وسط کا خیال کر لیا جائے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۱ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۳۱ جلد ۱]

مسئلہ امام صف کے بیچ میں کھڑا ہو یہ سنت ہے اگر مقتدی سب ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ نماز صحیح ہو گی مگر کراہت کے ساتھ۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۴ جلد ۳ ردالمحتار ص ۵۳۱ جلد اول]

مسئلہ اگر امام در میں اس طرح کھڑا ہو کہ قدم بھی اندر ہوں اور مقتدیان فرش پر ہوں تو یہ مکروہ ہے جیسا کہ محراب کے اندر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے اور اگر قدم باہر فرش پر ہوں تو کراہت نہیں رہتی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۳ جلد ۳ ور دالمختار ص ۵۳۱ جلد اول]

مسئلہ امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہیے اور دونوں طرف برابر مقتدی کرنے چاہئیں بائیں طرف زیادہ مقتدیوں کو کھڑا کرنا خلاف سنت ہے۔

طریقہ سنت یہ ہے کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو دونوں طرف برابر مقتدی ہوں پھر جو بعد میں آ کر شریک جماعت ہوں ان کو بھی یہ لحاظ رکھنا چاہیئے کہ حتی الوسع دونوں طرف برابر شریک جماعت ہوں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۷ جلد ۳، عالمگیری ص ۸۳ جلد ۱]

مسئلہ مقتدی کی سجدہ گاہ سے امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے (مقتدی و امام کے) درمیان میں صف کا فاصلہ چھوڑیں اور کچھ تحدید نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۷ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۳۰ جلد ۱]

(امام و مقتدی کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ مقتدی کا سر رکوع و سجدہ میں جاتے ہوئے امام سے نہ ٹکرائے۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ اگر امام کی نماز نہ ہو گی تو مقتدیوں کی بھی نہ ہو گی سب پر اعادہ (لوٹانا) نماز کا لازم ہے، تنہا امام کے اعادہ سے مقتدیوں کی نماز نہ ہو گی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۲ جلد ۳، ردالمحتار ص ۳۵۳ جلد اول]

اگر مقتدی چلے گئے ہیں تو امام سب کو اطلاع کرے اور اطلاع ملنے پر ان کو اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے اگر اطلاع نہ ملے تو مقتدی معذور ہیں ان پر کچھ مؤاخذہ نہیں ہے۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ یہ غلط بات مشہور ہے کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے آدمی بندر ہو جاتا ہے۔ یہ محض بے اصل بات ہے۔ [اغلاط العوام ص ۵۲]

مسئلہ چارپائی (پلنگ) پر اگر کوئی بحالت صحت نماز فرض یا نفل پڑھے تو نماز صحیح ہے۔

Marfat.com

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۳ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۲۶۸ جلد اول باب صفت الصلوۃ وامداد الاحکام ص ۵۶۳ جلد اول]

(لیکن پلنگ خوب کسا ہوا سخت ہونا چاہیئے تا کہ سجدہ وغیرہ میں کمر کا توازن صحیح رہے آج کل لوہے کے فولڈنگ پلنگ صحیح ہیں لیکن اگر بیماری کی وجہ سے عام پلنگ پر بھی نماز ادا کرے تو اس کے لیے صحیح ہے جس میں اس کو آرام ملے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ نقش ونگار (بغیر تصویر جاندار) والے مصلے پر نماز ادا ہو جاتی ہے لیکن پیش نظر ہونا نقش و نگار کا اچھا نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۷ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۰۷ ج ۱]

مسئلہ تصویر کا حکم حکم اصلی نہیں ہوتا' اس مصلے پر نماز پڑھنا جس پر بیت اللہ کی تصویر ہو' ایسا نہیں جیسے بیت اللہ پر نماز پڑھنا لہٰذا بیت اللہ کی اس سے اہانت نہیں ہوتی ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۳ جلد ۱۴]

مسئلہ جس جائے نماز (مصلے) پر پرندہ کی تصویر ہو اس پر دوسرا کپڑا ڈال کر نماز جائز ہے بلا کراہت۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۹ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۰۶ ج ۱]

مسئلہ دباغت دی ہوئی کھال کا مصلی بنانا درست ہے اس پر نماز پڑھنا بلا کراہت کے درست ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۰ جلد ۴، فتاویٰ عالمگیری ص ۲۳ جلد اول باب المیاہ]

مسئلہ مسجد کے در میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر زیادہ نمازی ہوں جیسا کہ جمعہ کے دن ہوتا ہے کہ مسجد کے اندر کی صفیں پوری کر کے کئی کئی آدمی دروں میں جو کہ وسیع ہیں کھڑے ہو جائیں تو ضرورت کی وجہ سے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز میں خلل نہیں آتا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۴ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۰۴ ج ۱]

مسئلہ مسجد کا بند کرنا مکروہ ہے لیکن اگر سامان چوری ہو جانے کا اندیشہ ہے تو سوائے اوقات نماز کے دروازہ مسجد کا بند کرنا درست ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۹ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۱۴ جلد اول باب فی احکام المسجد]

اور یہ محلہ والوں کی رائے پر ہے جس وقت وہ مناسب سمجھیں سوائے اوقات نماز کے دروازہ بند کر دیا کریں۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ بلا اجازت دوسرے کی زمین میں نماز پڑھی تو نماز ہو گئی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۹۴ جلد ۴، رد المحتار ص ۳۵۴ جلد اول]

اگر کسی کی زمین یا مکان وغیرہ غصب کر کے اس میں نماز پڑھی تو نماز تو ہو جائیگی لیکن غصب کرنے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

Marfat.com

مسئلہ گھاس پر نماز درست ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۲ ج ۲]

مسئلہ اگلی (پہلی) صف میں جگہ ہو تو اس کے پیچھے والی صف میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۴۰ جلد اول]

مسئلہ زکوٰۃ کے پیسوں سے خریدی ہوئی صفوں پر نماز جائز ہے لیکن زکوٰۃ اس سے ادا نہیں ہوئی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵ جلد ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۸۵ ج ا]

(زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ یہاں تملیک نہیں پائی گئی اور زکوٰۃ کے لیے تملیک مالک بنانا ضروری ہے اور مسجد میں مالک بننے کی صلاحیت نہیں ہے تفصیل دیکھئے مکمل و مدلل مسائل زکوٰۃ۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ مسلم یا غیر مسلم کے گھر میں گوبر سے لپی ہوئی خشک جگہ پر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جائز ہے نماز صحیح ہو جائے گی۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳۱ ج ا]

مسجد کے اندرونی حصہ میں جماعت کی جائے یا صحن میں؟

سوال مسجد کے اندر نماز پڑھنا اور مسجد کے صحن میں نماز پڑھنا برابر ہے یا ثواب میں فرق آتا ہے کیونکہ گرمیوں میں صحن میں نماز ہوتی ہے؟۔

جواب جہاں تک زمین مسجد کے لیے یعنی نماز پڑھنے کے لیے وقف کی گئی ہے وہ سب فضیلت میں برابر ہے اور جب مسجد میں صف بندی ہو جائے اور جگہ نہ رہے تو جو لوگ خارج مسجد کھڑے ہو کر نماز میں شامل ہوتے ہیں ان کو بھی مثل مسجد والوں کے ثواب ملتا ہے' غرض اندرون مسجد و صحن مسجد میں کوئی فرق نہیں' ہاں مسجد کی چھت اور داخل مسجد میں فقہاء نے فرق بیان کیا ہے کہ چھت پر (جبکہ صفوف نہ ملیں یعنی بھیڑ نہ ہو تو) وہ ثواب نہیں ہے جو داخل مسجد میں ہے گو حکم اعتکاف میں وہ بھی مسجد ہی ہے۔ [امداد الاحکام ص ۴۴۳ جلد اول]

مسئلہ مسجد وہ ہی ہے جو وقف ہو اور جو وقف نہ ہو وہ مسجد نہیں ہے اس میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب تو ملے گا' مگر مسجد کا ثواب نہ ملے گا فقط مکان میں نماز کی اجازت دینے سے وہ مسجد نہیں ہوتی' اور اگر بغیر مسجد کے (گھر وغیرہ پر) جماعت ہو تو ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد کا ثواب اس کے علاوہ ہے۔ [امداد الاحکام ص ۴۴۸ جلد اول]

مسئلہ بالائی مسجد میں نماز جائز ہے (جبکہ جماعت میں نیچے بھر گئی ہو)۔

Marfat.com

[امداد الاحکام ص۴۳۹ جلد اول]

مسئلہ اگر باہر صحن میں نماز ہو رہی ہو تو جماعت کے وقت مسجد کے اندر کے دروازوں کا بند کرنا ضروری نہیں ہے۔[فتاویٰ محمودیہ ۳۶۱ جلد ۳]

مسئلہ قرب وجوار میں متعدد مسجدیں ہیں، اگر یہ سب اس کے محلّہ میں ہیں تو ان میں جو سب سے پہلے کی قدیم ہونا معلوم نہ ہو تو جو سب سے زیادہ قریب ہو وہ افضل ہے۔

[امداد الاحکام ص۴۵۹ جلد ۲]

مسجد میں جوتے رکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ جوتے میں اگر نجاست نہ لگی ہو تو مسجد کے اندر رکھدینا جوتے کا جائز ہے اور اگر چوری کا خوف نہ ہو تو مسجد سے باہر رکھ دینا بہتر ہے، اور اگر ناپاکی لگی ہو تو بغیر اس کے دور کیے ہوئے جوتا مسجد میں رکھنا جائز نہیں ہے۔[امداد الاحکام ص۴۴۴ جلد اول]

چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھے یا خالی زمین پر؟

آنحضرت ﷺ سے دونوں طرح نماز پڑھنا ثابت ہے۔ حدیث لیلۃ القدر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے زمین پر نماز پڑھی تھی یہاں تک کہ آپ کی پیشانی مبارک پر گارے (مٹی) کا نشان ہو گیا۔ اور شرح منیہ میں ہے کہ آپ ﷺ کے لیے نماز کے وقت ایک کھجور کا بوریا بچھایا جاتا تھا۔[کبیری ص۳۸۲ ج۱]

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں طریقے سنت ہیں جس کو چاہے اختیار کر لے، البتہ اگر سردی یا گرمی کی وجہ سے کھلی زمین پر نماز پڑھنے سے تکلیف اور تشویش خاطر ہوتی ہو تو پھر بوریا چٹائی وغیرہ بچھا لینا افضل ہے۔ اسی طرح اگر زمین پر گرد وغبار کیوجہ سے کپڑے میلے ہو جانے کا خطرہ تعلق خاطر کی حد تک پہنچتا ہو تو بھی بوریا پر پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس میں اپنے مال کا تحفظ ہے جس کی شرعاً اجازت ہے۔ اور اگر پیشانی یا ہاتھوں پر مٹی لگنے سے طبیعت میں تکدر نہ ہوتا ہو تو پھر اس کی طرف التفات نہ کرنا اور زمین پر ہی نماز پڑھنا افضل ہے۔ کیونکہ اس کا منشاء اس قسم کا ترفع ہے جو مقصود نماز سے دور ہے۔[فتاوی دار العلوم قدیم ص۵۸ جلد اول مع امداد المفتین]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بوریئے (چٹائی پر نماز پڑھ رہے ہیں اور اس پر سجدہ کر رہے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو چیز مصلی یعنی نماز پڑھنے والے اور زمین کے درمیان حائل ہو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے' خواہ وہ نباتات کی قسم سے ہو جیسے کپڑا اور صوف وغیرہ۔ حدیث میں اگر چہ حصیر یعنی بوریئے ہی کا ذکر ہے لیکن علماء دوسرے ایسے دلائل رکھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ چٹائی کے علاوہ کپڑے وغیرہ کی بھی جائے نماز بنانا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ [مظاہر حق ص ۶۴۲ جلد ا]

مسئلہ: پاؤں چلنے والا بغیر پاؤں دھوئے جبکہ باوضو ہو پیروں کو جھاڑ کر اور صاف کر کے نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ (بشرطیکہ پیر پاک ہوں نجاست لگی نہ ہو) [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۹ جلد ۲]

غیر مسلم کی بنائی ہوئی صف پر نماز پڑھنا؟

سوال: کیا صفوں کو دھو کر نماز پڑھنی چاہیئے کیونکہ یہ صفیں ہندو بناتے ہیں اور وہ پانی ناپاک لگاتے ہیں کیونکہ جس برتن میں یہ لوگ تکلہ (صف بنانے کا آلہ) بھگوتے ہیں اس برتن میں سے اکثر کتے پانی پی لیتے ہیں غرض یہ کہ یہ لوگ احتیاط نہیں کرتے؟

جواب: ہندو (غیر مسلم کی بنائی صفوں کا دھونا اگر ناپاک ہونا یقین سے معلوم ہو جائے تب تو دھونا ضروری ہے اور اگر شبہ ہو تو احتیاطاً دھو لینا بہتر ہے۔ کسی جگہ کا عام دستور ہونے سے یقین نجاست کا نہیں ہوتا بلکہ یقین کی صورت یہ ہے کہ کسی خاص چٹائی میں ناپاک پانی لگنا معلوم ہو جائے۔

[امداد الاحکام ص ۳۹۹ جلد اول و فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۴ ج ۲]

مسئلہ: جیل خانہ سے خرید کردہ جائے نماز جس کو قیدی بنتے ہیں نماز جائز ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۸ جلد ۲ و رد المحتار ص ۳۷۳ جلد اول]

ائیر کنڈیشنڈ مسجد اور امام کی اقتداء

سوال: اگر مسجد میں ائیر کنڈیشنر نصب کر دیا جائے تو کیا حکم ہے؟ مسجد کی صورت حال کچھ اس طرح ہے جب مسجد بھر جاتی ہے تو لوگ برآمدے میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ائیر کنڈیشنر کے لیے ضروری ہے کہ مسجد کے دروازے بند رکھے جائیں۔ جس سے اندر کے نمازی دکھائی دیں تو کیسا رہے گا؟

جواب: اگر دروازے بند ہوں لیکن باہر والوں کو امام کے انتقالات کا علم ہوتا رہے تو اقتداء

Marfat.com

درست ہے اس طرح اگر دروازے شیشے کے لگا دیئے جائیں تو بھی اقتداء درست ہے جب کہ امام کی تکبیرات کی آواز مقتدیوں تک پہنچ سکے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۲۸ جلد ۳]

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں

مسئلہ مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتداء کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ اس امام کے پیچھے فلاں نماز (پڑھتا ہوں۔)

مسئلہ امام اور مقتدی دونوں کے مکان (جگہ) کا متحد ہونا خواہ حقیقتاً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو اور کچھ مقتدی (بھی امام کے ساتھ) پل کے اس پار مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگر چہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقتاً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہیں (امام تک) اس لیے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتداء صحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہوگی۔ (اگر صفیں تک ملی ہوئی نہ ہوں یعنی درمیان میں خلا دو صفوں کے برابر آ جائے گا تو اقتداء صحیح نہیں ہوگی' اس لیے مجمع میں اس کا خیال ضرور رکھا جائے ایسا نہ کریں جہاں جگہ اور سہولت دیکھی نیت باندھ لی اور جب اقتداء صحیح نہ ہوگی تو نماز بھی صحیح نہ ہوگی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر نہ ہونا' اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغائر ہوگی تو اقتداء درست نہ ہوگی' مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے' یا امام کل گذشتہ ظہر کی نماز قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کی ظہر' ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ [مراقی الفلاح وشامی]

مسئلہ اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل (مقتدی فرض پہلے پڑھ چکا ہو اور نفل کی نیت سے امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جائے) تو اقتداء صحیح ہو جائے گی۔ اس لیے کہ یہ دونوں نمازیں مغائر نہیں۔ (فجر اور عصر میں شریک نہ ہو)

Marfat.com

مسئلہ امام کی نماز کا صحیح ہونا' اور اگر امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہوگی تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد نماز ختم ہونے کے۔

مسئلہ امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام صاحب پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے (جبکہ مقتدی نماز پڑھ کر جا چکے ہوں) تا کہ وہ لوگ اپنی اپنی نمازوں کو لوٹا لیں خواہ کسی کے ذریعہ سے اطلاع کی جائے یا خط وغیرہ کے ذریعہ سے (جبکہ مقتدی کہیں چلے گئے ہوں)۔[درمختار]

مسئلہ اگر امام اور مقتدی کا مذہب (مسلک) ایک نہ ہو مثلاً شافعی یا مالکی مذہب ہو اور مقتدی حنفی تو اس صورت میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہو جانا کافی ہے خواہ مقتدی کے مذہب کے موافق بھی صحیح ہو یا نہ ہو ہر حال میں بلا کراہت اقتداء درست ہوگی۔ ہاں اگر امام کی نماز اس کے مسلک کے موافق صحیح نہ ہو تو مقتدی کی نماز بھی درست نہ ہوگی' اگرچہ مقتدی کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خرابی نہ آئی ہو۔

اور یہی حکم غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہے یعنی مقلد کی نماز ان کے پیچھے بلا کراہت درست ہے خواہ وہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کریں یا نہ کریں۔

[علم الفقہ ص ۸۵ جلد ۲ و کتاب الفقہ ص ۶۶۱ تا ص ۶۸۲ جلد اول]

(اس لیے کہ جب امام کی نماز صحیح نہ ہوگی تو مقتدی کی نماز جو اس پر موقوف تھی بدرجہ اولیٰ نہ ہوگی۔ تفصیل کے لیے دیکھئے احقر کی مرتب کردہ کتاب مسائل امامت۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے' اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتدا درست نہ ہوگی امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے' اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتداء درست ہو جائے گی۔ (ایڑی امام کی ایڑی سے آگے نہ ہو)۔[درمختار]

مسئلہ اور اگر بیٹھ کر نماز ہو رہی ہو تو مقتدی کی سرین امام کی سرین سے آگے نہ ہو' اگر مقتدی اس سے آگے بڑھ گیا تو اس کی نماز نہ ہوگی' ہاں اگر برابر ہوں تو بلا کراہت نماز درست ہو جائے گی۔

[کتاب الفقہ ص ۶۶۱ جلد اول]

مسئلہ مقتدی امام کے انتقالات کا مثلاً رکوع' قومے' سجدے اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ

Marfat.com

امام کو دیکھ کر یا اس کی یا کسی مکبر کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر' اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تو اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ [درمختار]

مسئلہ اقتدا کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ امام کی حالت کا علم ہو کہ وہ مسافر ہے یا مقیم خواہ نماز سے پہلے معلوم ہو جائے یا نماز سے فارغ ہونے کے فوراً بعد [درمختار]

مسئلہ مقتدی کو تمام ارکان میں سوائے قرآت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے آخر تک امام اس کا شریک ہو جائے۔

پہلی صورت کی مثال۔ امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال۔ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔

تیسری صورت کی مثال۔ امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اسے مل جائے۔ [ردالمختار]

اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے' یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور آخر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتداء درست نہ ہوگی۔

مسئلہ مقتدی کا امام سے کم یا برابر ہونا زیادہ نہ ہونا مثال (1) قیام کرنے والے کی اقتداء قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے۔ (2) تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا' وضو اور غسل کرنے والے کی اقتداء درست ہے کیونکہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت (پاکی) میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم یا زیادہ نہیں (3) مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتداء درست ہے اس لیے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک درجے کی طہارت ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔ (4) معذور کی اقتداء معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں۔ (5) امی (ان پڑھ) کی اقتدا امی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری (پڑھا) نہ ہو۔ (6) عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (7) عورت کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (8) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (9) نفل پڑھنے والے کی اقتداء واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے (10) نفل پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے حاصل یہ ہے

Marfat.com

کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتداء درست ہو جائے گی۔ [علم الفقہ ص ۸۷ جلد ۲]

امام کے ساتھ کیسے کھڑے ہوں؟

مسئلہ امام کے کسی ایک جانب مقتدیوں کا زیادہ ہونا اور دوسری جانب کم ہونا مکروہ ہے (تنزیہی) [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۵ جلد ۲]

مسئلہ اگر امام کے ساتھ صرف ایک مرد ہو یا باشعور لڑکا ہو تو مستحب یہ ہے کہ امام کے دائیں جانب کسی قدر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو برابر کھڑا ہونا مکروہ ہے اسی طرح بائیں جانب یا پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اگر امام کے ساتھ دو مرد ہوں تو دونوں کا امام کے پیچھے کھڑا ہونا مستحب ہے اسی طرح ایک مرد اور ایک لڑکے کی صورت میں بھی کرنا چاہیئے۔ اگر ایک مرد اور ایک عورت ہو تو مرد امام کے دائیں جانب کھڑا ہو اور عورت اس شخص کے پیچھے کھڑی ہو یہی مسئلہ لڑکے کا ہے۔ اگر مردوں، بچوں، مخنثوں اور عورتوں کا مجمع ہو تو آگے مرد کھڑے ہوں ان کے پیچھے بچے پھر مخنث اور ان کے بعد عورتیں۔ [کتاب الفقہ ص ۶۹۱ جلد اول]

مسئلہ ایک مقتدی کو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا رکھے تو نماز تو ہو جائے گی۔ مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے اسائت کا مرتکب ہوگا۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۲۵ جلد ۴، عینی شرح کنز ص ۳۹ جلد اول]

مسئلہ امام صرف ایک شخص کے ساتھ حسب قواعد شرعیہ نماز پڑھ رہا ہے دوسرے مقتدی کی آمد اور کہنے سے حالت نماز میں امام آگے بڑھ جائے تو نماز ہوگئی لیکن اس مقتدی کو اشارہ سے امام کو آگے بڑھنے کو کہنا چاہیے تھا لیکن بہر حال نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۵۳۳ جلد اول باب الامامت وفتاویٰ رحیمیہ ص ۳۳۷ جلد اول عینی ص ۳۹ جلد اول ودر مختار ص ۵۰۷ جلد اول]

مسئلہ امام کو چاہیے کہ وہ صف کے آگے درمیان مین کھڑا ہو اگر دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہو تو برا کیا، کیونکہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ اور جو لوگ جماعت میں افضل ہوں انھیں صف اول میں اور خاص کر امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے تاکہ امام کو حدث وغیرہ (وضو ٹوٹ جانے) لاحق ہونے کی صورت میں امامت کے اہل ہو سکیں۔

مسئلہ پہلی صف کو دوسری صف پر اور دوسری کو تیسری پر اسی طرح ہر اگلی کو پچھلی صف پر فضیلت حاصل ہے۔

Marfat.com

مسئلہ اگر صرف ایک ہی لڑکا ہے تو وہ مردوں کی صف میں داخل ہو جائے ہاں اگر متعدد لڑکے ہوں تو وہ مردوں کے پیچھے اپنی الگ صف بنالیں اور مردوں کی صف کو ان سے پر نہ کیا جائے۔ (بھرا نہ جائے) [کتاب الفقہ ص ۶۹۲ جلد اول]

جمعہ وعیدین کے اژدہام میں بچے بھی مردوں کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں مردوں کی جماعت اور نماز پر اس کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ ایک مقتدی بھی اگر امام کے ساتھ ہو تو جماعت ہو جائے گی اور ثواب جماعت کامل جائے گا۔ [فتاویٰ دار العلوم ۳۷ جلد ۳ بحوالہ درمختار ص ۵۱۸ جلد اول]

مسئلہ اگر مقتدی بالغ کوئی نہ ہو تو صرف بچوں کو مقتدی بنانے سے جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۲ جلد ۳ بحوالہ الاشباہ ص ۴۸۰]

مسئلہ اگر کوئی شخص نماز میں ایسے وقت آیا کہ امام رکوع میں ہے اور سب سے پچھلی صف میں کوئی جگہ خالی ہے تو صف میں شامل ہو کر نیت باندھے، صف کے باہر تکبیر تحریمہ نہ کہے خواہ اس میں رکعت جاتی رہے۔ صف سے باہر ہی نیت باندھ لینا مکروہ ہے۔ لیکن اگر پچھلی صف میں جگہ نہ ہو بلکہ کسی اور صف میں جگہ خالی ہو تب صف میں شامل ہوئے بغیر تکبیر تحریمہ نہ کہے۔ ہاں اگر صفوں میں جگہ خالی نہ ہو تو صف کے پیچھے ہی تکبیر تحریمہ کہہ لے یعنی جہاں جگہ خالی ہو نیت باندھ لے۔ [کتاب الفقہ ص ۶۹۲ ج ۱]

مسئلہ لوگوں کو چاہئے کہ جب نماز کے لئے صفوں میں کھڑے ہوں تو جم کر کھڑے ہوں اور خلا کو پر کریں اور ان کے مونڈھے صفوں میں برابر رہیں یعنی ایک دوسرے سے ملے رہیں۔

[کتاب الفقہ ص ۶۹۲ جلد اول]

مسئلہ اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے۔ اگر امام کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔

[درمختار شامی ج ۱]۔ [علم الفقہ ص ۹۳ جلد ۲]

مسئلہ اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہوا اس کے بعد اور مقتدی آ گئے تو پہلے مقتدی کو چاہیے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہیے کہ اس کو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے

Marfat.com

وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہیے کہ خود آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہیے کہ آگے بڑھ جائے۔

مسئلہ اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی ہو تو اس کو چاہیے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

مسئلہ اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورت کچھ مخنث کچھ نابالغ تو امام کو چاہیے کہ اس ترتیب سے ان کی صفیں قائم کرے۔ پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی پھر بالغ مخنثوں کی پھر بالغ عورتوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی۔

مسئلہ امام کو چاہیے کہ صفیں سیدھی کر لے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے کھڑے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے، صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہیے۔ درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہیے مگر مخنثوں کی صف میں البتہ ایک دوسرے سے مل کر نہ کھڑا ہونا چاہیے بلکہ درمیان میں کوئی حائل یا خالی جگہ جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے چھوڑ دی جائے اس لئے کہ ہر مخنث میں مرد اور عورت دونوں کا احتمال ہے لہٰذا مل کر کھڑے ہونے میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہیے کہ صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کر لے۔ پہلی صف میں جگہ کے ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ہاں جب پہلی صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔

مسئلہ اگر جماعت صرف عورتوں کی ہو یعنی امام بھی عورت ہو تو امام کو مقتدیوں کے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیے، آگے نہ کھڑا ہونا چاہیئے خواہ ایک مقتدی ہو یا ایک سے زائد صحیح یہ ہے کہ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

مسئلہ اگر جماعت صرف مخنثوں کی ہو تو ان کا امام مقتدیوں سے آگے کھڑا ہو، مقتدیوں کے بیچ میں یا ان کے برابر نہ کھڑا ہو، اگرچہ ایک ہی مقتدی ہو، اگر امام مقتدیوں کے برابر کھڑا ہو جائے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی وجہ اس کی اوپر گزر چکی۔

مسئلہ مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ یا ماں بہن وغیرہ کے موجود ہو۔ ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو

Marfat.com

پھر مکروہ نہیں۔ [درمختار]

مسئلہ اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں کوئی شخص اس کی اقتداء کرے تو اس پر بلند آواز سے قرات کرنا واجب ہے پس اگر سورۃ فاتحہ یا دوسری سورت کو بلند آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ پھر سورۃ فاتحہ اور دوسری سورت کو بلند آواز سے پڑھے اس لیے کہ امام کو فجر' مغرب' عشاء کے وقت بلند آواز سے قرات کرنا واجب ہے ہاں سورۃ فاتحہ کے مکرر ہو جانے سے سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔ [درمختار وغیرہ] علم الفقہ ص ۹۳ تا ص ۹۵ جلد ۲۔ [وفتاوی رحیمیہ ص ۴۵ جلد ۳]

اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟

مسئلہ قد قامت الصلوٰۃ کے وقت امام اور مقتدیوں کا نماز شروع کر دینا مستحب اور آداب میں سے ہے لیکن اقامت کہنے والا (مؤذن) امام کے ساتھ نماز شروع نہ کر سکے گا اس لیے اس کی رعایت کرتے ہوئے اقامت ختم ہونے کے بعد ہی شروع کرنے کو زیادہ صحیح کہا گیا ہے' اسی طرح صفوں کو درست کرنے کی تاکید اور سیدھی نہ رکھنے پر جو وعیدیں ہیں ان کے پیش نظر شروع اقامت ہی سے کھڑا ہو جانا افضل بلکہ ضروری ہوگا۔ حی علی الفلاح کے بعد کھڑے ہونے میں صفیں درست اور سیدھی نہیں ہو سکتیں' ٹیڑھی رہیں گی نمازی آگے پیچھے ہوں گے۔ درمیان میں جگہ خالی رہ جائے گی اور وعید شدید کے مستحق ہوں گے۔ احادیث میں بہت تاکید کے ساتھ صفوں کی درستگی کا حکم کیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ "صفیں سیدھی رکھو اپنے مونڈھوں کو برابر کرو اور آپس میں مل کر کھڑے ہوا کرو درمیان میں خلا نہ چھوڑو۔" [مشکوٰۃ ص ۹۹ جلد اول]

خلاصہ یہ کہ حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا محض آداب میں سے ہے ترک کرنے میں کوئی کراہت نہیں جب کہ صفوں کو درست رکھنے کی بہت تاکید ہے اور درست نہ رکھنے پر سخت وعیدیں ہیں' لہٰذا کراہت اور ان وعیدوں سے بچنے کے لیے ابتدائے اقامت ہی سے کھڑے ہو جانا افضل ہوگا۔ اور ابتدا اقامت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا کھڑا ہو جانا بھی ثابت ہے' پھر کیوں کر اس کو مکروہ کہا جا سکتا ہے [مصنف عبدالرزاق ۔ ۵۰۷ جلد اول' فتح الباری ص ۹۹ جلد ۲]

بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد اول میں حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہونے کی یہ علت بیان کی

Marfat.com

ہے الفلاح پر کھڑا ہونا اس لیے افضل ہے کہ لفظ حی علی الفلاح (آؤ کامیابی کی طرف) میں کھڑے ہونے کا امر (حکم) ہے اس لیے کھڑے ہونے کی طرف جلدی کرنا چاہیے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس امر کے بعد بیٹھے رہنا خلاف ادب ہے نہ یہ کہ اس سے پہلے کھڑا ہونا خلاف ادب ہے' کیونکہ پہلے کھڑے ہونے میں تو اور بھی زیادہ مسارعت پائی جاتی ہے۔ یعنی مقصود یہ ہے کہ کھڑے ہونے میں حی علی الفلاح کہنے تک تاخیر کر سکتے ہیں' اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ اسی بنا پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد فرماتے ہیں یہاں تک کہ اگر شروع اقامت ہی سے کھڑا ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[طحطاوی علی الدر المختار ص ۳۳۱ جلد ا' فتاوی رحیمیہ ص ۳۳۲ جلد ۴ و ص ۳۱۷ جلد ۴' امداد الفتاوی ص ۱۸۵ جلد اول]

مسئلہ یہ ضروری نہیں کہ امام جب مصلے پر کھڑا ہو تب ہی تکبیر شروع کی جائے بلکہ امام جب مسجد میں موجود ہے تکبیر کہنا درست ہے امام تکبیر سن کر خود مصلے پر آ جائے گا۔ [فتاوی دار العلوم ص ۱۱۲ جلد ۲]

مسئلہ مقتدیوں میں سے کوئی شخص (جب کہ بھیڑ ہو مؤذن کی تخصیص نہیں ہے) امام کے ساتھ اپنی آواز بھی (تکبیر کہنے میں بلند کرے تاکہ دوسرے مقتدیوں تک امام کی تکبیر کی آواز پہنچائی جا سکے' ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ مکبر (تکبیر کہنے والا) جب تکبیر تحریمہ کے لیے آواز بلند کرے تو ساتھ ہی نیت باندھنے کا ارادہ ہو یعنی تکبیر کہنے والا جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے نماز کی نیت کے ساتھ اپنی آواز دوسروں تک پہنچانے کی نیت بھی کرے۔ اور اگر نماز کی نیت نہ کی صرف تکبیر کی آواز پہنچانے کی نیت کی تو یہ نماز باطل ہو جائے گی اور ان کی بھی جو اس کے تحت نماز ادا کر رہے ہیں بشرطیکہ نمازیوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مکبر نے نماز کی نیت نہیں کی تھی۔ [کتاب الفقہ ص ۴۰۲ جلد ا]

اقتداء کے صحیح نہ ہونے کے مسائل

ذیل میں وہ صورتیں ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے اور اقتداء درست نہیں۔

مسئلہ ❶ بالغ کی اقتداء خواہ مرد ہو یا عورت' نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ ❷ مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ' عورت کے پیچھے درست نہیں۔

❸ مخنث کی اقتدا مخنث کے پیچھے درست نہیں۔ (ہو سکتا ہے جو امام ہے وہ عورت ہو اور جو مقتدی ہے وہ مرد ہو کیونکہ مخنث میں دونوں احتمال ہیں۔)

Marfat.com

۴ جس عورت کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتدا اسی قسم کی عورت کے پیچھے درست نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے جو امام ہے اس کا زمانہ حیض کا ہو اور مقتدی عورت کا طہارت کا (یعنی پاکی کا زمانہ)۔

۵ مخنث کی عورت کے پیچھے اس خیال سے کہ شاید وہ مخنث ہو۔

۶ ہوش والے کی اقتداء مجنون مست بے ہوش بے عقل کے پیچھے۔

۷ طاہر (پاکی والے) کی اقتداء طہارت سے معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلس البول وغیرہ کی شکایت ہو۔ (یعنی پیشاب کے قطرے والے مریض کے پیچھے۔

۸ ایک عذر والے کی اقتداء دو عذروں والے کے پیچھے درست نہیں

۹ قاری (پڑھے لکھے) کی اقتداء امی ان پڑھ کے پیچھے۔

۱۰ امی کی اقتداء امی کے پیچھے جب کہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں۔

۱۱ امی کی اقتداء گونگے کے پیچھے درست نہیں کیونکہ امی اگرچہ بالفعل قرات نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے اور گونگے میں تو یہ بات نہیں ہے۔

۱۲ جس شخص کا جسم عورت (مخصوص حصہ بدن کا) چھپا ہوا ہو یعنی کپڑے پہنے ہوئے ہو اس کی اقتداء برہنہ (ننگے) کے پیچھے درست نہیں ہے۔

۱۳ رکوع وسجود کرنے والے کی اقتداء ان دونوں سے عاجز کے پیچھے اگر کوئی شخص صرف سجدہ سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتداء درست نہیں۔

۱۴ فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے۔

۱۵ نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں اس لیے کہ یہ نماز نذر کی واجب ہے۔

۱۶ نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں کیونکہ نذر کی نماز واجب ہے اور کسی نے قسم کھائی کہ میں نماز پڑھوں گا تو اس میں اختیار ہے چاہے پڑھے یا کفارہ دے کر اپنی قسم پوری کر لے۔

۱۷ جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں مثلاً اس کوث یا رکوع پڑھتا ہو یا اور کسی حرف میں تبدل تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف حروف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری قرات میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتداء صحیح

Marfat.com

ہو جائے گی۔

۱۸ امام کا واجب الانفراد نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جس کا منفرد رہنا ضروری ہے۔ جیسے مسبوق امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو تنہا پڑھنا ضروری ہے۔ پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی (جس کی رکعتیں رہ گئی ہوں) اقتداء کرے تو درست نہیں ہے۔

۱۹ امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا (امامت کے وقت) اس لیے کہ ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے جو کسی کا مقتدی ہو۔ (کیونکہ جب کسی کی اقتداء صحیح نہ ہوگی تو اس کی نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالت اقتداء ادا کیا ہے۔) [علم الفقہ از ص ۸۷ تا ص ۸۹ جلد ۲]

مسئلہ مردوں کی اقتداء عورت اور نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ نابالغ بچے کے پیچھے فرض، تراویح، وتر، نفل، کوئی بھی نماز درست نہیں ہے۔

[ہدایہ ص ۸۷ جلد ۱، شرح وقایہ ص ۸۷، کبیری ص ۵۱۶، کتاب الفقہ ص ۶۵۲]

مسئلہ اگر کوئی مقتدی لفظ ''اللہ'' امام کے ساتھ کہے اور لفظ ''اکبر'' کو امام کے کہنے سے پہلے کہہ دے یا مقتدی نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا چنانچہ اس نے لفظ ''اللہ'' تو حالت قیام میں کہا اور لفظ ''اکبر'' رکوع میں جا کر کہا تو ان دونوں صورتوں میں اقتداء درست نہیں ہوگی جس طرح اس شخص کی اقتداء درست نہیں ہوتی جو امام کے لفظ اللہ کہنے سے پہلے اللہ کہہ لے۔

[درمختار ص ۲۷ جلد اول کتاب الصلوۃ]

(پہلی صورت میں درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب تک امام پورا جملہ اللہ اکبر کہہ نہ لے گا نماز شروع کرنے والا شمار نہیں ہوگا اور پہلی صورت میں مقتدی نے امام کے لفظ اکبر کہنے سے پہلے کہہ لیا ہے اور دوسری صورت میں درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مقتدی نے تحریمہ اللہ اکبر حالت قیام میں نہیں کہا جو شرط ہے بلکہ صرف اللہ کہا اور اکبر رکوع میں جا کر کہا چونکہ وہ اقتداء کی نیت سے داخل ہوا تھا لہٰذا وہ ان دونوں صورتوں میں تنہا بھی شروع کرنے والا شمار نہ ہوگا۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ بلا نیت ہی نماز شروع کر دی پھر یاد آیا کہ نیت نہیں کی تھی یا غلط نیت کی مثلاً عصر کی جگہ ظہر کی نیت کر لی تو اب نیت کا وقت جاتا رہا نماز شروع کرنے کے بعد نیت کا اعتبار نہیں از سر نو تکبیر تحریمہ کہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۳ جلد ۴ شامی ص ۵۸۷ ج ۱]

Marfat.com

امام سے پہلے رکن ادا کرنا؟

مسئلہ اگر مقتدی کسی رکن کو اپنے امام کے ادا کرنے سے پہلے کر لے اور امام اس کو اس میں کرتے ہوئے نہ پائے مثلاً مقتدی امام کے رکوع میں جانے سے پہلے رکوع میں چلا گیا اور امام کے رکوع میں پہنچنے سے پہلے مقتدی نے سر اٹھا لیا اور پھر اس رکوع کو اس نے نہ امام کے ساتھ ادا کیا اور نہ اس کے بعد اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اس صورت میں مقتدی کی نماز نہ ہو گی۔ [درمختار ص ۵۷۶ جلد اول]

مسئلہ امام ابھی پہلے سجدہ میں تھا کہ مقتدی نے دو سجدے کر لیے تو اس کا دوسرا سجدہ معتبر نہ ہو گا اس پر دوسرے سجدہ کا اعادہ واجب ہے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ [درمختار ص ۶۶۲ جلد اول]

معذور شخص کا گھر پر بیٹھ کر امام کی اقتداء کرنا؟

سوال میں ایک معذور ہوں جمعہ کی نماز کے لیے مسجد نہیں جا سکتا۔ مسجد میرے گھر سے بہت قریب ہے لاؤڈ اسپیکر ہے پوری نماز سنائی دیتی ہے کیا میں بیٹھ کر لاؤڈ اسپیکر سے نماز جمعہ ادا کر سکتا ہوں؟

جواب اقتداء کے لیے صرف امام کی آواز پہنچنا کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ صفیں وہاں تک پہنچتی ہوں۔ اگر درمیان میں کوئی نہر یا سڑک پڑتی ہو تو اقتداء صحیح نہیں اس لیے آپ کا گھر میں بیٹھے جمعہ کی نماز میں شریک ہونا صحیح نہیں ہے۔ اگر آپ عذر کی وجہ سے مسجد میں نہیں جا سکتے تو گھر پر ظہر کی نماز پڑھا کیجئے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۶۳ جلد ۳]

اگر گھر تک یا جہاں بھی نماز ادا کر رہا ہے صفیں ملتی چلی جائیں درمیان میں کوئی خلا نہ رہے تو اس صورت میں اقتداء صحیح ہو جائے گی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

کیا ٹیلی ویژن سے اقتداء جائز ہے؟

سوال بعض اوقات ٹی وی پر براہ راست حرم پاک خانہ کعبہ سے باجماعت نماز دکھائی جاتی ہے اگر بندہ ٹی وی کو دوسرے کمرہ میں رکھ کر اس کی آواز تیز رکھے اور ٹیلی ویژن کے امام کے ساتھ نماز پڑھے تو یہ نماز صحیح ہو گی یا نہیں؟

Marfat.com

جواب: جو طریقہ آپ نے لکھا ہے اس سے امام کی اقتداء صحیح نہیں ہوگی اور نہ آپ کی نماز ہوگی۔

[آپ کے مسائل ص۲۶۳ جلد۳]

مسئلہ: جماعت مسجد کے اندر ہو رہی ہے اور دروں پر پردے چھوٹے ہوئے ہیں اس کے باہر جو آدمی نماز کو کھڑے ہوگئے ہیں ان کی نماز بھی صحیح ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص۳۲۸ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۵۴۸ جلد۱]

یعنی پردے کے پیچھے اقتداء درست ہے جبکہ اندر جگہ نہ ہو۔ [محمد رفعت قاسمی]

مسئلہ: امام مصلے پر اور مقتدی فرش پر بغیر صف کے ویسے ہی ہوں تو یہ جائز ہے

مسئلہ: امام چوکی پر اور مقتدی فرش پر ہوں تو اگر وہ چوکی ایک ذراع کے قدر اونچی ہے تو مکروہ ہے ورنہ جائز ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۳۴۳ جلد۳ بحوالہ ردالمحتار ص۶۰۴ ج۱]

مسئلہ: دھوپ سے بچ کر سایہ میں جو نماز میں شریک ہوتے ہیں ان کی نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص۳۶۱ جلد۳]

(مگر ایسا کرنا مناسب نہیں، صفیں بالکل ملی ہوئی ہوں، درمیان میں خلا نہ ہو لیکن دھوپ سے بچنے کے لیے بھی انتظام ہونا چاہیے تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: دل میں عصر کی نیت تھی مگر زبان سے ظہر کا لفظ نکل گیا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے نماز ہوگئی۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص۳۰۲ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص۳۸۵ جلد۱]

نماز میں امام کی پیروی کہاں ضروری ہے؟

مسئلہ: مقتدی کا نماز کے اعمال میں اپنے امام کی پیروی کرنا امامت کی شرائط میں سے ہے حنفیہ کے نزدیک مقتدی کا اپنے امام کی متابعت (پیروی) کرنے کی تین قسمیں ہیں۔

ایک یہ کہ مقتدی کا عمل امام کے عمل سے متصل (قریب ہو یعنی جس وقت امام نیت باندھے تو ساتھ ہی مقتدی بھی نیت باندھ لے اور امام کے رکوع کے ساتھ رکوع کرے اور سلام کے ساتھ سلام پھیرے۔ امام کی پیروی میں یہ امر بھی داخل ہے کہ مقتدی امام سے پہلے رکوع میں گیا اور ہنوز (ابھی مقتدی) رکوع میں تھا کہ امام نے بھی رکوع کرلیا' یہ حالت رکوع میں مقتدی کا امام کے ساتھ ہونا متصور ہوگی۔ دوسری یہ کہ مقتدی امام کے عمل کے بعد وہی عمل کرے بایں طور کہ کوئی فعل امام کے شروع کرنے کے بعد مقتدی کرے اور (ابھی وہ عمل پورا نہ ہوا) باقی حصہ میں

Marfat.com

امام کے ساتھ شامل رہے۔

تیسرے یہ کہ امام کی پیروی تاخیر کے ساتھ کرے' اس طور پر کہ امام جب کوئی عمل انجام دے چکے تو قبل اس کے کہ امام کوئی آئندہ رکن شروع کرے مقتدی اس عمل کو انجام دے۔ ان تمام صورتوں میں یہ تسلیم کیا جائے گا کہ مقتدی نے امام کی پیروی کی۔

غرض امام نے رکوع کیا اور ساتھ کے ساتھ مقتدی نے بھی رکوع کیا' یا اس کے بعد رکوع کیا کہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو گیا' یا یہ کہ امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد لیکن سجدہ کے لیے جھکنے سے پہلے پہلے رکوع کر لیا تو مقتدی نے رکوع میں امام کی متابعت (پیروی) کر لی۔ ان تینوں میں سے کسی طرح بھی پیروی کی جائے۔ [کتاب الفقہ ص ۶۶۸ ج ا]

فرض اعمال میں پیروی کرنا؟

جو اعمال نماز میں فرض ہیں ان میں امام کی پیروی فرض ہے' اور جو اعمال واجب ہیں ان میں واجب ہے' اور جو اعمال سنت ہیں ان میں سنت ہے۔ پس اگر مثلاً رکوع میں یہ پیروی چھوڑ دی اس طور پر کہ رکوع کیا اور امام کے اٹھنے سے پہلے سر اٹھا لیا اور اس رکوع میں یا اس کے بعد کی نئی رکعت کے رکوع میں امام کے ساتھ شامل نہ رہا تو نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ عمل فرض میں متابعت (پیروی جو فرض تھی) نہیں کی گئی۔ اسی طرح امام سے پہلے رکوع اور سجدہ کر لیا تو وہ رکعت جس میں یہ کیا گیا رائیگاں (بے کار) جائے گی۔

دوسری رکعت کے افعال پہلی رکعت میں' تیسری رکعت کے افعال دوسری میں اور چوتھی کے تیسری میں منتقل ہو جائیں گے اور اس کے ذمہ ایک رکعت رہ جائے گی جس کا ادا کرنا امام کے سلام پھیرنے کے بعد واجب ہوگا' اگر ایسا نہ کیا (ایک رکعت بعد میں نہ پڑھی) تو نماز باطل ہو جائے گی۔

اسی طرح اگر قنوت (وتر کی دعا) میں امام کی متابعت نہ کی تو گناہ ہوگا کیونکہ واجب کو ترک کیا۔ اگر رکوع کی تسبیح میں متابعت نہ کی تو سنت کو ترک کیا۔ [کتاب الفقہ ص ۶۶۹ جلد اول]

مسئلہ قعدہ اولیٰ میں اگر امام مقتدی کے تشہد (التحیات) پورا پڑھنے سے پہلے کھڑا ہو جائے تو مقتدی کو تشہد پورا کر کے کھڑا ہونا چاہیے اور قنوت وتر میں اگر امام مقتدی کی قنوت ختم سے پہلے رکوع میں چلا جائے تو اس کی متابعت کرنی ہوگی' ہر دو صورت میں وجہ فرق یہ ہے کہ دعائے قنوت

Marfat.com

جس قدر بھی ہوگی واجب ادا ہو گیا اور تشہد تمام واجب ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۰ جلد ۳ شامی ص ۸۶ جلد ۱]

مسئلہ آخری قعدہ میں امام کے سلام کے ساتھ ہی مقتدی سلام پھیریں' البتہ اگر کسی مقتدی کا تشہد یعنی التحیات کچھ باقی رہ جائے تو اس کو پورا کر کے سلام پھیرے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶۸ جلد ۳]

نماز میں جہاں امام کی پیروی نہ کی جائے

مسئلہ چار باتیں ایسی ہیں جن میں امام کی متابعت لازم نہیں ہے۔

(۱) اول یہ کہ امام عملاً کوئی سجدہ زیادہ کرے تو اس میں امام کی پیروی نہ کی جائے۔

(۲) دوسرے عیدین کی تکبیروں میں اگر امام کچھ زیادہ کرے جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی نہیں ہے تو اس کی پیروی نہ کی جائے۔

(۳) تیسرے اگر جنازہ کی تکبیروں میں امام اضافہ کرے مثلاً پانچ تکبیریں کہے تو اس کی پیروی نہ کی جائے۔

(۴) چوتھے جب امام فرض کو مکمل کرنے اور قعدہ اخیرہ کے بعد بھولے سے ایک اور رکعت کے لیے کھڑا ہو تب بھی پیروی نہ کی جائے۔ اگر امام ایسا کرے اور وہ فاضل رکعت ادا کر کے سجدہ کرے تو مقتدی کو چاہیے کہ وہ بطور خود ہی سلام پھیر کر نماز سے علیحدہ ہو جائیں۔ ہاں اگر امام نے زائد رکعت کا سجدہ نہیں کیا۔ بلکہ رجوع کر کے واپس آ کر قعدہ اخیرہ کے لیے بیٹھ گیا اور پھر سلام پھیرا تو مقتدی کو اس کے سلام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے۔ لیکن اگر امام قعدہ اخیرہ کئے بغیر فاضل رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا اور اس رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو سب کی نماز باطل ہو جائے گی۔

مندرجہ ذیل نو باتیں ایسی ہیں کہ اگر امام ان کو ترک کر دے (یعنی چھوڑ دے تو مقتدی کو چاہیے کہ اس کے ترک کرنے میں امام کی پیروی نہ کرے وہ باتیں یہ ہیں۔

تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھ اٹھانا۔ ثناء (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ) پڑھنا' رکوع کے لیے تکبیر کہنا' سجدہ کے لیے تکبیر کہنا۔ رکوع اور سجود میں تسبیح پڑھنا۔ (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا)۔ التحیات پڑھنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا۔ تکبیر تشریق (عید الاضحیٰ کے موقع پر) پڑھنا۔ یہ نو امور ہیں کہ ان

Marfat.com

میں سے اگر کسی کو امام ترک کر دے تو مقتدی کو بھی اس کی پیروی میں ترک نہ کرنا چاہیے بلکہ بطور خود ہی اس کو کرے۔[کتاب الفقہ ص ۱۷۶ جلد اول]

اسی طرح کچھ باتیں کرنے کی ایسی ہیں کہ اگر امام انھیں ترک کر دے تو مقتدی کو بھی ترک کر دینا چاہئے۔ وہ پانچ باتیں یہ ہیں۔

عید کی تکبیریں، قعدہ اولیٰ، سجدہ تلاوت، سجدہ سہو اور دعائے قنوت اس صورت میں جب کہ رکوع کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو لیکن اگر اندیشہ نہ ہو تو قنوت پڑھ لینا چاہئے۔ پہلے یہ بتایا جا چکا ہے کہ امام کے پیچھے قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لہٰذا اس میں امام کی پیروی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ اگر مقتدی تشہد (التحیات) پڑھ چکے تو سلام میں امام کی پیروی کرے۔

مسئلہ سلام پھیرنے میں امام کی متابعت کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرے نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔

مسئلہ اگر کسی نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد سلام پھیرا تو افضل طریقہ کو نظر انداز کر دیا، لیکن اگر تکبیر تحریمہ امام سے پہلے کہی گئی تو نماز درست نہیں ہوگی، اور اگر امام کے ساتھ ساتھ کہی تو جب بھی درست نہیں ہوگی، اور اگر اس کے بعد تاخیر سے کہی تو تکبیر تحریمہ کا افضل وقت فوت کر دیا۔[کتاب الفقہ ص ۱۷۶ جلد اول]

مسئلہ بعض لوگوں کی عادت ہے کہ خوب گردن جھکا کر تمام بدن گھما کر سلام پھیرتے ہیں اس طرح گردن جھکا کر سلام پھیرنا من گھڑت ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔[اغلاط والعلوام ص ۶۳]

نمازی کے آگے سے گذرنے کا بیان

نمازی کے آگے سے گزرنا حرام ہے، اگرچہ نمازی نے بغیر کسی عذر کے سترہ (رکاوٹ) نہ رکھا ہو، اسی طرح نماز پڑھنے والے کے لیے بھی یہ حرام ہے کہ اپنی نماز سے لوگوں کے آنے جانے میں رکاوٹ ڈالے، بایں طور کہ بغیر سترہ رکھے ایسی جگہ پر نماز پڑھنے لگے جہاں اس کے سامنے سے لوگوں کی بکثرت آمد و رفت ہو۔ ایسی صورت میں اگر نمازی کے آگے سے کوئی شخص گزر جائے تو سر دست اس بات کا گناہ ہوگا کہ اس جگہ نماز پڑھی جہاں لوگوں کو سامنے سے گزرنا پڑا۔ سترہ نہ رکھنے کا گناہ نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص سامنے سے نہیں گزرا تو کوئی گناہ نہ ہوگا، کیونکہ سترہ رکھنا بذات خود کوئی امر واجب نہیں ہے۔ اگر نمازی رکاوٹ کا باعث ہوا، لیکن گذرنے والے کو گنجائش

Marfat.com

تھی (کہ وہ اور طرف سے چلا جاتا' پھر بھی نمازی کے آگے سے گزرا) تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ لیکن (اس کے برعکس) اگر نمازی کی وجہ سے رکاوٹ نہ تھی' لیکن جانے والے کو کسی اور جانب سے گزرنے کی گنجائش نہ تھی (اور نمازی کے آگے سے گزرنا پڑا) تو کسی کو گناہ نہ ہوگا۔ اور اگر دونوں میں سے کسی ایک طرف سے کوتاہی ہوئی تو ایک ہی شخص گنہگار ہوگا۔

[کتاب الفقہ ص ۲۳۰ جلد اول و در مختار ص ۵۸۱ جلد اول و نظام الفتاویٰ ص ۷۵ جلد اول]

''سترہ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو نمازی آڑ کرنے کے لیے اپنے سامنے لگا لے' اپنے آگے کھڑا کر لے' خواہ وہ لکڑی ہو' یا کوئی ستون ہو' یا دیوار وغیرہ' اور اس (سترہ کھڑا کرنے) سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ سجدہ کی جگہ متمیز ہو جائے اور جس شخص کو نمازی کے سامنے گزرنا ہو وہ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گنہگار نہ ہو۔

سترہ کی ضرورت وہاں پیش آتی ہے جہاں نماز کھلی اور بے آڑ جگہ پڑھی جائے۔ اگر مسجد میں نماز پڑھی ہو یا ایسے مقام میں کہ جہاں لوگوں کا نمازیوں کے سامنے سے گزرنا نہ ہوتا ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ سترہ کی لمبائی ایک ہاتھ سے کم نہیں ہونی چاہیے اور اس کی موٹائی کم سے کم ایک انگلی کے برابر ہونی چاہیے۔ با جماعت نماز کی صورت میں امام کا سترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے' یعنی اگر امام کے آگے سترہ ہے تو مقتدیوں کے آگے سے گزرنے میں کچھ گناہ نہیں' خواہ ان کے آگے کوئی آڑ ہو یا نہ ہو' لیکن سترہ کے ورے سے گزرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر جماعت میں شریک ہونے کے لیے کوئی آنے والا صف میں خالی جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ دوسری صف کے آگے سے گزر کر پہلی صف میں اس خالی جگہ پہنچ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔ اس صورت میں قصور دوسری صف والوں کا مانا جائے گا' انہوں نے آگے بڑھ کر پہلی صف میں خالی جگہ کو پر کیوں نہیں کیا۔ یعنی کیوں نہیں بھرا۔ [مظاہر حق ص ۶۴۵ جلد اول و ہدایہ ص ۸۹ جلد او شرح نقایہ ص ۹۶ جلد او کبیری ص ۳۶۸ و علم الفقہ ص ۹۳ جلد ۲ کتاب الفقہ ص ۴۲۷ جلد ۱]

مسئلہ سترہ کھڑا کرنا سنت ہے۔ [ہدایہ ص ۸۹ جلد اول]

مسئلہ سترہ کی بجائے اگر چادر یا چھتری' مصلی (نمازی) کے آگے ہو تو وہ کافی ہے' لکڑی کی خصوصیت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۲ جلد ۴ و رد المحتار ص ۵۹۵ ج ۱]

مسئلہ نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے مگر اس سے نماز نہیں ٹوٹتی' اور اگر کوئی بے خیالی میں گزر گیا تو معذور ہے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص میدان میں یا بڑی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو تین صفوں کی جگہ چھوڑ کر اس کے آگے سے گزرنے کی گنجائش ہے۔ اور چھوٹی مسجد میں مطلقا گنجائش نہیں ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۴ جلد ۳]

مسئلہ نمازی کے آگے سے عورت یا کوئی بھی جانور کتا' بلی وغیرہ گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی' دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۳ ج ۴ و ص ۴۱ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۵۹۳ جلد اول]

مسئلہ نمازی کے آگے سے گذرنے والا اگر جان لے کہ اس کا وبال کس قدر سخت اور سنگین ہے تو برسوں کھڑا رہے گا مگر آگے سے گزرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۹ جلد ۳ بحوالہ مشکوۃ ص ۷۴ جلد اول]

نمازی کے آگے سے گذرنے کی حد؟

مسئلہ جہاں نمازی کی نظر پہنچے جب کہ وہ اپنی نظر کو موضع سجود پر رکھے (سجدہ کی جگہ پر نگاہ رکھے) وہاں تک آگے کو نہ گزرے۔ پس اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھتا ہو تو اندر کے درجہ میں آگے کو گزر سکتا ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۱ جلد ۴]

مسئلہ بڑی مسجد اور جنگل میں تو نمازی سے اتنے فاصلہ پر گزرنا جائز ہے کہ جہاں تک سجدہ کی جگہ پر نظر رکھ کر نمازی کی نظر نہ پہنچے۔ [امداد الاحکام ص ۴۶۳ جلد اول]

مسئلہ اگر دو مصلی (نمازی) آگے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں' آگے والا پہلے فارغ ہو گیا' اب وہ داہنی جانب کو جا سکتا ہے (کھسکتا ہے) یہ جائز ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۸ جلد ۴]

مسئلہ بیت الحرام کا طواف کرنے والے کو جائز ہے کہ نمازی کے آگے سے چلا جائے' اسی طرح کعبہ کے اندر اور مقام ابراہیم کے پیچھے نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز پڑھنے والے اور گزرنے والے کے درمیان سترہ نہ ہو۔ [کتاب الفقہ ص ۴۳۱ جلد اول] (کیونکہ یہاں پر مجبوری ہے۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

نماز کے فرائض

نماز کے فرائض اور واجبات' سنن' مستحبات' مفسدات اور مکروہات لکھے جاتے ہیں جس

Marfat.com

سے یہ معلوم ہوگا کہ جو طریقہ نماز پڑھنے کا اوپر بیان کیا گیا اس میں کون سی چیز فرض ہے اور کون سی واجب' اور کون سنت اور کون مستحب' اور اس طریقے کے کسی امر کی رعایت نہ کرنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

نماز کے فرائض چھ ہیں' ان چھ میں سے پانچ نماز کے رکن ہیں یعنی نماز ان سے مرکب ہے اور وہ نماز کے جزء ہیں اور چھٹا یعنی نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا رکن نہیں۔

① قیام (کھڑا ہونا) اتنی دیر تک کھڑا رہنا فرض ہے جس میں اس قدر قراءت کی جا سکے جو فرض ہے۔[درمختار وغیرہ]

کھڑے ہونے کی حد فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ اگر ہاتھ بڑھائے جائیں تو گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں۔[مراقی الفلاح]

قیام صرف فرائض اور واجب نمازوں میں فرض ہے' ان کے سوا اور نمازوں میں فرض نہیں ہے۔

مسئلہ جو شخص قیام پر قادر نہیں اس پر قیام (کھڑا ہونا) فرض نہیں ہے۔

② قراءت یعنی قرآن شریف کا پڑھنا نماز میں۔ قرآن مجید کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے خواہ بڑی ہو یا چھوٹی مگر شرط یہ ہے کہ کم از کم دو لفظوں سے مرکب ہو جیسے (ثُمَّ نَظَرَ) اور اگر ایک ہی لفظ ہو جیسے (مُدْهَآمَّتٰنِ) [پارہ ۲۷ سورۃ الرحمٰن] یا ایک حرف ہو جیسے ص' ق وغیرہ یا دو حرف ہوں جیسے حم وغیرہ یا کئی حروف ہوں جیسے الٓمٓ' حٰمٓ' عٓسٓقٓ وغیرہ تو ان سب صورتوں میں ایسی ایک آیت کے پڑھنے سے فرض نہ ادا ہوگا۔[مراقی الفلاح' درمختار]

مسئلہ فرض نمازوں کی صرف دو رکعتوں میں قراءت فرض ہے یہ بھی تخصیص نہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں قراءت فرض ہے یا اگلی دو رکعتوں میں یا درمیانی جیسے مغرب کی نماز میں اگر کوئی پہلی اور تیسری رکعت میں قراءت کرے اور دوسری میں نہیں یا دوسری میں کرے پہلی میں نہیں' بہر صورت فرض ادا ہو جائے گا۔[کنز الدقائق' درمختار' مراقی]

مسئلہ وتر اور نفل نمازوں کی سب رکعتوں میں قراءت فرض ہے۔

مسئلہ امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کی ضرورت نہیں' ہاں مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہو) اس کیلئے ان گئی ہوئی رکعتوں میں چونکہ امام نہیں ہوتا اس لیے اس کو قراءت کی ضرورت ہوتی ہے۔

③ رکوع ہر رکعت میں ایک مرتبہ کرنا فرض ہے۔ رکوع کی حد فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ اس قدر جھک جائے جس میں دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں اور صرف جھک جانا ہی فرض ہے

کچھ دیر تک جھکا ہوا رہنا فرض نہیں۔

مسئلہ اگر کسی کی پیٹھ (کمر) بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے جھک گئی ہو اور ہر وقت اس کی حالت رکوع کے مشابہ رہتی ہو تو اس کو رکوع میں صرف سر جھکا دینا چاہیے۔ [مراقی الفلاح]

④ سجدہ۔ ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ ایک سجدہ قرآن کریم سے اور دوسرا احادیث اور اجماع سے ثابت ہے۔

مسئلہ سجدے میں ایک گھٹنا اور ایک پیر کی انگلی کا اور پیشانی کا زمین پر رکھنا' اور اگر کسی تکلیف کی وجہ سے پیشانی نہ رکھ سکتا ہو تو بجائے اس کے صرف ناک رکھ دینا کافی ہے (جبکہ اس کی بھی قدرت ہو)۔

⑤ قعدہ اخیرہ یعنی وہ نشست (بیٹھنا) جو نماز کی آخری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد ہوتی ہے' اتنی دیر تک بیٹھنا فرض ہے جس میں التحیات الخ پڑھی جا سکے' اس سے زیادہ بیٹھنا فرض نہیں۔ [درمختار' مراقی الفلاح]

⑥ نماز کو اپنے فعل سے تمام کر دینا' یعنی بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے کوئی ایسا فعل کیا جائے جو نماز کے منافی ہو مثلاً ''السلام علیکم'' کہدے یا قبلہ سے پھر جائے یا اور کوئی بات چیت۔ [علم الفقہ ص ۶۱ جلد ۲' ہدایہ ص ۹۶ ج ۱' شرح نقایہ ص ۶۸' کبیری ص ۲۷۵' کتاب الفقہ ص ۳۷۰ ج ۱]

خلاصہ فرائض نماز

فرائض (۱) قیام (۲) قراءت (۳) رکوع (۴) سجدہ (۵) قعدہ اخیرہ (۶) نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا۔

واجب قراءت کی مقدار

مسئلہ نفل اور وتر کی (ہر رکعت میں) اور فرض نمازوں کی ابتدائی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت کا پڑھنا واجب ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی سورت (جیسے سورۂ کوثر) یا اس کے برابر قرآن کریم کی آیتیں' مثلاً چھوٹی چھوٹی آیات مثلاً (ثُمَّ نَظَرَ۔ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَکْبَرَ) [پارہ ۲۹ سورۃ المدثر] اس میں دس الفاظ ہیں اور مشدد حروف دو حروف شمار کر کے تیس حروف ہجاء ہیں۔ پس لمبی آیات میں سے ہر رکعت میں اس مقدار میں قرآن حکیم پڑھ لیا جائے

Marfat.com

تو واجب ادا ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر آیت الکرسی میں سے صرف اتنا پڑھ لیا جائے کہ ((اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ)) [پارہ ۳ سورۃ البقرۃ]

[کتاب الفقہ ص ۳۸۰ جلد اول' صغیری ص ۱۵۰' فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۱۰ جلد ۴' شامی ص ۴۲۷ جلد اول]

نماز کے واجبات

۱ تکبیر تحریمہ کا خاص ''اللہ اکبر'' کے لفظ سے ہونا' اگر اس کے ہم معنی کسی لفظ سے مثلاً اللہ اعظم وغیرہ کے ادا کی جائے تو واجب ترک ہو جائے گا۔

۲ تکبیر تحریمہ کے بعد اتنی دیر تک کھڑا رہنا جس میں سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھی جاسکے۔ [درمختار' شامی]

۳ سورۂ فاتحہ کا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں ایک مرتبہ پڑھنا۔

۴ ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کسی دوسری سورت کا پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں یہ دوسری سورت کم سے کم تین آیتوں کی ہونی چاہیے' اگر تین آیتیں پڑھ لی جائیں خواہ کسی سورت کا جز ہوں یا خود سورت ہوں تو کافی ہے

۵ پہلے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا' اس کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا اگر کوئی شخص پہلے (فاتحہ سے) دوسری سورت پڑھے اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے تو واجب ادا نہ ہوگا۔

۶ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرنا۔ اگر دوسری' تیسری' یا تیسری چوتھی میں قراءت کی جائے اور پہلی دوسری میں نہ کی جائے تو واجب ادا نہ ہوگا' اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا۔ [درمختار' مراقی الفلاح]

۷ رکوع کے بعد اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جانا جس کو فقہاء قومہ کہتے ہیں۔

۸ سجدوں میں پورے دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں اور دونوں پیروں اور ناک کا زمین پر رکھنا۔ [مراقی الفلاح]

۹ دوسرے سجدے کا اس کے مابعد سے پہلے ادا کرنا' مثلاً اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں بغیر دوسرا سجدہ کیے ہوئے کھڑا ہو جائے تو اس کا واجب ترک ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اس نے سجدے سے پہلے قیام کر لیا۔ [شامی]

⑩ رکوع اور سجدوں میں اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم)) وغیرہ یا ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی)) وغیرہ کہہ سکے۔[طحاوی مراقی الفلاح وغیرہ]

⑪ دونوں سجدوں کے درمیان میں اٹھ کر بیٹھنا جس کو فقہاء جلسہ کہتے ہیں۔

⑫ قومے اور سجدوں کے درمیان میں اس قدر ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح کہی جا سکے۔

[مراقی الفلاح]

⑬ قعدہ اولی یعنی دونوں سجدوں کے بعد دوسری رکعت میں بیٹھنا' اگر نماز دو رکعت سے زیادہ ہو۔

⑭ قعدہ اولیٰ میں بقدر التحیات کے بیٹھنا۔

⑮ دونوں قعدوں میں ایک مرتبہ التحیات پڑھنا' اگر نہ پڑھی جائے یا ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھی جائے تو واجب ترک ہو جائے گا۔

⑯ نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل (کام) کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے۔[درمختار شامی وغیرہ]

مثال:۔ سورۂ فاتحہ کے بعد زیادہ سکوت (خاموشی) کرنا' یہ سکوت دوسری سورت کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔(۲) دو رکوع کرنا' دوسرا رکوع سجدہ کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔(۳) تین سجے کرنا' تیسرا قیام یا قعود (بیٹھنے) کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔(۴) پہلی یا تیسری رکعت کے آخر میں زیادہ نہ بیٹھنا' یہ بیٹھنا دوسری یا چوتھی رکعت کے قیام کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔[شامی] (۵) دوسری رکعت میں التحیات کے بعد دیر تک بیٹھنا جس میں کوئی رکن مثل رکوع وغیرہ کے ادا ہو سکے۔[علم الفقہ ص ۶۳ ج ۲' درمختار ص ۹ جلد ا]

⑰ نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا خواہ کوئی دعاء ہو۔

⑱ عیدین کی نماز میں علاوہ معمولی تکبیروں کے چھ زائد تکبیریں کہنا۔

⑲ عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کرتے وقت تکبیر کہنا۔

⑳ امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضاء ہوں یا اداء اور جمعہ وعیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرأت کرنا' منفرد (تنہا پڑھنے والے) کو اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے' اور آواز کے بلند ہونے کی فقہاء نے یہ حد بیان کی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن

Marfat.com

سکے' اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔

۲۱ امام کو ظہر' عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب عشاء کی آخری رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا۔ [قاضی خاں]

۲۲ جو نفل نمازیں دن میں پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قراءت کرنا اور جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔ [مراقی الفلاح]

۲۳ منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا) اگر فجر مغرب عشاء کی قضا دن میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہیے اور اگر رات کو قضا پڑھے تو اسے اختیار ہے۔

۲۴ اگر کوئی شخص مغرب عشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہیے۔ اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔

۲۵ نماز کو ''السلام علیکم'' کہہ کر ختم کرنا نہ کسی اور لفظ سے۔

۲۶ دو مرتبہ ''السلام علیکم'' کہنا۔ [علم الفقہ ص ۶۴ جلد ۲ و ہدایہ ص ۷۳ جلد اول و شرح نقایہ ص ۷۰ جلد او کبیری ص ۲۹۸ و کتاب الفقہ ص ۳۸۱ جلد او بحر ص ۳۲ جلد ۱]

مسئلہ واجب کے ترک (چھوڑنے) سے نماز ناقص ہوتی ہے۔

مسئلہ واجب کا منکر فاسق ہوتا ہے' اور فرض کا منکر کافر۔

مسئلہ واجب اگر رہ جائے تو سجدہ سہو سے تلافی ہوسکتی ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرلے۔

مسئلہ قصداً واجب کو ترک کیا جائے تو اعادہ صلوۃ (نماز کا لوٹانا) واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ترک واجب مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی کے ارتکاب سے انسان فاسق اور گنہگار ہوتا ہے۔

مسئلہ اور جو نماز مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے وہ واجب الاعادہ ہوگی (یعنی لوٹانا ضروری ہوگا)۔ [نماز مسنون ص ۳۰۳ و کتاب الفقہ ص ۳۷۹ جلد اول]

سنت کی تعریف اور حکم

سنت' اس سے مراد وہ عمل ہے جس کے بجالانے پر مکلف انسان مستحق ثواب ہوتا ہے' اگر

ترک کردے (چھوڑ دے) تو اس سے مواخذہ نہیں۔ پس اگر کسی نے نماز کی تمام سنتیں یا کچھ سنتیں ترک کردیں تو اللہ تعالیٰ اس کے ترک پر کوئی مواخذہ نہیں کرے گا لیکن اس کے بجالانے میں جو ثواب ملتا ہے اس سے محروم رہے گا۔

تاہم کسی مسلمان کو زیبا نہیں ہے کہ سنت کی بات کو بے حیثیت تصور کرے' کیونکہ نماز کا مقصد جناب الٰہی میں تقرب حاصل کرنا ہے جس کا نتیجہ عذاب سے دور ہونا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہونا ہے۔

ایسی صورت میں کوئی عاقل یہ مناسب نہ جانے گا کہ نماز کی سنتوں میں سے کسی سنت کی بے قدری کرے اور اسے ترک کردے' کیونکہ اس کا ترک ثواب عمل سے محرومی کا باعث ہے اور یہ بات کسی دانشمند سے مخفی نہیں ہے کہ یہ محرومی ہی (بجائے خود) ایک عذاب ہے ایسا کرنے سے نعم الٰہی سے محرومی ہے۔ لہٰذا مکلف انسان کے لیے یہ امر خاص اہمیت رکھتا ہے کہ شارع (آنحضرت) علیہ السلام نے جن امور کے بجالانے کا ارشاد فرمایا ہے' ان کی بجا آوری کی جانب توجہ کی جائے خواہ وہ امور فرض ہوں یا سنت ہوں۔

رہا یہ سوال کہ آخر اس کا کیا سبب ہے کہ شارع علیہ السلام نے نماز کی بعض باتوں کو فرض لازم اور بعض باتوں کو غیر ضروری قرار دیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر آسانی کرتا ہے' اسی لیے اس نے بندوں کو بعض اعمال بجالانے کا اختیار دیا ہے' تاکہ ان کا ثواب عطا فرمائے۔ اب اگر کوئی شخص اسے چھوڑ دے تو ثواب سے محروم رہے گا' لیکن اس پر عذاب نہ ہوگا۔ یہ بھی شریعت اسلامیہ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے کہ اس میں شرعی ذمہ داریوں کی دشواری دور کر دی گئی اور نہایت خوبی کے ساتھ جزائے خیر حاصل کرنے کی ترغیب ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۸۲ ج ۱]

مسئلہ نماز کی سنت کا چھوڑنا نہ تو نماز کے فساد کا موجب ہوتا ہے اور نہ ہی سجدہ سہو کا بلکہ وہ گناہ کا موجب اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس نے جان بوجھ کر چھوڑا ہو' مگر شرط یہ ہے کہ اس نے سنت کو حقیر سمجھ کر نہ چھوڑا ہو بلکہ سستی یا کاہلی کی وجہ سے ایسا کیا ہو اس لیے کہ سنت کو حقیر سمجھنے والا ازروئے فتویٰ کافر ہو جاتا ہے۔ [درمختار ص ۱۹ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ]

نماز کی سنتیں

1. تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر کو نہ جھکانا۔ [مراقی الفلاح]

Marfat.com

۲ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا' مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو شانوں تک اور عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

۳ تکبیر تحریمہ کہتے وقت اٹھے ہوئے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف کرنا۔ [درمختار وغیرہ]

۴ ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کو نہ بہت کشادہ کرنا' نہ بہت ملانا۔

۵ تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد ہاتھوں کا باندھ لینا' مردوں کو ناف کے نیچے' عورتوں کو سینے پہ۔

۶ مردوں کو اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لیں اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا دیں اور عورتوں کو اس طرح کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں' انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑنا ان کے لیے مسنون نہیں ہے۔

۷ ہاتھ باندھنے کے فوراً بعد سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھنا۔

۸ امام اور منفرد کو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے بعد اور مسبوق کو اپنی ان رکعتوں کو پہلی رکعت میں جو امام کے بعد پڑھے بشرطیکہ وہ رکعتیں قراءت کی ہوں "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" کہنا۔

۹ ہر رکعت کے شروع میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہنا۔

۱۰ امام اور منفرد کو سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا اور قراءت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آمین (آہستہ) کہنا۔

۱۱ آمین کا آہستہ آواز سے کہنا۔

۱۲ قیام (کھڑے ہونے) کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کے برابر فصل ہونا۔

۱۳ فجر اور ظہر کے وقت فرض نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد طوال مفصل کی سورتوں کا پڑھنا اور عصر عشاء کے وقت اوساط مفصل مغرب میں قصار مفصل۔

بشرطیکہ سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو۔ سفر اور ضرورت کی حالت میں جو سورت چاہے پڑھے۔

Marfat.com

۱۴ فجر کے فرض کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت کی بہ نسبت ڈیوڑھی سورت پڑھنا۔[شامی]

۱۵ رکوع میں جاتے وقت ''اللہ اکبر'' کہنا اس طرح کہ تکبیر اور رکوع کی ابتداء ساتھ ہی ہو اور رکوع میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔[منیہ وغنیۃ وغیرہ]

۱۶ مردوں کو رکوع میں گھٹنوں کا دونوں ہاتھوں سے پکڑنا اور عورتوں کو صرف گھٹنوں پر ہاتھ رکھ لینا[غنیۃ]

۱۷ مردوں کو انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا اور عورتوں ملا کر۔

۱۸ رکوع کی حالت میں پنڈلیوں کا سیدھا رکھنا۔

۱۹ مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سرین سب برابر ہو جائیں' اور عورتوں کو صرف اس قدر جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔[مراقی]

۲۰ رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم'' کہنا۔

۲۱ رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جدا رکھنا۔

۲۲ قومے میں امام کو صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا اور مقتدی کو صرف رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اور منفرد کو دونوں کہنا۔

۲۳ سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

۲۴ سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا' پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو اور اٹھتے وقت پہلے ناک کو اٹھانا پھر پیشانی کو پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو۔[مراقی]

۲۵ سجدہ کی حالت میں منہ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان میں رکھنا۔[شرح وقایہ]

۲۶ سجدے کی حالت میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھ کی بانہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا اور عورتوں کو پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے ملا ہوا' اور ہاتھ کی بانہوں کا زمین پر بچھا ہوا رکھنا۔

۲۷ سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا ملا ہوا رکھنا۔[شرح وقایہ وغیرہ]

۲۸ سجدے کی حالت میں دونوں پیروں کی انگلیوں کا قبلے کی طرف رکھنا۔[شرح وقایہ]

۲۹ سجدے کی حالت میں دونوں زانوؤں کا ملا ہوا رکھنا۔

۳۰ سجدے میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہنا۔

۳۱ سجدے سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے سر کا زمین سے اٹھانا۔

Marfat.com

۳۲ دونوں سجدوں کے درمیان میں اس خاص کیفیت سے بیٹھنا جس کیفیت سے دونوں سجدوں کے بعد بیٹھنا چاہیے جس کا بیان آگے آتا ہے۔

۳۳ قعدہ اولی اور دوسرا قعدہ دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوؤں پر ہوں' انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں اور عورتوں کو اس طرح کہ اپنے بائیں سرین پر بیٹھیں اور داہنے زانو کو بائیں پر رکھ لیں اور بایاں پیر داہنی طرف نکال دیں اور دونوں ہاتھ بدستور زانو پر ہوں

۳۴ التحیات میں لا الٰہ کہتے وقت داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے آس پاس کی انگلیاں بند کر کے کلمہ کی انگلی کا اٹھانا اور الا اللہ کہتے وقت رکھ دینا اور باقی انگلیوں کو آخر تک بدستور باقی رکھنا

۳۵ فرض کی پہلی دو رکعتوں کے بعد ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ [مراقی الفلاح]

۳۶ قعدہ اخیرہ میں میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا۔ [مراقی الفلاح]

۳۷ درود شریف کے بعد کسی ایسی دعا کا پڑھنا جو قرآن کریم یا احادیث سے ثابت ہو' اگر کوئی ایسی دعا پڑھی جائے جو قرآن کریم اور احادیث سے ثابت نہ ہو تب بھی جائز ہے بشرطیکہ دعا ایسی چیز کی ہو جس کا طلب کرنا خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہو۔ [بحرالرائق]

۳۸ السلام علیکم کہتے وقت داہنے بائیں طرف منہ پھیرنا۔ [مراقی الفلاح]

۳۹ پہلے داہنی طرف منہ پھیرنا' پھر بائیں طرف۔ [مراقی الفلاح]

۴۰ امام کو بلند آواز سے سلام پھیرنا (کہنا)۔

۴۱ دوسرے سلام کی آواز کا بہ نسبت پہلے سلام کی آواز کے پست ہونا۔ [مراقی الفلاح]

۴۲ امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ مرد ہوں یا عورت یا لڑکے ہوں یا مخنث اور کراماً کاتبین وغیرہ فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ سب نماز پڑھنے والوں کی اور کراماً کاتبین فرشتوں کی اور امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور محاذی ہو تو دونوں سلام میں امام کی بھی نیت کرنا۔

[مراقی الفلاح' علم الفقہ ص ۶۸ تا ص ۷۱ جلد ۲' کتاب الفقہ ص ۳۸۳ تا ص ۳۸۵ جلد ۱ اور نماز مسنون ص ۳۱۰]

Marfat.com

نماز کے مستحبات

1. تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کو آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا' بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو اور عورتوں کو ہاتھوں کا نہ نکالنا بلکہ چادر یا دوپٹہ وغیر میں چھپائے رکھنا۔[مراقی الفلاح]
2. کھڑے ہونے کی حالت میں اپنی نظر سجدے کے مقام پر جمائے رکھنا اور رکوع میں قدم پر' سجدے میں ناک پر' بیٹھنے کی حالت میں زانو پر' سلام کی حالت میں شانوں پر۔[درمختار]
3. جہاں تک ممکن ہو کھانسی یا جمائی کو روکنا۔[درمختار' مراقی الفلاح]
4. اگر جمائی آجائے تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ کی پشت ورنہ بائیں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ لینا۔[درمختار]
5. امام کو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے فوراً بعد تکبیر تحریمہ کہنا۔
6. قعدہ اولی اور اخیرہ میں وہی خاص تشہد پڑھنا جو بیان ہو چکا اس میں کمی زیادتی نہ کرنا۔
7. قنوت میں اسی خاص دعا کا پڑھنا جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں یعنی "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ" الخ تک پڑھ لینا۔[شامی' علم الفقہ ص ۲۷ جلد ۲ و نماز مسنون ص ۳۱۱]

مسئلہ ہر رکعت میں الحمد سے پہلے اور سورت کے پڑھنے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا مستحب ہے۔[شرح نقایہ ص ۷۴ جلد اول' کبیری ص ۳۸] حنفیہ کے نزدیک مندوب' ادب اور مستحب کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اس سے مراد وہ امور ہیں جو نبی کریم ﷺ نے کیے' لیکن ہمیشہ اس پر عمل نہیں فرمایا۔[کتاب الفقہ ص ۴۲۵ ج ۱]

فرائض الصلوٰۃ

اولاً یہ بات ذہن نشین رہے کہ فرائض فریضہ کی جمع ہے اور فرض شرعاً ہر اس فعل کو کہا جاتا ہے جس کا بجالانا (ادا کرنا) دلیل قطعی سے لازم ہوا ہے چاہے وہ فعل فی نفسہ رکن ہو یا شرط۔ کما قال فی البحر الرائق۔ فان الفرض شرعا ما لزم فعله بدليل قطعي اعم من ان يكون شرطاً اور كناً [ص ۲۹۰ جلد اول]

تنبیہ: ثانیاً یہ بات واضح رہے کہ فرائض صلوۃ کی تعداد میں عبارات کتب فقہ مختلف

Marfat.com

ہیں۔ بحرالرائق وشامی میں سات اور عالمگیری وہدایہ میں چھ اور کبیری میں آٹھ ذکر کیے گئے ہیں ،لیکن خلاصہ اور معتمد یہ ہے کہ کل فرائض صلوٰۃ آٹھ ہیں ان میں سے چھ ہمارے ائمہ کے درمیان متفق علیہا ہیں اور دو مختلف فیہما ہیں۔

((کما فی الکبیری۔ اما فرائض الصلوۃ ای ارکانھا التی توجد ماھیتھا بمجمو عھا فثمان فرائض ست فرائض علی الو فاق بین ائمتنا و منھا قنتان فریضتان علی الخلاف بینھم)) [ص ۲۹۲]

(فی بیان الفرائض) متفق علیہا چھ فرائض یہ ہیں:

1. تکبیرِ افتتاح بلفظ دیگر تکبیر تحریمہ
2. قیام
3. قراءۃ
4. رکوع
5. سجدہ
6. قعدہ آخرہ بمقدارِ تشہد پڑھیں گے۔

((ایضاً فی الکبیری وھی ای الفرائض الست المتفق علیھا تکبیرات الا فتتاح (الی ان قال) والفرائض الباقیۃ من الست القیام والقراءۃ والرکوع والسجود والقعدۃ الا خرہ مقدار قراء ۃ التشھد)) [ص ۲۹۲]

ملاحظہ: تکبیر تحریمہ کے بارے میں یہ بات خیال میں رہے کہ اس کی فرضیت ہمارے ائمہ کے نزدیک متفق علیہا ہونے کے باوجود ان کے درمیان اس بات میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا وہ رکن صلوۃ ہے یا شرط صلوۃ تو اس میں صحیح اور معتمد قول یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ شرط صلوۃ ہے نہ کہ رکن صلوۃ۔ اسی قول کو صاحب بدائع الصنائع نے محققین کی طرف اور صاحب غایۃ البیان نے عام مشائخ کی طرف منسوب کیا ہے اور یہی اصح قول ہے۔ کمافی البحرالرائق:۔ ثم اختلفوا ا ھل ھی شرط اورکنہ ففی الحاوی ھی شرط فی اصح الروایتین و جعلہ فی البدائع قول المحقیقین من مشائخنا وفی غایۃ البیان قول عامۃ المشائخ وھو الا صح [ص ۲۹۱ ج ۱]

اور اسی وجہ سے فرض نماز کی تحریمہ سے نفل پڑھنا جائز ہوتا ہے بخلاف اس کے عکس کے (پس وہ ناجائز ہوگا)۔

((کما ایضا فی البحر۔ وثمرۃ الا ختلاف تظھرفی بناء النفل علی تحریمۃ الفرض فیجوز عند القائلین بالشرطیۃ ولایجوز

عند القائلین با لر کنیة)) [ص۲۹۱ج۱]

فرائض مختلف فیها

اور مختلف فیہما فرائض یہ ہیں:۔(۱) خروج بصنع المصلی (یعنی مصلی کا قصداً اپنے منافی صلوۃ فعل کے ذریعہ نماز سے نکلنا)۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک فرض ہے' بخلاف امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے (پس ان کے نزدیک یہ فرض نہیں ہے) (۲) تعدیل ارکان اور مطلب اس کا اطمینان حاصل کرنا ادائے ارکان کے وقت (رکنا بعد رکن اور تمام اعضاء سے اضطراب کا دور ہونا اور اس کی اقل مقدار ایک تسبیح کا اندازہ ہے۔ پس یہ امام ابو یوسفؒ اور ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ کے نزدیک فرض ہے' بخلاف امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ وغیرھما کے) (ان کے نزدیک فرض نہیں ہے)۔

((کما فی الکبری:۔ اما الخروج من الصلوۃ لصنعه ای بالفعل الناشی من المصلی ففرض عند ابی حنیفةؒ خلافاً لهما الخ (وبعد) و تعدیل الارکان وهو الطمانینة وزوال الاضطراب من جمیع الا عضاء واقله قدر تسبیحة فرض عند ابی یوسف وائمته الثلاثة)) [ص۲۵٦]

الغرض متفق علیہا فرائض میں سے اگر ایک فرض بھی قصداً یا سہواً فوت ہو جائے تو فرضیت صلوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ نماز ذمہ فرض رہے گی۔ اور مختلف فیہا خصوصاً تعدیل ارکان اگر قصداً فوت ہوئی تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اور اگر سہواً ایسا ہوا ہے تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔ اس لیے تمام فرائض صلوٰۃ کو باہتمام ادا کرنا ضروری ہے' تا آنکہ نماز میں کسی قسم کا نقصان واقع نہ ہو۔ [والتفصیل فی کتب الفقہ] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تعداد رکعات اور طریقہ نماز

فجر کے وقت دو رکعت نماز فرض ہے اور ظہر' عصر' عشاء کے وقت چار چار رکعتیں جمعہ کے دن بجائے ظہر کے دو رکعت نماز جمعہ۔ مغرب کے وقت تین رکعت۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو چادر یا آستین وغیرہ سے باہر نکال کر

Marfat.com

کانوں تک اٹھائے' اس طرح کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو سے مل جائیں اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں' انگلیاں نا تو بہت کشادہ ہوں نہ ملی ہوئی' ایسی حالت میں جس نماز کو پڑھنا چاہیے' اس کی نیت دل میں کر لے اور زبان سے بھی دلی ارادہ کو ظاہر کرے (تو بہتر ہے) اور نیت عربی زبان میں کہنا کچھ ضروری نہیں بلکہ جس زبان میں بھی کرے اس طرح سے کرے کہ "میں نے یہ نیت کی دو رکعت نماز فرض فجر کے وقت میں پڑھوں۔" ہر نماز کی اسی طرح سے اس نیت کے ساتھ ہی "اللہ اکبر" کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے' اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو اور بائیں کلائی کو داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے پکڑ لے اور باقی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا لے پھر فوراً یہ دعا پڑھے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ" اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو اس دعا کو پڑھ کر خاموش رہے۔ اور اگر امام قراءت شروع کر چکا ہو تو اس دعا کو بھی نہ پڑھے بلکہ اَللّٰهُ اَكْبَر کے بعد ہی خاموش رہے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہو یا امام ہو تو اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر سورہ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھے اور جب سورہ فاتحہ ختم ہو جائے تو منفرد اور امام آہستہ سے آمین کہیں اور اگر کسی ایسے وقت کی نماز ہو جس میں بلند آواز سے قراءت کی جاتی ہے تو سب مقتدی بھی آہستہ سے آمین کہیں' آمین کے الف کو بڑھا کر کہنا چاہیے' اس کے بعد کوئی سورت قرآن کریم کی پڑھے' اگر سفر کی حالت میں ہو یا کوئی ضرورت ہو تو اختیار ہے کہ جو سورت چاہے اور اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورہ حجرات اور سورہ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے' اور فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہیے' باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئے' ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔

[علم الفقہ ص ۳۵ ج ۲]

مسئلہ سورہ فاتحہ اور سورت کے درمیان میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا چاہیے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۶ جلد اول]

مسئلہ سبحانك اللهم سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی بلکہ ثناء کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۰۹ جلد ۳]

مسئلہ عصر و عشاء کی نماز میں (وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ) [پارہ ۳۰ سورہ طارق] اور (لم یکن) [پارہ

Marfat.com

۳۰ سورۃ البینۃ] اوران کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔ مغرب کی نماز میں (اذازلزلت) [پارہ ۳۰ سورۃ الزلزال] سے آخر تک

اگر یاد ہوں تو یہ سورتیں پڑھیں ورنہ جو بھی یاد ہو وہ پڑھ لیں۔ [رفعت قاسمی]

سورت پڑھنے کے بعد ''اللہ اکبر'' کہتا ہوا رکوع میں جائے اور رکوع کی ابتداء ساتھ ہی ہو اور رکوع میں اچھی طرح پہنچ جانے کے ساتھ ہی تکبیر ختم ہو جائے۔ رکوع اس طرح کیا جائے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ہوں' ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ ہوں اور سر اور سرین (کولھے) برابر ہوں' ایسا نہ ہو کہ سر جھکا ہوا ہو اور پیٹھ اٹھی ہوئی ہو' پیر کی پنڈلیاں سیدھی ہوں' خمدار (ٹیڑھی) نہ ہوں' رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم'' کہنا چاہیے' پھر رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور امام صرف ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہے اور مقتدی صرف ''ربنا لک الحمد'' اور منفرد (تنہا پڑھنے والا) دونوں کہے' پھر تکبیر کہتا ہوا اور دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے تکبیر اور سجدہ کی ابتداء ساتھ ہی ہو اور سجدہ میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔

[علم الفقہ ص ۳۵ جلد ۲' کتاب الفقہ ص ۴۱۳ ج اور درمختار ص ۹۶ جلد اول وفتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۲ جلد ۴]

سجدہ کرنے کا طریقہ

سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہیے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو (اٹھتے وقت اس کے برعکس اٹھے) اور منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان ہونا چاہیے' اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونا چاہیے اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوں اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف اور پیٹ زانو سے علیحدہ اور بغل سے جدا ہو' پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا سا بچہ درمیان سے نکل سکے۔ (یعنی جہاں تک بھی بلا تکلف زمین سے اونچا اٹھ سکے اٹھائے) سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہے' پھر سجدہ سے اٹھ کر اچھی طرح بیٹھ جائے کہ داہنا پیر اسی طرح کھڑا رہے اور بائیں پیر کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لے' اس طرح کہ انگلیاں پھیلی ہوئی ہوں' رخ ان کا قبلہ کی طرف ہو' نہ بہت کشادہ ہوں' نہ بالکل ملی ہوئی' سرے ان کے گھٹنے کے قریب ہوں اور اس حالت میں کوئی دعا نہ پڑھے۔

سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے' پھر ناک پھر ہاتھ' اطمینان سے بیٹھ چکنے کے بعد دوسرا سجدہ اسی طرح کرے جیسے پہلا سجدہ کیا تھا' دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد تکبیر کہتا ہوا فوراً

Marfat.com

کھڑا ہو جائے کھڑے ہوتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے' پھر ناک' پھر ہاتھ' پھر گھٹنے اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر کھڑا ہو' ہاتھوں کو زمین سے سہارا دیتے ہوئے (بلا عذر) نہ کھڑا ہو' اس دوسری رکعت میں صرف بسم اللہ الخ کہہ کر سورۃ فاتحہ پڑھی جائے اور اسی طرح کوئی دوسری سورت ملا کر اور اسی طرح (پہلی رکعت کی طرح) رکوع' قومہ' دونوں سجدے کیے جائیں' دوسرے سجدہ کے بعد اسی طرح بیٹھ کر جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا' یہ دعا پڑھے:۔

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

لا الہ کہتے وقت انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو بند کر کے کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے اور الا اللہ کہتے وقت کلمہ کی انگلی جھکا دے پھر جتنی دیر بیٹھے انگلیاں اسی حالت میں رہیں اور اگر دو رکعتوں والی نماز ہو تو التحیات کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))

یہ درود پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ))

اس کے بعد نماز ختم کر دے' اس طرح کہ پہلے داہنی طرف منہ پھیر کر کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ (اگر امام ہو تو) اس سلام میں کراماً کاتبین' فرشتوں کی اور ان لوگوں کی نیت کی جائے جو نماز میں شریک ہوں۔

[علم الفقہ ص ۳۶ جلد ۲' ہدایہ ص ۶۴ جلد اول' کبیری ص ۳۰۰' شرح نقایہ ص ۷۲' کتاب الفقہ ص ۴۱۳ جلد اول]

مسئلہ اگر عذر کی وجہ سے قعدہ میں مسنون طریقہ سے نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بن پڑے بیٹھے اور کوشش کرے کہ ہیئت مسنونہ کے قریب تر ہو۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۱ ج ۱]

Marfat.com

دو رکعت سے زائد رکعت کا طریقہ

اور اگر دو رکعت والی نماز نہ ہو بلکہ تین رکعت یا چار رکعت والی نماز ہو تو صرف التحیات اخیر تک پڑھ کر فوراً کھڑا ہو جائے باقی تین رکعت بھی اسی طرح پڑھے مگر ان رکعتوں میں بسم اللہ پڑھنے کے بعد صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور دوسری سورت نہ ملائے' اگر تین رکعت والی نماز ہو تو تیسری رکعت میں' ورنہ چوتھی رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد اسی طرح بیٹھ کر اسی طرح التحیات اور درود وغیرہ پڑھ کر اس کے بعد اسی طرح سلام پھیر کر نماز ختم کر دے۔
فجر' مغرب' عشاء کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ اور سب تکبریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد (تنہا پڑھنے والے) کو اختیار ہے۔
اور ظہر اور عصر کے وقت امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں آہستہ کہے۔

مسئلہ نماز کی حالت میں ادھر ادھر نہ دیکھنا چاہیے بلکہ کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کے مقام پر نظر جمائے رکھے اور رکوع کی حالت میں پیروں کی پشت پر اور سجدوں میں ناک اور بیٹھنے کی حالت میں زانو پر' نماز کی حالت میں آنکھوں کو کھلا رکھے' بند نہ کرے' ہاں اگر سمجھے کہ آنکھ بند کر لینے سے نماز میں دل زیادہ لگے گا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ [علم الفقہ ص ۴۷ جلد ۲]

نماز ختم کرنے کے بعد دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعا مانگے اور اگر امام ہو تو مقتدیوں کے لیے بھی اور مقتدی سب آمین آمین کہتے رہیں اور دعا کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر' مغرب' عشاء' ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھ جائے' اس کے بعد دعا مانگے' بشرطیکہ کوئی مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہوں) اس کے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

فرض نمازوں کے بعد بشرطیکہ ان کے بعد سنت نہ ہو' ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ۔ آیت الکرسی' چاروں قل' ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ [مراقی

Marfat.com

الفلاح' درمختار' شامی وغیرہ' علم الفقہ ص ۳۷ جلد ۲ و کبیری ص ۳۰۰' ہدایہ ص ۶۴ ج ۱' شرح نقایہ ص ۲۷' ج ۱' ترمذی ص ۴۰۸ مستدرک حاکم ۵۶۰ بہشتی زیور ص ۳۳ جلد ۱۱ مراقی الفلاح ص ۱۸]

مسئلہ نماز (فجر وعصر) کے بعد تسبیحات کا انگلیوں پر گننا (شمار کرنا) نہ صرف جائز ہے بلکہ حدیث شریف میں تسبیحات کو انگلیوں پر گننے کا حکم آیا ہے۔[آپ کے مسائل ص ۲۷۸ ج ۳]

مسئلہ مردوں کیلئے ناف کے اوپر اور نیچے ہاتھ باندھنا دونوں طریقے حدیث سے ثابت ہیں۔ حنفیہ نے حدیث زیر ناف کو معمول بہ بنایا ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۸۳ جلد ۲ بحوالہ غنیۃ المستملی ص ۲۹۴]

تشہد میں انگلی کس لفظ پر گرائے؟

مسئلہ تشہد یعنی نماز میں کلمہ کی انگلی صرف دائیں ہاتھ کی ہلائی جاسکتی ہے اگر کسی کی وہ انگلی کٹی ہوئی ہو یا اس میں کوئی مرض ہو تو اس کے بجائے دائیں ہاتھ یا بائیں ہاتھ کی کسی اور انگلی سے تشہد (التحیات) کے دوران اشارہ نہ کیا جائے۔ اشارہ کا طریقہ یہ ہے کہ تشہد میں اس وقت کلمہ کی انگلی کو اٹھایا جائے جب غیراللہ کی الوہیت کی نفی کرنے والے الفاظ "لا الہ" کہے جائیں اور جب "الا اللہ" کہا جائے تو انگلی جھکالی جائے گویا انگلی کا اٹھانا (غیر اللہ کی) الوہیت سے انکار اور اس کا جھکالینا اللہ کی الوہیت کے اقرار کی علامت ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۱۸ جلد اول' فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۹۲ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۷۴ جلد ۲ و فتاویٰ محمودیہ ص ۶۸ جلد ۱۳]

مسئلہ اور نماز کے ختم تک ایسے ہی رہنے دے۔[نماز مسنون ص ۳۸۹]

نماز میں سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ

مسئلہ سلام پھیرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں جانب اور پھر بائیں جانب سلام پھیرا جائے اور اتنا مڑ جائے کہ دائیں اور بائیں رخسار (کلا پیچھے کی جانب) دکھائی دئے جائیں۔ اگر بھولے سے بائیں جانب سلام پھیر لیا تو اب صرف دائیں طرف سلام پھیرا جائے' بائیں طرف سلام دوبارہ نہ پھیرا جائے۔ ہاں اگر منہ کو سامنے رکھے ہوئے سلام پھیرا تو اب دائیں اور بائیں جانب مڑ کر سلام پھیرنا چاہیے۔ اور سنت یہ ہے کہ "السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جائے اور یہ کہ دوسرے سلام کی آواز پہلے کی بہ نسبت ہلکی ہو۔ پھر اگر امام ہو تو ضمیر مخاطب سے (جو السلام علیکم میں ہے) نماز پڑھنے والے مسلمانوں اور جنوں اور فرشتوں کا ارادہ کیا جائے۔ اگر مقتدی

Marfat.com

ہوتو اپنے امام اور نمازیوں کی نیت (سلام میں) کرے۔ اور اگر تنہا نماز پڑھ رہا ہے تو حفاظت کرنے والے فرشتوں کی نیت کرنا چاہیے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۱۹ جلد اول]

مسئلہ نماز کے سلام میں ''ورحمۃ اللہ'' کے بعد ''وبرکاتہ'' کا اضافہ متروک العمل ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹۹ جلد ۴، درمختار ص ۴۹۸ جلد اول]

مسئلہ بلا عذر شرعی مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر دے تو اگرچہ نماز ہو جائیگی مگر مکروہ ہوگی اس کو چاہئے کہ امام کے ساتھ نماز پوری کرلے اور امام کے ساتھ دوبارہ سلام پھیرے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۳ جلد ۴]

مسئلہ علماء با آواز بلند کلمہ طیبہ کو نماز کے بعد بکیفیت خاص پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کا آواز سے پڑھنا بغرض تعلیم تھا، اس لیے اوروں کو جہر مفرط کرنے سے روکا جاتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ بلند آواز سے نہ پڑھا جائے جس میں دیگر نمازیوں اور ذاکرین کو اذیت ہو۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۷ ج ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۱۸ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۹ جلد ۷]

مسئلہ ہلکی آواز سے فرضوں کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنا جائز ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۹ جلد ۲ بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۸۸ جلد اول]

عورتیں نماز کیسے پڑھیں؟

عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہیے جن کی تفصیل یہ ہے۔

1. تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہیے (مونڈھوں تک) اگر سردی کا زمانہ نہ ہو، اور عورتوں کو ہر زمانہ میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے شانوں تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔
2. تکبیر تحریمہ کے بعد مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے اور عورتوں کو سینے پر۔
3. مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے، اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھنی چاہئے حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئیے۔
4. مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر اور سرین (کولھے) اور پشت برابر ہو جائیں، اور عورتوں کو اس قدر جھکنا نہ چاہیے بلکہ صرف اسی قدر جس میں اس کے ہاتھ

Marfat.com

گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

5 مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیے ہوئے بلکہ ملا کر۔

6 مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

7 مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملا ہوا۔

8 مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہیے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

9 مردوں کو سجدوں میں دونوں پیروں کی انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیے عورتوں کو نہیں یعنی پاؤں کھڑا نہ کریں بلکہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دیں اور خوب سمٹ کر سجدہ کریں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر قبلہ رخ رکھیں۔

10 مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیئے۔ اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سرین (کولھے) کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہیے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آ جائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

11 عورتوں کو کسی وقت قراءت بلند آواز سے کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہیے۔[علم الفقہ ص ۳۸ جلد ۲' امداد الاحکام ص ۶۸ ۴ ج امدایہ ص ۷۰ جلد ا شرح نقایہ ص ۸۰ کبیر ۳۳۳' فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۴ جلد ۷]

12 اذان واقامت عورتوں کے حق میں مسنون نہیں۔[نماز مسنون ص ۱۷۱' ۳' فتاویٰ عزیزی ص ۴۴۸ آپ کے مسائل ص ۳۰۵ جلد ۳]

مسئلہ عوام میں مشہور ہے کہ جب تک جمعہ کی نماز مسجد میں ختم نہ ہو جائے عورتیں گھروں میں ظہر کی نماز نہ پڑھیں' یہ محض بے اصل اور غلط ہے۔[حسن العزیز ص ۱۲۸ جلد ۴]

عورت بوقت ولادت نماز کیسے پڑھے؟

مسئلہ عورت حالت دردزہ میں جب کہ ہوش وحواس درست ہوں اور بظاہر بچہ کے ضائع

ہونے کا اندیشہ نہ ہو مگر رطوبت خون وغیرہ جاری ہو اور بچہ کا کچھ حصہ جسم سے نکلنا باقی ہو اور نماز کا وقت ہو تو ایسی حالت میں اگر وقت نماز کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو وہ عورت وضوء کرے' اگر ہو سکے ورنہ تیمم کر کے نماز ادا کرے اور خون کا خیال نہ کرے کیونکہ وہ خون استحاضہ ہے' مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے۔ [فتاوٰی دار العلوم ص ۴۴۱ جلد ۴ بحوالہ غنیۃ ص ۳۶۵]

(مقصد یہ ہے کہ خون نفاس کے نکلنے تک عورت پر نماز فرض ہے' اگر نہیں پڑھے گی تو بعد میں قضاء واجب ہو گی۔ نماز کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایسی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مہندی لگا کر نماز پڑھنا؟

مسئلہ ہاتھوں کو مہندی لگا کر بند مٹھیوں کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے ترک سنن واجب آتا ہے اس لیے مکروہ ہے۔ [فتاوٰی دار العلوم ص ۱۴۵ ج ۴]

(چونکہ نماز کے ہر رکن میں مٹھی کا کھلا ہوا رکھنا مسنون ہے۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ' مدرس دار العلوم دیوبند]

لوپ کی حالت میں نماز پڑھنا؟

مسئلہ حامداً ومصلیاً لوپ اگر پاک ہے اور علاج کے لیے عورت نے (شرمگاہ میں) لگا رکھا ہے تو ایسی حالت میں نماز' تلاوت وغیرہ کچھ بھی ممنوع نہیں ہے' سب درست ہے۔

[فتاوٰی محمودیہ ص ۵۵ جلد ۱۳]

مسئلہ بیماری کی حالت میں عورتوں کو رحم (شرمگاہ) میں جو دوا اندر رکھنی پڑتی ہے اسی حالت میں نماز پڑھ لے قضاء نہ کرے۔ [فتاوٰی محمودیہ ص ۸۹ جلد ۷]

لیکوریا کی مریض عورت کی نماز کا حکم

مسئلہ اس مرض میں خارج ہونے والا پانی ناپاک ہوتا ہے جو کپڑا اس سے آلودہ ہو جائے اس میں نماز نہ پڑھی جائے۔ البتہ کپڑے کے ناپاک حصہ کو دھو کر پاک کر لیا جائے تو اس میں نماز درست ہے۔

Marfat.com

پس جن عورتوں کو ایام سے پاک ہونے کے بعد لیکوریا کی اتنی شدت ہو کہ وہ پورے وقت کے اندر طہارت (پاکی) کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتیں' ان پر معذور کا حکم جاری ہوگا اور ان کو ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کر لینا کافی ہوگا' لیکن اگر اتنی شدت نہ ہو تو وہ معذور نہیں۔ اگر وضو کے بعد نماز سے پہلے یا نماز کے اندر پانی خارج ہو جائے تو ان کو دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے۔[آپ کے مسائل ص ۳۳۱ جلد ۳]

مسئلہ ناخن پالش اور لپ اسٹک اگر بدن تک پانی نہ پہنچنے دے تو وضو نہیں ہوگا اور جب وضو نہ ہوا تو نماز بھی نہیں ہوئی۔[آپ کے مسائل ص ۷۵ جلد ۳]

عورتوں کی نماز سے متعلق مسائل

مسئلہ عورت کا جوان ہونے کا وقت معلوم ہو تو اس وقت سے نماز فرض ہے۔ ورنہ عورتوں پر نو سال پورے ہونے پر دسویں سال سے نماز فرض سمجھی جائے گی۔

مسئلہ جو کپڑے ایسے باریک ہوں کہ ان کے اندر سے بدن نظر آئے' ان سے نماز نہیں ہوتی۔ نماز کے لیے دوپٹہ بھی موٹا استعمال کرنا چاہیے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۷ ج ۳ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۹ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۲۷۴ جلد اول]

مسئلہ عورتیں لباس ایسا پہنیں جس میں دن نہ کھلتا ہو' اگر بدن پورا ڈھکا ہوا ہو تو نماز ساڑھی میں بھی ہو جائے گی۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۸ جلد ۳ فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۳ جلد ۵ بحوالہ رد المحتار ص ۳۷۴ جلد ۱]

مسئلہ عورت کا نماز کے دوران سر کھل جائے اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر سر کھلتے ہی فوراً ڈھک لیا تو نماز ہو جائے گی۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۸ جلد ۳]

مسئلہ وقت ہو جانے کے بعد عورتوں کے لیے اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے عورتوں کو اذان کا انتظار کرنا ضروری نہیں' البتہ اگر وقت کا پتہ نہ چلے تو اذان کا انتظار کریں۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۹ جلد ۳]

مسئلہ بیوی شوہر کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتی ہے مگر برابر میں کھڑی نہ ہو' بلکہ پیچھے کھڑی ہو۔

[آپ کے مسائل ص ۳۰۰ جلد ۳]

Marfat.com

مسئلہ عورت اگر مسجد میں جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھے تو اس کے لیے بھی اتنی ہی رکعتیں ہیں جتنی مردوں کے لیے یعنی پہلے چار سنتیں' پھر دو فرض (جماعت کے ساتھ) پھر چار سنتیں موکدہ' پھر دو سنتیں غیر موکدہ' عورتوں پر جمعہ فرض نہیں' اس لیے اگر وہ اپنے گھر میں نماز پڑھیں تو عام دنوں کی طرح ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ نیز عورتوں پر جمعہ' جماعت اور عیدین کی نماز ذمہ نہیں ہے۔[آپ کے مسائل ص ۳۰۱ جلد ۳]

مسئلہ عورت کو خاص ایام (حیض و نفاس کے دوران) میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں لیکن تسبیح پڑھ سکتی ہے۔[آپ کے مسائل ص ۳۰۴ جلدی ۳]

مسئلہ عورتوں کا بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا بلا عذر درست نہیں ہے۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۲ ج ۱]

مسئلہ عورت مردوں کی امامت نہ کرے۔

مسئلہ عورتیں اگر جماعت کرائیں تو جو عورت امام ہو وہ آگے بڑھ کر نہ کھڑی ہو بلکہ صف کے بیچ میں کھڑی ہو۔

مسئلہ فتنہ و فساد کی وجہ سے عورتوں کا مسجد میں جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ عورت اگر جماعت میں شریک ہو تو مردوں اور بچوں سے پچھلی صف میں کھڑی ہو۔

مسئلہ عورتوں پر ایام تشریق یعنی عید الاضحیٰ کے زمانہ میں فرض نمازوں کے بعد کی تکبیرات تشریق واجب نہیں' البتہ اگر کوئی عورت جماعت میں شریک ہوئی ہو تو امام کی متابعت کی وجہ سے اس پر بھی واجب ہے مگر بلند آواز سے تکبیر نہ کہے۔ (کیونکہ اس کی آواز بھی ستر ہے' یعنی آواز کا بھی پردہ ہے)

مسئلہ عورتوں کو فجر کی نماز جلدی یعنی اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے اور تمام نمازیں اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ عورتوں کو نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنے کی اجازت نہیں' نماز خواہ جہری ہو یا سری' ان کو ہر حال میں آہستہ قراءت کرنی چاہیے۔

مسئلہ عورت اذان نہیں دے سکتی۔

مسئلہ عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرے۔ اور اگر گھر میں کوئی جگہ نماز کے لیے مخصوص نہ ہو تو اعتکاف کے لیے کسی جگہ کو مقرر کر لے۔[آپ کے مسائل ص ۳۰۷ ج ۳]

مسئلہ عورتوں کے حق میں پاؤں کی انگلیاں کھڑا کرنا مشروع نہیں ہے۔ (جلسہ وسجدہ میں)

Marfat.com

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۴ جلد ۲ وشامی ص ۴۷۱ جلد اول]

مسئلہ مرد و عورت کے اعضاء ستر (جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے) میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ اگر نماز کے اندر تین تسبیح کی مقدار تلاوت تک کھلا رہ جائے تو نماز باطل ہو جائے گی' اگر فوراً ڈھانپ لے تو کوئی حرج نہیں۔[کبیری ص ۲۶۷]

مسئلہ نماز میں اگر عورت کے سر کا ربع (چوتھائی) حصہ کھلا ہوا ہوگا تو نماز جائز نہیں ہوگی۔ اسی طرح عورت کے سر کے نیچے لٹکے ہوئے بالوں کا چوتھائی حصہ کھلا ہوا ہو تو پھر بھی نماز نہیں ہوگی۔

[نماز مسنون ص ۲۶۷]

مسئلہ عورت نماز میں اگر ایسا باریک کپڑا پہنے جس سے بدن یا بالوں کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آئے تو نماز نہیں ہوگی۔[نماز مسنون ص ۲۶۸ بحوالہ بیہقی ص ۲۳۵ جلد ۲]

مسئلہ اگر بچے کے جسم یا کپڑوں پر نجاست لگی ہوئی ہے اور وہ بچہ نمازی کی گود میں آ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[فتح الملہم ص ۱۴۰]

مسئلہ عورت نے نماز میں بچے کو اٹھایا' بچے نے عورت کے پستان کو چوسا اور اس سے دودھ نکلا۔ تو ایسی صورت میں اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[کبیری ص ۴۴۳ جلد اول' فتح الملہم ص ۱۴۱]

مسئلہ عورتوں کے لیے دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھوں کی ظہر و بطن (اوپر نیچے کا حصہ) نماز میں ڈھانکنا ضروری نہیں۔ (اس کے کھلے رہنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا)

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۳ جلد ۲]

مسئلہ عورتوں کو اپنے بدن اور اعضاء کو سجدہ وغیرہ میں خوب ملانا چاہیے' مردوں کی طرح کھل کر نہیں کرنا چاہیے۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰۹ جلد ۲]

مسئلہ عورت اگر نماز میں مرد کے ساتھ محاذات (برابر) میں آ جائے اور عورت ہو بھی بالغ خواہ محرم ہی کیوں نہ ہو' اور دونوں ایک ہی نماز تحریمہ میں شریک ہوں' درمیان میں کوئی حائل بھی نہ ہو۔ اور عورت جنون' حیض و نفاس والی بھی نہ ہوں' اور ایک رکن کی ادائیگی کی مقدار میں محاذات ہو' دونوں ایک ہی امام کے مقتدی ہوں' اور امام نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہے' یا عورت مقتدی ہو اور مرد نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو تو ایسی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[ہدایہ ص ۹۷ جلد اول' شرح نقایہ ص ۸۹ ج ۱' شرح وقایہ ص ۱۵۴ ج ۱' نماز مسنون ص ۴۹۰]

مسئلہ مسجد میں جماعت ہو گئی یا شرعی عذر کی وجہ سے مسجد میں جا نہ سکے تو گھر میں بیوی' والدہ'

Marfat.com

بہن وغیرہ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنا جائز ہے۔ ایک عورت ہو تو تب بھی پیچھے کھڑی رہے' مرد کی طرح برابر میں کھڑی ہوگی تو نماز نہ ہوگی۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۰ ج ۳ بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۹۶ جلد ۱]

مسئلہ بعض عورتیں نماز پڑھنے کے بعد جائے نماز کا گوشہ یہ سمجھ کر الٹ دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ شیطان اس پر نماز پڑھے گا' اس میں کسی بات کی بھی اصل نہیں ہے۔ [اغلاط العوام ص ۵۶]

مسئلہ عورتوں میں مشہور ہے کہ عورتیں مردوں سے پہلے نماز نہ پڑھیں۔ یہ غلط ہے (جب وقت ہو جائے نماز پڑھ لیں) [اغلاط العوام ص ۵۶]

مسئلہ درمختار میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر مرد نے عورت کا بوسہ (پیار) نماز میں لیا' یعنی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس حالت میں مرد نے (نماز میں شامل ہوئے بغیر) اس کا بوسہ لیا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو' عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی' اور اگر مرد نماز پڑھ رہا تھا اور عورت نے اس کا بوسہ لیا اور مرد کو شہوت ہوگئی تو مرد کی نماز فاسد ہوگئی' اور اگر مرد کو شہوت نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۵ جلد ۴ بحوالہ درمختار ص ۵۸۷ جلد اول]

مسئلہ بعض عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں' یا کھڑی ہو کر شروع کرتی ہیں مگر دوسری رکعت میں (بلا وجہ) بیٹھ جاتی ہیں' یاد رکھنا چاہیے کہ فرض اور واجب بلکہ سنت موکدہ میں قیام (نماز میں کھڑے ہونا) فرض ہے' (بلاوجہ بغیر مجبوری کے) بیٹھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔

[احسن الفتاویٰ ص ۳۱ جلد ۳]

نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑے ہو جانا؟

وہ عورت جس پر انسانی نفس مائل ہوتا ہے جماعت میں مرد کے برابر آ جائے یا اس کے آگے ہو' یعنی مرد کی پنڈلیوں یا ٹخنوں کے برابر میں ہو (اگر پنڈلی اور ٹخنے کے پیچھے ہے تو نماز صحیح ہو جائے گی) تو نماز باطل ہو جائے گی بشرطیکہ یہ شرطیں پائی جائیں۔ [کتاب الفقہ ص ۶۸۲ جلد اول]

مسئلہ عورت کا مرد کے کسی عضو کے محاذی کھڑا ہونا ان شرطوں سے:

1. عورت بالغ ہو چکی ہو خواہ جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو' اگر کوئی کم سن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔
2. دونوں نماز میں ہوں' اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہیں تو اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہو گی۔

Marfat.com

۳ کوئی حائل درمیان میں نہ ہو۔ اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی سترہ حائل ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی' اور اگر درمیان میں اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک آدمی وہاں کھڑا ہو سکے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور وہ جگہ حائل سمجھی جائے گی۔

۴ عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں' اگر عورت مجنونہ ہو یا حالت حیض ونفاس میں ہو تو اس کی محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ ان صورتوں میں وہ نماز میں نہ سمجھی جائے گی۔

۵ نماز جنازے کی نہ ہو جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں۔

۶ محاذات بقدر ایک رکن کے باقی رہے اگر اس سے کم محاذات رہے تو مفسد نہیں مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔

۷ تحریمہ دونوں کی ایک ہو' یعنی اس عورت نے اس مرد کی اقتداء کی ہو یا دونوں نے کسی تیسرے کی اقتداء کی ہو۔

۸ ادا دونوں کی ایک ہی قسم کی ہو۔ یعنی بحالت اقتداء نماز ادا کر رہے ہوں۔ اگر ایک بحالت اقتداء کرتا ہو' دوسرا بحالت انفراد یا دونوں بحالت انفراد محاذات مفسد نہ ہوگی۔ مثلاً ایک مسبوق ہو دوسرا لاحق یا دونوں مسبوق ہوں اس لیے کہ مسبوق بعد سلام امام کے اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے ہاں اگر دونوں لاحق ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے کہ لاحق مقتدی کا حکم رکھتا ہے۔

۹ مکان دونوں کا ایک ہو' اگر ایک کسی مکان میں ہو دوسرا دوسرے مکان میں تب بھی محاذات مفسد نہیں' مثلاً ایک مسجد میں ہو دوسرا مسجد کے باہر۔

۱۰ دونوں ایک ہی طرف نماز پڑھتے ہوں' اگر دونوں کے نماز پڑھنے کی جہت مختلف ہو مثلاً اندھیری شب میں قبلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے ہر شخص نے اپنے غالب گمان پر عمل کیا ہو اور ہر ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہوئی ہو یا کعبہ کے اندر نماز ہوتی ہو اور ہر شخص مختلف جہت کی طرف نماز پڑھتا ہو۔

۱۱ امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کی ہو' اگر امام نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی' بلکہ اسی عورت کی نماز صحیح

Marfat.com

نہ ہوگی۔

سجدہ اور رکوع سے متعلق

مسئلہ اگر تمام سجدے میں دونوں قدم (پیر) زمین سے بالکل اٹھے رہے تو سجدہ نہ ہوگا۔ اور جب سجدہ نہ ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ کم از کم ایک انگلی کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھہر جائے، یہ نہیں کہ اگر قدمین (دونوں پاؤں) زمین سے اٹھ گئے اور پھر رکھ لیے تو اس میں بھی نماز نہ ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں بالکل (پورے سجدہ میں) اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۵ جلد ۴ بحوالہ بحر الرائق ص ۳۳۶ جلد اول]

مسئلہ سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرنا سنت ہے، دونوں پاؤں زمین سے لگانا واجب ہے اور بلا عذر ایک (بھی) پاؤں کا اٹھائے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ دونوں میں سے ایک پاؤں کا کچھ حصہ زمین سے لگانا فرض ہے، خواہ ایک ہی انگلی لگائی جائے، فرض ادا ہو جائے گا۔ اور اگر دونوں پاؤں زمین سے بلا عذر اٹھائے اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ انگلی زمین سے لگانے کی شرط یہ ہے کہ فقط ناخن زمین سے نہ چھوئے بلکہ انگلی کے سرے کا گوشت بھی زمین سے چھو جائے یعنی انگلی زمین پر مڑ جائے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۱۶ جلد ۳، فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۳ جلد ۲، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۶ جلد ۲ و ص ۲۷۰ جلد ۱۰، جوہرہ نیرہ ص ۵۲ عالمگیری ص ۱۰۱ ج ۱، شامی ص ۳۳۳ ج ۱]

مسئلہ سجدہ میں صرف انگوٹھا زمین پر رکھنے پر اکتفاء کرنا اور دوسری انگلیوں کو اٹھائے رکھنا خلاف سنت ہے، اس لیے مکروہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ دونوں انگلیاں زمین پر لگی رہیں اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب ہو۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۴ ج ۴ و شامی ص ۴۱۶ جلد ۱ و فتاویٰ دار العلوم ص ۵۴ جلد ۴]

مسئلہ چار انگشت کا فاصلہ پیروں میں قیام کی حالت میں رکھنا بہتر ہے اگر کچھ کم و بیش ہو گیا تو نماز صحیح ہے کچھ کراہت نہیں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۳ جلد ۲ رد المحتار ص ۴۱۴ جلد اول]

مسئلہ رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے نہ ہوں تو اس میں ترک واجب ہوتا ہے اور وہ نماز قابل اعادہ ہے، یعنی رکوع سے اٹھکر سیدھے کھڑا ہونا چاہیے۔

مسئلہ نیز پہلے سجدے سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ جائے، پھر دوسرا سجدہ کرے، ورنہ نماز لوٹانی پڑے گی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۵ جلد ۲ رد المحتار ص ۴۲۴ جلد ۱]

مسئلہ جو شخص ﴿سبحان ربی العظیم﴾ کے الفاظ کو ادا نہ کر سکے یعنی ﴿سبحان رب

Marfat.com

العجیم﴾ پڑھے تو وہ (ظ کے) تلفظ کے صحیح ہونے تک ﴿ربی الکریم﴾ پڑھ سکتا ہے۔

[فتاوے دار العلوم ص ۱۷۱ جلد ۲]

مسئلہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ کرنا فرض ہے مگر ضرورت کے وقت ایک پر بھی اکتفا کر سکتا ہے۔

مسئلہ بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کرنے سے نماز ادا نہ ہوگی اور پیشانی پر اکتفا (بلا ضرورت) مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ اگر پیشانی اور ناک دونوں مجروح ہوں تو ایسا شخص سجدہ اشارہ سے کر سکتا ہے۔

[عالمگیری ص ۳۷ جلد اول' کبیری ص ۲۸۳' نماز مسنون ص ۳۶۷]

مسئلہ سجدہ کرتے وقت سات اعضاء کو زمین پر ٹکائے' دونوں گھٹنے' دونوں ہاتھ' دونوں پاؤں اور پیشانی بمع ناک۔ [ہدایہ ص ۷۰ جلد ۱' شرح نقایہ ص ۸۷ ج ۱' کبیری ص ۳۲۱]

مسئلہ سجدہ میں پیشانی اور ناک کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے۔

[ہدایہ ص ۷۰ جلد ۱' کبیری ص ۳۲۱' نقایہ ص ۷۸]

مسئلہ سجدہ کی حالت میں بازوؤں اور کہنیوں کو زمین پر نہ لگائے۔

[ہدایہ ص ۷۰ ج ۱' نقایہ ص ۷۸ جلد اول]

مسئلہ رکوع و سجود ٹھیک طریقہ سے اور اطمینان کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں۔

[بخاری شریف ص ۱۰۹ جلد اول]

مسئلہ سجدہ کی حالت میں انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرے' اور بازوؤں کو پہلوؤں (پسلیوں) سے دور رکھے اور سر کو رانوں سے دور رکھے۔ [ہدایہ ص ۷۰' نقایہ ص ۷۸ ج ۱] (جماعت میں بازوؤں کو ملا کر) اور رکوع اور سجدہ میں پشت کو سیدھا رکھے۔ [نقایہ ص ۷۸ ج ۱]

مسئلہ جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھنا) اچھی طرح نہ کیا تو دو سجدے ادا نہ ہوں گے۔ [ہدایہ ص ۷۰ جلد اول' کبیری ص ۳۲۲]

مسئلہ سجدہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر زمین پر اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے سر قبلہ کی طرف رہیں' رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر کشادہ کر کے گھٹنے پکڑنا مسنون ہے' ان دونوں حالتوں کے علاوہ انگلیوں کو حسب عادت رکھے' نہ کھولے نہ بند کرے۔

[فتاوی رحیمیہ ص ۱۸۳ جلد اول و شامی ص ۴۶۵ جلد ۱]

Marfat.com

مسئلہ سجدہ سے اٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سر کو اٹھائے' پھر ہاتھوں کو' پھر گھٹنوں کو' اور ہاتھوں کو زمین پر لگائے بغیر سیدھا کھڑا ہو جائے' بغیر عذر کے زمین کا سہارا نہ لے۔ [شرح نقایہ ص ۷۹]

مسئلہ تکبیرات میں مقتدی کو توقف کرنا چاہیے تا کہ مقتدی کی تکبیر وغیرہ امام کی تکبیر وغیرہ سے پہلے نہ ہو جائے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶۶ جلد ۳ بحوالہ مشکوٰۃ ص ۹۸ جلد ۱]

مسئلہ امام کے لیے بہتر یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ کی تسبیح پانچ پانچ مرتبہ کہے' اگر تین بار کہے تو اس طرح کہے کہ تسبیح مقتدیوں کو بخوبی تین تین بار پڑھنے کا موقع مل جائے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۱ جلد ۴' بحوالہ شامی ص ۴۶۲ جلد اول]

تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے بھی پانچ پانچ مرتبہ تسبیح پڑھنا افضل ہے۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۸۱]

مسئلہ اگر مقتدی نے رکوع کی تسبیح یا سجدہ کی تسبیح تین مرتبہ پوری نہیں پڑھی تھی کہ امام اٹھ گیا تو چونکہ مقتدی کے لیے امام کی تابعداری واجب ہے اس لیے امام کے ساتھ مقتدی کو بھی سر اٹھا لینا چاہیے۔ تسبیحات کی تعداد پوری کرنے کی غرض سے تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۸۰ بحوالہ شامی]

مسئلہ بہتر ہے کہ نوافل میں ((ربنا لك الحمد حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه)) رکوع سے اٹھتے وقت یہ ادعیہ اگرچہ فرائض میں بھی پڑھی جا سکتی ہیں' لیکن فرائض میں چونکہ تخفیف زیادہ مناسب ہے (امام کے لیے) اس لیے نوافل میں ادعیہ کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

[نماز مسنون ص ۳۵۶ بحوالہ مسلم شریف ص ۱۹۱ جلد ۱]

مسئلہ رکوع میں کم از کم تین بار ﴿سبحان ربي العظيم﴾ پڑھنا سنت کامل کا ادنیٰ درجہ ہے۔

[نماز مسنون ص ۳۵۴' ہدایہ ص ۶۸' شرح نقایہ ص ۷۶ ج ۱' کبیری ص ۳۱۶]

مسئلہ رکوع سے سیدھا کھڑا ہو پورے اطمینان کے ساتھ۔ اس کو قومہ کہتے ہیں یہ واجب ہے۔

[فتح القدیر ص ۲۱۲ جلد اول]

مسئلہ جو رکوع میں شریک ہو اس سے ثناء ﴿سبحانك اللهم الخ﴾ ساقط ہو گئی یعنی ثناء نہ پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۹ جلد ۳]

مسئلہ جماعت میں امام کے قراءت شروع کرنے کے بعد اگر کوئی شریک ہو تو اس کو ثناء نہ پڑھنی چاہیے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۹ جلدی ۳ رد المحتار ص ۴۵۶ ج ۱]

Marfat.com

مسئلہ مقتدی نماز میں اول سے شریک ہوا اور کسی وجہ سے رکوع کرنا بھول گیا پھر سجدہ میں شریک ہو گیا تو اس مقتدی کو ضروری ہے کہ اگر اس نے نماز کے اندر رکوع نہیں کیا تو بعد فارغ ہونے امام کے کھڑے ہو کر رکوع کر کے سجدہ سہو کر لے اس وقت نماز ہو جائے گی [امام کے سلام کے بعد رکوع کر لیا تو نماز ہو جائے گی۔[فتاوی دار العلوم ص ۶۰ جلد۴]

مسئلہ جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار نہ ہوگا۔[علم الفقہ ص ۱۰۰ ج ۲]

مسئلہ تین مرتبہ تسبیح رکوع وسجود سے سنت تسبیح ادا ہو جاتی ہے اور فرائض میں (امام کے لیے) تخفیف کا حکم ہے اس لیے برعایت مقتدیاں زیادہ تطویل نہ کرنی چاہیے لیکن تین سے زیادہ ہونے کو حنفیہ مکروہ نہیں فرماتے اور ﴿سمع الله لمن حمده﴾ کے بعد ﴿ربنا لك الحمد﴾ کہنا بھی مستحب ہے اسی طرح جلسہ میں ﴿رب اغفر لی﴾ الخ کہنا بھی مستحسن ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ ادعیہ واذکار نوافل میں پڑھے اور فرائض میں (امام) تخفیف کرے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۱۵۷ جلد۲ بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۱۰۱ جلد اول]

مسئلہ سجدہ شکر نعمت حاصل ہونے پر مستحب ہے۔[فتاوی دار العلوم ص ۱۶۲ جلد۲ ردالمحتار ص ۷۳۱ جلد اول]

مسئلہ حنفیہؒ کے نزدیک آمین کہنا سنت ہے۔لیکن اگر ایک دو آدمی برابر کے سن لیں تو وہ جہر (زور سے) نہیں ہے وہ بھی آہستہ میں داخل ہے۔[فتاوی دار العلوم ص ۱۶۲ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۹۸ جلد اول]

مسئلہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ رکھے یہ سنت طریقہ ہے بلا عذر اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے البتہ اگر عذر ہو جیسے بڑھاپا ہو یا بدن بھاری ہو گیا ہو اور پہلے گھٹنے رکھنے میں تکلیف ہو تو اس صورت میں پہلے ہاتھ رکھنے میں مضائقہ نہیں۔

[مراقی الفلاح مع طحطاوی ص ۱۵۴]

مسئلہ سجدہ میں جاتے وقت زمین پر وہ اعضاء رکھے جو زمین سے قریب ہیں پھر اس کے بعد والے علی الترتیب رکھے پس پہلے دونوں گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے اور پیشانی کا اکثر حصہ لگا دے کیونکہ یہ واجب ہے اور اس طرح رکھے کہ اچھی طرح قرار پکڑے اور یہ اس وقت ہے جب کہ کوئی عذر نہ ہو اگر عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے پہلے گھٹنے نہیں رکھ سکتا تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھ لے اگر عذر کی وجہ سے دونوں ایک ساتھ زمین پر نہیں رکھ سکتا تو دائیں ہاتھ اور گھٹنے کو بائیں پر مقدم کرے۔[عمدۃ الفقہ ص ۱۱۰ جلد۲ وفتاوی رحیمیہ ص ۲۲۰ ج ۷]

Marfat.com

مسئلہ مرد کے لیے سجدہ کا مسنون اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو (پسلیوں) سے جدا رکھے' لیکن جماعت کے اندر بازوؤں سے ملا ہوا رکھے (کہ دیگر مقتدیوں کو تکلیف نہ ہو) کہنیوں کو زمین پر نہ بچھائے' بلکہ زمین سے اٹھا ہوا رکھے' پیٹ کو رانوں سے جدا رکھے اور سجدہ میں دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل رکھے (سینے کے مقابل نہ رکھے) یعنی چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل رہیں ہاتھوں کی انگلیاں بالکل ملا کر رکھیں تا کہ سب کے سرے قبلہ رخ رہیں' اور دونوں پاؤں کی انگلیاں بھی زمین پر اس طرح رکھے کہ ان کے سرے قبلہ رخ رہیں۔ مردوں کا سجدہ کی حالت میں دونوں کہنیاں (بلا عذر) زمین پر بچھانا مکروہ تحریمی ہے۔

[عمدہ الفقہ ص ۱۱۰ جلد ۲ و فتاوی رحیمیہ ص ۲۲۰ جلد ۷ و عالمگیری ص ۱۰۲ ج ۱ و شامی ص ۲۳۳ ج ۱ و محمودیہ ص ۱۹۸ ج ۱]

مسئلہ التحیات میں شہادت کی انگلی اٹھانے سے توحید کا اشارہ ہوتا ہے تا کہ جیسا کہ زبان سے ((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) الخ کہا جاتا ہے' جس کا مطلب توحید کا اقرار ہے۔ اسی طرح عملاً بھی افعال و جوارح سے اس کو ظاہر کیا جائے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۷۱ جلد ۲ بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۴۳۴ جلد اول]

تکبیرات کا سنت طریقہ

مسئلہ ایک رکن کے بعد دوسرے رکن میں جانے کے لیے شرعی اذکار کا بے موقع استعمال مکروہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ جب ایک رکن کے بعد دوسرا رکن شروع کیا جائے' اس وقت (شرعی طریقہ سے) اللہ کا نام لیا جائے اور جب وہ انتقال (رکن پورا) ہو تو وہ ذکر بھی (تکبیر وغیرہ) ختم کیا جائے' چنانچہ مثلاً یہ صورت مکروہ ہوگی کہ کوئی شخص رکوع میں جاتے وقت کی تکبیر اس وقت کہے جب رکوع میں پہنچ جائے یا ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ جو رکوع سے اٹھتے وقت کہنا چاہیے پورے طور پر کھڑے ہو جانے کے بعد کہا جائے' حالانکہ حکم کا مقصد یہ ہے کہ تکبیر وغیرہ (ایک رکن سے دوسرے رکن میں) منتقل ہونے کے درمیانی عرصہ کے اندر ادا کی جائے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۴۷ جلد اول]

مسئلہ تکبیرات انتقالات کے اندر امام کو حد سے زیادہ جہر یا حد سے زیادہ اخفا (زیادہ بلند یا زیادہ ہلکی آواز) دونوں امر خلاف سنت ہیں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۷ ج ۳]

Marfat.com

مسئلہ تکبیرات میں کامل سنت اسی وقت ادا ہوتی ہے جب کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ شروع کرے اور جیسے ہی دوسرے رکن میں پہنچے تو تکبیر کی آواز بند ہو جائے۔ [کبیری ص ۳۱۴]

مسئلہ اصح یہ ہے کہ ''اکبر'' کی باء اور راء کے درمیان الف ممالہ زیادہ کر کے ''اکبار'' پڑھے گا تو تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی اور نماز میں داخل نہ ہوگا۔ اور اگر تکبیر تحریمہ صحیح ادا کی مگر تکبیرات انتقالات (درمیان کی تکبیر) مذکورہ طریقہ سے الف ممالہ کے اضافہ کے ساتھ تکبیر کہے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۷۴ جلد ۴]

مسئلہ تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو بغیر چھوڑے ہوئے باندھ لے۔

[امداد الاحکام ص ۴۷۷ جلد اول]

قومہ اور جلسہ کا مسنون طریقہ

سوال ہمارے امام صاحب رکوع کے بعد قومہ میں سیدھے کھڑے ہوئے بغیر سجدے میں چلے جاتے ہیں اور ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ کے ساتھ ہی ﴿اَللّٰهُ اَکْبَرْ﴾ کہتے ہیں' درمیان میں ذرا بھی نہیں ٹھہرتے اور نہ سانس توڑتے ہیں' اسی طرح سجدے کے بعد جلسہ کی حالت میں اور یہی حالت سجدے میں جانے اور سجدہ سے اٹھنے کی تکبیرات کی' ان تکبیرات میں وقفہ نہیں کرتے' ان کو دیکھ کر مقتدی بھی ایسا ہی کرتے ہیں' لہٰذا تفصیلی جواب مطلوب ہے۔

جواب اس طرح عادت کر لینا غلط ہے' نماز مکروہ ہو جاتی ہے اور قابل اعادہ ہو جاتی ہے۔ قومہ وجلسہ (رکوع کے بعد صحیح کھڑے ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان اچھی طرح بیٹھنا) کو اطمینان سے ادا کرنا ضروری ہے۔

درمختار مع الشامی ص ۴۶۶ جلد اول تا ص ۴۷۲ جلد اول کا حاصل یہ ہے کہ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہو' کیونکہ قومہ سنت ہے' اور اس کو واجب اور فرض بھی کہا گیا ہے پھر زمین کی طرف جھکتے ہوئے ((اَللّٰهُ اَکْبَرُ)) کہے اور دونوں گھٹنے زمین پر رکھے۔ اور ان عبارات میں لفظ ((ثُمَّ)) آیا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ ساتھ ٹھہر ٹھہر کر سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے جھکنا شروع کریں' یہ تکبیر اس وقت ختم ہو جب جھکنا ختم ہو (اور پیشانی زمین پر رکھی جائے) پھر دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھے یعنی اتنی دیر بیٹھے کہ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) کہا جا سکے۔

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اطمینان سے سیدھے کھڑے ہوتے، پھر سجدہ میں جاتے، اسی طرح سجدہ کے بعد سر مبارک اٹھا کر برابر سیدھے بیٹھ جاتے، تب دوسرا سجدہ فرماتے تھے۔ [مشکوٰۃ شریف ص ۷۵ جلد اول]

آنحضرت ﷺ کی نماز کے مطابق اپنی نماز ہونی ضروری ہے، کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ''جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھ رہے ہو اسی طرح تم نماز پڑھو۔''

اگر ہم خود اپنی نماز آنحضرت ﷺ کی نماز کے مطابق ادا کرنے کی کوشش نہ کریں اور خلاف سنت نماز پڑھیں تو نماز مقبول نہ ہوگی اور قابل اعادہ ہوگی۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ بدتر اور سب سے بڑا چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! نماز کس طرح چراتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں چوری یہ ہے کہ رکوع و سجود کو ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت (سیدھی) نہیں رکھتا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی، جب تک رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہو اور اپنی پیٹھ کو ثابت نہ رکھے (نہ ٹھہرائے) اور اس کا ہر ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر قرار نہ پکڑے۔ اسی طرح جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت اپنی پیٹھ کو درست نہیں کرتا، اس کی نماز پوری نہیں ہوتی ہے۔ [مشکوٰۃ شریف ص ۸۳ ج ۱]

منقول ہے کہ جب بندۂ مومن نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے اور اس کے رکوع و سجود کو اچھی طرح بجا لاتا ہے اس کی نماز بشاش اور نورانی ہوتی ہے، فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں، اور وہ نماز اپنے نمازی کے لیے دعا کرتی ہے اور کہتی ہے ''اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی''، اور اگر نماز کو اچھی طرح نہیں ادا کرتا تو وہ نماز سیاہ رہتی ہے اور فرشتوں کو اس نماز سے کراہت آتی ہے، اور اس کو آسمان پر نہیں لے جاتے، اور وہ نماز کہتی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے، جس طرح تو نے مجھ کو ضائع کیا۔

[خلاصہ فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۵ جلد ۳ بحوالہ مکتوب نمبر ۶۹ امام ربانی ص ۱۳۸ ج ۲]

مسئلہ جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئی ہیں اگرچہ وہ ہو گئی ہیں لیکن ان کا اعادہ (لوٹانا) اچھا ہے، فرض اور وتر کا اعادہ کرے، سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۶ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۴۲۴ جلد اول و اغلاط العوام ص ۵۹]

قومہ وجلسہ میں دعا کا حکم

سوال قومہ اور جلسہ میں امام اور مقتدی دعا پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب مقتدی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سیدھا کھڑا ہو کر (قومہ میں) رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے بعد حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ کہہ سکتا ہے جب کہ وقت مل جائے امام سے پیچھے رہنا لازم نہ آتا ہو اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ کہے اور اگر وقت مل جاتا ہو تو وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ بھی کہہ سکتا ہے ممنوع نہیں ہے۔ البتہ امام کے لیے آپ ﷺ کی ہدایت ہے کہ امام کو ہلکی پھلکی ہی نماز پڑھانی چاہیے، کیونکہ جماعت میں مریض اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اس کا لحاظ کرتے ہوئے مقتدیوں کے لیے زحمت اور مشقت کا سبب نہ بنے۔ [فتاویٰ ص ۳۰۱ جلد۴ بحوالہ شامی ص ۴۷۲ جلد اول]

نماز کے بعد دعا زور سے یا آہستہ؟

مسئلہ فرض نمازوں کے بعد امام اور مقتدی کے مل کر دعا مانگنے کی بڑی فضیلت ہے اور اس کا مسنون اور افضل طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں آہستہ آہستہ دعا مانگیں، یہ طریقہ اخلاص سے پر (بھرا ہوا) ہے خشوع وخضوع، عاجزی والا، نیز دل پر اثر انداز، قبولیت کے قریب اور ریا کاری سے دور ہے۔ دعا میں اصل اخفاء (پوشیدہ مانگنا) ہے۔ دعا آہستہ مانگنی چاہیے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا بھی یہی طریقہ تھا۔ ''نِدَآءً خَفِیًّا۔''

نیز حدیث شریف میں ہے:- خَیْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِیُّ بہتر دعا خفی (آہستہ) ہے۔ ''اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً''

فتح الباری ص ۲۶۹ جلد نمبر ۲ میں ہے کہ مختار طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی دعا آہستہ آواز سے کریں، ہاں جب دعا سکھانے کی ضرورت ہو پھر (سیکھنے تک) مضائقہ نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ محدثین، مفسرین اور فقہاء کے اقوال سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ آہستہ دعا مانگنا امام ومقتدی اور منفرد ہر ایک کے لیے افضل اور مسنون ہے۔ امام کا زور سے دعا مانگنے کی عادت بنا لینا خلاف اولیٰ اور مکروہ ہے، اماموں کو چاہیے کہ سنت کی عظمت اور اہمیت کو پہچانیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں، عوام اور خواہشات نفسانی کی پیروی نہ کریں۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ ''سب سے بڑا مفسدہ یہ ہے کہ امام با آواز دعائیہ کلمات پڑھتا ہے' اور عام طور پر بہت سے لوگ مسبوق (جن کی رکعت رہ جاتی ہے) ہوتے ہیں جو باقی ماندہ نماز کی ادائیگی میں مشغول ہوتے ہیں' ان کی نماز میں خلل آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین اور ائمہ دین کسی سے یہ صورت منقول نہیں کہ نماز کے بعد وہ (امام) دعا کرے اور مقتدی صرف آمین کہتے رہیں۔ خلاصہ یہ کہ عام حالات میں اس سے اجتناب کر کے امام اور مقتدی سب آہستہ آہستہ دعا مانگیں' ہاں کسی موقع پر جہاں مذکورہ مفاسد نہ ہوں' کوئی ایک جہراً دعا کرے۔

مقتدیوں کو بھی امام کو جہراً دعا کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کی دعا سنتا ہے' عربی میں یاد نہ ہو تو فارسی میں' اردو میں غرضیکہ جو اس کی زبان ہو اسی زبان میں (آہستہ آہستہ اپنی اپنی دعا مانگے) [خلاصہ فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۳۲ ج ۴ وص ۱۰۵ ج ۱]

مسئلہ ظہر' مغرب' عشاء کی نماز کے بعد امام دیر تک دعا نہ مانگے' یعنی جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں دعا مختصر ہونی چاہیے۔ [بہشتی زیور ص ۳۲ جلد ۱۱]

مسئلہ آہستہ دعا مانگنا افضل ہے' نمازیوں کا حرج نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھی ذرا آواز سے کر لے' جائز ہے۔ لیکن ہمیشہ جہری (بلند آواز سے) دعا کی عادت بنانا مکروہ ہے۔ حدیثوں میں جس طرح دعا کے متعلق روایتیں ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم)) اور سجدہ میں ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی)) پڑھا' لیکن جس طرح رکوع اور سجدہ کی تسبیحات کی روایتوں سے جہر ثابت نہیں ہوتا' دعا کی روایتوں سے بھی جہر ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۳ جلد اول]

(البتہ طویل دعائیں پڑھنے کی امام کو عادت نہ بنا لینی چاہیے جس سے سنت میں تاخیر ہو اور نمازیوں کو بھی گراں گزرے)

مسئلہ دعا کے اول و آخر درود شریف کا ہونا دعا کی قبولیت کے لیے زیادہ امید بخش ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۸۳ جلد ۳]

مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی دعا قبول ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی اور فرض نماز کے بعد کی دعا۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۴ ج ۱ و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۰ جلد ۱۴]

Marfat.com

مسئلہ امام جس وقت نماز سے فارغ ہو مع مقتدیوں کے سب اکٹھے (ایک ساتھ) دعا مانگیں پھر سنتیں اور نفل پڑھ کر اپنے اپنے کاروبار میں چلے جائیں، دوبارہ سہ بارہ (سنتوں کے بعد) دعا مانگنا ثابت نہیں ہے اور نمازیوں کو مقید رکھنا دوسری تیسری دعا تک جائز نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۰ جلد ۴ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۳ جلد ۱]

مسئلہ حضرت سائب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تھے تو اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھاتے اور جب فارغ ہوتے تو ان دونوں ہاتھوں کو چہرے مبارک پر پھیرتے تھے۔ [مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۶ جلد اول باب الدعاء]

مسئلہ دعا کے لیے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے اس طرح کہ دونوں بغل ظاہر ہو جائیں یعنی بغلوں سے جدا رکھے۔ [احکام دعا مفتی محمد شفیع ص ۱۱]

مسئلہ فرائض کے بعد جو دعا چاہے مانگے، یہ ضروری نہیں کہ امام کی دعاء پر آمین کہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰۱ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۴۸۹ جلد اول]

مسئلہ اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے اور کوئی ضروری کام ہے تو سلام کے بعد فوراً چلے جانے میں کوئی گناہ نہیں ہے اور اس (جانے والے) پر کچھ طعن نہ کرنا چاہیے اور اگر دعاء کے ختم تک انتظار کرے اور امام کے ساتھ دعا میں شریک ہو تو یہ اچھا ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۳ جلد ۴ بحوالہ در المختار ص ۴۹۵ ج ۱]

مسئلہ فرض نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا بھی پڑھ سکتے ہیں:

((بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّیَ الْھَمَّ وَالْحُزْنَ)) [امداد الاحکام ص ۴۸۷ جلد اول]

مسئلہ فرض نماز کے بعد ((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)) پڑھنا مسنون ہے اور افضل ہے۔ اسی لیے اکثر اسی کو پڑھا جاتا ہے، لیکن دوسری دعا اور درود وغیرہ پڑھنے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے، لہٰذا کسی دوسری دعا کو خلاف سنت کہنا صحیح نہیں ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۵ جلد ۳]

مسئلہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا شرعاً ثابت ہے اور مستحب ہے، لیکن اگر اتفاقیہ طور پر کوئی شخص بھی ترک کر دے تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۱ جلد ۱۰]

مسئلہ دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر دعا کرے اور دونوں کے

Marfat.com

درمیان قدرے فاصلہ ہو ملا کر رکھنا خلاف اولیٰ ہے۔

[فتاوے رحیمیہ ص ۳۰۴ جلد ۴ بحوالہ شامی ص ۴۷۴ جلد اول]

مسئلہ دعا کے وقت دونوں ہاتھوں میں کچھ فصل رکھنا افضل ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ جلد اول]

مسئلہ نماز کے بعد دعا کا پہلا اور اخیر لفظ جہراً کہنا جائز ہے مگر اہتمام کی ضرورت نہیں۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۸ جلد اول]

تاکہ عوام نماز کا جز نہ سمجھیں۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ جماعت کے بعد امام کی دعا پر آمین کہتا رہے یا اپنی دعا مانگے' دونوں طرح درست ہے اور دعا میں اخفاء افضل ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۱ جلد ۱۰]

مسئلہ نماز کے بعد بالالتزام مصافحہ یا معانقہ کرنا درست نہیں ہے' جہاں تک ہو سکے اس عمل سے بچنا ضروری ہے' لیکن ابتدائی ملاقات کسی بھی نماز کے بعد فوراً ہی ہو تو اس صورت میں گنجائش ہے کہ مصافحہ یا معانقہ کیا جا سکتا ہے۔ [نظام الفتاویٰ ص ۵۰۱ ج ۱]

امام کے دوسرے سلام سے پہلے مقتدی کا قبلہ سے پھر جانا؟

سوال ہماری مسجد کے امام صاحب لمبا (دیر تک) سلام پھیرتے ہیں' ایک مقتدی امام کے دوسرے سلام پھیرتے ہی منہ قبلے سے پھیر لیتا ہے جب کہ امام صاحب کا سلام ابھی پورا نہیں ہوتا۔ اس کا کہنا ہے کہ دوسرا سلام پھیرتے وقت مقتدی امام کی اقتداء سے آزاد ہو جاتا ہے' کیا اس کا یہ عمل درست ہے؟

جواب امام کو سلام اتنا لمبا نہیں کرنا چاہیے (یعنی قراءت کی لمبی آواز نہ کرے) کہ مقتدیوں کا سلام درمیان ہی میں ختم ہو جائے' جو مقتدی امام کا دوسرا سلام پورا ہونے سے پہلے ہی قبلہ سے ہٹ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی لیکن ایسا مکروہ ہے۔ جب اس نے پانچ سات منٹ امام کے ساتھ صبر کیا ہے تو چند سیکنڈ اور بھی صبر کر لیا کرے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۶۲ جلد ۳ و فتاویٰ دار العلوم ص ۱۹۳ جلد ۲]

مسئلہ اگر ((السلام علیکم)) میں علیکم کے بجائے علیتم نکل جائے تو نماز ہو جائے گی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۵ جلد ۴' در مختار ص ۴۱۸ جلد اول]

مسئلہ نماز کے ختم کے سلام میں قبلہ سے صرف منہ پھیرنا دونوں طرف سلام کے ساتھ کافی ہے' سینہ نہ پھیرے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷ جلد ۲]

Marfat.com

مسئلہ اگر کوئی شخص امام کے پہلے سلام پھیرتے وقت شریک ہوا یعنی امام کے لفظ ((السلام)) کہنے کے بعد اور ((علیکم ورحمۃ اللہ)) کہنے سے پہلے شریک ہوا تو اس کی شرکت اور اقتداء صحیح نہ ہوگی، سلام کے پہلے میم پر نماز ختم ہو جاتی ہے، اس لیے وہ شخص اپنی نماز علیحدہ پڑھے، اور تحریمہ علیحدہ کہہ کر نماز شروع کرے اور اپنے آپ کو امام کا مقتدی نہ سمجھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۳ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۰۰ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۴ جلد ۲ و اغلاط العوام ص ۶۸]

مسئلہ اگر پوری تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کہہ چکا ہے تو وہ شریک جماعت ہو گیا، اب اس کو دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۶۵ جلد ۳ و شامی ص ۴۳۶ جلد اول]

مسئلہ امام داہنی طرف سلام پھیرنے والا تھا کہ مسبوق آکر امام کی نماز میں شامل ہو گیا تو ایسی صورت میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد بہتر یہ ہے کہ تشہد پورا کر کے اٹھے۔

[شامی ص ۴۶۳ جلد اول و فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۰ جلد ۳]

اور اگر پورا تشہد نہ پڑھا اور کھڑا ہو گیا تو یہ بھی جائز ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۵ ج ۲]

مسئلہ مسبوق نے تکبیر تحریمہ کہی اس کے بعد امام نے سلام پھیر دیا تو یہ شخص جماعت میں شامل ہو گیا، اپنی نماز شروع کرے، قعدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر امام نے السلام کا لفظ کہا، ابھی علیکم کا لفظ کہنے نہیں پایا تھا کہ مسبوق نے تکبیر تحریمہ کہی تو اس کی اقتداء صحیح نہیں ہوئی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مسبوق نے تکبیر تحریمہ کہی اور قعدہ میں بیٹھا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو اس کو تشہد پڑھ کر کھڑا ہونا چاہئے، اگر تشہد پڑھے بغیر ہی کھڑا ہو گیا تب بھی نماز درست ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۱ جلد ۴، شامی ص ۴۳۶ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۵ جلد اول، امداد الاحکام ص ۵۵۱ ج ۱]

مسئلہ السلام علیکم کہتے وقت مقتدی کا سانس امام سے پہلے ٹوٹ جائے تو اس صورت میں مقتدی کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۳ جلد ۲، ردالمحتار ص ۴۹۰ جلد اول باب صفۃ الصلوٰۃ]

مسئلہ ختم نماز صرف لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر ہونی چاہئے، وبرکاتہ کے زائد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (یعنی وبرکاتہ کا اضافہ نہ کرے)۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۹۶ جلد ۲]

امام کا سلام کے بعد قبلہ کی طرف پھرنا؟

مسئلہ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر، عصر ان میں امام کو اختیار ہے خواہ داہنی

طرف منہ کر کے بیٹھے یا بائیں طرف، حدیث شریف سے دونوں امور ثابت ہیں اور فقہائے حنفیہ نے بھی دونوں میں اختیار دیا ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۹ جلد ۴، رد المحتار ۴۹۶ ج ۱، بخاری ص ۱۱۸، جلد ۱، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۶ جلد ۲، آپ کے مسائل ص ۲۵۲ جلد ۲]

مسئلہ جہت بدلتا رہے تا کہ عوام ایک ہی جہت کو ضروری نہ سمجھیں۔ [رحیمیہ ص ۳۵ ج ۳]

(لیکن کسی ایک جہت کو لازم نہ کرے، بدلتے رہنا چاہئے اور اس بیٹھنے میں امام تسبیح فاطمی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھے کہ جن کی رکعت رہ گئی وہ اپنی نماز کو کس انداز میں ادا کر رہے ہیں اور کیا وہ طریقہ قابل اصلاح ہے؟ نیز یہ بھی دیکھے کہ محلہ کے کون آدمی جماعت کی نماز سے رہ گئے ہیں اور حاضر نہ ہونے کا سبب کیا ہے کیونکہ امام محلہ کا سربراہ اور ذمہ دار بھی ہوتا ہے۔ [محمد رفعت]

نماز کے ختم پر سلام کیوں ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے جس طرح نماز کے افتتاح اور آغاز کے لیے کلمہ اللہ اکبر تعلیم فرمایا ہے اس سے بہتر کوئی دوسرا کلمہ افتتاح نماز کے لیے سوچا ہی نہیں جا سکتا۔ اسی طرح اس کے اختتام کے لیے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ" تلقین فرمایا ہے۔ اور بلا شبہ نماز کے ختم کے لیے بھی اس سے بہتر کوئی لفظ نہیں سوچا جا سکتا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ سلام اس وقت کیا جاتا ہے جب ایک دوسرے سے غائب اور الگ ہونے کے بعد پہلی ملاقات ہو، لہٰذا اختتام کے لیے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ" کی تعلیم میں واضح اشارہ ہے بلکہ گویا ہدایت ہے کہ بندہ اللہ اکبر کہہ کر جب نماز میں داخل ہو اور بارگاہ خداوندی میں عرض معروض شروع کرے تو چاہیے کہ وہ اس وقت عالم شہود سے حتیٰ کہ اپنے ماحول اور دائیں بائیں والوں سے غائب اور الگ ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اس وقت اس کے دل کی نگاہ کے سامنے نہ رہے، پوری نماز میں اس کا حال یہی رہے۔

پھر جب قعدہ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف اور آخری دعا اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کر کے اپنی نماز پوری کر لے تو اس کے باطن کا حال یہ ہو کہ گویا اب وہ کسی دوسرے عالم سے اس دنیا میں اور اپنے ماحول میں واپس آیا ہے اور دائیں بائیں والے انسانوں یا فرشتوں سے اب اس کی نئی ملاقات ہو رہی ہے اس لیے اب وہ ان کی طرف رخ کر کے اور ان ہی سے مخاطب ہو کر کہے:۔ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ"

Marfat.com

اس عاجز کے نزدیک اس حکم کا راز، اور یہی اس کی حکمت ہے۔[معارف الحدیث ص ۳۰۸ ج ۳]

نماز جن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے؟

نماز کی شرائط میں سے کسی شرط کا مفقود ہو جانا مثال (۱) طہارت باقی نہ رہے، طہارت کے باقی نہ رہنے کی بعض صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی جن کو ہم نماز کے مکروہات کے بعد ایک مستقل عنوان سے بیان کریں گے۔ (۲) ہوش وحواس درست نہ رہیں خواہ بے ہوشی کے سبب سے یا جنون' آسیب وغیرہ کی وجہ سے۔ (۳) سینے کو قصداً بے عذر قبلہ سے پھیرنا۔ اگر بے قصد بے اختیاری کی حالت میں سینہ قبلہ سے پھر جائے تو اگر بقدر ادا کرنے کسی رکن رکوع وغیرہ کے یہی حالت رہے تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں یا کسی عذر سے قصداً پھیرا جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً حالت نماز میں کسی کو یہ شبہ ہو کہ وضو جاتا رہا اور وضو کرنے کے لیے سینہ قبلے سے پھیر لے اور بعد اس کے یاد آ جائے کہ وضو نہیں گیا، اگر یہ یاد مسجد سے نکلنے کے قبل ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: نماز کے فرائض کا ترک ہو جانا خواہ عمداً ہو یا سہواً مثلاً قراءت بالکل نہ کرے یا قیام رکوع' سجدہ وغیرہ بے عذر ترک کر دیا جائے۔ (۴) نماز کے واجبات کا عمداً چھوڑ دینا۔ (۵) نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدہ سہو نہ کرنا (۶) حالت نماز میں کلام کرنا کلام کے مفسد نماز ہونے میں یہ شرط ہے کہ کم سے کم اس میں دو حرف ہوں یا ایسا ایک حرف ہو جس کے معنی سمجھ میں آ جاتے ہوں۔[درمختار، علم الفقہ ص ۱۰۰ جلد ۲]

کلام کی پانچ قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کسی آدمی کے مخاطبہ میں یہ کلام ہر حال میں مفسد نماز ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً عربی زبان ہو یا غیر عربی، وہ لفظ قرآن مجید میں ہو یا نہیں۔

مثال [۱] کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ میں نماز میں نہیں ہوں یا اور کسی دھوکہ میں آ کر کسی آدمی سے کچھ کلام کرے۔ [۲] نماز کی حالت میں کسی آدمی سے کہے کہ ''اُقْتُلِ الْحَيَّةَ'' (سانپ کو مار ڈال)۔ [۳] نماز کی حالت میں کسی سے کہے کہ پڑھو۔ [۴] کسی یحیٰی نام کے آدمی سے کہے ''يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ'' یا کسی موسیٰ نام کے آدمی سے کہے یا موسیٰ (اے موسیٰ) یا کسی سے کہے کہ ''اِقْرَا'' (پڑھو) یہ سب الفاظ قرآن مجید کے ہیں۔ یہی حکم ہے سلام اور سلام کے جواب کا جب کسی آدمی کے مخاطبہ میں ہو۔ اور یہی حکم ہے، اگر دوسرے کی چھینک کے جواب میں

"یَرْحَمُكَ اللّٰهُ"۔ (اللہ تم پر رحمت کرے) کہے یا اچھی خبر سن کر کہے "الحمد لله" یا اسی طرح اور کوئی لفظ زبان سے نکل جائے، اگر اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہ کہے یا نبی ﷺ کا اسم گرامی سن کر درود شریف پڑھے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ بشرطیکہ اس کہنے سے اس شخص کا جواب دینا ہو۔ [درمختار وغیرہ]

حاصل یہ کہ جب آدمیوں کے مخاطبہ میں کلام کیا جائے گا، خواہ کسی قسم کا ہو اور کسی حالت میں ہو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [علم الفقہ ص ۱۰۱ جلد ۲، نماز مسنون ص ۴۷۸، شرح نقایہ ص ۹۱ جلد اول، ہدایہ ص ۸۶ جلد اول، کبیری ص ۴۳۴، درمختار ص ۵۵۴ جلد ۱]

دوسری قسم۔ کسی جانور کے مخاطبہ میں کلام کرنا، یہ کلام بھی ہر حال میں مفسد نماز ہے۔

تیسری قسم۔ خود بخود کلام کرنا۔ یہ کلام بھی مفسد نماز ہے۔ بشرطیکہ عربی لفظ نہ ہو، اور ایسی نہ ہو جو قرآن میں وارد ہوئی اور عربی لفظ ہو اور قرآن مجید میں وارد ہو تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً اپنی چھینک کے جواب میں "الحمد لله" کہے یا اس قسم کا کوئی اور لفظ زبان سے نکل جائے، اگر کوئی لفظ کس شخص کی سخن تکیہ ہو تو اس کے کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی اگر چہ وہ لفظ قرآن میں وارد ہو مثلاً نعم کسی کا سخن تکیہ ہو تو نعم کہنے سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اگر چہ یہ لفظ قرآن مجید میں ہے۔

چوتھی قسم ذکر اور دعا یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ دعا غیر عربی عبارت میں ہو یا عربی عبارت میں ہو، مگر قرآن مجید اور احادیث میں وارد نہ ہو نہ اس کا طلب کرنا غیر خدا سے حرام ہو مثلاً حالت نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِي الْمِلْحَ (اے اللہ مجھے نمک عنایت فرما)۔ یا اَللّٰهُمَّ زَوِّجْنِي فُلَانَةً (اے اللہ میرا نکاح فلاں عورت سے کر دے)۔ یہ دعائیں نہ قرآن مجید میں ہیں نہ احادیث میں، نہ ان کا طلب کرنا غیر خدا سے ممنوع ہے۔ لہٰذا ایسی دعاؤں سے نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر قرآن مجید یا احادیث میں کوئی دعا وارد ہوئی ہو یا اس کا طلب کرنا غیر خدا سے ناجائز ہو تو ایسی دعا سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگر بے موقع پڑھی جائے مثلاً رکوع یا سجدوں میں۔

پانچویں قسم۔ حالت نماز میں لقمہ دینا، یعنی کسی کو قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا۔ یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ لقمہ دینے والا مقتدی اور لینے والا اس کا امام نہ ہو۔ [علم الفقہ ص ۱۰۱ جلد ۲]

فائدہ: چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہاء کے درمیان میں اختلافی ہے۔ بعض علماء نے اس مسئلہ میں

مستقل رسالے تصنیف کیے ہیں، اس لیے ہم چند جزئیات اس کے اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔
صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قراءت کر چکا ہو یا نہیں، بقدر ضرورت سے وہ مقدار قراءت کی مقصود ہے جو مسنون ہے۔

[نہر الفائق، شامی وغیرہ]

مسئلہ امام اگر بقدر ضرورت قراءت کر چکا ہو تو اس کو چاہیئے کہ رکوع کر دے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے، مقتدیوں کو چاہیے کہ جب تک ضرورت شدیدہ نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے' اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے لے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر اس کو خود بخود یاد آ جائے خواہ اس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے پیچھے اس کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو تو اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔ [شامی۔ علم الفقہ ص ۱۰۲ ج ۲]

اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں اس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [بحر الرائق وغیرہ]

مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لقمہ لے لے گا تو اس کی نماز بھی۔

[علم الفقہ ص ۱۰۲ ج ۲' ہدایہ ص ۸۷ جلد ۱۔ کبیری ص ۴۴۰، شرح نقایہ ص ۹۱ جلد ۱]

اسی طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قراءت کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [در مختار]

مقتدی کو چاہئے کہ لقمہ دینے میں تلاوت قرآن کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی، اس لیے کہ حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو قرأت قرآن نہ کرنی چاہیئے۔ [فتح القدیر وغیرہ]

کھانسنا بے کسی عذر یا غرض صحیح کے، اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی کو کھانسی کا مرض ہو یا بے اختیار کھانسی آ جائے یا کوئی غرض صحیح ہو تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ [غرض صحیح کی مثال]

(۱) آواز صاف کرنے کے لیے کھانسے۔ (۲) مقتدی امام کو اس کی غلطی پر آگاہ کرنے کے لیے کھانسے۔ (۳) کوئی شخص اس غرض سے کھانسے کہ دوسرے لوگ سمجھ لیں کہ یہ نماز میں ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۰۲ جلد ۱ و فتاوی رحیمیہ ص ۲۴۱ جلد ۱]

Marfat.com

مسئلہ رونا یا آہ یا اف وغیرہ کہنا، بشرطیکہ کسی مصیبت یا درد سے ہو، اور بے اختیار نہ ہو اگر بے اختیاری سے یہ باتیں صادر ہوں یا مصیبت و درد سے نہ ہوں بلکہ خدا کے خوف یا جنت و دوزخ کی یاد سے ہوں، تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ کھانا، پینا اگرچہ بہت ہی قلیل ہو، ہاں اگر دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کی مقدار سے کم باقی ہو اور اس کو نگل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ حاصل یہ کہ جس قسم کے کھانے پینے سے روزے میں فساد آتا ہے نماز بھی اس سے فاسد ہو جاتی ہے۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ عمل کثیر۔ بشرطیکہ افعال نماز کی جنس سے یا نماز کی اصلاح کی غرض سے نہ ہو۔ اگر اعمال نماز کی جنس سے ہو مثلاً کوئی شخص ایک رکعت میں دو رکوع کرے یا تین سجدے کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لیے کہ رکوع سجدے وغیرہ اعمال نماز کی جنس سے ہیں۔ اس طرح اگر نماز کی اصلاح کی غرض سے ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً حالت نماز میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ شخص وضو کرنے کے لیے جائے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ چلنا پھرنا وضو کرنا عمل کثیر ہے مگر چونکہ اصلاح نماز کے لیے ہے لہٰذا معاف ہے۔

مسئلہ حالت نماز میں کسی عورت کا پستان چوسا جائے اور اس سے دودھ نکل آئے تو اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیے کہ یہ دودھ کا پلانا عمل کثیر ہے۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ نماز میں بے عذر چلنا پھرنا، ہاں اگر چلنے کی حالت میں سینہ قبلے سے نہ پھرنے پائے اور جماعت میں ہو تو ایک رکعت میں ایک صف سے زیادہ نہ چلے اور تنہا نماز پڑھتا ہو تو اپنے سجدے کے مقام سے آگے نہ بڑھے اور مکان نہ بدلنے پائے مثلاً مسجد میں ہو تو مسجد سے باہر نہ نکل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یا کسی عذر سے چلے مثلاً وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیے چلے، اس صورت میں اگرچہ سینہ قبلے سے پھر جائے اور چاہے جس قدر چلنا پڑے نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ نماز کی حالت میں اگر کوئی شخص تکلیف دہ جانور کے اڑانے کی غرض سے ڈھیلہ پھینکے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر کسی انسان پر پھینکا ہے تو عمل کثیر سمجھا جائے گا اور نماز فاسد ہو جائے گی۔

[علم الفقہ ص ۱۰۳ جلد ۲]

مسئلہ نماز کی صحت کی شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکن کا ادا کرنا یا بقدر ادا کرنے کسی رکن کے اسی حالت میں رہنا۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کیے ہوئے مسجد سے باہر نکل جانا۔ [درمختار وغیرہ]

Marfat.com

مسئلہ امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دینا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ مقتدی لاحق کا ہر حال میں اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو موضع اقتداء میں باقی نماز کو تمام کرنا۔

مسئلہ قرآن مجید کی قراءت میں غلطی ہو جانا خواہ یہ غلطی اعراب میں ہو یا کسی مشدد حرف کے مخفف پڑھنے میں یا کسی مخفف کے مشدد پڑھنے میں کوئی حرف یا کلمہ بڑھ جائے یا بدل جائے یا کم زیادہ ہو جائے۔ قرآن مجید کی قراءت میں غلطی ہو جانا۔ ان صورتوں میں مفسد نماز ہے۔

مسئلہ اس غلطی سے معنی بدل جائیں ایسے کہ جن کا اعتقاد کفر ہو خواہ وہ عبارت قرآن مجید میں ہو یا نہیں۔ (۲) معنی بدل گئے ہوں اگرچہ ایسے نہ ہوں کہ جن کا اعتقاد کفر ہو مگر وہ عبارت قرآن مجید میں نہ ہو۔ (۳) معنی میں تغیر آ گیا ہو اور وہ معنی وہاں مناسب نہ ہوں اگرچہ وہ لفظ قرآن مجید میں ہو (۴) معنی میں تغیر آ گیا ہو کہ جس سے لفظ بے معنی ہو گیا ہو جیسے سرائر کی جگہ کوئی شخص سزائل پڑھ جائے۔ اگر ایسی غلطی ہو جس سے معنی میں بہت تغیر نہ آئے اور مثل اس کا قرآن مجید میں موجود ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

اگر کسی لکھے ہوئے کاغذ پر نظر پڑ جائے اور اس کے معنی بھی سمجھ میں آ جائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی، اگر کسی شخص کے جسم عورت پر نظر پڑ جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ [بحرالرائق]

اگر عورت کسی مرد کا حالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی، ہاں اگر شہوت کے ساتھ بوسہ لے تو البتہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ [درمختار، علم الفقہ ص ۱۰۵ ج ۲]

اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکل جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی، اگرچہ نمازی کے سامنے سے نکلنے والے پر سخت گناہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس شخص سے مزاحمت کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے۔ [درمختار وغیرہ]

(یہاں جو صورتیں ہم نے بیان کی ہیں وہ متقدمین کے قواعد کے موافق ہیں اور انہیں کے مذہب میں احتیاط زیادہ ہے۔ مثلاً متاخرین کے نزدیک اعراب کی غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی لہٰذا ہم نے متقدمین کا مذہب اختیار کیا ہے۔ [قاضی خاں، شامی وغیرہ]

تمام مفسدات نماز جن کا بیان اوپر ہو چکا۔ اگر قبل قعدہ اخیرہ کے یا قعدہ اخیرہ میں قبل التحیات پڑھنے کے پائے جائیں تو مفسد نماز ہیں ورنہ مفسد نہیں بلکہ متمم نماز ہیں یعنی ان کے پائے

Marfat.com

جانے سے نماز متمم ہو جائے گی۔ مگر ان چند صورتوں میں ① اگر بعد التحیات پڑھنے کے قعدہ اخیرہ میں کسی تیمم کرنے والے کو وضو پر قدرت ہو جائے۔ ② یا موزوں پر مسح کرنے والے کی مدت گزر جائے یا پٹی پر مسح کرتا ہو اور وہ زخم جس پر پٹی بندھی ہوئی ہو اچھا ہو جائے ③ یا کسی کا موزہ اتر جائے ④ یا خود اتارے مگر عمل کثیر نہ ہونے پائے ⑤ یا کسی امی کو کوئی سورت یاد ہو جائے ⑥ یا کسی برہنہ نماز پڑھنے والے کو کپڑے مل جائیں ⑦ یا اشاروں سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے پر قادر ہو جائے ⑧ یا امام کو حدث ہو جائے اور وہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دے جس میں امامت کی صلاحیت نہیں۔ ⑨ یا فجر کی نماز میں آفتاب نکل آئے ⑩ یا جمعے کی نماز میں عصر کا وقت آ جائے۔ ⑪ یا کوئی شخص وضو سے معذور ہو اور اس کا عذر جاتا رہے۔ ⑫ یا کسی صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آ جائے اور وقت میں اس کے ادا کرنے کی گنجائش ہو تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگرچہ یہ امور بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے پائے گئے ہیں۔

[علم الفقہ ص ۱۰۶ جلد ۲]

یہ بارہ صورتیں ہیں جن میں امام صاحبؒ کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ختم ہو جاتی ہے، اس لیے کہ ان صورتوں میں مفسد نماز قعدہ اخیرہ میں بعد التحیات پڑھ چکنے کے پایا گیا جب کہ کوئی رکن نماز کا باقی نہیں رہا اور ایسے وقت میں اگر کوئی چیز مفسد نماز کی پائی جاتی ہے تو نماز تمام ہو جاتی ہے مگر چونکہ احتیاط امام صاحبؒ کے مذہب میں ہے اور عبادات میں جہاں تک احتیاط ممکن ہو بہتر ہے اور فقہ کے جملہ متون میں اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اس لیے ہم نے بھی اس کو اختیار کیا۔ واللہ اعلم۔ [شامی]

نماز کے فاسد ہونے سے متعلق مسائل

وہ امور جن کو نماز کے دوران کرنے سے نماز فاسد (ختم، ٹوٹ جاتی ہے، دوبارہ پڑھنا ضروری) ہو جاتی ہے، مندرجہ ذیل مزید ہیں۔

مسئلہ چھینکنے والے کے جواب میں ((یَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے رنج وغم کی بری خبر سن کر ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ کہنے پر بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کسی خوش خبری پر ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ کہنا، یا کسی بات پر اظہار تعجب کی خبر سن کر ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) یا ((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) کہنے پر بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

کسی کے سوال کے جواب میں قرآن کی آیت پڑھ دینے پر بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے (تاکہ اس کے سوال کا جواب ہو جائے)۔

صاحب ترتیب کو بھولی ہوئی نمازوں کا یاد آ جانا، جب کہ وقت میں گنجائش ہو، (تفصیل قضاء کے بیان میں ہے)۔

نماز میں بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے تیمم سے نماز پڑھنے والے کو پانی مل جائے جسے وہ استعمال کر سکتا ہو تو نماز باطل ہو جائے گی، اسی طرح مقتدی باوضو ہے اور امام کا تیمم ہے اور امام کو پانی مل جائے تو مقتدی کی نماز باطل ہو جائے گی، فرض نماز، اور وہ نماز نفل ہو جائے گی۔

مسح کی میعاد ختم ہو جانا جب کہ بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے ختم ہو۔ اسی طرح موزہ کا اتر جانا، اگرچہ کسی معمولی حرکت سے اتر جائے۔ (تفصیل دیکھئے مسائل خفین)۔

جو ان پڑھ ہے وہ نماز میں قرآن کی کوئی آیت سیکھ جائے تو نماز جاتی رہے گی، بشرطیکہ وہ شخص ایسے شخص کا مقتدی نہ ہو جو قرآن جانتا ہے۔ اب وہ ان پڑھ قرآن کی آیت یا تو سن کر سیکھ گیا ہو، یا بھولا ہوا تھا اور یاد آ گئی۔ ان پڑھ کی نماز باطل اس صورت میں ہو گی جب کہ بہ مقدار تشہد بیٹھنے سے پہلے ایسا ہوا ہو کہ وہ سن کر سیکھ گیا ہو، ورنہ باطل نہ ہو گی۔

جو شخص اشارہ سے نماز پڑھ رہا ہے، اگر نماز کے دوران رکوع وسجود کے قابل ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ جو شخص نماز کی صلاحیت نہیں رکھتا، جیسے ان پڑھ یا معذور، اس کو امام خلیفہ بنا دے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

نماز فجر پڑھنے میں سورج کا نکل آنا۔ عیدین میں سے کسی عید کی نماز کے دوران آفتاب کا زوال پذیر ہونا، اس سے بھی نماز باطل ہو جائے گی۔

جمعہ کی نماز پڑھتے ہوئے عصر کا وقت آ جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

زخم بھر جانے کے باعث پٹی اتر جانا نماز کے دوران، اس سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

معذور کے عذر کا جاتے رہنا نماز کے دوران۔ وضو ٹوٹنے پر نماز میں بغیر کسی عذر کے اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ اس میں ایک رکن ادا کیا جا سکے، نماز کو باطل کر دیتا ہے، یعنی دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ نماز کے دوران خیال آیا کہ میرا وضو نہیں ہے۔ یا مسح کی مدت ختم ہو گئی یا کوئی قضاء نماز پڑھنی ہے یا نجاست (ناپاکی) لگ گئی ہے، نمازی کا اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، اگرچہ مسجد سے باہر نہ گیا ہو۔

Marfat.com

مقتدی کا اپنے امام کے علاوہ کسی اور کی غلطی بتانا، ہاں اپنے امام کو غلطی بتا سکتا ہے نماز پڑھنے والے کا کسی اور کی بتائی ہوئی غلطی کو مان لینا، اس سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے کسی کے حکم کی تعمیل کرنا۔

جو نماز پڑھی جا رہی ہے اس سے ہٹ کر کسی اور دوسری نماز کی طرف منتقل ہونے کے لیے تکبیر کہنا۔ تکبیر میں اللہ اکبر کے پہلے الف کو کھینچ کر پڑھنا جیسے آللہ اکبر، یا اللہ اکبار با کو کھینچ کر پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نماز میں وہ حصہ کھل جانے سے جس کا ڈھانکنا ضروری ہے۔ کھل جانے یا ناپاکی کے لگ جانے سے اتنی دیر اس حالت میں رہنا کہ ایک رکن ادا کیا جا سکے۔ مقتدی کا اپنے امام سے پہلے کسی اپنے رکن کا ادا کرنا جس میں اس کے ساتھ شرکت نہ کی ہو، اس میں بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مقتدی کے قدم کا اپنے امام کے قدم سے آگے نکل جانے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

چار رکعت والی نماز میں یہ سمجھ کر کہ یہ دو رکعت والی نماز ہے دو رکعت پر سلام پھیر دینا، مثلاً ظہر کی نماز ہے اور یہ سمجھ کر کہ یہ جمعہ کی نماز ہے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اس میں بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ [کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۴۶۹ تا ص ۴۷۳ ج ۱]

کسی نابینا کو ہلاکت کی جگہ سے بچانے کے لیے نماز کے اندر بولنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [کتاب الفقہ ص ۴۷۷ جلد اول]

نماز میں زیادتی کے ساتھ ایسے کام کرنے سے جو نماز کے اعمال میں سے نہیں ہیں نماز باطل ہو جاتی ہے اور زیادتی کے ساتھ کام کرنے سے یہ مراد ہے کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ یہ نماز میں نہیں ہے شک کرنے لگیں کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۸۷ ج ۱]

مسئلہ منہ میں پان اگر دبا ہوا ہو اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [بہشتی زیور ص ۲۳ جلد ۲]

مسئلہ بچہ نے آ کر ماں کا دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہے گی، البتہ اگر دودھ نہ نکلا تو نماز ہو جائے گی۔ [بحر الرائق ص ۱۲ جلد اول، بہشتی زیور ص ۲۳ جلد ۲]

مسئلہ نماز پڑھتے ہوئے کسی لکھی ہوئی چیز پر نظر پڑی اور اس کو زبان سے نہیں پڑھا، لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گیا تو نماز نہیں ٹوٹے گی، البتہ اگر زبان سے پڑھ لے تو نماز جاتی رہے گی۔

Marfat.com

[بہشتی زیور ص ۲۳ جلد ۲ بحوالہ مجمع الانہر ص ۱۲۲، درمختار ص ۵۷۹ ج ۱]

مسئلہ نماز میں ڈکار لینا مکروہ (تنزیہی) ہے اس کو روکنے کی کوشش کی جائے اور جہاں تک ممکن ہو، اور آواز پست رکھی جائے۔

[آپ کے مسائل ص ۳۱۶ ج ۳ و شامی ص ۵۸۳ جلد اول و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۹۱ جلد ۱]

مسئلہ نماز میں چنے کی مقدار یا کم و بیش کھانے کی چیز منہ میں نمازی کی زبان پر آئی، اس کو کپڑے یا ہاتھ سے باہر نکال دینے سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آئے گا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۱ جلد ۴ و ردالمحتار ص ۵۸۸ جلد اول]

مسئلہ نماز میں اگر تھوکنا ہو اور نگل نہ سکے تو کپڑے (رومال وغیرہ) میں لے لے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۲ جلد ۴ و مشکوٰۃ شریف ص ۷۱ جلد اول باب المساجد]

مسئلہ نماز میں اگر چھینک اور ڈکار سے جو آواز بن جاتی ہے اس سے نماز فاسد نہ ہوگی' کیونکہ اس سے بچنا مشکل ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۸۶ جلد ۱' شرح نقایہ ص ۹۲ جلد ۱]

مسئلہ اگر چھینک یا ڈکار میں ایسے حروف کا (خود) اضافہ کیا جو قدرتی طور پر نہیں نکلتے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [کتاب الفقہ ص ۴۸۶ جلد اول]

مسئلہ نماز سے باہر والے کی دعا پر دوران نماز آمین کہنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

[کبیری ص ۴۳۹]

مسئلہ نماز میں اذان کا جواب دینے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

[کبیری ص ۴۴۴ و نماز مسنون ص ۴۸۳]

مسئلہ کسی چیز کے نیچے گرنے پر بسم اللہ پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے' نیز کسی ناگوار بات کے سننے ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ)) کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ رنج و غم کی وجہ سے کراہنے' آہ اُف' ہائے کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے' اگر کسی مرض کی وجہ سے ہو جس سے ضبط نہ کیا جا سکے تو نماز باطل نہ ہوگی۔

[ہدایہ ص ۸۶ ج ۱ شرح نقایہ ص ۹۲ جلد اول' کبیری ص ۴۳۷]

مسئلہ کسی دنیاوی رنج و مصیبت میں یا دنیوی غرض کے لیے آواز کے ساتھ رونے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۷۸ جلد ۱]

مسئلہ نماز میں اللہ کا خوف' یا امر آخرت کی وجہ سے رونا آ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی

Marfat.com

جب کہ رونا بے اختیار ہو۔[ہدایہ ص۸۶ جلد۱، شرح نقایہ ص۹۲ ج۱، کبیری ص۴۳۶]

مسئلہ نماز کے دوران اگر چھینک آجائے تو الحمدللہ نہیں کہنا چاہیئے اگر کہہ لیا تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔[آپ کے مسائل ص۳۲ جلد۳]

مسئلہ مجبوری کی وجہ سے نماز میں جمائی لی ہو اور احتیاط کرتا ہو، اور آواز نہ نکلے تو معاف ہے اور اگر اس میں احتیاط نہ کرتا ہو اور بے احتیاطی کی وجہ سے آواز نکلے اور حروف پیدا ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[عمدۃ الفقہ ص۲۵۲]

مسئلہ نماز میں مصافحہ کرنے، سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔[کبیری ص۴۴۲، شرح نقایہ ص۹۲ جلد۱، نماز مسنون ص۴۸۱]

مسئلہ نماز میں صرف گردن موڑنا مکروہ ہے۔ البتہ کن انکھیوں سے دائیں بائیں دیکھ لینا روا ہے۔ (لیکن یہ بھی مناسب نہیں ہے۔ اور سینہ کو قبلہ کے رخ سے ہٹا کر کسی اور جانب اتنی دیر تک موڑے رکھنا جتنی دیر میں ایک رکن نماز کا پورا ہو سکے، اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔[کتاب الفقہ ص۴۳۳ جلد اول، ہدایہ ص۹۰ ج۱، کبیری ص۳۵۱ شرح نقایہ ص۹۲ جلد اول]

مسئلہ ناپاک جگہ سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔[درمختار ص۹۰ شرح نقایہ ص۹۲ جلد اول]

مسئلہ نماز کی قرأت میں اگر فاش غلطی ہو گئی جس سے مفہوم و معنی بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ نیز قرآن کریم کو موسیقی کی طرز پر پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

[درمختار ص۹۰ جلد اول]

مسئلہ برہنہ (ننگا) آدمی جو نماز پڑھ رہا ہے، دوران نماز پردہ پوشی کے لیے کپڑے وغیرہ مل جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[ہدایہ ص۸۲]

مسئلہ نماز میں جنون یا بے ہوشی یا جنابت لاحق ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

[ہدایہ ص۸۳ جلد اول]

مسئلہ نماز کے دوران باہر سے کوئی چیز کھائے گا یا پیئے گا، چاہے تل کے برابر ہی ہو، نگل لے تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔[نماز مسنون ص۴۸۹، شرح نقایہ ص۹۳ جلد اول]

مسئلہ دانتوں کے درمیان سے کوئی چیز دوران نماز نکال کر کھائے گا تو اگر چنے کے دانہ کے برابر یا اس سے بڑی ہو تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔[شرح نقایہ ص۹۳ ج۱]

مسئلہ اور ایسی چیز کے نگلنے اور معدہ میں پہنچنے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے جو منہ میں گھل جاتی

Marfat.com

ہے جیسے چینی مٹھائی وغیرہ۔ [کتاب الفقہ ص ۴۸۹ جلد ۱]

جن چیزوں سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے

مسئلہ حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مثال:۔ کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے۔

مسئلہ رکوع یا سجدے میں جاتے وقت اپنے کپڑوں کو مٹی وغیرہ سے بچانے کے لیے یا اور کسی غرض سے اٹھالینا مکروہ تحریمی ہے۔ [ردالمختار وغیرہ]

مسئلہ حالت نماز میں کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پہنچنے پائے مکروہ تحریمی ہے مثال (۱) کوئی شخص اپنی داڑھی کے بال ہاتھ میں لے (۲) اپنے کپڑے پکڑے، اپنے بدن کو بے ضرورت کھجلائے۔

مسئلہ حالت نماز میں وہ کپڑے پہننا مکروہ تحریمی ہیں جن کو پہن کر عام طور پر لوگوں کے پاس نہ جا سکتا ہو، ہاں اگر اس کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا اس کے پاس نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ کوئی ٹکڑا چاندی سونے یا پتھر وغیرہ کا منہ میں رکھ لینا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ قرات میں مخل نہ ہو، اگر قراءت میں مخل ہوگا تو پھر نماز فاسد ہو جائے گی۔ [درمختار، شامی]

مسئلہ برہنہ سر نماز پڑھنا، ہاں اگر اپنا تذلل اور خشوع ظاہر کرنے کے لیے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھتے ہوئے گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے۔

[ردالمختار، علم الفقہ ص ۱۰۶ جلد ۲]

مسئلہ پاخانہ، پیشاب یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت بے ضرورت رفع کیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [درمختار وغیرہ]

اگر کسی کو بعد نماز شروع کر چکنے کے عین حالت نماز میں پاخانہ پیشاب وغیرہ معلوم ہو تو اس کو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور ان ضرورتوں سے فراغت کر کے باطمینان پڑھے خواہ وہ نماز نفل ہو یا فرض اور خواہ تنہا پڑھتا ہو یا با جماعت اور یہ خوف بھی ہو کہ بعد اس جماعت کے دوسری

Marfat.com

جماعت نہ ملے گی۔ ہاں اگر یہ خوف ہو کہ وقت نماز کا نہ رہے گا یا جنازہ کی نماز ہو کہ نماز ہو جائے گی تو نہ توڑے بلکہ اسی حالت میں نماز تمام کر لے۔ [شامی]

مسئلہ: مردوں کو اپنے بالوں کا جوڑا وغیرہ باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر حالت نماز میں جوڑا وغیرہ باندھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ [درمختار، شامی]

مسئلہ: سجدے کے مقام سے کنکریوں وغیرہ کا ہٹانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر بغیر ہٹائے سجدہ بالکل ممکن ہی نہ ہو تو پھر ہٹانا ضروری ہے اور اگر مسنون طریقہ سے بے ہٹائے ممکن نہ ہو تو ایک مرتبہ ہٹادے اور نہ ہٹانا بہتر ہے۔ [درمختار، شامی وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں انگلیوں کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیوں کا دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا (یعنی چٹخانا) مکروہ تحریمی ہے۔ [درمختار، شامی وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں ہاتھ کا کولہے پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [بحرالرائق، شامی وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں منہ کا قبلے سے پھیرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ پورا منہ پھیرا جائے یا تھوڑا۔ [شامی وغیرہ]

مسئلہ: گوشہ چشم سے بے ضرورت شدیدہ ادھر ادھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں اس طرح بیٹھنا کہ دونوں ہاتھ اور سرین زمین پر ہوں اور دونوں زانوں کھڑے ہوئے سینے سے لگے ہوئے ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ [شامی وغیرہ] (مجبوری میں جائز ہے)۔

مسئلہ: مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [شامی وغیرہ]

مسئلہ: سلام کا جواب دینا ہاتھ یا سر کے اشارے سے مکروہ تنزیہی ہے۔ [شامی]

مسئلہ: سجدہ صرف پیشانی یا صرف ناک پر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ [درمختار وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۰۷ جلد ۲]

مسئلہ: عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ: نماز میں بے عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں جمائی لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ [شامی]

مسئلہ: حالت نماز میں آنکھوں کا بند کر لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر آنکھ بند کر لینے سے خشوع زیادہ ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ صرف امام کا بے ضرورت کسی بلند مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک گز سے کم نہ ہو مکروہ تنزیہی ہے، اگر امام کے ساتھ مقتدی بھی ہو تو مکروہ نہیں۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ مقتدیوں کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ حالت نماز میں کوئی ایسا کپڑا پہننا جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو مکروہ تحریمی ہے، اسی طرح ایسے مقام میں نماز پڑھنا جہاں چھت پر یا داہنے بائیں جانب کسی جاندار کی تصویر ہو۔ [درمختار وغیرہ]۔ اگر فرش پر جہاں کھڑے ہوئے ہوں تصویر ہو تو مکروہ نہیں، اسی طرح اگر تصویر چھپی ہوئی ہو یا اس قدر چھوٹی ہو کہ اگر زمین پر رکھ دی جائے اور کوئی شخص کھڑے ہو کر اس کو دیکھے تو اس کے اعضاء محسوس نہ ہوں اس کا سر یا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا مٹا دیا گیا ہو یا تصویر جاندار کی نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ حالت نماز میں آیتوں یا سورتوں کا یا تسبیح کا انگلیوں سے شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر انگلیوں پر شمار نہ کرے بلکہ ان کے دبانے سے حساب رکھے تو مکروہ نہیں جیسا کہ صلوۃ التسبیح کے بیان میں ہے۔ [شامی علم الفقہ ص ۱۰۸ جلد ۲]

مسئلہ حالت نماز میں ناک صاف کرنا یا اسی طرح کوئی اور عمل قلیل بے ضرورت کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ [شامی]

مسئلہ ناک اور منہ کسی کپڑے وغیرہ سے بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [شامی]

مسئلہ مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کسی فعل کا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ [شامی]

مسئلہ قراءت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لیے جھک جانا اور جھکنے کی حالت میں قراءت تمام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ [شامی]

مسئلہ رکوع اور سجدے سے قبل تین مرتبہ تسبیح کہنے سے، سر اٹھا لینا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ کسی ایسے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس میں بقدر معافی نجاست ہو مثلاً نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ نہ ہو یا خفیفہ چوتھائی حصہ سے زیادہ نہ ہو۔ [رسائل ارکان]

مسئلہ فرض نمازوں میں قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قراءت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی جو سورت پیچھے ہے اس کو پہلی رکعت میں پڑھنا اور جو پہلے ہے اس کو دوسری رکعت میں مثلاً ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الکافرون] پہلی رکعت میں اور ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ

Marfat.com

الفیل] دوسری رکعت میں۔ اگر سہواً خلاف ترتیب ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ نوافل میں اگر قصداً بھی خلاف کرے تو کچھ کراہت نہیں۔ اگر کسی سے سہواً خلاف ترتیب ہو جائے اور معاً اس کو خیال آ جائے کہ میں خلاف ترتیب قراءت کر رہا ہوں تو اس کو چاہیے کہ اسی سورت کو تمام کر لے، اس لیے کہ اس سورت کے شروع کرتے وقت اس کا قصد خلاف ترتیب پڑھنے کا نہ تھا اور قصد نہ ہونے کے سبب سے اس کا پڑھنا مکروہ نہ رہا۔ [شامی، علم الفقہ ص ۱۰۹ جلد ۲]

مسئلہ ایک ہی سورت کی کچھ آیتیں ایک جگہ سے ایک رکعت میں پڑھنا اور کچھ آیتیں دوسری جگہ سے دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ درمیان میں دو آیتوں سے کم چھوڑ دی جائے۔ اگر مسلسل قراءت کی جائے یعنی درمیان میں کچھ آیتیں چھوٹنے نہ پائیں یا دو آیتوں سے زیادہ چھوڑ دی جائیں تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر دو سورتیں دو رکعتوں میں پڑھی جائیں اور ان دونوں سورتوں کے درمیان میں کوئی چھوٹی سورت جس میں تین آیتیں ہوں چھوڑ دی جائے مکروہ تنزیہی ہے۔

مثال: پہلی سورت میں سورۃ تکاثر پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورۃ ھمزہ اور درمیان میں سورۃ عصر جو تین آیتوں کی سورت ہے چھوڑ دی جائے۔ یہ کراہت بھی فرائض کے ساتھ خاص ہے، نفل نمازوں میں اگر ایسا کیا جائے تو کچھ کراہت نہیں۔ [شامی]

مسئلہ ایسی دو سورتوں کا ایک رکعت میں پڑھنا جن کے درمیان میں کوئی سورت ہو خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ایک یا ایک سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے اس کی کراہت بھی صرف فرائض میں ہے۔ [شامی]

مسئلہ مقتدی کو جب کہ امام قراءت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ پڑھنا یا قرآن کریم کی قرأت کرنا خواہ وہ سورۃ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۱۰ جلد ۲]

مسئلہ نماز میں سر پر اس طرح رومال باندھنا کہ چندیا کھلی رہے مکروہ ہے۔

مسئلہ سجدہ میں جاتے وقت اپنے آگے یا پیچھے سے کپڑوں کو سمیٹنا مکروہ ہے۔

مسئلہ چادر کو کاندھوں سے لٹکا کر رکھنا یعنی بکل پلو نہ مارنا، نیز کپڑے کو اس طرح لپیٹنا کہ ہاتھ باہر نہ نکالے جا سکیں، مکروہ ہے۔

مسئلہ نماز میں بالارادہ خوشبو سونگھنا۔

مسئلہ سجدوں کی درمیانی نشست کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو زانوؤں پر نہ رکھنا، نیز حالت قیام میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر جس طرح بتایا گیا ہے نہ رکھنا مکروہ ہے۔

Marfat.com

مسئلہ آنکھیں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ بے سبب چیونٹی (وغیرہ کو پکڑ کر مارنا، ہاں اگر اس کے کاٹنے سے نماز میں خلل ہو تو اس کے مارنے میں مضائقہ نہیں ہے، لیکن خون سے بچنا چاہیئے۔

مسئلہ گھٹیا لباس میں جو میل کچیل سے بھرے ہوئے ہوں، نماز پڑھنا ہاں اگر اپنی عاجزی اور ذلت کے اظہار کی خاطر (یا اور کپڑے نہ ہونے کے سبب) ایسا کیا جائے تو بلا کراہت جائز ہے۔

مسئلہ کسی شخص کا اپنے لیے مسجد میں کسی خاص جگہ کو (بلا عذر) مخصوص کر لینا کہ ہمیشہ وہیں پر نماز پڑھے تو یہ بھی مکروہ ہے، نیز نماز کے لیے کسی خاص سورت کا (جب کہ اور سورتیں یاد ہوں) مقرر کر لینا مکروہ ہے۔

مسئلہ نماز کی حالت میں پیشانی سے مٹی کا جھاڑنا جب کہ نہ جھاڑنے میں کوئی حرج نہ ہو، مکروہ ہے۔[کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۱۴۲ ص ۱۴۲ جلد ۴۔ شرح نقایہ ص ۹۶ جلد ۱، ہدایہ ص ۹۰ ج ۱ درمختار ص ۹۱ جلد ۱۔ کبیری ص ۳۷۵]

قضا نمازوں کا بیان

بے عذر نماز کا قضاء کرنا گناہ کبیرہ ہے جو بے صدق دل سے توبہ کیے ہوئے معاف نہیں ہوتا، حج کرنے سے بھی گناہ کبیرہ معاف ہوتے ہیں۔ اور ارحم الراحمین کو اختیار ہے کہ بے کسی وسیلہ اور سبب کے معاف کر دے۔

مسئلہ اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت قضاء ہوگئی ہو تو ان کو چاہیئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں، اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قراءت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۰ جلد ۲۔ امداد الاحکام ص ۶۶۸ ج ۱]

مسئلہ قضا نماز کا بالاعلان ادا کرنا گناہ ہے، اس لیے کہ نماز کا قضاء ہونا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا گناہ ہے۔ نماز قضاء کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز کا ہے، قضاء نماز میں یہ بھی نیت کرنا چاہیئے کہ فلاں نماز کی قضاء پڑھتا ہوں اور اگر نہ نیت کرے تب بھی جائز ہے اس لیے کہ قضاء بہ نیت ادا اور ادا بہ نیت قضاء درست ہے، (اس لیے کہ قضاء کی نیت کے ساتھ ادا اور ادا قضاء کی نیت کے ساتھ جائز ہے) [علم الفقہ ص ۱۲۱ جلد ۲۔ فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۹ جلد ۴]

مسئلہ فرض نمازوں کی قضاء بھی فرض اور واجب کی قضاء واجب ہے وتر کی قضاء واجب ہے۔

Marfat.com

اوراسی طرح نذر کی نماز کی اوراس نفل کی جوشروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو۔اس لیے کہ نفل بعد شروع کرنے کے واجب ہو جاتی ہے۔سنن موکدہ وغیرہ یااور کسی نفل کی قضانہیں ہوسکتی بلکہ جونماز ان کی قضا کی غرض سے پڑھی جائے گی وہ مستقل نماز علیحدہ سمجھی جائے گی اس کی قضاء نہ ہوگی، ہاں فجر کی سنتوں کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر فرض کے ساتھ قضاء ہو جائیں اور فرض کی قضاء قبل زوال کے پڑھی جائے تو وہ سنتیں بھی پڑھی جائیں اور اگر بعد زوال کے پڑھی جائے تو نہیں،اور ظہر کی سنتوں کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر رہ جائیں تو وقت کے اندر قبل ان دوسنتوں کے جوفرض کے بعد ہیں پڑھ لی جائیں۔وقت کے بعد نہیں پڑھی جاسکتیں خواہ فرض کے ساتھ رہ جائیں یا تنہا۔

مسئلہ وقتی نماز اور قضاء نماز میں اور ایسا ہی قضاء نمازوں میں باہم ترتیب ضروری ہے بشرطیکہ وہ قضا فرض نماز ہو یا وتر کی مثلاً کسی کی ظہر کی نماز قضاء ہوگئی ہو تو ظہر کی قضاء اور عصر کی وقتی نماز میں اس کو ترتیب کی رعایت ضروری ہے یعنی جب تک پہلے ظہر کی قضاء نہ پڑھ لے گا،عصر کا فرض نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائے گی اور اگر کسی نے وتر نہ پڑھی ہو تو وہ فجر کا فرض بے وتر ادا کیے ہوئے نہیں پڑھ سکتا۔اسی طرح اگر کسی کے ذمہ فجر اور ظہر کی قضاء ہو تو ان دونوں کے آپس میں بھی ترتیب ضروری ہے یعنی جب تک پہلے فجر کی قضاء نہ پڑھ لے گا ظہر کی قضاء نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائے گی اور ظہر کی قضاء بدستور اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ہاں اگر بعد اس قضاء کے پانچ نمازیں اسی طرح پڑھ لی جائیں تو پھر یہ پانچوں صحیح ہو جائیں گی یعنی نفل نہ ہوں گی فرض رہیں گی،چنانچہ آگے بیان ہوگا،ترتیب ان تین صورتوں میں ساقط ہو جاتی ہے۔

پہلی صورت۔نسیان یعنی قضاء نماز کا یاد نہ رہنا،اگر کسی کے ذمہ قضاء نماز ہو اور اس کو وقتی نماز پڑھتے وقت اس کے ادا کرنے کا خیال نہ رہے تو اس پر ترتیب واجب نہیں اور اس کی وقتی نماز جس کو ادا کر رہا ہے صحیح ہو جائے گی اس لیے کہ قضاء نماز پڑھنے کا حکم یاد کرنے پر مشروط ہے۔اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں مختلف ایام میں قضاء ہوئی ہوں مثلاً ظہر کسی دن کی اور عصر کسی دن کی،مغرب کسی دن کی،اور اس کو یہ نہ یاد رہے کہ پہلے کون سی قضاء ہوئی تھی تو اس صورت میں ان کی آپس کی ترتیب ساقط ہو جائے گی،جس کو چاہے پہلے ادا کرے چاہے پہلے ظہر کی قضاء پڑھے یا عصر یا مغرب کی۔[شامی]

مسئلہ اگر نماز شروع کرتے وقت قضاء نماز کا خیال نہ تھا،بعد شروع کرنے کے خیال آیا تو اگر قبل قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے یا بعد التحیات پڑھنے کے مگر قبل سلام کے یہ خیال آ جائے

Marfat.com

تو وہ نماز اس کی نفل ہو جائے گی اور فرض اس کو پھر پڑھنا ہوگا۔[شامی]

مسئلہ اگر کسی شخص کو وجوب ترتیب کا علم نہ ہو یعنی یہ نہ جانتا ہو کہ پہلے قضاء نمازوں کو بغیر پڑھے ہوئے وقتی نمازوں کو نہ پڑھنا چاہیئے تو اس کا یہ جہل بھی نسیان کے حکم میں رکھا جائے گا اور ترتیب اس سے ساقط ہو جائے گی۔

دوسری صورت۔ وقت کا تنگ ہو جانا۔ اگر کسی کے ذمہ کوئی قضاء نماز ہو اور وقتی نماز ایسے تنگ وقت پڑھے جس میں صرف ایک نماز کی گنجائش ہو خواہ اس وقتی نماز کو پڑھ لے یا اس قضاء کو تو اس صورت میں ترتیب ساقط ہو جائے گی اور بغیر اس قضاء کے پڑھے ہوئے وقتی نماز کا پڑھنا اس شخص کے لیے درست ہوگا۔ عصر کی نماز میں وقت مستحب کا اعتبار کیا گیا ہے۔ یعنی اگر مستحب وقت میں صرف اس قدر گنجائش ہو کہ صرف عصر کا فرض پڑھا جا سکتا ہو، اس سے زیادہ کی گنجائش نہ ہو تو ترتیب ساقط ہو جائے گی اگرچہ اصل وقت میں گنجائش ہو اس لیے کہ بعد آفتاب زرد ہو جانے کے نماز مکروہ ہے۔[علم الفقہ ص ۱۲۳ جلد ۲، فتاویٰ دار العلوم ص ۳۵۲، ہدایہ ص ۱۳۸ جلد ۱]

مسئلہ اگر کسی کے ذمہ کئی نمازوں کی قضاء ہو اور وقت میں سب کی گنجائش نہ ہو بعض کی گنجائش ہو تب بھی صحیح یہ ہے کہ ترتیب ساقط ہو جائے گی اس پر یہ ضروری نہ ہوگا کہ جس قدر قضاء نمازوں کی گنجائش وقت میں ہو پہلے ان کو ادا کر لے اس کے بعد وقتی نماز پڑھے مثلاً کسی کی عشاء کی نماز قضاء ہوئی تھی اور فجر کو ایسے تنگ وقت میں اٹھا کہ صرف پانچ رکعت کی گنجائش ہو تو اس پر یہ ضروری نہیں کہ پہلے وتر پڑھ لے، تب صبح کی نماز پڑھے بلکہ بے وتر ادا کیے ہوئے بھی اگر صبح کے فرض پڑھے گا تو درست ہے۔ تیسری صورت قضاء نمازوں کا پانچ سے زیادہ ہو جانا۔ وتر کا حساب ان پانچ میں نہیں ہے اگر وہ بھی ملالی جائیں تو یوں کہیں گے کہ چھ سے زیادہ ہونا یہ قضاء نمازیں خواہ حقیقتاً قضاء ہوں جیسے وہ نمازیں جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائیں یا حکماً قضاء ہوں جیسے وہ نمازیں جو کسی قضاء نماز کے بعد باوجود ترتیب واجب ہونے کے لیے اس کے ادا کیے ہوئے پڑھ لی جائیں مثلاً کسی سے فجر کی نماز قضاء ہوئی ہو اور وہ ظہر کی نماز بے اس کے ادا کیے ہوئے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے تو یہ ظہر کی نماز حکماً قضاء میں شمار ہوگی، اس کے بعد عصر کی نماز بھی حکماً قضاء سمجھی جائے گی اگر بے ادا کیے ہوئے ان دونوں نمازوں کے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے، اسی طرح مغرب اور عشاء کی بھی پھر جب دوسرے دن کی فجر پڑھے گا تو چونکہ اس سے پہلے قضاء نمازیں پانچ ہو چکی تھیں ایک حقیقتاً اور چار حکماً۔ لہٰذا اب اس

Marfat.com

کے اوپر ترتیب واجب نہ تھی اور یہ فجر کی نماز اس کی صحیح ہو گی۔

[علم الفقہ ص۱۲۳ جلد۲، فتاویٰ دار العلوم ص۳۵۳ جلد۴، ہدایہ ص۱۳۷ جلد۱، درمختار ص۶۶۶ جلد۱]

ترتیب کب تک رہتی ہے؟

مسئلہ پانچ نمازوں تک ترتیب باقی رہتی ہے اگرچہ وہ مختلف اوقات میں قضاء ہوئی ہوں اور زمانہ بھی بہت گزر چکا ہو، مثلاً کسی کی کوئی قضاء نماز ہوئی تھی اور وہ اس کو یاد نہ رہی، چند روز کے بعد پھر اس کی کوئی نماز قضاء ہوگئی اور اس کا بھی خیال اس کو نہ رہا پھر چند روز کے بعد اس کی کوئی نماز قضاء ہوئی اور اس کا بھی اس کو خیال نہ رہا، پھر چند روز کے بعد اور کوئی نماز قضاء ہوئی اور وہ بھی اس کو یاد نہ رہی تو اب یہ پانچ نمازیں ہوئیں اب تک ان میں ترتیب واجب ہے یعنی ان کے یاد ہوتے ہوئے باوجود وقت میں گنجائش کے وقتی فرض اگر پڑھے گا تو وہ صحیح نہ ہو گی اور نفل ہو جائے گی۔ [درمختار، ردالمختار]

ترتیب کے ختم ہونے کے بعد کا حکم

مسئلہ ترتیب ساقط ہو جانے کے بعد پھر عود نہیں کرتی۔ مثلاً کسی کی قضاء نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں اور اس سبب سے اس کی ترتیب ساقط ہو جائے بعد اس کے وہ اپنی قضاء نمازوں کو ادا کرنا شروع کرے، یہاں تک کہ ادا کرتے کرتے پانچ رہ جائیں تو اب وہ صاحب ترتیب نہ ہو گا اور بغیر اس کے ادا کیے ہوئے باوجود یاد ہونے کے وقت میں گنجائش کے جو فرض نماز پڑھے گا وہ صحیح ہو گی۔

اگر کسی کی کوئی نماز قضاء ہوگئی ہو اور اس کے بعد اس نے پانچ نمازیں اور پڑھ لی ہوں اور اس قضاء نماز کو باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے نہ پڑھا ہو تو پانچویں نماز کا وقت گزر جانے کے بعد یہ پانچوں نمازیں اس کی صحیح ہو جائیں گی یعنی فرض رہیں گی اس لیے کہ یہ پانچوں نمازیں حکماً قضاء ہیں اور وہ ایک حقیقتاً قضاء سب مل کر پانچ سے زیادہ ہو گئیں، لہٰذا ان میں ترتیب ساقط ہو گئی اور ان کا ادا کرنا خلاف ترتیب درست ہو گیا۔ [علم الفقہ ص۱۲۳ جلد۲]

مسئلہ اگر کسی کی نمازیں حالت سفر میں قضاء ہوئی ہوں اور اقامت کی حالت میں ان کو ادا کرے تو قصر کے ساتھ قضاء کرنا چاہیے، یعنی چار رکعت والی نماز کی دو رکعت‘ اسی طرح حالت

Marfat.com

اقامت میں جونمازیں قضاء ہوئی تھیں ان کی قضاء حالت سفر میں پڑھے تو پوری چار رکعتیں پڑھے، قصر نہ کرے۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ نفل نمازیں شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتی ہیں، اگر چہ وہ کسی وقت مکروہ میں شروع کی جائیں، یعنی ان کا تمام کرنا ضروری ہے اور اگر کسی قسم کا فساد یا کراہت تحریمہ اس میں آجائے تو ان کی قضاء پڑھنا واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نماز قصداً شروع کی جائے اور شروع کرنا اس کا صحیح ہو اگر قصداً نہ شروع کی جائے مثلاً کوئی شخص یہ خیال کر کے کہ میں نے ابھی فرض نماز نہیں پڑھی، فرض کی نیت سے نماز شروع کر دے، بعد اس کے اس کو یاد آجائے کہ میں فرض پڑھ چکا تھا تو یہ نماز اس کی نفل ہو جائے گی، اس کا تمام کرنا اس پر ضروری نہ ہوگا اور اگر اس میں فساد وغیرہ آجائے گا تو اس کی قضاء بھی اس کو نہ پڑھنا پڑے گی۔ اسی طرح اگر کوئی قعدہ اخیرہ میں سہوا کھڑا ہو جائے اور دو رکعتیں پڑھ لے تو یہ دو رکعتیں اس کی نفل ہو جائیں گی۔ اور چونکہ قصداً نہیں شروع کی گئیں اس لیے ان کا تمام کرنا اس پر ضروری نہیں نہ فاسد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضاء ضروری ہے۔ اور اگر شروع کرنا صحیح نہ ہو تب بھی اس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضاء نہ کرنا ہوگی مثلاً کوئی مرد کسی عورت کی اقتداء میں نفل نماز شروع کرے تو یہ شروع کرنا ہی اس کا صحیح نہ ہوگا۔ [علم الفقہ ص ۱۲۴ جلد ۲]

مسئلہ اگر نفل شروع کر دینے کے بعد فاسد کر دی جائے تو صرف دو رکعتوں کی قضاء واجب ہو گی اگر چہ نیت دو رکعت سے زیادہ کی ہو، اس لیے کہ نفل کا ہر شفع یعنی ہر دو رکعتیں علیحدہ نماز کا حکم رکھتی ہیں۔

مسئلہ اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور اس کے دونوں شفع میں قراءت نہ کرے یا پہلے شفع میں قراءت نہ کرے یا دوسرے میں نہ کرے یا صرف پہلے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا صرف دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں اور دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے تو ان سب چھ صورتوں میں دو ہی رکعت کی قضاء اس کے ذمہ لازم ہوگی۔ پہلی دوسری صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں قراءت نہ کرنے کے سبب سے اس کی تحریمہ فاسد ہوگئی اور دوسرے شفع کی بناء اس پر صحیح نہ ہو گی گویا دوسرا شفع شروع ہی نہیں کیا گیا پس اس کی قضاء بھی لازم نہ ہوگی۔ تیسری صورت میں صرف دوسرے شفع کی اس سبب سے کہ پہلے شفع میں کچھ فساد نہیں آیا، فساد صرف دوسرے شفع

Marfat.com

میں آیا ہے۔ چوتھی صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ فساد صرف اس میں آیا ہے دوسرا شفع بالکل صحیح ہے۔ پانچویں صورت میں صرف دوسرے شفع کی اس لیے کہ فساد صرف اس میں آیا۔ پہلا شفع بالکل صحیح ہے۔ چھٹی صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں قراءت نہ کرنے کے سبب سے اس کی تحریمہ فاسد ہو جائے گی اور دوسرے شفع کی بناء اس پر صحیح نہ ہوگی، لہٰذا اس کی قضاء بھی اس کے ذمہ لازم نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور ہر شفع کی ایک ایک رکعت میں قراءت کرے، ایک ایک میں نہ کرے یا پہلے شفع کی ایک اور دوسرے کی دونوں رکعتوں میں نہ کرے تو ان دونوں صورتوں میں چار رکعت کی قضاء پڑھنا ہوگی اس لیے کہ ان دونوں صورتوں میں پہلے شفع کی تحریمہ فاسد نہیں ہوئی، لہٰذا دوسرے شفع کی بناء اس پر صحیح ہوگی اور فساد دونوں شفعوں میں آیا ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۵ جلد ۲ و کتاب الفقہ ص ۴۹۴ جلد ۱]

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں جو نمازیں نہ پڑھی جائیں وہ معاف ہیں ان کی قضاء نہ کرنی چاہیئے، ہاں اگر حیض و نفاس سے کسی ایسے وقت میں فراغت حاصل ہو جائے کہ اس میں تحریمہ کی بھی گنجائش ہو تو اس وقت کی نماز کی قضاء اس کو پڑھنا ہوگی۔ اور اگر وقت میں زیادہ گنجائش ہو تو اسی وقت اس نماز کو پڑھ لے، اگرچہ پڑھ چکی ہو، اس لیے کہ اس سے پہلے اس پر نماز فرض نہ تھی، اب فرض ہوئی ہے اس سے پہلے پڑھنے کا کچھ اعتبار نہیں ہے، یعنی فرض نہیں ساقط ہوسکتا۔ اسی طرح اگر کوئی نابالغ ایسے وقت میں بالغ ہو تو اس کو بھی اس وقت کی نماز کی قضاء پڑھنا ہوگی اس مسئلے کی تفصیل حیض کے بیان میں ہے۔

اسی طرح اگر کوئی لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو اس کو چاہیے کہ عشاء کی نماز کا اعادہ کرے۔ [فتاویٰ قاضی خاں]

مسئلہ اگر کسی عورت کو آخر وقت میں حیض یا نفاس آجائے اور ابھی تک اس نے نماز نہ پڑھی ہو تو اس وقت کی نماز اس سے معاف ہے، اس کی قضاء اس کو نہ کرنا ہوگی۔

[شرح وقایہ وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۲۵ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۷۸۹ جلد ۱]

مسئلہ اگر کسی کو جنون یا بے ہوشی طاری ہو جائے اور چھ نمازوں کے وقت تک رہے تو اس کے ذمہ ان نمازوں کی قضاء نہیں وہ نمازیں معاف ہیں، ہاں اگر پانچ نمازوں تک بے ہوشی رہے اور

Marfat.com

چھٹی نماز میں اس کو ہوش آجائے تو ان نمازوں کی قضاء اس کو کرنا ہوگی۔ [علم الفقہ ص ۱۲۵ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۱۰ جلد ۱، شرح نقایہ ۱۱۸ جلد ۱، کبیری ص ۲۶۳ جلد ۱، فتاویٰ دار العلوم ص ۴۳۹ جلد ۴، کتاب الفقہ ص ۷۸۸ جلد ۱]

مسئلہ جو کافر دار الحرب میں اسلام لائے اور مسائل نہ جاننے کے سبب سے نماز پڑھے تو جتنے دن وہاں رہنے کے سبب سے اس کی نمازیں گئی ہوں، ان نمازوں کی قضاء اس کے ذمے ہے۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ اگر کسی کی بہت نمازیں قضاء ہو چکی ہوں اور اُن کو ادا کرنا چاہے تو قضاء کے وقت ان کی تعیین ضروری ہے، اس طرح کہ میں اس فجر کی قضاء پڑھتا ہوں کہ جو سب کے اخیر میں مجھ سے قضاء ہوئی ہے، پھر اس کے بعد یہ نیت کرے کہ میں اس فجر کی قضاء پڑھتا ہوں جو اس سے پہلے مجھ سے قضاء ہوئی تھی، اس طرح ظہر عصر وغیرہ کی نماز میں بھی تعیین کرلے۔ [علم الفقہ ۱۲۶ جلد ۲]

نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ اسی نماز کو پڑھنا؟

مسئلہ اگر کوئی شخص تنہا نماز پڑھنے لگا اور وہ نماز ادا کی ہے یعنی اسی وقت کی۔ نہ قضاء کی نماز ہے اور نہ نذر، اور نہ نفلی نماز ہے، پھر جماعت کھڑی ہوگئی تو مستحب یہ ہے کہ اس نماز کو ایک سلام سے پھیر کر توڑ دے تا کہ جماعت میں شامل ہو جانے کی فضیلت حاصل ہو جائے، اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ ابھی تک اس نماز میں سجدہ نہ کیا گیا ہو۔

مسئلہ اگر کسی نے ظہر، عصر، مغرب یا عشاء کی نماز تنہا پڑھی یا جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر اسی نماز کے لیے جماعت کھڑی ہوگئی تو اس تنہا پڑھنے والے یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو امام کے ساتھ شامل ہو کر دوبارہ نماز ادا کرنا جائز ہے، لیکن یہ دوسری نماز نفل ہوگی۔ اور ایسا کرنا اس صورت میں جائز ہے، جب کہ امام فرض پڑھا رہا ہو، نفل نہیں۔ کیونکہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل نماز مکروہ نہیں ہے۔ البتہ نفل نماز (دوبارہ) نفل نماز کی جماعت میں مکروہ ہے۔ بشرطیکہ وہ جماعت تین آدمیوں سے زیادہ کی ہو۔ (جیسا کہ نوافل کی جماعت کے بیان میں مسائل تراویح ص ۱۱۷ پر گزرا ہے) لہٰذا کچھ لوگوں نے جماعت سے نماز ادا کرلی، پھر انہوں نے اسی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا، اور جماعت تین آدمیوں سے زیادہ کی ہے تو یہ فعل مکروہ ہے، ہاں اگر اس سے کم ہو تو مکروہ نہیں ہے، بشرطیکہ اس کو بغیر اذان کے پڑھا جائے۔ اذان کے ساتھ نماز میں دوبارہ پڑھنا بہرحال مکروہ ہے اور جب یہ معلوم ہو کہ دوسری نماز نفل ہے تو اس میں نماز کی حیثیت

Marfat.com

مکروہ اوقات میں نفل نماز پڑھنے کی سی ہوگی، لہذا فجر وعصر کی نمازوں کو دہرانا جائز نہیں ہے، کیونکہ عصر کے بعد نفل پڑھنے کی ممانعت ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۶۹۷ جلد ۱]

مسئلہ قضاء نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۶ جلد ۴، بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۶۷ جلد ۱]

مسئلہ جو نماز تنہا مسجد میں قضاء پڑھے تو اس کے لیے اذان واقامت مشروع نہیں ہے اور نہ وتر کے لیے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۴ جلد ۴، ردالمحتار ص ۳۵۶ ج ۱ باب الاذان]

مسئلہ اگر قضاء نماز میں جماعت ہو تو پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہی جائے اور باقی کے لیے اختیار ہے کہے یا نہ کہے اور اقامت تو سب کے لیے کہی جائے۔ (جماعت کے لیے)۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶۰ جلد ۴]

مسئلہ قضاء کے ادا کرنے کی آسان صورت یہ ہے کہ ایک نماز کے ساتھ وہی نماز قضاء کرے جس قدر برسوں کی نماز فوت ہوئی اتنے برسوں تک ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز قضاء پڑھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۵ جلد ۴]

قضاء نمازوں میں تاخیر کی گنجائش

مسئلہ فوت شدہ بہت ساری نمازیں جو کسی کے ذمہ واجب ہیں گو اس کے لیے واجب یہ ہے کہ فوراً ادا کی جائیں، لیکن عذر کی وجہ سے ان نمازوں کو دیر سے ادا کرنا جائز ہے۔ جس طرح اور جتنی فرصت ملے تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کر سکتا ہے، البتہ چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ [درمختار ص ۶۷۵ جلد اول]

فوت شدہ نماز کی نیت

مسئلہ فوت شدہ نمازیں کسی کے ذمہ زیادہ تعداد میں ہوگئی ہوں تو نیت میں اس طرح کہے کہ پہلی نماز ظہر ادا کر رہا ہے جو اس کے ذمہ تھی، پھر اس کے بعد دوسری ظہر کا نام لے۔

[درمختار ص ۶۷۶ جلد ۱]

اگر مرنے سے پہلے قضاء نماز ادا نہ کر سکا؟

مسئلہ اگر قضاء نماز کرنے کی نوبت نہ آئے کہ مرض الموت میں گرفتار ہو جائے اور فدیہ کی

Marfat.com

طاقت نہ ہوتو مواخذہ سے بری ہونے کی کیا صورت ہے؟

مسئلہ فوت شدہ نمازوں کا ادا کرنا یا فدیہ دینا بھی (مرنے کے بعد) موجب سقوط عذاب ہو سکتا ہے۔ (باقی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جیسا کہ فرمایا:۔ ﴿وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

[پارہ ۵ سورۃ النساء] [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۲ جلد ۴]

مسئلہ اگر قضاء نمازیں بکثرت ہوں جن کا شمار کرنا دشوار ہو تو چاہیئے کہ خوب سوچ سمجھ کر ایک صحیح تخمینہ کرے، مثلاً چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوا اور چار پانچ سال تک نمازیں نہیں پڑھیں یا کبھی پڑھی اور کبھی چھوڑ دی اور یہ صورت اس شخص کے اندازہ میں مثلاً چار سال کی ہوئی تو اس شخص کو اپنے زعم (گمان) کے مطابق اس قدر نمازوں کو ادا کرنا چاہیئے۔

آخر دنیا میں کسی کا قرض ذمہ ہو اور تعداد یاد نہ ہو تو اندازہ و تخمینہ سے ہی اس کو ادا کرتے ہیں کہ اس کا کچھ ذمہ باقی نہ رہے۔ ایسے ہی سوچ کر کہ کس قدر دنوں کی نمازیں قضاء ہوئی ہیں، ان کو ادا کرنا چاہیئے اور مناسب یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے زائد پڑھے کہ سراسر نفع ہی نفع ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۳ ج ۴، ہدایہ ص ۱۳۸ اباب قضاء]

قضاء نمازوں کا فدیہ کب ادا کیا جائے؟

مسئلہ زندگی میں تو نماز کا فدیہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ قضاء نمازوں کو ادا کرنا ہی لازم ہے، البتہ اگر کوئی شخص اسی حالت میں مر جائے کہ اس کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں تو ہر نماز کا فدیہ صدقہ فطر کی طرح پونے دو سیر غلہ ہے۔ فدیہ ادا کرنے کے دن کی قیمت کا اعتبار ہے، اس دن غلہ کی جو قیمت ہو، اس کے حساب سے فدیہ ادا کیا جائے۔ اور چونکہ وتر ایک مستقل نماز ہے اس لیے دن رات کی چھ نمازیں ہوتی ہیں، اور ایک دن کی نماز قضاء ہونے پر چھ صدقے لازم ہیں۔ میت نے اگر اس سے وصیت کی ہو، تب تو تہائی مال سے یہ فدیہ ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر وصیت نہ کی ہو تو وارثوں کے ذمہ واجب نہیں۔ البتہ تمام وارث عاقل و بالغ ہوں اور وہ اپنی خوشی سے فدیہ ادا کریں تو توقع ہے میت کا بوجھ اتر جائے گا۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۹ جلد ۳]

قضاء نماز کس وقت پڑھنی ناجائز ہے؟

مسئلہ تین اوقات ایسے ہیں کہ جن میں کوئی نماز بھی جائز نہیں، نہ قضاء نہ نفل۔

Marfat.com

① سورج طلوع ہونے کے وقت، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے، اور دھوپ کی زردی جاتی رہے۔

② غروب سے پہلے جب سورج کی دھوپ زرد ہو جائے، اس وقت سے لے کر غروب آفتاب تک۔ (البتہ اگر اس دن عصر کی نماز نہ پڑھی ہو تو اس وقت بھی پڑھ لینا ضروری ہے، نماز کا قضاء کر دینا اچھا نہیں)۔

③ نصف النہار (زوال) کے وقت، یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔

ان تین اوقات میں کوئی نماز بھی جائز نہیں۔ ان کے علاوہ تین اوقات ہیں، جن میں نفل نماز جائز نہیں۔ قضاء نماز اور سجدہ تلاوت کی اجازت ہے۔

① صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے صرف سنت پڑھی جاتی ہے، ان کے علاوہ کوئی نفل نماز اس وقت جائز نہیں۔

② فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک۔

③ عصر کی نماز کے بعد غروب (سے پہلے دھوپ زرد ہونے) تک۔

ان تین اوقات میں نوافل کی اجازت نہیں، نہ تحیۃ المسجد، نہ تحیۃ الوضوء نہ دوگانہ طواف۔ البتہ قضاء نماز ان اوقات میں جائز ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ ان اوقات میں قضاء نماز لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائے، بلکہ تنہائی میں پڑھے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۴ جلد ۳]

مسئلہ جس شخص کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں، اس کو نوافل کے بجائے قضاء نمازیں پڑھنی چاہئیں، خواہ جاگنے والی راتوں (شب برات و شب قدر میں پڑھے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۶ جلد ۳]

میّت کی طرف سے نماز روزہ ادا کرنا؟

مسئلہ اگر میت کے وارثین اس کے حکم سے اس کی فوت شدہ نمازوں کی قضاء کریں اس کی طرف سے درست نہیں ہوں گی، اس لیے کہ نماز عبادت بدنی ہے جس کے لیے ہر مکلف کو حکم ہے کہ وہ خود ادا کرے، دوسرے کے ادا کرنے سے اس کی طرف سے ادا نہیں ہوتی ہے، برخلاف حج کے اس میں وہ نیابت کو قبول کرتا ہے یعنی اگر وارث میت کی طرف سے حج کر دے گا تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا، اگرچہ میت نے اس کی وصیت نہ کی ہو۔

[درمختار ص ۶۷۳ جلد ۱، امداد الاحکام ص ۶۶۸ جلد ۱]

Marfat.com

مرض الموت میں خود فدیہ دینا؟

مسئلہ میت اگر اپنے مرض الموت میں خود اپنی نماز کا فدیہ دے گا تو یہ درست نہیں ہوگا، لہٰذا اس پر واجب یہ ہے کہ وہ وصیت کر جائے، البتہ روزہ کا فدیہ خود اپنی طرف سے اپنے مرض الموت میں دے دے گا تو یہ جائز ہوگا، مگر اس کی صحت اس کی موت کے بعد ثابت ہوگی۔

مسئلہ نماز روزہ کے کفارہ میں کل فدیہ کی رقم ایک فقیر (حاجت مند، جو صاحب نصاب نہ ہو) کو دینا بھی درست ہے، اور کسی کو بھی دے سکتا ہے۔ [درمختار ص ۶۷۴ جلد اول]

اگر مرتد پھر اسلام قبول کرلے تو وہ نمازیں کیسے پڑھے گا؟

مسئلہ جو لوگ مرتد ہوگئے ہوں (اسلام سے پھر گئے ہوں) اور پھر اسلام قبول کرلیا ہو وہ زمانہ ردت کی ان نمازوں کی قضاء نہیں پڑھیں گے جو انہوں نے چھوڑ دی تھیں اور ان پر زمانہ ردت کے پہلے نمازوں کی قضاء نہیں ہے اس لیے کہ وہ مرتد ہونے کی وجہ سے اصلی کافر کی طرح ہو جاتا ہے، تو جس طرح کافر پر اصلی زمانہ کفر کے وقت کی نمازوں کی قضاء نہیں ہے، اسی طرح اس پر بھی نہیں ہے، البتہ حج کی قضاء کرے گا، یعنی اس کا لوٹانا ضروری ہوگا۔ [درمختار ص ۶۷۵ جلد اول]

رات میں بالغ ہونے سے عشاء کی قضاء

مسئلہ ایک نابالغ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد سویا، نیند میں اس کو احتلام ہوا، اب فجر کے بعد وہ جاگا تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ عشاء کی نماز کی قضاء پڑھے اس لیے کہ وہ سونے سے پہلے نابالغ تھا، اور عشاء کی نماز اس حالت میں پڑھی تھی تو وہ نفل کے درجے میں ہوئی، اب جب رات کو احتلام ہوا تو اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ رات ہی میں بالغ ہو گیا، لہٰذا عشاء کی نماز بلوغ کے بعد اس پر فرض ہوگی، گو وہ اس وقت سویا ہوا تھا، مگر سونا خطاب شرعی کے لیے مانع نہیں ہے، تو اب وہ فجر کے بعد جب جاگا ہے تو اس کے لیے فرض ہے کہ غسل کرنے کے بعد عشاء کی نماز کی قضاء پڑھے۔

مسئلہ مریض نے بیماری میں تیمم کر کے اشاروں سے وہ نماز پڑھی جو اس کی صحت کے زمانہ میں فوت ہوگئی تھی تو اس سے اس کی یہ نماز درست ہوگی، تندرست ہونے کے بعد اس نماز کو دوبارہ

Marfat.com

نہیں پڑھے گا۔[درمختار ص ۶۷۶ ج ۱]

کیا قضاء نمازیں چھپ کر ادا کی جائیں؟

مسئلہ مناسب یہ ہے کہ جو شخص نمازوں کی قضاء پڑھے، اس پر دوسروں کو مطلع نہ ہونے دے یعنی قضاء نمازیں چھپ کر پوشیدہ طور پر پڑھے، اور یہ اس وجہ سے کہ نماز کو اس کے وقت سے ٹالنا معصیت ہے اور گناہ و معصیت کو ظاہر نہیں کرسکتا ہے، یہ بری بات ہے۔ چنانچہ شامی میں ہے قضاء نماز علی الاعلان پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔[درمختار ص ۶۷۷ جلد اول]

مسئلہ قضاء نماز، ادا نماز کے مشابہ ہے، سفر میں بھی اور اقامت میں بھی، اس وجہ سے کہ قضاء ہو جانے کے بعد وہ متغیر نہیں ہوتی ہے، یعنی اگر سفر میں نماز قضاء ہوگئی تھی اور حالت اقامت میں اس کو پڑھے گا تو قصر کرے گا اور اسی طرح جو نماز حالت اقامت میں قضاء ہوئی ہے اور اس نے اس کو حالت سفر میں ادا کی تو پوری نماز پڑھے گا اس لیے کہ نماز جس طرح واجب ہوتی ہے وقت کے بعد اسی طرح ادا کی جاتی ہے اس میں ردوبدل نہیں ہوا کرتا ہے، البتہ وقت کے اندر نیت کے بدل جانے سے نماز بدل جاتی ہے، مثلاً مسافر تھا، وقت کے اندر اقامت (ٹھہرنے) کی نیت کرلی تو اب پوری نماز پڑھے گا، اسی طرح مقیم تھا اور وقت کے اندر سفر کی نیت کرلی اور اپنی آبادی سے باہر نکل گیا تو قصر پڑھے گا، یا مسافر تھا، اس نے کسی مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اب پوری نماز پڑھے گا۔[درمختار ص ۶۴۸ جلد ۱]

مسئلہ اگر قصر پڑھتا رہا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسافر نہیں ہے تو ان نمازوں کی قضاء کرنا ضروری ہے، مثلاً جتنے دنوں کی نماز قصر پڑھی ان کو شمار کر کے وہ سب نمازیں مع وتر کے قضاء کریں اور سنتوں کی قضاء نہیں ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۳ ج ۴]

(کیونکہ جب نماز ہی نہیں ہوئی تو قضاء کرنی ہوگی۔ (تفصیل دیکھئے، احقر کی مرتب کردہ کتاب ''مسائل سفر''۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

سنتوں اور نوافل کا بیان

دن رات میں پانچ نمازیں تو فرض کی گئی ہیں اور وہ گویا اسلام کا رکن رکین اور لازمہ ایمان ہیں، ان کے علاوہ ان کے آگے پیچھے اور دوسرے اوقات میں بھی کچھ رکعتیں پڑھنے کی ترغیب و تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، پھر ان میں سے جن کے لیے آپ ﷺ نے تاکیدی الفاظ

Marfat.com

فرمائے یا دوسروں کو ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ جن کا آپ نے عملاً بہت زیادہ اہتمام فرمایا، ان کو عرف عام میں ''سنت'' کہا جاتا ہے اور ان کے علاوہ کو ''نوافل'' کہا جاتا ہے۔

نوافل کے اصل معنیٰ زوائد کے ہیں اور حدیثوں میں فرض نمازوں کے علاوہ باقی سب نمازوں کو نوافل کہا گیا ہے۔

پھر جن سنتوں یا نفلوں کو فرضوں سے پہلے پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے، بظاہر ان کی خاص حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ فرض نماز جو اللہ تعالیٰ کے دربار عالی کی خاص الخاص حضوری ہے اس میں مشغول رہنے سے پہلے انفرادی طور پر دو چار رکعتیں پڑھ کر دل کو اس دربار سے آشنا اور مانوس کرلیا جائے اور ملاء اعلیٰ سے ایک قرب ومناسبت پیدا کرلی جائے۔

اور جن سنتوں یا نفلوں کو فرضوں کے بعد پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے ان کی حکمت اور مصلحت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرضوں کی ادائیگی میں جو قصور رہ گیا ہو اس کا تدارک بعد والی ان سنتوں اور نفلوں سے ہو جائے۔

فرضوں کے آگے یا پیچھے والے سنن ونوافل کے علاوہ جن نوافل کی مستقل حیثیت ہے مثلاً دن میں چاشت اور رات میں تہجد یہ دراصل تقرب الی اللہ کے خاص طالبین کے لیے ترقی اور تخصص ومخصوص نصاب ہے۔ [معارف الحدیث ص ۳۲۰ جلد ۳ ومظاہر حق ص ۱۱۲ جلد ۲ وعلم الفقہ ص ۴۰ جلد ۲]

نوافل کا ایک خاص فائدہ

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور اس کی نماز کی جانچ کی جائے گی، پس اگر وہ ٹھیک نکلی تو بندہ فلاح یاب اور کامیاب ہو جائے گا اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ ناکام ونامراد ہو جائے گا، پھر اگر اس کے فرائض کے علاوہ کچھ نیکیاں (سنتیں یا نوافل) ہیں؟ تاکہ اس کے فرائض کی کمی وکسر کو پوری کرسکے۔ پھر نماز کے علاوہ باقی اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔ [معارف الحدیث ص ۲۷۴ جلد ۳]

سنت پڑھنے کا طریقہ اور تعداد: نفل نمازوں کے پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو فرض کا ہے، فرق صرف اس قدر ہے کہ فرائض کی صرف دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور نوافل اور سنتوں کی سب رکعتوں میں جو سورتیں پڑھی جائیں ان کا برابر نہ ہونا بھی خلاف سنت نہیں ہے۔

نوافل دن میں دو رکعت تک اور رات میں چار رکعت تک ایک ہی سلام سے پڑھی جا سکتی ہے مگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنی چاہیے۔

فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں' ان کی تاکید تمام مؤکدہ سنتوں سے زیادہ ہے' یہاں تک کہ بعض روایات میں امام صاحب سے ان کا وجوب منقول ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑو چاہے تم کو گھوڑے کچل ڈالیں یعنی جان جانے کا خوف ہو' جب بھی نہ چھوڑو' اس سے صرف تاکید اور ترغیب ہے ورنہ جان کے خوف سے تو فرائض کا چھوڑنا بھی جائز ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ فجر کی سنتیں میرے نزدیک تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ [علم الفقہ ص ۴۲ جلد ۲' مسلم شریف ص ۲۵۱ جلد ۱' درمختار ص ۹۷ جلد ۱]

ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ [مراقی الفلاح' درمختار علم الفقہ ص ۴۲ جلد ۲' ہدایہ ص ۹۵ جلد ۱' شرح نقایہ ص ۱۰۰' جلد ۱' کبیری ص ۳۸۳]

جمعہ کے وقت فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے سنت موکدہ ہیں اور فرض کے بعد بھی چار رکعتیں ایک سلام سے۔ [مراقی الفلاح]

عصر کے وقت کوئی سنت موکدہ نہیں، ہاں فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں۔ [مراقی الفلاح، علم الفقہ ص ۴۲، ترمذی شریف ص ۹۸، فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۵ ج ۳]

مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔ [علم الفقہ ص ۴۲، مسلم شریف ص ۲۵۲ جلد اول]

عشاء کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں اور فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں۔ [علم الفقہ ص ۴۲ جلد ۲، ہدایہ ص ۹۵ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۰ جلد ۱، کبیری ص ۳۸۴، ابوداؤد ص ۱۸۵، فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۸ جلد ۳، فتاوے محمودیہ ص ۲۰۳ جلد ۲]

وتر کے بعد بھی دو رکعتیں نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں لہذا یہ دو رکعتیں وتر کے بعد مستحب ہیں۔ [علم الفقہ ص ۴۲ ص ۴۲ جلد ۲، بخاری شریف ص ۱۵۵ جلد ۱، ابن ماجہ ص ۸۳]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان فرائض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرے اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔ [صحیح مسلم شریف]

احادیث میں ان بارہ رکعتوں کی تفصیل اسی طرح منقول ہے۔ چار رکعت قبل ظہر اور دو رکعت اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو قبل فجر کے۔

[علم الفقہ ص ۴۲ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۱۹ تا ص ۵۲۱ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۵ جلد ۴]

Marfat.com

احادیث میں پنج وقتی نمازوں سے پہلے یا بعد سنن ونوافل کا ذکر آتا ہے، یہ بہت اہم ہیں اوران کی اہمیت کا اندازہ قیامت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرائض کی کمی کونوافل وغیرہ سے پورا کریں گے۔اس لیے ان کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ اگرصبح کی نماز شروع ہو چکی ہو، اور کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت آئے کہ اس نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھیں، اگراس کوایک رکعت مل جانے کا یقین ہوتو پھر وہ الگ جگہ پر سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

[ہدایہ ص ۱۰۱ جلداول، شرح نقایہ ص ۱۰۸ جلد ۱، فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۷ جلد ۳، کتاب الفقہ ص ۵۲۰ جلد ۱، علم الفقہ ص ۹۹ جلد ۲]

مسئلہ صبح کی سنتیں عین امام کے پیچھے ادا کرنا شدید مکروہ ہے۔

[نماز مسنون ص ۵۳۶، جامع صغیر ص ۱۲، ہدایہ ص ۱۰۱ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۰۸ جلد ۱]

مسئلہ فجر کے فرضوں سے پہلے دورکعتیں ہیں۔یہ سب سے زیادہ ضروری سنتیں ہیں، ان کا بیٹھ کر (بغیر مجبوری کے) یا سواری کے اوپر بلا کسی عذر کے ادا کرنا جائز نہیں ہے، ان کا وقت وہی ہے جو نماز فجر کا وقت ہے، پس اگر دونوں کا وقت نکل جائے توان سنتوں کی قضاء فرض کے ساتھ پڑھی جائے، مثلاً کوئی سوتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا تو پہلے سنتوں کی قضاء پھر فرض کی قضاء پڑھی جائے اور قضاء پڑھنے کا وقت زوال آفتاب سے پہلے پہلے ہے۔

اور اگران میں سے صرف فجر کے فرض پڑھے، فرض سے پہلے سنتیں نہیں پڑھیں تو سنتوں کی قضاء نہ پڑھی جائے، صرف فرض پڑھے۔

[کتاب الفقہ ص ۵۲۰ جلد ۱، وفتاویٰ محمودیہ ص ۵۴ جلد ۱۳ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۰ جلد ۲]

مسئلہ فجر کی سنتوں کی مستقل قضاء نہیں ہے، البتہ اگر فجر کے فرض قضاء ہو گئے ہوں تو فجر کے فرض کے ساتھ زوال سے پہلے پہلے سنتوں کی قضاء ہے بعد میں نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۱۵ جلد ۴]

مسئلہ صبح صادق کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دوسنت فجر کے یا قضاء کے اور نوافل پڑھنا درست نہیں ہے اور بعد نماز فجر کے سنت فجر بھی جائز نہیں، اور نہ کوئی نوافل۔اور عصر کی نماز کے بعد بھی کوئی نماز جائز نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۱ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۳۴۷ جلد اول غنیۃ المستملی ص ۲۳۷]

مسئلہ اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت میں اگر نماز کے سنن اور مستحباب وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہیں ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیئے کہ صرف (نماز کے) فرائض اور

Marfat.com

واجبات پر اختصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑے۔[علم الفقہ ص ۹۹ جلد ۲]

فجر وظہر کی سنتوں کی قضاء میں فرق کیوں؟

سوال صبح کی دو رکعت سنت اور ظہر کے فرض سے پہلے کی چار رکعت سنت موکدہ ہیں، پھر کیا سبب ہے کہ صبح کی سنت کی قضاء سورج نکلنے کے بعد پڑھے تو بہتر ہے اور اگر نہ پڑھے تو کچھ مواخذہ نہیں اور ظہر کی سنن اگر قضاء ہو جائیں تو فرض پڑھنے کے بعد ضروری ادا کرے۔ وجہ فرق کیا ہے؟

جواب اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت باقی ہے اور صبح کا وقت سورج نکلنے کے بعد باقی نہیں رہتا۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۶۳۱ جلد ۱]

جماعت کے لیے سنت پڑھنے والے کا انتظار کرنا؟

سوال ظہر کی نماز دو بجے ہوتی ہے، ابھی دو بجنے میں تین منٹ باقی تھے کہ ایک شخص نے ظہر کی سنتوں کی نیت باندھ لی، تیسری رکعت میں دو بج گئے۔ کیا امام کو اتنی تاخیر کی اجازت ہے کہ وہ شخص چار سنتوں کو پوری کر لے؟

جواب اجازت اس قدر کی ہے۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۷ جلد ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۵۳ جلد اول]

(تاخیر سے آنے والوں کو چاہیے کہ وہ وقت مقررہ کا خیال رکھتے ہوئے سنتیں پڑھیں یا الگ حصہ میں سنتیں ادا کی جائیں تا کہ کسی کو پریشانی نہ ہو، اور اچھا تو یہی ہے کہ سنن و نوافل گھروں پر پڑھیں۔[محمد رفعت قاسمی]

فجر کی سنتیں جماعت کے وقت کیوں؟

مسئلہ ایک شخص طعن کرتا ہے کہ فجر کی سنتیں باوجود جماعت قائم ہو جانے کے حنفی لوگ پڑھتے رہتے ہیں۔

جواب امام صاحبؒ کے مذہب کے موافق حدیث اور قرآن شریف دونوں پر عمل ہو جاتا ہے، بعض احادیث میں چونکہ سنت فجر کی زیادہ تاکید آئی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ایسا رہا ہے کہ فرضوں کے شروع ہونے کے بعد انہوں نے سنتیں صبح کی پڑھی ہیں اور سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ آثار کتب میں منقول ہیں۔ امام صاحب نے اس پر عمل فرمایا، پھر

Marfat.com

اعتراض اور طعن فضول اور غلطی ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۲۲ جلد ۴]

مسئلہ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسا ثابت ہے کہ صبح کے فرض کی قراءت کی آواز آتی تھی اور وہ ایک طرف ہو کر سنتیں پڑھتے تھے۔ اس لیے امام ابو حنیفہؒ نے ایسا حکم دیا ہے کہ علیحدہ ہو کر صبح کی سنتیں پڑھ لے پھر شریک جماعت ہو جائے تا کہ دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰۱ جلد ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۴۷۹ جلد ۱]

سنتوں کو فضیلت کس قاعدے سے؟

سوال اگر کوئی مغرب یا فجر کے فرض الگ پڑھ رہا ہو، اگر دوسری رکعت کے سجدہ سے پہلے جماعت قائم ہو جائے تو نماز توڑ کر جماعت میں مل جائے اب شبہ یہ ہے کہ جماعت سنت ہے اور اعمال کے باطل کرنے پر قرآن میں حکم ممانعت آیا ہے اور فجر کی سنت کے متعلق کہ جب تک قعدہ اخیرہ ملنے کی امید ہے سنتیں نہ توڑے اور چار رکعت سنت کے بارے میں ہے کہ اگر تیسری رکعت میں جماعت قائم ہوئی ہے تو چار رکعت پوری کر کے شریک جماعت ہو۔ تو شبہ یہ ہے کہ سنتوں کو فرضوں پر فضیلت کس قاعدے سے حاصل ہے کہ فرض توڑے جائیں اور سنت نہ توڑی جائیں؟

جواب یہ ابطالِ عمل چونکہ واسطے اکمال کے ہے اس لیے جائز ہے۔ اور ممنوع نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور ثواب کا کام ہے۔ اور فجر کی سنتوں میں یہ بھی مسئلہ ہے کہ قعدہ اخیرہ کے ملنے تک کی امید ہو کہ سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو جائے تا کہ ثواب بھی مل جائے اور سنتیں بھی ادا ہو جائیں۔ غرض یہ کہ مسائل مذکورہ صحیح ہیں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۱۶ جلد ۴، شرح وقایہ ص ۲۰۹ جلد اول]

(سوال میں جو اشکال سنت کے نہ توڑنے پر ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فرض اگر پڑھ رہا ہے تو اس کو توڑ کر پھر اسے ہی امام کے ساتھ ادا کرے گا تو وہاں ابطال الاکمال ہے، بخلاف سنت کے کہ اسے ترک کر کے اسے نہ پڑھے گا بلکہ فرض پڑھے گا تو یہ ابطال الاکمال نہ ہوا، لہذا نہ توڑنے کی صورت میں سنت بھی ادا ہو جائے گی اور فرض کی فضیلت بھی حاصل کر لے گا۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ حاشیہ فتاویٰ دار العلوم ص ۳۱۶ جلد ۴]

سنتوں کے مسائل

مسئلہ ایک رکعت پڑھ چکنے کے بعد ظہر کی نماز کی جماعت شروع ہو گئی تو دوسری رکعت پوری

Marfat.com

کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جائے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۱۹ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۶۸ ج ۱]

مسئلہ اگر کسی نے ظہر سے پہلے چار رکعت سنت موکدہ کی نیت باندھی اور اتنے میں ظہر کی نماز باجماعت شروع ہو گئی اور اس نے دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر دیا تو اس کو فرضوں کے بعد پوری چار رکعت پڑھنی ہوں گی اور پہلے جو دو رکعت پڑھی تھیں وہ نفل ہو جائیں گی۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۵۹ بحوالہ شامی ص ۶۳۰ جلد او فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۱۲ ج ۳]

مسئلہ اگر چار سنت نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ سنت شمار نہ ہو گی، بعد میں چار رکعت ایک سلام سے پڑھے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹۲ جلد ۷]

مسئلہ ظہر کے پہلے کی سنت جو شخص نہ پڑھ سکا اور جماعت میں شامل ہو گیا تو فرض کے بعد چار رکعت سنت پہلے پڑھے اور دو رکعت بعد کو، مگر فتح القدیر نے پہلے دو سنت پڑھنے کو ترجیح دی ہے۔ پس اختیار ہے جو چاہے کرے درست ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۲۲ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۷۳ جلد اول وغنیہ ص ۳۷۹ جلد ۱]

(ویسے اچھا یہی ہے کہ پہلے فرض کے بعد دو سنت پڑھے اور پھر بعد میں چار سنتیں پہلے والی پڑھے کیونکہ دیکھنے والے کو یہ مغالطہ نہ ہو کہ یہ فرض پڑھنے کے بعد پھر فرض لوٹا رہا ہے۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ حدیث سے فجر اور عصر کے بعد سنن ونوافل کی ممانعت معلوم ہوئی اور ظہر کے بعد ممانعت نہیں آئی، لہٰذا ظہر کی سنتیں پہلے کی اگر رہ جائیں تو بعد فرضوں کے ان کو پڑھ لے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰۵ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۷۲ جلد اول]

مسئلہ اگر امام کے ساتھ التحیات بھی مل سکے تو فجر کی سنتیں پڑھ کر شریک جماعت ہو مگر یہ ضروری ہے کہ جماعت کے برابر جس درجہ میں جماعت ہو رہی ہے اس میں سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اور حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور فقہائے حنفیہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ مسجد کے دروازہ کے پاس یا علیحدہ سے کوئی دری وغیرہ یا حجرہ ہو، اس میں سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو، امام اور جماعت کے پاس سنتیں نہ پڑھے۔ امام کی قراءت کی آواز آنا مانع سنتوں کے پڑھنے کو نہیں ہے۔ آواز آنے یا نہ آنے پر مدار سنتوں کے پڑھنے نہ پڑھنے کا نہیں رکھا۔ (یعنی آواز آنے میں کوئی حرج نہیں ہے) اور چونکہ صبح کی سنتوں کی تاکید زیادہ آئی ہے، اس لیے باوجود علیحدہ جگہ ہونے کے سنتوں کو چھوڑنا برابر ہے۔ کیونکہ شریعت میں یہ ثابت ہے کہ جماعت ہوتے ہوئے

Marfat.com

سنتیں الگ پڑھنا ممنوع نہیں ہے تو بلا وجہ سنتوں کا چھوڑنا اچھا نہ ہوگا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۲۵ جلد ۴۔ در مختار ص ۶۱۷ جلد اول]

مسئلہ بہتر یہ ہے کہ سنت فجر کی علیحدہ جگہ میں مسجد سے خارج میں پڑھیں، اگر ایسا موقع نہ ہوتو جماعت اگر اندر کے درجہ میں ہو رہی ہو تو باہر پڑھیں، اور اگر باہر جماعت ہو رہی ہو تو اندر پڑھیں، اور مجبوری میں ایسا بھی درست ہے کہ (اگر کوئی جگہ الگ نہ ہو تو) پیچھے کی صفوں میں سنت پڑھیں۔ بہر حال چھوڑنا سنت کا نہ چاہیئے جب تک جماعت کا کوئی جز مل سکے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۳ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۶۷۱ جلد ۱، علم الفقہ ص ۹۹ جلد ۲]

مسئلہ سنت پڑھے بغیر جو جماعت میں شامل ہو گیا وہ بعد فرض کے اسی وقت سنت نہ پڑھے بلکہ بعد آفتاب طلوع ہونے اور بلند ہونے کے اگر چاہے تو پڑھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۲۳ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۷۲ جلد اول]

(مطلب یہ ہے کہ سنت کی قضاء نہیں ہے اگر چاہے تو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے اور اگر فجر کی نماز قضاء ہو گئی تو زوال سے پہلے اگر ادا کرے تو سنت بھی پڑھ لے اور زوال کے بعد سنت کی قضاء نہیں ہے بعد میں چاہے تو پڑھے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ طلوع آفتاب سے پہلے سنت کی قضاء پڑھنا مکروہ ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۳ جلد ۱]

مسئلہ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز ادا کر چکا پھر جماعت ہوتے دیکھی تو اس میں بھی شامل ہو گیا، اب وہ (اگر سنت، وتر پہلے پڑھ چکا تو سنت اور وتر نہ پڑھے (کیونکہ وہ پہلے ادا کر چکا ہے۔ اور جماعت میں شامل ہونا اس کے لیے نفل کے حکم میں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۲۰ جلد ۴]

مسئلہ امام نے مؤکدہ سنتیں نہ پڑھی ہوں تب بھی وہ جماعت کرا سکتا ہے۔ امام صاحب کو چاہیے کہ سنتوں سے پہلے فارغ ہونے کا اہتمام کیا کریں اور اگر کبھی امام پہلے فارغ نہ ہو سکے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ امام کو سنتوں کا موقع دے دیا کریں۔ اگر وقت کم ہو تو امام فرض پڑھانے کے بعد سنت پڑھے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۰ جلد ۱، ترمذی شریف ص ۵۷ جلد ۱، آپ کے مسائل ص ۲۴۸ جلد ۳، فتاوی محمودیہ ص ۴۰۲ جلد ۲]

مسئلہ فرض جہاں پر پڑھے ہوں، وہاں سے الگ (آگے یا پیچھے) ہو کر نفل و سنت پڑھنا مستحب ہے اور الگ گھر میں پڑھنے والے کے لیے بھی یہی بہتر ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۰ جلد ۴]

مسئلہ سنتیں مکان پر پڑھنے کی فضیلت ہے اور یہ حکم ہر دو سنن (فرض سے پہلے اور بعد والی)

Marfat.com

کے لیے ہے، لیکن اگر فرض کے بعد مکان پر جانے میں راستہ یا مکان جا کر کچھ حرج واقع ہونے کا احتمال ہے اور امور دینوی میں مشغول ہو جانے کا اندیشہ ہے تو پھر مسجد ہی میں سنتیں پڑھ لے، کیونکہ ایسا بھی ثابت ہے۔ اور جب تک وقت اس نماز کا ہے، ان نوافل وسنت کا بھی ہے (مگر متصلاً فوراً ہی پڑھنا اولیٰ ہے) [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰۷ جلد ۴' فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹ جلد ۳، مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۶ جلد ۱' محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ فجر کے فرض شروع کرنے کے بعد یاد آیا کہ سنت نہیں پڑھی ہے۔ ایسی حالت میں سنت کے لیے فرض نہ توڑے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸ جلد ۳. بحر الرائق ص ۴۸ جلد ۲]

مسئلہ سنن موکدہ پڑھنے کے بعد اگر جماعت میں دیر ہو تو نوافل پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ سوائے سنت فجر کے، اس کے بعد نوافل سورج بلند ہونے تک درست نہیں ہیں۔ دیگر اوقات میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ وہ وقت نوافل کی کراہت کا نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۸ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۹ ۳۴۹ جلد ۱]

مسئلہ دن کی نفلوں اور سنتوں میں قرأت آہستہ ہی پڑھنا چاہیے' البتہ رات میں اختیار ہے خواہ جہر کرے یا آہستہ پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۰' جلد ۴' رد المحتار ص ۴۹۸ جلد ۱]

مسئلہ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے پس اگر کسی نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑ دی تو اس پر اس نماز کا لوٹانا واجب ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۵ جلد ۴]

مسئلہ سنت وفرض کے درمیان دنیاوی باتیں کرنے سے ثواب میں تو کمی آ جاتی ہے لیکن سنتوں کے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰۱ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۳۶ جلد ۴]

مسئلہ کوئی سنت ظہر پڑھ رہا تھا، ابھی ایک رکعت پڑھی تھی کہ جماعت کھڑی ہو گئی تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جائے اور بعد فرض کے چار رکعت پھر سنت ظہر پڑھنی چاہیئے (دو رکعت جو پڑھی اس کے علاوہ چار پڑھنی چاہیئے) اور اس میں اختیار ہے چاہے چار سنت پہلے یا دو سنت پہلے اور نیت سنت ظہر کی کرے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰۲ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۷۳ جلد ۱' فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۶ جلد ۴ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۷ جلد ۲]

مسئلہ جمعے کی سنت موکدہ کا حکم ظہر کی سنت کی طرح ہے کہ اگر شروع کر چکا اور فرض ہونے لگے تو دو ہی رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور پھر ان سنتوں کو فرض کے بعد پڑھ لے۔

[علم الفقہ ص ۹۹ جلد ۲]

Marfat.com

مسئلہ سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری نہیں ہے۔ جمعہ اور ظہر اور عشاء اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں۔ [کفایت المفتی ص ۲۶۷ جلد ۳] (بشرطیکہ نماز کا وقت ہو جائے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ])

مسئلہ بغیر سنت (ظہر وغیرہ) پڑھے فرض پڑھا دینے سے نماز ہو جاتی ہے۔ [کفایت المفتی ص ۲۷۲ جلد ۳]

مسئلہ جس جگہ سنت نماز پڑھی جائے فرض کے لیے اس جگہ سے ہٹنا ضروری نہیں ہے۔ [کفایت المفتی ص ۲۷۴ جلد ۳]

مسئلہ تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد فجر یعنی صبح صادق ہو جانے کے بعد اور غروب شمس کے بعد فرض سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ [کفایت المفتی ص ۲۷۴ جلد ۳]

مسئلہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسافر پر سنتیں نہیں ہیں، اس لیے (مسافر صرف فرض نماز پڑھتے ہیں اور) بلا عذر اور بلا مجبوری بھی سنتیں چھوڑ دیتے ہیں، یہ غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ سفر شرعی کے اندر اگر مشغول زیادہ ہو یا ریل میں کثرت سے بھیڑ ہو تو سوائے فجر کی سنتوں کے باقی وقتوں کی سنتیں چھوڑنے کی گنجائش ہے، مگر اطمینان کی حالت میں کبھی نہ چھوڑنا چاہیئے پس سخت مجبوری میں ایسا کرے۔ [اغلاط العوام ص ۶۳ تفصیل دیکھئے مسائل سفر مکمل و مدلل میں]

کیا سنتوں کے بعد مزید دعا کریں؟

سوال دعا مانگنے کے دو طریقے دیکھے، پہلا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر مانگتے ہیں (زیادہ طویل نہیں) اس کے بعد نوافل میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ فرائض کے بعد فقط ((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَام الخ)) والی دعا مانگی جاتی ہے، پھر سنن وغیرہ پڑھ کر امام و مقتدی اکٹھے ہو کر فاتحہ کہہ کر مل کر دعاء کرتے ہیں، سنتوں کے بعد مل کر دعاء کو ضروری سمجھا جاتا ہے، بڑے اہتمام و التزام اور پابندی سے کیا جاتا ہے اور امام کے ساتھ بھی شرط کی جاتی ہے کہ اس طرح الفاتحہ پڑھنا ہوگا۔ کونسا طریقہ مسنون ہے؟

جواب مسنون یہ ہے کہ جس طرح فرض نماز جماعت سے پڑھی ہے دعا بھی جماعت کے ساتھ کی جائے یعنی امام اور مقتدی سب مل کر دعاء مانگیں اور جس طرح سنتیں اور نفلیں الگ الگ پڑھی ہیں دعاء بھی الگ الگ مانگیں۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں دونوں طریقوں میں سے پہلا

Marfat.com

طریقہ مسنون اور مطابق سنت ہے۔ دوسرا طریقہ خلاف سنت، بے اصل، من گھڑت اور بلا دلیل ہے۔ الگ الگ سنتیں اور نفل پڑھنے کے بعد سب کا اکٹھا جمع ہونا اور اکٹھے ہو کر دعا مانگنا نہ صرف آنحضرت ﷺ کے کسی عمل اور فرمان سے ثابت ہے نہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ اور ائمہ دین میں سے کسی کے قول و عمل سے ثابت ہے۔ آنحضرت ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ کا طریقہ یہ تھا کہ فرض نماز جماعت سے ادا فرما کر دعا بھی جماعت کے ساتھ (امام و مقتدی سب مل کر مانگا کرتے تھے، اور سنتیں اور نفلیں الگ الگ پڑھا کرتے تھے تو دعا بھی الگ الگ مانگا کرتے تھے، بہرحال جب یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکثر و بیشتر سنتیں گھر جا کر ادا فرماتے تھے تو امام و مقتدی کا مل کر باجماعت (سنتوں اور نفلوں کے بعد) دعا مانگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کیا سنتیں گھر میں پڑھ کر دوبارہ مسجد میں جمع ہوتے تھے؟

کبھی کسی مصلحت یا ضرورت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو مسجد میں سنتیں پڑھنے کا اتفاق ہوا تب بھی آپ ﷺ نے مقتدیوں کے ساتھ مل کر دعا نہیں فرمائی بلکہ آپ ﷺ سنتوں میں مشغول رہتے اور مقتدی اپنی اپنی نمازوں سے فارغ ہو کر آنحضرت ﷺ کی فراغت کا انتظار کیے بغیر ہی چلے جاتے تھے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۶ جلد ۱ بحوالہ ابوداؤد ص ۱۹۱، فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۲ جلد ۴ تفسیر کبیر ص ۲۴۳ جلد ۸، بحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲]

مسئلہ امام کے ساتھ دعا مانگنا کوئی ضروری نہیں ہے، آپ نماز سے فارغ ہو کر (اگر جلدی ہو تو) اپنی دعاء کر کے جا سکتے ہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۲۷۳ جلد ۳]

مسئلہ دعا کے وقت نماز استسقاء کے علاوہ ہاتھ کاندھوں سے اوپر نہ جائیں اور دعا میں عاجزی اور مسکنت کی کیفیت ہونی چاہیے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۷۵ جلد ۳]

مسئلہ نمازوں کے بعد بغل گیر ہونا مصافحہ کرنا نہ سنت ہے نہ واجب بلکہ بدعت ہے۔ اگر کوئی شخص دور سے آیا ہو اور نماز کے بعد ملے تو اس کا مصافحہ و معانقہ کرنا جائز ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۷۸ جلد ۳]

مسئلہ دعاء مانگتے وقت جب ہاتھوں کو اٹھاؤ تو ان کو اس طرح رکھو کہ ہاتھوں کے اندر کا رخ یعنی ہتھیلیاں منہ کے سامنے رہیں جیسا کہ دعاء کے وقت کا معمول ہے۔ [مظاہر حق ص ۹۱ جلد ۳]

مسئلہ احادیث سے معلوم ہوا کہ دعاء کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا اور پھر دعا کے بعد اٹھے ہوئے ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیرنا سنت ہے۔ [مظاہر حق ص ۹۱ جلد ۳]

مسئلہ نماز ختم ہونے کے بعد دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعاء مانگے اور اگر امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لیے بھی۔ اور دعا مانگنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعاء سنائی دے تو خواہ سب آمین کہتے رہیں۔ [بہشتی زیور ص ۳۲ جلد ۱۱ بحوالہ طحطاوی ص ۱۸۴ جلد ۱، کفایت المفتی ص ۳۰۷ جلد ۳]

اگر فرض دوبارہ پڑھے جائیں تو بعد کی سنتوں کا حکم

سوال اگر امام سے جماعت کے دوران غلطی ہو جائے اور اس غلطی کا احساس اس وقت ہو، جب فرض نماز کے بعد سنتیں اور نفلیں بھی پڑھی جا چکی ہیں تو دوبارہ فرض پڑھانے کے بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھنا پڑیں گی یا نہیں؟

جواب بعد کی سنتیں فرض کے تابع ہیں، اگر سنتیں پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض نماز صحیح نہیں ہوئی تو فرض کے ساتھ بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھی جائیں۔ البتہ وتر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۳ جلد ۳]

مسئلہ عشاء کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت و وتر باوضو پڑھے تو وقت کے اندر یاد آ جائے تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ یہ مسئلہ وقت کے اندر پڑھنے کا ہے، وجہ سنتوں کے اعادہ کی اور وتر کے عدم اعادہ کی مذہب حنفیہ میں یہ ہے کہ جب فرض عشاء کے نہ ہوئے تو فرض کے لوٹانے کے ساتھ سنتوں کا بھی اعادہ کرے کیونکہ سنت فرض کے تابع ہیں اور چونکہ وتر واجب مستقل ہے اور وہ وضو سے ہوئے لہذا اس کے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور صاحبین رحمہما اللہ چونکہ وتر کو سنت فرماتے ہیں اس لیے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں۔ اور صورت مسئولہ یہ ہے کہ نماز کے بعد وقت کے اندر یاد آ گیا اور وقت گزرنے کے بعد اگر یاد آیا تو صرف فرض عشاء کے پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۶۴ جلد ۴ بحوالہ ہدایہ ص ۱۳۹ ج ۱]

نماز وتر کا طریقہ

نماز وتر واجب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں نہیں۔ [ابوداؤد، مستدرک]

وتر کی نماز بھی مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہے، اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی وہی

Marfat.com

ہے جو فرض نمازوں کا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ فرض کی صرف دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملائی جاتی ہے اور اس کی تینوں رکعتوں میں دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اسی طرح اٹھا کر جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھاتے ہیں اٹھا کر پھر باندھے اور اس دعا کو آہستہ آواز سے پڑھے۔ [علم الفقہ ص ۳۸ جلد ۲]

((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَانَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ))

مسئلہ اگر کسی کو یہ دعائے قنوت یاد نہ ہو تو بجائے اس کے یہ دعاء پڑھے۔((رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) [پارہ ۲ سورۃ البقرۃ] اور اگر یہ بھی نہ یاد ہو تو دعائے قنوت کے یاد ہونے تک یہ دعاء پڑھ لے:((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ)) تین مرتبہ۔ یا یہ پڑھے ((یَا رَبِّ)) تین مرتبہ۔ [علم الفقہ ص ۴۰ جلد ۳، کتاب الفقہ ص ۴۰ جلد ۳، کتاب الفقہ ص ۵۳۴ جلد اول، فتاوٰی دار العلوم ص ۱۶۴ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۲۴ جلد اول]

مسئلہ وتر اور سنت موکدہ اور نوافل کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا ضروری ہے۔ [نماز مسنون ص ۳۹۳، کبیری ص ۳۳۳]

مسئلہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورت سے پہلے بسم اللہ الخ پڑھنی جائز ہے مگر آہستہ آواز سے، بلند آواز سے نہ پڑھے۔ [کفایت المفتی ص ۴۱۱ جلد ۳]

وتر سے متعلق مسائل

مسئلہ وتر کا وقت شفق کے غائب ہونے سے طلوع فجر تک ہے۔ اگر بھولے سے یا ارادۃً ترک ہوئے تو اس کی قضا واجب ہوگی، اگرچہ اس میں دیر ہو جائے۔

مسئلہ وتر کو نماز عشاء کے بعد پڑھنا واجب ہے، کیونکہ اس میں یہ ترتیب لازمی ہے۔ تاہم اگر بھولے سے عشاء کی نماز سے پہلے پڑھ لیے گئے تو صحیح ہو گئے۔ اسی طرح اگر علی الترتیب دونوں یعنی نماز فرض اور وتر کو پڑھ لیا، بعد میں معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز باطل ہوگئی لیکن وتر صحیح پڑھے گئے

Marfat.com

تو نماز وتر صحیح قرار دی جائے گی اور صرف عشاء کی نماز دوبارہ پڑھی جائے، کیونکہ اس قسم کی معذوریوں میں ترتیب ساقط (ختم) ہو جاتی ہے۔

مسئلہ وتر میں دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور سنت یہ ہے کہ اس کو آہستہ پڑھا جائے خواہ کوئی امام ہو یا تنہا پڑھنے والا (اور رمضان المبارک میں وتر کی جماعت میں امام اور مقتدی دونوں حضرات قنوت آہستہ پڑھیں گے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ اگر کوئی شخص دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو رکوع کی حالت میں دعائے قنوت نہ پڑھی جائے اور نہ دوبارہ قنوت کے لیے کھڑا ہو بلکہ سلام کے بعد سجدہ سہو کرے۔ اور اگر کھڑے ہو کر رکوع سے قنوت پڑھ لی اور رکوع کا اعادہ (دوبارہ) نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر غلطی سے سورت اور قنوت پڑھنے سے پہلے رکوع کیا یعنی محض سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تو ضروری ہے کہ سورۃ فاتحہ اور قنوت پڑھنے کیلئے اٹھے اور دونوں چیزیں پڑھ کر دوبارہ رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ اگر سورۃ فاتحہ اور سورت اور قنوت تینوں کو بھول کر رکوع میں چلا گیا تو رکوع سے اٹھ کر فاتحہ، سورت اور قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کر لے، اور اگر رکوع دوبارہ نہ کیا تو تب بھی نماز ہو جائے گی، لیکن سجدہ سہو بہر حال کرنا چاہیئے۔

مسئلہ نماز وتر رمضان المبارک کے علاوہ اور دنوں میں جماعت کے ساتھ مشروع نہیں ہے، ماہ رمضان میں وتر کی جماعت مستحب ہے، اور رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت مکروہ ہے۔

[کتاب الفقہ ص۵۳۴ جلد اول]

مسئلہ تہجد گذار کے لیے بھی افضل یہی ہے کہ رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھے۔ [فتاوی رحیمیہ ص۲۹ جلد۳، مراقی الفلاح ص۲۴۷، نور الایضاح ص۱۰۰]

مسئلہ وتر کی نیت میں یہ کہنا چاہیئے کہ نیت کرتا ہوں میں نماز وتر کی، اور اگر واجب اللیل بھی کہہ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ [فتاوی دار العلوم ص۱۶۰ ج۴ ورد المحتار ص۳۸۹ ج۱]

مسئلہ وتر کو واجب کہنا چاہیئے، وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے، لہذا وتر کے ادا کرتے وقت واجب کا لفظ کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نہ کہا جائے، تب بھی واجب ہے، وتر ادا ہو جائیں گے۔ [فتاوی دار العلوم ص۱۶۳ جلد۴، رد المحتار ص۳۸۸ جلد اول بحث نیت]

(اور اگر مطلق وتر کی نیت کر کے پڑھے جب بھی نماز میں کچھ خلل نہ ہوگا، نماز وتر ہو جائے

Marfat.com

گی۔[رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ جس نے رمضان میں عشاء کے فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو وہ وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۲ جلد ۴]

مسئلہ امام نے قنوت پڑھ کر رکوع کیا اور مقتدی کی دعائے قنوت پوری نہیں ہوئی، اگر تھوڑی باقی ہے کہ اس کو پورا کر کے امام کے رکوع میں شریک ہوسکتا ہے۔تو پورا کر کے رکوع کرے ورنہ چھوڑ دے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۴ جلد ۴۔عالمگیری ص ۱۰۴ ج ۱]

مسئلہ اگر وتر کی تیسری رکعت میں شریک ہوا پس اگر اس نے تیسری رکعت پوری پالی ہے تو امام کے ساتھ قنوت پڑھے، بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، اسی طرح تیسری رکعت کے رکوع میں شریک ہوا جب بھی بعد میں دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔[مسائل سجدہ سہو ص ۹۶ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۲۲۵ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۷ ج ۱ عالمگیری ص ۱۰۸ جلد اول]

مسئلہ وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دونوں طرح درست ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دوہرا ثواب ہے بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے میں' اور آنحضرت ﷺ نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے لیکن آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا' دوسرں کو نصف ثواب ملتا ہے' احادیث سے یہ ثابت ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۱' ج ۴' درمختار ص ۶۵۳ ج ۱]

مسئلہ کیونکہ اس میں بھی امت کی تعلیم تھی کہ نفلوں میں کھڑا ہونا فرض نہیں ہے' امت کو تعلیم دینا نبوت کے واجبات میں سے ہے' پس آپ کے بیٹھ کر نفل پڑھنے میں بھی واجب کی ادائیگی ہے جس کا ثواب نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴ جلد ۳]

مریض کے احکام

مسئلہ بعض مریض نماز کا اہتمام نہیں کرتے، حالانکہ ممکن ہے یہ زندگی کا آخری مرض ہو، کیونکہ ہر بیماری موت کی یاد دہانی کراتی ہے۔صحت میں فکر نہ کی تو اب غافل رہنا اور اہتمام نہ کرنا بڑے ہی اندیشہ اور خطرہ کی بات ہے۔

مسئلہ بعض مریض تندرستی کے زمانہ میں تو نماز کے پابند ہوتے ہیں مگر بیماری میں نماز کا خیال نہیں رکھتے، اور خیال نہ رکھنے کی عمومی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بیماری یا وسوسہ کی وجہ کی بناء پر کپڑے یا بدن ناپاک گندے ہیں، یا وضو اور غسل نہیں کر سکتے اور تیمم کو دل گوارا نہیں کرتا کہ اس سے طبیعت

Marfat.com

صاف نہیں ہوتی، اس لیے نماز قضاء کر دیتے ہیں، یہ سخت جہالت اور نادانی کی بات ہے، ایسے موقع پر اہل علم سے مسئلہ معلوم کر کے عمل کرنا چاہیئے اور شریعت کی عطا کردہ سہولتوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ان وجوہات کی بناء پر نماز قضاء کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ بعض مریض ڈاکٹر اور حکیم کے منع کر دینے کا عذر کرتے ہیں اور نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ جب تک اشارہ سے نماز پڑھنے پر قدرت ہو اشارہ سے نماز ادا کرنا لازم ہے، ہاں جب اشارہ پر بھی قدرت نہ رہے تو بے شک نماز مؤخر کرنا اور بعد میں قضاء کر لینا درست ہے، بیماری پیام موت ہے۔اس سے انسان کو اور زیادہ ہوشیار اور فکر آخرت کی طرف اور زیادہ متوجہ ہونا چاہیئے۔

مسئلہ بعض مریض نماز کے پورے پابند ہوتے ہیں مگر بیماری کے غلبہ سے یا نماز کے وقت نیند کے غلبہ سے یا بہت زیادہ ضعف، کمزوری اور نقاہت سے آنکھیں بند ہو کر غفلت سی ہو جاتی ہے اور نماز کے اوقات وغیرہ کی پوری خبر نہیں ہوتی، یہاں تک نماز قضاء ہو جاتی ہے حالانکہ اگر نماز کی اطلاع کی جائے تو ہر گز کوتاہی نہ کریں، لیکن اوپر کے لوگ تیمارداری خدمت کرنے والے حضرات مریض کی راحت کا خیال کر کے نماز کی اطلاع نہیں کرتے اور اگر بیمار کو کسی طرح اطلاع بھی ہو جائے تو الٹا منع کر دیتے ہیں یا اس کی امداد نہیں کرتے مثلاً وضو، تیمّم کپڑوں کی تبدیلی، قبلہ رخ کرنا وغیرہ کچھ نہیں کرتے جس سے خود بھی گنہگار ہوتے ہیں، ایسا کرنا نہ مریض کے ساتھ خیر خواہی ہے نہ اپنے ساتھ۔(کیونکہ اگر مریض کا مرض میں انتقال ہو جائے تو وہاں کون ساتھ دے گا؟)

مسئلہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب مریض ہوش میں نہیں ہے تو نماز معاف ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ ہر بے ہوشی میں نماز معاف نہیں ہوتی، جس میں نماز معاف ہوتی ہے وہ بے ہوشی ہے جس پر خبردار کرنے سے بھی آگاہ (واقف) نہ ہو، اور متصل مسلسل چھ نمازیں (مکمل) بے ہوشی میں گزر جائیں، ایسی شکل میں نماز معاف ہے، قضاء بھی واجب نہیں اور اگر اس سے کم بے ہوشی ہو مثلاً چار یا پانچ نمازیں اس حالت میں گزر جائیں تو اس وقت تو مریض بے ہوشی کی بناء پر نمازیں ادا کرنے کا مکلف نہیں۔البتہ ہوش آنے پر ان کی قضا واجب ہے اور اگر قضاء میں سستی اور لاپرواہی کی مرنے سے پہلے ان نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ بعض بیمار کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت رکھتے ہیں مگر پھر بھی وہ بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں، حالانکہ جب تک کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کی قدرت ہو بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہیں ہے، لہذا

Marfat.com

بڑی احتیاط سے نماز ادا کرنا چاہیئے۔

مسئلہ بعض مریض نماز میں باوجود اس کے کہ کراہنے کو ضبط کر سکتے ہیں لیکن آہ آہ خوب صاف صاف لفظوں سے کہتے ہیں اور اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ نماز رہے گی یا جائے گی۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قدرت ضبط ہوتے ہوئے نماز میں ہائے ہائے یا آہ آہ، اوئی وغیرہ کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔[اغلاط العوام از مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۹۸]

مسئلہ بعض عوام ایسے مرض میں مبتلا ہو کر نماز چھوڑ دیتے ہیں جس میں بدن اور کپڑوں کا پاک رہنا مشکل ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس حالت میں نماز ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے حالانکہ یہ خیال غلط ہے۔ علماء سے مسائل معلوم کر کے نماز پڑھنا چاہیئے۔ ایسی حالت میں بھی نماز درست ہو جاتی ہے، جب دھونے سے سخت تکلیف ہو یا مرض بڑھ جانے کا ڈر ہو اور کپڑے بدلنے کے لیے کپڑے زیادہ نہ ہوں تو ایسی حالت میں نماز درست ہو جاتی ہے۔[اغلاط العوام ص ۵۸]

مریض کے لیے تیمّم کا حکم

مسئلہ بعض مریض یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وضو کچھ مضر نہیں پھر بھی تیمّم کر لیتے ہیں، بعض مرتبہ خدمت گزار (تیمار دار) یا دوسرے خیر خواہ وضو سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میاں شریعت میں آسانی ہے تیمّم کر لو۔ یہ سخت نادانی ہے، جب تک وضو کرنا مضر نہ ہو، تیمّم کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ بعض مریض یہ غلطی اور بے احتیاطی کرتے ہیں کہ خواہ ان پر کیسی ہی مصیبت گذرے، خواہ کیسا ہی مرض بڑھ جائے جان نکل جائے مگر تیمّم نہیں کرتے، مر جائیں گے مگر وضو ہی کریں گے، یہ غلو ہے، اور در پردہ حق تعالیٰ شانہ کی عطا کردہ سہولت کو قبول نہ کرنا ہے جو سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ جس طرح وضو کرنا حق تعالیٰ کا حکم ہے تیمّم بھی اس کا ہی حکم ہے۔ بندہ کا کام ماننا ہے، نہ کہ دل کی چاہت اور صفائی دیکھنا، بندگی تو اسی کا نام ہے کہ جس وقت جو حکم ہو دل و جان سے اطاعت کرے۔[اغلاط العوام ص ۱۹۶]

مسئلہ اگر جنبی (جس کو غسل کی ضرورت ہو، غسل کرنے سے ہلاکت یا مرض کے بڑھ جانے کا غالب اندیشہ ہو، اور اگر پانی کا سامان بھی نہ ہو، یا استعمال نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں تیمّم جائز ہے۔[شامی ص ۱۵۶ جلد اول و ہدایہ ص ۵۲ جلد اول]

Marfat.com

مریض اور معذور کی نماز

مسئلہ اگر کوئی شخص کسی مرض کی وجہ سے نماز کے ارکان ادا کرنے پر پورے طور پر قادر نہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ اپنی طاقت اور قدرت کے موافق ارکان نماز کو ادا کرے۔ اگر قیام پر قدرت نہ ہو کہ اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا کھڑے ہونے سے بدن میں کہیں سخت درد ہونے لگتا ہو تو اس پر قیام فرض نہیں اس کو چاہیئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدے سر کے اشارے سے کرے، اگر مسنون طریقے سے بیٹھ سکتا ہو یعنی جس طریقے سے التحیات پڑھنے کے لیے حالت صحت میں بیٹھنا چاہیئے تو اسی طرح بیٹھے ورنہ جس طریقے سے بیٹھنے میں اس کو آسانی ہو اس طرح بیٹھے۔ اور اگر تھوڑی دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے اور جتنی دیر تک کھڑا ہو جائے کھڑا رہے، بعد اس کے بیٹھ جائے حتیٰ کہ اگر صرف بقدر تکبیر تحریمہ کے کھڑے ہونے کی قوت ہو تب بھی اس کو چاہیئے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے بعد اس کے بیٹھ جائے، اگر نہ کھڑا ہو گا تو نماز نہ ہو گی۔ اسی طرح اگر کسی چیز کے سہارے سے خواہ لکڑی کے یا تکیہ کے یا کسی آدمی کے کھڑا ہو سکتا ہو تب بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیئے۔

[درمختار، ردالمحتار وغیرہ، صغیری ص ۱۴۳، علم الفقہ ص ۱۲۷، ہدایہ ص ۱۰۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۱۷ جلد ۱، کبیری ص ۲۱۶]

مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس کپڑا اس قدر ہو کہ کھڑے ہونے کی حالت میں اس کا جسم عورت نہ چھپ سکتا ہو، ہاں بیٹھنے کی حالت میں چھپ جاتا ہو تو اس صورت میں بھی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنا چاہیئے۔ اسی طرح اگر کوئی کمزور آدمی کھڑے ہونے سے ایسا بے طاقت یا تنفس میں مبتلا ہو جاتا ہو کہ قرأت نہ کر سکے تو اس کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہیئے۔ [درمختار، شامی وغیرہ]

مسئلہ اگر رکوع اور سجدے یا صرف سجدے پر قدرت نہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اگر کھڑے ہونے کی طاقت ہو اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے سجدے کے لیے رکوع کی بہ نسبت زیادہ سر جھکا دے۔ کسی چیز کا پیشانی کے برابر اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر کوئی اونچی چیز پیشانی کے برابر رکھ دی جائے اور اس پر سجدہ کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ اگر کوئی مریض بیٹھنے سے بھی معذور ہو یعنی نہ اپنی قوت سے بیٹھ سکتا ہو نہ کسی کے سہارے سے تو اس کو چاہیئے کہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے، لیٹنے کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ چت لیٹے، پیر قبلے کی طرف ہوں اور سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ لے تاکہ منہ قبلے کے سامنے ہو جائے اگر

Marfat.com

پہلو لیٹے خواہ داہنے پر یا بائیں پہلو پر تب بھی درست ہے بشرطیکہ منہ قبلے کی طرف ہو اور سر سے رکوع سجدے کا اشارہ کرنا چاہیئے، سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے جھکا ہوا ہو، آنکھ یا ابرو وغیرہ کے اشارہ سے سجدہ کرنا کافی نہیں۔[درمختار وغیرہ]

اگر یہ بھی قدرت نہ ہو تو جیسے ممکن سہولت ہو پڑھے۔

[علم الفقہ ص ۱۲۷ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۸۰۳ جلد ا درمختار ص ۷۰۳ جلد ا]

مسئلہ اگر کوئی عورت دردزہ میں مبتلا ہو مگر ہوش وحواس قائم ہوں تو اس کو چاہیئے کہ بہت جلد نماز پڑھ لے تاخیر نہ کرے مبادا نفاس میں مبتلا ہو جائے اور نماز قضاء ہو جائے ہاں اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں یہ خوف ہو کہ اگر اسی حالت میں بچہ پیدا ہو جائے گا تو اس کو صدمہ پہنچے گا تو بیٹھ کر پڑھے، اسی طرح اگر کسی عورت کے خاص حصے سے بچے کا کچھ حصہ نصف سے کم باہر آ گیا ہو مگر ابھی تک نفاس نہ ہوا ہو تو اس کو بھی نماز میں تاخیر کرنا جائز نہیں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے اور زمین میں کوئی گڑھا کھود کر روئی وغیرہ بچھا کر بچے کا سر اس میں رکھ دے یہ بھی نہ ممکن ہو تو اشاروں سے نماز پڑھ لے۔[خزانۃ الروایات وغیرہ]

اگر نہ پڑھے گی تو بعد میں اس نماز کی قضاء اس کے ذمہ ہوگی۔[رفعت قاسمی]

مسئلہ اگر کوئی مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ نماز اس وقت نہ پڑھے بعد صحت کے اس کی قضاء پڑھ لے، پھر اگر یہی حالت اس کو پانچ نمازوں سے زیادہ تک رہے تو اس پر ان نمازوں کی قضاء بھی نہیں، جیسا کہ قضاء کے بیان میں گزر چکا ہے۔

مسئلہ اگر کسی مریض کو رکعتوں کا شمار یاد نہ رہتا ہو تو اس پر بھی اس وقت کی نماز کا ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ بعد صحت کے ان کی قضا پڑھ لے ہاں اگر کوئی شخص اس کو بتلاتا جائے اور وہ پڑھ لے تو جائز ہے۔ یہی حکم ہے اس شخص کا جو زیادہ بڑھاپے کے سبب سے مخبوط العقل ہو گیا ہو یعنی دوسرے شخص کے بتانے سے اس کی نماز درست ہو جائے گی اور اگر کوئی بتانے والا نہ ملے تو وہ اپنے غالب رائے پر عمل کرے۔[نفع المفتی]

مسئلہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کی حالت میں بیمار ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ باقی نماز جس طرح پڑھ سکتا ہو تمام کرلے مثلاً اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا اور اب کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھ کر پڑھے، رکوع سجدے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو اشارے سے رکوع سجدہ کرے بیٹھنے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو لیٹ کر۔

[علم الفقہ ص ۱۲۸ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۹ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۱۸ جلد ۱، کبیری ص ۲۶۹، درمختار ص ۶۰۷ جلد ۱]

مسئلہ اگر کوئی معذور حالت نماز میں قادر ہو جائے تو اگر صرف قیام سے معذور تھا اور بیٹھ کر رکوع سجدہ کرتا تھا اور اب کھڑے ہونے کی قدرت ہوگئی تو باقی نماز کھڑے ہو کر تمام کرے اور اگر رکوع سجدے سے بھی معذور تھا اور اس نے اشارہ سے رکوع سجدہ کرنے کا ارادہ کر کے نیت باندھی تھی مگر ابھی تک کوئی رکوع سجدہ اشارے سے ادا نہیں کیا تھا اور اب اس کو رکوع سجدے پر قدرت ہوگئی تو وہ اپنی باقی نماز رکوع سجدے کے ساتھ ادا کرے اور اگر اشارے سے کوئی رکوع سجدہ کر چکا ہو تو وہ نماز اس کی فاسد ہو جائے گی اور پھر نئے سرے سے اس نماز کا پڑھنا اس پر لازم ہوگا۔

[علم الفقہ ص ۱۲۸ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۹ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۰۸ جلد ۱، کبیری ص ۲۶۹]

مسئلہ اگر کوئی شخص قراءت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں، تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ [شامی وغیرہ] (ایسی نیند نہ آئے جس سے وضو جاتا رہے)۔

مسئلہ نفل نماز میں جیسا کہ ابتداء میں بیٹھ کر پڑھنے کا اختیار حاصل ہے ویسا ہی درمیان نماز میں بھی بیٹھ جانے کا اختیار ہے اور اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں۔ [درمختار وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۲۹ جلد ۲]

انسان معذور کب بنتا ہے؟

مسئلہ کسی کو پیشاب کا قطرہ کم وبیش آتا رہتا ہے مگر نماز کا پورا وقت گھیرتا نہیں ہے، اتنا وقت مل جاتا ہے کہ پاکی کی حالت میں نماز ادا کر سکے تو وہ معذور نہیں ہے اس کو چاہیئے کہ قطرہ رک جانے کا انتظار کر کے پھر وضو کر کے نماز پڑھ لے، اگر نماز پڑھتے ہوئے قطرہ آنے کا شبہ ہو جائے تو نماز توڑ کر وہ جگہ دیکھ لے، اگر واقعی قطرہ ہے تو شرمگاہ پانی سے دھولے وضو کر کے کپڑا بدل کر نماز پڑھے۔ اگر قطرہ نہ آیا ہو ویسے ہی شبہ ہوا ہو تو آئندہ اس قسم کے شبہ کی پروا نہ کرے، بلکہ وضو کرنے کے بعد رومالی پر کچھ پانی چھڑک لے۔ شبہات سے بچنے کی یہ بھی ایک تدبیر اور علاج ہے۔ اور اگر قطرہ آتا رہتا ہے اور اتنا وقت بھی نہ ملے طہارت (پاکی) کے ساتھ اس وقت کی نماز ادا کر سکے تو وہ معذور ہے۔ ایسا معذور ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے پاک کپڑا پہن کر فرض، واجب، سنت، نفل جو چاہے پڑھ سکتا ہے، جب تک اس نماز کا وقت باقی رہے گا قطرہ آنے سے

Marfat.com

وضو نہیں ٹوٹے گا۔ ہاں قطرہ کے علاوہ دوسرے نواقض سے وضو ٹوٹ جائے گا یعنی دوسری وضو توڑنے والی چیزوں سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

ایک وقت پورا ایسا گزر جانے کے بعد طہارت سے نماز ادا کرنے کا موقع نہ ملے اور معذور ہونے کا حکم لگ جائے، اس کے بعد دوسری نمازوں کے اوقات میں پورا وقت قطرہ جاری رہنا شرط نہیں ہے۔ کبھی کبھی قطرہ آ جانا معذور بنے رہنے کے لیۓ کافی ہے۔ ہاں اگر نماز کا ایک وقت کامل (پورا) ایسا گزر جائے کہ ایک دفعہ بھی قطرہ نہ آئے تو اب وہ معذور نہ رہے گا۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۷۳ جلد ۴ بحوالہ نور الایضاح ص ۵۴ و امداد الاحکام ص ۲۷۲ جلد اول]

مسئلہ چاہے نماز کی حالت میں پیشاب کا قطرہ ٹپک جائے، اور کپڑوں پر بھی لگ جائے معذور ہونے کی وجہ سے شرعاً معاف ہے۔ لہٰذا نماز نہ پڑھنے کا بہانہ غلط ہے نماز معاف نہیں ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۷۲ جلد ۴ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۲۹]

مسئلہ قطرہ نکلنے کے خوف سے عضو خاص (پیشاب گاہ) پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا صحیح ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۱۳۹ جلد اول]

مسئلہ اگر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو رکوع کا مستحب اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ پیٹھ کو اتنی جھکائی جائے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے۔ سرین (کولھے) اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹۹ جلد ۴، شامی ص ۴۱۶ جلد ۱]

مسئلہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں قراءت کے وقت نگاہ سجدہ کی جگہ کے بجائے گود میں مناسب ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۷ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۳۲۱ جلد ۱]

مسئلہ معذور کے لیے سجدہ کرنے کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا نہیں چاہیئے، جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے، تکیہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ [امداد الاحکام ص ۱۹۸ جلد ۱]

معذور سے متعلق مسائل

مسئلہ جو شخص کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھ رہا ہو، اگر درمیان میں تھک جائے اور درماندہ ہو جائے تو لاٹھی، دیوار پر ٹیک لگا کر نماز پوری کر سکتا ہے یا بیٹھ جائے اور نماز پوری کر لے۔ یہ عذر ہے اس کے حق میں اگر بغیر عذر کے بیٹھے گا تو مکروہ ہوگا۔ [ہدایہ ص ۱۰۹، کبیری ص ۲۷۱]

Marfat.com

کیونکہ نفل پڑھنے والا بلا کراہت ہر حال میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور جب بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے تو درمیان میں بھی بیٹھ سکتا ہے۔[درمختار ص۷۰۲ ج۱]

مسئلہ اگر ریل گاڑی وغیرہ میں بھی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔

[درمختار ص۷۰۶ جلد اول]

مسئلہ معذور بیمار بیٹھ کر نماز پڑھنے والا قراءت اور رکوع کے وقت جس طرح چاہے بیٹھے اگرچہ بہتر صورت وہی ہے جیسے تشہد کے وقت بیٹھا جاتا ہے، سجدہ اور تشہد کی حالت میں اس طرح بیٹھنا چاہیئے جس طرح پہلے بتایا گیا ہے، لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج اور دشواری نہ ہو، بصورت دیگر وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جس میں زیادہ آسانی ہو۔

[کتاب الفقہ ص۸۰۴ جلد۱]

مسئلہ لنگڑا جو کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا، اس کو جماعت میں صف اول میں (کنارہ پر) بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔[امداد الاحکام ص۵۴۵ جلد اول]

مسئلہ جو شخص بیٹھ کر بھی اشارہ سے نماز نہ پڑھ سکے وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور سنت اور نفل کا ادا کرنا (مریض کے لیے) ضروری نہیں ہے اگر پڑھ سکے تو بہتر ہے نہ پڑھے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔[فتاویٰ دار العلوم ص۴۴۰ جلد۴، رد المحتار ص۷۱۲ جلد۱]

مسئلہ مرض کی وجہ سے شراب (یا نجس مرہم وغیرہ) کی پٹی باندھی گئی تو وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لے، نماز اس کی درست ہے۔[فتاویٰ دار العلوم ص۴۴۰ جلد۴، رد المحتار ص۷۱۱ جلد اول]

مسئلہ اگر ریاح کا مریض شرعی معذور ہو چکا ہے یعنی یہ مرض خروج ریح کا اس کو اس قدر زیادہ ہے کہ کسی وقت اس کو ایسی نوبت آچکی ہے کہ تمام وقت نماز میں اس قدر مہلت اس کو اس مرض نے نہیں دی کہ وضو کر کے فرض وقت میں بغیر اس عذر کے پڑھ سکا ہو تو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ ایک دفعہ وضو کر کے وقت کے اندر نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ ریح نماز میں خارج ہوتی رہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص۴۴۲ جلد۴، ورد المحتار ص۴۸۰ جلد اول باب المعذ ورو فتاویٰ محمودیہ ص۱۳۲ جلد۷]

(ایسا مریض ایک وضو سے وقت کے اندر اندر اس نماز کو ادا کر سکتا ہے چاہے نماز میں بھی ریاح نکلتی رہیں، لیکن اس وضو سے دوسرے وقت کی نماز نہیں پڑھ سکتا ہے، ہر نماز کے لیے تازہ وضو یا ایک تیمم کی ضرورت ہو تو تازہ تیمم کرے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ جس قدر طاقت ہو اسی کے موافق نماز ادا ہو جائے گی۔ اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو

تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ الغرض تکلیف بقدر وسعت ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۳۶ جلد ۴]

مسئلہ اگر مرض کی وجہ سے رکوع و سجود کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر اشارہ سے نماز پڑھے اور رکوع کی نسبت سے سجدہ کا اشارہ ذرا پست کرے، لیکن کوئی چیز (تکیہ وغیرہ) اٹھا کر پیشانی کے سامنے کر کے اس پر سجدہ نہ کرے۔ [ہدایہ ص ۱۰۸ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۱۷ جلد اول، کبیری ص ۲۶۲، فتاویٰ رحیمیہ ص ۵۶ جلد ۳]

مسئلہ اگر ایسی کمزوری ہو کہ بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو پھر پشت پر (یعنی چت) لیٹ کر نماز پڑھے اور پاؤں کا رخ قبلہ کی طرف کر دے تو ایسا بھی جائز ہے۔ اور رکوع وسجدہ اشارہ سے کرے۔ [ہدایہ ص ۱۰۹ جلد اول، کبیری ص ۲۶۲]

مسئلہ اگر پہلو پر لیٹ کر منہ قبلہ کی طرف کر دے تو ایسا بھی جائز ہے۔ [شرح نقایہ ص ۱۱۷ جلد اول]

مسئلہ اگر بیمار کے پاس کوئی دوسرا شخص نہ ہو اور خود مریض قبلہ کی طرف اپنا رخ نہیں کر سکتا تو جس طرف مریض کا رخ ہو، اسی طرف وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۲۴ جلد ۱]

مسئلہ اگر کسی کو سلسل بول (پیشاب جاری ہونا) کا مرض لاحق ہو اور یہ اندیشہ ہے کہ نماز کے لیے کھڑے ہونے سے پیشاب آ جائے گا، اور بیٹھ کر پڑھے تو نہیں آئے گا تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اس طرح ایک تندرست صحت مند آدمی کو اگر تجربہ وغیرہ سے یہ معلوم ہو کہ کھڑے ہونے سے بے ہوشی ہو جائے گی یا سر چکرائے گا تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور ان تمام صورتوں میں رکوع اور سجود کے ساتھ مکمل طور پر نماز کا ادا کرنا واجب ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۸۰۳ جلد اول و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۹۵ جلد اول]

مسئلہ اگر کوئی شخص بغیر سہارے کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے عاجز ہے لیکن کسی دیوار یا لکڑی وغیرہ کے سہارے کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو وہ سہارے سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا پابند ہے، اس کو بیٹھ کر نماز جائز نہیں ہے۔

مسئلہ جتنی دیر بھی مریض کو بغیر سہارے کے بیٹھ کر نماز پڑھنا ممکن ہو اتنی دیر بغیر سہارے کے بیٹھنا چاہیئے، اگر بغیر سہارے کے نہ بیٹھا جا سکے تو سہارا لینا ہی پڑے گا، اس کے لیے لیٹ کر نماز جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی سہارا لے کر یا بغیر سہارے کے بیٹھ کر پڑھنے سے عاجز ہو تو کروٹ سے لے کر یا لیٹ کر نماز پڑھے۔ [کتاب الفقہ ص ۸۰۳ جلد ۱، امداد الفتاویٰ ص ۴۵۱ جلد اول و در مختار ص ۷۰۱ جلد اول]

(جس طرح بھی ممکن ہو سکے بغیر کسی پریشانی کے نماز پڑھے۔) [رفعت قاسمی]

مسئلہ اگر کوئی شخص محض آنکھ، پلک یا دل سے اشارہ کرسکتا ہے تو اسی حالت میں وہ نماز سے بری الذمہ متصور ہوگا اور اس حالت میں نماز درست نہ ہوگی خواہ عقل قائم ہو یا نہ ہو۔ یا ایسا مرض ہے تو اس پر قضاء بھی واجب نہ ہوگی۔ بشرطیکہ فوت شدہ نمازوں کی تعداد پانچ سے زیادہ ہو جائیں، بصورت دیگر قضاء واجب ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۸۶ جلد اول]

مسئلہ اگر مریض کو سر کے ساتھ اشارہ کرنے کی طاقت بھی نہ رہے تو ایسی حالت میں نماز اس سے موخر ہوگی۔ آنکھ اور ابرو کا اشارہ معتبر نہیں ہوگا۔ ایسی حالت میں نماز کو موخر کردے۔ اگر تندرست ہوگیا تو نمازیں قضاء کرے گا۔ [ہدایہ ص ۱۰۹ جلد اول، شرح نقایہ ص ۱۱۸ جلد اول، کبیری ص ۲۶۲]

مسئلہ کوئی شخص قیام (کھڑے ہونے) پر قادر ہو لیکن رکوع اور سجود پر قادر نہ ہو تو اس پر قیام لازم نہ ہوگا، بلکہ وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔

[ہدایہ ص ۱۰۹ ج ا کبیری ص ۲۶۶ و کتاب الفقہ ص ۸۰۶ جلد اول]

رکوع و سجود سے معذوری کا حکم

مسئلہ اگر کوئی شخص رکوع کرنے یا سجدہ کرنے سے یا ان میں سے کسی ایک کے ادا کرنے سے معذور ہو تو جس امر سے معذور ہو اس کو اشارہ سے ادا کرے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص کھڑے ہونے اور سجدہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے، صرف رکوع نہیں کرسکتا تو اسے واجب ہے کہ نیت باندھے اور قرات کرنے کے لیے کھڑا ہو اور رکوع کا صرف اشارہ کرے پھر سجدہ کرلے۔

مسئلہ اگر قیام (کھڑا) تو کرسکتا ہو، لیکن رکوع اور سجود سے عاجز ہو تو تکبیر تحریمہ اور قرات کھڑے ہو کر کرے اور رکوع کے لیے کھڑے کھڑے اشارہ کرے پھر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرے۔ [کتاب الفقہ ص ۸۰۵ جلد اول]

مسئلہ ایسا زخمی جس کو سجدہ کرنے سے خون بہہ پڑتا ہے، اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں خون نہیں بہتا، تو اس صورت میں اس کے لیے اچھی شکل یہ ہے کہ بیٹھ کر سر کے اشارہ سے نماز ادا کرے، اس لیے کہ اس صورت میں وضو باقی رہتا ہے صرف سجدہ چھوٹتا ہے اور سجدہ کے بغیر نماز شریعت میں موجود ہے۔ مثلاً سواری پر نماز جب عذر درپیش ہو تو سجدہ ترک کردے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

[درمختار ص ۶۵ جلد ا، کتاب الصلوۃ]

Marfat.com

مسئلہ ایک بیمار جس کے جسم کے نیچے ناپاک کپڑے ہوں اور جب بھی اس کے نیچے کوئی چیز بچھائی جاتی ہے فوراً ناپاک ہو جاتی ہے تو وہ اسی حال میں نماز پڑھے گا، کیونکہ یہ اس کے لیے حکماً پاک قرار دیئے گئے ہیں۔ [درمختار ص ۷۰۹ جلد اول]

جس مریض کو رکعات وغیرہ یاد نہ رہیں؟

مسئلہ اگر بیمار پر اونگھ کی بیماری کی وجہ سے رکعتوں کی تعداد مشتبہ ہو جائے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں یا سجدے مشتبہ ہو جائیں اور یاد نہ رہیں کہ اس نے کتنے سجدے کیے، تو اس صورت میں اس پر نماز کا ادا کرنا لازم نہیں ہے اگر وہ نمازوں کو دوسرے کے سکھانے اور بتانے سے ادا کرے گا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (نماز ہو جائے گی)۔ [درمختار ص ۷۰۴ جلد اول]

آنکھ کے اشارہ سے نماز پڑھنا؟

مسئلہ مجبور آدمی سر کے اشارہ سے بلاشبہ نماز ادا کر سکتا ہے، مگر اپنی آنکھ، اپنے دل اور اپنے ابرو کے اشارہ سے نماز ادا نہیں کر سکتا ہے۔ [درمختار ص ۷۰۴ جلد اول]

مسئلہ جس مریض کو چت لیٹنے کا حکم دے دیا گیا ہو تو ایسا شخص اشارہ سے نماز پڑھے گا اس لیے کہ اعضائے انسانی کی حرمت جان کی حرمت کے برابر ہے یعنی جس طرح جان کا بچانا فرض ہے، اعضاء کا بچانا بھی فرض ہے۔ [درمختار ص ۷۰۸ جلد اول]

مسئلہ اگر کسی کے دونوں ہاتھ کہنی سے اور پاؤں ٹخنے سے کٹے ہوئے ہوں اور اس کے چہرے پر زخم ہو تو ایسا شخص بغیر وضو اور بغیر تیمّم نماز پڑھے گا اور پھر ان نمازوں کو لوٹائے گا بھی نہیں۔

[درمختار ص ۷۰۸ جلد اول]

(اگر ہاتھ کہنی سے کم کٹا ہوا ہو تو کوئی وضو کرانے والا ہو تو دھونا واجب ہے اور اگر موجود نہ ہو تو ضروری نہیں ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

پاگل اور بے ہوش کا حکم

مسئلہ جو شخص پاگل ہو جائے یا اس پر بے ہوشی طاری ہو جائے پورے چوبیس گھنٹے یہ ہی حال رہے تو بے ہوشی کے ختم ہونے کے بعد ان پانچ وقتوں کی قضاء کرے گا اور اگر اس کا جنون اور بے

Marfat.com

ہوشی چھٹی نماز کے وقت بڑھ جائے تو پھر وہ ان نمازوں کی قضاء نہیں کرے گا۔[درمختار ص ۷۰۷ جلد اول وکتاب الفقہ ۔ ۷۸۸ جلد اول]

بھنگ وشراب سے عقل جانے پر نماز کا حکم

مسئلہ نمازی کی عقل اگر بھنگ یا شراب یا کسی اور دوا کے استعمال سے زائل ہوئی ہے تو اس پر بے عقلی کے زمانہ کی نمازوں کی قضاء لازم ہے، اگر چہ عقل کے زائل ہونے کی مدت لمبی ہو، اس لیے کہ یہ عقل کا زائل ہونا خود بندہ کے فعل سے لاحق ہوا ہے جیسے کوئی سورہا ہے تو سونے کے زمانے کی نمازوں کی قضاء لازم ہے، ساقط نہیں ہوتی، اسی طرح خود کچھ کھا کر بے ہوش ہوا ہے تو اس کی وجہ سے بھی نماز ساقط نہیں ہوتی ہے۔[درمختار ۷۰۸ جلد اول]

نماز کی حالت میں پیٹ میں قراقر ہونا؟

مسئلہ بعض دفعہ نماز پڑھتے ہوئے پیٹ میں قراقر ہوکر ایسا شبہ ہوتا ہے کہ شاید ریح نکل گئی ہو، ایسی شک کی حالت میں نماز نہ توڑے، جب تک آواز یا بدبو نہ آجائے نماز سے نہ پھرے۔

[فتاوی محمدیہ میاں صاحبؒ ص ۶۸]

(مقصد یہ کہ شک وشبہ نہ کیا جائے جب تک آواز سن کر یا بدبو سونگھ کر ریح نکلنے کا یقین نہ ہو جائے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

ریاح روک کر نماز پڑھنا

مسئلہ ریاح روک کر نماز ادا کرنے کی صورت میں نماز ہوگئی، البتہ اس میں کراہت ہے (جب کہ) اگر قلب اس کا اس میں زیادہ مشغول ہو تو کراہت تحریمی ہوگی ورنہ تنزیہی۔

[فتاوی دار العلوم ص ۱۲۵ جلد ۴ وردالمختار ص ۶۱۲ جلد اول وفتاوی محمودیہ ص ۲۳۰ جلد ۲]

مسئلہ پیشاب روک کر جماعت میں شرکت کرنے میں نماز مکروہ تحریمی ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ پیشاب و پاخانہ کی ایسی حاجت ہو کہ اس کا دل اس میں مشغول ہو۔

[فتاوی دار العلوم ص ۱۴۶ جلد ۴ وردالمختار ص ۶۰۰ جلد اول]

نماز میں کھجانا؟

مسئلہ نماز میں کھجلاہٹ خارش جتنی مرتبہ بھی ہو کھجانا درست ہے، مفسد نماز نہیں ہے، خارش اگر

کافی مرتبہ ہو تو وہ عمل کثیر کی تعریف سے خارج ہے۔

مسئلہ ناک سے میل (چونہے) نکالنا یہ برا ہے، اگرچہ نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی، مگر یہ مکروہ ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۵ جلد ۴ و فتاویٰ محمودیہ ص ۶۰ ج ۱۳]

صحت کے زمانے کی نماز حالت بیماری میں پڑھنا

مسئلہ مریض اپنی صحت کی حالت میں قضاء شدہ نماز کو اپنے مرض میں جس طرح پڑھنے پر قدرت رکھتا ہوگا اسی طرح ادا کرے گا مثلاً حالت صحت کی نماز قضاء ہوئی تھی اب اگر اس نماز کو بیماری کے زمانے میں بیٹھ کر پڑھے گا تو عذر کی وجہ سے اس کی یہ نماز جائز ہوگی لیکن اگر حالت بیماری کی قضاء شدہ نماز حالت صحت میں بیٹھ کر پڑھے گا تو درست نہیں ہوگی کیونکہ اس وقت اس کو کوئی عذر نہیں ہے۔ [درمختار ص ۴۸۷ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

مریض اور معذور کا قبلہ؟

مسئلہ اس شخص کا قبلہ جو اپنے مرض کی وجہ سے قبلہ رخ ہونے سے مجبور ہو، اور ایسا ہی ہر وہ شخص جس سے نماز کے ارکان ساقط ہو چکے ہوں، ان سب کا قبلہ ان کی قدرت والی جہت ہے یعنی جس طرف وہ رخ کر کے مجبوری میں نماز پڑھ سکتا ہو نماز پڑھے گا۔ نماز جائز ہوگی، ان مجبوروں کے لیے قبلہ رخ ہونا لازم نہیں ہے، اگرچہ بیمار جو خود قبلہ رخ نہیں ہو سکتا لیکن اس کے پاس ایسا آدمی (تیماردار) ہے جو اس کو قبلہ رخ کر سکتا ہے تب بھی قبلہ رخ ہونا (بیمار و مجبور کے لیے) لازم نہیں ہے۔ [درمختار ص ۸۷ جلد اول و عالمگیری ص ۵۶ جلد ۳]

(استقبال قبلہ بھی شرط ہے مگر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ عاجز کے لیے جہت پر قدرت ہو کافی ہے۔)

مسئلہ مریض کے نیچے ناپاک کپڑے ہیں اور یہ صورت ہے کہ جو کپڑا بچھاتے ہیں فوراً ناپاک ہو جاتا ہے تو اسی حالت میں نماز پڑھے، اور اگر دوسرا بستر ناپاک نہیں ہوتا لیکن بستر (کپڑے وغیرہ) بدلنے میں مریض کو تکلیف ہوتی ہے تو بستر نہ بدلیں۔ [فتاویٰ عالمگیری ص ۵۶ جلد ۳]

مسئلہ مریض کا مجبوری کی حالت میں کپڑا پاک نہ ہو سکے اور نہ پاک رہ سکے تو اس کی نماز صحیح ہے (اسی حالت میں) اور اگر کپڑا پاک بدل سکتا تھا اور نہ بدلا تو قضاء لازم ہوگی۔

Marfat.com

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۳۳ جلد۴، ردالمحتار ص ۲۸۱ جلد ۱، باب احکام المعذور]

مسئلہ مریض سردی وغیرہ کی وجہ سے اپنے تمام بدن اور منہ کو چادر وغیرہ میں چھپا کر نماز پڑھے تو نماز اس مریض کی صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۳۳ جلد چہارم، ردالمحتار ص ۲۸۰ جلد اول باب شروط الصلوٰۃ]

بے نمازی کی طرف سے فدیہ دیں تو وہ بری ہوگا یا نہیں؟

مسئلہ بلا وصیت میت کے اور بلا مال چھوڑنے کے ورثاء کے ذمہ کوئی کفارہ (مرنے والے کی طرف سے) واجب نہیں ہے، اگر تبرعاً کفارہ اس کی نمازوں کا ادا کریں تو درست ہے اور بہت اچھا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگذر فرمادے اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اگرچہ یہ یقین نہیں ہے کہ میت بری ہو جائے گی مگر کچھ امید برات کی ہے اور یہ فدیہ کا دینا نماز چھوڑنے پر دلیر نہیں بنا سکتا۔ (مالداروں کو) کیونکہ اول تو تارک نماز کو کیا یقین ہے کہ اس کے ورثاء فدیہ ادا کریں گے یا نہیں، دوسرے بغیر وصیت بغیر مال کے چھوڑے، وارثوں کے تبرع (محض اپنی طرف) سے فدیہ ادا کرنے سے برات یقینی نہیں ہے۔ بہر حال فریضہ کا چھوڑنا معصیت کبیرہ ہے، اس کا سوال ضرور ہوگا، فدیہ ادا نہ کیا، باقی معافی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ﴿وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ [پارہ ۵ سورۃ النساء]

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۵ جلد۴، ردالمحتار ص ۶۸۵ ج ۱ باب قضاء الفوائت]

وصیت کے باوجود فدیہ نہ دیا تو؟

مسئلہ میت کے ورثاء میت کے وصیت کر جانے اور مال کے چھوڑ جانے کے باوجود اگر وصیت کو ثلث مال میں سے پورا نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور میت بھی مواخذہ اخروی سے بری نہ ہوگا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمادیں۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۸ جلد۴، ردالمحتار ص ۶۸۵ جلد اول باب قضاء الفوائت وفتاویٰ محمودیہ ص ۹۸ جلد ۷]

نمازوں کا فدیہ کتنا ہے؟

مسئلہ کفارہ نمازوں کا مرنے کے بعد ورثاء کو دینا چاہیئے۔ زندگی میں کفارہ کا حکم نہیں ہے، اور کفارہ نماز کا پونے دو سیر گندم ہیں (یعنی ایک کلو ۶۳۳ گرام) دن رات میں چھ نمازیں لینی

Marfat.com

چاہئیں یعنی مع وتر کے۔ پس ایک دن کی نمازوں کا کفارہ ۹ کلو ۹۸ ۷ گرام گیہوں ہوئے۔ اختیار ہے کہ خواہ گندم دے یا نقد۔ نقد روپیہ بہتر ہے کہ اس میں سب حوائج پوری ہو سکتی ہیں۔ اور اگر دینی کتب خرید کر دینا چاہیں تو یہ بھی درست ہے لیکن پھر یہ ضروری ہوگا کہ وہ کتابیں (ضرورت مند غریب) طلباء کو تقسیم کر دی جائیں اور ان کی ملک کر دی جائیں۔ مدارس اسلامیہ میں جس طرح کتب وقف رہتی ہیں اس طریقہ سے جائز نہیں ہے۔ اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (مالک بنانا ضروری ہے)۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶۴ جلد ۴، فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰ جلد ۱۳]

مسئلہ اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ و صدقہ فطر کا مصرف ہے اور زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو زیادہ حاجتمند ہیں جیسے مقروض وغیرہ اور اگر مدرسہ میں طلبہ کے واسطے بھیجا جائے تو یہ بھی اچھا مصرف ہے، لیکن فیس منی آرڈر ڈرافٹ وغیرہ اس میں
محسوب (حساب میں شمار) نہ ہوگا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۲۹ جلد ۴]

مریض کا زندگی میں نمازوں کا فدیہ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ شیخ فانی کو (بڑھاپے و زندگی کی آخری اسٹیج پر) روزہ کا فدیہ دینا درست ہے لیکن نماز کا فدیہ (بدلہ) خود اس کو (اپنی زندگی میں) دینا درست نہیں ہے اور نمازیں اس فدیہ سے ساقط (معاف) نہ ہوں گی کیونکہ نماز میں یہ وسعت ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے اور بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھے اور اگر رکوع و سجود کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا تو اشارہ سے پڑھے، البتہ اس کے مرنے کے بعد جو نمازیں اس کے ذمہ رہ جائیں یا روزے رہ جائیں اور وصیت فدیہ دینے کی کرے اور مال بھی چھوڑے تو اس کے وارثوں کے ذمہ فدیہ ادا کرنا ضروری ہے اور حکم اس کا زکوٰۃ کا سا ہے کہ تملیک فقیر (ضرورت مند) اس میں ضروری ہے۔ اگر مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کے لیے دیا جائے تو یہ بھی درست ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ علم دین کے لیے طلبہ کی امداد ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۳۸ جلد ۴، بحوالہ ہدایہ ص ۲۰۴ جلد ۱ کتاب الصوم]

مسئلہ توبہ سے یا حج سے صرف گناہ معاف ہوتے ہیں، فرائض معاف نہیں ہوتے، جیسے اگر کسی نے حج کیا یا توبہ کر لی تو اس کے ذمہ قرض داروں کا قرض ایسا ہی واجب ہے جیسے حج کرنے سے پہلے تھا، اسی طرح حقوق اللہ کا بھی جو قرض ہے (نماز وغیرہ) وہ ادا کرنے سے ہی ادا ہوگا، توبہ،

Marfat.com

سے نمازوں کی تاخیر کی معصیت معاف ہوگی اور فوراً ادا کرنا جو لازم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر پھر قضاء کرنے میں تاخیر کی تو از سرنو گنہگار ہوگا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۷ جلد ۴، شامی ص ۷۶ جلد ۲]

مسئلہ قضاء شدہ نمازوں کا کفارہ ان کا ادا کرنا ہے اور حق تعالیٰ شانہ، سے عجز اور ندامت کے ساتھ توبہ کرنا ہے، صدقہ دینا نہیں ہے۔ ہاں اگر صدقہ دے تو چونکہ صدقہ سے غضب الٰہی دفع ہوتا ہے تو امید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کا جو غصہ سبب ترک نماز کے تھا وہ نہ رہے اور کسی غریب کی حاجت براری سے رحمت الٰہی متوجہ ہو جائے۔ باقی اصل ادا کرنا نماز کا ہے، صدقہ دینے سے نماز (زندگی میں) ساقط نہ ہوگی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۴ ج ۴]

مسئلہ قضاء نماز و روزے صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ قضاء ان کی لازم ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۳ جلد ۴، ردالمحتار ص ۶۸۰ جلد اول]

حیلۂ اسقاط

سوال اسقاط یعنی حیلہ جوئی کو جنازہ کی نماز سے قبل یا بعد اس طرح دیا جاتا ہے کہ گیہوں ایک من نقد کم از کم سوا روپیہ اور قرآن مجید۔ اور غرض حیلہ دینے والوں کی یہ ہے کہ مردہ کی تمام قضاء شدہ نماز روزہ حج وغیرہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ جنازہ کی نماز پڑھانے والے کو دیتے ہیں اور حیلہ لینے والے بیٹھ جاتے ہیں اور ہاتھ میں قرآن شریف لے لیتے ہیں اور ایک بڑی سی دعا بھی پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا۔

جواب حیلہ اسقاط مذکورہ وارثان میت پر واجب نہیں اور ایسی وصیت کو بھی فقہاء نے جائز نہیں رکھا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۰ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۷۹ ج ۱]

متفرق مسائل

جس ملک میں رات مختصر ہو وہاں پر نماز کا حکم

سوال حاصل سوال یہ ہے کہ برطانیہ میں عموماً شمالی حصہ میں اکثر گرمی کے موسم میں عشاء کا وقت گیارہ بج کر تین منٹ پر شروع ہوتا ہے اور صبح صادق ایک بج کر چھیالیس منٹ پر ہو جاتی ہے۔ گویا رات کی مقدار دو گھنٹہ تینتالیس منٹ تک ہو جاتی ہے۔ امسال رمضان المبارک میں ایسا

Marfat.com

ہی ہوگا۔ اب اگر وقت شروع ہوتے ہی اذان دے کر بارہ چودہ منٹ پر بھی نماز شروع کر دی جائے تو فرض وتراویح سے فراغت تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں ہوگی اور اس طرح اب رات کا حصہ کم و بیش صرف ایک گھنٹہ بچے گا، اس مختصر وقت میں سحری کھانا پینا اور دوسری ضروریات پوری کرنا اور مسجد جانا وغیرہ سب کچھ کرنا بہت مشکل ودشوار ہوگا تو عمل کی کیا صورت ہوگی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ عزیمت تو یہی ہے کہ سنت کے مطابق پورے ایک ختم قرآن پاک کے ساتھ پوری تراویح پڑھ کر پورا ماہ مبارک مجاہدہ میں گزار دیں ورنہ اگر معذوری ہو، مثلاً کمزوری ہو یا مریض ہو یا ملازمت کی مجبوری ہو تو ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الفیل] سے بیس رکعات تراویح پوری کرلیں اور اگر اس کی بھی طاقت یا موقع نہ ہو تو فرض اور وتر کے درمیان محض آٹھ رکعت تراویح کی نیت سے پڑھ لیا کریں۔

(ب) اسکاٹ لینڈ یا جہاں بھی ایسا ہو کہ کسی مہینہ میں مثلاً مئی جون اور وسط جولائی تک پوری رات شفق ابیض بعد مغرب قائم رہتی ہے اور صبح صادق ہونے پر بیاض (سفید) پھیلا کر مکمل روشنی مہیا کر دیتی ہے تو ایسے مقام میں عشاء کا وقت اور سحر کے آخری وقت کا تعین کس طرح کیا جائے اور نماز کس طرح اور کس وقت پڑھی جائے؟

تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چہ اکثر فقہائے احناف رحمہم اللہ نے شفق ابیض کے بعد ہی شروع وقت عشاء بیان کیا ہے، لیکن بعض محققین فقہاء شفق احمر کے غروب کے بعد سے ہی وقت عشاء کی ابتداء بیان کرتے ہیں۔

اس لیے مذکورہ حالت میں شفق احمر کے غروب ہوتے ہی عشاء کا وقت تسلیم کر کے نماز عشاء صبح صادق کا بیاض شروع ہونے سے قبل قبل ادا کر لی جائے۔ اور رمضان المبارک میں بھی عشاء کے فرض اور وتر کے درمیان صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہونے سے پہلے تراویح بھی پڑھ لینے کی کوشش کی جائے۔

اگر بیس رکعات کا موقع الم ترکیف پڑھ کر بھی نہ ملے تو آٹھ رکعت ہی پڑھ لیا کریں، ہاں جہاں اس کا بھی موقع نہ ہو تو صرف عشاء کے فرض اور وتر ہی پڑھ لیا کریں، اور ادا کی نیت سے پڑھیں جیسا کہ مقیمین بلغار کے لیے نماز عشاء کی ادائیگی کی بحث میں فقہاء رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر شفق ختم ہونے سے قبل ہی صبح صادق شروع ہو جائے اور عشاء کا وقت نہ ملے جب بھی مغرب کی نماز اور فجر کے درمیان مغرب کے بعد کچھ وقفہ دے کر عشاء کے فرض اور وتر بہ نیت ادا

Marfat.com

پڑھ لینا راجح ہے۔[نظام الفتاوے ص ۴۷ بحوالہ شامی ص ۴۷۵]

جہاں عشاء کا وقت نہ ملے تو نماز عشاء کا حکم

سوال لندن میں بائیس مئی سے اکیس جولائی تک ان دو ماہ کی راتیں صرف ساڑھے چار گھنٹے فی رات کی ہے۔ان ایام میں غروب شفق نہیں ہوتا۔اب اس حال میں نماز عشاء کے متعلق کیا حکم ہے؟ کہ عشاء کا وقت غروب شفق کے بعد ہے؟ لہٰذا مذکورہ ذیل باتوں کی تفصیل فرمائیں۔

1. جہاں وقت عشاء نہ ہو وہاں عشاء فرض ہے؟
2. اگر وہ فرض ہوتی ہے تو کب پڑھی جائے؟
3. کیا طلوع آفتاب کے بعد قضاء کرے، اگر قضاء ہو تو اس کا وقت مقرر کر کے اذان و جماعت کے ساتھ؟

جواب (اس مسئلہ میں کافی تفصیل واختلاف ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ) اگرچہ عشاء کا وقت وہاں نہیں آتا، لیکن عشاء کی نماز وہاں بھی فرض ہے اور دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمان بندوں پر پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے ان کو ہر جگہ اور ہر وقت پڑھنا چاہیے جیسا کہ حدیث دجال میں وارد ہے کہ ایک دن سال بھر کے برابر ہوگا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نمازوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "اس دن میں سال بھر کی نمازیں پانچوں وقت کا اندازہ کر کے پڑھو، یعنی ہر ایک چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں ادا کرو۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۶۱ جلد ۲، در مختار ص ۲۰ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ]

(۲) جب عشاء کا وقت ملتا تھا اور نماز عشاء پڑھی جاتی تھی، مغرب بعد اتنے فاصلہ پر عشاء پڑھی جائے یا گردو نواح میں جہاں عشاء کا وقت ہوتا ہے اور نماز عشاء اس کے وقت پر ادا ہوتی ہے تو اس حساب سے پڑھی جائے۔ایک صورت یہ بھی ہے کہ صبح صادق کے بعد عشاء اور وتر ادا کی جائیں پھر فجر کے وقت میں نماز فجر پڑھی جائے۔(کیونکہ) در مختار میں ہے کہ جس کو عشاء کا وقت نہ ملے وہ بھی عشاء اور وتر کا مکلف ہے یعنی عشاء اور وتر کی ادائیگی اس پر ضروری ہے وہ ان دونوں نمازوں کا اندازہ کر کے پڑھے یعنی جس موسم میں عشاء کا وقت ہوتا تھا اس وقت مغرب کے بعد جتنے فاصلہ سے عشاء کی نماز پڑھی جاتی تھی اتنے فاصلہ پر عشاء کی نماز ادا کی جائے یا اطراف کے شہروں اور ممالک میں جس وقت عشاء پڑھی جاتی ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے اور عشاء اور وتر میں قضاء کی نیت نہ کی جائے۔(کیونکہ) قضاء وہ ہے جس کا وقت ملے اور فوت ہو

Marfat.com

جائے، یہاں تو عشاء کا وقت ہی نہیں تو پھر قضاء کا مسئلہ کہاں رہا۔ [درمختار مع شامی ص ۳۳۵، جلد اول]

(۳) طلوع آفتاب کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں مگر نماز فجر اور عشاء میں ترتیب مشکل ہے۔ لہٰذا صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے عشاء کے فرض اذان، تکبیر اور جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ لیکن وتر باجماعت صرف رمضان المبارک میں ہی ادا کیے جاتے ہیں۔ [جوہرہ نیرہ ص ۴۴ جلد اول] [تفصیل دیکھئے فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۹۴ جلد ۲ و فتاویٰ محمودیہ ص ۹۳ جلد ۷ و نظام الفتاویٰ ص ۵۹ جلد اول فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۴ جلد ۲]

جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہو تو نماز کیسے پڑھیں؟

مسئلہ جس مقام پر سورج چھ مہینے مسلسل غروب رہتا ہے اور چھ مہینے مسلسل طلوع رہتا ہے اس مقام پر انسانی آبادی مشکل ہے۔ بہر حال وہاں جو لوگ آباد ہیں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ جس وقت آفتاب غروب ہو، اس وقت سے ہر چوبیس گھنٹہ کو گھڑی دیکھ کر ان کو دن اور رات کا مجموعہ قرار دے کر پانچوں نمازیں جس فصل و انداز سے پڑھتے ہیں پڑھتے رہیں۔ حدیث دجال سے بھی اس طرف روشنی ملتی ہے۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

پھر اس طرح جب چھ ماہ مسلسل طلوع رہے، اس وقت بھی وہی سابقہ حساب کے اعتبار سے ہر چوبیس گھنٹہ میں شب و روز کی نمازیں اندازہ کے لحاظ سے پڑھتے رہیں اور اس طرح حساب سے جب رمضان المبارک کا مہینہ آئے تو اس میں روزہ بھی رکھیں، (اسی اعتبار سے) اور جس طرح دنیا کا اپنا ہر کام (سونا، جاگنا، کام کرنا، ڈیوٹی دینا وغیرہ) وقت کے حساب سے کریں گے۔ اسی طرح نماز روزہ بھی حساب کر کے ادا کریں گے۔

جب ایک مرتبہ کوئی نماز پڑھ لی گئی تو پھر اگر اسی نماز کا دوبارہ وقت آئے گا تو دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی، وہ ہی ایک بار کی ایک دن میں پڑھی ہوئی کافی ہوگی۔ یعنی کوئی شخص برق رفتار جہاز سے ظہر کی نماز پڑھ کر مشرق سے مغرب کی طرف سفر کرتا ہے اور منزل پر پہنچنے کے بعد یہاں ظہر کا وقت ہوتا ہے تو اب اس کو نماز ظہر نہیں پڑھنی چاہیے، کیونکہ جو پڑھ کر آیا تھا وہ کافی ہے۔ [نظام الفتاویٰ ص ۷۴ جلد اول بحوالہ مسلم شریف ص ۴۰۱ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۰ جلد ۲]

Marfat.com

نمازوں میں فصل کرنے کا طریقہ

مسئلہ جہاں مسلسل کئی دن یا کئی ہفتہ یا کئی ماہ آفتاب غروب نہیں ہوتا یا طلوع نہیں ہوتا تو وہاں بھی چوبیس گھنٹہ کا ایک دورہ یومی ولیلیٰ (دن ورات کا ایک چکر) متعین کر کے اس کے اجزاء میں پانچوں نمازیں ادا کریں گے اور نمازوں کے درمیان فصل و فاصلہ کا وہی تناسب رکھیں گے جو یہاں معتدل دن کے ملکوں میں ہوتا ہے۔ اور چوبیس گھنٹہ کا ایک دورہ یومی ولیلیٰ معلوم کرنے کے لیے کہ اس کی ابتداء کب سے اور کس طرح کریں تو اس کا آسان اور سہل طریقہ یہی ہے جس دن آفتاب غروب ہو کر طلوع نہ ہونا شروع ہو جائے بلکہ مسلسل غروب ہی رہے، اس دن کے غروب سے چوبیس گھنٹہ کی مقدار کو پورے ایک دن ایک رات کی مقدار شمار کر کے اس میں حسب تصریح بالا پانچوں نمازیں ادا کریں اور پھر چوبیس گھنٹہ کے نصف اول کو رات قرار دے کر اس میں رات کی نماز اور نصف ثانی کو دن قرار دے کر دن کی نمازیں پڑھتے چلے جائیں اور دن بڑا ہوتے ہی جس دن آفتاب طلوع ہو کر مسلسل طلوع رہے غروب نہ ہو تو اس میں پہلا دورہ مکمل کرنے کے لیے صرف بارہ گھنٹہ کی مقدار پر ایک دورہ یومی ولیلیٰ (دن ورات) مکمل قرار دیں اور اس بارہ گھنٹہ میں دن کی نمازیں ادا کریں۔ اس بارہ گھنٹہ کا دورہ ختم ہونے کے بعد پھر چوبیس چوبیس گھنٹہ کی مقدار کا دورہ لیلیٰ و یومی (رات ودن کا مجموعہ مقرر کرتے جائیں اور اس کے نصف اول میں رات کی نمازیں (مغرب وعشاء وفجر) پڑھتے جائیں اور نصف ثانی میں دن کی نمازیں (ظہر وعصر) پڑھتے جائیں۔ [نظام الفتاویٰ ص ۵۹ جلد اول وامداد الاحکام ص ۴۰۴ جلد اول]

چاند و مریخ پر نماز کا حکم اور طریقہ

سوال حالات حاضرہ کو دیکھتے ہوئے بعض حضرات سوال کرتے ہیں کہ آج کل لوگ چاند پر اترنے کی باتیں کرتے ہیں، تو کیا یہ ممکن ہے؟

اگر چاند پر سکونت اختیار کر لیں تو کیا وہاں پر نماز پڑھنا صحیح ہوگا اور کس طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے؟

جواب اگر جگہ مل جائے تو جماعت بھی کر سکتے ہیں ورنہ تنہا پڑھ لیں قضاء نہ کریں۔ قبلہ نما رکھ کر قبلہ معلوم کر سکتے ہیں، ورنہ تحری (اندازہ اور غور فکر) کر کے سمت قبلہ متعین کر لیں، اگر تحری میں

Marfat.com

غلطی بھی واقع ہوجائے اور تحری کر کے سمت قبلہ متعین کرلیں تو نماز (پھر بھی) ادا ہوجائے گی۔

نماز اگر (جہاز کی) سیٹ سے علیٰحدہ ہوکر کسی خالی جگہ قیام ورکوع سجدہ کے ساتھ نہ پڑھی جائے تو سیٹ ہی پر بیٹھے بیٹھے اشارہ سے رکوع وسجدہ کر کے پڑھ لیں، پھر (چاند و مریخ یا دنیا کی (زمین پر اتر کر فرض کا اعادہ کرلیں، چاند کیا بلکہ زہرہ و مریخ وغیرہ پر بھی جانا اور رہنا ممکن ہے اس میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے اور وہاں نماز پڑھنا بھی صحیح ہوگا، بلکہ وہاں بھی نماز پڑھنے کا حکم اور وجوب اسی طرح باقی رہے گا اور نماز قبلہ رخ ہی پڑھنی ہوگی، قبلہ نما رکھ کر یا کسی اور ذریعہ سے، ورنہ تحری کر کے قبلہ متعین کریں گے اور جس طرح یہاں (روئے زمین پر) نماز فرض ہے اسی طرح وہاں بھی فرض رہے گی۔ [نظام الفتاویٰ ص ۶۷ ج ۱]

اولاد کو نماز پڑھنے کے لیے مجبور کرنا

مسئلہ بچے جب سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو والدین کو چاہیئے کہ ان بچوں کو نماز پڑھنے کی تاکید شروع کردیں تاکہ انہیں نماز کی عادت پڑ جائے اور جب وہ بالغ ہونے کے قریب ہوں یعنی دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو اس وقت نماز پڑھنے پر مجبور کرنے کے لیے تاکیداً ان کی پٹائی بھی کریں، پس بچوں کو شروع ہی سے نہ صرف یہ کہ تاکید کرنی چاہیئے، بلکہ نماز کے ارکان وشرائط اور نماز سے متعلق ضروری احکام ومسائل بھی ان کو بتلاتے اور سکھلاتے رہنا چاہیئے۔

[مظاہر حق ص ۵۰۷ جلد اول، درمختار ص ۸ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچوں کی نماز کی نگرانی کیا کرو اور اچھی باتوں کی ان کو عادت ڈالو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو تنبیہ کرے، یہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشاد مبارک ہے کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم دے۔ [فضائل نماز از شیخ زکریا رحمہ اللہ ص ۳۵]

نماز کے لیے جگانا کیسا ہے؟

مسئلہ بلاشبہ صبح کا وقت غفلت کا وقت ہے، غافلوں کو بیدار کرنے اور نماز باجماعت کا عادی بنانے کے لیے باہمت لوگ نکلتے ہوں تو ان کو روکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب تک ضرورت ہو یہ جگانے کا عمل جاری رکھا جاسکتا ہے، مگر کام سلیقہ سے ہونا چاہیئے تماشہ نہ بنالیا جائے اور باعث

Marfat.com

ایذائے مسلمین نہ ہو۔ مستورات اور معذورین مکانوں میں نماز اور ذکر اللہ میں مشغول ہوں تو ان کا لحاظ رکھا جائے۔ اور لوگوں کو چاہیئے کہ غافلین میں اپنا شمار نہ کرائیں (خود ہی نماز کے لیے اٹھ جائیں اور لوگوں کو جگانے کی زحمت سے بچائیں۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹۱ جلد ۴ بحوالہ کبیری ص ۳۶۱، شامی ص ۶۱ ۳ جلد اول]

مسئلہ سوئے ہوئے آدمی کو مستحب یہ ہے کہ جماعت سے پہلے بیدار کر دیا جائے تاکہ جماعت سے محروم نہ رہے۔ [درمختار ص ۱۴ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

مسئلہ اگر کسی کو نماز کے لیے اٹھانے میں ناگواری ہو اور اس نے نیند کی حالت میں کہہ دیا کہ میں نہیں جاؤں گا تو اس صورت میں تجدید ایمان وتجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ توبہ واستغفار کرتا رہے، کیونکہ اس کا مقصد نماز کی فرضیت سے انکار نہیں، بلکہ اٹھنے سے انکار ہے۔ یعنی کچھ دیر میں نیند پوری ہونے پر پڑھوں گا۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۵۹ ج ۱۳]

ایک سانس میں سورۂ فاتحہ پڑھنا؟

مسئلہ فرض نمازوں میں امام کا ایک سانس میں الحمد شریف پڑھنا کوئی کمال اور خوبی کی بات نہیں ہے، اور اس کی عادت کر لینا ناپسندیدہ ہے اور کراہت تنزیہی سے خالی نہیں۔ ترتیلاً اور معانی میں تدبر کرتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیئے، اس کی تائید حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے۔

الحاصل نماز میں ایک سانس میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی عادت قابل ترک ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۵ جلد ۷ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۷۸ جلد اول]

فرض نماز میں بتدریج پورا قرآن پڑھنا؟

مسئلہ کسی نے فرض نماز میں امام ہو کر تمام قرآن کریم تین چار ماہ میں پڑھا۔ آخر پارہ ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورت اور آخر رکعت میں کسی قدر الٓمّٓ سے مفلحون تک پڑھا تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ اگر پہلی رکعت میں قرآن شریف ختم کرے مثلاً ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الناس] پڑھی تو دوسری رکعت میں سورۂ بقرہ میں سے کچھ آیتیں پڑھیں۔ لیکن فرائض کی ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھنا تو اچھا نہیں یعنی خلاف اولیٰ ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۰ جلد ۲]

Marfat.com

نماز کی حالت میں لکھی ہوئی چیز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ قصداً وارادۂ دل سے پڑھنا اور سمجھنا مکروہ ہے البتہ نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر پڑھنے میں زبان کو حرکت ہوئی تو یہ تلفظ ہوا، اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور بلا قصد وارادہ اتفاقاً نظر پڑ جائے تو معاف ہے مکروہ نہیں ہے مگر نظر جمائے نہ رکھے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۸۹، جلد ۷، شامی ص ۵۹۳ جلد ۱، مراقی الفلاح ص ۱۸۷، آپ کے مسائل ص ۳۱۴ جلد ۳

وقت کی تنگی کے وقت تیمّم سے نماز پڑھنا؟

مسئلہ کوئی صحت مند ہے مگر وقت نماز کا تنگ ہے، غسل کے بعد نماز کا وقت نہیں رہتا تو تنگی وقت کی وجہ سے غسل کی جگہ تیمم کرنا جائز نہیں ہے، اگر پڑھ لی تو وہ نماز صحیح نہیں ہوئی، اس کا دوبارہ پڑھنا فرض ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۴ جلد ۱۰]

نماز فجر کے بعد کتاب سنانا کیسا ہے؟

سوال صبح کی نماز کے بعد دعا سے قبل یا بعد مصلے پر بیٹھ کر روزانہ کوئی دینی کتاب نمازیوں کو سنانا جب کہ تلاوت قرآن اور وظیفہ پڑھنے والوں اور مسبوق ولاحق کو پریشانی ہو، شرعاً کیسا ہے؟

جواب حامداً و مصلیاً۔ مسلمانوں میں عامۃً دین سے بے رغبتی اور بے عملی ہے اس کے دور کرنے کے لیے دینی معتبر کتاب کا سنانا بہت مفید ہے، اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ سب لوگ جماعت سے نماز پڑھیں، اگر کسی کی رکعت رہ جائے تو وہ اپنی نماز پوری کرے۔ اس کے بعد کتاب سنائی جائے، جن کو قرآن پاک کی تلاوت کرنا ہو وہ دوسرے وقت بھی کر سکتے ہیں، لیکن نمازیوں کا مجمع پھر بغیر نماز کے جمع نہیں ہوگا، اور اگر دوسرے وقت تلاوت نہ کر سکتا ہو تو دوسری جگہ یا ایک طرف کو آہستہ بھی تلاوت کر سکتے ہیں۔ اس طرح سب کے اتفاق کے ساتھ مشورہ سے کام ہو جائے گا اور انشاءاللہ خیر وبرکت بھی ہوگی۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۷ ص ۲۶۷ ج ۱۰]

نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا؟

مسئلہ نصف شب کے بعد عشاء کی نماز درست تو ہے اور وہ ادا صحیح ہو جاتی ہے مگر بلا عذر اتنی تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ [امداد الاحکام ص ۴۰۷ جلد اول]

Marfat.com

نماز میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم

مسئلہ امام اور منفرد (تنہا پڑھنے والا) ہر رکعت کے آغاز میں یعنی ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ)) کے بعد ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہے، خواہ نماز سری ہو یا جہری (ہلکی آواز والی ہو یا بلند آواز والی نماز ہو) مقتدی تو قدرتی طور پر بسم اللہ الخ نہ کہے گا، کیونکہ حالت اقتداء میں (امام کے پیچھے) اسے قرآن کریم پڑھنا جائز ہی نہیں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اور اَعُوْذُ بِاللّٰه، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ کے بعد پڑھنی چاہیے، اگر اعوذ باللہ یاد نہیں رہی اور بسم اللہ الخ پڑھ لی تو لازم ہے کہ تعوذ کے بعد پھر پڑھے، لیکن اگر بسم اللہ پڑھنا یاد نہیں رہا اور سورۃ فاتحہ شروع کر دی تو اس کو جاری رکھے پھر سے بسم اللہ نہ کہے اور سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھنے کے وقت (نماز میں) بسم اللہ الخ پڑھنا مکروہ تو نہیں ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ نہ کہی جائے (نہ پڑھی جائے) نماز خواہ سری ہو یا جہری سب کا یہی حکم ہے۔

یاد رہے کہ بسم اللہ الخ نہ سورۃ فاتحہ کا جز ہے اور نہ کسی بھی سورت کا جز ہے، البتہ یہ قرآن کریم کا جز ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۰۷ جلد اول]

نماز میں قرأت کتنی اور کیسے؟

مسئلہ نماز میں لمبی قراءت جب ہی مسنون ہے کہ امام جانتا ہو کہ مقتدیوں کو گرانی نہ ہوگی، لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ ان کو گرانی ہوگی تو لمبی قراءت مکروہ ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار فجر کی نماز میں معوذتین ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الفلق] اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الناس] کی سورتوں سے نماز ادا فرمائی۔ بعد میں لوگوں نے تعجب سے سوال کیا کہ آپ نے نماز بہت مختصر کر دی آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ایک بچہ کے رونے کی آواز سنی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا اس کی ماں آزمائش میں پڑ جائے''۔

اس حدیث کے مفہوم میں کمزور، مریض اور اہل حاجت سب شامل ہیں۔

[کتاب الفقہ ص ۴۱۰ جلد اول]

مسئلہ امام کا تکبیروں میں اتنا ہی آواز بلند کرنا جتنا ضروری ہو، سنت ہے ضرورت سے بہت زیادہ اونچی آواز نکالنا مکروہ ہے، اس میں تکبیر تحریمہ اور دوسری تکبیروں کے درمیان کوئی فرق نہیں

ہے۔[کتاب الفقہ ص ۴۰۲ جلد ۱]

مسئلہ نماز میں طوال مفصل (یعنی لمبی سورتیں) سورۃ حجرات سے سورۃ البروج تک ہیں۔اور درمیانی درجہ کی سورتیں سورہ بروج سے لم یکن تک ہیں اور چھوٹی لم یکن سے سورۃ الناس تک، لمبی سورتیں فجر اور ظہر میں پڑھی جائیں (جب کہ مقتدیوں کو گرانی نہ ہو) لیکن ظہر کی سورتیں فجر کی سورتوں سے چھوٹی ہوں، اور درمیانی درجہ کی سورتیں عصر اور عشاء میں اور چھوٹی سورتیں مغرب میں پڑھی جائیں۔[کتاب الفقہ ص ۴۰۸ جلد اول]

امام کے لیے بلند آواز کا درجہ کیا ہے؟

سوال ہمارے امام صاحب بہت پست آواز سے قراءت کرتے ہیں کہ پہلی صف والے بھی بہت غور سے سنیں تب بھی ان کو سنائی نہیں دیتا؟

جواب امام بلند آواز، خوش الحان، تجوید کے مطابق صحیح صحیح قراءت کرنے والا ہونا چاہیئے، جو اس قدر بلند آواز سے پڑھے کہ تمام مصلی یا جماعت کا اکثر حصہ اس کی آواز سن سکیں اور اگر امام صاحب کی آواز اتنی پست ہو کہ تمام یا اکثر مصلی ان کی آوز نہ سن سکیں تو کم از کم اگر پہلی صف کے آس پاس کے مصلی ان کی آواز سن سکتے ہوں تو نماز ہو جائے گی مگر ایسے پست آواز والے کو امام بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۶ جلد ۷، درمختار ص ۴۹۸ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۷۹ جلد ۲]

تنہا نماز پڑھنے والا کتنی آواز سے قرأت کرے؟

سوال سری نماز میں قراءت کس طرح پڑھنی چاہیے۔تصحیح حروف کافی ہے یا کسی قدر آواز ہونا ضروری ہے؟۔

مسئلہ احوط قول یہ ہے کہ اس طرح پڑھے کہ اپنی آواز خود سن سکے۔[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۷ جلد ۷]

جہر وسر کی تشریح

سوال اگر نماز میں قراءت اتنی آواز سے ہو کہ قریبی شخص کو آواز بھن بھن کی سنائی دے تو اس سے نماز میں کوئی حرج تو نہیں اور کس قدر آواز سے جہر قرار پائے گا؟

جواب حامداً ومصلیاً۔اگر ایک دو آدمی کو اس طرح سنائی دے تو نماز میں کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ

Marfat.com

رہی ہے۔ امام کی آواز کو پہلی صف عموماً سن لے تو یہ جہر ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۲ جلد۲]

ضَآلِّیْن کو دوالّین پڑھنا؟

سوال ضالین کو دوالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب عرب کے قراء وعلماء بھی ضالین کو ایسی صورت میں ادا کرتے ہیں کہ دال مضخم کی آواز نکلتی ہے، اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان سب کی نماز نہیں ہوتی حالانکہ وہ جاننے والے اصوات (آواز) ومخارج حروف کے ہیں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۷ جلد چہارم]

مسئلہ جو شخص ضاد کو صحیح ادا کرنے پر قادر ہو کر اس جگہ دال پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔

[فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۶ جلد۲]

مسئلہ نماز میں ض کو ظ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟ تو اس مسئلہ کے متعلق یہ ضروری ہے کہ قصداً ظاء پڑھنے سے احتراز کیا جائے کیونکہ اس میں نماز کے فاسد ہونے کی روایت موجود ہے بلکہ شرح فقہ اکبر میں محیط سے نقل کیا ہے کہ تعمد (ہمیشہ عمل، پڑھنا جان بوجھ کر) کفر ہے۔ باوجود ارادہ ادائے ضاد از مخرج اگر مشابہت ظاء یا دال کے ساتھ ہو جائے تو نماز صحیح ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۷ جلد۴ بحوالہ شرح فقہ اکبر ص ۲۰۵، رد المحتار ص ۵۹۲ جلد۱، زلۃ القاری]

مسئلہ ضاد کو اس کے مخرج سے پڑھنا چاہیئے، نہ نکل سکے تو جیسے ادا ہو جائے نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۹۱ جلد۴ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۵ ج ۲ رد المحتار ص ۵۹۱ ج۱]

ہونٹ بند کر کے قراءت کرنا؟

مسئلہ بعض لوگ نماز میں اس طرح قراءت کرتے ہیں کہ چپ چاپ اپنے ہونٹ بند کیے رہتے ہیں اور دل میں سوچتے اور تصور کرتے ہیں، اس طرح پڑھنے سے (دل دل میں) قراءت کا رکن ادا نہیں ہوتا ہے۔ قراءت کا رکن ادا ہونے کے لیے کم سے کم درجہ یہ ہے کہ حروف صحیح طور پر نکلیں اور اس کے پاس والا یا خود اپنی قراءت کی آواز سن سکے۔ [صغیری ص ۱۵۰]

مسئلہ قراءت بغیر حرکت لب (ہونٹ) معتبر نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۰ جلد۲ بحوالہ رد المحتار ص ۴۹۸ جلد اول]

مسئلہ زیادہ معتبر اور صحیح یہ ہے کہ نماز میں الحمد شریف اور سورت اس طرح پڑھے کہ اگر کوئی مانع

Marfat.com

نہ ہو تو اپنے کان میں آواز آجائے، اگر نہ آئے تب بھی نماز صحیح ہوجاتی ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۲ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۹۸ جلد اول باب فی القراءت و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۷ جلد ۲]

(لیکن ہونٹ بند کر کے دل ہی دل میں نہ پڑھے، اور نہ ہی اتنی آواز سے پڑھے کہ قریب میں نماز پڑھنے والے کو خلل ہو۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ نماز میں قراءت اس طرح کرنا چاہیئے کہ زبان سے صحیح صحیح حروف ادا ہوں اور آواز دوسروں کو نہ سنائی دے (تاکہ خلل نہ ہو) دن کی نمازوں میں (بلند آواز سے) اس طرح قراءت کرنا کہ دوسروں کو سنائی دے مکروہ ہے اور اگر اس طرح دل ہی دل میں پڑھے کہ زبان کو حرکت نہ ہو اور حروف بھی ادا نہ ہوں تو نماز ہی نہیں ہوگی! (کیونکہ) دل ہی دل میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی، زبان سے الفاظ کا ادا کرنا ضروری ہے، اپنے آپ کو سنائی دینا شرط نہیں ہے، بلکہ زبان سے صحیح الفاظ کا ادا ہونا شرط ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۰۶ جلد ۳]

مسئلہ نماز میں قراءت الفاظ میں پڑھنا ضروری ہے، محض خیال سے قراءت کرنے سے نماز نہ ہوگی، جب تک زبان کو حرکت نہ دی جائے۔ نیز اس طرح نماز میں قرآن کریم کے بجائے کسی آیت کا ترجمہ پڑھنا روا نہیں ہے۔ [ہدایہ ص ۴۷ جلد اول، شرح نقایہ ص ۸۲ جلد اول، شرح وقایہ ص ۱۴۹ جلد اول]

خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

جیسا کہ کعبہ شریف کے باہر اس کی محاذات پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ استقبال قبلہ ہوجائے گا خواہ جس طرح پڑھے اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے۔ جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے۔ مگر ہاں جب ایک طرف منہ کر کے نماز شروع کی جائے تو پھر حالت نماز میں دوسری طرف پھر جانا جائز نہیں اور جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔ [ردالمحتار]

مسئلہ کعبہ شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے اس لیے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اس کی محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے۔ سب قبلہ ہے۔ قبلہ کچھ کعبہ کی دیواروں پر منحصر نہیں، اس لیے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑی پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو اس کی نماز بالاتفاق درست ہے لیکن چونکہ اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے اور اس سے نبی ﷺ نے منع بھی فرمایا ہے، اس لیے مکروہ تحریمی ہوگی۔

مسئلہ کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی، اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو، اس لیے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے نہ بڑھ کر کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے۔ اس لیے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ کہا جائے گا۔ آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہوتا مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی، اس لیے کہ کسی آدمی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کر لی جائے تو یہ کراہت نہ ہوگی۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے ہوں تب بھی نماز ہو جائے گی۔ لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہو گی اس لیے کہ اس صورت میں امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا۔

[ردالمحتار ص ۱۵۸ و ص ۱۵۹ جلد دوم ص ۲]

کیا صرف فرض نماز پڑھ لینا کافی ہے؟

سوال کیا نمازوں میں صرف فرض ادا کرنے سے نماز ہو جاتی ہے؟ جب کہ سنت، نفل، وتر واجب نہ پڑھے جائیں؟ کیونکہ ہمارے ایک عزیز کا کہنا ہے کہ آج کے مشینی دور میں کسی کو اتنی فرصت نہیں کہ سنت و نفل پڑھے۔ بعض حضرات غیر ممالک میں صرف فرض پڑھ کر نماز ختم کرتے ہیں۔ اگر ان کو منع کیا جائے تو کہتے ہیں کہ انسان کی نیت درست ہونی چاہیے اور بالکل ہی نماز چھوڑ دینے سے تو بہتر ہے کہ صرف فرض پڑھ لیے جائیں۔ کیا نماز پڑھنے کا یہ طریقہ درست ہے؟

جواب فرض تو فرض ہے اور وتر کی نماز واجب ہے۔ گویا عملاً وہ بھی فرض ہے۔ اس کا چھوڑنا گناہ ہے۔

اگر وقت پر نہ پڑھ سکے تو قضاء لازم ہے سنت موکدہ کا چھوڑنا برا ہے۔ اور اس کے چھوڑنے کی عادت بنا لینا بھی گناہ ہے۔ سنت غیر موکدہ اور نوافل میں اختیار ہے خواہ پڑھے یا چھوڑ دے۔

آج کے مشینی دور کی مصروفیات کے باوجود خرافات کے لیے "گپ شپ" کے لیے اور تفریح کے لیے اور نہ معلوم کن کن چیزوں کے لیے وقت نکالا جاتا ہے، تو مشینی دور کی عدیم الفرصتی

Marfat.com

کا نزلہ نماز پر ہی کیوں گرایا جائے۔

رہا یہ کہ "آدمی کی نیت درست ہونی چاہیئے؟" بالکل بجا ہے، لیکن اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آدمی کا عمل خراب ہونا چاہیئے؟ نیت کے ساتھ عمل کا درست ہونا بھی تو ضروری ہے۔ ورنہ نری نیت سے کیا ہوگا۔ [آپ کے مسائل ص ۳۲۸ جلد ۲]

زیر ناف کے بال نہ مونڈنے والے کی نماز کا حکم؟

مسئلہ جو شخص زیر ناف کے بال نہ مونڈے اس کی نماز صحیح ہے، لیکن یہ فعل برا ہے اور چالیس دن سے زیادہ موئے زیر ناف کو باقی رکھنا مکروہ ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۰ ج ۴ عالمگیری مصری ص ۳۶۸ ج ۵]

کیا سنکھ بجنے سے نماز میں خرابی آتی ہے؟

مسئلہ نماز کے وقت ضد میں سنکھ بجایا جائے اور شور وغل کیا جائے، اگر بذریعہ حکام اس کا انسداد ہو سکے تو انسداد ضروری ہے، کیونکہ اگرچہ نماز میں کسی کے شور وغل اور سنکھ بجانے سے فساد نہیں ہوتا، لیکن نمازیوں کو تشویش و پراگندگی کی خاطر اور عدم خشوع وخضوع اس کی وجہ سے ضرور ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حکام کے ذریعہ سے ان کو نماز کے وقت بجانے سے روکا جائے کیونکہ فقہاء نے نماز کے وقت زور سے ذکر کو منع کیا ہے کہ اس سے نماز میں پراگندگی خاطر ہوگی اور ممکن ہے کہ نماز، قرات وغیرہ بھول جائے۔ پس جب کہ ذکر جہر کو بوقت نماز منع کیا جاتا ہے تو باجہ اور سنکھ بجانا نماز کے وقت ظاہر ہے کہ نہایت برا ہے، لیکن چونکہ مسلمانوں کو قدرت نہیں ہے کہ از خود اس کو روکیں، لہٰذا حکام کے ذریعہ اگر انسداد ہو سکے تو کرایا جائے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۴ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۶۱۸ جلد ۱]

نماز کی حالت میں نابینا کا رخ صحیح کرنا؟

مسئلہ نابینا اگر بے رخ نماز پڑھ رہا ہو اس کو ہاتھ سے بھی سیدھا کرنا درست ہے اور زبان سے بھی، اس سے نماز میں کچھ خلل نہ آئے گا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۳ جلد ۴]

(یعنی غلط رخ پڑھنے والے کی نماز میں کوئی خلل نہ ہوگا اور سیدھا کرنے والا فرد نماز میں ہے تو اس کو ایک ہاتھ کے اشارہ سے (عمل قلیل سے) صحیح رخ کر دینا چاہیئے اور اگر نماز پڑھنے والا زبان

Marfat.com

سے بولے گا تو بولنے والے کی نماز نہ ہوگی۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ اگر ایک ہاتھ کے اشارہ اور حرکت سے نماز کے اندر قریب میں کھڑے ہوئے نابینا کے رخ کو ٹھیک کر دے تو اس قدر فعل قلیل ہے اور فعل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر ضرورت دونوں ہاتھوں سے ٹھیک کرنے کی ہو تو یہ فعل کثیر (زیادہ کام) ہے اگر ایسا کرے گا تو ٹھیک کرنے والے کی نماز نہ ہوگی۔ اور بہتر یہی ہے کہ اگر قریب میں کھڑے ہوئے نابینا کے رخ کو یہ نمازی ٹھیک کر لے، تو پھر از سر نو نیت باندھے، اور اگر اس نے ٹھیک نہ کیا تو نابینا کی نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۹۸ جلد۴، رد المحتار ص ۵۸۳ جلد اول]

مسئلہ نماز کی حالت میں انسان یا حیوان حملہ آور ہو تو نماز توڑ دے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۹۹ جلد۴ ورد المحتار ص ۵۷۸ جلد اول]

نمازی کو پنکھا کرنا؟

مسئلہ نمازی کو اگر کوئی شخص لوجہ اللہ پنکھا کرے اور نمازی کو اس سے راحت ہو اور وہ باطمینان نماز پوری کرے تو اس سے نماز میں کچھ فساد اور خلل اور کراہت نہ ہوگی۔ نماز پڑھنے والا اگر اس سے خوش ہو، تب بھی اس کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہ آئے گی اور مساجد میں جو پنکھے لگے ہوئے ہیں ان سے کسی کی نماز میں کچھ کراہت نہ ہوگی۔ البتہ نماز پڑھنے والے کو خود یہ حکم کسی کو نہ کرنا چاہیئے کہ وہ اس کو پنکھا کرے، نماز پڑھتے ہوئے کہ یہ امر خلاف ادب کے ہے، اگرچہ نماز میں اس سے بھی کچھ کراہت نہ آئے گی۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۱ جلد۴]

مسئلہ نماز پڑھنے میں اگر پیشانی پر مٹی لگ جائے تو نماز میں نہ پونچھے، اگر نماز کے بعد صاف کرے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن اچھا یہ ہے کہ نہ پونچھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۲ جلد۴ غنیۃ المستملی ص ۳۴۵]

نماز میں وسوسوں کا آنا اور اس کا علاج

مسئلہ نماز میں دنیوی خیالات اور وساوس کے پیدا ہونے سے نماز میں فساد نہیں ہوتا، حتیٰ الوسع وسوسوں اور خیالات کو دفع کریں۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۶ جلد۴ بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۱۸ جلد اول]

مسئلہ نماز میں وساوس وشکوک واوہام کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ اس کو وسوسہ شیطانی سمجھ کر

اس کی طرف التفات نہ کریں اور اس پر عمل نہ کریں اور نماز پوری کرے۔ احادیث میں اس کا یہی علاج وارد ہوا ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۱۷ جلد۴، مشکوۃ شریف ص ۱۹ جلد اول]

مسئلہ محض خیالات آنے یا دل سے دعا نکلنے سے نماز میں خلل نہیں آتا۔ خداوند تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا تصور کر کے نماز پڑھے کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور ہر رکن کے آداب کی رعایت رکھی جائے تو انشاء اللہ نماز کا حظ حاصل ہوگا اور خیالات بھی پریشان نہیں کریں گے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۹ ج ۲]

احادیث سے ثابت شدہ کلمات آخر سورت میں جماعت کی نماز میں نہ کہے جائیں!

مسئلہ علاوہ آخر سورۃ فاتحہ میں آمین ہلکی آواز سے کہنے کے، سورہ بقرہ کے ختم پر آمین۔ بنی اسرائیل کے آخر میں تکبیر، سورہ ملک کے آخر میں ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ الْعَالَمِيْنَ)) سورہ القیٰمۃ و مرسلات و والتین کے آخر میں کلمات مشہورہ و مسنونہ۔ سورۂ والضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورت کے آخر میں تکبیر۔ بعض آیات کے آخر میں کچھ الفاظ بطریق مسنون اثنائے تلاوت (دیکھ کر پڑھنے میں) کہے جائیں جیسے سورہ طٰہٰ میں ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ((اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَّ اِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا)) فرمایا کرتے تھے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ اذکار حنفیہؒ کے نزدیک نوافل (بغیر جماعت) یا منفرداً خارج عن الصلوۃ (تنہا دیکھ کر تلاوت کرنے والے) پر محمول ہیں، فرائض اور نوافل کی جماعت (تراویح وغیرہ میں درست نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۵ ج ۲]

(یعنی سورۂ فاتحہ کے ختم پر ہلکی آواز سے آمین کہنے کے علاوہ جماعت کی نماز میں الفاظ مسنونہ نہ کہے جائیں۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ آیات کا جواب نماز کی جماعت میں دینا جائز نہیں ہے، جواب نہ دینا چاہیئے۔ البتہ خارج نماز سے اگر کوئی آیت مذکورہ پڑھے تو جواب دینا مسنون و مستحب ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر یہ جوابات نماز سے خارج میں ہی منقول ہیں۔ نماز میں اگر کہیں وارد ہے تو وہ تعلیم کے لیے ہے، یا ابتدائے اسلام میں تھا۔ جب تک نماز میں زیادہ قیود نہ تھیں۔ مثلاً باتیں کر لیتے تھے، اپنی

Marfat.com

چھوٹی ہوئی رکعتیں جلدی پڑھ کر امام کے ساتھ مل جاتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ رفتہ رفتہ یہ امور ممنوع ہو گئے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۵ جلد ۲ بحوالہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ ص ۵۳۶ جلد اول باب القراءۃ]

نماز فجر میں قراءت کی مقدار

مسئلہ نماز صبح میں امام کو اتنی مختصر قراءت ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ ' وَالتِّيْنِ﴾ وغیرہ کی عادت بنا لینا خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے، کوئی خاص عذر نہ ہو تو امام اور ایسے ہی منفرد (تنہا پڑھنے والے کے لیے) نماز فجر میں سورۂ حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک کی سورتوں میں سے ایک ایک سورت ایک ایک رکعت میں پڑھے۔ یہ مسنون اور مستحب ہے یا کسی جگہ سے درمیانی درجہ کی کم سے کم چالیس آیتیں یہ کم سے کم ہے، متوسط درجہ یہ ہے کہ پچاس آیتوں سے ساٹھ آیتوں تک اور اس سے بہتر یہ ہے کہ سو آیتوں تک پڑھیں۔ اس سلسلہ میں امام اور مقتدیوں کی ہمت اور شوق کا لحاظ رکھنا چاہیئے، البتہ اگر وقت کی تنگی، یا کسی اور ضرورت یا عذر کی بناء پر قراءت مختصر کرنی پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے جائز ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۵ جلد اول، کبیری ص ۳۰۳، شامی ص ۵۰۴]

مسئلہ رمضان المبارک میں فجر کی نماز (عام دنوں سے) وقت سے پہلے پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اولیٰ ہے کہ سب لوگ شرکت کر سکیں گے اور جماعت بڑی ہوگی۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۲ جلد اول] (نماز کا وقت ہونے پر پڑھیں)۔

رکعت حاصل کرنے کے لیے دوڑنا

سوال امام صاحب رکوع کریں اس وقت لوگ رکوع کی شرکت کے لیے دوڑتے ہیں جس سے دوسرے نمازیوں کو بھی خلل ہوتا ہے، تو اس طرح دوڑنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب صورت مسئولہ میں دوڑتے ہیں، دوڑنا منع ہے خواہ رکوع نہ ملے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نماز کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ، اطمینان کے ساتھ چل کر آؤ، رکعت نکل جائے تو اسکو بعد میں ادا کر لو۔ [مسلم شریف ص ۲۲۰ جلد اول]

اس کے علاوہ یہ بھی خیال رہے کہ مسجد میں دوڑنا مسجد کے احترام کے خلاف ہے خصوصاً جب کہ نمازیوں کو بھی تشویش ہو، جس سے اجتناب ضروری ہے۔ ایک حدیث میں ہے جب تم اقامت سنو تو نماز کے لیے اطمینان اور وقار سے چلو، دوڑو مت۔

Marfat.com

[بخاری ص ۸۸ پارہ نمبر ۲، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۸ جلد اول]

نماز کب توڑی جائے؟

مسئلہ نماز کا توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے کبھی مستحب، کبھی مباح اور کبھی واجب، اگر کوئی عذر نہ ہو تو نماز توڑنا حرام ہوگا، اور جماعت ملنے کے لیے توڑنا مستحب ہے۔ اور مال ضائع ہو رہا ہو تو نماز کی نیت توڑنا مباح ہے اور جان بچانے کے لیے نماز کی نیت توڑنا واجب ہے۔ [درمختار ص ۶۴۹ جلد اول]

مسئلہ نماز کا شروع کرکے قطع کر دینا بے کسی عذر کے حرام ہے خواہ فرض نماز ہو یا واجب یا نفل اور اگر مال کے خوف سے قطع کر دی جائے خواہ اپنا مال ہو یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کا تو جائز ہے۔ مثلاً کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور کسی شخص کو دیکھے کہ اس کا یا کسی دوسرے کا مال چرائے لیے جاتا ہے، اور اگر نماز کی تکمیل کے لیے قطع کرے تو مستحب ہے مثلاً کوئی شخص تنہا فرض پڑھ رہا ہو اور جماعت میں شریک ہونے کی غرض سے جو نماز کی تکمیل کا ذریعہ ہے اس فرض کو توڑ دے' اور اپنی یا کسی دوسرے کی جان بچانے کے لیے قطع کرنا فرض ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو نماز کی حالت میں فریادرسی کے لیے بلائے تو ایسی حالت میں بھی توڑ دینا فرض ہے، اگرچہ یہ نہ معلوم ہو کہ اس پر کون سی مصیبت آئی ہے یا معلوم ہو اور جانتا ہو کہ میں اس کی مدد کر سکوں گا۔

مسئلہ اگر کسی کو نماز پڑھنے کی حالت میں اس کے ماں باپ پکاریں تو اگر فرض نماز ہو تو نہ توڑے اور نفل ہو اور وہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو بھی نہ توڑنا بہتر ہے اور توڑ دے تو کچھ مضائقہ نہیں، اور اگر وہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو توڑ دے اس خیال سے کہ وہ ناخوش نہ ہو جائیں۔

[شامی وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۲۶ جلد ۲]

مسئلہ جن حالتوں میں نماز کی نیت توڑنے کا حکم ہے یا اس کی اجازت ہے ان حالتوں میں نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں نیت توڑے گا، اس لیے کہ نماز میں بیٹھنا اس وقت ہے جب حلال ہونے کے لیے ہو اور یہاں نماز کو قطع کرنا اور توڑنا ہے، حلال کرنا نہیں ہے، لہٰذا نماز کی نیت توڑنے میں صرف ایک سلام پر اکتفاء کرے زیادہ صحیح یہی ہے اور اقتداء امام کے پیچھے کرے (یعنی اپنی نماز کو کھڑے ہونے کی حالت میں ایک سلام سے توڑ کر امام کے ساتھ جماعت میں مل جائے)۔ [درمختار ص ۶۴۹ ج ۱]

Marfat.com

اگر فرض نماز پڑھ رہا تھا اور پھر اسی فرض کی جماعت شروع ہوگئی تو؟

مسئلہ یہ نماز کا توڑنا اور امام کے ساتھ جماعت میں ملنا اس صورت میں ہے جب کہ اس نے پہلی رکعت کا سجدہ ابھی نہ کیا ہو، یا سجدہ کیا ہو مگر وہ نماز دو رکعت والی ہو جیسے فجر یا تین رکعت والی ہو جیسے مغرب اور اگر چار رکعت والی میں سجدہ کیا ہو تو اس میں دوسری رکعت بطور وجوب کے ملالے تو گنہگار نہیں ہوگا، پھر امام کی اقتداء کرے تاکہ جماعت بھی مل جائے۔ اور نفل کا ثواب بھی مل جائے۔ [درمختار ص ۶۴۵ جلد اول]

(مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ کوئی شخص فرض نماز تنہا شروع کر چکا تھا، پھر اسی فرض کی جماعت شروع ہو گئی تو اگر اس نے اب تک پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تھا تو اس کو چاہیئے کہ نیت توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا تھا تب جماعت شروع ہوئی اور یہ فجر کی نماز تھی یا مغرب کی نماز جس کو اس نے تنہا شروع کیا تھا تو بھی نیت توڑ کر جماعت کے ساتھ مل جائے اور اگر وہ ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز تھی اور پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا تھا اس کے بعد جماعت شروع ہوئی تھی تو اب اس پر واجب یہ ہے کہ اپنی اس نماز میں ایک رکعت اور ملالے تاکہ یہ دو رکعت نفل ہو جائے اور دو رکعت پر اس کو ختم کر کے جماعت میں مل کر فرض ادا کر لے، اس طرح دونوں نمازوں کا ثواب مل جائے گا' اور اگر فجر یا مغرب کی نماز میں جس کو اس نے تنہا پڑھنا شروع کیا تھا اس کی دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا تھا تب جماعت شروع ہوئی تھی، تو اب وہ اپنی اس نماز کو پوری کر لے، نیت توڑ کر جماعت میں شامل نہ ہو۔ اور اگر وہ چار رکعتوں والی نماز میں سے تین رکعت پڑھ چکا تھا تب جماعت شروع ہوئی تو اب وہ نیت نہیں توڑے گا بلکہ وہ اس کو تنہا پوری کرے گا، پھر نفل کی نیت سے امام کی اقتداء کرنا چاہے تو کرے تاکہ جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے، البتہ عصر و فجر کی نماز ہوگی تو وہ نفل کی نیت سے جماعت میں شریک نہ ہوگا کیونکہ عصر و فجر کے بعد نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور تین رکعت پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا تھا پھر جماعت کھڑی ہوئی۔ [محمد رفعت]

نماز میں قبلہ سے سینہ پھر جانا؟

مسئلہ اگر نماز میں سینہ قبلہ کی جانب سے ہٹ جائے تو دیکھنا چاہیئے کہ ایسا مجبوری سے ہوا یا اپنے

Marfat.com

ارادہ سے ہوا؟ اگر مجبوری سے ہوا تو نماز باطل نہ ہوگی۔ البتہ اگر کوئی اسی حالت (قبلہ سے سینہ پھرا رہنے) میں اتنی دیر رہے کہ نماز کا کوئی رکن ادا کیا جا سکے تو نماز باطل ہو جائے گی، لیکن اگر نمازی نے اپنے اختیار سے ایسا کیا، اور بلا کسی سبب کے تو نماز باطل ہو جائے گی، ورنہ نہیں یعنی کسی سبب سے ایسا کیا تو نماز باطل نہ ہوگی، خواہ یہ قبلہ سے پھرنا تھوڑا ہو یا بہت۔

[کتاب الفقہ ص ۴۸۹ جلد اول]

امام سے پہلے کسی رکن کا ادا کرنا؟

مسئلہ اگر مقتدی نے کسی رکن کی ادائیگی میں امام پر سبقت (پہل) کی (مثلاً رکوع میں جا کر امام کے اٹھنے سے پہلے ہی اٹھ جائے) اور پھر امام کے ساتھ یا اس کے بعد اس رکن کو نہ دہرایا اور امام کے ساتھ سلام نہ پھیرا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، خواہ یہ سبقت (پہل کرنا) ارادۃً ہو یا بھولے سے ہوئی، لیکن اگر اسی رکن کو امام کے ساتھ یا اس کے بعد دہرا لیا۔ اور اس نماز میں امام کے ساتھ ہی سلام پھیرا تو نماز باطل نہ ہوگی۔ [کتاب الفقہ ص ۴۹۲ جلد اول]

مسئلہ نماز ختم ہونے سے پہلے ہی مقتدی کے قصداً سلام پھیر دینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، لیکن اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے کہ نماز جو وہ (امام کے ساتھ) پڑھ رہا ہے پوری ہو چکی ہے اور اس بھلاوے میں سلام پھیر دیا تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی جب تک کہ سلام کے بعد عمل کثیر نہ کیا ہو اور کچھ بولا نہ ہو۔ [کتاب الفقہ ص ۴۹۵ جلد اول]

امام کا کسی کی رعایت سے قراءت لمبی کرنا؟

مسئلہ نماز میں شامل ہونے والے (آنے والے) کی رعایت سے امام کا قراءت کو طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے یعنی اگر اس کو پہچانتا ہو، ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۵ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۴۶۲ جلد ۱]

نماز کے دوران آنکھیں بند کر لینا؟

مسئلہ نماز میں آنکھیں بند کرنا بھی مکروہ ہے، ہاں کسی مصلحت سے ایسا ہو سکتا ہے مثلاً ایسی چیز کے دیکھنے سے آنکھیں بند کر لینا جو انسان کو محو یا غافل کر دے۔ اسی طرح نماز کے دوران آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی مکروہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ نماز کی حالت میں جو

لوگ آنکھیں اونچی کرکے آسمان کی طرف دیکھتے ہیں ان کی بصارت (نگاہ) جاتی رہے گی یا آنکھ چوندھی ہو جائے گی۔ [بروایت بخاری شریف۔ کتاب الفقہ ص ۴۳۷ جلد اول و آپ کے مسائل ص ۳۱۷ جلد ۳]

مسئلہ خشوع حاصل کرنے کے لیے آنکھیں بند کرلینا اولیٰ ہے، بلا کراہت درست ہے۔
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۹ جلد ۴ ور دالمختار ص ۶۰۵ جلد ا و فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۸ ج ۷]

مسئلہ آنکھ کے آپریشن کے بعد اگر واقعی رکوع و سجدہ کرنے میں آنکھوں میں ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہو یا آنکھوں کو نقصان ہوتا ہو تو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز ادا کر سکتے ہیں، رکوع و سجدہ سر کے اشارہ سے کریں، اور سجدہ کا اشارہ رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھکا ہوا ہونا چاہیئے۔
[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۱ جلد ۷]

آتش دان اور تصویر والے گھر میں نماز پڑھنا

مسئلہ تنور یا آتشدان (آگ) کے سامنے، جس میں انگارے روشن ہوں، نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ مجوسیوں کی عبادت سے مشابہ ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۳۸ جلد اول]

اگر کوئی اور جگہ ہی نہ ہو تو مجبوری ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ کسی جاندار کی تصویر کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے، خواہ اس کی طرف توجہ جاتی ہو یا نہ جاتی ہو۔ یہ تصویر خواہ نمازی کے سر کے اوپر یا آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں یا برابر میں ہو، نہایت شدید کراہت اس میں ہے کہ تصویر نمازی کے آگے ہو۔ اس سے کم کراہت یہ ہے کہ وہ تصویر سر کے اوپر ہو، پھر دائیں جانب اس کے بعد بائیں جانب، اور پھر پیچھے ہونا ہے، ہاں اگر تصویر چھوٹی سی ہو کہ غور سے دیکھے بغیر نظر نہ آئے، جیسے کہ سکہ پر ہوتی ہے (تو وہ مکروہ نہیں ہے) چنانچہ اگر نمازی کے پاس سکے (روپے کرنسی وغیرہ) ہوں تو نماز مکروہ نہیں ہے۔ اور اگر بڑی تصویر سر کٹی ہوئی ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔ درخت کی تصویر سامنے ہو تو نماز مکروہ نہیں ہوتی خواہ وہ تصویر جاذب نظر و جاذب توجہ ہو۔ [کتاب الفقہ ص ۴۳۹ ج ۱]

قبر کے سامنے نماز پڑھنا

مسئلہ اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے قبر ہو تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے، قبر کے سامنے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خشوع کے ساتھ (نظر جھکائے ہوئے) نماز پڑھنے کی حالت میں نظر قبر پر پڑتی ہو، اگر قبر پیچھے کی جانب ہو، یا اوپر ہو، یا جہاں نماز پڑھی جا رہی ہو، اس کے نیچے ہو تو اس بارے

میں تحقیق یہ ہے کہ کوئی کراہت نہیں ہے۔ واضح رہے کہ کراہت اسی صورت میں ہے جب کہ قبرستان میں نماز کے لیے کوئی مخصوص جگہ ایسی نہ مہیا ہو جو نجاست اور گندگی سے پاک ہو۔ اگر ایسا ہو تو نماز مکروہ نہیں ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے مقبرے اس سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ وہاں پر (قبر سامنے ہو تب بھی) نماز مکروہ نہیں ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۴۰ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص ۹۳ جلد ۴، رد المختار ص ۳۵۲ جلد اول]

نماز میں کھنکارنا یا گلا صاف کرنا؟

مسئلہ نماز میں گلا صاف کرنے یا کھنکارنے سے نماز جاتی رہتی ہے، جب کہ اس میں کم از کم دو حروف کی آواز پیدا ہو جائے، البتہ اگر بلا ضرورت ایسا کیا جائے تو نماز باطل ہو جائے گی، ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً آواز ٹھیک ہو جائے تاکہ قراءت میں حروف اپنے مخارج سے پوری طرح ادا کیے جا سکیں (آواز صحیح ہو جائے) یا امام کو غلطی پر لقمہ دیا جا سکے وغیرہ تو نماز باطل نہ ہو گی۔ اور اسی طرح اس صورت میں جب کہ طبعی طور پر کھانسی آ جائے اور جب تک ایسی ضرورت رہے یعنی بیماری کی وجہ سے ہو تو نماز باطل نہ ہو گی۔ [کتاب الفقہ ص ۴۷۸ جلد اول، ہدایہ ص ۸۷ ج او کبیری ص ۴۴۹]

مسئلہ صرف حسن آواز کے لیے کھانسنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اگرچہ تین بار یا کم و بیش ہو۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۶۵ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۵۷۸ جلد ۱]

مسئلہ نماز میں جسم کو مختلف انداز سے (بلا عذر) حرکت دینا صحیح نہیں ہے مثلاً رکوع کے بعد سیدھے کھڑے نہ ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے نہ بیٹھنا ترک واجب ہے۔ اور ایسی نماز کو لوٹانا واجب ہے، ہاتھوں کو غیر ضروری حرکت دینا اور سجدے کو جاتے ہوئے درمیان میں غیر ضروری توقف کرنا مکروہ ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۱۴ جلد ۳]

نماز میں وضو کا ٹوٹ جانا؟

مسئلہ اگر کسی نماز پڑھنے والے کو نماز کی حالت میں حدث لاحق ہو جائے یعنی نماز کے اندر ہی بے وضو ہو جائے تو ایسے شخص کو بلا توقف فوراً ہی وضو کر کے پہلی نماز پر ہی اپنی نماز کی بناء کرنا چاہیئے، خواہ یہ بات تشہد کے بعد ہی واقع ہوئی ہو، نیز فقہائے کرام رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ نئے سرے سے نماز پڑھنا افضل ہے۔ [نماز مسنون ص ۵۴۱ و ہدایہ ص ۸۲ جلد اول، شرح نقایہ ص ۹۰ جلد اول و کبیری ص ۴۵۲]

Marfat.com

مسئلہ اگر نماز کے دوران وضوٹوٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ کر وضو کرنے کے لیے نکل آئے۔ اور اگر امام کو ایسی حالت پیش آجائے یعنی حدث لاحق ہو تو وہ اپنا نائب (خلیفہ) مقرر کر دے۔ [ہدایہ ص ۸۲ جلد او شرح نقایہ ص ۹۰ ج ۱ کبیری ص ۴۵۳]

مسئلہ اگر کسی شخص کے پیچھے نابالغ بچہ یا عورت ہے اور اس شخص کو نماز میں حدث ہو جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ بچہ اور عورت خلیفہ (قائم مقام) یا نائب بنانے کے اہل نہیں ہیں۔ [شرح وقایہ ص ۱۶۲ جلد اول]

نماز میں قہقہہ کا حکم

مسئلہ بالغ نمازی کے نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے (رکوع وسجود والی نماز میں قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسا کہ ساتھ والا آدمی سن لے، نماز اور وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]۔ [ہدایہ ص ۱۴۱ جلد اول و شرح نقایہ ص ۱۲ جلد اول و نماز مسنون ص ۴۸۶ و فتاویٰ دار العلوم ص ۳۵ جلد ۴]

مسئلہ نماز میں ضحک (ہنسنے) سے (ایسی ہنسی جس کو خود سن لے) صرف نماز فاسد ہوتی ہے، اور تبسم (مسکرانے) سے نہ نماز ٹوٹتی ہے نہ وضو۔

[شرح نقایہ ص ۱۲ جلد اول، کبیری ص ۱۴۲، درمختار ص ۷۶ ۵ جلد اول، آپ کے مسائل ص ۳۱۹ ج ۳]

(تبسم یعنی صرف مسکرانے سے جس میں ہنسنے کی آواز پیدا نہ ہو، اس سے نہ نماز ٹوٹتی ہے اور نہ وضو ٹوٹتا ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

نماز میں ستر کا کھل جانا؟

مسئلہ نماز کے دوران ستر یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے، بغیر ذاتی عمل کے ایک چوتھائی کھل جائے، مثلاً ہوا کے جھونکے سے کپڑا ہٹ گیا اور اتنی دیر تک کھلا رہا کہ نماز کا ایک رکن ادا کیا جا سکے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن اتنا ہی حصہ یا اس سے کم خود نماز پڑھنے والے کے عمل سے کھل گیا تو نماز معاً (فوراً) فاسد ہو جائے گی اگرچہ ایک رکن ادا کرنے کی مدت سے کم عرصہ تک کھلا رہا ہو۔

مسئلہ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ہی ستر کا حصہ کھلا ہوا اور اس حالت میں نماز شروع کر دی تو نماز کی نیت ہی نہ بندھے گی یعنی صحیح نہ ہوگی۔ [کتاب الفقہ ص ۳۰۲ جلد ۱]

Marfat.com

مسئلہ اگر نماز میں ستر (ناف سے گھٹنوں تک) کھل جائے اور فوراً چھپا لے، ڈھانپ لے، تاخیر نہ ہو، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [فتاوی دار العلوم ص ۵۳ ج ۴ و غنیۃ المستملی ص ۲۱۳]

مسئلہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے (مردوں کے لیے) کہ کپڑا جسم سے اس قدر چسپاں (چپکا ہوا) ہو کہ ستر کی حدود کا امتیاز ہو سکے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۰۳ جلد ۱]

مسئلہ ستر کا خود اپنے سے ڈھانکنا (چھپانا) ضروری نہیں ہے، چنانچہ اگر کسی نماز کے دوران خود اپنا ستر (وہ حصہ جس کا چھپانا دوسروں سے ضروری ہے) دیکھ لیا تو نماز باطل نہ ہوگی، اگرچہ یہ فعل مکروہ ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۰۴ جلد اول]

مسئلہ کم عمر بچوں کے لیے کوئی ستر نہیں ہے۔ چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔ اور کم عمر بچے کی تعریف چار سال یا اس سے کم عمر کا بچہ ہے۔ لہٰذا ایسے بچے کے جسم کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا مباح ہے۔ اس عمر سے آگے جب تک کہ دیکھنے سے برا خیال نہ پیدا ہو، تب تک بچے کا ستر صرف اس کی آگے اور پیچھے کی شرمگاہ ہے لیکن اگر وہ اس حال کو پہنچ جائے کہ اس کے دیکھنے سے برا خیال پیدا ہو تو اس کا ستر بالغ مرد یا عورت کے ستر کی مانند ہے، نماز کی حالت میں بھی اور نماز سے باہر بھی۔
[کتاب الفقہ ص ۳۰۸ جلد اول]

چراغ سامنے رکھ کر نماز کا حکم

مسئلہ نماز کی جماعت کے وقت اگر سامنے ہو جیسا کہ عامۃً مساجد میں جوار غربی میں چراغ رکھا ہوتا ہے، تو اس سے نماز خراب نہیں ہوتی۔ اگر دائیں یا بائیں یا پیچھے چراغ رکھا ہو تو کسی کو اعتراض کا موقع بھی نہیں۔ [فتاوی محمودیہ ص ۲۵۲ جلد ۱۰، در مختار ص ۴۳۸ جلد اول]

مسئلہ اگر قبلہ کا رخ صحیح ہو تو اندھیرے میں نماز پڑھنا منع نہیں ہے۔ [فتاوی محمودیہ ص ۲۵۷ جلد نمبر ۱۰]

مسئلہ سانپ، بچھو وغیرہ جانوروں کو نماز کی حالت میں قتل کرنا مارنا جائز ہے۔
[شرح نقایہ ص ۹۶ جلد اول، کبیری ص ۳۵۴]

اگر صبح کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا؟

مسئلہ فجر کی نماز میں نیت باندھنے کے بعد یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد سورج طلوع ہو گیا تو ایسی حالت میں نماز ادا نہیں ہوگی۔ (نیز) اگر سب کی نماز فوت ہو گئی تو جماعت سے پڑھیں۔

[فتاوی محمودیہ ص ۲۷۴ ج ۱۰]

Marfat.com

مسئلہ طلوع آفتاب کے وقت نماز ناجائز ہے، اگر عین نماز میں آفتاب طلوع ہو جائے تو اس نماز کو وہیں ختم کر دے اور آفتاب بلند ہونے پر قضاء پڑھیں اور جب وقت تنگ ہو جائے تو اپنی نماز تنہا پڑھے، جماعت کا انتظار نہ کرے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۱ جلد ۱۰]

سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد نماز پڑھیں؟

مسئلہ جب سورج نکلنا شروع ہوتا ہے تو دو منٹ چوبیس سیکنڈ میں پورا نکل آتا ہے۔ پھر جب اس کی طرف نظر نہ کی جا سکے (یعنی نگاہ سورج پر نہ ٹھہر سکے) اور بالکل سفید ہو جائے، تب اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے، عامۃً بیس منٹ کے بعد بالکل سفید ہو جاتا ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۸ جلد نمبر ۱۰]

(اس کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ عین زوال کے وقت یا یوں کہیں کہ استواء اور دوپہر کے وقت قرآن کریم کی تلاوت درست ہے اور نوافل (وغیرہ) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ناجائز ہیں۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۲۴۳ جلد اول]

مغرب کی نماز کب تک ادا کی جا سکتی ہے؟

مسئلہ غروب کے بعد افق پر جو سرخی رہتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں۔ جب تک افق پر سرخی موجود ہو (اور یہ وقت تقریباً ایک گھنٹہ تو ہوتا ہے اور کم و بیش بھی ہو سکتا ہے) تب تک مغرب کی نماز ہو سکتی ہے۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے، ذرا سا اندھیرا ہو جائے تو کہتے ہیں کہ مغرب کا وقت ختم ہو گیا، اب عشاء کے ساتھ پڑھ لینا، یہ غلط ہے۔ مغرب کی نماز میں قصداً تاخیر مکروہ ہے، لیکن اگر کسی مجبوری سے تاخیر ہو جائے تو شفق غروب ہونے سے قبل ضرور پڑھ لینی چاہیئے، ورنہ نماز قضاء ہو جائے گی۔ اور نماز کا قصداً قضاء کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۰۸ جلد ۳]

بڑھے ہوئے ناخنوں کے ساتھ نماز پڑھنا؟

مسئلہ نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر ناخنوں کے اندر کوئی ایسی چیز جم جائے جس کی وجہ سے پانی اندر نہ پہنچ سکے تو نہ وضو ہو گا اور نہ نماز ہو گی۔ اور اگر ناخن اندر سے بالکل صاف ہوں تو نماز صحیح ہوتی ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۸۲ جلد ۳]

Marfat.com

ٹی وی والے کمرہ میں نماز پڑھنا؟

مسئلہ جس وقت آپ نماز پڑھ رہے ہیں، اس وقت ٹیلی ویژن بند ہے تو اس کمرہ میں نماز بلا کراہت صحیح ہے۔ اور اگر ٹیلی ویژن چل رہا ہے تو ایسی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے' اور جو جگہ لہو و لعب کے لیے مخصوص ہو اس میں بھی نماز مکروہ ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۸۴ جلد ۳]

غیر مسلم کے گھر میں نماز پڑھنا؟

مسئلہ زمین خشک ہونے کے بعد نماز کے لیے پاک ہو جاتی ہے اور اگر جگہ پاک ہو تو وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں، اس لیے غیر مسلم کے گھر کے خالی فرش پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر کپڑا بچھالیا جائے تو اور بھی اچھا ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۸۵ ج ۳]

رشوت خور کی نماز کا حکم

مسئلہ جو شخص تنخواہ کے علاوہ رشوت لیتا ہے اس کی نماز قبول ہے اور نماز کا ثواب بھی حاصل ہوگا لیکن رشوت کا گناہ ہوگا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷ جلد ۲]

گونگے کی نماز کا حکم؟

مسئلہ مادرزاد گونگا، بہرا، جب کہ قراءت پر قادر نہیں تو قراءت اس پر فرض نہیں، باقی جن ارکان میں قیام وقعود پر قادر ہے، ان کو سب لوگوں کی طرح ادا کرتا رہے۔ اگر اس کو اتنی سمجھ ہے کہ نماز فرض ہے اور پھر نماز کو بقدر طاقت ادا نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۷ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۶۳۳ جلد اول]

نمازی کے سامنے روضۂ مبارک ﷺ کی تصویر کا ہونا؟

سوال مدینہ منورہ کا نقشہ جس میں رسول اللہ ﷺ کے مزار کا قبہ (گنبد) بھی ہے، اگر نماز میں سامنے لٹکا ہو تو نماز میں کچھ خرابی تو نہ ہوگی؟

جواب درمختار ص ۹۴۵ جلد اول سے معلوم ہوا کہ اگر چہ قبر کا نماز کے سامنے ہونا مکروہ ہے، لیکن قبر کے نقشہ کا سامنے ہونا کچھ حرج نہیں، کیونکہ نقشہ قبر کی کوئی پرستش نہیں کرتا، البتہ اگر کسی قوم کی یہ

Marfat.com

رسم بھی ثابت ہو جائے تو پھر اس میں بھی کراہت ہو جائے گی۔[امداد الفتاوی ص ۴۴۰ جلد اول]

نماز میں نام مبارک ﷺ سن کر درود پڑھنا؟

سوال اگر امام نے نماز میں آیت ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ﴾ [پارہ ۴ سورۂ آل عمران] پڑھی اور کسی مقتدی نے یہ سوچ کر کہ آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا چاہیئے، اس نے پڑھ دیا تو؟

جواب اس کا خیال صحیح ہے کہ نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے، لیکن یہ حکم خارج نماز کا ہے۔ نماز میں یہ حکم نہیں ہے۔ پس اگر نماز میں درود شریف پڑھا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے کہ کسی نے امام سے اللہ تعالیٰ کا نام سن کر۔ جل جلالہ کہہ دیا، یہ خیال کرتے ہوئے کہ اللہ پاک کا نام سن کر تعظیمی لفظ کہنا چاہیئے۔ یا امام سے کسی آیت کو سن کر ﴿صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ کہہ دیا، ان صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ ان سب صورتوں میں قصد جواب ملحوظ ہے۔ اگر بغیر قصد جواب کے درود شریف پڑھا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوئی، کیونکہ درود شریف ایسی چیز نہیں جس کے پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے، بلکہ نماز میں اس کو مستقلاً پڑھا جاتا ہے۔[فتاوی محمودیہ ص ۱۲۷ جلد ۲ و آپ کے مسائل ص ۳۲۰ ج ۳]

فجر کی نماز پڑھ کر کپڑوں پر منی دیکھی؟

مسئلہ اگر کسی کو احتلام ہو جائے اور اسے صبح کو یاد نہ رہے اور اس نے فجر کی نماز ادا کی، پھر دوپہر کو اس نے نجاست دیکھی تو اگر فجر کے بعد نہیں سویا تو نماز فجر کا لوٹانا لازم ہے۔

[فتاوی محمودیہ ص ۱۳۶ جلد ۲]

نماز کے بعد صف سے کچھ پیچھے ہو جانا؟

سوال بسا اوقات بعض جگہ طلبہ و اساتذہ جماعت میں شریک رہتے ہیں، جب امام سلام پھیرتا ہے تو جو طالب علم اپنے استاد کے پاس ہوتا ہے وہ پیچھے کھسک جاتا ہے یہ فعل کیسا ہے؟

جواب حامداً و مصلیاً: برابر بیٹھے رہنا بھی درست ہے، پیچھے کھسک کر بیٹھنا بھی ادباً درست ہے۔ یہ نہ اصرار کی چیز ہے نہ انکار کی۔[فتاوی محمودیہ ص ۲۱۱ ج ۲]

مسئلہ جماعت کے اختتام پر بعض مقتدی صف سے ذرا سرک کر قبلہ رو بیٹھ کر تسبیح پوری کر کے

Marfat.com

امام کے ساتھ دعا میں شرکت کر کے فارغ ہو جاتے ہیں تو ایسا کرنے سے وہ منافق بھی نہیں اور گنہگار بھی نہیں۔[فتاوی محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۲]

چوبیس گھنٹے کی نمازیں ایک نظر میں

فرض نمازیں: فرض نمازیں دن رات میں جمعے کے دن پندرہ اور دوسرے دنوں میں سترہ رکعات ہیں۔دو رکعت فجر کے وقت، چار رکعت ظہر کے وقت، اور جمعے کے دن بجائے چار رکعت کے دو رکعت۔چار عصر کے وقت، تین مغرب کے وقت، چار عشاء کے وقت۔یہ نمازیں فرض عین ہیں۔اور جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے۔

واجب نمازیں: شریعت کی طرف سے تین نمازیں واجب ہیں وتر اور عیدین' وتر تین رکعت ہر روز عشاء کے بعد اور عیدین دو دو رکعت سال بھر کے بعد، ان کے علاوہ جو نماز نذر کی جائے وہ بھی واجب ہے اور ہر نفل بعد شروع کر دینے کے واجب ہو جاتی ہے۔یعنی اس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے میں اس کی قضاء ضروری ہے۔

مسنون نمازیں: فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت، ظہر کے وقت چھ رکعت، چار فرض سے پہلے دو فرض کے بعد، مغرب کے وقت دو رکعت، فرض کے بعد' عشاء کے وقت دو رکعت فرض کے بعد، نماز تہجد، تحیۃ المسجد، نماز تراویح بیس رکعت، نماز احرام، نماز کسوف دو رکعت، نماز خسوف دو رکعت۔

مستحب نمازیں: وتر کے بعد دو رکعت۔سنت وضو دو رکعت۔نماز سفر دو رکعت۔نماز استخارہ دو رکعت۔نماز حاجت دو رکعت۔صلوٰۃ الاوابین چھ رکعت۔صلوٰۃ التسبیح چار رکعت۔نماز توبہ دو رکعت نماز قتل دو رکعت۔

نمازِ تہجد: نماز تہجد سنت ہے نبی کریم ﷺ ہمیشہ اس کو پڑھا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو اس کے پڑھنے کی بہت ترغیب دیتے تھے۔اس کے فضائل بہت احادیث میں وارد ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ "بعد فرض نمازوں کے نماز شب (تہجد) کا مرتبہ ہے۔" [مسلم]

بعض فقہاء نے اس نماز کو مستحب لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سنت ہے۔

حضرات صوفیہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بے نماز تہجد کے درجہ ولایت کو نہیں پہنچتا، اس میں شک نہیں کہ یہ نماز تمام صلحائے امت کا معمول ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر اس وقت تک بلکہ

ایک حدیث میں ہے کہ اگلی امت والے بھی اس نماز کو پڑھتے تھے۔

نماز تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے۔ سنت یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر سو رہے اس کے بعد اٹھ کر نماز تہجد پڑھے۔ [شامی وغیرہ، علم الفقہ ص ۴۳ جلد ۲]

مسئلہ تہجد کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رہتا ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۰۴ جلد ۴، بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۰۵ جلد اول]

بہتر یہ ہے کہ نماز تہجد بعد نصف شب کے پڑھے۔ کم سے کم تہجد کی نماز دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ دس رکعت منقول ہے اور اکثر معمول نبی ﷺ کا آٹھ رکعت پر تھا، ایک سلام سے دو دو رکعتیں۔

بعض کتب فقہ میں اس نماز کی آٹھ رکعتیں انتہائی تعداد لکھی ہے، مگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دس رکعت بھی حضور ﷺ نے پڑھی ہیں۔ شرح سفر السعادت میں شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے اس کو بہت عمدہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

تہجد کی نماز اس نیت سے پڑھے۔ ((نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ التَّہَجُّدِ سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) نبی ﷺ کبھی آدھی رات کو کبھی اس سے کچھ پہلے کبھی اس کے بعد تہجد کے لیے اٹھتے تو اس دعاء کو جو بیداری کے وقت آپ کا معمول تھی، پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھ منہ پر ملتے تاکہ نیند کا اثر جاتا رہے۔

وہ دعا یہ ہے۔

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ))

ترجمہ: ''اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں بعد موت (خواب) کے زندہ (بیدار) کیا اور اسی کی طرف سب کا رجوع ہے''۔

اس کے علاوہ اور بھی مختلف دعائیں حضرت ﷺ سے منقول ہیں۔ [سفر السعادت]

اس کے بعد مسواک فرماتے، مسواک میں مبالغہ کرنا حضرت ﷺ کی عادت تھی۔ بعد مسواک کے وضو فرماتے۔ بعض روایات میں ہے کہ مسواک اور وضو کرتے وقت بعض میں ہے کہ اس سے پہلے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور سورہ آل عمران کی آخری دس آیتیں جن کی ابتداء ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [پارہ ۴ سورۂ آل عمران] سے ہے تلاوت فرماتے اور بعض روایات میں ہے ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا﴾ سے ﴿لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾ [پارہ ۴

Marfat.com

سورۂ آل عمران] تک پڑھتے، اس کے بعد نماز شروع کرتے، نماز پڑھنے میں آپ کی عادت مختلف تھی، کبھی چھ رکعت پڑھتے اور ہر دو رکعت کے بعد سو رہتے، سو اٹھنے کے بعد پھر اسی طرح مسواک اور وضو کرتے اور آیتوں کی تلاوت فرماتے، اکثر عادت آپ ﷺ کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی، اس واسطے فقہاء نے آٹھ رکعتیں اختیار کی ہیں، وتر کی نماز حضرت ﷺ تہجد کے بعد پڑھتے تھے، اور اگر فجر کا وقت آجاتا تو ان کے بعد فجر کی سنتیں بھی پڑھ لیتے پھر تھوڑی دیر لیٹ رہتے۔ اس کے بعد فجر کی نماز پڑھنے تشریف لے جاتے۔

[علم الفقہ ص ۴۴ جلد، قرآن کریم المزمل پ ۲۹، بخاری ص ۱۵۳ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۵۳۱ جلد اول]

سوال جو نمازی تہجد گذار ہیں، وہ تہجد کے وقت وتر ادا کرتے ہیں۔ اگر وتر پہلے ہی عشاء کے وقت پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج تو نہیں؟ کیونکہ بعض کہتے ہیں کہ وتر کے بعد صبح تک کوئی نماز نفل نہیں ہوتی ہے؟

جواب اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ جو لوگ تہجد گذار ہیں وہ بھی وتر عشاء کے بعد پڑھ لیں۔ بلکہ یہ احوط ہے، پھر اگر اٹھیں تو تہجد پڑھ لیں۔ یہ بات غلط ہے کہ وتر کے بعد پھر نفلیں نہ پڑھی جائیں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۵ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۴۴۲ ج ۱]

مسئلہ تہجد کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رہتا ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۰۴ ج ۴]

مسئلہ تہجد اور تراویح آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے، رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت تہجد مع وتر سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، یعنی اکثر یہ عادت مبارکہ تھی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۳ جلد ۴]

مسئلہ آنحضرت ﷺ نے چونکہ اکثر آٹھ رکعت تہجد پڑھی ہیں، اور تین رکعت وتر، اس لیے فقہائے حنفیہؒ نے آٹھ رکعت پر مواظبت کو مستحب فرمایا ہے اور اگر گنجائش نہ ہو تو دو یا چار رکعت بھی کافی ہیں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۰۴ ج ۴ و شامی ص ۶۴۱ جلد اول]

مسئلہ جو شخص پچھلی رات میں تہجد پڑھنے پر قادر نہ ہو تو وہ عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے یا وتر کے بعد تہجد کی نیت سے پڑھ لے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۰۲ جلد ۴]

نیز تہجد کی نفلوں میں قراءت بلند آواز سے مستحب ہے۔

[بحوالہ رد المحتار ص ۴۹۸ جلد اول فصل فی القراءت]

مسئلہ نماز تہجد کی قضا نہیں ہے، لیکن دوپہر سے پہلے پڑھ لینا اچھا ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۱۱ جلد ۴ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۰ جلد اول]

Marfat.com

یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو مستقل بارہ مہینے تہجد پڑھتے ہیں، اگر کسی وجہ سے آنکھ نہ کھل سکی تو وہ افسوس نہ کریں کہ تہجد کی نماز نہیں پڑھی، اگر دو پہر سے پہلے پہلے پڑھ لیں تو امید ہے کہ ثواب سے محروم نہیں رہیں گے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز تہجد پڑھ کر سونا نہ چاہیئے ورنہ تہجد جاتا رہتا ہے، سو اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور بہت آدمی اسی وجہ سے تہجد سے محروم ہیں کہ صبح تک جاگنا مشکل ہے اور سونے کو ممنوع سمجھتے ہیں۔ حالانکہ تہجد کی نماز پڑھ کر سو رہنا درست ہے۔ [اغلاط العوام ص ۵۷]

(ہاں اس کا خیال رہے کہ فجر کی نماز قضاء نہ ہو جائے۔) [محمد رفعت قاسمی]

مسئلہ صلوٰۃ الاوابین واشراق وچاشت سب میں صرف نفل نماز کی نیت کر لینا کافی ہے، کسی خاص نماز اور وقت کا نام لینا کچھ ضروری نہیں ہے۔ (اگر لے لے تو بہتر ہے)۔

[فتاوی دار العلوم ص ۳۰۹ جلد ۳]

شکرانے کی نماز کا طریقہ

مسئلہ جس وقت کوئی بڑی نعمت حاصل ہو یا کوئی مصیبت زائل ہو تو بہتر ہے کہ شکریہ کے لیے دو رکعت نماز کم از کم ادا کرے اگر یہ نہ ہو تو سجدہ شکر بھی مستحب ہے، لیکن نماز کے بعد سجدہ شکر کرنا مکروہ وممنوع ہے کیونکہ ناواقف لوگ اس کو مسنون یا واجب اعتقاد کریں گے۔

[فتاوی محمودیہ ص ۱۲۵ جلد ۷]

مسئلہ شکرانے کی نماز کا نہ وقت مقرر ہے نہ تعداد، البتہ مکروہ وقت نہیں ہونا چاہیئے اور تعداد دو سے کم نہ ہونی چاہیے۔

مسئلہ نیز دلہن (بیوی) کے آنچل پر نماز شکرانہ پڑھنا محض رسم ہے۔ شکرانے کی نماز عام معمول کے مطابق پڑھی جاسکتی ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۸۰ جلد ۳]

مسئلہ نماز اوابین واشراق وچاشت سب میں صرف نفل نماز کی نیت کر لینا کافی ہے، کسی خاص نماز اور وقت کا نام لینا ضروری نہیں ہے۔ عوام کو لمبی لمبی نیت بتلا کر پریشان کرنا جہالت ہے اور جو بھی سورۃ چاہے پڑھے۔ [فتاوی دار العلوم ص ۳۰۹ ج ۴ بحوالہ کبیری ص ۲۲۵]

نماز چاشت کے وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد سے زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ [مراقی الفلاح] نماز چاشت اس نیت سے پڑھی جائے۔

((نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتِ صَلوٰۃِ الضُّحٰی سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ))

''میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز چاشت نبی ﷺ کی سنت پڑھوں''۔

یہاں تک جو نمازیں مذکور ہوئیں وہ تھیں جن کو نبی ﷺ ہمیشہ التزام سے پڑھا کرتے تھے کبھی ترک نہ فرماتے تھے اور باقی نمازیں جو آپ ﷺ پڑھتے تھے ان کے لیے کوئی خاص سبب ہوتا تھا مثلاً تحیۃ المسجد، مسجد میں جانے کے لیے پڑھتے تھے۔ نماز خسوف و کسوف، چاند گرہن، سورج گرہن کے سبب سے وعلیٰ ہذا القیاس۔

طالب ثواب اور پیرو سنت کو چاہیئے کہ ان نمازوں کو بے کسی عذر قوی کے نہ چھوڑے۔ اگر خیال کیا جائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ دن رات میں فرائض وغیرہ ملا کر صرف چھیالیس رکعتیں ہوتی ہیں۔ سترہ رکعتیں فرض، تین رکعت وتر، بارہ رکعتیں موکدہ سنتیں جو پنج وقتی نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، آٹھ رکعت نماز تہجد، چار رکعت نماز چاشت۔

مگر افسوس ہم لوگوں کی کم ہمتی اور سستی کے سامنے فرائض ہی کا ادا ہونا دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ﴾

[پارہ ۱ سورۃ البقرۃ]

''بے شک نماز کا پڑھنا دشوار ہے مگر ان لوگوں کو جنھیں اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین ہے''۔

پس اصلی وجہ ہماری سستی اور کم ہمتی کی یہی ہے کہ ہمیں قیامت کے آنے اور ثواب و عذاب کے ملنے کا پورا یقین نہیں ہے۔ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَاكَرِهَ اللّٰهُ)) بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو ہر شب و روز اتنے مرتبہ کریم کا دروازہ طلب اور ادب کے ہاتھوں سے کھولنا چاہے بے شک اس پر عبادت و رحمت کا دروازہ بہت جلد کھل جائے گا۔

[علم الفقہ ص ۴۵ جلد ۲ و کتاب الفقہ ص ۵۳۶ جلد اول]

مسئلہ نماز اشراق کی پوری فضیلت اور مکمل ثواب کا مستحق وہ شخص ہے جو نماز فجر با جماعت ادا کرے یا بوجہ معذوری گھر میں پڑھے اور اسی جگہ بیٹھا رہے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر مکروہ وقت نکل جانے کے بعد دو رکعت یا چار رکعت ادا کرے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۷ ا جلد ۳]

Marfat.com

تحیۃ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو [درمختار وغیرہ] اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لیے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوا کرتی ہے، پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے، بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔ [درمختار، بحرالرائق، شامی وغیرہ]

اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے۔ ((سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ)) اور بعد اس کے کوئی درود شریف پڑھ لے۔ [درمختار، مراقی الفلاح]

اس نماز کی نیت یہ ہے۔ ((نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ تَحِیَّۃَ الْمَسْجِدِ)) میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں، اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں، اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی، یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا' اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی۔ [درمختار مراقی الفلاح، شامی وغیرہ]

اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ [درمختار وغیرہ]

نبی ﷺ نے فرمایا: کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے، نہ بیٹھے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا آخر میں۔ [درمختار، شامی، علم الفقہ ص ۴۵ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۲۷ جلد اول، فتاوی دارالعلوم ص ۲۳۶ جلد ۴، ردالمحتار ص ۶۳۵ جلد اول، فتاوی رحیمیہ ص ۲۲۶ جلد اول]

سنت وضو

بعد وضو کے جسم خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز مستحب ہے۔ [مختار مراقی الفلاح]

اگر چار رکعتیں پڑھی جائیں تب بھی کچھ حرج نہیں اور کوئی فرض یا سنت وغیرہ پڑھ لی

Marfat.com

جائیں، تب بھی کافی ہے، ثواب مل جائے گا۔ [مراقی الفلاح، علم الفقہ ص ۴۵ جلد ۲]

مسئلہ عورتیں بھی تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۸۱ جلد ۳]

مسئلہ مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے والا شخص بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے، اولاً بیٹھ جانا مسنون نہیں ہے بلکہ خلاف سنت ہے، ہاں کسی عذر کی وجہ سے بیٹھے تو حرج نہیں۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۹ جلد اول]

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز خالص دل سے پڑھ لیا کرے، اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ [صحیح مسلم]

نبی ﷺ نے شب معراج میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی، صبح کو ان سے دریافت فرمایا کہ تم کون سا ایسا نیک کام کرتے ہو کہ کل میں نے تمھارے چلنے کی آواز جنت میں اپنے آگے سنی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! جب میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کرتا ہوں۔ [صحیح بخاری]

غسل کے بعد یہ دو رکعتیں مستحب ہیں اس لیے کہ ہر غسل کے ساتھ وضو بھی ضرور ہو جاتا ہے۔ [ردالمحتار، علم الفقہ ص ۴۶ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۳۰ جلد ۱]

نمازِ سفر

جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے۔ [درمختار وغیرہ]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر میں ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ [طبرانی]

نبی ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔ [صحیح مسلم]

مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

[شامی وغیرہ، علم الفقہ ص ۴۶، کتاب الفقہ ص ۵۳۰ جلد اول، مسائل سفر میں تفصیل دیکھئے مرتب احقر]

نماز استخارہ

جب کسی کو کوئی کام درپیش ہوا اور اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد ہو یا اس میں تردد ہو کہ وہ کام کس وقت کیا جائے مثلاً کسی کو سفر حج درپیش ہو تو اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ حج عبادت ہے اور عبادت کے کرنے نہ کرنے میں تردد کیسا، ہاں اس میں تردد ہو سکتا ہے کہ سفر حج آج کیا جائے یا کل تو ایسی حالت میں مستحب ہے کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھی جائے اس کے بعد جس طرف طبیعت کو رغبت ہو وہ کام کیا جائے۔ [درمختار، مراقی الفلاح]

نبی اکرم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز استخارہ کی اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی تعلیم میں آپ کا اہتمام ہوتا تھا۔ [بخاری، ترمذی، ابوداؤد وغیرہ]

نماز استخارہ اس نیت سے شروع کی جائے: ((نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ الْاِسْتِخَارَۃِ)) میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھوں پھر بدستور معمول دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھی جائے۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ))

اور لفظ امر کی جگہ اپنی حاجت ذکر کرے، مثلاً سفر کے لیے استخارہ کرنا ہو تو ((ھٰذَا السَّفَرَ)) کہے اور نکاح کے لیے استخارہ کرنا ہو تو ((ھٰذَا النِّکَاحَ)) کہے، کسی چیز کی خرید و فروخت کے لیے کرنا ہو تو ((ھٰذَا الْبَیْعَ)) کہے، وعلیٰ ہذا القیاس۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ بعد اس دعاء کے پڑھنے کے باوضو قبلہ رو ہو کر سو جائے، اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام اچھا ہے، کرنا چاہیئے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام برا ہے نہ کرنا چاہیئے۔

[شامی]

Marfat.com

اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً عجلت کی وجہ سے یا عورت حیض ونفاس کے سبب سے تو صرف دعا پڑھ کر کام شروع کرے۔ [طحطاوی وغیرہ]

مستحب ہے کہ دعاء سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور درود شریف بھی پڑھ لیا جائے۔

[علم الفقہ ص ۴۷، حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۹، بخاری ص ۱۵۵، ترمذی ص ۹۰، کتاب الفقہ ص ۵۳۱ جلد اول]

(اگر ایک دن میں معلوم نہ ہو سکے تو تین دن یا سات دن تک یہ عمل کرے، ان شاء اللہ معلوم ہو جائے گا۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

نماز حاجت

جب کسی کو کوئی حاجت یا ضرورت پیش آئے خواہ وہ حاجت بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا بواسطہ یعنی کسی بندے سے اس حاجت کا پورا ہونا مقصود ہو، مثلاً کسی کو نوکری کی خواہش ہو یا کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کر کے اس دعاء کو پڑھے۔

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا حَاجَةً لَّكَ فِيْهَا رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ))

اس دعا کے بعد جو حاجت اس کو در پیش ہو اس کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے، یہ نماز حاجت روائی کے لیے مجرب ہے، بعض بزرگوں نے اپنی ضرورتوں میں اس طریقہ سے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کی ان کا کام پورا ہو گیا۔ [شامی]

ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ میرے لیے دعاء فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عنایت فرمائے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرو تو بہت ثواب ہو گا، اگر کہو تو میں دعاء کروں، انہوں نے خواہش کی کہ آپ دعا فرمائیے، اس وقت آپ نے ان کو یہ نماز تعلیم فرمائی۔ [علم الفقہ ص ۳۸ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۳۲ جلد اول]

Marfat.com

صلوٰۃ الاوابین

نماز اوابین مستحب ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کے بہت فضائل بیان فرمائے۔ نماز اوابین چھ رکعت پڑھنی چاہیئے۔ تین سلام سے نماز مغرب کے بعد۔

[مراقی الفلاح، علم الفقہ ص ۴۸ جلد۲، ترمذی ص ۸۹، ابن ماجہ ص ۹۸]

صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح مستحب ہے، ثواب اس کا احادیث میں بے شمار ہے۔ یہ نماز نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اے چچا اس کے پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگلے پچھلے، نئے پرانے اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز اس کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، ورنہ ہفتے میں ایک بار، ورنہ مہینہ میں ایک دفعہ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر میں ایک بار۔

[ترمذی]

بعض محققین کا قول ہے کہ اس قدر فضیلت معلوم ہو جانے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اس نماز کو نہ پڑھے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین کی کچھ عزت نہیں کرتا۔ [شامی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس نماز کے لیے کوئی خاص سورت بھی تم کو یاد ہے انہوں نے کہا: ہاں ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ۔ وَالْعَصْرِ۔ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔﴾ [پارہ ۳۰]

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں، بہتر ہے کہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں۔ اگر دو سلام سے پڑھی جائیں تب بھی درست ہے۔ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح کہنا چاہیئے، پوری نماز میں تین سو مرتبہ۔

نماز صلوٰۃ التسبیح کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے نیت کرے۔ ﴿نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ صَلٰوةَ التَّسْبِيْحِ﴾ ترجمہ:۔ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز صلوٰۃ التسبیح پڑھوں، تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ)) پڑھ کر پندرہ مرتبہ کہے۔ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) پھر ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ)) اور ((بِسْمِ اللّٰهِ)) پڑھ کر ((اَلْحَمْدُ)) اور سورت پڑھے، اس کے بعد دس مرتبہ وہی تسبیح رکوع میں پڑھے پھر رکوع سے اٹھ کر ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) کے بعد دس

Marfat.com

بار وہی تسبیح پڑھے پھر سجدے میں جائے اور دونوں سجدوں میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى)) کے بعد اور سجدوں کے درمیان میں دس دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے۔ پھر دوسری رکعت میں الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ اور بعد الحمد اور دوسری سورت کے دس مرتبہ اور رکوع اور قومے اور دونوں سجدوں اور ان کے درمیان میں دس دس دفعہ اس تسبیح کو پڑھے۔ اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی پڑھے۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ)) کے بعد اس تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ بعد الحمد اور سورت کے پندرہ مرتبہ اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر دس مرتبہ اسی طرح دوسری رکعت میں بھی الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ اور بعد التحیات کے دس مرتبہ پھر اسی طرح تیسری رکعت میں بھی، اور چوتھی رکعت میں بعد درود شریف کے دس مرتبہ اور باقی تسبیحیں بدستور پڑھے، یہ دونوں طریقے ترمذی شریف میں مذکور ہیں، اختیار ہے کہ ان دونوں روایتوں میں سے جس روایت کو چاہے اختیار کرے اور بہتر ہے کہ کبھی اس روایت کے موافق عمل کرے اور کبھی اس روایت کے تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے۔ [شامی]

اس کی تسبیحیں چونکہ ایک خاص عدد کے لحاظ سے پڑھی جاتی ہیں یعنی حالت قیام میں پچیس یا پندرہ مرتبہ اور باقی حالتوں میں دس دس مرتبہ اس لیے کہ اس کی تسبیحوں کے گننے کی ضرورت ہو گی اور اگر خیال ان کی گنتی کی طرف رہے گا تو نماز میں خشوع نہ ہوگا، لہٰذا فقہاء نے لکھا ہے کہ ان کے گننے کے لیے کوئی علامت مقرر کر دے مثلاً جب ایک دفعہ کہہ چکے تو اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کو دبا دے، پھر دوسری کو اسی طرح تیسری چوتھی پانچویں کو جب چھٹا عدد پورا ہو جائے تو دوسرے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں یکے بعد دیگرے اسی طرح دبا دے، اس طرح پورے دس عدد ہو جائیں گے۔ اور اگر پندرہ مرتبہ کہنا ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں ڈھیلی کر کے پھر دبا دے، پندرہ عدد پورے ہو جائیں گے، انگلیوں کے پوروں پر نہیں گننا چاہیے۔ [شامی]

اگر کوئی شخص صرف اپنے خیال میں عدد یاد رکھ سکے بشرطیکہ پورا خیال اسی طرف نہ ہو جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ [شامی]

اگر بھولے سے کسی مقام کی تسبیحیں چھوٹ جائیں تو ان کو اس دوسرے مقام میں ادا کر لے جو پہلے مقام سے ملا ہوا ہو بشرطیکہ یہ دوسرا مقام ایسا نہ ہو جس میں دوگنی تسبیحیں پڑھنے سے اس کے بڑھ جانے کا خوف ہو اور اس کا بڑھ جانا پہلے مقام سے منع ہو مثلاً قومے کا رکوع سے بڑھا

Marfat.com

دینا منع ہے۔ پس رکوع کی چھوٹی ہوئی تکبیریں قومے میں نہ ادا کی جائیں بلکہ پہلے سجدے میں اور اسی طرح دونوں سجدوں کی درمیان نشست کا سجدوں سے بڑھا دینا منع ہے، لہذا پہلے سجدے کی چھٹی ہوئی تکبیریں درمیان میں نہ ادا کی جائیں بلکہ دوسرے سجدے میں۔

[شامی، علم الفقہ ص ۵۰ جلد ۲، ابن ماجہ ص ۹۹، ترمذی ص ۹۵ تفصیل دیکھئے مسائل شب برات وشب قدر]

نمازتوبہ

جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے اس گناہ کے معاف کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے۔ [طحطاوی، شامی وغیرہ]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور اس کے بعد فوراً طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کے گناہ بخش دے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور سند اس آیت کی تلاوت فرمائی:۔

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ﴾ [پارہ ۴ سورۃ النساء]

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے پھر اللہ کا ذکر کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اللہ اسے بخش دیتا ہے چونکہ نماز بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عمدہ ذکر ہے، اس لیے یہ نماز اس آیت سے سمجھی جاتی ہے۔

نمازقتل

جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تا کہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخری عمل رہے۔

[طحطاوی، مراقی الفلاح وغیرہ]

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لیے کہیں بھیجا تھا، اثنائے راہ میں کفار مکہ نے انہیں گرفتار کیا، سوا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا۔ جب یہ شہید ہونے لگے تو انہوں نے ان لوگوں سے اجازت لے کر دو رکعت نماز پڑھی، اسی وقت

Marfat.com

سے یہ نماز مستحب ہوگئی۔ [مشکوۃ، علم الفقہ ص ۱۵ جلد ۲' بخاری ص ۲۲۸ جلد اول وطحطاوی ص ۲۱۹]

نمازِ تراویح

نماز تراویح رمضان میں سنت موکدہ ہے، مردوں کے لیے بھی اور عورتوں کے لیے بھی۔

[درمختار]

جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے۔ اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند دیکھا جائے چھوڑ دی جائے۔

نماز تراویح روزہ کی تابع نہیں ہے، جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے۔ اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ان پر ہوگا۔ [مراقی الفلاح]

مسافر اور وہ مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو، اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورتیں اگر تراویح کے وقت طاہر ہو جائیں اور اسی طرح وہ کافر جو اس وقت اسلام لائے ان سب کو تراویح پڑھنا سنت ہے، اگرچہ ان لوگوں نے روزہ نہیں رکھا۔ [مراقی الفلاح]

نماز تراویح کا وقت بعد نماز عشاء کے شروع ہوتا ہے۔ اور صبح کی نماز تک رہتا ہے۔ نماز عشاء سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائیں تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشاء کی نماز میں کچھ سہو ہو گیا، جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشاء کی نماز کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیے۔ [درمختار وغیرہ]

وتر کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے، اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔ [درمختار وغیرہ]

نماز تراویح کے بعد تہائی رات کے نصف شب سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔ اور نصف شب کے بعد خلاف اولیٰ ہے۔ [طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح]

نماز تراویح کی بیس رکعت باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ثابت ہیں، ہر دو رکعت ایک سلام سے بیس رکعتیں دس سلام سے۔ [درمختار، بحرالرائق وغیرہ]

نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے، ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے چاہے نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ

Marfat.com

پڑھے، چاہے چپ بیٹھا رہے، مکہ معظمہ میں لوگ بجائے بیٹھنے کے طواف کیا کرتے ہیں، مدینہ منورہ میں چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں، بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے۔

((سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاۤءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ)) [شامی]

اگر عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لیے کہ تراویح عشاء کی تابع ہے، ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہیں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہو جائے گا جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لیے کہ وہ ان لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا، جن کی جماعت درست ہے۔ [درمختار، شامی وغیرہ]

اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو گئی ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھ کر پھر تراویح میں شریک ہو اور اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو بعد وتر پڑھنے کے پڑھے۔ [درمختار]

مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ لوگوں کی کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہت ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے، اسی قدر پڑھا جائے باقی ﴿الم تر کیف﴾ سے آخر تک کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں، ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ [درمختار، مراقی الفلاح، بحرالرائق، شامی وغیرہ]

ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو گراں نہ گزرے، اگر گراں گزرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

Marfat.com

تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیے اس لیے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے اگرچہ کسی سورۃ کا جزو نہیں ہے، پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے گی۔ قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

تراویح کا رمضان کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہو جائے، مثلاً پندرہ روز میں قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی زمانے میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے۔ نماز تراویح اس نیت سے پڑھے۔

((نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيْ صَلٰوةِ التَّرَاوِيْحِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ))

''میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تراویح پڑھوں جو نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔''

نماز تراویح پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اور نمازوں میں بیان ہو چکا۔ نماز تراویح کی فضیلت اور اس کا ثواب محتاج بیان نہیں، رمضان المبارک کی راتوں میں جو عبادت کی جائے اس کا ثواب احادیث میں بہت وارد ہے۔ ایک صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر عبادت کرے، اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

[علم الفقہ ص ۵۴ جلد ۲' کتاب الفقہ ص ۵۴۴ جلد اول۔ تفصیل دیکھیے احقر کی مرتب کردہ کتاب مکمل و مدلل مسائل تراویح]

نماز احرام

جو شخص حج کرنا چاہے اس کے لیے حج کا احرام باندھتے وقت دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ [مراقی الفلاح۔ طحطاوی وغیرہ]

اس نماز کی نیت یوں کی جائے۔ ((نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْاِحْرَامِ سُنَّةَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ)) (ترجمہ) میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز احرام نبی

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پڑھوں۔

نماز کسوف وخسوف

(کسوف سورج گرہن کو اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہیں، اس کی قرات آہستہ ہونی چاہیئے۔[فتاویٰ رحیمیہ جلد اول ص ۲۲۶]

کسوف کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے: اکرنبی ﷺ نے فرمایا کہ کسوف، وخسوف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اس سے مقصود بندوں کو خوف دلانا ہے، پس جب تم اسے دیکھو تو نماز پڑھو۔

نماز کسوف وخسوف پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو اور نوافل کا ہے۔ نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے، بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے۔[مراقی الفلاح وغیرہ]

نماز کسوف میں وہ سب شرطیں معتبر ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں سوا خطبہ کے [طحطاوی مراقی الفلاح] نماز کسوف کے لیے اذان یا اقامت نہیں بلکہ اگر لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو پکار دیا جائے۔[مراقی الفلاح وغیرہ]

نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورہ بقرہ وغیرہ کا پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے۔

اور قرات آہستہ پڑھے۔[بہشتی زیور ص ۳۷ جلد ۲ بحوالہ شرح التنویر ص ۱۱۷ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۶ جلد اول]

نماز کے بعد امام کو چاہیئے کہ دعاء میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے، دعاء میں مصروف رہنا چاہیئے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آجائے تو البتہ دعاء کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے۔

خسوف کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے، مگر اس میں جماعت مسنون نہیں، اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے۔ مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے، یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے گھر میں تنہا پڑھے' نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی

Marfat.com

مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ [مراقی الفلاح وغیرہ]

جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں، ان کے علاوہ بھی جس قدر نوافل کی کثرت کی جائے باعث ثواب وترقی درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جن کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب نبی اکرم ﷺ نے فرمائی ہے مثل رمضان کے اخیر عشرے کی راتوں اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے ان اوقات کی بہت فضیلتیں اور ان میں عبادت کا بہت ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے، ہم نے احادیث کے خیال سے ان کی تفصیل بیان نہیں کی۔

استسقاء کے سلسلہ میں سب سے بڑی چیز توبہ، استغفار، عجز و نیاز اور بارگاہ خداوندی میں بندوں کی گریہ وزاری ہے جو نماز کے علاوہ اور صورتوں سے بھی ہو سکتی ہے، لیکن اگر نماز پڑھنا ہی طے ہو جائے تو پھر ضروری ہے کہ بستی یا شہر کے تمام چھوٹے بڑے مسلمان شہر سے باہر عیدگاہ یا کسی وسیع میدان میں جمع ہوں، پورے اخلاص اور دل کی گڑگڑاہٹ کے ساتھ توبہ اور استغفار کرتے رہیں۔ جب اجتماع ہو جائے تو جماعت سے دو رکعت نماز پڑھی جائے، امام صاحب قرات جہر سے کریں، سلام پھیرنے کے بعد یہ خطبہ پڑھا جائے، اس کے بعد دوسرا خطبہ وہی پڑھا جائے جو جمعہ کے خطبہ اولیٰ کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ بھی کریں، پھر دعاء مانگیں قلب رداء صرف امام صاحب کریں، مقتدی قلب رداء نہ کریں یعنی مقتدی حضرات چادر کو نہ پلٹیں۔ [ابوداؤد، زادالمعاد وحصن حصین]

نبی اکرم ﷺ سے استسقا کی جو دعائیں منقول ہیں منجملہ ان کے ایک دعا یہ ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍ عَاجِلاً غَيْرَ اٰجِلٍ اَللّٰهُمَّ اَسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّتًا وَبَلَاغًا اِلٰى حِيْنَ))

استسقاء کی دعا کا عربی زبان میں یا خاص انھیں الفاظ سے ہونا کچھ ضروری نہیں۔ [علم الفقہ ص ۵۷ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۲۱ جلد اول، کبیری ص ۴۲۷ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۹ جلد ۵، مشکوٰۃ ۱۳۲ جلد ا تفصیل دیکھئے خطبات ماثورہ]

Marfat.com

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ یا کوئی اژدھا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہیئے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں، استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں، ہاں اگر ایک دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کرلیں اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں، اس وقت نماز نہ پڑھیں، اطمینان کے بعد اس کی قضاء پڑھ لیں۔

اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں، اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنی چاہیے۔ اس قاعدے سے نماز پڑھیں۔ تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دیئے جائیں، ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ نماز شروع کر دے، اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو، جیسے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء بشرطیکہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں۔ تو جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے لگے ورنہ ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے جیسے فجر، جمعہ، عیدین کی نماز یا ظہر، عصر، عشاء کی نماز قصر کی حالت میں، اور دوسرا حصہ وہاں سے آ کر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے، امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو تنہا سلام پھیر دے۔ اور یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آ کر اپنی بقیہ نماز بے قرأت کے تمام کرلیں، اس لیے کہ وہ لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور دوسرا حصہ یہاں آ کر اپنی نماز قرأت کے ساتھ تمام کرے اس لیے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔ حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کے لیے آتے وقت پا پیادہ چلنا چاہیئے، اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر کی اسی قدر اجازت دی گئی ہے جس کی سخت ضرورت ہو، اگر امام تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلے حصے کے ساتھ ایک رکعت دوسرے کے ساتھ دو یا تین رکعت پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

[شامی]

دوسرے حصے کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جانا اور پہلے حصے کا پھر یہاں آ کر اپنی

Marfat.com

نماز تمام کرنا اس کے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آ کر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کر لے، تب دشمن کے مقابلے میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں۔ تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔ [درمختار، شامی وغیرہ]

یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کے لیے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے، پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔

اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدہ سے نماز پڑھی، بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو ان کو اس نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے، اس لیے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے وقت خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ شروع کی گئی ہے، بے ضرورت شدید اس قدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔

اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کے لیے اس قدر عمل کثیر معاف نہ ہوگا۔

نماز خلاف جہت قبلے کی طرف شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہیے کہ فوراً قبلے کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

اگر اطمینان سے قبلے کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آ جائے تو فوراً ان کو دشمن کی طرف پھر جانا چاہیے۔ اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔

اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو، اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں، بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگرچہ ایک مقام کی متعدد مساجد میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔

مسئلہ اگر کوئی قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدہ سہو کے بعد آ کر ملے تو اس کی شرکت

صحیح ہو جائے گی۔ اور اس کو جمعے کی نماز تمام کرنی چاہیے یعنی دو رکعت پڑھنے سے ظہر کی نماز اس کے ذمہ سے اتر جائے گی۔ [بحر الرائق، درمختار علم الفقہ ص۱۵۳ جلد۲]

مسئلہ شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ یہ دونوں اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں' ان دونوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے' جمعے کی نماز کے صحت و وجوب کے جو شرائط ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں سوا خطبے کے، جمعہ کی نماز میں خطبہ شرط ہے اور عیدین کی نماز میں شرط نہیں ہے۔ جمعہ کا خطبہ فرض ہے، عیدین کا خطبہ سنت، مگر عیدین کے خطبہ کا سننا بھی مثل جمعے کے واجب ہے، جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا ضروری ہے، اور عیدین کا نماز کے بعد مسنون ہے۔

[علم الفقہ ص۱۵۴ جلد۲] [تفصیل دیکھئے ''مسائل نماز جمعہ'' اور ''مسائل عیدین وقربانی'']

نماز عشق

مسئلہ نماز عشق بعض حضرات جو کہ اس طرح پڑھتے ہیں کہ قیام میں بیس دفعہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اس کے بعد دس دس دفعہ قومہ، سجدہ اور جلسہ میں پڑھتے ہیں، اس کی شریعت میں کچھ اصل نہیں ہے اور طریقت میں بھی وہی عبادت معتبر ہے جو شریعت سے ثابت ہو اور شرعاً جائز ہو۔ یہ خلاف طریق سنت ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۲۳۳ جلد۴]

سجدہ سہو کا بیان

نماز کے سنن و مستحبات اگر ترک ہو جائیں (یعنی چھوٹ جائیں تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی یعنی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور نماز کے فرائض میں سے کوئی چیز اگر سہواً یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جس کا کوئی تدارک نہیں جس کی وجہ سے نماز کا لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی چیز عمداً چھوڑ دی جائے تو اس کا تدارک نہیں ہو سکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور اگر نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز عمداً نہیں بلکہ سہواً چھوٹ جائے تو اس کا تدارک ہو سکتا ہے، اور وہ تدارک یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں پوری التحیات پڑھنے کے بعد داہنی طرف ایک مرتبہ سلام پھیر کر دو سجدے کر لیے جائیں اور سجدہ کے بعد پھر قعدہ کیا جائے اور التحیات اور درود شریف اور دعاء حسب معمول پڑھ کر پھر سلام پھیرا جائے، ان سجدوں کو سجدہ سہو کہا

Marfat.com

جاتا ہے۔

اتنی بات سمجھ لیجئے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے ان اقوال میں جو شرعی چیزوں کی خبر دینے اور دینی احکام کے بیان سے متعلق ہیں نہ کبھی سہو ہوا ہے اور نہ یہ ممکن ہے۔ ہاں آپ ﷺ کے افعال میں سہو ہوتا تھا، وہ بھی اس حکمت و مصلحت کے پیش نظر تا کہ امت کے لوگ اس طرح سہو کے مسائل سیکھ لیں۔ [مظاہر حق ص ۲۱ جلد ۲]

سجدہ سہو کے اصول

مسئلہ سجدہ سہو حسب ذیل وجہوں سے واجب ہوتا ہے۔

1. نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو ترک کردے (چھوڑ دے)
2. کسی واجب کو اس کے محل سے موخر کردے
3. کسی واجب کی تاخیر ایک رکن کی مقدار کردے
4. کسی واجب کو دو مرتبہ ادا کرے۔
5. کسی واجب کو متغیر کردے جیسے جہری (بلند آواز والی) نماز میں آہستہ اور آہستہ نماز میں بلند آواز سے قرات کردے۔
6. نماز کے فرائض میں سے کسی فرض کو اس کے محل سے موخر کردے
7. کسی فرض کو اس کے محل (جگہ) سے مقدم کردے
8. کسی فرض کو مکرر (یعنی دو مرتبہ بھولے سے ادا کرلے۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۶۲ و در مختار ص ۶۷۸ جلد اول]

مسئلہ سہو (بھول) کی وجہ سے اگر نماز میں کوئی ایسی خرابی ہوگئی ہے، مثلاً کسی رکن کو مقدم یا موخر کردیا یا رکوع قرأت سے پہلے کردیا، یا سجدہ رکوع سے پہلے کردیا، یا ایک رکن کو مکرر کردیا تو دو سجدے سہو کے واجب ہوں گے۔ [شرح نقایہ ص ۱۱۱ جلد ۱ کبیری ص ۴۵۵ نماز مسنون ص ۵۱۳]

مسئلہ دراصل سجدہ سہو ترک واجب سے ہی لازم ہوتا ہے مگر چونکہ تاخیر واجب میں بھی ترک واجب لازم آتا ہے، اس لیے تاخیر واجب سے بھی سہو لازم آتا ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۵ جلد ۴]

مسئلہ نماز کے سنن اور مستحبات کے ترک سے نماز میں کچھ خرابی نہیں آتی یعنی نماز صحیح ہو جاتی ہے، ہاں جن سنن کے چھوڑ دینے سے نماز میں کراہت تحریمہ آجاتی ہے ان کے ترک سے البتہ

Marfat.com

نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے، اس لیے کہ جو نماز کراہت کے ساتھ ادا کی جائے اس نماز کا لوٹانا واجب ہے۔ [شامی]

مسئلہ سجدہ سہو کر لینے سے وہ خرابی جو واجب کے چھوٹ جانے سے پیش آئی تھی وہ دور ہو جاتی ہے خواہ جس قدر بھی واجب چھوٹ گئے ہوں دو سجدے سہو کے کافی ہیں یہاں تک کہ اگر کسی سے نماز کے تمام واجبات چھوٹ گئے ہوں، اس کو بھی دو ہی سجدے کرنے چاہئیں، دو سے زیادہ سجدہ سہو مشروع نہیں ہے۔

مسئلہ سجدہ سہو کرنے کے بعد التحیات پڑھنا بھی واجب ہے۔

[علم الفقہ ص ۱۱۷ جلد ۲، درمختار ص ۶۸۱ جلد اول]

سجدہ سہو کا طریقہ

مسئلہ سجدہ سہو کسی نقصان کی وجہ سے ہو یا کسی زیادتی کی وجہ سے اس کے ادا کرنے کا طریقہ احنافؒ کے نزدیک یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد (التحیات) پڑھنے کے بعد پہلے داہنی طرف (ایک ہی) سلام پھیرے اس کے بعد دو سجدے کرے پھر تشہد (التحیات) درود شریف اور دعاء بدستور پڑھ کر نماز سے نکلنے کے لیے (دونوں طرف) سلام پھیرے۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۶۷ ہدایہ ص ۱۰۴ جلد اول کبیری ص ۱۷۴ شرح نقایہ ص ۱۱۰ جلد اول]

مسئلہ افضل یہ ہی ہے کہ داہنی طرف سلام پھیرنے کے بعد یہ سجدے کیے جائیں اگر بغیر سلام پھیرے یا سامنے ہی سلام کہہ کر سجدے کر لیے جائیں تب بھی جائز ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۱۷ جلد ۲]

مسئلہ سجدہ سہو کرنا تھا، لیکن دونوں طرف سلام پھیر دیا، تب بھی کچھ حرج نہیں پھر بھی سجدہ سہو دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کر لے۔ (اگر بولا نہ ہو)

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۶ جلد ۴ بحوالہ درمختار ص ۵۷۵ ج اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۶ جلد ۷]

مسئلہ اگر کسی نے پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا، اس کے بعد سجدہ سہو کیا تو اس پر (مزید) سجدہ سہو کے لئے دو سجدے واجب نہیں ہے۔ [عالمگیری ص ۶۵ جلد ۱]

مسئلہ سجدہ سہو کے لئے دو سجدے واجب ہیں، اگر سجدہ سہو میں بجائے دو سجدوں کے ایک ہی سجدہ کیا تو یہ کافی نہیں، لہٰذا نماز قابل اعادہ ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۶ جلد ۳ بحوالہ ہدایہ ص ۱۳۶ جلد اول]

مسئلہ اگر امام نے سجدہ سہو کیا اس کے بعد کسی شخص نے آ کر جماعت میں شرکت کی تو وہ امام

Marfat.com

کے سلام پھیرنے کے بعد اسی نیت اور اسی تحریمہ سے اپنی نماز پوری کر لے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۳ جلد ۲، طحطاوی ص ۲۵۶ جلد اول]

مسئلہ مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہو) سجدہ سہو میں تو امام کی متابعت کرے گا مگر اس کے ساتھ سلام نہیں پھیرے گا، اگر مقتدی نے یہ بات یاد ہوتے ہوئے کہ میری نماز باقی ہے سلام پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر بھولے سے سلام پھیر دیا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور سجدہ سہو بھی لازم نہ ہوگا کیونکہ وہ اس وقت مقتدی ہے اور مقتدی پر اس کی غلطی سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۹ جلد ۳، کبیری ص ۴۶۵، فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳ جلد ۵ بحوالہ بدائع الصنائع ص ۱۷۶ جلد اول فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۷ جلد ۱۰]

مسئلہ جب امام دوسری طرف کا سلام شروع کرے تو مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہو) کھڑا ہو جائے ایک طرف سلام پھیرنے پر کھڑا نہ ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ امام کے ذمہ سجدہ سہو ہو۔ [آپ کے مسائل ص ۲۹۳ جلد ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۷ جلد ۱۱ اور رد المحتار ص ۵۵۹ جلد اول و فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۴ جلد ۳] (یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سجدہ سہو میں امام کے ساتھ لوٹنا پڑ جائے۔ [رفعت قاسمی]

مسئلہ اگر کسی نے بجائے داہنی جانب کے بائیں جانب سلام پھیر دیا تو فقط داہنی جانب سلام پھیر لے، بائیں جانب سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی سجدہ سہو کی ضرورت ہے، نماز صحیح ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۷ جلد اول جوہرہ نیرہ ص ۵۵]

(دوبارہ بائیں جانب سلام پھیرنا اس پر لازم نہیں ہے۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

امام کو غلطی بتانے کا حکم

مسئلہ اگر امام نماز میں کوئی آیت بھول جائے مثلاً پڑھتے پڑھتے اٹک گیا یا پس و پیش میں پڑ گیا۔ تو مقتدی کے لیے جو اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے جائز ہے کہ بتا دے، لیکن صرف غلطی بتانا مقصود ہو، اپنی قرات مقصود نہ ہو کیونکہ امام کے پیچھے قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

واضح ہو کہ مقتدی کے لیے امام کو لقمہ دینے (غلطی بتانے) میں پیش دستی مکروہ ہے، یعنی جلدی نہیں کرنی چاہیے، اور اسی طرح امام کے لیے بھی مکروہ ہے کہ مقتدی کی رہنمائی کا متوقع ہو۔ اسے چاہیے کہ کسی اور سورت میں سے ضروری قرأت پڑھ لے، یا کوئی اور سورت پڑھ لے، یا پھر رکوع میں چلا جائے، بشرطیکہ مقدار فرض یا واجب قرأت پوری ہو چکی ہو۔

Marfat.com

مقتدی کا امام کے سوا کسی اور کو غلطی بتانا، مثلاً اپنے جیسے کسی دوسرے مقتدی کو یا کسی اور امام کو جو اس کا امام نہیں ہے، یا تنہا نماز پڑھنے والے کو یا کسی شخص کو جو نماز میں نہیں ہے، جائز نہیں ہے، اس سے نماز باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر تلاوت کے ارادہ سے نہ کہ بتانے کی غرض سے کچھ پڑھا تو نماز باطل نہیں ہوگی، تاہم ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح کوئی نمازی دوسرے کے بتانے پر عمل کرے تو نماز جاتی رہے گی، ہاں امام اپنے مقتدی کا لقمہ (غلطی) لے سکتا ہے، اس سے نماز باطل نہیں ہوتی پس امام یا منفرد (تنہا پڑھنے والا) کوئی آیت بھول جائے اور کوئی دوسرا جو نماز میں شامل نہ ہو نماز کے باہر سے بتا دے اور اس کے بتائے پر عمل کرے تو نماز باطل ہو جائے گی، ہاں اگر خود ہی اس کو بھولی ہوئی آیت وغیرہ یاد آ جائے تو اس پر عمل کرنے سے نماز باطل نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر امام لقمہ (غلطی) نہ لے تو لقمہ دینے والے اور امام کی نماز فاسد نہ ہوگی نماز صحیح ہوگی، سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں ہے، اگر غلطی سے سجدہ سہو کر لیا تب بھی نماز صحیح ہوگی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۸ جلد ۴]

مسئلہ واضح ہو کہ جس طرح قرأت میں کسی دوسرے کے بتائے ہوئے پر عمل کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے، اسی طرح کسی اور کی (جو نماز میں شامل نہیں ہے) بتائی ہوئی کسی بات پر بھی عمل کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ مثلاً صف میں کوئی جگہ خالی ہے اور کسی نے (باہر سے) نمازی سے کہا کہ اس جگہ کو پر کر لو، اور نمازی نے اس کا کہنا مان لیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر ایسی صورت ہو تو چاہیے کہ قدرے توقف کرے اور پھر بخوشی خود یعنی کسی کے کہنے کی بنا پر نہیں بلکہ خود وہ کام کر لے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۸۱ جلد ۱۔ ہدایہ ص ۹۷ جلد اول، شرح نقایہ ص ۹۲ جلد اول، کبیری ص ۴۴۰، فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳ جلد ۴]

مسئلہ اگر امام بقدر تین آیت کے بعد سورۃ فاتحہ کے پڑھ چکا ہے تو لقمہ دینے (بتانے) کا انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ فوراً رکوع کرنا چاہیے، اور اگر تین آیت سے پہلے بھول گیا تو بہتر یہ ہے کہ کسی دوسری جگہ سے پڑھنا شروع کرے، اگر ایسا نہ کیا، دوسری جگہ سے پڑھنا شروع نہیں کیا تو جب مقتدی پر ثابت ہو جائے کہ امام کو آگے یاد نہیں آ رہا ہے۔ تو لقمہ دے دے، بغیر مہلت کے لقمہ دینا مکروہ ہے، نماز بہر حال صحیح ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۶ جلد ۴، بحوالہ شامی ۶۵۰ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۵ جلد ۱، فتاویٰ عالمگیری ص ۹۹ جلد ۱]

مسئلہ نماز میں اگر امام کو حدث (وضو ٹوٹ جائے) ہو جائے تو خلیفہ بنانا درست ہے، ضروری نہیں، اگر عوام مسائل سے ناواقف ہیں تو ایسی حالت میں استیناف (نماز کا توڑنا) افضل ہے۔ پس پہلے نماز کو قطع کر دے اور کوئی عمل منافی کر لے، پھر وضو کے بعد از سر نو نماز شروع کرے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۱ جلد ۳ ورد المختار ص ۵۶۲ جلد اول]

مسئلہ اگر امام سجدہ کی حالت میں فوت ہو جائے تو وہ نماز فاسد ہو گئی پھر کسی کو امام بنا کر از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۷۰ جلد ۴، رد المختار ص ۵۵۳ جلد ۱]

مسئلہ اگر امام نے ناپاکی کی حالت میں یا بغیر وضو نماز پڑھا دی تو امام کو چاہیے کہ حتی الوسع جو جو مقتدیوں میں سے یاد آ جائیں ان کو اطلاع کر دے کہ فلاں وقت کی نماز کا اعادہ کر لیں، کیونکہ وہ نماز نہیں ہوئی تھی اور جو یاد نہ آئیں ان کی نماز ہو گئی۔ ان کو اطلاع نہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے، اگر کبھی یاد آ جائیں تو ان کو بھی اطلاع کر دی جائے، اور خود امام کو بھی اس نماز کا اعادہ کرنا چاہیے اور اس گناہ سے توبہ واستغفار کرے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۷۷ جلد ۳ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۶۴ جلد ۴، شامی ص ۵۵۳ جلد اول و در مختار ص ۵۲۵ جلد اول]

نماز میں قراءت کی غلطی کا قاعدہ کلیہ

مسئلہ نماز کی قراءت میں غلطی واقع ہونے کے سلسلہ میں فقہاء نے یہ قاعدہ کلیہ لکھا ہے کہ وہ غلطی جس سے معنی میں ایسا زبردست تغیر ہو گیا ہو کہ اس کے اعتقاد سے کفر لازم آتا ہو تو نماز ہر جگہ فاسد ہو جائے گی، خواہ تین آیت کے پہلے ایسی غلطی ہوئی ہو یا تین آیت کے بعد اور وہ غلطی جس سے حرف کی ہیئت میں فرق آ گیا ہو، مثلاً زیر زبر، پیش بدل جائے یا تشدید، تخفیف یا مد و قصر میں فرق ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی، البتہ اگر بہت تغیر ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اسی طرح کسی حرف میں تغیر ہو جائے جس کے سبب مراد سے بہت دور معنی بن جائیں، جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں، خواہ تغیر ایک حرف میں ہو یا زیادہ میں۔ اسی طرح ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا اور معنی بدل گیا، پس اگر ان دونوں حرفوں میں کسی مشقت کے بغیر فرق کر سکتا تھا، اگر نہیں کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ان دونوں حرفوں میں فرق کرنا دشوار رہا جیسے سین اور صاد میں اور ظاء اور ضاد میں اور طاء اور تاء میں پس اگر کسی نے قصداً ایسا پڑھا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر بلا قصد اس طرح زبان سے نکل گیا یا ایسا ناواقف اور جاہل ہے کہ

Marfat.com

ان دونوں میں فرق کو نہیں جانتا تھا تو نماز ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے کوئی لفظ زیادہ کر کے پڑھ دیا اور معنیٰ میں تغیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، خواہ وہ زائد لفظ قرآن شریف میں کسی جگہ آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ اور اگر اس لفظ کے زیادہ کرنے سے معنیٰ میں تغیر نہیں ہوا، لیکن قرآن شریف میں کہیں وہ لفظ موجود ہے تو نماز بالاتفاق درست ہے، اور اگر وہ لفظ قرآن کریم میں کسی جگہ نہیں آیا تو اس میں اختلاف ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور دوسرے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔

بہر حال مذکورہ بالا صورتوں میں علماء متاخرین اکثر جگہ گنجائش پیدا کرتے ہیں اور آسانی کا لحاظ کرتے ہیں اور نماز کے درست ہونے کا حکم دیتے ہیں اور متقدمین حضرات نماز کو لوٹانے کو کہتے ہیں اور نماز جیسی اہم عبادت میں احتیاط کا لحاظ کرتے ہیں۔

لہٰذا نماز پڑھنے والوں کو ان مسائل میں احتیاط سے کام لینا بہتر ہے، اور ضرورت کے وقت اپنے مقامی علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۴۲، بحوالہ شامی ص ۴۴۴ فتاویٰ دار العلوم ص ۷۲ و ص ۸۰ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۵۹۲ جلد اول]

مسئلہ نماز کی قراءت میں ایسی غلطی ہوئی جس سے نماز کا فاسد ہونا لازم آتا ہو لیکن پھر اس کی صحیح کر لی تو نماز صحیح ہو گئی، اگر غلطی کی اصلاح نہیں ہو گی تو نماز کا لوٹانا ضروری ہو گا۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۸ جلد ۴]

مسئلہ لفظ انا ضمیر متکلم جو کہ قرآن شریف میں برسم خط باثبات الف ہے تو ''انا'' کو باثبات الف پڑھنے سے اگرچہ نماز ہو جائے گی لیکن یہ لحن (غلطی) فی القراءت ہو گا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۷۳ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۵۸۹ جلد اول]

مسئلہ جن موقعوں میں راء اور لام کو پر کر کے پڑھنا چاہیے وہاں پر باریک پڑھنے سے نماز صحیح ہے، نماز میں کچھ خلل نہیں ہوا۔

مسئلہ جس جگہ میم اور نون غنہ کر کے پڑھا جاتا ہے اس جگہ میم اور نون کو ظاہر کر کے پڑھے تو یہ ظاہر ہے کہ حسب قاعدہ تجوید اس جگہ مد نہیں ہے لہٰذا یہ لحن ہے اور خطا ہے مگر نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۸۰ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۵۹۲ جلد اول]

(خواص کو اس مسئلہ میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے، کیونکہ جان بوجھ کر اس طرح پڑھنے سے

Marfat.com

نماز میں خلل واقع ہوگا۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

نماز میں خلاف ترتیب پڑھنا؟

مسئلہ کسی نے دوسری رکعت میں خلاف ترتیب پہلے کی سورت پڑھ دی مثلاً پہلی رکعت میں ﴿قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ الخ پڑھی اور دوسری رکعت میں ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ الخ﴾ پڑھی، پس اگر بھول کر ایسا کیا ہے تو نماز بلا کراہت درست ہے، اور اگر قصداً خلاف ترتیب پڑھا تو نماز مکروہ ہوئی اور اگر سہواً ہو جائے تو کچھ حرج نہیں اور دونوں صورتوں میں سے کسی میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور نماز بہر حال صحیح ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۰ جلد ۴، فتاویٰ دار العلوم ص ۴۱۹ ج ۴، شامی ص ۵۱۰ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۷ جلد ۱۰]

مسئلہ ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھنا فرائض میں نامناسب ہے، نوافل میں مضائقہ نہیں۔ [طحطاوی ص ۱۹۴ جلد ۱ فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۶ جلد ۲، فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۶ جلد اول]

مسئلہ اگر کسی نے دوسری رکعت میں بھول کر خلاف ترتیب شروع کی اور شروع کرتے ہی یاد آ گیا پھر اس نے اسے چھوڑ کر دوسری سورت ترتیب کی رعایت سے پڑھی تو اس کی نماز درست ہے مگر مکروہ ہوئی (تنزیہی) اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں۔ البتہ اس کے لیے وہ سورت چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا بہتر نہیں۔ [شامی ص ۵۱۰ جلد اول]

مسئلہ درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑ دی مثلاً پہلی رکعت میں ﴿اَرَأَيْتَ الَّذِيْ﴾ اور دوسری میں ﴿قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ الخ﴾ پڑھی یعنی درمیان میں ﴿اِنَّا اَعْطَيْنَا﴾ کی سورت چھوڑ دی تو یہ مکروہ تنزیہی ہے، سجدہ کرنا واجب نہیں ہے۔ [شامی ص ۴۲۵]

مسئلہ نماز میں قراءت کرتے ہوئے بھولے سے کسی لفظ کا ترجمہ پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوگئی اور سجدہ سہو سے وہ نماز صحیح نہ ہوگی، اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ [شامی ص ۳۴۰ جلد اول]

تجوید کی رعایت کے بغیر پڑھنا؟

مسئلہ اگر کسی نے بلند آواز میں تجوید کی رعایت کیے بغیر قرآن مجید پڑھا تو اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا، لبتہ اگر کوئی ایسی غلطی کی ہے جس سے نماز میں فساد آتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۱۹ جلد ۴، عالمگیری ص ۶۶ جلد اول، رد المختار ص ۹۰ جلد اول]

ایک سورت کو دو رکعت میں پڑھنا؟

مسئلہ اگر کسی نے دو رکعتوں میں ایک ہی سورۃ دوبارہ پڑھ لی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۳۲ و شامی ص ۵۱۰ جلد اول]

مسئلہ بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری پوری (چھوٹی) سورت پڑھے۔ اگر ایک رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے، لیکن بلا ضرورت یہ افضل نہیں ہے۔

[عالمگیری ص ۴۰ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۷ جلد اول]

مسئلہ ایک ہی رکوع کو مکرر دونوں رکعتوں میں پڑھنے سے نماز ہو جائے گی اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۵ و فتاویٰ محمودیہ ص ۹۵ ج ۷]

مسئلہ جو لوگ اول رکعت میں رکوع اور دوسری رکعت میں سورت جو رکوع سے بڑی نہیں ہوتی، پڑھتے ہیں، اس میں کچھ کراہت نہیں ہے، البتہ فضیلت اس میں ہے کہ دونوں رکعتوں میں پوری سورت پڑھی جائے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۵ ج ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۰ جلد اول]

مسئلہ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے، مگر نماز ہو جاتی ہے، اور خلاف اولیٰ سے مراد کراہت تنزیہی ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۵ ج ۲ بحوالہ فتح القدیر ص ۲۹۹ جلد اول]

مسئلہ وقت کی تنگی کے وقت فجر کی نماز میں چھوٹی سورتیں درست ہیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب کہ وقت تھوڑا ہو یا سفر وغیرہ میں عجلت ہو تو چھوٹی سورتوں کا فجر کی نماز میں پڑھنا درست ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۷ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۵۰۵ جلد ۱]

رموز واوقاف پر ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کی بحث

سوال ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۲) مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ (۳) عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ نِ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾

آیت "لا" پر اگر سانس ختم یا بند ہو جانے کی وجہ سے وقف کرے اور آخر لفظ کو نہ دہرا کر آگے بڑھتا چلے تو نماز میں کیا خلل ہے؟ نیز تیسری مثال میں اگر وقف کر لیا ہو تو آگے ﴿الَّذِيْ﴾ کہہ کر پڑھا جائے یا ﴿نِ الَّذِيْ﴾ کہہ کر؟

Marfat.com

جواب آیت "لا" پر بضرورت وقف کر دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور لفظ ماقبل کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نماز میں کچھ خلل نہیں ہے۔ (اگر دہرا لیا تو) اور تیسری مثال میں ﴿الَّذِیْ﴾ اور ﴿نِ الَّذِیْ﴾ پڑھنا دونوں طرح درست ہے۔ مگر وقف میں ﴿الَّذِیْ﴾ پڑھنا چاہیئے۔ [فتاوىٰ دار العلوم ص ۲۲۷ جلد ۲]

بعض لفظوں میں دو قراءتیں

سوال قرآن شریف میں بعض جگہ چھوٹے حروف لکھے ہوئے ہوتے ہیں مثلاً ﴿بَصۜطَةً هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِمُصَۜيْطِرٍ﴾ ان میں سے کون سا حروف دو مرتبہ پڑھا جائے؟

جواب لفظ ﴿يَبْصُۜطُ﴾ اور ﴿هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ﴾ اور ﴿عَلَيْهِمْ بِمُصَۜيْطِرٍ﴾ کے اوپر س لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ لفظ سین سے پڑھا گیا ہے اور صاد سے بھی یعنی تلاوت کرنے والا خواہ سین پڑھے خواہ صاد، نماز صحیح ہے، اور یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسے کلمات کو دو دفعہ پڑھے، بلکہ جس قاری کا اتباع کرے اسی کے موافق پڑھے۔ [فتاوىٰ دار العلوم ص ۲۲۴ جلد ۲ بحوالہ جلالین سورہ غاشیہ ص ۴۹۸]

صیغہ واحد کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا؟

مسئلہ نماز میں بوقت قرات واحد کو بصیغہ جمع اور جمع کو بصیغہ واحد پڑھنا مثلاً آیت کو آیات پڑھنا غلطی ہے، عمداً ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر غلطی سے ایسا پڑھا گیا تو نماز صحیح ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا کرنا نہیں چاہیئے۔

[فتاوىٰ دار العلوم ص ۲۴۷ جلد ۲ بحوالہ رد المختار ص ۵۹۱ جلد اول وزلۃ القاری]

قراءت میں سہو (بھول ہو جانے) کے مسائل

مسئلہ نماز میں پڑھتے پڑھتے بھول جائے یا متشابہ لگ کر دوسری جگہ کی دو تین آیات پڑھے اور پھر یاد آنے پر یا بھولنے کی وجہ سے ابتداء سے قرأت پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور غلطی سے اگر سجدہ سہو کر لیا تب بھی نماز ہو گئی۔

[فتاوىٰ دار العلوم ص ۳۹۳ جلد ۴ ورد المختار ص ۵۶۰ جلد اول وشامی ص ۱۸۲ جلد اول]

مسئلہ نماز جمعہ میں امام نے پہلی رکعت میں سورہ دہر شروع کی نصف سورت پڑھ کر آگے نہ

پڑھ سکا، دوبارہ سہ بارہ پڑھ کر اول سے جب پوری ہوئی، ایسی صورت میں نماز ہوگئی، سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۴ جلد ۴]

مسئلہ مقتدی نے بار بار لقمہ دیا جس میں ایک رکن کی مقدار (تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے کے برابر ہے) تاخیر ہوگئی تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو واجب نہیں اور نہ لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوگی۔ [شامی ص ۴۱۸ جلد اول]

مسئلہ بقدر واجب قراءت کے بعد قراءت میں غلطی سے سجدہ سہو نہیں آتا، لیکن اگر غلطی ایسی ہے جو مفسد صلوٰۃ (نماز کو توڑنے والی) ہے تو نماز کا لوٹانا لازم ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۸ جلد ۴]

مسئلہ اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ (الحمد شریف) یا دوسری سورت چھوڑ جائے اور اسی رکعت کے رکوع میں یا بعد رکوع کے یاد آجائے تو اس کو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی سورت کو پڑھ لے اور پھر رکوع کرے اور سجدہ سہو کرے، اس لیے کہ رکوع ادا کرنے میں تاخیر ہوگئی اور اگر سورہ فاتحہ وغیرہ چھوٹ جائے اور دوسری رکعت میں یاد آجائے تو اگر دوسری سورت چھوٹی ہے تو اس کو پڑھ لے اور سورۂ فاتحہ چھوٹی ہو تو اس کو نہ پڑھے، ورنہ ایک رکعت میں دو سورہ فاتحہ ہو جائیں گی اور تکرار سورہ فاتحہ کی مشروع نہیں۔ اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔
[علم الفقہ ص ۱۷ جلد ۲ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۶ اول و شامی ص ۶۲۷ جلد اول]

مسئلہ پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے تکرار (دو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہو گا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۶ جلد ۴ فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱ جلد ۱]

مسئلہ اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ سے پہلے دوسری سورت پڑھ جائے اور اسی وقت اس کو خیال آجائے تو چاہیے کہ سورہ فاتحہ کے بعد پھر سورت پڑھے اور سجدہ سہو کرے، اس لیے کہ دوسری سورت کا سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھنا واجب ہے اور یہاں اس کے خلاف ہوا ہے۔
[علم الفقہ ص ۱۱۷ ج و عالمگیری ص ۶۵ ج و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷ ج ۱]

نماز میں سورۂ فاتحہ یا صرف سورت پڑھی؟

مسئلہ اگر کسی نے صرف سورۂ فاتحہ پڑھی یا صرف کوئی سورت پڑھی اور رکوع میں چلا گیا تو ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا۔ [درمختار ص ۴۲۴ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۱۳ جلد ۴]

مسئلہ اگر کسی نے سورۂ فاتحہ کے بعد صرف چھوٹی دو آیتیں پڑھیں اور بھول کر رکوع میں چلا گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر قصداً رکوع میں چلا جائے تو نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

Marfat.com

[عالمگیری ص ۶۵ جلد اول وفتاوی دار العلوم ص ۴۰۸ ج ۴]

کیونکہ چھوٹی تین آیتیں یا بڑی ایک آیت ضروری ہے۔[محمد رفعت قاسمی]

مسئلہ اگر پہلی یا دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے سورت پڑھی تو سجدہ سہو کرنا ہوگا۔

[کبیری ص ۴۷۱]

نیز فرائض کی طرح نوافل (وسنن وغیرہ) میں بھول جانے سے سجدہ سہو کرنا ہوگا۔

[فتاوی دار العلوم ص ۴۰۹، کبیری ص ۴۷۱]

سورۂ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ لی؟

مسئلہ اگر کسی نے فرض کی پہلی یا دوسری رکعت میں بھول کر دو مرتبہ الحمد شریف پڑھ لی یا اکثر حصہ دوبارہ لوٹایا تو ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں دو مرتبہ الحمد پڑھ دی تو سجدہ سہو واجب نہیں، یہ مسئلہ فرضوں کا ہے، لیکن اگر نوافل کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد شریف دو مرتبہ پڑھ لی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ اگر کسی نے سورہ فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا اور تھوڑا سا حصہ بھول گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر تھوڑا سا حصہ پڑھا اور اکثر حصہ رہ گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

[عالمگیری ص ۶۵ جلد اول، فتاوی رحیمیہ ص ۱۶۸ جلد اول، فتاوی محمودیہ ص ۱۹۰ جلد ۷ وص ۱۸۵ جلد ۲]

سورۂ فاتحہ کے بجائے کوئی سورت پڑھ لی؟

مسئلہ اگر کسی نے پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اور بھول کر دوسری کوئی سورت شروع کر دی، پھر یاد آیا تو سورت چھوڑ کر پہلے سورہ فاتحہ پڑھے اور پھر اس کے بعد کوئی سورت ملائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے، اسی طرح اگر سورۂ فاتحہ چھوڑ کر مکمل کوئی سورت پڑھ لی، یا رکوع میں چلا گیا یا رکوع سے بھی اٹھ گیا، تو ان سب صورتوں میں لوٹ کر سورہ فاتحہ پڑھے اور پھر ترتیب کے مطابق بقیہ کام کرے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔[مسائل سجدہ سہو ص ۲۹، عالمگیری ص ۶۵ جلد اول]

مسئلہ الحمد شریف کو سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے اگر سورت کا کوئی جملہ بھی الحمد سے پہلے پڑھا گیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔[شرح نقایہ ص ۱۱۲ جلد اول]

مسئلہ فرض کی پہلی دو رکعتوں کو قراءت کے لیے متعین کرنا بھی واجب ہے۔

[شرح نقایہ ص ۷۰ جلد ۱، کبیری ص ۲۹۵]

Marfat.com

مسئلہ اگر پہلی رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت نہ پڑھی تو آخری رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت پڑھے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ [شرح نقایہ ص ۱۱۲ جلد ۱]

مسئلہ چار رکعت والی فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اور سورت پڑھے تو سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ [فتاوی رحیمیہ ص ۲۲ جلد ۳، بحوالہ درمختار ص ۴۲۷ جلد اول]

فاتحہ کے بعد جس سورت کا ارادہ کیا وہ نہیں پڑھی؟

مسئلہ کسی نے سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد ایک سورت پڑھنے کا ارادہ کیا، لیکن غلطی سے دوسری رکعت پڑھ ڈالی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [عالمگیری ص ۶۵ جلد اول]

مسئلہ کوئی سورت شروع کی پھر دوسری سورت پڑھی تو اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہے۔ [فتاوی دار العلوم ص ۳۷۵ جلد ۴]

التحیات کے بجائے فاتحہ یا فاتحہ کے بعد التحیات پڑھ لی؟

مسئلہ التحیات کے بجائے فاتحہ پڑھ دی یاد آنے پر التحیات پڑھی تو سجدہ سہو نہیں ہے، مگر تفصیل یہ ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ تشہد کی جگہ پڑھی یا پہلے سورۂ فاتحہ پڑھی پھر تشہد تو دونوں صورتوں میں سجدہ سہو آئے گا اور اگر پہلے تشہد پڑھا پھر فاتحہ تو سجدہ سہو نہیں لازم ہوگا۔

[فتاوی دار العلوم ص ۴۰۲ جلد ۴ وفتاوی رحیمیہ ص ۲۴۲ جلد اول]

مسئلہ اگر کسی شخص نے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد التحیات پڑھ ڈالی تو اس پر سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اگر سورۂ فاتحہ سے پہلے التحیات پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[عالمگیری ص ۶۶ جلد اول]

فاتحہ کے بعد دیر تک خاموش کھڑا رہا؟

مسئلہ کسی نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور چپ ہو گیا اور ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیتوں کے برابر خاموش کھڑا رہا، اس کے بعد سورت ملائی تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۴۸۷ ج ۴، بحوالہ ردالمحتار ص ۶۹۳ جلد اول و عالمگیری ص ۲۹۳ جلد اول]

Marfat.com

تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے؟

مسئلہ اگر کوئی شخص نماز میں ایسا فعل کرے جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے تو اس کو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔ مثلاً (۱) سورہ فاتحہ کے بعد کوئی شخص اس قدر خاموش رہے جس میں کوئی رکن ادا ہو سکے۔ (۲) کوئی شخص قراءت کے بعد اتنی ہی دیر تک خاموش کھڑا رہے۔ (۳) کوئی شخص قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد اتنی ہی دیر تک خاموش چپ بیٹھا رہے یا درود شریف پڑھے یا کوئی دعا مانگے، ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا۔

[علم الفقہ ص ۱۲۰ جلد ۲، فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۱ ج ۴ رد المختار ص ۴۲۷ جلد اول]

مسئلہ نمازی کے لیے قراءت، رکوع، سجود میں ترتیب قائم رکھنا بھی واجب ہے، پہلے قیام، پھر تحریمہ، پھر قراءت، پھر رکوع، دونوں سجدے اور آخر میں قعدہ۔

[شرح نقایہ ص ۶۹ جلد اول، ہدایہ ص ۶۳ جلد اول]

فرض کی آخری رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھا؟

مسئلہ اگر فرض کی خالی رکعتوں میں یعنی تیسری یا چوتھی رکعت میں کسی نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے (اگر چہ کچھ بھی نہ پڑھے بلکہ خاموش کھڑا رہا تو نماز درست ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ اگر فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورت بھولے سے یا قصداً پڑھ لی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [شامی ص ۴۷۸ جلد اول و عالمگیری ص ۹۵ جلد اول]

مسئلہ چار فرض کی آخری دو رکعت میں سورت ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ اخیرین میں اکتفاء فاتحہ پر واجب نہیں ہے کہ زیادتی سے ترک واجب ہوتا ہو بلکہ سورت ملانے اور نہ ملانے کا اختیار دیا گیا ہے، اگر چہ نہ پڑھنا سورت کا اولیٰ (بہتر) اور مسنون ہے بخلاف قعدہ اولیٰ کے اس پر اکتفاء تشہد پر اور درود شریف نہ پڑھنا واجب ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ؟ ۳۹۶ جلد ۴ و ص ۳۷۵ ج ۴ و فتاویٰ محمودیہ ص ۵۵ جلد ۱۳]

فرض کی پہلی رکعتوں میں سورت ملانا بھول جائے؟

مسئلہ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو لازم

Marfat.com

آتا ہے، کیونکہ سورت ملانا واجب ہے اور اس کے ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۹ جلد ۴، و عالمگیری مصری ص ۱۱۸ جلد اول]

مسئلہ سنت یا نفل یا فرض کی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورت ملانا بھول جائے اور رکوع کر دے تو اب قومہ کر کے (یعنی کھڑے ہو کر) سجدے میں جائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ مذکورہ صورت میں بہتر یہ ہے کہ لوٹ کر سورت پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ گو یہ صورت بھی درست ہے کہ رکوع کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۸ ج ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۶۸۳ جلد اول و ص ۴۹۹ جلد ا و امداد الفتاویٰ ص ۵۳۱ جلد ا]

مسئلہ اگر رکوع مکرر (دو مرتبہ) کیا یا تین سجدے کر لیے یا تشہد کے بعد چار رکعت والی نماز میں درود شریف پڑھ لیا، جس کی وجہ سے تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہو گئی تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔

[شرح نقایہ ص ۱۱۱ جلد اول، کبیری ص ۴۵۲]

مسئلہ فرض کی تیسری یا چوتھی یا دونوں رکعتوں میں غلطی سے سورت ملا لی تو نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۰۵ ج ۴ و شامی ص ۴۲۷ جلد اول و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۷ جلد اول]

آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنا؟

مسئلہ اگر آہستہ آواز کی نماز (ظہر، عصر) میں کوئی شخص بلند آواز سے قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قراءت کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیئے، ہاں اگر آواز کی نماز (فجر، مغرب، عشاء) میں بہت تھوڑی قراءت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں تو کچھ حرج نہیں۔

[علم الفقہ ص ۱۱۸ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۵ جلد اول، کبیری ص ۴۶۴، شامی ص ۲۹۴ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵ جلد اول]

مسئلہ اگر امام نے جہری نماز میں بھول کر آہستہ پڑھنا شروع کیا اور چھوٹی تین آیتیں پڑھنے کے بعد اسے یاد آیا یا کسی نے لقمہ دیا تو اس کو سورۂ فاتحہ شروع سے بلند آواز کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور آخر میں سجدہ سہو بھی کرے۔

مسئلہ اگر امام نے ظہر یا عصر کی نماز میں چھوٹی تین آیتیں بلند آواز سے پڑھ دیں اور اس کے بعد یاد آیا کہ یہ آہستہ قراءت والی نماز ہے تو جس قدر پڑھ چکا ہے اس کے بعد آہستہ آواز سے پڑھے، شروع سے آواز کے ساتھ قراءت دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

Marfat.com

[شامی ص ۶۹۴ جلد اول، مسائل سجدہ سہو ص ۳۳]

مسئلہ اگر کوئی امام عشاء کی آخری رکعتوں میں جہر (بلند آواز سے قراءت) کرے تو اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہو گا کیونکہ عشاء کی آخری رکعتوں میں اگر قراء ت پڑھے تو سر (آہستہ) لازم ہے، نیز ظہر کی آخرین میں جہر کرنے سے بھی سجدہ سہو لازم ہوگا۔ کیونکہ عشاء کی آخری رکعتوں میں اگرچہ قراءت واجب نہیں ہے لیکن اگر قرأت کرے تو اخفاء (آہستہ پڑھنا) لازم ہے۔

نیز ظہر کی آخری رکعتوں میں جہر کرنے سے بھی سجدہ سہو لازم ہوگا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۹ جلد ۴، وص ۳۹۰ جلد ۴ بحوالہ ہدایہ ص ۱۴۱ جلد اول و شامی ص ۴۹۷ جلد اول]

مسئلہ جس میں جہر واجب نہیں ہے، اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا اور جس میں جہر واجب ہے اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا، مگر جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو کا حکم نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۳ جلد ۴]

مسئلہ امام کے لیے فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور صرف رمضان المبارک میں وتر کی نماز میں بلند آواز سے قراءت واجب ہے، اسی طرح ظہر وعصر کی نماز میں آہستہ آواز سے قراءت واجب ہے۔ [ہدایہ ص ۷۳ جلد اول، شرح نقایہ ص ۸۳ جلد اول]

مسئلہ منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والا اگر جہری نماز میں آہستہ سے اور آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قراءت کر دے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [عالمگیری ص ۸۲ مسائل سجدہ سہو ص ۳۲، در مختار ص ۶۸۲ جلد اول]

((والحاصل ان الجهر فى الجهرية لا يجب على المنفرد اتفاقاً وانما الخلاف فى وجوب الاخفاء عليه فى السّرِيّةِ وظاهر الرواية عدم الو جوب كما صرح بذالك فى التتار خانية عن المحيط وكذا فى الذخيرة و شروح الهداية كالنهاية والكفاية والعناية و معراج الدراية وصرحوابان وجوب السهو عليه اذا جهر فيما يخافت فيه وانما هو على الامام فقط))[شامی ص ۴۹۸]

امام پر جہری نماز میں جہر اور سری نماز میں سر واجب ہے اس لیے اس کے ترک پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ منفرد کو اختیار ہے چاہے زور سے یعنی بلند آواز سے قراءت کرے یا آہستہ آواز سے۔

Marfat.com

مسئلہ جہری (بلند آواز سے قراءت والی) نماز میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرنے کے لیے اٹھے تو اس کو اختیار ہے۔ جی چاہے تو زور سے قراءت کرے اور اگر جی چاہے تو آہستہ آواز سے قراءت کرے۔ مسبوق اپنی باقی ماندہ رکعت میں منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کی حیثیت رکھتا ہے۔ البتہ زور سے پڑھنے کی صورت میں جہر کے ادنی درجہ پر عمل کرے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۹۰، ردالمحتار ص ۴۹۸ جلد اول]

سجدۂ تلاوت کی تاخیر سے سجدہ سہو کا حکم

مسئلہ نماز میں اگر کوئی شخص آیت سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے۔ اگر چھوٹی تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بعد سجدہ تلاوت کیا تو سجدہ تلاوت کر کے آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اگر تین آیتوں سے کم پڑھ کر ہی سجدہ تلاوت کر لیا ہے تو پھر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۵۴ بحوالہ شامی ۷۱۲ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۹ جلد ۲]

مسئلہ اگر سجدۂ تلاوت اس رکعت میں کرنا بھول گیا جس میں سجدہ کی آیت پڑھی تھی تو دوسری تیسری رکعت میں جب یاد آئے کر لے اور پھر سجدہ سہو کرے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۲۴ جلد ۴ بحوالہ عالمگیری ص ۱۳۲ جلد اول]

مسئلہ اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد یا دو تین آیت پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں نیت سجدہ تلاوت کی کر لی تو سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا اور مقتدیوں کو بھی نیت کرنے کی ضرورت ہے بغیر نیت کے ان کے ذمہ سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا اور تین آیات سے زیادہ میں فوریت منقطع ہو جاتی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۲۳ جلد ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۷۱۷ جلد اول]

مسئلہ امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا اور امام نے وہ آیت پڑھ کر سجدہ تلاوت کیا تو یہ سجدہ کافی ہے، اس صورت میں دو سجدے واجب نہیں ہیں۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۹ جلد ۳]

شک کی وجہ سے سجدہ سہو کرنا؟

مسئلہ اگر کسی پر سجدہ سہو واجب نہیں ہوا، محض شک اور شبہ کی وجہ سے سجدہ سہو نہ کرنا چاہئے اور اگر اتفاق سے غلطی سے سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو جائے گی، لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے اور آئندہ محض

Marfat.com

شبہ اور شک میں سجدہ سہو نہ کرنا چاہیئے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵٦ جلد ۴ و شامی ۵٦۰ جلد اول و امداد الاحکام ص ۵۴۴ جلد اول]

مسئلہ اگر سجدہ سہو واجب ہو اور نہ کیا تو نماز لوٹانا واجب ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۲۲۴ جلد اول]

مسئلہ اور جب یہ علم نہ ہو کہ اس بھول سے سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں تو سجدہ سہو کر لینا احوط ہے یعنی سجدہ سہو کر لینے میں احتیاط ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۸ جلد ۴]

مسئلہ اور اگر کسی شخص سے سہو ہو گیا تھا، اور سجدہ سہو کرنا اس کو یاد نہیں رہا، یہاں تک کہ نماز ختم کرنے کی غرض سے سلام پھیر دیا، اس کے بعد اس کو سجدہ سہو کا خیال آیا تو اب بھی سجدہ سہو کر سکتا ہے، تاوقتیکہ قبلے سے نہ پھرے یا کلام نہ کرے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۰ جلد ۲]

سجدۂ سہو میں تمام نمازیں برابر ہیں

مسئلہ نماز فرض ہو یا واجب و سنت یا نفل، تمام نمازوں میں سجدہ سہو کا حکم یکساں ہے، البتہ نماز عیدین اور جمعہ میں جب کہ مجمع بہت زیادہ ہو اور سجدہ سہو کرنے سے نمازیوں میں انتشار پیدا ہو جائے اور تشویش میں پڑ جائیں اور نمازیں خراب کر لیں تو ایسی صورت میں سجدہ سہو معاف ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر کسی جگہ نماز تراویح میں بھی مجمع کثیر ہو اور سجدہ سہو کرنے سے نمازیوں میں انتشار اور نماز میں فساد کا قوی اندیشہ ہو تو سجدہ سہو معاف ہو جائے گا۔ اور نماز کے لوٹانے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲ جلد ۵ و در مختار ص ٦۹۵ ج ۱]

سنت و نوافل میں پہلے قعدہ کا حکم

سوال چار رکعت والی سنت کے قعدہ اولیٰ یا دو رکعت والی سنت و نفل کے اندر التحیات بھول جائے، پھر اس حالت میں بیٹھ کر سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے تو اس کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب حامداً و مصلیاً! چار رکعت والی سنت میں قعدہ اولیٰ اور تشہد (التحیات) واجب ہے، اس کے چھوٹنے سے سجدہ سہو لازم ہے اور نفل میں دو رکعت پر قعدہ فرض ہے، اس کے ترک سے نماز درست نہ ہوگی، پس اگر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو سجدہ سے پہلے پہلے جب یاد آ جائے فوراً بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے۔ اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو چوتھی رکعت بھی اس کے ساتھ ملائے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کر دے، لیکن اس صورت میں دو رکعت

Marfat.com

معتبر ہوں گی اور پہلی دو رکعت قعدہ چھوٹنے کی وجہ سے فاسد ہوں گی اور اسی تحریمہ پر شفعہ ثانیہ کی بناء صحیح ہوگی، مگر سجدہ سہو ضروری ہے۔ تشہد بہر حال واجب ہے، اس کے ترک سے سجدہ سہو لازم ہو گا۔ قعود (بیٹھنا واجب اگر سہواً چھوڑ دیا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا، اس کے بعد یاد آیا تو بیٹھنا نہیں چاہیئے، اگر بیٹھے گا تو اس میں فقہاء کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ فرض کو ترک کر کے واجب کی طرف عود کیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہاں فرض کو ترک نہیں کیا بلکہ موخر کیا ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۹ جلد ۷ بحوالہ درمختار ص ۷۷۹ جلد اول]

مسئلہ دعائے قنوت واجب ہے اگر بھول جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز صحیح ہو جائے گی۔ [آپ کے مسائل ص ۳۶۸ جلد ۳]

قرأت میں درمیان سے آیت کا چھوٹنا؟

مسئلہ جہری نماز کے اندر قرأت کے دوران تین آیت پڑھنے کے بعد اگر پوری آیت چھوڑ دی گئی یا کچھ الفاظ قرآنیہ چھوڑ دیئے گئے اور اس کے چھوڑنے سے معنی کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی تو ایسی صورت میں نہ نماز کا اعادہ واجب ہے نہ سجدہ سہو لازم ہے، نماز درست ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۳۷۲ جلد ۳، عالمگیری ص ۶۵ جلد اول]

اگر رکعت کی تعداد میں شک ہو گیا تو؟

مسئلہ اگر کوئی شخص بھول گیا اور اس کو یاد نہیں رہا کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ اگر اس کا بھولنا پہلی مرتبہ ہوا ہے تو اس کے لیے نئے سرے سے یعنی دوبارہ نماز پڑھنی افضل ہے، اور اگر بار بار شک ہوا کرتا ہے (بھولتا ہے) تو پھر گمان غالب پر عمل کرنا چاہیئے، یعنی جتنی رکعتیں اس کو غالب گمان سے یاد پڑیں، اسی قدر رکعتیں سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کمی کی جانب کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز میں شک ہو کہ تین پڑھ چکا ہے یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھ کر نماز پوری کرے اور ان سب صورتوں میں سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۰ ج ۲ و ہدایہ ص ۱۰۸ جلد اول، شرح نقایہ ص ۱۱۳ ج ۱، فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۴ جلد ۴، کتاب الفقہ ص ۲۱ ۷ جلد اول]

مسئلہ اگر شک نمازی کو اس طرح مشغول کر دے کہ ایک رکن کی مقدار (تین مرتبہ سبحان اللہ

کہنے تک) شک میں گذر جائے اور شک کی حالت میں قراءت وتسبیح میں مشغول نہیں تھا، تو شک کی ان تمام صورتوں میں اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا، خواہ اس نے ظن غالب پر عمل کیا ہو، اور اس کی وجہ سے سوچنے میں دیر ہوئی ہو، یہ سجدہ سہو رکن کے موخر ہونے کی وجہ سے واجب ہوا ہے۔

[درمختار ص ۶۹۶ جلد اول]

مسئلہ اگر کسی نے بھول کر فجر کی نماز دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھ لی یا عصر کی نماز چار رکعت کے بجائے چھ رکعت پڑھ لی، پس اگر قعدۂ اخیرہ کر کے زائد رکعتیں پڑھی ہیں تو اس کا فرض ادا ہو گیا اور دو رکعت زائد نفل ہو جائیں گی، البتہ آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا، اور پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۲ جلد ۴ و ردالمحتار ص ۷۰۰ جلد اول]

(فجر اور عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس صورت میں زائد رکعت نفل پڑھنا ہو رہا ہے تو اس پر مفتی صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے، کیونکہ مکروہ جب ہے جب کہ قصداً پڑھے اور اگر بھول کر یا کسی مجبوری سے پڑھ لی تو مکروہ نہیں ہے۔

[محمد رفعت قاسمی]

مسئلہ امام جب کہ چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا اور پانچویں رکعت میں کھڑا ہو کر رکوع وسجدہ کر کے بیٹھا تو قعدہ اخیرہ کے فوت ہونے کی وجہ سے امام کی نماز نہیں ہوئی اور جب امام کی نماز نہیں ہوئی تو کسی بھی مقتدی کی نہیں ہوئی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۵ جلد ۴ وہدایہ ص ۱۴۲ جلد اول و ردالمحتار ۵۶۰ جلد اول باب الامامت]

قعدہ اخیرہ میں بیٹھنا ضروری ہے اگر بغیر بیٹھے اٹھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ امام اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت ملا لے اور سجدہ سہو کرے، فرض اس کے پورے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۱۸ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۷۰۱ جلد اول]

مسئلہ چوتھی رکعت میں التحیات پڑھ کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آ جائے تو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کو چاہیے کہ وہ چھٹی رکعت بھی ملا لے اور اخیر میں سجدہ سہو کر لے، اس کے چار فرض صحیح ہو جائیں گے اور آخر کی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔

Marfat.com

[عالمگیری ص ۶۷ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۸ جلد۲]

قعدہ اولیٰ میں بھول کر سلام پھیر دیا؟

مسئلہ اگر کسی نے قعدہ اولیٰ میں بھول کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا، اس کے فوراً بعد یاد آیا، پس اگر کوئی بات چیت نہیں کی تو تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے، کیونکہ سہواً سلام پھیر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، باقی رکعت پڑھ کر آخر میں سجدہ سہو کر لے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۱۲ جلد۴ بحوالہ رد المحتار ص ۵۷۵ جلد اول وفتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۹ جلد ۱]

مسئلہ پہلا قعدہ واجب ہے اور اگر نماز کا واجب بھول جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ سجدہ سہو لازم آتا ہے اس لیے اگر کوئی شخص بھول سے کھڑا ہو گیا تو اب نہ بیٹھے بلکہ آخر میں سجدہ سہو کر لے۔نماز صحیح ہو جائے گی۔[آپ کے مسائل ص ۳۷۱ جلد۳]

مسئلہ آخری قعدہ فرض ہے، اگر کوئی شخص بھول کر کھڑا ہو جائے تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو اس کو لوٹ آنا چاہیئے، فرض میں تاخیر کی وجہ سے اس پر سجدہ سہو واجب ہے، لیکن اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز باطل ہو جائے گی ایک اور رکعت ملا کر نماز پوری کر لے اور فرض نماز پھر نئے سرے سے پڑھے۔[آپ کے مسائل ص ۳۷۲ جلد۳]

مسئلہ پہلی یا تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھ گیا، پھر دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا، پس اگر ایک رکن کی مقدار بیٹھا رہا تو آخر میں سجدہ سہو واجب ہو گا۔[عالمگیری ص ۶۵ جلد اول]

مسئلہ اگر پہلا قعدہ کیے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو اگر بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے تو واپس نہ آئے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے، اور اگر بالکل سیدھا نہیں کھڑا ہوا تھا تو واپس بیٹھ جائے، ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہو گا۔[علم الفقہ ص ۱۱۹ جلد۲، کبیری ص ۴۵۹، شرح نقایہ ص ۱۱۲، ہدایہ ص ۱۰۶ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۸ جلد۴، در مختار ص ۶۸۵ جلد اول]

مسئلہ امام دو رکعت کے بعد بیٹھ گیا اور مقتدی بھول سے کھڑا ہو گیا، امام کے ساتھ قعدہ میں نہیں بیٹھا تو مقتدی پر واجب ہے کہ وہ بھی بیٹھ جائے اور بیٹھ کر التحیات پڑھے۔[در مختار ص ۶۸۶ جلد اول]

مسئلہ اگر کسی نے ظہر کے فرض میں دو ہی رکعت کے بعد یہ سمجھ کر کہ میں چار رکعتیں پڑھ چکا ہوں، سلام پھیر دیا اور سلام پھیرنے کے بعد خیال آیا تو اس کو چاہیئے کہ دو رکعتیں اور پڑھ کر نماز کو پوری کر دے اور سجدہ سہو کر لے۔[علم الفقہ ص ۱۲۰ ج ۲]

بشرطیکہ بولا نہ ہو یعنی کلام نہ کیا ہو اور قبلہ سے نہ پھرا ہو۔[رفعت قاسمی]

اگر قیام کی حالت میں التحیات پڑھ لی؟

مسئلہ: اگر کوئی شخص حالت قیام میں التحیات پڑھ جائے تو اگر پہلی رکعت ہو، اور سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے، اس لیے کہ تحریمہ اور سورۂ فاتحہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز پڑھنا چاہیئے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو اور التحیات بھی اسی قسم سے ہے اور اگر قراءت کے بعد پڑھے یا دوسری رکعت میں پڑھے خواہ قراءت سے پہلے یا قراءت کے بعد اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیئے اس لیے کہ قراءت کے بعد فوراً رکوع کرنا واجب ہے۔ اور دوسری رکعت کی ابتداء بھی قرأت سے کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص قومہ بھول جائے یا سجدوں کے درمیان میں جلسہ نہ کرے (یعنی نہ بیٹھے) تو اس کو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔[علم الفقہ ص ۱۱۸ جلد ۲]

اگر قعدۂ اخیرہ بھول جائے؟

مسئلہ: اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو جائے، سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو اس کو بیٹھ جانا چاہیئے اور سجدہ سہو کر لے اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو پھر نہیں بیٹھ سکتا بلکہ اس کی یہ نماز اگر فرض کی نیت سے پڑھتا تھا تو نفل ہو جائے گی اور اس کو اختیار ہے کہ اس ایک رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور ملا لے تاکہ یہ رکعت بھی ضائع نہ ہو اور دو رکعت یہ بھی نفل ہو جائیں۔ اگر عصر اور فجر کے فرض میں یہ واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے، اس لیے کہ عصر اور فجر کے فرضوں کے بعد نفل مکروہ ہے اور یہ رکعتیں فرض نہیں رہیں بلکہ نفل ہو گئی ہیں۔ پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی اور اس میں کچھ کراہت نہیں، مغرب کے فرض میں صرف یہی رکعت کافی ہے، دوسری رکعت نہ ملائے ورنہ پانچ رکعت ہو جائیں گی اور نفل میں طاق رکعتیں منقول نہیں اور اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوگی۔[علم الفقہ ص ۱۱۹ جلد ۲ و درمختار ص ۶۸۷ جلد اول]

مسئلہ: اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ میں اس قدر بیٹھنے کے بعد جس میں التحیات پڑھی جا سکے کھڑا ہو جائے (بغیر التحیات کے) تو اگر سجدہ نہ کر چکا ہو تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر لے۔ اس لیے کہ سلام کے ادا کرنے میں جو واجب تھا تاخیر ہو گئی۔ اور اگر سجدہ سہو کر چکا ہو تو اس کو چاہیئے کہ ایک رکعت

Marfat.com

اور ملا لے تاکہ یہ رکعت ضائع نہ ہو، اس صورت میں اس کی وہ رکعتیں اگر فرض کی نیت کی تھیں تو فرض ہی رہیں گی، نفل نہ ہوں گی (کیونکہ قعدہ اخیرہ بالکل نہیں بھولا بلکہ جتنی دیر میں التحیات پڑھتے ہیں بیٹھا رہا)۔

عصر اور فجر کے فرض میں بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لیے کہ عصر اور فجر کے فرضوں کے بعد قصداً نفل پڑھنا مکروہ ہے، اگر سہواً پڑھ لی جائے تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ اس صورت میں فرض کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی گئی ہیں یہ ان سنتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں جو فرض کے بعد ظہر و مغرب وعشاء کے وقت مسنون ہیں کیونکہ ان سنتوں کا نئی تحریمہ سے ادا کرنا نبی کریم ﷺ سے منقول ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۱۹ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۷ جلد اول، بحر ص ۱۰۳ جلد ۲، عالمگیری ص ۶۶ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۶ جلد ۳، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۲ ص ۱۷۲ جلد ۱۰، در مختار ص ۶۸۹ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۵ جلد ۲]

تین حالتوں کا ایک حکم

سوال اگر آخری رکعت میں تشہد کے بعد کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا تو پھر تشہد پڑھے یا سلام پھیر کر تشہد سجدہ سہو کا پڑھے۔ ایک صورت یہ کہ پورا کھڑے ہونے کے بعد فوراً بیٹھ گیا۔ دوسری شکل یہ کہ کچھ پڑھ کر، تیسرے ختم سورۃ کے بعد ہر تین حالات کا ایک حکم ہے یا مختلف؟

جواب ہر سہ حالات میں بیٹھ کر پھر تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کر کے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۳ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۷۰۰ جلد اول]

مسئلہ نماز کے اندر آخری قعدہ کر کے نمازی کھڑا ہو گیا اور پھر یاد آنے پر بیٹھا تو اب سجدہ سہو کے واسطے دوبارہ التحیات پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قعدہ وتشہد پہلے ہو چکا بیٹھتے ہی سلام پھیر کر سجدہ سہو کر لے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام ختم کا پھیرے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۱۵ جلد ۴ بحوالہ شامی ص ۷۰۰]

مسئلہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف کے بعد کچھ دیر تک سکوت کیا (خاموش رہا) اور سلام نہیں پھیرا تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۰ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۷۰۷ جلد اول]

مسئلہ قعدۂ اخیرہ میں دو مرتبہ التحیات پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۷ جلد ۳، عالمگیری ص ۱۱۹ جلد اول]

Marfat.com

قعدہ (بیٹھنے) میں سہو کے مسائل

مسئلہ فرض یا واجب یا سنن موکدہ چار رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کے تشہد کے بعد بھول کر اگر التحیات کے بعد چند الفاظ درود شریف کے پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص۴۱۲ جلد۴ بحوالہ رد المحتار ص۶۹۴ جلد اول، کبیری ص۴۶۰، شامی ص۴۷۸ جلد۱]

مسئلہ نماز واجب مثلاً وتر میں وہی حکم ہے جو نماز فرض میں ہے، وتر کی تین رکعات مثل مغرب کے ہے، اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے۔ پس اس میں اگر قعدہ اولی میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور سنن میں بھی چار رکعت والی میں بھی سجدہ سہو ہے۔ اور قعدہ اولیٰ کے ترک میں وہی احکام ہیں جو فرض کے قعدہ اولیٰ کے ترک میں، کہ اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب ہو تو بیٹھ جائے اور اگر زیادہ قریب کھڑے ہونے کے ہو تو نہ بیٹھے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ [فتاوی دار العلوم ص۳۹۴ جلد۴، شامی ص۶۲۳ جلد اول، درمختار ص۶۸۶ جلد اول]

مسئلہ اگر کوئی شخص پورا درود شریف یا اس کا نصف ﴿اَللّٰھُمَّ بَارِكْ سے حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ تک مکرر (دوبارہ) قعدہ اخیرہ میں پڑھے، اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص۳۹۱ جلد۴ بحوالہ شامی ص۶۹۳ جلد اول]

مسئلہ اگر درود شریف قعدہ اخیرہ میں بھول کر نہ پڑھا جائے اور دعائے ماثورہ پڑھتے وقت یاد آئے تو باقی ماندہ دعا کو چھوڑ کر درود شریف پڑھے اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص۳۹۲ جلد۴ بحوالہ رد المحتار ص۴۴۵ ج۱]

مسئلہ اگر کسی نے نصف درود شریف پڑھ کر بھولے سے دعائے ماثورہ شروع کر دی پھر خیال آئے تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ دعاء چھوڑ کر پہلے درود شریف پورا پڑھے اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [شامی ص۴۴۵ جلد اول]

مسئلہ اگر مسبوق نے (جس کی کچھ رکعت رہ گئی تھیں) امام کے پیچھے قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھ کر درود شریف اور دعائے ماثورہ وغیرہ بھی پڑھ لی تو اس پر بعد میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[مسائل سجدہ سہو ص۹۱]

مسئلہ مقتدی نے امام کے پیچھے اگر سہواً تشہد نہیں پڑھا تو اعادہ لازم نہیں اور اگر عمداً چھوڑا ہے تو نماز تو اس صورت میں بھی ہو گئی، مگر لوٹانا نماز کا ضروری ہے تاکہ ترک واجب عمداً سے جو خلل

Marfat.com

آ گیا ہے وہ دور ہو جائے۔ [امداد الاحکام ص ۴۸۳ جلد ۱]

مسئلہ اگر کسی نے قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھی اور اس کا کچھ حصہ چھوٹ گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔ [عالمگیری ص ۶۶ ج ۱]

مسئلہ قعدہ اولیٰ میں اگر کسی نے دو مرتبہ التحیات پڑھ لی تو سجدہ سہو کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ اگر قعدہ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر کچھ دیر تک خاموش بیٹھا رہا، اگر اس کی یہ خاموشی ایک رکن (تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے) کے برابر ہے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ایک رکن سے کم خاموشی رہی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ عالمگیری ص ۶۶ جلد اول]

مسئلہ اگر کوئی شخص التحیات پڑھنا بھول گیا اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر یاد آیا تو تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کرے، پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ [عالمگیری ص ۶۶ ج ۱]

مسئلہ التحیات کُل واجب ہے، اکثر یا بعض حصہ چھوٹ جانے سے بھی سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰ جلد ۵]

مسئلہ اگر کسی کے ذمہ سجدہ سہو واجب تھا اس کو التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرنا یاد نہ رہا، یہاں تک کہ درود شریف پڑھنے کے بعد یاد آیا تو یاد آتے ہی اس وقت سجدہ سہو کر لے، پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ [عالمگیری ص ۶۶ ج ۱]

مسئلہ اگر کسی نے قعدہ اخیرہ میں التحیات، درود شریف وغیرہ پڑھنے کے بعد سلام نہیں پھیرا بلکہ کسی سوچ میں دیر تک خاموش رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[شامی ص ۷۰۷ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۹ جلد ۵، عالمگیری ص ۸۲ جلد اول]

مسئلہ اگر امام کے پیچھے نماز میں کسی نے التحیات نہیں پڑھی تو اس کا لوٹانا ضروری نہیں ہے۔ اور نہ مقتدی پر سجدہ سہو واجب ہے۔ [شامی ص ۶۹۵ جلد ۱]

مسئلہ اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی کی التحیات ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی تو مقتدی کو چاہیئے کہ اپنی التحیات پوری کر کے سلام پھیرے اور اگر درود و دعائے ماثورہ رہ گئی ہو تو اس کے رہ جانے سے کوئی حرج نہیں ہے، امام کے ساتھ ہی سلام پھیرے اور اگر امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو جس کی التحیات رہ گئی ہو اس کو التحیات پوری کر کے کھڑا ہونا بہتر ہے اور اگر پوری کیے بغیر ہی امام کے ساتھ کھڑا ہو گیا جب بھی نماز ہو جائے گی۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۶۹ و امداد الفتاویٰ ص ۵۱۱ جلد اول]

Marfat.com

مسئلہ اگر نماز میں کسی پر سجدہ سہو واجب ہوا اس نے سجدہ سہو کرنے کے بعد التحیات پڑھنے کے بجائے سورہ فاتحہ پڑھ ڈالی تو اس پر دوبارہ سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ سورہ فاتحہ کے بعد پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر نماز پوری کرے اس کی نماز صحیح اور درست ہے۔[عالمگیری ص ٦٦ جلد اول]

مسئلہ اگر کسی نے رکوع یا سجدہ میں التحیات پڑھ لی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[طحطاوی ص ٢٥٠ جلد اول]

مسئلہ اگر آخری التحیات کے بعد سہو (غلطی) ہو جائے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے، نماز پوری ہو گی۔[آپ کے مسائل ص ٣٦٨ جلد ٣]

مسئلہ اگر التحیات کی جگہ کوئی سورت پڑھ لیں یا التحیات غلط پڑھ لیں تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔[آپ کے مسائل ص ٣٧٠ جلد ٣]

اذکار اور تسبیحات میں سہو کے مسائل

مسئلہ اگر کسی نے نماز میں ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہِ یا بِسْمِ اللّٰہِ یا ثَنَاء "سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ"﴾ چھوڑی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔[فتاوی عالمگیری ص ٦٥ ج ١ آپ کے مسائل ص ٣٦٥ جلد ٣]

مسئلہ اگر کوئی شخص رکوع یا سجدہ کی تسبیح پڑھنے کے بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔[ہدایہ ص ١٤٠ جلد اول]

مسئلہ اگر کسی نے بلند آواز سے اعوذ باللہ یا بسم اللہ یا آمین کہہ دی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ اگر کسی نے نماز کی حالت میں دوسرے شخص سے فاتحہ سنی، اور اس کے ولا الضالین کہنے پر نمازی نے آمین کہہ دی تو آمین کہنے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسی طرح کسی شخص کے دعا مانگنے پر نماز کی حالت میں آمین کہہ دی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[مسائل سجدہ سہو ص ٧٦]

مسئلہ اگر کوئی شخص ﴿سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ﴾ کو اس طرح پڑھتا ہو کہ "لیمن" سنائی دیتا ہو تو اس طرح پڑھنا اس شخص کا باعتبار قراءت کے غلط ہے، صحیح نہیں ہے، قراءت کے قاعدہ میں یہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ (پیش اور زیر) میں صرف بو واؤ اور یاء کی آ جائے نہ یہ کہ صریح واؤ اور یاء یعنی "ھو لیمن" پڑھا جائے یہ بالکل غلط ہے۔[فتاوی دار العلوم ص ٨٨ جلد ٤]

مسئلہ رکوع میں اتنی دیر ٹھہرنا کہ ہر عضو اپنے موقع پر برقرار ہو جائے اور ایک مرتبہ ((سُبْحَانَ

Marfat.com

رَبِّیَ الْعَظِیْمِ)) کہا جا سکے واجب ہے۔ اگر بھول کر اس کو چھوڑ دیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا، اور اگر قصداً ایسا کیا تو دوبارہ نماز ضروری ہے۔ [طحطاوی ص۱۶۶ ج۱]

(یعنی رکوع میں تسبیح پڑھنا تو سنت ہے، لیکن ایک تسبیح کی مقدار رکوع میں ٹھہرنا کہ ہر عضو اپنے موقع پر برقرار ہو جائے واجب ہے، اگر بھول کر اتنی دیر بھی رکوع میں نہ ٹھہر سکا تو سجدہ سہو واجب ہے، اور اگر قصداً ایسا کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

رکوع وسجدہ میں سہو کے مسائل

مسئلہ ایک رکعت میں دو رکوع کرنے سے بھی سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز لوٹانی پڑے گی، لیکن اگر یہ مسئلہ نماز عیدین میں پیش آجائے تو بوجہ اژدھام کثیر کے ترک سجدہ سہو سے نماز صحیح ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۳۷۹ جلد۴ ور دالمختار ص۷۰۵ جلد اول]

مسئلہ کوئی شخص سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد رکوع میں جانے کے بجائے بھول کر سجدہ میں چلا گیا، اور دوسری رکعت سے پہلے یاد آیا تو اس کو چاہیئے کہ اسی وقت اٹھ کر رکوع کرے اور پھر دوبارہ سجدہ کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر دوسری رکعت سے پہلے یاد نہیں آیا تو دوسری رکعت کا رکوع پہلی رکعت کا رکوع تصور کیا جائے گا اور یہ دوسری رکعت بھی پہلی رکعت سمجھی جائے گی اور یہ دوسری رکعت کالعدم ہو جائے گی۔ اس کے عوض میں اور رکعت اس کو پڑھنا ہوگی۔ اور اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

[علم الفقہ ص۱۱۹ جلد۲، عالمگیری ص۶۷ ج۱، فتاویٰ دار العلوم ص۴۱۶ جلد۴]

مسئلہ اگر کسی رکعت میں بھول کر دو سجدوں کے بجائے تین سجدے کرے تو اس سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ [آپ کے مسائل ص۳۷۱ جلد۳]

مسئلہ اگر کوئی شخص کسی رکعت میں ایک ہی سجدہ کرے اور دوسرا سجدہ بھول جائے اور دوسری رکعت میں یا دوسری رکعت کے بعد یا قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے سے پہلے یاد آجائے تو اس سجدے کو ادا کرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے بعد یاد آئے تو اس سجدے کو ادا کر کے پھر التحیات پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ [بحر ص۹۴ جلد۲، فتاویٰ محمودیہ ص۲۲۲ جلد۲، علم الفقہ ص۱۱۸ جلد۲، عالمگیری مصری ص۱۱۸ و فتاویٰ دار العلوم ص۳۷۸ جلد۴ و کبیری ص۴۵۵]

مسئلہ اگر بھولے سے امام تیسرے سجدے میں چلا گیا تو مقتدی اس کا اتباع نہ کریں البتہ امام پر

Marfat.com

سجدہ سہو واجب ہوگا اور سجدہ سہو میں مقتدی اتباع کریں گے۔

[شامی ص ۴۳۹ جلد اول وفتاویٰ دار العلوم ص ۴۱۶ جلد ۴]

مسئلہ اگر کسی نے نماز میں کسی رکن کو مقدم یا موخر کر دیا مثلاً پہلے سجدہ کر لیا بعد میں رکوع کر لیا، یا کسی رکن کو مکرر کر لیا مثلاً دو رکوع کر لیے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔

[فتاویٰ عالمگیری ص ۶۶ جلد اول]

امام کے ساتھ رکوع یا سجدہ رہ گیا تو؟

مسئلہ امام کے پیچھے نماز میں اگر کسی کا رکوع یا سجدہ چھوٹ جائے تو اسے چاہیئے کہ جس وقت یاد آئے فوراً رکوع یا سجدہ کر کے امام کے ساتھ ہو جائے، اور اگر اس وقت نہیں کیا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد رکوع یا سجدہ کر کے پھر سجدہ سہو (خود) کرے، اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت اختیار نہیں کی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔

[مسائل سجدہ سہو بحوالہ عالمگیری ص ۶۶ جلد اول]

مسئلہ امام کے پیچھے کوئی واجب چھوٹ جائے مثلاً التحیات کے، تو اس کا اعادہ بعد میں نہیں ہے اور سجدہ سہو بھی اس پر واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۴ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۶۹۵ جلد اول]

مسئلہ اگر امام پر سجدہ سہو واجب ہو، اور اسے سجدہ سہو کرنا یاد نہیں رہا تو مقتدیوں پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔ [عالمگیری ص ۶۶ جلد اول]

مسئلہ اگر جماعت میں مقتدی سے سہو (غلطی) ہو تو نہ مقتدی پر سجدہ سہو واجب ہے۔ اور نہ امام پر۔ [ہدایہ ص ۱۰۶ جلد اول، کبیری ص ۴۶۴]

مسئلہ اگر امام بھول جائے تو مقتدی پر بھی اس کی اقتداء کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔

[شرح نقایہ ص ۱۱۲]

مسئلہ مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

[بہشتی زیور ص ۶۶ جلد ۱۱ و شامی ص ۴۲۹ جلد اول]

مسئلہ رکوع چھوٹ گیا یا صرف ایک ہی سجدہ کیا تو نماز کے اندر اندر فوت شدہ رکوع اور سجدہ ادا کر لے، اور پھر آخر میں سجدہ سہو کر لے تو نماز کی اصلاح ہو جائے گی۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۵ جلد ۵ و عالمگیری ص ۸۱ جلد اول]

Marfat.com

مسئلہ اگر کوئی شخص قراءت کرنے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے ایک رکن کی مقدار یعنی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھا جا سکے، کھڑا سوچتا رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ [عالمگیری ص ۶۵ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸ جلد اول]

اگر رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ دی؟

مسئلہ اگر کسی نے رکوع میں سجدہ کی تسبیح یا سجدہ میں رکوع کی تسبیح پڑھ دی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے، البتہ مکروہ تنزیہی ہے یاد آ جائے تو پھر رکوع یا سجدہ کی تسبیح کہہ لے تا کہ سنت کے مطابق ہو جائے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۵ جلد ۴، در مختار بر حاشیہ شامی ص ۴۶۱ جلد اول، آپ کے مسائل ص ۳۱۵ جلد ۳]

مسئلہ رکوع کی تسبیح سجدہ میں کہہ رہا تھا، سجدہ ہی میں یاد آنے پر سجدہ کی تسبیح کہنی چاہیئے تا کہ سنت کے موافق ہو۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۵ جلد ۴]

مسئلہ نماز میں بہ مجبوری زمین پر ہاتھ ٹیک کر اٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۳۱۵ جلد ۳]

مسئلہ رکوع میں بجائے تسبیح کے کوئی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھ جائے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ رکوع کی تسبیح واجب نہیں ہے۔ اور تشہد (التحیات) واجب ہے اس میں ایسا کرنے سے یعنی تشہد چھوڑنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۶ جلد ۴، ہدایہ ص ۱۴۰ جلد اول باب سجود السہو]

مسئلہ نماز میں تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ اس کے علاوہ باقی نماز کی تکبیرات سنت ہیں۔ اس لیے اگر رکوع کو جاتے ہوئے تکبیر بھول گیا تو نماز ہو گئی، سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۳۱۵ جلد ۳]

اگر سجدہ کرنے میں شک ہو گیا؟

مسئلہ اگر کسی شخص کو نماز میں یہ شک ہو کہ میں نے ایک سجدہ کیا یا دو، پس ایسی صورت میں اگر کسی طرف ظن غالب نہیں ہے تو ایک سجدہ اور کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

[در مختار ص ۱۰۳ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص ۴۱۸ ج ۴]

Marfat.com

سجدہ سہو میں شک ہو گیا تو؟

مسئلہ اگر کسی پر سجدۂ سہو واجب تھا لیکن قعدہ اخیرہ میں اس کو سجدہ سہو کے بارے میں شک ہو گیا کہ میں نے سجدہ سہو کیا یا نہیں کیا تو ایسی صورت میں غلبہ ظن پر عمل کر لے، اور اگر کسی جانب رجحان نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں سجدہ سہو کرے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۴۸ بحوالہ شامی ص ۵۲۹ جلد اول]

تکبیرات کا صحیح طریقہ

سوال تکبیر تحریمہ کب کہے، ہاتھ باندھنے سے پہلے یا ہاتھ باندھ کر (۱) اگر امام کان تک ہاتھ اٹھانے کے بعد جب ناف تک پہنچے اس وقت تکبیر تحریمہ کہے تو نماز صحیح ہو گی یا نہیں؟ (۲) اگر امام صاحب کا ہاتھ ناف تک پہنچے اس وقت تکبیر تحریمہ کا ایک جزو کہے اور ہاتھ باندھنے کے بعد دوسرا جزء تو نماز صحیح ہو گی یا نہیں؟ غرض یہ کہ تکبیر تحریمہ کب شروع کرے اور کب ختم کرے، نیز رکوع و سجود کی تکبیرات کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب تکبیر تحریمہ یا تکبیر اولیٰ اور رفع یدین کے بارے میں تین قول ہیں۔ (۱) پہلے رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر (اللہ اکبر) شروع کرے اور تکبیر ختم ہوتے ہی ہاتھ باندھ لے۔ (۲) تکبیر اور رفع یدین دونوں ایک ساتھ شروع کرے اور ایک ساتھ ختم کرے۔ (۳) پہلے تکبیر شروع کر کے فوراً ہاتھ اٹھا کر ایک ساتھ ختم کر دے۔

[بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۱، شامی ص ۴۶۵ جلد اول]

مذکورہ تینوں صورتوں میں سے پہلی اور دوسری صورت افضل ہے، تیسری صورت بھی جائز ہے مگر معمول بہا نہیں ہے۔ [ہدایہ ص ۸۴ جلد اول]

اور جوہرہ میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ اولاً نمازی دونوں ہاتھ اٹھائے جب دونوں ہاتھ کان کے محاذات میں پہنچ کر قرار پکڑیں تب تکبیر شروع کرے۔ [جوہرہ ص ۴۹ ج ۱]

صورت مسئولہ میں نماز ہو گئی لیکن ہاتھ باندھنے تک تکبیر کو مؤخر کرنے کی عادت غلط اور مکروہ ہے۔ یہ ثناء ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ﴾ پڑھنے کا محل (جگہ) ہے نہ تکبیر کہنے کا، تکبیر ہاتھ باندھنے تک ختم ہونی چاہیئے۔ ہاتھ باندھنے تک موخر کرنے میں یہ بھی خرابی ہے کہ اونچا سننے والا اور بہرا مقتدی امام کی رفع یدین کو دیکھ کر تکبیر تحریمہ کہہ لے گا تو امام سے پہلے تکبیر کہنے کی بنا پر

اس کی اقتداء اور نماز صحیح نہ ہوگی، کیونکہ اگر تکبیر کا پہلا لفظ ''اللہ'' کہنے میں مقتدی سبقت کرے یا لفظ ''اللہ'' امام کے ساتھ شروع کرے مگر لفظ ''اکبر'' امام کے ختم کرنے سے پہلے ختم کردے، تب بھی اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ [درمختار مع شامی ص ۴۴۸ ج ۱] لہٰذا امام کو یہ عادت چھوڑ دینی چاہیے۔

جواب (۲): رکوع و سجود کی تکبیرات کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ رکوع کے لیے جھکنے کے ساتھ تکبیر شروع کرے اور (رکوع میں پہنچتے ہی) ختم کرے، اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت بھی تکبیر شروع کرے اور (سجدہ میں پہنچتے ہی) ختم کرے، رکوع و سجود میں پہنچ کر تکبیر کہنا خلاف سنت اور مکروہ ہے اور اس میں دو کراہت لازم آتی ہیں، ایک کراہت ترک محل کی کیونکہ یہ تکبیریں تکبیرات انتقال کہلاتی ہیں، رکوع اور سجدہ کی طرف منتقل ہونے یعنی رکوع کے لیے جھکنے اور سجدے میں جانے کے وقت ان کو کہنا چاہیئے تھا، یہ ان کا محل تھا جس کو ترک کردیا۔ دوسری کراہت ادائے بے محل کی یعنی جس وقت تکبیر کہہ رہا ہے وہ ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ یا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى﴾ کہنے کا وقت تھا، تکبیر کہنے کا وقت نہیں تھا، اس وقت تکبیر بے محل ہے۔ [منیۃ المصلی ص ۸۸، کبیری ص ۳۴۵]

مختصر یہ کہ امام کا یہ عمل خلافِ سنت ہے۔ انہیں سنت کے مطابق عمل کرنا لازم ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳۳ جلد اول و ص ۲ جلد ۳]

تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھے یا چھوڑ دے؟

مسئلہ تکبیر تحریمہ کے بعد اور وتر میں دعائے قنوت سے قبل، اسی طرح نماز عیدین کی پہلی رکعت میں تیسری تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھا کر باندھ لیے جائیں۔ ہاتھ چھوڑ کر پھر باندھنا کسی سے ثابت نہیں ہے، اختلاف اس بات میں ہے کہ ثناء اور قراءت پڑھنے کی حالت میں ہاتھ باندھے جائیں یا چھوڑیں رکھے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷ جلد ۳، نور الایضاح ص ۶۷ و امداد الاحکام ص ۴۶۵ جلد اول]

مسئلہ اگر تکبیر تحریمہ کھڑے کھڑے کہی اور پھر توقف نہ کیا، قیام اور تکبیر دونوں کا فرض (اتنی مقدار کھڑے رہنے سے) ادا ہو چکا، بعد اس کے قیام میں توقف کرنا اس کو لازم نہیں، اس لیے کہ جس قدر قیام پایا گیا وہ ہی کافی ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۱۴ جلد ۳، و فتاویٰ قاضی خاں ص ۴۷ جلد اول]

(یعنی مقتدی نے قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہی، اس کے بعد بلا توقف رکوع میں چلا گیا اور امام کو رکوع میں پالیا تو بحالت قیام تکبیر کہنے کی مقدار کافی ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

Marfat.com

مسئلہ اگر کسی نے تکبیر تحریمہ بحالت قیام نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے اور رکوع میں جاتے ہوئے کہی ہے اس لیے وہ نماز میں داخل نہیں ہوگا، جب داخل ہونا نماز میں صحیح نہ ہو تو رکعت کیسے معتبر ہو گی بلکہ نماز ہی صحیح نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ نماز میں داخل ہونے کی شرط تکبیر کا حالت قیام میں کہنا ہے، لہذا اگر قیام میں ''اللہ'' کہا اور رکوع میں ''اکبر'' کہا تو نماز میں داخل نہیں ہوگا۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۱۵ جلد ۴ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۱ ج ۲]

مسئلہ بعض مقتدی ایسی غلطی کر لیتے ہیں جس سے ان کی نماز فاسد ہو جاتی ہے مثلاً امام کے تکبیر تحریمہ یعنی ''اللہ اکبر'' کہنے سے پہلے مقتدی اللہ اکبر کہہ دیتے ہیں یا امام کے لفظ ''اللہ'' ختم ہونے سے پہلے ہی لفظ ''اللہ'' کہہ دیتے ہیں۔

ان دونوں صورتوں میں نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوتا ان مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ پھر دوبارہ ''اللہ اکبر'' کہہ کر امام کے پیچھے نماز کی نیت باندھیں۔ [صغیری ص ۱۴۲]

مسئلہ جب کوئی امام کے ساتھ رکوع میں آ کر شامل ہو تو تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھنا مسنون ہے۔ اگر ہاتھ نہ باندھے اور ویسے ہی رکوع یا سجدے میں چلا گیا تو بھی نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۹ جلد ۳ بحر الرائق ص ۳۲۰ جلد اول]

مسئلہ جب امام رکوع میں ہو تو آنے والے کو تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جانا چاہیئے، یہ طریقہ مسنون ہے لیکن اگر صرف تکبیر تحریمہ کہہ کر بغیر دوسری تکبیر کہے رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہو گئی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۸ جلد ۳ و شامی ص ۴۴۳ ج ۱]

مسئلہ مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں، رکوع بھی امام کے رکوع کے ساتھ، قومہ بھی اس کے قومہ کے ساتھ، سجدہ بھی اس کے سجدے کے ساتھ، غرضیکہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ۔ ہاں اگر قعدہ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں، اسی طرح قعدہ اخیرہ میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں، سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں، ہاں رکوع سجدے وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تب بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہیئے۔

[علم الفقہ ص ۹۸ ج ۲]

Marfat.com

بعد میں آنے والا رکوع میں کس طرح جائے؟

مسئلہ حکم یہ ہے کہ بعد میں آنے والا شخص کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ کر رکوع میں چلا جائے، تکبیر کے بعد قیام کی حالت میں ٹھہرنا کوئی ضروری نہیں۔ پھر امام کو عین رکوع کی حالت میں جاملا، تو رکعت مل گئی خواہ اس رکوع میں جانے کے بعد امام فوراً ہی اٹھ جائے اور اس کو رکوع کی تسبیح پڑھنے کا موقع بھی نہ ملے۔ (جب بھی رکعت کا ملنا شمار ہوگا)۔ اور اگر ایسا ہوا کہ اس کے رکوع میں پہنچنے سے پہلے امام رکوع سے اٹھ گیا تو رکعت نہیں ملی۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۱ جلد ۳]

رکوع وسجود کی تسبیحات زور سے پڑھیں یا آہستہ؟

مسئلہ فرض وغیرہ میں ثناء اور رکوع وسجود کی تسبیحات وغیرہ یا تلاوت قرآن کریم، ذکر و اوراد اور وظیفہ وغیرہ اس قدر زور سے پڑھنا کہ دوسروں کی توجہ بٹے، نماز پڑھنے والوں کو خلجان، وہ بھول جائیں یا ان کے خشوع وخضوع میں، یا اعتکاف کرنے والوں کی یکسوئی میں فرق آئے، یا سونے والوں کی نیند میں خلل پڑے، (اس طرح پڑھنا) درست نہیں، گناہ کا موجب ہے۔ (یعنی بعض حضرات کی عادت ہوتی ہے کہ نمازوں میں ثناء اور رکوع وسجود کی تسبیحات وتکبیرات انتقالات وغیرہ زور سے پڑھتے ہیں کہ قریب والوں کو حرج ہوتا ہے)۔ لہٰذا ایسی عادت چھوڑ دینی چاہیئے کہ حرج ہو۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳ جلد ۳ وشامی ص ۶۱۸ جلد اول]

تکبیرات میں سہو کے مسائل

مسئلہ ایک رکن سے دوسرے رکن میں جاتے وقت مثلاً رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت یا سجدہ سے اٹھتے وقت جو تکبیرات یعنی ''اللہ اکبر'' کہی جاتی ہیں، ان تکبیروں میں سے کوئی تکبیر کہنا بھول گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں، البتہ عیدین کی نمازوں میں دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر چھوڑ دی تو سجدہ سہو واجب ہوگا، مگر چونکہ عیدین کی نمازوں میں مجمع زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے سجدہ سہو راجح قول کے مطابق نہیں ہے۔ [فتاویٰ عالمگیری ص ۶۵ جلد اول، آپ کے مسائل ص ۳۷۱ جلد ۳]

مسئلہ کسی شخص نے تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز شروع کی اور قرات بھی کر لی، اس کے بعد تکبیر

تحریمہ کے بارے میں شک ہوا تو اس نے دوبارہ تکبیر تحریمہ کہی اور قراءت پھر دوبارہ شروع کی، اس کے بعد خیال آیا کہ تکبیر تحریمہ تو شروع میں کہہ لی تھی تو اس کے اوپر اخیر میں سجدہ سہو واجب ہے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۷۰، بحوالہ مبسوط ص ۲۳۲ جلد اول]

مسئلہ اگر امام بھول کر پہلی رکعت یا تیسری میں بیٹھ گیا پیچھے سے کسی مقتدی نے لقمہ دیا یا خود ہی یاد آیا تو امام کو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے ہوئے کھڑا ہونا چاہیئے۔ [کبیری ص ۳۱۴]

مسبوق ولاحق کی تعریف اور متعلقہ مسائل

مسبوق اس شخص کو کہتے ہیں جس کو نماز کا کچھ حصہ یا اکثر حصہ امام کے ساتھ نہ مل سکے۔ مسبوق کا حکم یہ ہے کہ اس کا جتنا حصہ نماز کا امام کے ساتھ رہ گیا ہو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے گا، یہ بالکل منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کے حکم میں ہوتا ہے۔ جس طرح منفرد آدمی نماز پڑھنے میں ثناء (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ تعوذ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الخ تسمیہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الخ﴾ اور قراءت کرتا ہے، اسی طرح یہ بھی باقی ماندہ نماز میں کرے گا، اور اگر کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ہوگا۔ [علم الفقہ ۹۶ جلد ۲]

مدرک وہ شخص جس کو شروع سے آخر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے۔ اور اس کو مقتدی اور موتم بھی کہتے ہیں۔ [علم الفقہ ص ۷ جلد ۲]

لاحق وہ ہوتا ہے جو امام کے ساتھ ابتداء میں شریک ہوتا ہے، لیکن کسی عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر کے امام کے ساتھ اقتداء کرنے کے بعد اس کی بعض رکعات یا تمام رکعات رہ جائیں، مثلاً غفلت کی وجہ سے، یا بھیڑ کی وجہ سے یا حدث لاحق ہونے (بے وضو ہو جانے) کی وجہ سے، یا بلا عذر کے، مثلاً اپنے امام سے پہلے رکوع، سجود کر لیا، اور اس طرح وہ رکعت رہ گئی، یا مقیم شخص جو مسافر امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہے، یا نماز خوف میں پہلی ایک یا دو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھتا ہے یہ لاحق ہوگا۔ اس کا حکم مقتدی کا سا حکم ہوتا ہے، یہ باقی ماندہ نماز میں قراءت نہیں کرے گا، نہ سجدہ سہو کرے گا (اگر بھول گیا اور سجدہ سہو اس پر واجب ہوا) اور نہ اس کا فرض اقامت کی نیت سے تبدیل ہوگا۔ ایسا شخص مسبوق کے برعکس پہلے اس حصہ کو قضاء کرے گا جو امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ گیا ہے۔ اور اگر جماعت باقی ہے تو یہ امام کے ساتھ شریک ہوگا۔

لاحق سے جو رکعت رہ گئی ہیں ان میں وہ مقتدی سمجھا جائے گا اور امام کے ساتھ جیسے مقتدی

Marfat.com

قرأت نہیں کرتا، ایسے ہی لاحق بھی قراءت نہیں کرے گا بلکہ سکوت (خاموشی) اختیار کرے گا۔ اور خاموش کھڑا رہے گا، اور اگر اس سے سجدہ سہو ہو جائے گا تو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔

[علم الفقہ ص ۹٦ جلد ۲]

مسئلہ مسبوق سے جو رکعتیں رہ گئی ہوں ان کو اس طرح ادا کرے، پہلے قراءت والی رکعت پڑھے اور پھر وہ رکعت جو بغیر قراءت کے ہوں، اور قعدہ میں ان رکعات کے مطابق بیٹھنا ہو گا جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں۔ مثلاً ظہر کی تین رکعات ہونے کے بعد وہ امام کے ساتھ شریک نماز ہوا ہو۔ اس کو ایک ہی رکعت امام کے ساتھ ملی ہو، اب یہ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورت ملا کر پڑھے گا اور پھر قعدہ میں بیٹھے گا، اور پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے بعد اور سورت ملائے گا قعدہ نہ کرے گا، کیونکہ اس کی یہ تیسری رکعت بنتی ہے، چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت نہ ملائے اور قعدہ میں نہ بیٹھے یہ آخری قعدہ ہو گا۔ [کتاب الفقہ ص ۷۲۱ جلد اول و علم الفقہ ص ۹۷ جلد ۲ وفتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۷ جلد ۳ ورد المحتار ص ۵۵۷ ج ا وفتاویٰ رحیمیہ ص ۳۴۴ جلد ۴]

(نوٹ: تفصیل آگے مسئلہ میں آرہی ہے)۔

مسئلہ مقتدی چار رکعت والی نماز میں جماعت کے ساتھ ایک رکعت پائے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اول کی دو رکعت میں قراءت پڑھے گا۔ اور آخر کی ایک رکعت میں صرف الحمد پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۴ جلد ۳]

مسئلہ اگر چار رکعت والی نماز میں جماعت کے ساتھ صرف دو رکعت ملی ہیں تو امام کے سلام کے بعد باقی دو رکعت میں الحمد اور سورت دونوں پڑھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۸ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۵۷ جلد اول]

مسئلہ اگر ایک رکعت رہ گئی ہو تو اٹھ کر (امام کے سلام کے بعد) جس طرح رکعت پڑھی جاتی ہے۔ سبحانک اللھم سے شروع کر دے اور سورہ فاتحہ اور دیگر سورت پڑھ کر رکعت پوری کرے۔ اور اگر دو رکعتیں رہ گئی ہوں تو اٹھ کر پہلی دو رکعتوں کی طرح پڑھے یعنی پہلی رکعت میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ سے شروع کرے اور سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھ کر رکوع کرے، دوسری رکعت سورہ فاتحہ سے شروع کرے۔ اور اگر تین رکعت رہ گئی ہوں تو پہلی رکعت میں سبحانك اللھم شروع کر کے سورہَ فاتحہ اور سورت پڑھے اور اس رکعت پر قعدہ کرے۔ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے اور تیسری رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے اور آخری قعدہ کرے۔

Marfat.com

[آپ کے مسائل ص۲۹۰ ج۳]

مسئلہ باقی ماندہ رکعتیں قراءت کے اعتبار سے تو پہلی ہوتی ہیں لیکن التحیات میں بیٹھنے کے لحاظ سے یہ رکعتیں آخری ہیں، پس اگر امام کے ساتھ ایک رکعت ملی ہو تو ایک رکعت اور پڑھ کر قعدہ کرنا ضروری ہے اور باقی دو رکعتیں ایک قعدہ سے ادا کرے۔ [آپ کے مسائل ص۲۹۰ جلد۳]

مسئلہ جس کو مغرب کی دو رکعت امام کے ساتھ ملی تو وہ قعدہ میں امام کے ساتھ صرف التحیات پڑھ کر خاموش بیٹھا رہے، پھر جب ایک رکعت باقی ماندہ ادا کرے، اس وقت سب کچھ پڑھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص۳۹۳ ج۳، غنیۃ المستملی ص۴۴۱]

مسئلہ مغرب کی نماز میں جب امام کے ساتھ ایک رکعت آخری ملی تو باقی دونوں رکعتوں میں بیٹھنا اور التحیات پڑھنی ہوگی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۳۹۶ جلد۳ و فتاویٰ رحیمیہ ص۳۴۴ جلد۴]

مسئلہ جس شخص کو چار رکعت والی نماز میں مثلاً ظہر یا عصر میں ایک رکعت امام کے ساتھ ملے تو وہ شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی ماندہ رکعات اس طرح ادا کرے کہ اٹھ کر تعوذ اور ثناء پڑھ کر الحمد اور سورت اس رکعت میں پڑھے اور رکوع وسجدہ کر کے بیٹھ جائے اور التحیات پڑھے کیونکہ اس کی دوسری رکعت ہوگئی۔ ایک امام کے ساتھ اور ایک خود اٹھ کر پڑھی۔ التحیات پڑھ کر اٹھ جائے اور الحمد اور سورت پڑھ کر رکوع وسجدہ کرے۔ یہ اس کی تیسری رکعت ہوئی، سجدہ کے بعد فوراً اٹھ کر چوتھی رکعت صرف الحمد کے ساتھ پڑھے، یہ چوتھی رکعت ہوگئی۔ رکوع وسجدہ کر کے التحیات اور درود شریف اور دعا (رَبَّنَآ اٰتِنَا الخ وغیرہ) پڑھ کر سلام پھیر دے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص۳۹۷ ج۳، ردالمحتار ص۵۵۷]

مسئلہ عصر کی ایک رکعت پانے والے کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت پڑھ کر قعدہ درمیانی کرنا ہوگا۔ اور پھر دو رکعت پڑھ کر آخر میں بیٹھنا ہوگا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۳۹۶ ج۳ بحوالہ ردالمحتار ص۵۵۷]

مسئلہ اگر مسبوق سے رکعت میں کوئی فرض چھوٹ گیا، اگر اس نے اس فرض کا اعادہ نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۳۹۰ ج۳ بحوالہ ردالمحتار ص۴۱۱ ج۱]

مسئلہ اگر کسی کو مغرب کی نماز امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی اور دو رکعتیں چھوٹ گئیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعت اس طرح پوری کیں کہ درمیانی قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

Marfat.com

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۷ بحوالہ رد المحتار ص ۶۹۵ جلد اول]

مسئلہ امام پر سجدہ سہو واجب تھا اس نے سجدہ سہو کیا، اس کے بعد التحیات پڑھنے کی حالت میں کسی نے اقتداء کی تو یہ اقتداء درست اور صحیح ہے۔ بعد میں اس کے ذمہ سہو واجب نہیں ہے۔

[شامی ص ۵۲۶ جلد اول]

مسئلہ امام پر سجدہ سہو واجب تھا اس لیے اُس نے سجدہ سہو کیا، جب دوسرے سجدہ میں تھا تو کسی نے آ کر اس کی اقتداء کی یعنی دوسرے سجدہ سہو کے سجدہ میں آ کر شریک ہو گیا تو پہلے سجدہ کی قضاء اس کے ذمہ نہیں ہے۔ [عالمگیری ص ۶۶ جلد اول و مسائل سجدہ سہو ص ۸۶]

مسئلہ جو شخص جماعت میں کچھ رکعت ہونے کے بعد شامل نماز ہوا، اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس نے اپنی نماز پوری کر لی۔ اگر کسی سبب سے امام کی نماز نہیں ہوئی تو مسبوق (بعد میں شریک ہونے والے) کی بھی نماز اس صورت میں نہ ہوگی یعنی مسبوق کی نماز امام کی نماز کی صحت پر موقوف ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۱۹ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۵۳ جلد اول]

مسئلہ مسبوق کو حکم یہ ہے کہ جس وقت رکعت باقی ماندہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہو، اس وقت ثناء و تعوذ پڑھے اور جس وقت امام کے ساتھ شریک ہو اس وقت نہ پڑھے چاہے قراءت جہری ہو یا سری، پھر جب اپنی رکعت پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو اس وقت پڑھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۲ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۴۵۶ ج ۱]

مسئلہ اگر جہری نماز تنہا پڑھے تو آواز سے پڑھنا افضل ہے۔ جب کہ دوسروں کے لیے جہری یعنی بلند آواز سے قراءت کرنا تکلیف دہ نہ ہو۔

مسئلہ اگر سب کی نمازیں قضاء ہو گئی ہوں تو پھر امام زور سے ہی پڑھے۔

[ہدایہ ص ۷۴ جلد اول۔ شرح نقایہ ص ۸۲ جلد اول]

مسئلہ مسبوق (کچھ رکعت نکلنے کے بعد شامل ہونے والے) نے اگر سہواً (بھولے سے) امام کے ساتھ سلام پھیر دیا خواہ ایک طرف یا دونوں طرف اس طرح کہ مسبوق کا سلام امام کے سلام کے کچھ بعد واقع ہوا جیسا کہ عادت ہے یعنی بعد میں ہی سلام پھیرا جاتا ہے، تو مسبوق اٹھ کر اپنی باقی رکعات پوری کر سکتا ہے، نماز اس کی فاسد نہیں ہوئی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۸ جلد ۳، در مختار باب سجود السہو ص ۶۹۶ ج ۱، امداد الفتاویٰ ص ۵۱۲ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۵ جلد ۷]

مسئلہ مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، اگر وہ مسبوق دوسرے کے بتلانے سے اور یاد دلانے سے اٹھا اور خود بھی اس کو یاد دلانے سے یاد آ گیا اور اسی بناء پر وہ اٹھا تو سجدہ سہو کرنے سے

اس کی نماز ہوگئی۔ اور ایسی حالت میں ایسا ہی کرنا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص بتلا دے اور یاد دلا دے تو خود یاد کر کے اپنی یاد پر اس فعل کو کرے تاکہ نماز میں کچھ خلل نہ ہو۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۳ جلد ۳، رد المحتار ص ۵۸۱ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۰ جلد ۲]

(اگر بتلانے اور یاد دلانے پر فوراً کھڑا ہو گیا، اپنی یاد سے کام نہ لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، ایسی حالت میں یہ ہی شکل کرنی چاہیئے کہ بتلانے پر اپنی یادداشت پر زور ڈال کر اپنی رائے کے مطابق اٹھ کر پوری کر کے سجدہ سہو کر لے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ مسبوق بغیر کسی کلام کیے اور کچھ بولے بغیر اگر اٹھ گیا (رکعت پوری کرنے کے لیے) اگرچہ سلام پھیر دیا اور ہاتھ اٹھا کر (عربی میں) دعا بھی مانگ لی، اس کی نماز ہوگئی۔ آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ (یعنی باقی ماندہ رکعت پوری کر کے)۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۲ جلد ۳، رد المحتار ص ۵۶۰ جلد اول باب الاستخلاف]

باقی ماندہ نماز پڑھنے والے کی اقتداء کرنا؟

مسئلہ مسبوق کا اقتداء (جو شخص امام کے سلام کے بعد اپنی باقی ماندہ نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہوا اور کوئی آ کر اس کے پیچھے نیت باندھ لے) درست نہیں ہے وہ بحالت انفراد بعد فراغ امام کے دوسروں کا امام نہیں ہو سکتا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۶ جلد ۳]

(یعنی اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کی حالت میں کسی کا امام نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود امام سابق کا مقتدی ہے اپنی رکعت پوری کر رہا ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

ایک مسبوق کو دیکھ کر دوسرا مسبوق اپنی فوت شدہ رکعتیں پوری کرے؟

سوال دو آدمی ایک ساتھ جماعت میں شریک ہوئے، امام کے سلام کے بعد اپنی بقیہ رکعتوں میں شک ہوا کہ کتنی رکعتیں فوت ہوئی ہیں؟ تو اس نے اپنے ساتھی کو دیکھ کر اس کے مانند اپنی نماز ختم کی تو نماز صحیح ہوئی یا دہرانی پڑے گی؟

جواب صورت مسئولہ میں نماز صحیح ہوگی، دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں اگر اس نے ساتھی کی امام کی حیثیت سے اقتداء کی ہے تو نماز نہیں ہوگی۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۸ جلد اول بحوالہ درمختار مع شامی ص ۵۵۸ جلد اول]

Marfat.com

حرم شریف میں بھیڑ کے وقت مسبوق کے لیے حکم

سوال: حرم شریف میں حجاج کو اکثر دروازے میں جہاں سے لوگوں کی آمد ورفت ہے نماز کے لیے جگہ ملتی ہے (اور جس کی رکعت نکل جاتی ہے) امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کو پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے لوگ باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں مسبوق امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کھڑے ہو کر اپنی فوت شدہ نماز جلدی سے پڑھ کر امام کے سلام کے بعد لوگوں کے اٹھنے سے پہلے فارغ ہو جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: ایسے حالات میں جب کہ فوت شدہ رکعتیں پڑھنے کا امکان نہ ہو تو امام کے ہمراہ قعدہ اخیرہ میں مقدار تشہد بیٹھ کر کھڑا ہو جائے اور اپنی فوت شدہ رکعتیں جلدی سے ادا کر لے، نماز صحیح ہو جائے گی۔ (کبیری ص ۴۳۹ میں ہے کہ" خطرہ ہے کہ لوگ اس کے سامنے سے گزریں گے یا اس طرح کا کوئی اور خدشہ ہے تو اس وقت یہ بات مکروہ نہیں ہے کہ امام جب قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھ چکے یعنی اتنی دیر گزر جائے جتنی دیر میں التحیات پڑھی جا سکتی ہے تو وہ (مقتدی) کھڑا ہو جائے مگر اس کا پورا خیال رکھے کہ اس سے پہلے (یعنی جتنی دیر میں التحیات پڑھی جاتی ہے اس سے پہلے) ہرگز کھڑا نہ ہو۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۶ جلد اول]

مسئلہ: عیدین، جمعہ وغیرہ کے ہجوم (بھیڑ) میں تنگی کی وجہ سے پچھلی صف والے اگلی صف والوں کی (اگر جگہ نہ ہو تو) پشت پر بھی سجدہ کر سکتے ہیں۔ [شرح نقایہ ص ۹۷ ج ۱، کبیری ص ۲۸۶]

نوٹ: ان دونوں مسائل کا ہر جگہ فائدہ نہ اٹھایا جائے تا کہ عوام الناس پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسبوق پر سجدہ سہو کا حکم

مسئلہ: مسبوق جس کی رکعت امام کے ساتھ رہ گئی ہو وہ اپنے امام کے ساتھ ہر حال میں سجدہ سہو کرے گا، خواہ یہ بھول امام سے اس کے ملنے سے پہلے ہوئی ہو، یا اس کے ملنے کے بعد ہوئی (امام کے ساتھ سلام نہیں پھیرے گا بلکہ صرف سجدہ سہو میں شریک ہوگا) سجدہ سہو کے بعد جب امام سلام پھیرے گا تو اس کے بعد مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پورا کرے گا اور اگر مسبوق اپنی ان چھوٹی ہوئی رکعتوں میں جن کو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کر رہا ہے، کوئی سجدہ سہو

Marfat.com

واجب کرنے والی غلطی ہو جائے، یہ اس میں تنہا الگ سے سجدہ سہو کرے گا، اس لیے کہ یہ اپنی ان رکعتوں میں منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کے حکم میں ہے۔ [درمختار ص ۶۸۳ جلد اول وفتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۱ جلد ۴ بحوالہ شامی ص ۵۵۷ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۵۵ ج ۱۳ ومبسوط ص ۲۲۹ جلد اول]

یعنی الگ سے اس کو آخر میں دوبارہ سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔ [رفعت قاسمی]

منفرد و مقتدی پر سجدہ سہو کا حکم

مسئلہ واجب کے چھوڑنے سے سجدہ سہو منفرد پر بھی واجب ہوتا ہے اور مقتدی پر بھی، مگر مقتدی پر اس کے امام کے سہو کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اگر اس کا امام سجدہ سہو کرے گا تو اس کی پیروی میں مقتدی کو بھی کرنا ہوگا، مقتدی کے خود اپنے سہو (غلطی) سے اس پر سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے۔ (یعنی امام کے پیچھے اگر مقتدی سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو مقتدی پر سجدہ سہو نہیں ہے، ہاں مسبوق پر ہے یعنی جس کی رکعت رہ گئی ہو) نہ سلام سے پہلے نہ سلام کے بعد کیونکہ اگر سلام سے پہلے مقتدی سجدہ سہو کرے گا تو امام کی مخالفت لازم آئے گی اور امام کے سلام کے بعد وہ نماز سے نکل چکا ہوگا۔ [درمختار ص ۶۸۳ جلد اول وآپ کے مسائل ص ۳۶۴ جلد ۳]

مقیم، مقتدی، مسافر امام کے پیچھے سجدہ سہو کیسے کرے؟

مسئلہ ایک مقیم، ایک مسافر امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا تھا، امام سے بھول (غلطی) ہوگئی اور اس نے سجدہ سہو کیا، تو اب سوال یہ ہے کہ مقیم مقتدی کیا کرے؟

اس میں دو قول ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ وہ اپنے امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اس کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ رکعتیں پوری کرے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ مقیم مقتدی سجدہ سہو میں امام کی پیروی نہ کرے، بلکہ امام کے سلام کے بعد جب وہ اپنی بقیہ دو رکعتیں پوری کرلے تب وہ سجدہ سہو کرے۔ [درمختار ص ۶۸۴ جلد اول]

لاحق پر سجدہ سہو کا حکم

مسئلہ لاحق پر بھی (جو امام کے ساتھ نماز میں تکبیر تحریمہ سے شریک ہوتا ہے، لیکن کسی عذر کی وجہ سے یعنی وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے کچھ رکعتیں نکل گئیں تو) اپنے امام کے بھول ہو جانے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے مگر لاحق اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے گا، اگرچہ اس نے سجدہ سہو کرلیا

Marfat.com

تھا تو بھی اپنی نماز کے آخر میں دوبارہ سجدہ سہو کرے گا، اس لیے کہ ملنے کے وقت اس نے عزم کیا تھا کہ وہ پوری نماز میں اپنے امام کی پیروی کرے گا اور جب اس کے امام نے اخیر میں سجدہ سہو کیا ہے تو یہ بھی ایسا ہی کرے گا۔ [درمختار ص ۶۸۴ ج ۱]

مسئلہ اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہیئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے، اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے، مگر اس میں امام کی متابعت کا خیال رکھے، بعد اس کے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔

مثال:۔ عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا، اس درمیان میں نماز ختم ہوگئی تو اس کو چاہیے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھیں اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قراءت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے۔ اس لیے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا' پھر دوسری رکعت میں بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہے' پھر تیسری رکعت میں بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے' امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اس کو قراءت بھی کرنا ہوگی اس لیے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔ [علم الفقہ ص ۹۷ جلد ۲ و ردالمختار وغیرہ و نماز مسنون ص ۱۲۸]

مسئلہ نماز خوف میں پہلا گروہ لاحق کا حکم رکھتا ہے جو باقی ماندہ ایک یا دو رکعت بغیر قرأت کے ادا کرے گا۔ اور نماز خوف میں دوسرا گروہ مسبوق کا حکم رکھتا ہے۔ جو اپنی باقی ماندہ نماز منفرد کی طرح پڑھے گا۔ [نماز مسنون ص ۸۲۷ تا ص ۸۲۸]۔ اسی طرح جو مقیم شخص مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ مسافر امام کی نماز ختم کرنے کے بعد لاحق ہوگا۔ [بحوالہ مسلم ص ۲۲۰ جلد اول و اعلاء السنن ص ۳۷۶]

مسئلہ امام نے سلام کے کچھ دیر بعد سجدہ کیا تو مسبوق کیا کرے؟

مسئلہ امام پر سجدہ سہو واجب تھا اس کو یاد نہیں رہا' اس نے دونوں طرف سلام پھیر دیا اور مسبوق

(بعد میں شامل ہونے والا) اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا' اس کے بعد امام کو یاد آیا کہ مجھ پر سجدہ سہو واجب تھا (امام نے کلام نہیں کیا اور قبلہ سے بھی نہیں ہٹا تھا) لہٰذا امام فوراً سجدہ سہو میں چلا گیا تو اس مسبوق کو چاہیے کہ اگر اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو لوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شریک ہو جائے اور پھر جس وقت امام آخری سلام پھیرے تو اٹھ کر بقیہ اپنی نماز پوری کر لے۔ اور اس درمیان جو مسبوق نے قیام' قرأت اور رکوع کیا ہے وہ کالعدم تصور کیا جائے گا' اور اگر مقتدی نے لوٹ کر امام کے ساتھ سہو نہیں کیا جب بھی نماز صحیح ہو جائیگی' لیکن اخیر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہو گا البتہ اگر وہ مسبوق اپنی باقی ماندہ رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو پھر نہ لوٹے ایسی صورت میں اگر لوٹے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [فتاوی عالمگیری ص ٦٦ جلد اول]

مسئلہ اگر کسی مسبوق نے امام کے ساتھ سجدہ سہو نہیں کیا اور اٹھ کر اپنی بقیہ رکعتیں پوری کرنے لگا اور پھر اس سے بھی کوئی سہو (غلطی) ہو گیا تو ایک ہی مرتبہ اخیر میں سجدہ سہو کر لینا کافی ہے البتہ وہ مسبوق سلام کا انتظار کیے بغیر اٹھ جانے پر گنہگار ہو گا۔ [فتاوی عالمگیری ص ٦٦ جلد اول]

امام کو سہو ہونے کے بعد وضو بھی ٹوٹ گیا؟

مسئلہ کسی امام کو نماز میں سہو ہوا اور اس کے بعد اس کو حدث بھی لاحق ہو گیا یعنی وضو بھی ٹوٹ گیا، امام نے صف میں سے ایک مسبوق کو (جس کی رکعت نکل گئی ہو) اپنی جگہ خلیفہ (امام) بنا دیا تو وہ مسبوق سلام تک نماز پوری کر دے لیکن سلام نہ پھیرے جس وقت سلام پھیرنا ہو تو کسی مدرک کو (جس کو پوری نماز ملی ہے) آگے کر دے اور وہ مدرک آ کر سجدہ سہو کرے اور پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے مسبوق بھی اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے گا۔ [عالمگیری ص ٦٦]

نماز میں حدث (بے وضو) ہو جانے کا بیان

نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو جائے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حدث اصغر ہو گا تو دو حال سے خالی نہیں اختیاری ہو گا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہو گا یا نہیں، اگر اختیاری ہو گا تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہہ کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت

Marfat.com

سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے، ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوئے ہیں اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہوگا جیسے قہقہہ۔ جنون' بے ہوشی وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح، پیشاب، پاخانہ، مذی وغیرہ اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہیں ہوگی بلکہ اس شخص کو اختیار ہے کہ بعد اس حدث کے رفع کرنے کے اسی نماز کو تمام کرلے اور اگر نماز کا اعادہ کرلے تو بہتر ہے۔

اس صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

(۱) کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے۔

(۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے۔ مثلاً جب وضو کو جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرلے، اس لیے کہ قراءت نماز کا رکن ہے۔

(۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔

(۴) بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لیے جائے، ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو۔

(۵) مقتدی کو ہر حال میں اور امام کو اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز وہیں پڑھنا جہاں پہلے شروع کی تھی۔

(۶) امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کرنا جس میں امامت کی صلاحیت نہ ہو۔

منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرلے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحباب کے ساتھ کرنا چاہیئے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے، پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے، حاصل یہ کہ جس قدر حرکت سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے، بعد وضو کے چاہے وہیں اپنی نماز تمام کرلے چاہے جہاں پہلے تھا وہاں جا کر پڑھے۔

مسئلہ امام کو اگر حدث ہو جائے اگر چہ قعدہ اخیرہ میں ہو تو اس کو چاہیئے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرنے کے لیے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امام کے لائق سمجھتا ہو، اس کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے، مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے اور

Marfat.com

اس مسبوق کو اشارے سے بتلادے کہ اتنی رکعتیں وغیرہ میرے اوپر باقی ہیں رکعتوں کے لیے انگلی سے اشارہ کرے، مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھاوے، دو رکعت باقی ہوں تو دو انگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے، سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر، قراءت باقی ہو تو منہ پر، سجدہ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر، سجدہ سہو کرنا ہو تو سینے پر، پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آکر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے، اور جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کر لے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں' اگر پانی مسجد کے اندر ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں، چاہے کرے اور چاہے نہ کرے، بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔[شامی وغیرہ]

مسئلہ خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہٰذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کر دیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام کی نیت کر لے، تب بھی درست ہے بشرطیکہ امام مسجد سے باہر نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں سے یا سترہ سے آگے نہ بڑھا ہو، اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً سلام پھیر کر وضو کرنا چاہیئے۔ بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کر لے۔

مسئلہ مقتدی کو ہر حال میں اپنے مقام پر جا کر نماز پڑھنا چاہیئے، خواہ جماعت باقی ہو یا نہیں۔ اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اس کو چاہیئے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں، ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تا کہ وہ سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں مصروف ہو۔

مسئلہ اگر کسی کو قعدہ اخیرہ میں بعد اس کے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا عمداً حدث اصغر (یعنی وضو توڑے) کر لے، یا بے ہوش ہو جائے یا قہقہہ کے ساتھ ہنسے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا لوٹانا ضروری ہوگا۔[علم الفقہ ص ۱۱۱ تا ص ۱۱۳ جلد ۲]

(اس مسئلہ کی تفصیل دیکھئے احقر کی مرتب کردہ کتاب ''مسائل امامت'' محمد رفعت قاسمی غفرلہ)۔

Marfat.com

امام نے سورہ الناس پڑھی تو مسبوق کون سی پڑھے؟

مسئلہ ایک شخص مغرب کی نماز میں دوسری رکعت میں شامل ہوا اور امام نے دوسری رکعت میں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی تو اس صورت میں مسبوق کو اپنی باقیماندہ رکعت میں اختیار ہے۔ پورے قرآن شریف میں سے جو سورت چاہے اور جہاں سے چاہے پڑھے کیونکہ قراءت کے سلسلہ میں باقی ماندہ نماز ابتداء کے حکم میں ہوتی ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷۷ جلد ۳ بحوالہ درمختار ص ۵۵۷ جلد اول]

مسئلہ جن رکعتوں کو آپ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کریں گے ان میں آپ امام کے تابع نہیں بلکہ اپنی اکیلے نماز پڑھنے کے حکم میں ہیں، اس لیے ان رکعتوں میں آپ کو اپنی قرأت کی ترتیب ملحوظ رکھنا ضروری نہیں ہے مثلاً اگر آپ کی دو رکعتیں رہ گئی ہیں تو پہلی رکعت میں آپ نے جو سورت پڑھی ہے دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھیں، اس سے پہلے کی نہ پڑھیں، لیکن امام کی قراءت کی ترتیب کا لحاظ آپ کے ذمہ ضروری نہیں ہے۔ پس امام نے جو سورتیں پڑھی ہیں آپ بقیہ رکعت میں اس سے پہلے کی سورت بھی پڑھ سکتے ہیں اور بعد کی بھی۔

[آپ کے مسائل ص ۲۱۲ جلد ۳]

مسئلہ احناف رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ مسبوق جو رکعات امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھتا ہے وہ قراءت کے لحاظ سے اول ہیں یعنی حکماً اس کی نماز کا پہلا حصہ ہے، اگرچہ حصہ وہ آخر ہے اور تشہد کے اعتبار سے یہ آخر ہیں اور امام کے ساتھ جو رکعتیں اس نے پائی ہیں وہ تشہد کے اعتبار سے اول ہیں، قرأت کے اعتبار سے آخر میں ہیں۔ [نماز مسنون ص ۸۳۱، کتاب الفقہ ص ۷۰۱ جلد اول]

جماعت کے لوٹانے میں نئے نمازی کا شرکت کرنا؟

مسئلہ اگر فرض کے چھوٹنے کی وجہ سے نماز کا اعادہ ہوا ہے۔ (یعنی نماز دوبارہ پڑھی گئی) تو اس میں شریک ہونا نئے نمازی کا درست ہے، کیونکہ پہلی نماز باطل ہوگی اور اگر واجب کے چھوٹنے کی وجہ سے اعادہ ہوا ہے تو نئے آدمی کی شرکت درست نہیں ہے کیونکہ فرض پہلی نماز سے ادا ہو چکا ہے اور یہ صرف تکمیل ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ جلد ۱۰، طحطاوی ص ۱۳۴ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص ۵۱ جلد ۳، بحوالہ ردالمحتار ص ۴۲۶ ج ۱]

Marfat.com

مسئلہ اگر کسی شخص (یا امام) کے ذمہ سجدہ سہو واجب ہوا تھا اور وہ بھول گیا، بھول کر ادا نہیں کر سکا تو وہ نماز ناقص ہوگی، اس کا لوٹانا ضروری ہے لیکن دوبارہ لوٹانے کی صورت میں وہ نماز نفل ہوگی، فرض اس کا ادا ہو چکا ہے گو وہ ناقص ادا ہوا۔ یہ دوبارہ نماز تکمیل ثواب کے لیے ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جماعت کے ساتھ اگر دوبارہ پڑھی گئی اور اسی حالت میں کسی نے فرض کی نیت سے امام کی اقتداء کی تو اس مقتدی کا فرض ادا نہ ہوگا، اس کو دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۴۷ بحوالہ شامی ص ۲۲۴ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۶ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۷ جلد ۲]

مسئلہ بلا تاخیر نماز شروع کریں تو اقامت یعنی تکبیر کے لوٹانے کی ضرورت نہیں، پہلی اقامت کافی ہے، اور اگر تاخیر ہوگئی ہے تو اقامت (تکبیر) دوبارہ کہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱ جلد ۳، شامی ص ۳۷۲ جلد اول]

مسئلہ اگر دوبارہ تکبیر کہہ دی تو پھر بھی کچھ حرج نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۰ جلد ۲ بحوالہ رد المختار ص ۳۷۱ جلد اول]

ختم شد

بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اس خدمت سے عوام وخواص کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقع عنایت فرمائے اور خاکسار کی محنت کو فلاح دارین کا ذریعہ بنا کر آئندہ بھی دینی خدمت کی مقبولیت کا موقع عنایت فرماتا رہے۔ آمین

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ خَالِصًا لِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ))

محمد رفعت قاسمی

خادم التدریس دار العلوم دیوبند یو، پی (انڈیا)

مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۶ ہجری

مطابق ۱۷ فروری ۱۹۹۶ء

Marfat.com

فضائل وآداب دعا

مسمی به احکام الرجاء في احکام الدعاء یعنی قرآن کریم اور حدیث شریف میں دعاء کے جو طریقے اور آداب تعلیم فرمائے گئے ہیں ان پر مکمل اور جامع کتاب (احکام دعاء سے انتخاب اور ترتیب جدید کے ساتھ (ادارہ)

احادیث معتبرہ میں دعاء کے لیے مفصلہ ذیل آداب کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ جن کو ملحوظ رکھ کر دعاء کرنا بلاشبہ کلید کامیابی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی وقت ان تمام یا بعض آداب کو جمع نہ کر سکے تو یہ نہیں چاہیے کہ دعا ہی کو چھوڑ دے بلکہ دعا ہر حال میں مفید ہی مفید ہے اور ہر حال میں حق تعالیٰ سے قبول کی امید ہے۔

یہ آداب مختلف احادیث میں وارد ہوئے ہیں، پوری حدیث نقل کرنے میں رسالہ طویل ہوتا ہے اس لیے صرف خلاصہ مضمون اور اس کتاب کے حوالہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے جس میں یہ حدیث سند کے ساتھ موجود ہے۔

1. ادب کھانے پینے، پہننے اور کمانے میں حرام سے بچنا (رواہ مسلم والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)
2. ادب اخلاص کے ساتھ دعاء کرنا یعنی دل سے یہ سمجھنا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی ہمارا مقصد پورا نہیں کر سکتا۔ [الحاکم فی المستدرک]
3. ادب دعاء سے پہلے کوئی نیک کام کرنا اور بوقت دعاء اس کا اس طرح ذکر کرنا کہ یا اللہ میں نے آپ کی رضا کے لیے فلاں عمل کیا ہے آپ اس کی برکت سے میرا فلاں کام کر دیجیے۔ [مسلم، ترمذی، ابوداؤد]
4. ادب پاک وصاف ہو کر دعاء کرنا [سنن اربعہ، ابن حبان ومستدرک حاکم]
5. ادب وضو کرنا [صحاح ستہ عن ابی موسیٰ الاشعری]
6. ادب دعا کے وقت قبلہ رو ہونا [صحاح ستہ عن عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ]
7. ادب دوزانو ہو کر بیٹھنا [ابوعوانہ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ]
8. ادب دعاء کے اول وآخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا [صحاح ستہ عن انس رضی اللہ عنہ]
9. ادب اسی طرح اول وآخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔

Marfat.com

[ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، مستدرک]

۱۰ ادب دعاء کے لیے دونوں ہاتھ پھیلانا [ترمذی، مستدرک، حاکم]

۱۱ ادب دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر اٹھانا [ابوداؤد، مسند احمد، حاکم]

۱۲ ادب و تواضع کے ساتھ بیٹھنا [مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔ نسائی]

۱۳ ادب محتاجی اور عاجزی کو ذکر کرو [ترمذی]

۱۴ ادب دعاء کے وقت آسمان کی طرف نظر نہ اٹھانا [مسلم]

۱۵ ادب اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ ذکر کر کے دعاء کرنا [ابن حبان، مستدرک، اسماء الحسنیٰ آخر رسالہ میں لکھ دیئے گئے ہیں، وہاں دیکھ لیا جاوے]

۱۶ ادب الفاظ دعاء میں قافیہ بندی کے تکلف سے بچنا [بخاری]

۱۷ ادب دعاء اگر نظم میں ہو تو گانے کی صورت سے بچنا [حصن برمز موصوف]

۱۸ ادب دعاء کے وقت انبیاء علیہم السلام اور دوسرے مقبول و صالح بندوں کے ساتھ توسل کرنا یعنی یہ کہنا کہ یا اللہ ان بزرگوں کے طفیل سے میری دعاء قبول فرما [بخاری، بزار، حاکم]

۱۹ ادب دعا میں آواز پست کرنا [صحاح ستہ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ]

۲۰ ادب ان دعاؤں کے ساتھ دعاء کرنا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں کیونکہ آپ نے دین و دنیا کی کوئی حاجت چھوڑی نہیں جس کی دعاء تعلیم نہ فرمائی ہو۔

[ابوداؤد، نسائی، عن ابی بکرۃ الثقفی]

۲۱ ادب ایسی دعاء کرنا جو اکثر حاجات دینی و دنیوی کو حاوی و شامل ہو۔ [ابوداؤد]

۲۲ ادب دعاء میں اول اپنے لیے دعاء کرنا اور پھر اپنے والدین اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو شریک کرنا [مسلم]

۲۳ ادب اگر امام ہو تو تنہا اپنے لیے دعاء نہ کرے بلکہ سب شرکائے جماعت کو دعاء میں شریک کرے۔ [ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ]

روایت: ابوداؤد میں ہے کہ جو امام اپنے نفس کو دعاء میں خاص کرے اس نے قوم سے خیانت کی۔ مراد یہ ہے کہ نماز کے اندر امام ایسی دعاء نہ مانگے جو صرف اس کی ذات کے ساتھ مخصوص ہو مثلاً یہ کہے کہ اَللّٰھُمَّ اشْفِ ابْنِیْ یعنی اے اللہ میرے بیٹے کو شفا دے یا اِرْجِعْ اِلَیَّ ضَالَّتِیْ یعنی میری گمشدہ چیز کو واپس دے دے بلکہ ایسی دعاء مانگے جو سب مقتدیوں کو شامل ہو

Marfat.com

سکے۔ جیسے:((اللھم اغفرلی[1] وارحمنی وغیرہ ھذا ما افادہ شیخنا حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی رحمہ اللہ تعالی ولشراح الحدیث فیہ مقالات یاباھا نسق الحدیث واللہ اعلم))

۲۴ ادب عزم کے ساتھ دعاء کرے (یعنی یوں نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہے تو میرا کام پورا کر دے [صحاح ستہ]

۲۵ ادب رغبت وشوق کے ساتھ دعاء کرے [ابن حبان، ابوعوانہ، عن ابی ہریرۃ]

۲۶ ادب جس قدر ممکن ہو حضور قلب کی کوشش کرے اور قبول دعاء کی امید قوی رکھے۔ [مستدرک، حاکم]

۲۷ ادب دعاء میں تکرار کرنا یعنی بار بار دعاء کرنا [بخاری، مسلم] اور کم سے کم مرتبہ تکرار کا تین مرتبہ ہے۔ [ابوداؤد، ابن السنی]

(ف) ایک ہی مجلس میں تین مرتبہ دعاء کو مکرر کرے یا تین مجلسوں میں تکرار دونوں طرح تکرار دعاء صادق ہے۔

۲۸ ادب دعاء میں الحاح واصرار کرے [نسائی، حاکم، ابوعوانہ]

۲۹ ادب کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے۔ [مسلم، ترمذی]

۳۰ ادب ایسی چیزوں کی دعاء نہ کرے جو طے ہو چکی ہے۔ (مثلاً عورت یہ دعاء نہ کرے کہ میں مرد ہو جاؤں یا طویل آدمی یہ دعاء نہ کرے کہ پست قد ہو جاؤں۔ [نسائی]

۳۱ ادب کسی محال چیز کی دعاء نہ کرے۔ [بخاری]

۳۲ ادب اللہ تعالیٰ کی رحمت کو صرف اپنے لیے مخصوص کرنے کی دعاء نہ کرے۔ [بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ]

۳۳ ادب اپنی سب حاجات صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کرے (مخلوق پر بھروسہ نہ کرے)۔ [ترمذی، ابن حبان]

۳۴ ادب دعاء کرنے والا بھی آخر میں آمین کہے اور سننے والا بھی۔ [بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی]

---

[1] اس میں صیغہ مفرد ہونے کی وجہ سے شبہ نہ کیا جائے کیونکہ صیغہ مفرد میں بھی جماعت کی نیت کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ تکرار انفراداً ہو جماعت کے ساتھ دعا ثانیہ اور ثالثہ جو بعض بلاد میں رائج ہے اس کا ثبوت صحابہ وتابعین اور سلف سے نہیں ہے اس کا التزام بدعت ہے۔

Marfat.com

۳۵ ادب دعاء کے بعد دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے۔ [ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، ابن ماجہ]

۳۶ ادب مقبولیت دعاء میں جلدی نہ کرے یعنی یہ نہ کہے کہ میں نے دعاء کی تھی اب تک قبول کیوں نہیں ہوئی۔ [بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ]

اوقات اجابت (یعنی دعاء قبول ہونے کے خاص وقت)

شروع رسالہ میں بحوالہ حدیث بتایا گیا ہے کہ دعاء ہر وقت قبول ہوسکتی ہے۔ اور ہر وقت مقبولیت کی توقع ہے مگر جو اوقات اس جگہ لکھے جاتے ہیں ان میں مقبول ہو جانے کی توقع بہت زیادہ ہے، اس لیے ان اوقات کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

شب قدر: رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ کی طاق راتیں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ اور ان میں بھی سب سے زیادہ ستائیسویں رات قابل اہتمام ہے۔ [ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مستدرک]

یوم عرفہ: بھی مقبولیت دعاء کے لیے نہایت مبارک و مخصوص دن ہے۔ [ترمذی]

ماہ رمضان المبارک: رمضان کے تمام دن اور رات برکات و خیرات کے ساتھ مخصوص ہیں، سب میں دعاء قبول کی جاتی ہے۔ [بزار عن عبادۃ بن الصائب رضی اللہ عنہ]

شب جمعہ: بھی نہایت مبارک اور مقبولیت دعاء کیلئے مخصوص ہے۔ [ترمذی، حاکم، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ]

روز جمعہ: [ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم]

ہر رات: میں یہ اوقات قبولیت دعاء کے لیے مخصوص ہیں۔ ابتدائی تہائی رات [احمد ابویعلی] آخری تہائی رات [مسند احمد] آدھی رات [طبرانی] سحر کا وقت [صحاح ستہ]

ساعت جمعہ: احادیث صحیحہ میں ہے کہ جمعہ کے روز ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں جو دعاء کی جاوے قبول ہوتی ہے۔ مگر اس گھڑی کے تعین میں روایات اور اقوال علماء مختلف ہیں اور محققین کے نزدیک فیصلہ یہ ہے کہ یہ گھڑی جمعہ کے دن دائر سائر رہتی ہے۔ کبھی کسی وقت میں آتی ہے مگر تمام اوقات میں سے زیادہ روایات اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ وغیرہم سے دو وقتوں کو ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

اول: جس وقت سے امام خطبہ کے لیے بیٹھے نماز سے فارغ ہونے تک۔

[مسلم عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ، والنووی]

(ف): مگر درمیان خطبہ میں دعاء زبان سے نہ کرے کہ ممنوع ہے بلکہ دل دل میں دعاء مانگے یا

Marfat.com

خطبہ میں جو دعائیں خطیب کرتا ہے ان پر دل دل میں آمین کہتا جاوے۔ اور دوسرا وقت عصر کے وقت غروب آفتاب تک ہے۔ [ترمذی، احمد عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، ورجحہ الترمذی وغیرہ]

(ف): اس لیے صاحب حاجت کو چاہیے کہ دونوں وقتوں کو دعاء میں مشغول رکھے کہ اتنی بڑی نعمت کے مقابلہ میں دونوں وقت تھوڑی دیر رہنا کوئی مشکل چیز نہیں فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مقبولیت دعاء کے خاص حالات

جس طرح مخصوص اوقات مقبولیت دعاء میں اثر رکھتے ہیں اسی طرح انسان کے بعض حالات کو بھی حق تعالیٰ نے مقبولیت دعاء کے لیے مخصوص فرمایا جن میں کوئی دعا رد نہیں کی جاتی وہ حالات یہ ہیں۔

اذان کے وقت: [ابوداؤد، مستدرک]

اذان واقامت کے درمیان: [ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ]

حی علی الصلوٰۃ حیَّ علی الفلاح: کے بعد اس شخص کے لیے جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو اس وقت دعاء کرنا بہت مجرب ومفید ہے۔ [مستدرک]

جہاد میں صف باندھنے کے وقت: [ابن حبان، طبرانی، موطا]

جہاد میں گھمسان کی لڑائی کے وقت: [ابوداؤد]

فرض نمازوں کے بعد: [ترمذی، نسائی]

سجدہ کی حالت میں: [مسلم، ابوداؤد، نسائی] ف، مگر فرائض میں نہیں۔

تلاوت قرآن کے بعد: [ترمذی] اور بالخصوص ختم قرآن کے بعد (طبرانی، ابویعلی) اور بالخصوص پڑھنے والے کی دعاء بہ نسبت سننے والوں کے زیادہ مقبول ہے۔ [ترمذی، طبرانی]

آبِ زم زم پینے کے وقت: [مستدرک، حاکم]

میت کے پاس حاضر ہوتے وقت: یعنی جو شخص نزع کی حالت میں ہو اس کے پاس آنے کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ [مسلم وسنن اربعہ]

مرغ کے آواز کرنے کے وقت: [بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی]

مسلمانوں کے اجتماع کے وقت: [صحاح ستہ عن عطفیۃ الانصاریۃ]

مجالس ذکر میں: [بخاری، مسلم، ترمذی]

امام کے ولا الضالین کہنے کے وقت: [مسلم ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ]
(ف) بظاہر امام جزری کی مراد اس سے وہ حدیث ہے جو ابوداؤد نے باب التشہد میں ذکر کی ہے ((واذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا امین یجیبکم اللہ تعالی)) یعنی امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو، حق تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائیں گے اس سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر دعاء سے مراد صرف آمین کہنا ہے، دوسری دعائیں مراد نہیں۔ (اور آمین بھی آہستہ سے دل میں کہنا بہتر ہے)

اقامت نماز کے وقت: [طبرانی ابن مردویہ]

بارش کے وقت: [ابوداؤد، طبرانی، ابن مردویہ عن سہل بن سعد الساعدی] امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الام میں فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے صحابہ وتابعین کا یہ عمل سنا ہے۔ کہ بارش کے وقت خصوصیت سے دعاء مانگتے تھے۔

بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت: [ترمذی وطبرانی]

سورۃ انعام کی آیۃ کریمہ: ﴿وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّى نُؤْتَى مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾ [پارہ ۸ سورۃ انعام] دونوں اسم اللہ کے درمیان جو دعاء کی جائے وہ بھی مقبول ہوتی ہے۔ امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے اور بہت سے علماء سے اس کا مجرب ہونا منقول ہے۔

مکانات اجابت (یعنی دعاء قبول ہونے کی خاص جگہیں)

تمام مقامات متبرکہ میں مقبولیت دعاء کی زیادہ ہے، اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مکہ کی طرف ایک خط میں تحریر فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ جگہ دعاء کی مقبولیت مجرب ہے۔
''طواف'' میں اور ''ملتزم'' کے پاس (یعنی دروازہ بیت اللہ شریف اور حجر اسود کے درمیان جو جگہ ہے اس میں، اور ''میزاب رحمت'' یعنی بیت اللہ شریف کے پرنالہ کے نیچے، اور ''بیت اللہ'' کے اندر اور ''چاہ زمزم'' کے پاس اور ''صفا و مروہ'' پہاڑوں کے اوپر اور ''سعی کرنے کے میدان'' میں (جو صفا و مروہ کے درمیان ہے) اور ''مقام ابراہیم'' کے پیچھے اور ''عرفات'' میں اور ''مزدلفہ'' میں اور ''منیٰ'' میں اور ''تینوں جمرات'' کے پاس (جمرات وہ تین پتھر ہیں جو منیٰ میں نصب کیے ہوئے

ہیں جن پر حجاج کنکریاں مارتے ہیں) امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سرور عالم ﷺ کے حضور میں (یعنی روضہ اقدس کے پاس دعاء قبول نہ ہوگی تو کہاں ہوگی)۔

وہ لوگ جن کی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے

مضطر یعنی مصیبت زدہ کی دعاء بہت جلد قبول ہوتی ہے۔[بخاری، مسلم، ابوداؤد]

مظلوم اگر چہ فاسق وفاجر ہو اس کی دعاء بھی قبول ہوتی ہے۔[مسند احمد، بزار، ابن ابی شیبہ] بلکہ اگر مظلوم کافر بھی ہو تو اس کی بھی دعاء رد نہیں ہوتی [مسند احمد ابن حبان] والد کی دعاء اولاد کے لیے [ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ] عادل بادشاہ کی دعاء بھی مقبول ہوتی ہے [ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان] نیک آدمی کی دعاء مقبول ہے [بخاری، مسلم، ابن ماجہ] اولاد جو والدین کی فرمانبردار ہو اس کی بھی دعاء قبول ہوتی ہے [مسلم] مسافر کی دعا بھی مقبول ہے۔[ابوداؤد، ابن ماجہ، بزار] روزہ دار کی دعاء روزہ افطار کرنے کے وقت [ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان] غائبانہ دعاء ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لیے بھی مقبول ہے [مسلم، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ] حجاج کی دعاء جب تک وہ وطن میں واپس آویں۔[جامع ابی منصور]

حدیث صحیح میں ہے کہ تمام پریشانی اور مشکلات کے وقت رسول کریم ﷺ دعائے قنوت نازلہ پڑھا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد امام بلند آواز سے یہ دعاء پڑھے اور نمازی آمین کہیں گے۔ اس دعاء کے لیے تکبیر نہ ہو اور نہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ دعاء کے بعد تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ نمازی سجدہ میں جائیں یہ دعاء حصن حصین شریف اور دوسری کتب حدیث میں بھی ہے، اہل علم سے بھی معلوم ہو سکتی ہے۔ بندہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ، فی یوم عاشورہ ۱۳۸۱ھ ((اللھم تقبل دعو اتنا وامن روعاتنا واقل عن عثر اتنا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین)) [احکام وفضائل دعا]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

Marfat.com

حکم الاقساط

حیلۃ الاسقاط

میت کی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اور مرنے کے بعد دوسرے حقوق کے ادا کرنے کا شرعی طریقہ

حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت

میت کی فوت شدہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے واجبات وفرائض کی ادائیگی یا کفارہ کس طرح کیا جا سکتا ہے، جس سے وہ گناہ سے سبکدوش ہو جائے، اس کا بیان کتب فقہ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے، جس کا کچھ خلاصہ فائدہ عوام کے لیے اس رسالہ کے آخر میں لکھ دیا جائے گا۔

لیکن آج کل بہت سے شہروں اور دیہات میں لوگوں نے ایک رسم نکالی ہے جس کو ''دور'' یا ''اسقاط'' کہتے ہیں، اور جاہلوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ اس رسم کے ذریعہ تمام عمر کی نماز، روزوں اور زکوٰۃ وحج اور تمام فرائض وواجبات سے سبکدوشی ہو جاتی ہے اور اس رسم کو ایسی سخت پابندی کے ساتھ کیا جاتا ہے جیسے تجہیز وتکفین کا کوئی اہم فرض ہو جو کوئی نہیں کرتا اس کو طرح طرح کے طعنے دیتے ہیں۔

بلاشبہ فقہاء کے کلام میں دور واسقاط کی صورتیں مذکور ہیں، لیکن وہ جن شرائط کے ساتھ مذکور ہیں، عوام نہ ان شرائط کو جانتے ہیں، نہ ان کی کوئی رعایت کی جاتی ہے بلکہ فوت شدہ فرائض و واجبات سے متعلقہ تمام احکام شرعیہ کو نظر انداز کر کے اس رسم کو تمام فرائض وواجبات سے سبکدوشی کا ایک آسان نسخہ بنا لیا گیا ہے جو چند پیسوں میں حاصل ہو جاتا ہے، پھر کسی کو کیا ضرورت رہی کہ عمر بھر نماز روزہ کی محنت اٹھائے۔

اس مسئلہ کے متعلق کچھ عرصہ ہوا کہ ایک سوال مخدوم محترم حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب ''دامت برکاتہم'' مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور کے پاس آیا تھا، آپ نے جواب لکھنے کے لیے میرے سپرد فرمایا، یہ جواب کسی قدر مفصل اور کافی ہو گیا، اس لیے اس رسم میں ابتلائے عام

کے پیش نظر مناسب معلوم ہوا کہ اس کو بصورت رسالہ شائع کر دیا جائے، خدا کرے کہ یہ مسلمانوں کو جاہلانہ رسوم سے بچانے میں مفید ثابت ہو۔ واللہ الموفق والمعین۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ہمارے علاقہ میں ایک حیلہ مروج ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ جنازہ کے بعد کچھ لوگ دائرہ بناتے ہیں، میت کے وارث ایک قرآن شریف اور اس کے ساتھ کچھ نقد باندھتے ہیں، اور دائرہ میں لاتے ہیں، امام مسجد جو دائرہ میں ہوتا ہے وہ لیتا ہے اور یہ الفاظ اس پر پڑھتا ہے۔ ((كل حق من حقوق الله من الفرائض والواجبات والكفارات و المنذورات بعضها اديت و بعضبالم تؤد الان عاجز عن ادائها و اعطيتك هذه المنحة الشريفة علىٰ هذه النقودات فى حيلة الاسقاط رجاء من الله تعالىٰ ان يغفرله)) اور ایک دوسرے کی ملک کرتا ہے۔ تین دفعہ اس کو پھیرا جاتا ہے، بعدہ نصف امام کو اور نصف غرباء کو تقسیم کیا جاتا ہے، زید ایک امام مسجد ہے، اس نے اس مروجہ حیلہ کو چھوڑ دیا ہے اور کہتا ہے کہ اس مروجہ حیلہ کا ثبوت ادلہ شرعیہ سے کوئی نہیں، لہٰذا یہ بات بدعت ہے، زید کے ترک پر زید کو لوگ ملامت کرتے ہیں، اور زید باوجود حنفی المذہب ہونے کے اس کو وہابی کہتے ہیں اور اس حیلہ کے جواز پر آباء و اجداد کی دلیل لاتے ہیں کیا زید حق پر ہے یا باطل پر، اس مروجہ حیلہ کا کیا حکم ہے زید اس رواج اور اس التزام واصرار کو ختم کرنے کا شرعاً حق دار اور مصیب ہوگا یا نہیں نیز بعض صورتوں میں مشترک ترکہ میں سے روپیہ لایا جاتا ہے، جس میں بعض وارث موجود نہیں ہوتے نیز بعض دفعہ یتیم بچے رہ جاتے ہیں کیا یہ مال حیلہ میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں اور دائرہ والے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا بالدلائل الشریعۃ

جواب: حیلہ اسقاط یا دور بعض فقہائے کرام نے ایسے شخص کے لیے تجویز فرمایا تھا جس کے کچھ نماز روزے وغیرہ اتفاقاً فوت ہو گئے، قضاء کرنے کا موقع نہیں ملا اور موت کے وقت وصیت کی، لیکن اس کے ترکہ میں اتنا مال نہیں جس سے تمام فوت شدہ نماز روزہ وغیرہ کا فدیہ ادا کیا جاسکے، یہ نہیں کہ اس کے ترکہ میں مال موجود ہو اس کو تو وارث بانٹ کھائیں، اور تھوڑے سے پیسے لے کر یہ حیلہ حوالہ کر کے خدا و خلق کو فریب دیں، درمختار، شامی وغیرہ کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود

Marfat.com

ہے۔اور ساتھ ہی اس حیلہ کی شرائط میں اس کی تصریحات واضح طور پر فرمائی ہیں کہ جو رقم کسی کو صدقہ کے طور پر دی جائے اس کو اس رقم کا حقیقی طور پر مالک ومختار بنا دیا جائے کہ جو چاہے کرے، ایسا نہ ہو کہ ایک ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں دینے کا محض ایک کھیل کیا جائے، جیسا عموماً آج کل اس حیلہ میں کیا جاتا ہے، کہ نہ دینے والے کا یہ قصد ہوتا ہے کہ جس کو وہ دے رہے ہیں وہ صحیح معنی میں اس کا مالک ومختار ہے اور نہ لینے والے کو یہ تصور وخیال ہوسکتا ہے کہ جو رقم میرے ہاتھ میں دی گئی ہے میں اس کا مالک ومختار ہوں۔

دو تین آدمی بیٹھتے ہیں اور ایک رقم کو باہمی ہیرا پھیری کا ایک ٹوٹکا سا کر کے اٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے میت کا حق ادا کر دیا، اور وہ تمام ذمہ داریوں سے سبک دوش ہو گیا حالانکہ اس لغو حرکت سے میت کو نہ تو کوئی ثواب پہنچا نہ اس کے فرائض کا کفارہ ادا ہوا، کرنے والے مفت میں گناہ گار ہوئے۔

رسائل ابن عابدین میں اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ منۃ الجلیل کے نام سے شامل ہے اس میں تحریر ہے۔

((ویجب الاحتراز من ان یدیر ھا اجنبی الا بوکالۃ کماذکرنا وان یکون الموصی او الوارث کما علمت ، ویجب الاحتراز من ان یلاحظ الوصی عند دفع الصرۃ للفقیر الھزل او الحیلۃ بل یجب ان یدفعھا عازما علی تملیکھا منہ حقیقۃ لا تحیلاً ملاحظا ان الفقیر اذا ابی عن ھبتھا الی الوصی کان لہ ذلک ولا یجبر علی الھبۃ)) [ترمنۃ الجلیل فی اسقاط ما علی الذمہ من کثیر و قلیل خاتمہ رسائل ابن عابدین شامی ص ۱۲۵ ج ۱].

الغرض اس حیلہ کی ابتدائی بنیاد ممکن ہے کہ کچھ صحیح اور قواعد شرعیہ کے مطابق ہو لیکن جس طرح کا رواج اور التزام آج کل چل گیا ہے۔ وہ بلا شبہ ناجائز اور بہت سے مفاسد پر مشتمل قابل ترک ہے، چند مفاسد اجمالی طور پر لکھے جاتے ہیں۔

۱ بہت مواقع میں اس کے لیے جو قرآن مجید اور نقد رکھا جاتا ہے وہ میت کے متروکہ مال میں سے ہوتا ہے اور اس کے حق دار وارث بعض موجود نہیں ہوتے یا نابالغ ہوتے ہیں تو ان کے مشترکہ سرمایہ کو بغیر ان کی اجازت کے اس کام میں استعمال کرنا حرام ہے، حدیث میں ہے ((لا

Marfat.com

يحل مال امرء مسلم الا بطيب نفس منه)) اور نابالغ تو اگر اجازت بھی دے دے تو وہ شرعاً نا معتبر ہے اور ولی نابالغ کو ایسے تبرعات میں اس کی طرف سے اجازت دینے کا اختیار نہیں بلکہ ایسے کام میں اس مال کا خرچ کرنا حرام ہے بنص قرآن شریف آیت کریمہ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا﴾ [پارہ ۴ سورۃ النساء] (ترجمہ) ''جو لوگ یتیموں کے مال ظلماً خرچ کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں''۔ سے ثابت ہے کہ ایسے مال کا دینا اور لینا دونوں حرام ہیں۔

۱۲ اگر بالفرض مال مشترک نہ ہو یا سب وارث بالغ ہوں، اور سب سے اجازت بھی لی جاوے تو تجربہ شاہد ہے کہ ایسے حالات میں یہ معلوم کرنا آسان نہیں ہوتا کہ ان سب نے بطیب خاطر اجازت دی ہے یا برادری اور کنبہ کے طعنوں کے خوف سے اجازت دی ہے اور اس قسم کی اجازت حسب تصریح حدیث مذکور کالعدم ہے۔

۱۳ اور اگر بالفرض یہ سب باتیں بھی نہ ہوں سب بالغ ورثاء نے بالکل خوش دلی کے ساتھ اجازت دے دی ہو یا کسی ایک ہی شخص وارث یا غیر وارث نے اپنے ملک خاص سے اس کا انتظام کیا ہے تو مفاسد ذیل سے وہ بھی خالی نہیں۔ مثلاً اس حیلہ کی فقہی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جس شخص کو اول یہ قرآن اور نقد دیا جاتا ہے اس کی ملک کر دیا جائے اور پوری وضاحت سے اس کو بتا دیا جائے کہ اب تم مالک و مختار ہو جو چاہو کرو پھر وہ اپنی خوشی سے بلا کسی رسمی دباؤ یا لحاظ و مروت کے میت کی طرف سے کسی دوسرے شخص کو اس طرح دے دے اور مالک بنا دے اور پھر وہ شخص اسی طرح کسی تیسرے چوتھے کو دے دے لیکن مروجہ رسم میں اس کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا، اول تو جس کو دیا جاتا ہے، نہ دینے والا یہ سمجھتا ہے کہ اس کی ملک ہو گیا، اور وہ اس میں مختار ہے نہ لینے والے کو اس کا کوئی خطرہ پیدا ہوتا ہے جس کی کھلی علامت یہ ہے کہ اگر یہ شخص اس وقت یہ نقد لے کر چل دے اور دوسرے کو نہ دے تو دینے والے حضرات ہرگز اس کو برداشت نہ کریں، اور ظاہر ہے اس صورت میں تملیک صحیح نہیں ہوتی، اور بدون تملیک کے کوئی قضا یا کفارہ یا فدیہ معاف نہیں ہوتا، اسی لیے یہ حرکت بے کار ہو جاتی ہے۔

۱۴ مذکورہ صورت میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس شخص کو مالک بنایا جائے وہ مصرف صدقہ ہو صاحب نصاب نہ ہو مگر عام طور پر اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا عموماً ائمہ مساجد جو صاحب نصاب ہوتے ہیں، انہی کے ذریعہ یہ کام کیا جاتا ہے اس لیے بھی یہ سارا کاروبار لغو و غلط ہو جاتا

Marfat.com

ہے، میت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

۵ اور اگر بالفرض مصرف صدقہ کا بھی صحیح انتخاب کرلیا جائے اور ان کو پورا مسئلہ بھی معلوم ہو کہ وہ قبضہ کرنے کے بعد اپنے آپ کو مالک ومختار سمجھے پھر میت کی خیر خواہی کے پیش نظر وہ دوسرے کو اور اسی طرح دوسرا تیسرے چوتھے کو دیتا چلا جائے تو آخر میں وہ جس شخص کے پاس پہنچتا ہے وہ اس کا مالک ومختار ہے، اس سے واپس لے کر آدھا امام کو اور آدھا دوسرے فقراء کو تقسیم کرنا ملک غیر میں بلا اس کی اجازت کے تصرف کرنا ہے جو ظلم اور حرام ہے، حسب تصریح حدیث مذکور۔

۶ اور بالفرض یہ آخری شخص اس کی تقسیم اور حصے بخرے لگانے پر آمادہ بھی ہو جائے اور فرض کرو کہ اس میں دباؤ سے نہیں دل سے ہی راضی ہو جائے تو پھر بھی اس طرح کے حیلہ کا ہر میت کے لیے التزام کرنا اور جیسے تجہیز وتکفین جیسے واجبات شرعیہ ہیں، اسی طرح اس درجہ میں اس کو اعتقاد ضروری سمجھنا یا عملاً ضروری کے درجہ میں التزام کرنا یہی احداث فی الدین ہے، جس کو اصطلاح شریعت میں بدعت کہتے ہیں، اور جو اپنی معنوی حیثیت سے شریعت میں ترمیم واضافہ ہے (نعوذ باللہ)

نیز اس حیلہ کے التزام سے عوام الناس اور جہلاء کی یہ جرأت بھی بڑھ سکتی ہے کہ تمام عمر بھی نہ نماز پڑھیں، نہ روزہ رکھیں نہ حج کریں، نہ زکوٰۃ دیں، مرنے کے بعد چند پیسوں کے خرچ سے یہ سارے مفاد حاصل ہو جائیں گے، جو سارے دین کی بنیاد منہدم کردینے کے مترادف ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو دین کے صحیح راستہ پر چلنے اور سنت رسول ﷺ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔

مذکور الصدر اجمالی مفاسد کو دیکھ کر بھی یہ فیصلہ کرلینا کسی مسلمان کے لیے دشوار نہیں کہ یہ حیلے حوالے اور اس کی مروجہ رسوم سب ناواقفیت پر مبنی ہیں میت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں، اور کرنے والے بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ محمد شفیع رحمہ اللہ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ

مسائل فدیہ نماز وروزہ وغیرہ

مسئلہ جس شخص نے نماز روزہ یا حج زکوٰۃ وغیرہ کی کوئی وصیت کی تو یہ وصیت اس کے ترکہ کے

Marfat.com

صرف ایک تہائی حصہ میں جاری کرنا وارثوں پر لازم ہوگا، ایک تہائی ترکہ سے زائد کی وصیت ہو تو وہ سب وارثوں کی اجازت ورضامندی پر موقوف ہے اگر وہ سب یا اس میں کوئی اجازت نہ دے تو مشترکہ ترکہ سے وصیت پوری نہیں کی جاسکتی، اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہے تو اس کی اجازت بھی معتبر نہیں، اس کے حصہ پر ایک تہائی سے زائد کی وصیت کا کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیے۔

[ھدایہ عالمگیری شامی وغیرہ]

مسئلہ جس شخص نے وصیت کی ہو اور مال بھی اتنا چھوڑا ہو کہ اس کے ایک تہائی میں ساری وصیتیں پوری ہوسکیں تو وصی اور وارثوں کے ذمہ واجب ہے کہ اس وصیت کو پورا کریں، اس میں کوتاہی کریں یا میت کا مال موجود ہوتے ہوئے اس کے نماز روزہ کے فدیہ میں حیلہ حوالہ پر اعتماد کر کے مال کو خود تقسیم کرلیں تو گناہ ان کے ذمہ رہے گا مسئلہ: وصیت کرنے کی صورت میں واجبات وفرائض کی ادائیگی کی یہ صورت ہوگی۔

1. ہر روز کی نمازیں وتر سمیت چھ لگائی جائیں گی اور ہر نماز کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی یعنی ایک دن کی نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی۔
2. ہر روزہ کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ اگر کوئی نذر (منت) مانی ہوئی ہے تو اس کا بھی فدیہ دینا ہوگا۔
3. زکوٰۃ جتنے سال کی اور جتنی مقدار مال کی رہی ہے اس کا حساب کر کے ادا کرنا ہوگا۔
4. حج فرض اگر ادا نہیں کر سکا تو میت کے مکان سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا جائے گا اور اس کا پورا کرایہ وغیرہ تمام مصارف ضروریہ ادا کرنے ہوں گے۔
5. کسی انسان کا قرض ہے تو اس کو حق کے مطابق ادا کرنا ہوگا۔
6. جتنے صدقۃ الفطر رہے ہوں ہر ایک کے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کی جائے۔
7. قربانی کوئی رہ گئی ہو تو اس سال میں ایک بکرے یا ایک حصہ گائے کی قیمت کا اندازہ کر کے صدقہ کیا جائے۔ [منیۃ الجلیل]
8. سجدہ تلاوت رہ گئے ہوں تو احتیاط اس میں ہے کہ ہر سجدہ کے بدلے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت کا صدقہ کیا جائے۔
9. اگر فوت شدہ نماز یا روزوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو تو تخمینہ سے حساب کیا جائے گا۔

یہ سب احکام اس صورت کے ہیں جس میں مرنے والے نے وصیت کردی ہو اور بقدر

وصیت مال چھوڑا ہو اور اگر وصیت ہی نہیں کی یا ادائے وصیت کے مطابق کافی ترکہ نہیں ہے تو وارثوں پر اس کے فرائض و واجبات کا فدیہ ادا کرنا لازم نہیں، ہاں وہ اپنی خوشی سے ہمدردی کرنا چاہیں تو موجب ثواب ہے۔[بندہ محمد شفیع محرم الحرام۔کراچی]

یہ رسم نہایت قبیح اور واجب ترک ہے الجواب صحیح ابو احمد عزیز الدین' بندہ احتشام الحق تھانوی خطیب جامع مسجد راولپنڈی للہ در المجیب اتی بتحقیق عجیب الجواب صواب محمد حسن' محمد ضیاء الحق مدرسہ اشرفیہ لاہور خادم جامعہ اشرفیہ۔لاہور

الجواب صحیح خیر محمد جالندھری

خیر المدارس ملتان شہر

Marfat.com

ماخذ ومراجع کتاب

مطبع	مصنف ومؤلف	نام کتاب
ربانی بک ڈپو دیوبند	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	معارف القرآن
الفرقان بک ڈپو ۳۱ نیا گاؤں لکھنؤ	مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ	معارف الحدیث
مکتبہ دارالعلوم دیوبند	مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ سابق مفتی اعظم دیوبند	فتاویٰ دارالعلوم
مکتبہ مشی سٹریٹ راندیر سورت	مولانا سید عبدالرحیم صاحبؒ	فتاویٰ رحیمیہ
مکتبہ محمودیہ جامع مسجد شہر میرٹھ	مفتی محمود صاحبؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند	فتاویٰ محمودیہ
شمس پبلشرز دیوبند	علمائے وقت عہد اورنگ زیبؒ	فتاویٰ عالمگیری
کتب خانہ اعزازیہ دیوبند	مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ	کفایت المفتی
کتب خانہ اعزازیہ دیوبند	مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی	علم الفقہ
کتب خانہ اعزازیہ دیوبند	مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ	عزیز الفتاویٰ
کتب خانہ اعزازیہ دیوبند	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	امداد المفتین
ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند	مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	امداد الفتاویٰ
کتب خانہ رحیمیہ دیوبند	مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ	فتاویٰ رشیدیہ کامل
اوقاف پنجاب لاہور پاکستان	علامہ عبدالرحمن الجزریؒ	کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ
عارف کمپنی دیوبند	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	جواہر الفقہ
پاکستانی	علامہ ابن عابدینؒ	درمختار

Marfat.com

بہشتی زیور	مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	مکتبہ تھانوی دیوبند
معارف مدینہ	افادات مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ	مدرسہ امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ
الترغیب والترہیب	مولانا زکی الدین عبد العظیم المنذریؒ	ندوۃ المصنفین دہلی
احسن الفتاویٰ	فقیہہ العصر مفتی رشید احمد صاحبؒ	سعید کمپنی کراچی (پاکستان)
نظام الفتاویٰ	حضرت مولانا نظام الدین صاحبؒ	اسلامی فقہ اکیڈمی دہلی
فتاویٰ محمدیہ	مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
الجواب المتین	مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
رکن دین	مولانا رکن الدینؒ	اشاعت الاسلام دہلی
اسرار شریعت	مولانا محمد فضل صاحبؒ	پنجاب پاکستان
کیمیائے سعادت	حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ	ادارہ رشیدیہ دیوبند
غنیۃ الطالبین	شیخ عبد القادر جیلانیؒ	مسلم اکیڈمی سہارنپور
اشرف الجواب	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ	اشرف المواعظ دیوبند
المصالح العقلیہ	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ	اشرف المواعظ دیوبند
اغلاط العوام	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
فضائل نماز	حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث سہارنپوری	دار الاشاعت دہلی
نماز مسنون	مولانا صوفی عبد الحمید صاحب	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس
مظاہر حق جدید	نواب قطب الدین خاںؒ	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
آپ کے مسائل اور ان کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
امداد الاحکام	مرتبہ مولانا ظفر احمد صاحبؒ عثمانی و مولانا عبد الکریم صاحب	مکتبہ دار العلوم کراچی
حجۃ اللہ البالغہ	شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	دار الکتاب دیوبند

Marfat.com

Marfat.com

مکمل و مدلّل

مسائل امامت

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرت مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق کے ساتھ

مؤلف:
مولانا محمد رفعت قاسمی
مدرس دارالعلوم دیوبند

مکتبہ خلیل
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،
اُردو بازار، لاھور فون: 7321118

Marfat.com

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دینی و دیگر علمی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لئے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور طباعت سے قبل کوشش کی جاتی ہے کہ نشاندہی کی جانے والی جملہ غلطیوں کی بروقت تصحیح کردی جائے۔ اس کے باوجود غلطیوں کا امکان باقی رہتا ہے۔

لہٰذا قارئین کرام سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ علمی غلطیوں کی نشاندہی کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہوسکے۔ نیکی کے اس کام میں تعاون کرنا صدقہ جاریہ کے مترادف ہے۔ (ادارہ)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	مسائل امامت
مؤلف	مولانا محمد رفعت قاسمی
طبع اوّل	2008ء
باہتمام	وکیل احمد
تعداد	1100
قیمت	روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ العاصم بیرون تبلیغی مرکز رائیونڈ

اشرف بک ایجنسی راولپنڈی

اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی

مدنی کتب خانہ تبلیغی مرکز مانسہرہ

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	انتساب	13
	دعائے مستجاب	13
	عرض مؤلف	14
	امامت	15
	امامت کی ترتیب	15
	اپنے میں سے بہتر کو امام بنایا جائے	17
	امامت کی ذمہ داری اور مسئولیت	18
	مقتدیوں کی رعایت	18
	مقتدیوں کو ہدایت	19
	امام کے اوصاف	20
	امام کو ہدایت	21
	امام کے لیے مزید شرطیں	22
	امامت کے لیے جھگڑا کرنا منع ہے	23
	امامت کی اجرت	24
	حاکم وقت کی اجازت ضروری ہے	25
	امام اور محراب	26
	قرأت کے اول و بعد سکوت	26
	تسبیح میں جلدی نہ کرے	26
	امام نماز سے قبل مقتدیوں کو تنبیہ کرے	27
	امام کا دل اور زبان سے نیت کرنا	27
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ	28
	صحابہ کرام کا معمول	28
	امام کی تقرری کا حکم	29
	کیا امامت میں وراثت ہے	29
	امام کی تقرری میں اگر اختلاف ہو جائے	30
	کیا عدالت امام مقرر کر سکتی ہے	30
	امامت کا دعویٰ اور مقتدیوں کا انکار	31
	اگر امام مقرر کرنے کی گنجائش نہ ہو تو کیا حکم ہے	31
	امام کے فرائض منصبی	31
	پیش امام کا رتبہ	32
	کیا امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے	32
	امام کے عزل و نصب کا حق	32
	ائمہ مساجد کی تنخواہ اور شرعی ذمہ داریاں	33
	امام کی اجرت	34
	کیا امام کو چھٹی کا حق حاصل ہے	34
	کیا امام غیر حاضری کے زمانے میں تنخواہ لے سکتا ہے	35
	امام کی غیر حاضری کا حکم	35
	امام کے احاطہ مسجد میں رہنے کا حکم	35
	کیا امام احاطہ مسجد میں اپنا کام کر سکتا ہے	35
	کیا امام چوبیس گھنٹے کا پابند ہے	36

Marfat.com

ایک امام کا دوجگہ امامت کرنا	36	جھکی کمر والے کی امامت	47
ایک مسجد میں دواماموں کی امامت	37	توتلے کی امامت	47
کیا ایک شخص امامت واذان انجام دے سکتا ہے	37	لنگڑے کی امامت	47
امام متوفی کے بچوں کی امداد	37	بہرے کی امامت	48
کیا امامت میں ذات کا لحاظ ہے؟	37	نماز میں سونے والے کی امامت	48
جس کا بازو کٹا ہوا اس کی امامت	38	تعویذ گنڈا کرنے والے کی امامت	48
چھوٹے ہاتھ والے کی امامت	39	غیر مختون کی امامت	48
ہاتھ کٹے ہوئے شخص کی امامت	39	معذور کی امامت	49
جس کی ٹانگیں کٹی ہوئی ہیں اس کی امامت	39	نامرد کی امامت	49
جو سجدہ پر قدرت نہ رکھتا ہو اس کی امامت	40	طوائف زادے کی امامت	49
کانے' لولے' چغل خور اور کوڑھی کی امامت	40	حمل ساقط کرانے والے کی امامت	49
برص والے کی امامت	40	گنڈے دار نماز پڑھنے والے کی امامت	50
بیٹھ کر پڑھانے والی کی امامت	41	نومسلمہ کے لڑکے کی امامت	50
گنجے کی امامت	41	لنجے کی امامت	50
نابینا کی امامت	42	خنثیٰ کی امامت	51
داڑھی کٹانے والے کی امامت	42	زیر ناف بال نہ بنانے والے کی امامت	51
داڑھی کٹوانے سے تائب کی امامت	43	پوپلے کی امامت	51
بواسیر میں مبتلا کی امامت	44	مصنوعی دانت والے کی امامت	52
سلسل البول کے شک میں مبتلا کی امامت	44	قاتل کی امامت	52
رعشہ والے کی امامت	45	عورتوں کا امام بننا	52
کمزور نگاہ والے کی امامت	45	امام کے عاقل ہونے کی شرط	52
حجام کی امامت	45	خواندہ شخص کا ان پڑھ کی اقتداء کرنا	53
ہکلے کی امامت	45	دوران عدت نکاح پڑھانے والے کی امامت	53

Marfat.com

امامت کے لیے صحت مند ہونے کی شرط	53
رہن سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت	54
عاق کی امامت	54
کم تولنے والی امامت	54
سفید بال اکھڑوانے والی کی امامت	54
مرتکب کبائر کی امامت	55
بلاٹوپی وعمامہ والے کی امامت	55
جنبی کی امامت	55
جاہل چور کی امامت	56
فیشن پرست کی امامت	56
فاسق کی امامت	57
بچے کی امامت	57
امامت کا مستحق	57
امامت میں شیخ وسید کی تخصیص نہیں	58
جس امام سے بعض مقتدی ناراض ہوں اس کی امامت	58
غیر صالح اولاد والے کی امامت	59
جس امام کی بیوی ساڑی باندھتی ہو اس کی امامت	59
لڑکی کی شادی پر روپیہ لینے والے کی امامت	59
مسجد کا مال اپنی ذات پر خرچ کرنے والے کی امامت	59
شیعہ کی امامت	59
موچی، غسال اور نومسلم کی امامت	60
غیر مقلد کی امامت	60
منکرین حدیث کی امامت	60
گانے بجانے والی کے شوہر کی امامت	60
نامحرموں سے پردہ نہ کرنے والی کے شوہر کی امامت	61
جس کی عورت بے پردہ ہو اس کی امامت	62
جس امام کی لڑکیاں بے پردہ ہوں اس کی امامت	62
ضد میں طلاق دینے والے کی امامت	63
رکوع وسجود جلدی کرنے والے کی امامت	63
بدعتی کی امامت	63
مودودی عقائد رکھنے والے کی امامت	64
خضاب لگانے والے کی امامت	64
سینما دیکھنے والے کی امامت	64
ٹیلی ویژن دیکھنے والے کی امامت	64
جس کے یہاں شرعی پردہ نہ ہو اس کی امامت	65
خصی کی امامت	65
ہجڑے کی امامت	65
نسبندی کرانے والے کی امامت	65
دیوانے کی امامت	66
جماع پر غیر قادر کی امامت	66
وہم کی وجہ سے امامت چھوڑنے یا نہیں؟	67
سوزاک والے شخص کی امامت	67
مسافر کی امامت	67

Marfat.com

انعامی بونڈ رکھنے والے کی امامت	68
نامحرم عورتوں سے ہاتھ ملانے والے کی امامت	68
بینک ملازم کی امامت	68
ابراص اور جذامی کی امامت	68
سودخور کی امامت	69
مرتکب مکروہ کی امامت	69
قوالی سننے والے کی امامت	69
اگلی پشت میں خراب نسب والے کی امامت	69
متہم بالزنا کی امامت	69
ولدالزنا کی امامت	70
طوائف کے گھر پرورش یافتہ بچے کی امامت	70
زانی تائب کی امامت	70
غیر شادی شدہ کی امامت	70
جو شادی شدہ امام ایک سال تک گھر نہ جائے اس کا حکم	71
ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننے والے کی امامت	71
پینٹ پہننے والے کی امامت	72
چوڑا پائجامہ پہننے والے کی امامت	72
دھوتی پہن کر امامت کرنا	72
شلوار وقمیص پہن کر امامت	72
صحت کے ساتھ نہ پڑھنے والے کی امامت	73
رشوت خور کی امامت	73
تارک جماعت کی امامت	73
اہل حدیث کی امامت	73
رضاخانی کی امامت	74
کمیونسٹ پارٹی کو ووٹ دینے والے کی امامت	74
غیر معزز کی امامت	75
صحیح مخارج پر غیر قادر کی امامت	76
فرض پڑھ چکنے کے بعد پھر فرض کی امامت	77
ایسے شخص کی امامت جس کے ذمہ قضا نماز ہے	77
جس امام کے ذمہ وتر کی قضا ہو	78
سنت موکدہ نہ پڑھنے والے کی امامت	78
مستقل امام کا حق	79
موجودہ امام کی اجازت ضروری ہے	79
نائب امام کی موجودگی میں کسی اور کی امامت	79
ضرورت کے وقت بلا اجازت امام بنانا	80
امام کی اجازت مقتدی کے لیے شرط نہیں	80
قعدہ اخیرہ میں امام فوت ہوگیا تو کیا حکم ہے؟	80
شافعی امام کا اتباع اختلافی مسائل ہیں	80
شافعی اور اہل حدیث کی امامت	81
شافعی امام کی اقتداء میں رفع یدین	82
حنفی امام شافعی مقتدیوں کی کس طرح امامت کرے	82
ناپاک حالت میں نماز پڑھادی تو کیا حکم ہے	83
عرصہ دراز تک امامت کے بعد اقرار کفر	83
عرصہ کے بعد امام کے کافر ہونے کا حکم	84
کیا تراویح پڑھانا امام کی ذمہ داری ہے	84

Marfat.com

تراویح میں امامت کا حق	84
تراویح میں معاوضہ کی شرعی حیثیت	85
امامت تراویح کے لیے بلوغ شرط ہے	85
معذور حافظ کی امامت	85
جس نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی اس کی امامت	86
وتر کی امامت	86
امام صرف فرض پڑھائے اور حافظ وتر	87
ٹیلی ویژن سے امامت	87
ٹیپ ریکارڈ سے امامت	88
امامت کا سب سے زیادہ مستحق	88
امامت کے مکروہات کا بیان	89
لاؤڈ اسپیکر پر امامت	91
امام جمعہ کے لیے باہر جائے یا ظہر کی امامت کرے	92
امام جمعہ میں قرأت طویل کرے یا خطبہ	93
امام کا خطبہ کی حالت میں کسی کی تعظیم کرنا	93
امام وخطیب کی عدم موجودگی کا حکم	93
منبر کے درجات کی تعداد	93
کیا امام کا منبر پر کھڑا ہونا ضروری ہے	94
منبر کے کس زینے سے خطبہ دے	94
خطبہ میں افراد کی شرط	94
امام کا عصا لے کر خطبہ دینا	94
اذان خطبہ کا حکم	95
کیا امام امامت سے پہلے مسئلہ بتا سکتا ہے	95
خطبہ اور جمعہ میں فصل ہونا	95
غیر خطیب کی امامت جمعہ	95
کیا امام جمعہ سنت پڑھنے والوں کا انتظار کرے	96
خطبہ پڑھنے کا طریقہ	96
کیا خطبہ میں جہر شرط ہے	97
غلطی پر خطیب کو لقمہ دینا کیسا ہے	97
کیا مکبّر کے لیے امام کی اجازت ضروری ہے	97
عید کا خطبہ کسی نے دیا اور نماز کسی اور نے پڑھائی	97
کیا امام دو جگہ عید کی امامت کر سکتا ہے	97
اجرت پر جمعہ وعیدین پڑھانا	98
مراہق خطبہ پڑھے اور بالغ نماز پڑھائے	98
امام کا خطبہ میں ذکر معاویہ کرنا	98
بعد نماز جمعہ دعا مختصر کرے یا طویل	99
امام کا جمعہ کی ثانی دعا کرانا	99
امامت میں اپنے مسلک کی رعایت	100
اگر امام تکبرات عیدین بھول جائے	100
جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو کا حکم	100
عیدین میں دعا کس وقت کی جائے	101
نقش ونگار والے مصلّے پر نماز پڑھانا	101
امام چوکی پر اور مقتدی فرش پر	102
امام فرش پر اور مقتدی مصلّے پر	102
امام کا بیچ کی منزل میں کھڑا ہونا	102

Marfat.com

مسجد کی بالائی منزل میں جماعت	103
اگر مسجد میں امام کے نیچے کی منزل خالی ہو	104
امام کا درمیان محراب سے ہٹ کر کھڑا ہونا	104
امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا	104
نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے امام کا در میں کھڑا ہونا	105
جگہ کی تنگی کی وجہ سے امام کا درمیان میں کھڑا ہونا	105
جس مسجد میں محراب نہ ہو امام کیسے کھڑا ہو	106
امام کے دائیں یا بائیں کھڑا ہونا	106
مقتدی کے کہنے پر امام کا نماز میں آگے بڑھنا	106
اگر امام کے ساتھ ایک شخص ہو	107
صرف عورت یا بچہ مقتدی ہو تو کہاں کھڑا ہو	107
مقتدی ایک مرد یا ایک بچہ ہو تو کیسے کھڑے ہوں	108
اقتداء کے شرعی حدود	108
مقتدی کے امام سے آگے بڑھ جانے کا حکم	109
نماز کے اوقات کون مقرر کرے	109
مقررہ وقت سے پہلے نماز پڑھنا	109
کیا امام پر متعین وقت کا اہتمام ضروری ہے	110
نماز شروع کرنے میں امام متولی کا پابند نہیں	111
امام کا کسی فرد کے لیے جماعت میں تاخیر کرنا	112
کیا امام کے لیے عمامہ ضروری ہے	112
رومال لپیٹ کر نماز پڑھانا	113
عمامہ وشملہ کی لمبائی کی حد	113
امام پر مقتدی کی رعایت	114
امام کے لیے تسبیحات کی تعداد	114
امام سنت پڑھنے والے کا انتظار کرے یا نہیں؟	114
مقتدی نہ آئے تو امام تنہا نماز پڑھ سکتا ہے	115
امام کے لیے معین آدمی کا انتظار	115
آنے والے کے لیے قرأت یا رکوع لمبا کرنا	115
امام کے سلام کے وقت اقتداء کرنا	116
ذاتی رنجش کی بناء پر جماعت سے گریز	116
بغیر وجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک	116
امام ومقتدیوں کو کب کھڑا ہونا چاہیے	116
امام کے پیچھے کیسے لوگ کھڑے ہوں	117
امام کے پیچھے مؤذن کی جگہ متعین کرنا	118
امام کا تکبیر کے وقت مصلے پر ہونا	118
تکبیر کے بعد امام کا دیر تک رک کر نیت باندھنا	118
امام نے بغیر تکبیر کے جماعت شروع کر دی تو کیا حکم ہے	118
امام کے عمامہ باندھتے وقت اقامت ختم ہوگئی تو کیا حکم ہے	119

Marfat.com

امام کے قد قامت الصلوٰۃ پر ہاتھ باندھنے کا حکم	119
امام کس طرح نیت کرے	119
نماز کی نیت کس زبان میں ضروری ہے	120
امام کو مقتدی عورت کی نیت کرنا	120
زبان سے قلبی نیت کے خلاف کا حکم	120
تکبیر تحریمہ کے بعد نیت کرنے سے نماز نہ ہوگی	121
تحریمہ میں انگلیوں کی کیفیت	121
امام تکبیر تحریمہ میں عجلت نہ کرے	121
تکبیر تحریمہ کا طریقہ	122
امام کو تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں	123
تحریمہ میں عام غلطی	124
تعبیر کی جہر کی مقدار	125
قرأت میں جہر کی مقدار	126
امام قومہ اور جلسہ اطمینان سے کرے	127
امام کا صرف حسین آواز کے لیے کھانسنا	129
بغیر ثناء کے قرأت کرنے کا حکم	129
کیا امام مقتدیوں کی ثناء کا انتظار کرے	130
نماز میں بسم اللہ کا حکم	130
قرأت میں ترتیب کا لحاظ	130
نصف آیت سے قرأت کی ابتداء کرنا کیسا ہے	130
امام نے جہری نماز میں سراً پڑھا	131
امام کو لقمہ دینے کی تفصیل	131
امام کا سورتوں کو خلاف ترتیب پڑھنا	131
مقتدی کے لقمہ دینے سے امام کا آیت سجدہ پڑھنا	132
واجب قرأت کی مقدار	132
نماز میں مختلف سورتوں کے رکوع پڑھنا	133
نماز کی قرأت میں آپ کا معمول	133
امام کا خلاف سنت قرأت کرنا	133
قرأت کے آخری لفظ کو رکوع کی تکبیر کے ساتھ ملانا	134
سمع اللہ لمن حمدہ کی صحیح ادائیگی	134
امام کو متنبہ کرنے کا طریقہ	134
امام کا دوسری رکعت میں قرأت لمبی کرنا	135
دوسری رکعت کو طول دینے میں کس چیز کا اعتبار ہے	135
ہر رکعت میں ایک ہی سورۃ پڑھنا	135
قرأت مسنونہ	136
ہر رکعت میں پوری سورۃ پڑھنا	136
امام کے لیے تحمید افضل ہے	136
امام کے لیے آمین کہنا کیسا ہے؟	137
رموز اوقات پر ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کی بحث	137
امام اگر تجوید کی رعایت نہ کرے	138
امام کا بعض لفظوں کو دو مرتبہ قرأت کرنا	138

Marfat.com

تنگی وقت کے باعث فجر میں چھوٹی سورۃ پڑھنا	138
پہلی رکعت میں مزمل اور دوسری میں الم کا رکوع پڑھنا	139
چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا	139
چھوٹی سورۃ کی مقدار	139
ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا	139
ایک سورت کو دو رکعت میں پڑھنا	140
آیت کا شروع چھوڑ کر پڑھنا	140
ضالین کو دالین پڑھنا	140
لفظ ضاد کے بارے میں مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب کا فتویٰ	141
مفسد نماز غلطی	141
آیت کا کوئی حصہ چھوٹ جائے اور معنی نہ بدلے ہوں تو نماز جائز ہے	142
تین آیت کے بعد مفسد نماز غلطی	142
نماز میں کسی لکھی ہوئی چیز پر نگاہ پڑنا	142
حنفی امام کا قنوت کے لیے رعایت کرنا	143
امام کا قنوت نازلہ پڑھنا	143
دعائے قنوت نازلہ	144
امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے	144
ایک طرف سلام پھیرنے پر سامنے سے گزر جانا	145
کتنے فاصلے سے گزرنا چاہیے	146
سترے کی مختلف صورتیں	146
سوتے شخص کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا	147
بارش کی وجہ سے نماز توڑنا	147
امام صاحب کا اندھیرے میں نماز پڑھانا	148
نماز میں کسی کو خلیفہ بنانا	148
خلیفہ بنانے کے اسباب	149
نماز میں خلیفہ بنانے کے مسائل	149
امام کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا حکم ہے	150
خلیفہ بنانے کے شرائط اور اس کا طریقہ	151
شرائط صحت بنا	152
امام کو اگر خلیفہ بنانا دشوار ہو تو کیا حکم ہے	154
امام کا بحالت سجدہ وضو ٹوٹ جانا	154
سورت پڑھتے ہوئے وضو ٹوٹ جانے کا حکم	155
مسبوق خلیفہ نماز کیسے پوری کرے	155
مسبوق کی امامت کا حکم	155
عمل کثیر و قلیل کی تعریف	156
سجدے میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم	157
نماز میں ستر کھل جانے کا حکم	157
نماز میں ٹخنے ڈھانکنا کیسا ہے	158
امام کا سجدے میں جاتے ہوئے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا	158
امام کا سجدے سے اٹھ کر کرتا درست کرنا	158
نماز میں چادر کندھے سے گر جانے کا حکم	159
نماز میں تہبند درست کرنا	159
سجدہ میں جاتے وقت کپڑا سمیٹنا	159

Marfat.com

قیام میں دونوں قدم کے درمیان فاصلے کی مقدار	160
رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا چاہیے	160
سجدے سے چار انگل اٹھ کر دوسرا سجدہ کرے	160
سجدہ میں ران اور پنڈلی کا فاصلہ	160
سجدے سے اٹھتے ہوئے بلا عذر زمین کا سہارا لینا	160
تشہد میں انگشت سے اشارہ کرنا سنت ہے	161
دائیں ہاتھ کی انگلی نہ اٹھا سکتا ہو تو کیا کرے	161
اشارہ کے وقت انگلیوں کے حلقہ کا حکم	161
تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرا لے	161
انگلیوں کا حلقہ تشہد میں کب تک باقی رکھے	161
نماز میں رسول اللہ کی قرات	162
قرات فجر کی مقدار	163
جمعہ کے دن فجر میں سورہ سجدہ پڑھنا	164
سورتوں کی تعین کرنا	164
حضرت شاہ ولی اللہ کی رائے	165
نماز میں سلام علیکم کہنے کا حکم	165
سلام میں صرف منہ پھیرنے کا حکم	165
سلام میں چہرہ کتنا گھمایا جائے	166
امام سے پہلے سلام پھیرنا	166
سلام میں امام سے پہلے سانس ٹوٹ جانے کا حکم	166
سلام میں لفظ اللہ کو کھینچنے کا حکم	167
نماز فجر وعصر کے بعد امام کا رخ بدلنا	167
نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے	168
دوسری نمازوں میں مقتدیوں کی طرف رخ کرنا	168
فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کا حکم	168
بعد نماز پنج گانہ دعا	169
نماز فجر وعصر میں طویل دعا	169
نماز کے بعد دعا آہستہ مانگے یا زور سے	170
الفاظ دعا میں عدم تخصیص	170
امام کی دعا پر آمین کہنا	170
دعا میں مقتدی کی شرکت	171
دعا کے وقت نگاہ کہاں رکھی جائے	171
دعا میں جلد بازی سے احتراز	171
دعا کے ختم پر کلمہ طیبہ پڑھنا	172
نماز کے بعد امام سے مصافحہ کرنا کیسا ہے	172
دعاء مولف	174
ماخذ ومراجع	175

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

بندہ اپنی اس بے مایہ خدمت کو

امام ربانی حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کے نام منسوب کرتا ہے جن کے فیضان علوم دینیہ سے ایک عالم فیضیاب ہورہا ہے اور انشاءاللہ تاقیامت ہوتا رہے گا۔

محمد رفعت قاسمی

دعائے مستجاب

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہم
مفتیٔ اعظم دارالعلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ تعالی

حَامداً وَمُصَلِّیاً

بندۂ ناکارہ بھی دعاء کرتا ہے حق تعالےٰ
مولف سلمہ کی خدمت ومحنت کو قبول فرمائے اور ناظرین کو نفع بخشے۔ آمین

احقر محمود غفرلہ
۱۷ شوال المکرم ۱۴۰۸ھ یوم جمعہ

Marfat.com

عرض مؤلف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اما بعد!

شریعت میں نماز کی امامت کا مسئلہ بڑی اہمیت اور عظمت رکھتا ہے، امام چونکہ تمام مقتدیوں کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لیے امام مقرر کرنے کے سلسلے میں شریعت نے کچھ شرائط وضوابط بیان کیے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ اس جلیل القدر منصب کا حامل کون شخص ہوسکتا ہے اور اس کو مقرر کرتے وقت کن باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے نیز یہ کہ امامت کا استحقاق کن لوگوں کو حاصل ہے اور اس بلند و بالا منصب کے فرائض اور اس کے متعلقہ مسائل کیا ہیں۔

احقر نے زیر نظر رسالہ ''مسائل امامت'' میں مستند و مفتی بہ اقوال کو اپنی بساط کے مطابق مدلل اور عام فہم انداز میں جمع کر دیا ہے یہ سب اللہ رب العزت کا فضل و کرم اور اپنے مشفق اساتذہ و مفتیان کرام کی توجہ کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور میرے لیے زاد آخرت بنائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ۔

محتاج دعا

محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

Marfat.com

امامت

دین کے تمام اعمال خیر میں سب سے اہم اور مقدم چیز نماز ہے نظام دینی میں اس کا درجہ اور مقام گویا وہی ہے جو جسم انسانی میں قلب کا ہے نماز کی امامت بلاشبہ ایک عظیم الشان دینی منصب اور ذمہ داری ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طرح کی نیابت ہے' اس واسطے ضروری ہے کہ امام ایسے شخص کو بنایا جائے جو موجودہ نمازیوں میں دوسروں کی نسبت اس عظیم منصب کے لیے زیادہ اہل اور موزوں ہو' اور وہ وہی ہوسکتا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبتہً زیادہ قرب اور مناسبت حاصل ہو اور آپ کی دینی وراثت سے جس نے زیادہ حصہ لیا ہو' اور چونکہ آپ کی وراثت میں اول اور اعلیٰ درجہ قرآن مجید کا ہے' اس لیے جس شخص نے ایمان نصیب ہونے کے بعد قرآن مجید سے خاص تعلق پیدا کیا' اس کو یاد کیا اور اپنے دل میں اتارا نیز اس کی دعوت وتذکیر اور اس کے احکام کو سمجھا' اس کو اپنے اندر جذب اور اپنے اوپر طاری کیا' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کے خاص حصہ داروں میں ہوگا (اور ان لوگوں کے مقابلہ میں جو اس سعادت میں اس سے پیچھے ہوں آپ کی اس نیابت یعنی امامت کے لیے زیادہ اہل اور زیادہ موزوں ہوگا) اور اگر بالفرض سارے نمازی اس لحاظ سے تو برابر ہوں چونکہ قرآن مجید کے بعد سنت کا درجہ ہے اس لیے اس صورت میں ترجیح اس کو دی جائے گی جو سنت وشریعت کے علم میں دوسروں کے مقابلہ میں امتیاز رکھتا ہو اور اگر بالفرض اس لحاظ سے بھی سب برابر ہوں تو پھر ان میں جو تقویٰ اور پرہیزگاری اور محاسن اخلاق میں ممتاز ہوگا' وہ امامت کے لیے لائق ترجیح ہوگا' اور اگر بالفرض اس طرح کی صفات میں بھی یکسانی ہو تو پھر عمر کی بڑائی کے لحاظ سے ترجیح دی جائے گی' کیونکہ عمر کی بڑائی اور بزرگی بھی ایک مسلم فضیلت ہے۔ بہرحال امامت کے لیے یہ اصولی ترتیب عقل سلیم کے بالکل مطابق اور مقتضائے حکمت ہے اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہدایت ہے۔

امامت کی ترتیب

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ

Marfat.com

الْقَوْمَ اَقْرَأُ هُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔ ﴿رواہ مسلم﴾

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ پڑھنے والا ہو اور اگر اس میں سب یکساں ہوں تو پھر وہ آدمی امامت کرے جو سنت وشریعت کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں (یعنی سب کا زمانہ ہجرت ایک ہی ہو) تو پھر وہ شخص امامت کرے جو سن کے لحاظ سے مقدم ہو اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے حلقہ سیادت اور حکومت میں اس کا امام نہ بنے اور اس گھر میں اس کے بیٹھنے کی خاص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔ ﴿صحیح مسلم﴾

تشریح حدیث کے لفظ ''اَقْرَءُ اھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہ'' کا لفظی ترجمہ وہی ہے جو یہاں کیا گیا ہے یعنی کتاب اللہ کا زیادہ پڑھنے والا لیکن اس کا مطلب نہ تو صرف حفظ قرآن ہے اور نہ مجرد کثرت تلاوت بلکہ اس سے مراد ہے حفظ قرآن کے ساتھ اس کا خاص علم اور اس کے ساتھ خاص شغف عہد نبویؐ میں جو لوگ قراء کہلاتے تھے ان کا یہی امتیاز تھا' اس بنا پر حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ نماز کی امامت کے لیے زیادہ اہل اور موزوں وہ شخص ہے جس کا کتاب اللہ کے بارے میں علم اور اس کے ساتھ شغف وتعلق دوسروں پر فائق ہو' اور ظاہر ہے کہ عہد نبویؐ میں یہی سب سے بڑا دینی امتیاز اور فضیلت کا معیار تھا اور جس کا اس سعادت میں جس قدر زیادہ حصہ تھا وہ اسی قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص وراثت وامانت کا حامل اور امین تھا' اس کے بعد سنت وشریعت کا علم فضیلت کا دوسرا معیار تھا اور یہ دونوں علم یعنی علم قرآن اور علم سنت جس کے پاس بھی تھے' عمل کے ساتھ تھے' علم بلا عمل کا وہاں وجود نہیں تھا۔

فضیلت کا تیسرا معیار عہد نبوت کے اس خاص ماحول میں ہجرت میں سابقیت تھی' اس لیے حدیث میں تیسرے نمبر پر اس کا ذکر فرمایا گیا ہے لیکن بعد میں یہ چیز باقی نہیں رہی' اس لیے فقہائے کرام نے اس کی جگہ صلاح وتقویٰ میں فضیلت وفوقیت کو ترجیح کا تیسرا معیار قرار دیا ہے جو بالکل بجا ہے۔

ترجیح کا چوتھا معیار اس حدیث میں عمر میں بزرگی کو قرار دیا گیا ہے کہ اگر مذکورہ بالا

تین معیاروں کے لحاظ سے کوئی فائق اور قابل ترجیح نہ ہوتو پھر جو کوئی عمر میں بڑا اور بزرگ ہو وہ امامت کرے۔

حدیث کے آخر میں دو ہدایتیں اور بھی دی گئی ہیں: ایک یہ کہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے شخص کے امامت وسیادت کے حلقے میں جائے تو وہاں امامت نہ کرے بلکہ اس کے پیچھے مقتدی بن کر نماز پڑھے (ہاں اگر وہ شخص خود ہی اصرار کرے تو دوسری بات ہے)

دوسری یہ کہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے کے گھر جائے تو اس کی خاص جگہ پر نہ بیٹھے' ہاں اگر وہ خود بٹھائے تو کوئی مضائقہ نہیں' ان دونوں ہدایتوں کی حکمت و مصلحت بالکل ظاہر ہے۔

﴿معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۱۵﴾

اپنے میں سے بہتر کو امام بنایا جائے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ فَاِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ۔

﴿رواۃ الدار قطنی والبیھقی (کنز العمال﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں جو اچھے اور بہتر ہوں ان کو اپنا امام بناؤ' کیونکہ تمہارے رب اور مالک کے حضور میں وہ تمہارے نمائندے ہوتے ہیں۔

﴿دار قطنی' بیہقی﴾

تشریح یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ امام اللہ تعالی کے حضور میں پوری جماعت کی نمائندگی کرتا ہے اس لیے خود جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس اہم اور مقدس مقصد کے لیے اپنے میں سے بہترین آدمی کو منتخب کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک اس دنیا میں رونق افروز رہے خود امامت فرماتے رہے اور مرض وفات میں جب معذور ہو گئے تو علم و عمل کے لحاظ سے امت کے افضل ترین فرد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے نامزد اور مامور فرمایا۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث میں حق امامت کی جو تفصیلی ترتیب بیان فرمائی گئی ہے اس کا منشا بھی دراصل یہی ہے کہ جماعت میں جو شخص سب سے بہتر اور افضل ہو اس کو امام بنایا جائے "اَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ اور اَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ.....الخ" یہ سب

Marfat.com

اسی بہتری اور افضلیت فی الدین کی تفصیل ہے۔

افسوس ہے کہ بعد کے دور میں اس اہم ہدایت سے بہت تغافل برتا گیا اور اس کی وجہ سے امت کا پورا نظام درہم برہم ہو گیا۔ ﴿معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۱۷﴾

امام کے لیے صحیح معیار اور رہنما اصول یہی ہے کہ اس کی نماز ہلکی اور سبک بھی ہو اور ساتھ ہی مکمل اور تام بھی۔ یعنی ہر رکن اور ہر چیز ٹھیک ٹھیک اور سنت کے مطابق ادا ہو۔

﴿معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۲۲﴾

امام کی ذمہ داری اور مسئولیت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَعْلَمْ اَنَّه ضَامِنٌ مَسْئُوْلٌ لِمَا ضَمِنَ وَاِنْ اَحْسَنَ كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰى خَلْفَه مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَهُوَ عَلَيْه۔

﴿رواہ الطبرانی فی الاوسط (کنز العمال﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص جماعت کی امامت کرے اس کو چاہیے کہ خدا سے ڈرے اور یقین رکھے کہ وہ (مقتدیوں کی نماز کا بھی) ضامن یعنی ذمہ دار ہے اور اس سے اس ذمہ داری کے بارے میں بھی سوال ہوگا' اگر اس نے اچھی طرح نماز پڑھائی تو پیچھے نماز پڑھنے والے سب مقتدیوں کے مجموعی ثواب کے برابر اس کو ملے گا۔ بغیر اس کے کہ مقتدیوں کے ثواب میں کوئی کمی آجائے' اور نماز میں جو نقص اور قصور رہے گا اس کا بوجھ تنہا امام پر ہوگا۔ ﴿معجم اوسط للطبرانی﴾

مقتدیوں کی رعایت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِه فَلْيُطَوِّلْ مَاشَاءَ۔ ﴿رواہ البخاری ومسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بن کر نماز پڑھائے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھائے (یعنی زیادہ طول نہ دے) کیونکہ مقتدیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور کمزور بوڑھے بھی (جن کے لیے طویل

نماز باعث زحمت ہوسکتی ہے) اور جب تم میں سے کسی کو بس اپنی نماز اکیلے پڑھنی ہو تو جتنی چاہے لمبی پڑھ لے۔
﴿صحیح بخاری وصحیح مسلم﴾

تشریح بعض صحابہ کرامؓ جو اپنے قبیلے یا حلقے کی مسجدوں میں نماز پڑھاتے تھے اپنے عبادتی ذوق وشوق میں بہت لمبی نماز پڑھاتے تھے جس کی وجہ سے بعض بیمار یا کمزور یا بوڑھے یا تھکے ہارے مقتدیوں کو کبھی کبھی بڑی تکلیف پہنچ جاتی تھی' اس غلطی کی اصلاح کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر اس طرح کی ہدایت فرمائی' آپؐ کا منشاء اس سے یہ تھا کہ امام کو چاہیے کہ وہ اس ہدایت کا لحاظ رکھے کہ مقتدیوں میں کبھی کوئی بیمار یا کمزور بوڑھا بھی ہوتا ہے اس لیے نماز زیادہ طویل نہ پڑھے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ اور ہر وقت کی نماز میں بس چھوٹی سے چھوٹی سورتیں ہی پڑھی جائیں اور رکوع' سجدہ میں تین دفعہ سے زیادہ تسبیح بھی نہ پڑھی جائے' خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی معتدل نماز پڑھاتے تھے وہی امت کے لیے اس بارے میں اصل معیار اور نمونہ ہے اور اسی کی روشنی میں ان ہدایات کا مطلب سمجھنا چاہیے۔

مقتدیوں کو ہدایت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔
﴿رواہ البخاری﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگو! امام پر سبقت نہ کرو (بلکہ اس کی اتباع اور پیروی کرو) جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو' اور جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو' اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو' اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لك الحمد کہو۔
﴿صحیح بخاری وصحیح مسلم﴾

تشریح مطلب یہ ہے کہ نماز کے تمام ارکان اور اجزاء میں مقتدیوں کو امام کے پیچھے رہنا چاہیے کسی چیز میں بھی اس پر سبقت نہیں کرنی چاہیے' مسند بزار میں حضرت ابو ہریرہؓ ہی کی روایت سے ایک حدیث مروی ہے' جس میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص امام سے پہلے رکوع یا سجدے سے سر اٹھاتا ہے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس سے ایسا کراتا ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ ہی کی روایت سے صحیح بخاری وصحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی

Marfat.com

ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص امام سے پہلے رکوع یا سجدے سے سر اٹھاتا ہے اس کو ڈرنا چاہیے کہ مبادا اس کا سر گدھے کا سا نہ کر دیا جائے۔ ﴿معارف الحدیث ج ۳ ص ۳۲۳﴾

امام کے اوصاف

امام میں مندرجہ ذیل اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) اس شخص میں خود امامت کی خواہش نہ ہو، لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ دوسرا آدمی اس منصب کو انجام دینے والا موجود ہو (اگر دوسرا کوئی شخص یہ اہلیت نہ رکھتا ہو تو پھر خواہش کرنا درست ہے۔)

(۲) جب اس سے افضل شخص امامت کے لیے موجود نہ ہو تو بھی خود آگے نہ بڑھے۔

(۳) حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ لوگوں کی امامت کوئی شخص کرے اور اس سے افضل شخص اس کے پیچھے موجود ہو تو ایسے لوگ ہمیشہ پستی میں رہیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میری گردن ماردی جائے تو میری نظر میں اس بات سے بہتر ہے کہ میں ایسی جماعت کی امامت کروں جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔

(۴) امام قاری ہو، دین کی باتیں سمجھتا ہو، سنت سے خوب آگاہ ہو، حدیث شریف میں ہے کہ اپنا دینی معاملہ تم اپنے فقیہوں کے سپرد کر دو اور قاریوں کو اپنا امام بناؤ۔ ایک دوسری حدیث اس سلسلے میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری امامت وہ لوگ کریں جو تم میں بہتر ہوں وہ اللہ کی بارگاہ میں تمہارے نمائندے ہیں۔

حضورؐ نے یہ تخصیص اس لیے فرمائی ہے کہ دیندار امام اور علم و فضل رکھنے والے لوگ اللہ کو جانتے اور اس سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی نماز اور مقتدیوں کی نماز کو سمجھتے ہیں اور نماز کو خراب کرنے والی باتوں سے گریز کرتے ہیں۔

''قاری قرآن'' سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد بے عمل قاری نہیں بلکہ باعمل حافظ ہے، حدیث شریف میں ہے کہ اس قرات کا زیادہ حقدار وہ ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اگر وہ اس کو پڑھتا نہ ہو یعنی سرے سے حافظ و قاری نہ ہو یا وہ قاری تو ہو لیکن قرآن پر عمل کرنے والا اور حدود الٰہی کی پرواہ کرنے والا نہ ہو، اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض پر عمل کرتا ہو اور نہ اس کی ممنوعات سے احتراز و اجتناب کرتا ہو اللہ بھی ایسے شخص کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ایسا شخص کسی عزت و تکریم کا مستحق ہے۔

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے قرآن کی حرام کردہ چیزوں کو حلال جانا وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتا لوگوں کو جائز نہیں کہ ایسے شخص کو امام بنائیں۔

امامت کا لائق وہی ہے جو سب سے زیادہ عالم ہونے کے ساتھ اس پر عمل بھی کرے اور اس کو خدا کا خوف بھی ہو۔

۵ امام لوگوں کی عیب جوئی اور غیبت سے اپنی زبان کو روکے اور دوسروں کو نیکی کا حکم دے اور خود بھی اس پر عمل کرے، دوسروں کو برائی سے منع کرے اور خود بھی باز رہے۔ نیکی اور نیک لوگوں سے محبت رکھے۔ بدی اور بدوں سے نفرت کرے۔ اوقات نماز سے واقف ہو، حرام باتوں سے اجتناب کرتا ہو، فعل حرام سے اپنے ہاتھوں کو روکنے والا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرنے والا ہو، دنیا کی حرص و طمع اس میں نہ ہو۔ نیز حلیم و صابر اور شر و فساد سے کوسوں دور رہنے والا ہو، لوگ اگر اس پر نکتہ چینی کریں تو صبر کرے اور خدا کا شکر ادا کرے، برے کاموں سے آنکھوں کو بند رکھے، اگر کوئی جاہل اس کے ساتھ برائی سے پیش آئے تو برداشت کرے اور کہہ دے کہ "اَللّٰھُمَّ سَلَامًا" لوگ اس کی طرف سے امن و سلامتی پائیں۔ (لوگوں کو اس سے تکلیف نہ پہنچتی ہو) لیکن خود اپنے نفس کی طرف سے بے چین ہو، نفسانی خواہشات سے اپنی آزادی کا خواہاں ہو، اور ان سے اپنے نفس کو رہا کرنے کی کوشش کرتا ہو، وہ ہمیشہ اس بات کو محسوس کرتا ہو کہ امامت جیسے عظیم المرتبت کام کو اس کے سپرد کر کے اس کی آزمائش کی گئی ہے، امامت کا درجہ بہت بلند و بالا ہے امام کے پیش نظر ہمیشہ امامت کی عظمت اور مرتبت رہنی چاہیے۔

امام کو ہدایت

امام کو لازم ہے کہ بیکار گفتگو نہ کرے، امام کی حالت دوسرے لوگوں کی حالت سے بالکل جداگانہ ہے جب وہ محراب میں کھڑا ہو تو اس وقت اس کو سمجھنا چاہئے کہ میں انبیاء علیہم السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے مقام پر کھڑا ہوں اور رب العالمین سے کلام کر رہا ہوں۔

نماز کے ارکان پورے پورے ادا کرنے کی دل سے کوشش کرے اور جن لوگوں نے

Marfat.com

امامت کی یہ رسی اس کے گلے میں ڈالی ہے یعنی اس کو امام بنایا ہے ان کی نماز کی تکمیل کی بھی کوشش کرے، نماز مختصر پڑھائے۔ اس طرح کہ تمام ارکان پورے ادا ہوں۔ جو لوگ اس کے پیچھے کھڑے ہیں ان کا خیال کرے کہ ان میں کمزور اور ضعیف لوگ بھی شامل ہیں۔ اس لیے اپنے کو کمزور و ناتواں لوگوں میں شمار کرے۔

اللہ تعالیٰ امام سے خود اس کے بارے میں اور مقتدیوں کے متعلق باز پرس فرمائے گا۔ اپنی امامت کی ذمہ داری پر افسوس کرے، سابقہ خطاؤں، گناہوں اور ضائع کردہ اوقات پر ندامت کا اظہار کرے، اپنے آپ کو مقتدیوں سے برتر نہ سمجھے۔ کوئی شخص اس کی برائی کرے تو اسے برا نہ سمجھے، اگر اس کی غلطی ظاہر کرے تو نفسانی خواہش کے پیش نظر ہٹ دھرمی اور ضد نہ کرے۔ اس بات کو پسند نہ کرے کہ لوگ اس کی تعریف کریں، تعریف اور مذمت دونوں کو برابر سمجھے۔ امام کا لباس صاف ستھرا اور خوراک پاک ہو اس کے لباس سے اتراہٹ اور بڑائی ظاہر نہ ہوتی ہو اور اس کی نشست میں غرور کی جھلک نہ ہو، کسی جرم کی سزا میں اس پر اسلامی حد جاری نہ کی گئی ہو، یعنی سزا یافتہ نہ ہو لوگوں کی نظر میں متہم نہ ہو، حکام سے کسی کی لگائی بجھائی نہ کرتا ہو، لوگوں کے رازوں کی حفاظت کرے (پردہ دری نہ کرے) کسی سے کینہ نہ رکھے، امانت، تجارت اور مستعمار چیزوں میں خیانت کا ارتکاب نہ کرتا ہو۔

خبیث کمائی والا امامت کا اہل نہیں ہے، جس کے دل میں حسد، کینہ اور بغض ہو اس کو بھی امام نہ بنایا جائے، دوسروں کے عیب کی تلاش کرنے والے لوگوں کو فریب دینے والے، مغلوب الغضب، نفس پرست اور فتنہ و فساد پیدا کرنے والے شخص کو بھی امام نہیں بنانا چاہیے۔

﴿غنیۃ ص ۸۵۸﴾

امام کے لیے مزید شرطیں

امام کے لیے ضروری ہے کہ فتنہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے نہ فتنہ کو تقویت پہنچائے بلکہ باطل پرستوں کے خلاف اہل حق کی مدد کرے، ہاتھ سے ممکن نہ ہو تو زبان سے، اگر زبان سے بھی ممکن نہ ہو تو دل سے ان کی مدد کا خواہاں ہو، اللہ کے معاملہ میں کسی برا کہنے والے کے برا کہنے کا خیال نہ کرے، اپنی تعریف کو پسند نہ کرے نہ اپنی مذمت کا برا مانے دعا میں اپنے لیے تخصیص نہ کرے بلکہ جب دعا کرے تو اپنے لیے اور تمام لوگوں کے لیے عام طور پر دعا کرے اگر تنہا اپنے

Marfat.com

لیے دعا کرے گا تو دوسروں کے ساتھ خیانت ہوگی۔

اہل علم کے سوا کسی کو کسی پر ترجیح نہ دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''نماز میں مجھ سے قریب اہل علم اور ذی فہم لوگ کھڑے ہوں'' اس طرح امام سے پیچھے یعنی اگلی صف میں ایسے ہی لوگوں کو ہونا چاہیے دولت مند کو اپنے قریب اور غریب کو حقیر جان کر دور کھڑا نہ کرے۔ ایسے لوگوں کی امامت نہ کرے جو اس کی امامت کو پسند نہیں کرتے۔ اگر مقتدیوں میں کچھ لوگ اس کی امامت کو پسند اور کچھ ناپسند کرتے ہوں تو ناپسند کرنے والوں کی تعداد اگر زیادہ ہے تو امام کو محراب چھوڑ دینی چاہیے (یعنی نماز نہ پڑھائے) لیکن شرط یہ ہے کہ مقتدیوں کی ناگواری اور ناپسندیدگی کی وجہ حقانیت اور علم و آگہی پر ہو اگر ناگواری کا باعث جہالت اور باطل پرستی ہو یا وہ فرقہ وارانہ تعصب اور نفسانی خواہش پر مبنی ہو تو پھر مقتدیوں کی ناگواری کی پروا نہ کرے اور نہ ان کی وجہ سے نماز پڑھانا ترک کرے، اگر قوم میں اس بناء پر فتنہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہو تو البتہ کنارہ کش ہو جائے اور محراب کو چھوڑ دے اور اس وقت تک محراب کے پاس نہ جائے جب تک لوگ آپس میں صلح نہ کرلیں اور اس کی امامت پر راضی نہ ہو جائیں۔

امام جھگڑنے والا، زیادہ قسمیں کھانے والا اور لعنت کرنے والا نہ ہو۔ امام کو برائی کی جگہ اور تہمت کے مقام پر جانا مناسب نہیں اس کو چاہئے کہ نیک لوگوں کے علاوہ کسی سے میل ملاپ نہ رکھے۔

امام کو لازم ہے کہ فتنہ و فساد اٹھانے والوں، گناہ اور گناہگاروں نیز سرداری اور سرداروں سے محبت نہ کرے، اگر لوگ اسے ایذا پہنچائیں تو صبر کرے اور اس کے عوض ان سے محبت کرے اور ان کی بھلائی کا طالب ہو اور خیر خواہی کی کوشش کرتا رہے۔

امامت کے لیے جھگڑا کرنا منع ہے

امامت کے لیے جھگڑا نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی دوسرا شخص اس بار کو اس کی جگہ اٹھانا چاہتا ہے تو اس سے اس معاملے میں نہ جھگڑے، اکابر ملت اور سلف صالحین کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے امام بننے سے گریز کیا اور اپنے بجائے ایسے لوگوں کو امامت کے لیے بڑھا دیا جو بزرگی اور تقویٰ میں ان کے برابر نہیں تھے۔

اس طرز عمل سے ان کا مدعا یہ تھا کہ خود ان کا بوجھ ہلکا ہو جائے وہ اس بات سے ڈرتے

Marfat.com

تھے کہ کہیں امامت میں ان سے کوئی قصور اور کوتاہی نہ ہو جائے۔ ﴿غنیۃ الطالبین ص ۸۶۵﴾

امامت کی اجرت

امامت کی اجرت کے بارے میں شروع ہی سے اختلافی مسئلہ چلا آ رہا ہے۔ امام شافعیؒ وامام احمدؒ بن حنبل رحمہما اللہ اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ایسی طاعت پر جو اجیر کے ذمہ متعین نہ ہو۔ عقدِ اجارہ منعقد کرنا اور اجرت لینا دینا جائز ہے جیسے تعلیم قرآن' اذان وامامت وغیرہ۔

امام اعظم ابوحنیفہ، زہری اور قاضی شریح رحمہم اللہ اور ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ طاعت پر اجارہ ناجائز ہے۔

متقدمین حنفیہ کا یہی مسلک تھا کہ طاعت پر اجرت لینا دینا ناجائز ہے اور قدمائے حنفیہ اسی کے موافق فتویٰ دیتے اور عمل کرتے رہے۔

علم دین پڑھانے والوں' اذان کہنے والوں اور امامت کرنے والوں کے وظائف بیت المال سے مقرر ہوتے تھے اور یہ لوگ نہایت اطمینان اور فارغ البالی سے اپنا کام انجام دیتے رہتے تھے' کچھ عرصہ بعد اسلامی سلطنت نہ رہنے یا بیت المال کے مصارف میں بعض مسلمان بادشاہوں کے شرعی حدود سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے ان علماء اور مؤذنین وائمہ کے وظائف بند ہو گئے اور تعلیم علوم دینیہ یا اذان وامامت کی انجام دہی میں جو فراغت قلبی انہیں حاصل تھی وہ جاتی رہی چونکہ یہ لوگ بھی آخر انسان تھے اور انسانی ضروریات معاش ان کی زندگی کے لوازمات میں بھی داخل تھیں۔ اس لیے ان کو مجبوراً مال حاصل کرنے کے ذرائع کی طرف متوجہ ہونا پڑا' جس کے ذریعہ اپنی اور اپنی اولاد ومتعلقین کی گذر بسر ہو سکے۔

ذرائع معاش چونکہ مختلف اقسام کے ہیں' کسی نے کوئی طریقہ اختیار کیا کسی نے کوئی کسی نے تجارت' کسی نے زراعت' کسی نے ملازمت اور کسی نے صنعت ودستکاری اختیار کی۔ اسی طرح ضرورتیں بھی کم وبیش مختلف تھیں' اس لیے رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں ایک بڑا حصہ کسب معاش میں خرچ کر دینے کے باوجود بھی بعض افراد کی ضرورتیں پوری نہ ہوئیں۔ ان حالات کی وجہ سے مجبوراً بہت سے علماء موذن اور امام' تعلیم علوم دینیہ یا اذان وامامت کی خدمت کو بالالتزام پورا نہ کر سکے اور بالآخر ان خدمات کو چھوڑنا پڑا۔

لیکن تعلیم چھوڑنے سے یہ نقصان تھا کہ علم دین کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا کیونکہ جب

Marfat.com

پڑھانے والوں کو اپنی ضروریات معاش میں مشغول ہونے کی وجہ سے اتنی فرصت نہ ملتی کہ طلباء کو پڑھا سکیں تو علوم دین کی زندگی اور بقاء کی کیا صورت تھی؟

اذان چھوڑ دینے سے یہ نقصان تھا کہ نماز کے اوقات کا انضباط جو معین موذن ہونے کی صورت میں ہو سکتا ہے درہم برہم ہو جاتا چونکہ اس زمانہ میں بڑے بڑے شہروں میں بلکہ بعض قصبوں میں بھی اکثر غریب مسلمان کارخانوں اور کمپنیوں اور ملوں میں' مزدوری پر کام کرتے ہیں اور اپنے افسروں کی خوشامد کر کے نماز اور جماعت کی اجازت حاصل کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ اذان اور نماز کا وقت معین ہو کہ اس کے موافق وہ کارخانوں سے ٹھیک وقت پر آ جایا کریں اور جماعت سے نماز پڑھ کر اپنے کام پر چلے جائیں۔ اگر اذان وجماعت کے اوقات معین نہ ہوں تو ان لوگوں کو یا تو جماعت چھوڑنی پڑے گی یا اپنے کام میں زیادہ دیر تک غیر حاضر رہنے کی وجہ سے افسروں کی ناراضگی پیش آئے گی اور اپنے ذرائع معاش کو کھونا پڑے گا۔

امام معین نہ ہونے کی صورت میں جماعت کا انتظام درست نہیں رہ سکتا اور پورے انضباط سے نماز نہیں ہو سکتی۔

پس متاخرین فقہاء حنفیہ نے اس ضرورت شرعیہ کی وجہ سے حضرت امام شافعیؒ کے قول کے موافق یہ فتویٰ دے دیا کہ مواقع ضرورت میں طاعت پر اجرت لینا جائز ہے اور قرآن شریف وحدیث' وفقہ کی تعلیم اور اذان وامامت پر اجرت لینے کے جواز کی تصریح کر دی کیونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے باقی نہ رہنے سے اسلامی حقیقت کا باقی رہنا بھی مشکل ہے۔

﴿خدمات اور معاوضہ ص ۱۷۶﴾

حاکم وقت کی اجازت ضروری ہے

اگر حاضرین میں حاکم وقت موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر امامت کے لیے آگے نہ بڑھے اسی طرح جب کسی گاؤں یا قبیلہ میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرے اسی طرح کسی قافلے یا سفر میں بہت سے لوگوں کا ساتھ ہو جائے تو ساتھیوں کی اجازت کے بغیر ان کی امامت نہ کرے۔

نماز لمبی نہیں پڑھنی چاہیے بلکہ مختصر پڑھنی چاہیے مگر ارکان پورے ادا کرے' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی پہلے گذر چکا ہے کہ

Marfat.com

''جب تم میں سے کوئی امام ہو تو نماز کو مختصر کرے کیونکہ اس کے پیچھے بچے' بوڑھے اور کام کرنے والے لوگ بھی کھڑے ہوتے ہیں۔''

ہاں اگر تنہا نماز پڑھے تو پھر جتنی چاہے لمبی پڑھے' حضرت ابو واقدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو بہت ہی مختصر نماز ہوتی اور جب بہ نفس نفیس ادا فرماتے تو سب سے زیادہ لمبی نماز ہوتی۔ ﴿غنیۃ الطالبین ص ۸۶۹﴾

امام اور محراب

امام کو جائز نہیں ہے کہ محراب کے بالکل اندر گھس کر کھڑا ہو اور پیچھے والے لوگوں کی نظروں سے چھپ جائے' بلکہ اس کو محراب سے قدرے باہر کھڑا ہونا چاہیے' (یعنی امام کی ایڑیاں باہر ہوں جس کی تفصیل آئندہ آ رہی ہے' امام کے لیے مناسب ہے کہ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد زیادہ دیر تک محراب میں نہ ٹھہرے بلکہ باہر نکل کر سنتوں کے لیے کھڑا ہو جائے یا محراب کے بائیں جانب کھڑے ہو کر سنتیں ادا کرے' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام نے جس جگہ کھڑے ہو کر فرض پڑھائے ہیں' اس جگہ سنتیں اور نفل نہ پڑھے البتہ مقتدی کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی جگہ کھڑے ہو کر سنتیں اور نفل پڑھ لے' چاہے تو ادھر ادھر ہٹ کر بھی پڑھ سکتا ہے)

قرأت کے اول و بعد سکوت

امام کو دوبارہ وقفہ کرنا چاہیے' ایک بار تو نماز کے شروع میں اور دوسری بار قرات کے بعد رکوع سے پہلے کہ اس وقفہ میں اس کو دم لینے کا موقع مل جائے گا اور قرات سے جو جوش پیدا ہوا تھا وہ سکون سے بدل جائے گا۔

قرات کا اتصال رکوع کی تکبیر سے بھی نہیں ہوگا' حضرت سمرہ جندب سے روایت کردہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول منقول ہے۔

تسبیح میں جلدی نہ کرے

رکوع میں جائے تو تین بار تسبیح پڑھے' تسبیح پڑھنے میں عجلت نہ کرے بلکہ بہت آہستگی اور جم کر الفاظ ادا کرے کیونکہ اگر امام تسبیح کو عجلت سے پڑھ لے گا تو مقتدی اس کو نہیں کہہ پائیں

Marfat.com

گے۔ اسی طرح رکوع سے سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر ٹھیک ٹھیک کھڑا ہو جائے اور بغیر عجلت کے "ربنا لك الحمد" کہے تا کہ مقتدی بھی اتنی دیر میں کہہ سکیں۔ حضرت انسؓ بن مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر مبارک اٹھا کر اتنی دیر تک (سجدہ کرنے سے) توقف فرماتے تھے کہ خیال ہوتا تھا کہ آپ بھول گئے ہیں" اسی طرح سجدہ میں اور دونوں سجدوں کے درمیان توقف کرے اور اس شخص کے کہنے کا کچھ خیال نہ کرے جو یہ کہتا ہے کہ اس صورت میں مقتدی امام سے پہلے بعض ارکان ادا کر لے گا اور کوئی رکن مقدم کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

جب لوگ امام کے وقفہ کو دیکھیں گے تو سمجھ لیں گے کہ امام ہمیشہ یہ وقفہ کرتا ہے اور دونوں سجدوں کے درمیان وقفہ امام کی عادت ہے اس لیے پھر وہ بھی ٹھہرا کریں گے اور امام سے پہلے سجدہ نہیں کریں گے۔ ﴿غنیۃ ص ۸۶۹﴾

امام نماز سے قبل مقتدیوں کو تنبیہ کرے

امام کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے قبل مقتدیوں کو سمجھا دیا کرے کہ تم کسی رکن میں مجھ سے پہل نہ کرنا بلکہ مجھے رکن ادا کرنے دینا پھر تم میری اقتدا کرنا' اگر تم مجھ سے پہلے ارکان ادا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرو گے اور اپنی نمازیں بھی خراب کرو گے۔

امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کو نصیحت کرتا اور سمجھاتا رہے تا کہ وہ رکوع اور سجود اور دوسرے ارکان نماز میں جلد بازی سے کام نہ لیں اور نماز اچھی طرح ادا کریں کیونکہ امام ان کا نگہبان ہے' قیامت کے دن امام سے لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا' امام کو چاہیے کہ اپنی نماز بھی اچھی طرح ادا کرے اگر ان میں کوتاہی کرے گا تو جس طرح اس کے مقتدیوں کو گناہ کی سزا ملے گی اسی طرح امام کو بھی اس کی کوتاہی وغفلت کی وجہ سے ان لوگوں کی نمازیں خراب کرنے کی سزا دی جائے گی۔ ﴿غنیۃ الطالبین ص ۸۷۱﴾

امام کا دل اور زبان سے نیت کرنا

امام کو چاہیے کہ دل سے نیت کیے بغیر نہ نماز شروع کرے اور نہ تکبیر تحریمہ کہے اگر زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لے تو زیادہ اچھا ہے' امام کو چاہیے کہ پہلے دائیں بائیں دیکھ کر صفیں درست کرائے اور مقتدیوں سے کہے کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ' اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے' ٹھیک کھڑے ہو جایئے اللہ تم سے راضی ہو' درمیان کے خلا کو پر کرنے کے لیے حکم دے

Marfat.com

کہ شانہ سے شانہ ملا کر کھڑے ہو جائیں' صفوں کی کجی سے نماز میں نقص پیدا ہوتا ہے' شیطان لوگوں کے ساتھ صفوں میں گھس کر کھڑے ہو جاتے ہیں' حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "صفیں جوڑ لیا کرو' شانے سے شانہ ملا لیا کرو اور درمیانی خلا کو پر کر لیا کرو تا کہ بکری کے بچوں جیسے شیطان تمہارے درمیان گھس کر نہ کھڑے ہو جائیں۔"

آنحضرت کا طریقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپؐ تکبیر کہنے سے پہلے دائیں بائیں کے لوگوں کو شانے برابر رکھنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ کوئی شخص آگے پیچھے نہ ہو ورنہ ان میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ حضورؐ نے ایک روز نماز کے وقت دیکھا کہ ایک شخص کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا تم کو اپنے مونڈھے برابر کر لینے چاہئیں ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں پھوٹ ڈال دے گا۔

بخاریؒ اور مسلمؒ کی متفق علیہ روایت ہے کہ سالم بن جورؒ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اپنی صفیں سیدھی رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں فرق پیدا کر دے گا۔ ایک اور حدیث میں حضرت قتادہؓ نے حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفوں کو سیدھا رکھنا تکمیل نماز میں سے ہے۔ (یعنی نماز کی تکمیل کا ایک حصہ ہے)

صحابہ کرام کا معمول

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو محض صفیں سیدھی کرنے پر مقرر کر رکھا تھا جب تک وہ شخص صفوں کے ہموار ہونے کی اطلاع آپ کو نہیں دے دیتا تھا آپ تکبیر تحریمہ نہیں کہتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بھی یہی معمول تھا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت بلالؓ (موذن رسولؐ) صفیں ہموار کراتے تھے اور ایڑیوں پر کوڑے مارتے تھے تا کہ لوگ ہموار کھڑے ہو جائیں۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ یہ خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اقامت کے وقت نماز شروع ہونے سے پہلے انجام دیا کرتے تھے۔ اس لیے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کے بعد کسی امام کیلئے اذان نہیں دی۔ صرف ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں

Marfat.com

جب کہ آپؓ ملک شام سے واپس آئے تھے تو حضرت صدیق اکبر اور دوسرے صحابہؓ نے عہد نبوی کی یاد اور اشتیاق میں حضرت بلالؓ سے درخواست کی تھی تو آپ نے اذان دی تھی۔ اذان میں جب آپ ''اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ'' پر پہنچے تو رک گئے اور آگے کچھ نہ کہہ سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے عشق میں بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ مدینہ کے انصار ومہاجرین میں ایک کہرام پڑ گیا۔ یہاں تک کہ محبت رسول میں عورتیں بھی پردے سے باہر نکل آئیں۔

غرض اس روایت سے ثابت ہے کہ حضرت بلالؓ رضی اللہ عنہ کا ایڑیوں پر درے مارنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں تھا۔ ﴿غنیۃ ص ۸۶۹﴾

امام کی تقرری کا حق

سوال اگر کسی مسجد کے اکثر مقتدی اور اہل محلہ وممبران کمیٹی ایک پیش امام صاحب کو ان کی خدمات سے سبکدوش کر کے دوسرے امام کو ان کی جگہ تقرر کریں تو ایسی صورت میں اکثریت کی رائے کا احترام ضروری ہے یا اقلیت کی ہٹ دھرمی کو تسلیم کیا جائے؟

جواب اگر دونوں امام علم وفضل اور تقویٰ میں برابر ہیں تو قوم میں سے اہل صلاح کی اکثریت کا اعتبار کیا جائے گا۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج (۳) ص ۲۹۴ بحوالہ رد المختار ج (۱) ص ۵۲۲﴾

فتاویٰ محمودیہ ج (۲) ص ۸۵ بحوالہ اشباہ ص ۱۴۱ میں ہے کہ ''امام مقرر کرنے کا حق بانی مسجد کو ہے پھر اس کے خاندان والوں کو (اولاد وغیرہ کو) پھر اہل محلہ کو۔ لیکن امام میں اہلیت ہونا شرط ہے''

اگر بانی یا متولی کسی غیر مستحق کو امام بنانا چاہیں اور اہل مسجد کسی لائق کو تو اہل مسجد کا حق راجح ہوگا'' ﴿فتاویٰ قاضی خاں ہندیہ ص ۳۲۸ جلد (۳)﴾

کیا امامت میں وراثت ہے؟

سوال خطیب صاحب نے اپنی زندگی میں بھائی کے ہوتے ہوئے اپنے بھتیجے کو اپنا نائب مقرر کیا۔ پانچ سال بڑی دیانت داری کے ساتھ خدمت انجام دی اب خطیب صاحب کا انتقال ہو گیا کیا ان کی اولاد اپنا نائب مقرر کر سکتی ہے؟

(۲) امام صاحب نے بھائی کے ہوتے ہوئے بھتیجے کو مقرر کیا اور جماعت نے منظور کیا اب بھائی دعویدار ہے کیا اس کا دعویٰ صحیح ہے یا نہیں؟

Marfat.com

جواب جس کو خطیب سابق نے اپنی زندگی میں امام مقرر کیا اور قوم اور جماعت نے اس کو منظور کیا وہی امام مقرر ہو گیا کیونکہ درحقیقت امام کے تقرر کرنے کا حق مسجد کے بانی اور اس کی اولاد کے بعد قوم اور جماعت کو ہے لہٰذا جس کو قوم نے امام تسلیم کر لیا وہ امام ہو گیا۔

اب کسی کا دعویٰ صحیح نہ ہو گا نہ اولاد کا نہ بھائی کا کیونکہ اس میں میراث جاری نہیں ہوتی ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج (۳) ص ۹۵ بحوالہ ردالمختار ج (۱) باب الاذان ص ۳۷۲﴾

امامت میں وراثت نہیں ہے بلکہ امام مقرر کرنے کا حق اول بانی مسجد کو ہے اور پھر اس کی اولاد و اقارب کو اس کے بعد نمازیوں اور اہل محلہ کو ہے کہ امام کو مقرر کریں بلکہ اگر بانی مسجد نے کسی کو امام بنایا اور وہ امامت کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نمازیوں نے اس سے لائق تر کو امام مقرر کر دیا تو وہی امام مقرر ہو گا جس کو نمازیوں نے مقرر کیا ہے۔

ردالمختار ج ۳ ص ۵۷۳ میں ہے کہ امام سابق بدعتی ہو گیا اور مسجد کے نمازی اس سے خوش نہیں ہیں اس کی خرابی کے سبب تو اس کو معزول کرنا اور دوسرے لائق تر اور مسائل نماز سے واقف شخص کو امام مقرر کرنا چاہیے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج (۳) ص ۸۵﴾

امام کی تقرری میں اگر اختلاف ہو جائے

سوال محلے کی مسجد میں دو شخص کہتے ہیں کہ ہمارا مقرر کردہ امام رہے گا اور جماعت کے زیادہ افراد کہتے ہیں کہ ہم جو امام مقرر کریں گے وہ رہے گا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب جس کو جماعت کے زیادہ افراد امام مقرر کریں وہی امام رہے گا۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۹۷ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۵۲۲ باب الامامت)

اگر اہل مسجد کسی کو امام مقرر کرنے میں دو فریق ہو جائیں تو جس فریق کا تجویز کردہ امام زیادہ لائق ہو وہ راجح ہو گا اور اگر دونوں فریق کے امام لائق ہوں تو بڑے فریق کا امام راجح ہو گا۔

﴿فتاویٰ عالمگیری ج (۱) ص ۸۸﴾

کیا عدالت امام مقرر کر سکتی ہے

سوال کیا عدالت کو کوئی حق شرعی حاصل ہے کہ قوم کا ایسا امام زبردستی مقرر کرے کہ قوم اس کو امام بنانے پر رضامند نہیں؟

جواب عدالت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کیونکہ اس کا نفع و نقصان قوم کو ہے لہٰذا بلا رضامندی قوم

Marfat.com

کے ان کے لیے عدالت کوئی امام مقرر نہ کرے اور عدالت کو اس میں کچھ حق نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۹۵ بحوالہ ردالمختار ج ص ۵۲۳ باب الامامت﴾

امامت کا دعویٰ اور مقتدیوں کا انکار

سوال ایک خانقاہ کا سجادہ بحیثیت سجادگی اگر امامت کا دعویٰ کرے اور باقی ورثاء جو کہ اس کے اہل برادری اور مقتدی ہیں اس کی امامت منظور نہ کریں تو دعوائے امامت درست ہے یا نہیں؟

جواب کتب فقہ میں ہے کہ بانی مسجد اور واقف کو زیادہ حق ہے امام کے تقرر وغیرہ کرنے میں اور اگر وہ نہ ہو تو اس کی اولاد و اقارب حق دار ہیں اس کے بعد اہل محلہ و اہل مسجد جس کو امام مقرر کریں وہ امام ہوتا ہے پس خانقاہ کا سجادہ نشین اگر واقفِ اولاد میں سے ہے تو بے شک اس کو حق ہے امام وغیرہ مقرر کرنے کا لیکن دیگر اہل قرابت واقف کو بھی یہ حق ہے۔ سجادہ نشین کو کچھ ترجیح اور خصوصیت اس بارے میں نہیں ہے۔

اگر امام مقرر کرنے کی گنجائش نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال کسی شہر میں مساجد زیادہ ہوں اور نمازی کم اور ہر ایک مسجد میں امام مقرر کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔ اگر قریب محلہ والے مل کر ایک مسجد میں امام مقرر کرلیں اور دیگر مساجد چھوڑ کر ایک مسجد میں باجماعت امام مذکور کے پیچھے نماز ادا کریں تو کیا حکم ہے؟

جواب بہتر یہ ہے کہ حتی الوسع جہاں تک ہو سکے سب مسجدوں کو آباد کریں اور تھوڑے تھوڑے نمازی سب مسجدوں میں نماز پڑھیں۔ بحالت مجبوری جیسا موقع ہو کریں۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۶۷ بحوالہ ردالمختار باب احکام المسجد ج (۱) ص ۶۱۷﴾

امام کے فرائض منصبی

امام اپنے منصب کے لحاظ سے صرف نماز پڑھانے کا ذمہ دار ہے البتہ اگر اس سے وعظ یا طلباء کو تعلیم وغیرہ دینے کی شرائط کرلی جائیں اور وہ منظور کرلے تو پھر اس کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہوگی۔ یہ ضروری ہے کہ امام سے ایسے کاموں کے لیے شرائط نہ کی جائیں جو اس کی حیثیت امامت اور وقت کے خلاف ہوں۔

﴿کفایت المفتی ج ۳ ص ۴۶﴾

Marfat.com

اگر امامت اور پانی گرم کرنے پر وہ ملازم ہے اور اس کی اجرت میں محلہ سے روٹیاں لانا بھی ہے تو اس سے اس کی امامت میں کوئی نقصان لازم نہیں آتا۔ اگر محلہ سے روٹیاں لانا اجرت میں نہیں بلکہ ویسے ہی مانگ کر لاتا ہے اور باوجود کسی مشروع طریق پر کمانے کی قدرت کے اس مانگنے کو پیشہ بنا رکھا ہے تو یہ پیشہ ناجائز ہے ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے جب کہ کوئی دوسرا آدمی امامت کا اہل موجود ہو۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۶۱﴾

اگر امام مقرر کرتے وقت سب نے امام کے ذمہ جھاڑو دینا اور حمام میں پانی بھرنے کی شرط قرار دی ہے تو امامت کی طرح یہ بھی امام کے ذمہ ضروری ہوگا۔ اگر تقرر صرف امامت پر ہوا ہے تو یہ امام کے ذمہ ضروری نہیں۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۶۸﴾

پیش امام کا رتبہ

پیش امام کی عزت و توقیر کرنی چاہیے۔ اس کی بے عزتی اور توہین اور ہتک کرنی گناہ ہے۔

﴿کفایت المفتی ج (۳) ص ۹۲﴾

کیا امام اپنا نائب مقرر کرسکتا ہے؟

(۱) اگر مسجد کی کوئی کمیٹی ہے تو وہ امام یا نائب امام مقرر کرنے کی مستحق ہے لیکن اگر کمیٹی نہیں ہے تو مسجد کے نمازیوں کی جماعت کا حق ہے۔

(۲) نائب امام وہی ہوگا جس کو مسجد کی کمیٹی یا نمازیوں کی کثرت رائے سے مقرر کیا گیا ہو۔ تنہا امام کو اس کا اختیار نہیں۔ خصوصاً جب کہ امام خود بھی امامت کا تنخواہ دار ملازم ہو۔

﴿کفایت المفتی ج (۳) ص ۸۳﴾

امام کے عزل و نصب کا حق

فقہا نے لکھا ہے کہ امام کو رکھنے یا معزول کرنے کا حق بانی مسجد یا اس کی اولاد کو ہے۔ اگر متولی واقف کی جانب سے شرائط کے ساتھ ہے تو وہ بھی قائم مقام ہے اور اگر نمازیوں کی اکثریت کسی نیک صالح شخص کو امام مقرر کرے تو امام مقرر ہو جائے گا۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج (۳) ص ۸۷ بحوالہ رد المحتار کتاب الوقف ج (۱) ص ۵۷۳﴾

Marfat.com

ائمہ مساجد کی تنخواہ اور شرعی ذمہ داریاں

سوال: امام مسجد سے امامت کے علاوہ جھاڑو دلانا، نالیاں صاف کرانا، اذان دینا اور اس کے علاوہ اور چھوٹے موٹے کام لیے جاتے ہیں اور تنخواہ صرف امامت کی دی جاتی ہے کیا اتنی قلیل تنخواہ کے عوض اتنے سارے کام لینا جائز ہیں؟ شرعاً امام کی ذمہ داریاں کیا کیا ہیں؟ ائمہ مساجد کی تنخواہ کیا ہونی چاہیے؟ تنخواہ کا معیار سے کم دینے پر متولی اور اہل محلہ گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: حدیث شریف میں ہے "مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دیدو"۔

﴿مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۸﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز جن تین آدمیوں کیخلاف دعویٰ ہوگا ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو کسی کو مزدور رکھے اور اس سے پورا کام لے لے مگر مزدوری پوری نہ دے۔

﴿بخاری بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۸﴾

مزدوری پوری نہ دینے کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں کہ اس کی مزدوری مارے اور پوری نہ دے بلکہ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ جتنی اجرت اس کام کی ملنی چاہیے اتنی نہ دے اور اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھائے کہ کم سے کم اجرت پر کام لے لے۔ فقہائے کرام رحمہم اللہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ مسجد کے متولی اور مدرسہ کے مہتمم کو لازم ہے کہ خادمان مساجد اور مدارس کو ان کی حاجت کے مطابق اور ان کی علمی قابلیت اور تقویٰ وصلاح کو ملحوظ رکھتے ہوئے وظیفہ ومشاہرہ (تنخواہ) دیتے رہیں، باوجود گنجائش کے کم دینا بری بات ہے اور متولی خدا کے یہاں جواب دہ ہوں گے۔

﴿درمختار والشامی ج (۳) ص ۳۸۹، (۲) ص ۸۷﴾

صرف امامت کی تنخواہ دے کر امام پر اذان کی ذمہ داری ڈالنا اور ان سے جھاڑو دینے اور نالیاں صاف کرنے وغیرہ امور کی خدمت لینا ظلم شدید اور توہین ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمان ہے: حاملین قرآن (حفاظ وقراء وعلمائے کرام) کی تعظیم کرو۔ بے شک جس نے ان کی تکریم کی اس نے میری تکریم کی۔

﴿الجامع الصغیر للامام الحافظ السیوطیؒ ج (۱) ص ۱۴۵﴾

ایک اور حدیث میں ہے کہ "حاملین قرآن اسلام کے علمبردار ہیں اور اسلام کا جھنڈا اٹھانے والے ہیں جس نے ان کی تعظیم کی اس نے اللہ کی تعظیم کی اور جس نے ان کی تذلیل کی

Marfat.com

اس پر اللہ کی لعنت ہے"۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج (۴) ص ۳۵۵﴾

تنخواہ معقول نہ ہونے کی وجہ سے کہ امام اور مؤذن کیلئے (مسجد میں چندہ) کیا جائے اور مصلی حضرات بخوشی چندہ دیں اور تنخواہ کی کمی کو پورا کیا جائے لیکن چندہ جبراً نہ وصول کیا جائے اگر اس طرح امام و مؤذن کی امداد نہ کی گئی تو ان کا گزارہ کیسے ہوگا؟ اور وہ کس طرح رہ سکیں گے؟ بہتر تو یہی ہے کہ تنخواہ معقول دی جائے اور چندہ کی رسم کو ختم کیا جائے۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج (۴) ص ۴۲۷﴾

امامت کی اجرت

سوال زید کہتا ہے کہ امام مسجد نہ اجیر ہے اور نہ نوکر کیونکہ اس کو مال وقف سے تنخواہ ملتی ہے اور عمر کہتا ہے کہ امام اجیر اور نوکر ہے کس کا قول صحیح ہے؟

جواب جو امام امامت کی تنخواہ لیتا ہے اس کے اجیر ہونے میں کیا تامل ہے؟ امامت پر اجرت لینا فقہاء نے جائز لکھا ہے اور وقف مال سے تنخواہ ملنا اس کی دلیل نہیں کہ وہ اجرت نہ ہو اور تنخواہ دار اجیر نہ ہو۔ کیا اگر وقف کی تعمیر کیلئے مال وقف سے عاملین تعمیر مقرر کیے جائیں تو وہ اجیر نہ ہوں گے۔ قول عمر اس میں صحیح ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۸۷﴾

امامت پر تنخواہ لینا درست ہے جیسا کہ ردالمحتار ج (۱) ص ۳۷۴ کتاب شروط الصلوٰۃ میں ہے۔ تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں ہے اور کچھ تردد نہ کرنا چاہیے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج (۳) ص ۳۲۰﴾

کیا امام کو چھٹی کا حق حاصل ہے؟

سوال اگر کوئی امام امامت کی تنخواہ پانے کے باوجود کبھی کبھی غیر حاضر ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب شامی جلد ۳ کتاب الوقف میں ہے کہ امام کو اپنی ضروریات یا راحت کیلئے ایک ہفتہ یا اس کے قریب یعنی پندرہ دن سے کم تک عادۃً غیر حاضری عرفاً شرعاً جائز ہے۔ پھر آگے تصریح کی ہے کہ سال بھر میں ہفتہ دو ہفتہ غیر حاضر ہو تو معاف ہے پس صورت مسؤلہ کا حکم بھی اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ کبھی کبھی غیر حاضری امام کی معاف ہوگی۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۸۴ بحوالہ ردالمحتار کتاب الوقف ج ۳ ص ۵۶۴﴾

Marfat.com

کیا غیر حاضری کے زمانے کی تنخواہ لے سکتا ہے

سوال: کسی عذر یا بلاعذر نصف ماہ سے کم اگر امام صاحب امامت کا کام انجام نہ دیں تو وہ تنخواہ پورے ماہ کی پانے کے مستحق شرعاً ہیں یا نہیں؟

جواب: حاصل جواب یہ ہے کہ "اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ۔"

پس جس قدر غیبت (غیر حاضری) معروف ہو اس کی تنخواہ لینا درست ہے اور امامت بھی درست ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۸۹ بحوالہ رد المحتار کتاب الوقف ج ۳ ص ۴۴۷﴾

ایسا کرنا (یعنی تنخواہ کاٹنا) جائز نہیں ہے اور یہ امر خلاف عرف وشرع ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۴۷۔ ۳ بحوالہ رد المحتار کتاب الوقف ج ۳ ص ۵۲۵﴾

امام کی غیر حاضری کا حکم

سوال: کسی شخص کے کام کی وجہ سے امام پانچ سات مرتبہ ہفتہ میں غیر حاضر رہا اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ مقتدیوں کی رضامندی سے ایسا کرے۔ مقتدیوں کی رضامندی کے بغیر ایسا کرنا اچھا نہیں۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۳۳﴾

امام کے احاطہ مسجد میں رہنے کا حکم

احاطہ مسجد میں امام و مؤذن کیلئے کمرہ بنا ہو تو اس میں امام اور مؤذن کا رہنا درست ہے لیکن بال بچوں کے ساتھ رہنے میں عموماً بے پردگی ہوتی ہے۔ استنجے کی جگہ الگ نہیں ہوتی اور بچوں کے شور وشغب کی وجہ سے نمازیوں کو تکلیف اور حرج بھی ہوگا اس لیے ممنوع ہوگا۔ اگر یہ خرابیاں نہ ہوں تو جائز ہے۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج (۶) ص ۹۵﴾

کیا امام احاطہ مسجد میں اپنا کام کر سکتا ہے؟

اگر کمرہ کا دروازہ مسجد کے اس حصے میں نہ کھلتا ہو جو نماز کیلئے مخصوص ہوتا ہے یعنی خرید و فروخت کرنیوالوں کو مسجد میں سے نہ گزرنا پڑے تو امام کا ایسا کام کرنا مباح ہے؟

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج (۳) ص ۱۴۳﴾

Marfat.com

مسجد یعنی اس حصہ میں جو نماز کیلئے استعمال کیا جاتا ہے خرید و فروخت کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا جس سے نمازیوں کو تکلیف ہو یا احترام مسجد کے منافی ہو جائز نہیں ہے۔ باقی مسجد کے احاطے میں دوسرے حصے جو نماز کیلئے استعمال نہیں کیے جاتے ان میں خرید و فروخت جائز ہے مگر متولی کی اجازت سے ہونا چاہیے۔ ﴿کفایت المفتی ج (۳) ص ۱۶۷﴾

کیا امام چوبیس گھنٹے کا پابند ہے

سوال امام و مؤذن کو مقید کر دینا کہ چوبیس گھنٹے آپ کو مسجد میں حاضری دینا ہوگی یہ حکم کس حد تک جائز ہے؟

جواب امام یا مؤذن کا متولی سے معاہدہ ہو تو اس کے مطابق عمل کرنا ہوگا اگر معاہدہ نہیں ہے تو ایسی پابندی ظلم و زیادتی ہے اور ناجائز ہے۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج (۴) ص ۳۶۲﴾

ایک وقت میں دو جگہ امامت

جب ایک شخص کو معاوضہ مقرر کر کے ایک مسجد کی امامت کیلئے رکھا ہو تو اس مسجد کی امامت اس کے ذمہ ضروری ہے۔ اس مسجد کو چھوڑ کر کسی دوسری مسجد میں امامت کیلئے جانا ناجائز ہے۔ اگر اس مسجد کو چھوڑ کر کسی دوسری مسجد میں امامت کرے گا تو وہ اس معاوضہ کا مستحق نہ ہوگا۔ اگر امام مذکور ایک ہی نماز دو مرتبہ دو مسجدوں میں پڑھاتا ہے تو دوسری نماز درست نہیں ہوگی۔ دوسری مسجد کے مقتدیوں کی فرض نماز اس طرح ساقط نہیں ہوگی بلکہ ان کے ذمے بدستور اس کی ادائیگی باقی رہے گی۔

چونکہ امام کی اول مرتبہ فرض نماز ادا ہوگی دوسری مرتبہ امام کی نفل نماز ہوگی اور مقتدیوں کی فرض اور یہ جائز نہیں۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۷۹﴾

ایک امام کا دو جگہ امامت کرنا

سوال جو امام تین وقت کی نماز ایک مسجد میں پڑھائے اور دو وقت کی دوسری مسجد میں تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب کوئی وجہ ممانعت کی اس میں نہیں ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ۳ ص ۱۶۹﴾

Marfat.com

ایک مسجد میں دو اماموں کی امامت

اگر دو امام اس لیے ہوں کہ ایک امام چند لوگوں کو نماز پڑھائے اور دوسرا امام وہی نماز دوسرے لوگوں کو پڑھائے تو یہ مکروہ ہے اور اگر منشا یہ ہے کہ دو امام رکھ لیے جائیں کبھی ایک پڑھائے اور کبھی بضرورت دوسرا تو گنجائش ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۶۹) بحوالہ عالمگیری باب فی الاذان ج (۱) ص ۵۱﴾

کیا ایک شخص امامت واذان انجام دے سکتا ہے؟

سوال: اذان وامامت اگر ایک ہی شخص کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایک ہی شخص اذان کہے اور امامت کرے یہ شریعت میں درست ہے اس میں ثواب زیادہ ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۹۵ بحوالہ ردالمحتار باب الاذان) (ج (۱) ص ۳۷۲﴾

امام متوفی کے یتیم بچوں کی امداد

سوال: امام صاحب کا انتقال ہو گیا چند بچے چھوڑے اب جو وظیفہ ان کے باپ کو بیت المال سے یا اہل محلہ کی جانب سے ملتا تھا اس وظیفے کے شرعاً حق دار اس کے یتیم بچے ہیں یا نہیں؟

جواب: بیت المال کا یہی حکم ہے جو مذکور ہوا ہے ان بچوں کی ان کے باپ کے وظیفہ سے امداد کی جائے اور اہل محلہ اپنے چندہ سے جو کچھ امام مرحوم کو دیتے تھے ان یتیم بچوں کو بھی دیں اور بقدر ضرورت ان کی مدد کریں اور ہر طرح دیکھ بھال رکھیں۔ اگر چہ ان کو جدید امام کی بھی ضرورت ہو گی اور اس کی تنخواہ کا غالباً انتظام کرنا ہو گا اور اگر کوئی امام بلا تنخواہ نہ ملے تب بھی یتیم بچوں کی امداد کو وہ اپنے اوپر لازم اور ضروری سمجھیں اور ثواب اخروی حاصل کریں۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۷۲ بحوالہ مشکوٰۃ باب الشفقہ ص ۴۲۳﴾

کیا امامت میں ذات کا لحاظ ہے

امامت کے لیے ذات پات کا کوئی لحاظ نہیں، افضلیت کا لحاظ ہے اور یہ کہ جماعت میں کمی نہ آئے اور نمازی منتشر نہ ہوں۔

پس نمازیوں میں جو افضل ہو وہ امامت کا حق دار ہے تاکہ نماز صحیح اور کامل ادا ہو جائے

Marfat.com

اور مقتدی زیادہ سے زیادہ نماز میں شریک ہوں' پس کسی ایسی قوم کا آدمی جس کو لوگ ذلیل اور رذیل سمجھتے ہیں اگر علم وتقویٰ میں سب سے بڑھا ہوا ہے اور اس بنا پر لوگ اس کا ادب کرتے ہیں تو بلاشبہ اس کے پیچھے نماز درست ہے کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں' البتہ اگر اس کے افعال ایسے ہیں جن کی بناء پر وہ لوگوں کی نگاہ میں ذلیل اور بے وقعت ہے تو اس بناء پر اس کو امام بنانا مکروہ ہے کہ لوگ جب اس کی عزت اور وقعت نہیں کرتے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی پسند نہ کریں گے اور جماعت میں کمی ہو جائے گی۔

فتاویٰ عالمگیری ج (۱) ص ۸۳ میں ہے ''افضل کو امام بنانے میں یہ بھی مصلحت ہے کہ لوگ اس کو پسند کر کے شرکت کریں گے اور جماعت بڑھے گی۔''

امام افضل وہ ہے جو شرعی احکام سے سب سے زیادہ واقف ہو' قرآن مجید تجوید اور صحت کے ساتھ پڑھتا ہو' پرہیز گار ہو' صحیح العقیدہ اور اعلیٰ حسب والا ہو' حسین وجمیل اور معمر ہو' نسبی شرافت' خوش اخلاق اور پاکیزہ لباس والا امامت کا زیادہ حقدار ہے کہ لوگ رغبت سے اس کی اقتداء کریں اور جماعت بڑی ہو' حدیث شریف میں ہے کہ اگر تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہاری نمازیں عنداللہ مقبول ہوں تو چاہیے کہ علماء اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو تم میں سب سے زیادہ نیک ہو' وہ تمہاری امامت کرے' کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان قاصد ہیں۔

﴿شرح نقایہ ج (۱) ص ۸۶﴾

لہذا افضل کو امام بنایا جائے اور اس سے ایسا کوئی کام نہ لیا جائے جس سے لوگ اسے حقیر سمجھیں' ہاں اگر کسی جگہ افضل امام نہ ہو بلکہ فاسق ہو تو جماعت نہ چھوڑے جماعت کی فضیلت اور اہمیت کے پیش نظر تنہا نماز پڑھنے سے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔''

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۸﴾

جس کا ایک بازو کٹا ہوا ہو اس کی امامت

سوال: جس شخص کے ایک بازو نہ ہو اور وہ نابینا بھی ہو' اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے لیکن دوسرا امام جو بینا ہو اور اس کے دونوں ہاتھ پیر صحیح وسالم ہوں اور مسائل نماز سے واقف ہو اور نیک شخص ہو بہتر ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۶۵ بحوالہ ردالمحتار ج (۱) ص ۵۲۳ باب الامامت﴾

Marfat.com

چھوٹے ہاتھ والے کی امامت

سوال میرا داہنا ہاتھ کان کی لو تک نہیں جاتا ایسی حالت میں میری امامت (نماز پنجگانہ وجمعہ وغیرہ میں) جائز ہے یا نہیں؟

جواب اس صورت میں سائل کی امامت نماز پنجگانہ وجمعہ وغیرہ میں بلا کراہت جائز ہے کوئی وجہ کراہت' امامت کی نہیں ہے کیونکہ فقہاءؒ نے جو لکھا ہے کہ انگوٹھوں کو تحریمہ کے وقت کانوں کی لو سے لگا دے تو وہ اصل میں محاذات حاصل کرنے کے لیے ہے جیسا کہ تحقیق فقہاء اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔

پس اگر عذر کی وجہ سے کان کی لو کا چھونا نہ ہو سکے اور انگوٹھوں کی کانوں سے محاذات حاصل ہو جائے تو یہ سنت ادا ہو جائے گی' حنفیہؒ کے نزدیک انگوٹھوں کو کانوں کے محاذی (مقابل) کردے' پس اگر کسی عذر کی وجہ سے' ہاتھ کانوں کی لو تک نہ پہنچے اور محاذات حاصل ہو جائے تو یہ سنت ادا ہو جائے گی۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۲۰۲ بحوالہ ہدایہ ج ۱ ص ۹۴﴾

ہاتھ کٹے ہوئے شخص کی امامت

سوال (۱) مقطوع الید (ہاتھ کٹے ہوئے شخص) کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(۲) عرصہ دراز تک اس کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں بعد میں کچھ خود غرض لوگ کسی وجہ سے مقطوع الید ہونے کا الزام دے کر خود بھی نماز نہیں پڑھتے اور دوسروں کو بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو منع کرتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب (۱) اگر وہ شخص طہارت اور پاکی ٹھیک طور پر کر لیتا ہے اور اس کا اہتمام رکھتا ہے تو اس کی امامت شرعاً درست ہے ورنہ مکروہ ہے' صحیح اور سالم کی امامت بہر حال اولیٰ ہے۔

(۲) اختلاف سے بچنا چاہیے اگر اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے کوئی شرعی عذر مانع ہو تو اتفاق کے ساتھ کسی دوسرے شخص کو امام مقرر کر لیا جائے' محض خود غرضی کی بناء پر اختلاف پیدا کرنا گناہ ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۰۲ بحوالہ رد المحتار ج (۱) ص ۵۸۷﴾

جس کی ٹانگیں کٹی ہوئی ہوں اس کی امامت

سوال ایک شخص کی دونوں ٹانگیں گھٹنوں تک کٹی ہوئی ہیں' جس کی وجہ سے رکوع وجلسہ کما حقہ ادا

Marfat.com

نہیں ہوتا البتہ قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے نماز روزہ کا پابند ہے اس کی امامت صحیح ہے یا نہیں ہے؟

جواب نماز اس کے پیچھے صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ دوسرا امام مقرر کیا جائے جس کے ہاتھ پیر صحیح وسالم ہوں اور وہ عالم وصالح متصف بصفات امامت ہو۔

(ردالمختار باب الامامت ج (۱) ص ۵۲۵) میں ہے مقطوع الرجلین (پیر کٹے ہوئے) کی امامت بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے اگرچہ اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ دوسرا امام مقرر کریں۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۰۸﴾

جو سجدہ پر قدرت نہ رکھتا ہو اس کی امامت

سوال جو شخص سجدہ سے عاجز ہو اور باقی تمام ارکان رکوع اور قومہ وغیرہ بخوبی ادا کرتا ہو اور کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

جواب اس کے پیچھے نماز' ان لوگوں کی جو سجدہ کر سکتے ہیں' صحیح نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۵۷﴾

کانے' لولے' چغلخور اور کوڑھی کی امامت

ایک چشم (کانے) کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہے اور اندھا اگر نجاست سے نہ بچتا ہو اور غیر محتاط ہو اور سب سے بڑا عالم نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عالم ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

جذامی کوڑھی' لولے اور چغل خور کے پیچھے نماز مکروہ ہے' اور جس کی مستورات پردہ نہ کرتی ہوں اور وہ ان کو منع نہ کرے اور ان کی بے پردگی سے راضی ہو تو اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے اور اگر وہ اپنے گھر والوں کو بے پردہ پھرنے سے منع کرے اور اس کو برا سمجھے تو پھر اس کے پیچھے نماز' بلا کراہت صحیح ہے' اور جھوٹ بولنے والے کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ۳ ص ۱۹۵ بحوالہ ردالمختار (۱) ص ۵۲۳﴾

برص والے کی امامت

سوال ایک امام صاحب دینیات پڑھے ہوئے ہیں بعض حضرات نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی اس لیے چھوڑ دی ہے کہ ان کے بدن پر چند دانے برص کے ہیں' جن کا وہ علاج کرتے

Marfat.com

رہتے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا مکروہ؟

جواب ان امام صاحب کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے کیونکہ فقہاء نے اس حالت میں برص کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ بکراہت تنزیہی لکھا ہے جبکہ برص اس کا ظاہر و باہر ہو یعنی زیادہ نشانات برص کے ہوں جس کی وجہ سے مقتدیوں کو تنفر ہو اور اگر برص ظاہر نہ ہو اور نہ مقتدیوں کو تنفر ہو تو پھر اس کی امامت میں کوئی کراہت نہیں۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج (۳) ص ۲۵۶ بحوالہ باب الامامت، رد المحتار ج (۱) ص ۵۲۵﴾

مبروص (برص والے) کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، البتہ برص اس حد تک ظاہر ہو جائے کہ مقتدیوں کو نفرت اور کراہت پیدا ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے، حوض میں وضو کر سکتا ہے کیونکہ برص میں ظاہری طور پر کوئی نجاست نہیں ہوتی، صرف جلد پر دھبے ہوتے ہیں اور مسجد کے برتن بھی وضو کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ ﴿کفایت المفتی ص ۸۶ ج ۳﴾

بیٹھ کر پڑھانے والے کی امامت

کھڑے ہونے والے کی نماز بیٹھنے والے کے پیچھے درست ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مرض الوفات میں) بیٹھ کر امامت فرمائی ہے۔

پس اگر امام اس قدر معذور ہو کہ کھڑا نہیں ہو سکتا تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھانا درست ہے اور اس کے پیچھے کھڑے ہونے والوں کی نماز درست ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۲۱۶) بحوالہ رد المحتار ج (۱) ص ۵۵۱﴾

گنجے کی امامت

سوال گنجے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور گنجے کے پیچھے نماز مکروہ ہونے کی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟

جواب گنجے کے پیچھے نماز جائز ہے جبکہ وہ اچھا ہو گیا ہو اور زخم اس کے سر پر نہیں رہا تو نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔

گنجے کے پیچھے نماز مکروہ ہونے کی کوئی حدیث نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۳۰۱﴾

Marfat.com

نابینا کی امامت کا حکم

فقہائے کرام نے ایسے نابینا کی امامت جو غیر محتاط ہو اور نجاست سے نہ بچتا ہو' مکروہ تنزیہی قرار دی ہے لیکن یہ حکم عام نہیں ہے بلکہ غیر محتاط کے ساتھ خاص ہے لہذا جو نابینا محتاط ہو اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہو اور پاک وصاف رہتا ہو اس کی امامت کو بلا کراہت جائز لکھا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں تشریف لے جانے کے موقع پر حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کو جو نابینا تھے مسجد نبوی میں نماز پڑھانے کے لیے اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمیرؓ باوجود نابینا ہونے کے بنی حطمہ کے امام تھے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں بنی حطمہ کا امام تھا۔ حالانکہ میں نابینا تھا۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۶۳﴾

نابینا کی اقتداء مکروہ تنزیہی ہے' البتہ اگر یہ امام نابینا سب سے افضل ہو اور مسائل سے زیادہ واقف ہو تو کوئی کراہت نہیں' بلکہ اس کو امام بنانا افضل ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ۳ ص ۲۶۰﴾

صاحب ہدایہ نے نابینا کی امامت' مکروہ ہونے کی دو وجہ لکھی ہیں ایک یہ کہ وہ نجاست سے نہ بچتا ہو' دوسرے یہ کہ لوگوں کو اس کی امامت سے تنفر ہو' پس اگر یہ دونوں وجہیں نہ ہوں تو امامت نابینا کی بلا کراہت درست ہے' عبداللہ بن ام مکتوم اور عتبانؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مقرر فرمایا تھا۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۲۷﴾

داڑھی کٹانے والے کی امامت

سوال داڑھی کٹانے یا منڈانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب داڑھی ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے' بلکہ یہ دوسرے گناہوں سے بھی بدتر ہے۔ اس لیے کہ اس کے علانیہ ہونے کی وجہ سے اس میں دین اسلام کی کھلی توہین ہے اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا اظہار و اعلان ہے' اسی لیے فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فیصلہ تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان میں علانیہ کھائے پیئے' وہ واجب القتل ہے' کیونکہ وہ کھلے طور پر شریعت کی مخالفت کر رہا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے: ''میری امت لائق عفو ہے مگر علانیہ گناہ کرنے والے معافی

Marfat.com

کے لائق نہیں ہیں۔"

دوسرا فرق یہ ہے کہ دوسرے گناہ کسی خاص وقت میں ہوتے ہیں' مگر داڑھی کٹانے کا گناہ ہر وقت ساتھ لگا رہتا ہے' سو رہا ہو تو بھی گناہ ساتھ ہے حتیٰ کہ نماز وغیرہ عبادت میں مشغول ہونے کی حالت میں بھی اس گناہ میں مبتلا ہے' قوم لوط کو عذاب دینے کی ایک وجہ داڑھی کٹانا بھی تھا۔ ﴿درمنثور﴾

غرض داڑھی کٹانے یا منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے' اس لیے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسا شخص جبراً امام بن گیا یا مسجد کی منتظمہ نے بنا دیا اور ہٹانے پر قدرت نہ ہو تو کسی دوسری مسجد میں صالح امام تلاش کرے' اگر نہ ملے تو جماعت نہ چھوڑے بلکہ فاسق کے پیچھے ہی نماز پڑھ لے' کہ اس کا وبال وعذاب مسجد کے منتظمین پر ہوگا۔

﴿احسن الفتاویٰ (۳) ص ۲۶۰﴾

اگر دوسرا امام اس سے بہتر مل سکتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے۔ ایک مشت داڑھی رکھنے کے لیے اس سے کہا جائے اور وہ داڑھی بڑھا لے تو ٹھیک ہے۔

﴿کفایت المفتی ج ۳ ص ۸۷﴾

امداد المفتیین میں ڈاڑھی منڈانے یا کٹوانے والے کے متعلق لکھا ہے کہ وہ شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے اس کو امام بنانا جائز نہیں کیونکہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور وہ واجب الاہانت ہے' اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اس لیے اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔

﴿امداد المفتیین (۱) ص ۲۶۱ بحوالہ شامی (۱) ص ۲۷۶ باب الامامت﴾

داڑھی منڈانے والے کی امامت مکروہ ہے ہاں سب مقتدی داڑھی منڈے ہوں تو داڑھی منڈانے والا امام بن جائے۔ ﴿کفایت المفتی ۳ ص ۵۷﴾

داڑھی کٹوانے سے تائب کی امامت

سوال: ایک شخص داڑھی منڈواتا ہے' اس نے سچے دل سے توبہ کر لی ہے اور اس نے داڑھی رکھنے کا عزم کر لیا ہے' کیا اس حالت میں جبکہ وہ توبہ کر چکا ہے مگر داڑھی نہیں ہے اور نہ جلدی داڑھی اگانا اس کے بس کی بات ہے آیا اس کے امام بننے میں کراہت ہوگی؟

جواب: توبہ کے باوجود ایسے شخص کی امامت دو وجہ سے مکروہ ہے' ایک یہ اس پر ابھی تک

Marfat.com

اثر صلاح نمایاں نہیں ہوا' یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ آئندہ اس کبیرہ سے احتراز کا اہتمام کرے گا یا نہیں؟

دوسری وجہ یہ کہ جن لوگوں کو توبہ کا علم نہیں ان کو مغالطہ ہوگا اور وہ یہی سمجھیں گے کہ فاسق نماز پڑھا رہا ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۶۳﴾

اس کو امام بنانا مکروہ ہے' البتہ اگر وہ خود امام بن کر نماز پڑھا دے تو نماز ہو جائے گی' گو وہ ثواب نہ ملے جو متقی امام کے پیچھے پڑھنے سے ملتا ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۴۳﴾

بواسیر میں مبتلا کی امامت

سوال ایک شخص کو خونی بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت اس کے جاری رہنے کا خوف رہتا ہے۔ ایسے شخص کی امامت' باوجود تندرست امام کے درست ہے یا نہیں؟

جواب خون جاری ہونے کے خوف سے وہ شخص معذور شرعاً نہیں ہو سکتا' شرعاً معذور اس وقت ہوتا ہے کہ اس کو تمام وقت نماز میں اتنا موقع نہ ملے کہ وہ وضو کر کے بغیر اس مرض کے نماز پڑھ سکے' جب کہ وہ ابھی معذور نہیں ہوا' امامت اس کی درست ہے' کچھ کراہت اس کی اس وجہ سے امامت میں نہیں ہے۔

جس وقت وہ معذور ہوگا اس وقت وہ امام تندرستوں کا نہیں ہو سکتا' اس وقت اس کی امامت عذر کی وجہ سے بالکل ناجائز ہوگی۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۰۳ بحوالہ شامی ج (۱) ص ۴۰۳ و (۱) ص ۳۸۹﴾

سلسل البول کے شک میں مبتلا کی امامت

سوال مرض سلسل البول تو نہیں ہے اگر عضو دبانے سے پیشاب کا قطرہ نکل آتا ہے' اور بعض وقت ایسا خیال ہوتا ہے کہ پیشاب کے قطرے نے اپنی جگہ سے خروج کیا' مگر دیکھنے سے ظاہر نہیں ہوتا' ایسا شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب جس حالت میں خروج قطرہ نہ ہو' امام ہو سکتا ہے' وہم اور شک کا اعتبار نہیں۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۰۵ بحوالہ الاشباہ والنظائر ص ۷۵﴾

Marfat.com

رعشہ والے کی امامت

جس کے ہاتھ اور پاؤں میں رعشہ ہو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۰۴﴾

کمزور نگاہ والے کی امامت

سوال ایک صاحب چالیس سال سے امامت کرتے ہیں لیکن اب تین چار سال سے ان کی نظر میں فرق آ گیا ہے لیکن پاکی وناپاکی کو خود دیکھ سکتے ہیں۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ نماز مکروہ ہوتی ہے صحیح کیا ہے؟

جواب صورت مذکورہ میں امام مذکور کے پیچھے نماز بلا کراہت صحیح ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج (۳) ص ۱۹۴﴾

حجّام کی امامت

حجام (بال کاٹنے والا) اگر نماز کے مسائل سے واقف اور دیندار ہو تو امام بن سکتا ہے لیکن اگر وہ لوگوں کی داڑھی مونڈتا ہو تو فاسق ہوگا' اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی اور اگر وہ جاہل ہو اور دیندار بھی نہ ہو اور حجامت کا پیشہ کرتا ہو تو اس کو نماز نہیں پڑھانا چاہیے لیکن اگر امام کی غیر موجودگی میں کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو تو مجبوراً اس وقت اس کے پیچھے نماز پڑھنا' تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے' اس لیے کہ جماعت کی اہمیت اور تاکید بہت زیادہ ہے۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج (۴) ص ۳۵۷﴾

ہکلے کی امامت

سوال احقر امام مسجد ہے' کچھ مدت سے میری زبان میں لکنت آ گئی ہے اور وہ بھی صرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے الف لام پر' جب سورۃ فاتحہ شروع کرتا ہوں تو آ آ آ ہو کر ہمزہ کی تکرار ہو جاتی ہے اور کچھ دیر بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا تلفظ ہوتا ہے اس کے بعد باقی تلاوت صاف ہوتی ہے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب اس بارے میں زیادہ بہتر بات یہی ہے کہ آپ کی امامت میں نماز صحیح نہ ہوگی اور

Marfat.com

قابل اعادہ ہوگی اور الفاظ آ آ زیادہ قبیح اور لحن جلی ہے۔
آپ نماز پڑھانے کی جرات نہ فرمائیں۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج (۴) ص ۳۵۲ بحوالہ شامی ج (۱) ص ۵۴۴﴾

اس مسئلہ کی تفصیل کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں اس طرح ہے:

صحت امامت کی شرائط میں یہ بھی ہے کہ امام کی زبان (تلفظ) ٹھیک ہو' ایک حرف کے بجائے کوئی اور حرف نہ ادا ہو جاتا ہو۔ مثلاً (ر) کے بجائے (غ)' (س) کے (ت)' (ذ) کے بجائے (ز)' یا (ش) کی جگہ (س) وغیرہ حروف ہجا کی آواز نکلے۔ اسی وجہ سے ایسے شخص کو' الثغ' کہتے ہیں' کیونکہ 'الثغ' کے لغوی معنی زبان کا ایک حرف سے دوسرے حرف کی جانب مڑ جانا یا ایسی ہی کیفیت کا لاحق ہونا ہے۔

ایسے شخص پر واجب ہے کہ اپنے الفاظ کو درست کرے اور جہاں تک ہو سکے حرف کے تلفظ کو صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کرے اگر پھر بھی قاصر رہے تو اس کے لیے اپنے ہی جیسوں کے علاوہ دوسروں کا امام بننا درست نہیں ہے۔ اگر کسی میں یہ خامی ہے اور اس نے اپنی زبان کی اصلاح کی کوشش نہ کی تو اس کی نماز بھی سرے سے باطل ہوگی' امام بننے کا تو ذکر ہی کیا؟

اس مسئلے میں ''ہکلے'' کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہی حکم اس شخص کا ہے جو غلط طریقے سے ایک حرف کو دوسرے حرف میں مدغم کر دیتا ہو مثلاً (س)' کو (ت) سے بدل کر (س) کے بعد جو حرف (ب) ہے اس میں ملا دے' جیسے لفظ 'مستقیم' کو صحیح طور پر ادا کرنے کے بجائے 'متقیم' کہے۔ ایسے نمازی کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنی زبان کی اصلاح میں کوشاں ہو۔ اگر (اصلاح میں) ناکامی ہو تو اس کے لیے اپنے جیسوں کا امام بننا صحیح ہوگا' اگر (اصلاح کی کوشش میں) کوتاہی کی' تو اس کی نماز بھی باطل اور امام بننا بھی باطل۔

ایک اور خامی ہے جسے (فافا) کہتے ہیں' یعنی بولنے میں بار بار حرف (ف) کی آواز نکلے' یا ''تمتام'' ہو' یعنی بار بار (ت) کا تلفظ کرنا' تو ایسے شخص کی امامت کا وہی حکم ہے جو ہکلے کا ہے' یعنی اس جیسے شخص کا مذکورہ بالا شرائط نہ ہونے پر امام بننا مکروہ ہے۔

﴿کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۶۵۸﴾

Marfat.com

جُھکی کمر والے کی امامت

صحت امامت کے لیے شرط ہے کہ امام کی کمر اتنی نہ جھکی ہوئی ہو جتنی رکوع کی حالت میں ہوتی ہے' اگر امام کی کمر اتنی جھکی ہوئی ہو کہ وہ رکوع میں معلوم ہو تو پھر تندرست آدمی کا اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

ہاں امام اور مقتدی دونوں ایسے ہی ہوں تو پھر اس کی امامت درست ہے۔

﴿کتاب الفقہ ج ۱ ص ۶۷۳﴾

توتلے کی امامت

سوال ایک توتلا آدمی بے پڑھے لکھے مقتدیوں کو نماز پڑھا رہا تھا ایک رکعت کے بعد ایک عالم صاحب نماز کے لیے آئے وہ جماعت میں شریک ہوں یا نہ ہوں؟

جواب وہ عالم جو بعد میں آیا' اگر اپنی نماز علیحدہ پڑھے تو اس کی نماز بھی صحیح ہوگی اور جو امّی پہلے سے نماز پڑھ رہے تھے ان کی بھی نماز صحیح ہوگی' اگر وہ عالم اس توتلے کے پیچھے اقتداء کرے گا تو پھر کسی کی بھی نماز صحیح نہ ہوگی' نہ اس عالم کی اور نہ ان امیوں کی جو پہلے سے پڑھ رہے تھے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۱۲ بحوالہ رد المحتار باب الامامت ج (۱) ص ۵۴۵﴾

توتلہ بعض حرفوں کے ادا کرنے پر قادر نہیں اس لیے اس کی امامت جائز نہیں مگر اپنی طرح کے توتلوں کا اس وقت امام بن سکتا ہے جب قوم میں کوئی ایسا شخص حاضر نہ ہو جو ان حرفوں کو ادا کر سکے اور اگر قوم میں کوئی شخص ایسا موجود ہو تو توتلے امام اور ساری قوم کی نماز فاسد ہوگی۔

﴿فتاویٰ ہندیہ ج (۱) ص ۱۳۴﴾

لنگڑے کی امامت

لنگڑے کی امامت جائز ہے مگر ایسے شخص سے عموماً طبعی انقباض ہوتا ہے اس لیے مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر وہ صاحب علم و تقویٰ ہو اور اس سے لوگوں کو انقباض نہ ہو تو کراہت تنزیہی بھی نہیں۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۱۸ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۵﴾

فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۷۷ میں لکھا ہے کہ ایسا لنگڑا جو پورے طور پر کھڑا نہ ہو سکتا ہو۔ اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے' اگر صحیح و سالم شخص مسائل نماز سے واقف وہاں موجود ہو تو پھر

Marfat.com

وہی اولیٰ ہے اگر دوسرا کوئی شخص ایسا موجود نہ ہو جو نماز کے مسائل سے واقف ہو اور یہ لنگڑا ان سے واقف ہو تو پھر امامت کے لیے وہی افضل ہے۔

بہرے کی امامت

سوال جو شخص بہرہ ہو اور بالکل نہ سنتا ہو اس کی امامت کیسی ہے؟

جواب بہرہ کی امامت درست ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج۳ ص۱۸۲﴾

نماز میں سونے والے کی امامت

نماز میں سونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ البتہ اگر کوئی غلط قرات میں ایسا کرے جس سے معنی بدل جائیں اور وہ غلطی مفسد نماز ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی مگر اس میں سونے والا غیر سونے والا برابر ہے۔

تعویذ گنڈا کرنے والے کی امامت

چونکہ آیات قرآنیہ اور ادعیہ ماثورہ سے تعویذ گنڈا کرنا درست ہے۔ اس لیے ایسا کرنے والے کی امامت میں کچھ کراہت نہیں، البتہ اس میں جھوٹ اور افترا پردازی کی خصلت موجب فسق اور معصیت ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج۳ ص۱۸۸ بحوالہ ردالمحتار ج۱ ص۵۲۳﴾

غیر مختون کی امامت

سوال بغیر ختنہ ہوئے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب ختنہ سنت ہے جو شخص بلا عذر اس کو چھوڑ دے وہ تارک سنت ہے اگر باوجود قدرت و وسعت کے بدن کو غسل و استنجا کر کے پاک نہیں رکھتا۔ تب اس کو امام ہرگز نہ بنایا جائے اور اگر پاک رکھتا ہے تو پھر اس کی امامت درست ہے نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی۔ اگرچہ اس تارک سنت کے مقابلے میں عامل سنت کی امامت مقدم ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج (۲) ص ۹۸﴾

بشرطیکہ وہ اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا ہو اور ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہو۔

﴿کفایت المفتی ج (۳) ص ۴۴﴾

Marfat.com

معذور کی امامت

طاہر (پاک شخص) کو معذور کی اقتداء کسی طرح جائز نہیں' ہاں معذور کو طاہر کی اقتداء جائز ہے اور ایک معذور کی اقتداء دوسرے معذور کو جائز ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں' اگر دونوں کا عذر علیحدہ علیحدہ ہے تو جائز نہیں۔

اگر امام شرعی طور پر معذور نہیں ہے بلکہ اتفاقیہ طور پر وہ عذر کبھی ہو جایا کرتا ہے تو پھر اس کی امامت درست ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۰۰﴾

نامرد کی امامت

سوال (۱) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے نامرد ہو جائے تو اس کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

(۲) شروع پیدائش ہی سے کوئی شخص اگر نامرد ہو تو اس کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

جواب (۱) اگر کوئی مانع نہ ہو تو جائز ہے۔

(۲) جائز ہے بشرطیکہ خنثیٰ نہ ہو اور خنثیٰ کی امامت عورت کے لیے جائز ہے مرد کے لیے ناجائز ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۰۱﴾

طوائف زادہ کی امامت

سوال ایک حافظ صاحب ہیں' خوش الحان نماز روزہ کے پابند اور خلیق بھی ہیں' قرآن شریف یاد ہے لیکن ولد الزنا یعنی ایک طوائف کے لڑکے ہیں کیا ان کو امام بنایا جا سکتا ہے' ان کے پیچھے فرض نماز اور تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اگر یہ حافظ صاحب صالح اور نیک اور معاشرت کے لحاظ سے محفوظ ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے' ولد الزنا ہونا ایسی صورت میں موجب کراہت نہیں۔ ﴿کفایت المفتی ج ۳ ص ۶۴﴾

حمل ساقط کرانے والے کی امامت

سوال ایک شخص نے کنواری لڑکی سے نکاح کیا دو ماہ بعد تشخیص کرائی تو معلوم ہوا کہ منکوحہ کو پانچ چھ ماہ کا حمل حرام سے ہے تب اس حمل کو باعث رسوائی سمجھ کر قصداً اسقاط کرا کر پھر دوبارہ نکاح کیا اب اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہو چکا تھا' حمل ساقط کرا کر دوبارہ نکاح کی ضرورت نہ تھی البتہ وضع حمل سے پہلے صحبت کرنا درست نہ تھا لیکن اگر یہ حمل نکاح کرنے والے ہی کا ہو تو اس کے لیے وضع حمل سے پہلے بھی ہم بستری درست ہے' قصداً حمل کو ساقط کرنا' ایسی صورت میں سخت گناہ ہے' اگر باوجود علم کے ایسا کیا ہے تو توبہ کرنا لازم ہے اور توبہ نہ کرے تو اس کو امام نہ بنایا جائے' بشرطیکہ دوسرا شخص امامت کا اہل ہو اور جب یہ صدق دل سے توبہ کر لے تو امام بنانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۹۲﴾

گنڈے دار نماز پڑھنے والے کی امامت

سوال زید کو نماز پڑھنے کی عادت نہیں مگر وہ امامت کرنے کی لیاقت رکھتا ہے تو اگر اہل محلہ اس کی تنخواہ مقرر کر کے اس کو امام بنا لیں اور وہ اس لالچ کی وجہ سے امام بن جائے اور نماز کا عادی ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

اگر وہ خود بغیر تنخواہ کے اس نیت سے امام بن جائے کہ لوگ میری عزت کریں گے اور نماز کا عادی بن جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب جب تک نماز کا عادی نہیں تھا فاسق تھا تو اس کی نماز مکروہ تحریمی تھی' جب توبہ کر کے نماز کا عادی ہو گیا تو اس کی امامت جائز ہو گی' کچھ تنخواہ مقرر کر کے امامت کرے یا بلا تنخواہ کے دونوں حالتوں میں اس کی امامت صحیح ہے۔

رہا نیت کا سوال تو وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے محض قیاس سے اس کی نیت کو فاسد کہہ کر اس کی امامت کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۹۳﴾

نومسلمہ کے لڑکے کی امامت

سوال نومسلمہ لڑکا شرعی احکام سے بخوبی واقف ہو تو نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب اس کی امامت بلا کراہت صحیح ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں' وہ غلطی پر ہے اس کو مسئلہ معلوم نہیں ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۲۰۳ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۳۰﴾

لنجے کی امامت

سوال زید کا بایاں ہاتھ بازو سے کٹا ہوا ہے' قرآن مجید کے قاری ہیں' سنت کے مطابق ان

کی داڑھی ہے اور علم فقہ میں ان کو واقفیت ہے، کیا ان کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتی ہے تو نماز میں کراہت ہے یا نہیں؟

جواب چونکہ اس قسم کے معذور سے طبعاً نفرت ہوتی ہے، نیز اس کے لیے طہارت کاملہ ممکن نہیں، اس لیے دوسرے صحیح امام کی موجودگی میں اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، اگر اس سے زیادہ مستحق امامت کوئی شخص موجود نہ ہو تو کوئی کراہت نہیں۔

﴿احسن الفتاویٰ ج (۳) ص ۲۶۹ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۵﴾

خنثیٰ کی امامت

سوال ہجڑے کی امامت درست ہے یا نہیں، اور نماز مقتدیوں کی ہوگی یا نہیں؟ جبکہ یہ ہجڑا متبع سنت و شریعت ہو اور نمازی و دیندار ہو اور داڑھی بھی شریعت کے موافق ہو۔

جواب اگر اس خنثیٰ میں مرد کی علامتیں زیادہ ہیں تو اس کی امامت صحیح ہے اور اگر زنانہ علامتیں زیادہ ہوں یا دونوں علامتیں برابر ہوں تو اس کا امام بننا صحیح نہیں، بلکہ ہم جنس کا بھی امام نہیں بن سکتا، البتہ اس کے پیچھے عورتوں کی اقتداء درست ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۷۶ بحوالہ ردالمحتار ج (۱) ص ۵۴۰﴾

زیر ناف کے بال نہ بنانے والی کی امامت

سوال اگر کوئی شخص موئے زیر ناف بوجہ کمزوری کے نہ بنائے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب نماز اس کی صحیح ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۷۷﴾

اگر معقول عذر نہ ہو تو ہر جمعہ کو صاف کرنا چاہیے اور چالیس دن سے زیادہ چھوڑے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿ردالمحتار کتاب الحظر ج (۵) ص ۳۵۸﴾

پوپلے کی امامت

سوال جس کے منہ میں ایک بھی دانت نہ ہو، جس کی وجہ سے حروف کی ادائیگی برابر نہ ہو یا جس کے پاؤں کی انگلیاں ادھر ادھر رہتی ہیں اور اچھا شخص مل سکتا ہے تو امامت کیسی ہے؟

Marfat.com

جواب سب صورتوں میں نماز ہو جاتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ امام ایسے شخص کو بنائیں جس سے مقتدیوں کو نفرت نہ ہو اور وہ امام صالح نماز کے مسائل سے واقف ہو اور قرآن شریف اچھا پڑھتا ہو۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج (۱) ص ۱۲۲ بحوالہ ردالمختار ج (۱) ص ۵۲۰ باب الامامت﴾

مصنوعی دانت والے کی امامت

مصنوعی دانت والے کی امامت درست ہے اس لیے دانت لگوانا فقہا نے درست لکھا ہے خواہ چاندی کا ہی کیوں نہ ہو بلکہ امام محمدؒ سونے کا دانت لگوانا بھی درست کہتے ہیں۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۰۶ بحوالہ ردالمختار کتاب الحظر ج ۵ ص ۳۸﴾

قاتل کی امامت

سوال قاتل سے قصاص نہیں لیا گیا اور نہ مقتول کے ورثا سے خون معاف کرایا گیا، قاتل نے فقط توبہ کر لی اور حق العباد ادا کرنے کی ذمہ داری اس کے سر باقی رہی جس کی وجہ سے اسے فاسق قرار دیا جائے گا یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

جواب درمختار میں ہے کہ قاتل کی صرف توبہ واستغفار کافی نہیں ہے جب کہ مقتول کے وارث معاف نہ کر دیں۔ ﴿تفصیل ردالمختار باب الجنایات ج ۱ ص ۴۰۴ میں ملاحظہ ہو۔﴾

اس سے اتنی بات معلوم ہوئی کہ محض توبہ سے قتل کا گناہ معاف نہ ہوگا اور فاسق رہے گا اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوگی۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۱۲﴾

عورتوں کا امام بننا

صحت امامت کے لیے ایک شرط (امام کا) حقیقی معنوں میں مرد ہونا ہے لہذا عورت اور خنثی مشکل (یعنی ایسا مخنث جس کی جنس متعین نہ کی جا سکے) کا امام بننا جبکہ اس کے پیچھے مرد مقتدی ہوں، درست نہیں ہے، لیکن اگر عورتیں مقتدی ہوں تو ان کی امامت کے لیے مرد ہونا شرط نہیں ہے بلکہ اگر کوئی عورت اپنی جیسی عورتوں یا مخنث کی امام بنے تو درست ہے۔

﴿کتاب الفقہ ج ۱ ص ۶۵۳﴾

امام کے عاقل ہونے کی شرط

صحت امامت کی شرائط میں سے ایک شرط عقل ہے لہذا فاتر العقل کی امامت، اگر اس کو

جنون سے افاقہ نہیں ہوتا تو درست نہ ہوگی' البتہ اگر اس کی حالت ایسی ہے کہ کبھی افاقہ ہو جاتا ہے اور کبھی جنون لاحق ہو جاتا ہے تو افاقہ کی حالت میں اس کی امامت صحیح ہوگی اور جنون کی حالت میں بالاتفاق باطل ہوگی۔

﴿کتاب الفقہ ج (۱) ص ۶۵۴﴾

خواندہ شخص کا ان پڑھ کی اقتداء کرنا

امامت کے صحیح ہونے کی ایک شرط ہے کہ اگر مقتدی خواندہ ہے تو امام (بھی) خواندہ ہو۔ ناخواندہ شخص کا خواندہ کی امامت کرنا صحیح نہیں ہے۔

اور (خواندہ ہونے کی) شرط یہ ہے کہ امام اتنی قرات سے واقف ہو کہ جس کے بغیر نماز درست نہیں ہوسکتی پس اگر کسی گاؤں کا امام اتنی قرات جانتا ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی تو تعلیم یافتہ کے لیے جائز ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھ لے' لیکن اگر وہ امی (قطعاً ناخواندہ) ہے تو اس کے لیے اپنے جیسے ناخواندہ کا امام بننے کے علاوہ کسی اور کا امام بننا درست نہیں ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی خواندہ شخص ان کے ساتھ شریک جماعت ہو یا نہ ہو۔ ﴿کتاب الفقہ ج (۱) ص ۶۵۴﴾

امامت کے لیے صحت مند ہونے کی شرط

صحت امامت کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ امام کسی معذوری میں مبتلا نہ ہو (یعنی کوئی ایسا مرض لاحق نہ ہو جس سے اس کا شمار شرعی معذوری میں ہو) مثلاً سلسل البول یعنی پیشاب کا نہ رکنا۔ دائمی پیچش میں مبتلا ہونا' ریاح کا مسلسل خارج ہوتے رہنا اور نکسیر کا جاری رہنا وغیرہ۔ پس اگر امام ان میں سے کسی مرض میں مبتلا ہو تو اس کے لیے ایسے اشخاص کی امامت صحیح نہیں ہے جن کو یہ مرض لاحق نہ ہو' لیکن اپنے جیسے معذوروں کی امامت جائز ہے بشرطیکہ وہ بھی امام والے مرض میں مبتلا ہوں۔

اگر امراض مختلف ہیں مثلاً ایک پیشاب کا مریض ہے اور دوسرے کی نکسیر جاری ہے تو ان میں سے ایک کے لیے دوسرے کا امام بننا درست نہیں۔ ﴿کتاب الفقہ ج ۱ ص ۶۵۵﴾

دوران عدت نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: ایک شخص نے عدت کے دنوں میں نکاح پڑھایا ہے اس کی امامت کیسی ہے؟

جواب: اگر باوجود علم کے ایسا نکاح پڑھایا تو نکاح پڑھانے والا اور اس نکاح میں شریک

ہونے والے اور باوجود قدرت کے اس نکاح کو نہ روکنے والے سب گنہگار ہوئے، سب کے ذمہ توبہ علی الاعلان لازم ہے، اگر اس شخص سے بہتر امامت کے لائق دوسرا آدمی موجود ہو تو اس شخص کی امامت مکروہ ہے دوسرے کو امام بنانا چاہیے تاوقتیکہ یہ شخص توبہ نہ کرلے۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۱۴﴾

رہن سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت

شامی کی تحقیق یہ ہے کہ نفع اٹھانا مرہونہ زمین سے سود میں داخل ہے اور کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبوًا میں داخل ہے پس جو شخص اس فعل حرام کا مرتکب ہوگا وہ عاصی و فاسق ہوگا اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۱۱ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۳ باب الامامت﴾

زمین مرہونہ کا نفع مرتہن کو لینا صحیح نہیں ہے کہ سود میں داخل ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا ممنوع ہے، نماز اس کے پیچھے اگرچہ بکراہت ادا ہو جاتی ہے لیکن مستقل دائمی امام نہ بنانا چاہیے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۱۹ بحوالہ ردالمحتار باب الامامت ج ۱ ص ۵۲۳﴾

عاق کی امامت

حدیث شریف میں ہے "صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ" پس عاق بھی مسلمان ہے کافر نہیں اس لیے نماز اس کے پیچھے صحیح، مگر مکروہ ہے کیونکہ عاقِ والدین اور عاق استاد فاسق ہے اور امامت فاسق کی مکروہ ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۲۲ بحوالہ ردالمحتار باب الامامت ج ۱ ص ۵۲۳﴾

کم تولنے والے کی امامت

ایسا شخص امام بنانے کے لائق نہیں ہے، اس حالت میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، محلہ والوں کو چاہیے کہ اس کو معزول کر کے کسی لائق تر امام کو امام بنائیں۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۷۱ بحوالہ ردالمحتار باب الامامت ج ۱ ص ۵۲۵﴾

سفید بال اکھڑوانے والے کی امامت

سوال امام صاحب اپنی داڑھی کے سفید بال اکھڑوا دیتے ہیں ان کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟

Marfat.com

جواب یہ فعل اچھا نہیں ہے' مکروہ ہے اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے' مگر ایسا نہ کرنا چاہیے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۲۰۱ بحوالہ ابوداؤد کتاب الترغیب ص ۱۹۶﴾

مرتکب کبائر کی امامت

سوال ایک امام صاحب اکثر محلہ کے لوگوں کے ساتھ غیبت کیا کرتے ہیں نیز بہت باتوں میں جھوٹ بولنا بھی ثابت ہوا' پاک عورت پر زنا کی تہمت لگائی' اور بھی بعض باتیں نا قابل ذکر ہیں کیا ایسے آدمی کو فاسق کہا جائے گا یا نہیں؟ اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب غیبت کرنا' کسی پاک دامن پر تہمت لگانا وغیرہ گناہ کبیرہ ہے ایسے امور کا ارتکاب کرنے والا فاسق ہے' اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اگر کوئی بہتر امامت کا اہل آدمی موجود ہو تو امور مذکورہ کے مرتکب کو امام نہ بنانا چاہیے بلکہ دوسرے شخص کو امام بنانا چاہیے اگر یہ شخص صدق دل سے توبہ کر لے اور اپنی ایسی حرکتوں سے باز آجائے تو پھر اس کی امامت بھی مکروہ نہ ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ شخص مذکورہ کو مسئلہ سمجھا کر اور فتنہ کا اندیشہ ظاہر کر کے توبہ کرا دی جائے' اگر وہ نہ مانے اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کو امامت سے علیحدہ کر کے کسی دوسرے بہتر شخص کو امام مقرر کر دیا جائے۔

اور اگر اس کی علیحدگی میں فتنہ اور دشواری ہو تو کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھی لی جائے۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۰۶ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۸۸۴﴾

بلا ٹوپی و عمامہ والے کی امامت

سوال ایک امام صاحب کے سر پر نہ ٹوپی تھی اور نہ پگڑی صرف ایک چادر تھی جو تمام بدن پر اوڑھ رکھی تھی ایک مقتدی نے امام صاحب سے کہا کہ اس طرح سے نماز مکروہ ہے۔

امام صاحب نے کہا میں اسی طرح پڑھاؤں گا جس کی مرضی ہو پڑھے اور جس کی مرضی نہ ہو نہ پڑھے اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب ننگے سر نماز پڑھنا اور پڑھانا جبکہ عمامہ اور ٹوپی موجود ہو مکروہ ہے' معزز لباس پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھانا چاہیے۔ تاہم فریضہ صورت مذکورہ سے ادا ہو جاتا ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۱۴﴾

جنبی کی امامت

سوال اگر کوئی شخص ناپاکی کی حالت میں امامت کرے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

Marfat.com

جواب وہ شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور سب نمازیوں کی نماز کو بھی غارت کرتا ہے۔ اگر اس طرح نماز پڑھنے سے نماز کا استخفاف مقصود ہے تو یہ کفر ہے۔

﴿فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۷۶ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۵۵﴾

جاہل چور کی امامت

سوال زید امام ہے صرف حافظ ہے وہ بھی غلط پڑھتا ہے اور اگر موقع ملے تو چوری بھی کر لیتا ہے' غسالی اس کا پیشہ ہے' نکاح سابقہ پر دیگر نکاح کرا دیتا ہے' مسجد میں رہتا ہے تو نماز پڑھ لیتا ہے' ورنہ قضا کر دیتا ہے' قوم کو اس سے نفرت ہے' اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب اگر واقعی یہ امور اس میں موجود ہیں اور اس سے بہتر امامت کا اہل آدمی موجود ہے تو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ بہتر شخص کو امام بنانا چاہیے' اگر یہ شخص ان امور سے توبہ کر لے اور آئندہ ایسی ممنوعات نہ کرے نیز قرآن شریف صحیح پڑھے تو اس کی امامت منع نہیں ہے۔

﴿فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۱۰۵﴾

فیشن پرست کی امامت

سوال ایک شخص جس کے سر پر انگریزی بال' داڑھی خشخشی ہو' لباس بھی صالحین کا نہ ہو تو ایسے شخص کا از خود امامت کے لیے مصلے پر کھڑا ہونا کیسا ہے؟

جواب جس شخص کے سر کے بال' داڑھی' لباس' خلاف شرع ہوں اس کو نہ دوسرے لوگ امام بنائیں نہ وہ خود امامت کے لیے مصلے پر جائے۔ چونکہ ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کو مستقل امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۷۷ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۳۷۷﴾

اگر حافظ (امام) اپنی قبیح عادتوں کے چھوڑ دینے کا عہد کرے تو امام تراویح بنا سکتے ہیں اور اگر انکار کرے تو پھر ایسا شخص امامت کے منصب کے لائق نہیں اور اس وجہ سے اگر نمازی اس سے ناراض ہوں تو ان کی ناراضگی حق ہوگی' حدیث میں ہے "شرعی سبب سے اگر نمازی امام سے ناراض ہوں تو ایسے امام کے پیچھے نماز مقبول نہیں ہوتی۔" اگر حافظ اپنے طرز زندگی کو بدلنے کے لیے تیار ہو تو اس کو امام بنایا جا سکتا ہے' ورنہ امامت کا مقدس منصب اس کے سپرد نہ کیا جائے۔

﴿فتاوی رحیمیہ ص ۱۴۷ بحوالہ درمختار مع شامی ج (۱) ص ۵۲۲﴾

Marfat.com

فاسق کی امامت

سوال زید ایک جگہ امامت کرتا ہے وہ افعال قبیحہ میں شرکت کرتا ہے مثلاً ناچ دیکھنا' سینما دیکھنا' گندے اور فحش مذاق کرنا' دین کا مذاق اڑانا وغیرہ وغیرہ کیا ایسے شخص کو امام بنانا اور اس کی اقتداء کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ جلد ۲ ص ۷۷ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۳۷۶﴾

بچے کی امامت

صحیح قول یہ ہے کہ نابالغ کے پیچھے بالغ کو نفل نماز میں بھی اقتداء کرنا صحیح نہیں اگر ایسا کر لیا گیا ہے تو نفل کا اعادہ احتیاطاً کر لیا جائے'' ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۷۷﴾

فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۱۵ پر یہ مسئلہ اس طرح ہے ''حنفیہ'' کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نابالغ کی اقتداء بالغین کو فرض و نفل کسی میں درست نہیں ہے۔ پس تراویح بھی نابالغ کے پیچھے نہیں ہوگی۔ مذہب صحیح حنفیہ'' کا ہے اور بالغ پندرہ سال کی عمر میں شمار ہوگا' بشرطیکہ اس سے پہلے کوئی علامت بلوغ ظاہر نہ ہوئی لہذا جب تک لڑکا بالغ نہ ہو جائے اس کو امام نہ بنایا جائے۔

ویسے بچہ کا نفلوں میں قرآن شریف سنتے رہیں' یعنی وہ لڑکا نفل کی نیت باندھ کر کھڑا ہو جائے اور سننے والے ویسے ہی بیٹھ کر اس کا قرآن شریف سنتے رہیں' اور جب پندرہ سال کا ہو جائے تو امام تراویح بنا دیں۔'' ﴿بحوالہ ردالمحتار ج ۵ ص ۵۳۹﴾

بچے کی تراویح صرف نفل ہے اور بالغ کی سنت موکدہ۔ دوسرے بچے کی نفل شروع کرنے سے بھی واجب نہیں ہوتی اور بالغ پر واجب ہو جاتی ہے۔ بس بچے کی نماز ضعیف ہوگی اس پر بالغ کی قوی نماز کا بنا کرنا خلاف اصول ہونے کے سبب جائز نہیں رہے گا۔

﴿امداد الفتاویٰ ج (۱) ص ۳۶۱﴾

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ نابالغ کو تراویح کے لیے امام بنانا درست نہیں ہے، البتہ اگر وہ نابالغوں کی امامت کرے تو جائز ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۳۵۰﴾

امامت کا مستحق

سوال عید کی نماز کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں کہ عید کی نماز امام

Marfat.com

صاحب جو ہمیشہ پڑھاتے ہیں وہ پڑھائیں' اور بعض کا اصرار حافظ کے لیے ہے اور کہتے ہیں کہ حافظ کے ہوتے ہوئے امام صاحب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی آخر کار نماز امام صاحب نے پڑھائی اور حافظ صاحب نیت توڑ کر چلے گئے' اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب تفرقہ مسلمانوں میں برا ہے' نماز حافظ کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے اور امام صاحب کے پیچھے بھی۔ نفسانیت بری ہے جو کوئی نفسانیت سے جماعت سے علیحدہ ہوا' اور نیت توڑ کر نماز سے چلا گیا' اس نے برا کیا اور گنہگار ہوا' توبہ کرے' اور سب کو باہم اتفاق سے رہنا چاہیے اور اتفاق کے ساتھ امام مقرر کرنا چاہیے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۹۲﴾

(قاعدہ میں عالم امامت کا زیادہ حق دار ہے۔ بہتر تو یہی ہے کہ متفقہ طور پر امام کا انتخاب ہو تا کہ کوئی اختلاف راہ نہ پا سکے' لیکن اگر اختلاف پیدا ہی ہو جائے تو کثرت رائے پر فیصلہ کرنا چاہیے اور پھر سب ہی کو اکثریت کا فیصلہ تسلیم کر لینا چاہیے)

امامت میں شیخ وسیّد کی تخصیص نہیں

نماز سب کے پیچھے ہو جاتی ہے شیخ وسید کی تخصیص نہیں ہے' شیخ وسید کی نماز غیر شیخ وسید کے پیچھے ہو جاتی ہے امام کو امامت کا لائق ہونا چاہیے' نسب کی اس میں کچھ قید نہیں ہے جو شخص نماز کے مسائل سے واقف ہو اور متقی ہو وہ ہی زیادہ حق دار امامت کا ہے خواہ سید ہو' یا دکاندار ہو' یا بوڑھا ہو یا جوان ہو' غرضیکہ کوئی بھی پیشہ والا ہو۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۲۱۹ بحوالہ ردالمحتار (۱) ص ۵۲۳﴾

جس امام سے بعض مقتدی ناراض ہوں اس کی امامت

کتب فقہ میں ہے کہ اگر امام میں کوئی نقص نہ ہو تو مقتدیوں کی ناراضگی کا اثر نماز میں کچھ نہیں۔ امام کی نماز بلا کراہت درست ہے اور گناہ مقتدیوں پر ہے۔

اور اگر امام میں کچھ شرعی نقص ہو اور مقتدی اس وجہ سے ناخوش ہوں تو امام کے اوپر مواخذہ ہے اور اس کا امام بننا مکروہ ہے۔

اگر امام میں کوئی خلل یا نقص نہ ہو اور مقتدی بلا وجہ اس سے ناراض ہوں تو اس کا گناہ ان مقتدیوں پر ہی ہوگا۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۰۴ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۲﴾

Marfat.com

غیر صالح اولاد والے کی امامت

"اگر کوئی شخص خود صالح اور لائق امامت ہو تو اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے بلکہ احق بالامامت ہے۔" ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۰۲﴾

جس امام کی بیوی ساڑی باندھتی ہو اس کی امامت

پیش امام کی امامت میں اس سے کچھ کراہت نہیں ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۰۲﴾

لڑکی کی شادی پر روپیہ لینے والے کی امامت

لڑکی کے والدین کو شوہر سے یا شوہر کے والدین سے کچھ روپیہ لینے کو فقہاء نے رشوت اور حرام لکھا ہے پس اس روپیہ کو واپس کرنا ضروری ہے اور توبہ اس کی یہی ہے کہ روپیہ واپس کر دے، اگر روپیہ واپس نہ کیا تو فاسق رہا اور فاسق کی امامت مکروہ ہے اور فاسق امام بنانے کے لائق نہیں ہے، اس کے اور اس کے معاونین کے پیچھے نماز اگرچہ ہو جاتی ہے لیکن مکروہ ہوتی ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۶۰ بحوالہ ردالمحتار (ا) ص ۵۲۳ باب الامامت﴾

مسجد کا مال اپنی ذات پر خرچ کرنے والے کی امامت

(مسجد کا مال اپنی ذات پر خرچ کرنا) یہ صریح خیانت ہے، اور ضمان اس کے ذمہ لازم ہے، اور اگر وہ امام توبہ نہ کرے اور ضمان ادا نہ کرے تو امام رکھنے کے لائق نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۷۸ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۳﴾

شیعہ کی امامت

شیعہ کے پیچھے سنی کی نماز نہیں ہوتی، چونکہ ان کے بعض عقائد ایسے ہیں جو موجب کفر ہیں، لہٰذا اس صورت میں نماز کا صحیح نہ ہونا امر یقینی ہے، اور اگر شیعہ غالی نہ ہو تب بھی احتیاط لازم ہے کہ عقیدہ امر مخفی ہے اور سب شیخین سے جو عند البعض کفر ہے، اور قذف عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو بالاتفاق کفر ہے، کوئی شیعہ خالی نہیں ہوتا۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۰۲﴾

Marfat.com

موچی، غسال اور نومسلم کی امامت

موچی، غسال اور نومسلم کے پیچھے نماز درست ہے اور محض اس وجہ سے ان کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے البتہ اگر کوئی دوسری وجہ کراہت کی ہو تو نماز ان کے پیچھے مکروہ ہوگی، اور بہتر امامت کے لیے وہ شخص ہے جو مسائل نماز سے واقف ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو، اور صالح ہو۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۴۸ و ج ۳ ص ۱۶۰ بحوالہ رد المختار ج (۱) ص ۵۴۱﴾

مردہ کو غسل دینے اور تجہیز و تکفین کرنے سے امامت میں خرابی نہیں آتی، لیکن اہل محلہ کے لیے نہایت بری اور شرم کی بات ہے کہ وہ اپنے امام سے ایسے کام لیتے ہیں جن کو خود کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ ذلت کا کام سمجھتے ہیں، ان کو چاہیے کہ غسل میت وغیرہ میں خود بھی حصہ لیں اگر نہ جانتے ہوں تو امام سے سیکھ لیں اس کو ذلت کا کام نہ سمجھیں کیونکہ میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اور ثواب کا کام ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۴۲﴾

غیر مقلد کی امامت

سوال غیر مقلد کے پیچھے، مقلد مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب غیر مقلد امام اگر رعایت اس امر کی کرتا ہے کہ وہ امر نماز میں نہ کرے جس سے حنفی کی نماز فاسد یا مکروہ ہو اور متعصب نہ ہو تو اقتدا اس کی درست ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۳۰۸ بحوالہ درمختار ج (۱) ص ۵۲۶﴾

منکرین حدیث کی امامت

قادیانی فرقہ جو کہ حدیث کا منکر ہے وہ کافر ہے ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے اور غیر مقلدوں کا فرقہ جو کہ اپنے آپ کو اہل حدیث کا کہتا ہے وہ بھی در حقیقت اہل حدیث نہیں ہیں، ان کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے، امام عالم حنفی کو مقرر کرنا چاہیے (فرقہ منکرین حدیث کی امامت بھی درست نہیں ہے علماء نے ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دے دیا ہے)۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۴۷ بحوالہ عالمگیری کشوری باب الامامت ج (۱) ص ۸۳﴾

گانا بجانے والی کے شوہر کی امامت

اگر امام اپنی عورتوں کے روکنے پر قادر ہوں اور پھر نہیں روکتے تو وہ لوگ گنہگار ہیں، ان

Marfat.com

کے ذمہ واجب ہے کہ عورتوں کو نشائستہ اور ناجائز افعال سے منع کریں۔ اگر وہ روکنے پر قادر نہیں یا روکتے ہیں، لیکن عورتیں نہیں مانتیں تو پھر ان پر عورتوں کے ان افعال کا گناہ نہیں اور اس صورت میں ان کی امامت میں بھی اس سے کراہت نہیں آتی، البتہ اگر باوجود قدرت کے نہیں روکتے، بلکہ عورتوں کے افعال مذکورہ (ناچ، گانا وغیرہ) کو اچھا سمجھتے ہیں تو ان کی امامت منع ہے بشرطیکہ دوسرا شخص امامت کے لائق ان سے بہتر موجود ہو، اگر مقاطعہ کرنے سے ان کی اصلاح کی توقع ہو تو مقاطعہ کرنا مناسب ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۵۹﴾

نامحرموں سے پردہ نہ کرنے والی کے شوہر کی امامت

سوال: ① زید کی بیوی اپنے ماموں اور چچا کے لڑکے سے پردہ نہیں کرتی ہے بلکہ سامنے آتی ہے اور زید اس کو منع بھی کرتا ہے مگر صرف زبان سے منع کرتا ہے کوئی تشدد نہیں کرتا تو زید پر بیوی کے پردہ نہ کرنے کا گناہ ہوتا ہے یا نہیں اور زید کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے، یا مکروہ اور زید کو کس قدر تشدد کرنا چاہیے، اگر تشدد کرنے سے فساد کا اندیشہ ہو تو پھر بھی تشدد کرے یا نہیں؟

② اگر زید کی بیوی، اور زید کا بھائی عمر ایک ہی مکان میں رہتے ہوں دوسرے گھر میں رہنے کی گنجائش نہ ہو تو ایسی صورت میں پردہ کی کیا صورت ہو گی اگر زید کی بیوی عمر سے پردہ نہ کرے تو اس کا گناہ عمر کو بھی ہو گا یا نہیں؟

جواب: ① چچا اور ماموں کے لڑکے سے شرعاً پردہ ضروری ہے، اگر زید کی بیوی ان سے پردہ نہیں کرتی تو گنہگار ہے اور زید کو منع کرنا ضروری ہے، اگر منع نہ کرے تو گنہگار ہو گا، زید کو تشدد کرنا اور اپنی بیوی کو پردہ نہ کرنے پر شرعاً مارنا بھی درست ہے، اگر ناقابل برداشت فساد کا خیال ہو اور اس وجہ سے زید اپنی بیوی پر تشدد نہ کرے، اور بلا تشدد کے وہ نہ مانے تو شرعاً زید پر گناہ نہیں اول صورت میں زید کی امامت مکروہ ہے جب کہ اس سے بہتر امامت کا اہل موجود ہو، ثانی صورت میں زید کی امامت مکروہ نہیں۔

② پردہ ہر حال میں ضروری ہے خواہ اندیشہ فساد ہو یا نہ ہو، مگر شریعت نے جن مواقع کو مستثنیٰ کر دیا ہے وہ مستثنیٰ ہیں۔

اگر وسعت ہے تو زید کے ذمہ اپنی بیوی کے لیے مستقل مکان کا انتظام کرنا ضروری ہے جس میں اس کا بھائی وغیرہ کوئی نہ رہتا ہو، اگر وہ پردہ کرنے کو کہتا ہے اور زید کی بیوی باوجود

کوشش وفہمائش کے پردہ نہیں کرتی تو اس کا گناہ زید کے ذمہ نہیں ہوگا۔

﴿فتاویٰ محمودیہ جلد۲ ص ۹۹ بحوالہ خیریہ ص ۱۱۸﴾

جس کی عورت بے پردہ ہو اس کی امامت

اگر امام اپنی عورت کو بے پردگی سے منع کرتا ہو اور اس کے اس فعل (بے پردگی) سے راضی نہ ہو مگر عورت خاوند کی بات نہ مانے تو امام پر اس کا مواخذہ نہیں ہے اور اس کی امامت جائز ہے۔ ﴿کفایت المفتی ج (۳) ص ۸۰﴾

اگر اس امام کی بیوی شرعی طور پر پردہ نہیں کرتی اور وہ بے پردگی سے نہیں روکتا' بلکہ اس کے اس فعل سے خوش ہے اور اس سے بہتر امامت کا اہل دوسرا شخص موجود ہے تو ایسی حالت میں اس کو امام بنانا مکروہ ہے' کیونکہ ایسا شخص شرعاً فاسق ہوتا ہے اگر وہ (امام) بے پردگی سے روکتا ہے اور بیوی نہیں مانتی تو امامت مکروہ نہیں۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۴۵﴾

جس امام کی لڑکیاں بے پردہ ہوں اس کی امامت

سوال جس نے اپنی جوان لڑکیوں کو نامحرم اشخاص کے یہاں رکھ رکھا ہو اور اگر اس کو سمجھایا جاتا ہے تو گمراہی کے چند الفاظ زبان سے ادا کرتا ہے۔ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب نامحرم اشخاص سے پردہ فرض ہے اور نامحرم کے ساتھ خلوت حرام ہے پس اگر شخص مذکورہ اپنی جوان لڑکیوں کو نامحرم سے پردہ کرانے پر قادر ہے لیکن پھر بھی نہیں کراتا تو گنہگار ہے اس کو اپنے اس فعل سے بچنا ضروری ہے اور اگر وہ باز نہ آئے اور اس سے بہتر امامت کا اہل موجود ہو تو شخص مذکورہ کو امام نہ بنایا جائے' ایسی حالت میں اس کی امامت مکروہ ہے' اور دوسرے اہل شخص کو امام بنانا چاہیے اور خاص کر جب کہ سمجھانے پر گمراہی کے الفاظ بھی زبان سے نکالتا ہو ایسی حالت میں اس کی امامت سے زیادہ احتراز کرنا چاہیے' گو ان الفاظ پر جب تک ان کی تعیین نہ ہو کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج (۲) ص ۱۰۱﴾

ضد میں طلاق دینے والے کی امامت

سوال ایک شخص نے مولوی عالم ہو کر اپنی عورت کو محض اس وجہ سے طلاق دی کہ میرے بہنوئی نے میری بہن کو طلاق دی۔ یعنی ایک کی بہن دوسرے کو بیاہی تھی' جب پہلے اس نے مولوی

صاحب کی بہن کو طلاق دے دی تو مولوی صاحب نے بھی ضد میں اس کی بہن کو طلاق دے دی ہے پھر علاوہ ازیں مہر خرچ نہیں دیتا تو ایسے ظالم کے پیچھے نماز پڑھنا اور سلام طعام کا معاملہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب جو لوگ اس ظلم یا اس سے بڑے ظلم (حق اللہ یا حق العباد کے تلف کرنے میں) ملوث نہ ہوں ان کو چاہیے کہ ایسے شخص کو اپنی نماز کے لیے امام نہ تجویز کریں۔ سلام طعام وغیرہ ترک کرنے سے بہتر یہی ہے کہ ان کو اصلاح پر آمادہ کریں ورنہ آج کل سلام وطعام ترک کرنے سے اصلاح نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات طبیعت میں ضد پیدا ہو جاتی ہے خاص کر اہل علم حضرات جن کا کسی صاحب نسبت بزرگ سے اصلاحی تعلق نہ ہو اور وہ خود فکر اصلاح سے خارج ہوں۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج (۲) ص ۸۷﴾

رکوع وسجود جلدی کرنے والے کی امامت

سوال جو نماز میں اس قدر جلدی کرے کہ مقتدی تین تسبیح بھی پوری نہ کر سکیں تو ایسے امام پیچھے نماز کیا کیا حکم ہے؟

جواب اتنی جلدی کرنا مکروہ ہے امام کو مقتدیوں کی رعایت اس قدر چاہیے جس سے وہ لوگ بھی کم از کم تین تین مرتبہ رکوع سجدہ میں تسبیحات کہہ لیں۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۰۸﴾

بدعتی کی امامت

سوال کیا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ اور کیا ایسا شخص امامت کے قابل ہے؟

جواب آج کل کے فرقہ مبتدعہ کے عقائد حد شرک تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی' البتہ اگر کوئی بدعتی' شرکیہ عقائد نہ رکھتا ہو بلکہ موحد ہو' صرف تیجہ چالیسواں وغیرہ جیسی بدعات میں مبتلا ہو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

کوئی صحیح العقیدہ امام مل جائے تو بدعتی کی اقتداء میں نماز نہ پڑھے' ورنہ اسی کے پیچھے پڑھ لے' جماعت نہ چھوڑے' بدعتی کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز اگرچہ مکروہ تحریمی ہے مگر واجب الاعادہ نہیں۔

یہ ایسے بدعتی کا حکم ہے جو مشرک نہ ہو' شرکیہ عقائد رکھنے والے کا حکم لکھا ہے کہ اس کے پیچھے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۹۰﴾

Marfat.com

مودودی عقائد رکھنے والے کی امامت

سوال جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے حافظ صاحب کے پیچھے قرآن سننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے اگر فرائض میں صحیح العقیدہ امام میسر نہ ہو تو اس کے پیچھے پڑھ لیں۔

مگر تراویح بہرکیف اس کی اقتداء میں نہ پڑھیں صحیح امام نہ ملے تو تنہا پڑھ لیں۔

﴿احسن الفتاویٰ ج (۳) ص ۲۹۱﴾

خضاب لگانے والے کی امامت

سوال جو حافظ صاحب داڑھی کو خضاب لگاتے ہیں کیا وہ تراویح کی نماز پڑھا سکتے ہیں؟

جواب سیاہ خضاب لگانے والا فاسق ہے لہذا ایسے امام کی اقتداء میں تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (صحیح قول کے مطابق مکروہ تنزیہی ہے) صالح امام نہ ملے تو تراویح تنہا پڑھ لیں۔

﴿احسن الفتاویٰ ج (۳) ص ۲۹۴﴾

سینما دیکھنے والے کی امامت

سوال ایک حافظ صاحب سینما اور ناٹک دیکھنے اور ناچ گانے کے بھی بہت شوقین ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب جو شخص سینما دیکھتا ہو اور ناچ گانے کی محفلوں میں شرکت کرتا ہو ایسا شخص منصب امامت کے قابل نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

اگر توبہ نہ کرے اور امامت بھی نہ چھوڑے تو دوسری مسجد میں نماز پڑھنی چاہیے اگر دوسری مسجد نہ ہو تو تنہا پڑھنے کے بجائے اسی امام کے پیچھے پڑھ لے اس لیے کہ جماعت کی اہمیت اور تاکید زیادہ ہے۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج (۴) ص ۲۴۸ بحوالہ شامی باب الامامت ج (۱) ص ۵۲۵﴾

ٹیلی ویژن دیکھنے والے کی امامت

سوال کیا ایسے امام کی اقتداء کرنا جو کہ ٹیلی ویژن دیکھتا ہو جائز ہے؟

Marfat.com

جواب ٹیلی ویژن دیکھنا ناجائز ہے اور ایسے امام کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے مگر نماز ہو جائے گی، لوٹانا ضروری نہیں۔
﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۸۸﴾

جس کے یہاں شرعی پردہ نہ ہو اس کی امامت

سوال اگر امام صاحب کی بیوی پردہ نہ کرے تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

جواب جس شخص کے یہاں شرعی پردہ کا اہتمام نہ ہو وہ فاسق ہے اس کا امام بنانا جائز نہیں اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔
﴿احسن الفتاویٰ ج (۳) ص ۲۸۹﴾

اگر امام اپنی عورت کو بے پردگی سے منع کرتا ہو اور اس فعل سے راضی نہ ہو، مگر عورت خاوند کی بات نہ مانے تو امام پر اس کا مواخذہ نہیں اور اس کی امامت جائز ہے۔
﴿کفایت المفتی ج ۳ ص ۸۰﴾

خصّی کی امامت

سوال جس شخص کو جبراً خصی کیا گیا ہو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

جواب خصی سے طبعاً قدرے انقباض ہوتا ہے، اس لیے اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے البتہ اس سے زیادہ مستحق امامت موجود نہ ہو تو کوئی کراہت نہیں۔
﴿احسن الفتاویٰ ج (۳) ص ۲۸۶﴾

ہجڑے کی امامت

ہجڑا جب عالم باعمل ہو اور باقی سب جاہل ہوں تو اس کی امامت جائز ہے۔
﴿فتاویٰ دار العلوم ۳ ص ۱۷۳ بحوالہ ردالمحتار باب الامامت ج (۱) ص ۵۲۳﴾

نسبندی کرانے والے کی امامت

مکرم ومحترم جناب مفتیان کرام دارالعلوم بعد سلام مسنون
مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مدلل عنایت فرمائیں:

(۱) نسبندی کرانے والے امام کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی؟
(۲) اگر امام کی نسبندی زبردستی کر دی گئی، تو کیا حکم ہے؟
(۳) امام نے نسبندی خود تو نہیں کرائی، لیکن اپنی بیوی کی کرائی تو اس امام کے پیچھے نما:

درست ہے کہ نہیں؟

الجواب

(۱) توبہ سے پہلے مکروہ تحریمی ہے اور توبہ کے بعد بلا کراہت درست ہے۔

(۲)، (۳) دونوں صورتوں میں بعد توبہ واستغفار اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔

الجواب صحیح — واللہ تعالےٰ اعلم

محمد ظفیر الدین غفرلہ — کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی

مفتی دار العلوم دیوبند — نائب مفتی دار العلوم دیوبند ۹-۱-۱۴۰۸ھ

نسبندی کے باوجود آدمی مرد ہی باقی رہتا ہے عورت یا مخنث کے حکم میں نہیں ہو جاتا۔ اس لیے امامت کے مسئلے میں بھی اس کے احکام عام مردوں کے ہیں۔

اس کی امامت درست اور جائز ہے اگر اس کی نسبندی جبراً کی گئی ہے تو اب اس کا قصور بھی نہیں اور اگر اس نے از خود رضا اور رغبت سے کرائی ہو تو موجب فسق ہے۔

توبہ اور ندامت کے بعد کراہت ختم ہو جائے گی، جب تک تائب نہ ہو چونکہ نسبندی ناجائز ہے اور خلق اللہ میں تبدیلی ہے، اس کے فاسق ہونے کے باعث اس کی امامت مکروہ ہوگی۔

﴿جدید فقہی مسائل ص ۵۹﴾

دیوانے کی امامت

جنون اور دیوانگی ایسی ہو کہ کسی وقت اس کو ہوش نہ آئے اور ایسی حالت میں نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں اور اگر نماز پڑھانے کے وقت ہوش میں ہو تو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۳۰۱ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۴۰۲﴾

جماع پر غیر قادر کی امامت

سوال مخنث امام نہیں ہوسکتا، لیکن اگر کوئی شخص امراض کی وجہ سے ناقابل جماع ہو جائے تو یہ شخص امام ہوسکتا ہے یا نہیں، جبکہ جماعت میں یہی شخص صاحب فضل وکمال ہے؟

جواب عنین یعنی نامرد کی امامت صحیح ہے نامرد کا حکم خنثیٰ کا سا نہیں ہے لہذا معذور مذکور کی امامت صحیح ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۳۰۰﴾

Marfat.com

اس موقع پر حاشیے میں یہ عبارت بھی موجود ہے کہ خنثیٰ کی امامت تو اس لیے درست نہیں ہے کہ اس کے عورت ہونے کا احتمال ہوتا ہے اور عنین (نامرد) میں اس طرح کا کوئی احتمال نہیں ہوتا۔"

وہم کی وجہ سے امامت چھوڑے یا نہیں؟

سوال میں عرصہ سے امامت کرتا ہوں اب مجھ کو وہم سا ہونے لگا ہے کہ وضو ٹوٹ گیا ہو گا اس وجہ سے قلب کے اندر یہ تقاضا ہے کہ امامت سے علیحدہ ہو جاؤں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب وہم پر کچھ کاربند نہیں ہونا چاہیے اور ایسے وسوسے کو دفع کرنا چاہیے اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ اکثر پڑھتے رہیں اور جب تک یقین وضو ٹوٹنے کا نہ ہو اس وقت تک کچھ التفات اس طرف نہ کرنا چاہیے اور امامت کرنا چاہیے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ "جب تک حدث (ریح خارج ہونے) کی آواز یا بدبو معلوم نہ ہو اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔" ﴿فتاوی دارالعلوم ج ۳ ص ۱۲۸ بحوالہ مشکوۃ باب مایوجب الوضو﴾

جو نمازیں اس نے پڑھائی ہیں اگر ان میں ریاح خارج ہونے کا یقین نہیں تو نمازیں سب کی ہو گئیں۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ۳ ص ۳۲۴﴾

سوزاک والے شخص کی امامت

سوال ایک امام کو مرض سوزاک ہے دھبہ برابر آتا رہتا ہے ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب اگر وہ شخص عذر کی حد کو پہنچ گیا ہے اور معذور ہو گیا ہے کہ ہر وقت دھبہ آتا ہے کوئی وقت نماز کا خالی نہیں رہتا ہے تو اس کے پیچھے نماز غیر معذورین کی صحیح نہیں ہو گی اس کو امام نہ بنایا جائے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۰۹ بحوالہ ردالمحتار باب الامامت ج (۱) ۵۴۱﴾

مسافر کی امامت

سوال امام مسافر اگر چار رکعت پوری پڑھ لے تو مقتدی جو مسافر نہیں ان کی نماز اس کے پیچھے صحیح ہو گی یا نہیں؟

جواب امام کی آخری دو رکعت نفل ہیں اور مقتدی کی فرض اور فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل

Marfat.com

پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہ ہوگی اس لیے مقتدیوں کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

البتہ اگر مقتدی آخری دو رکعتیں اپنے طور پر پڑھیں، امام کی اقتداء ملحوظ نہ رکھیں تو ان کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج (۳) ص ۳۶۴﴾

انعامی بونڈ رکھنے والے کی امامت

سوال کیا ایسا شخص امامت کے لائق ہے جو پرائز بونڈ رکھے اور اس پر انعام کی رقم وصول کرے، اور انعام سودی رقم سے تقسیم ہوتے ہیں۔

جواب انعامی بونڈ، سود اور قمار کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ اس لیے انعامی بونڈ رکھنے والا فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۹۷﴾

نامحرم عورتوں سے ہاتھ ملانے والے کی امامت

سوال جو شخص نامحرم عورتوں سے ہاتھ ملاتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب نامحرم عورتوں سے ہاتھ ملانے والا فاسق ہے، اس لیے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔
﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۹۹﴾

بینک ملازم کی امامت

سوال اوقاف کے ملازم ائمہ جن کی داڑھی ایک مشت سے کم ہے، نیز بینک ملازم حفاظ وقراء داڑھی خور کی امامت میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب یہ داڑھی خور بینک میں ملازمت کی وجہ سے سود خور بھی ہے، ان دو گناہوں میں سے ہر ایک موجب فسق ہے، اس لیے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۰۲﴾

ابرص اور جذامی کی امامت

جس کو برص ہو اور برص بھی معمولی نہ ہو بلکہ بدن میں پھیلا ہوا ہو اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں تو اس کو امام بنانا مکروہ ہے۔

جذامی کا درجہ تو اس معاملے میں ابرص سے بڑھا ہوا ہے کہ جذام اگر پھیلا ہوا ہو اور ہر وقت ٹپکتا ہو تو ایسے شخص کو مسجد میں آنا منع ہے اس سے جماعت بھی ساقط ہے اور وہ امام بھی نہیں

Marfat.com

بنایا جاسکتا۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ جلد۲ص ۸۲ بحوالہ ردالمحتار ج (۱) ص ۳۷۸ و بحوالہ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ص ۱۴۴﴾

سودخور کی امامت

سوال سودخوراورداڑھی منڈوانے والے کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اوران کوامام بنانا درست ہے یا نہیں؟

جواب ایسے شخص کوامام بنانا مکروہ تحریمی ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ص ۸۲ بحوالہ درمختار ج (۱) ص ۳۷۶﴾

مرتکب مکروہ کی امامت

سوال مکروہات کے مرتکب اورسنت ومستحبات کی پابندی نہ رکھنے والے کے پیچھے نماز کیسی ہوگی؟

جواب مکروہ ہوگی۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ص ۸۴ بحوالہ طحطاوی علی مراقی الفلاح (مصری ص ۲۴۵﴾

قوالی سننے والے کی امامت

اگرکوئی امامت کا اہل دوسرا شخص موجود ہوتو قوالی سننے والے اورعرس میں شریک ہونے والے کوامام نہیں بنانا چاہیے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ص ۸۴ بحوالہ طحطاوی علی مراقی الفلاح (مصری﴾

اگلی پشت میں خراب نسب والے کی امامت

اگراولاد صالح ہواورقابل امامت ہومثلاً یہ کہ عالم ہومسائل شریعت سے واقف ہوتو اس کے پیچھے نماز بلاکراہت صحیح ہے بلکہ افضل ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ص ۱۳۰ بحوالہ غنیۃ المستملی ص ۳۵۱﴾

متہم بالزنا کی امامت

سوال ایک عورت اپنی زبان سے کہتی ہے کہ فلاں امام نے میرے ساتھ زنا کیا ہے اوروہ شخص انکارکرتا ہے اس میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب عورت کے کہنے سے مرد پرزنا کا ثبوت نہیں ہوسکتا اوراس کی امامت میں کچھ کراہت

نہیں آتی۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج (۳) ص ۱۱۸﴾

ولد الزنا کی امامت

ولد الزنا' والد کے نہ ہونے کی وجہ سے صحیح تربیت یافتہ نہیں ہوتا ہے نیز اس سے طبعًا انقباض ہوتا ہے اس لیے اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔

اور اگر اس میں یہ علت کراہت نہ پائی جائے بلکہ وہ عالم متقی ہو تو کراہت باقی نہ رہے گی بلکہ دوسروں کی نسبت اس کی امامت افضل ہے اور یہی حکم دوسرے دینی مناصب کا ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۹۵ بحوالہ ردالمحتار ج (۱) ص ۵۲۳﴾

طوائف کے گھر پرورش یافتہ بچہ کی امامت

سوال: ایک بچہ کے والدین بچپن میں مر گئے اس نے طوائف کے گھر پرورش پائی' قرآن شریف بھی پڑھ لیا' وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: وہ لڑکا جس نے طوائف کے گھر پرورش پائی ہے اگر اس نے قرآن شریف پڑھ لیا ہے' اور مسائل نماز سے واقف ہے تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۹۱﴾

زانی تائب کی امامت

زانی اگر تائب ہو جائے اور پچھلے افعال شنیعہ سے توبہ کر لے اور اکثر نمازی اس کی امامت سے راضی ہوں تو اس کو امام بنانا درست ہے اور اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۹۳ بحوالہ مشکوۃ شریف باب التوبہ ص ۲۰۶﴾

غیر شادی شدہ کی امامت

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس کا نکاح نہ ہو اس کی امامت جائز نہیں' جبکہ امام صاحب یوں کہتے ہیں کہ میں علم دین حاصل کر رہا ہوں' فارغ ہونے کے بعد نکاح کروں گا۔ کس کی بات صحیح ہے؟ غیر شادی شدہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: امامت صحیح ہونے کے لیے امام کا شادی شدہ ہونا شرط نہیں ہے اگر وہ پاکبازی کی

Marfat.com

زندگی گزار رہا ہو اور علم دین حاصل کرنے میں مشغول ہو اور تعلیم پوری کر کے شادی کے لیے کہتا ہو تو کیا برا ہے؟

جو لوگ خواہ مخواہ پیچھے پڑے ہیں اور امامت کو ناجائز قرار دیتے ہیں وہ زیادتی کر رہے ہیں، اگر ابھی شادی ہو گئی اور تعلیم رک گئی تو اس کے حق میں کتنا بڑا نقصان ہوگا۔ البتہ تعلیم پوری ہونے کی مدت میں گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو مقتدیوں کو چاہیے کہ شادی کا انتظام کر دیں۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج (۶) ص ۳۵۱﴾

اگر اس پر شہوت کا غلبہ نہیں تو اس کے ذمہ شادی ضروری نہیں اور اس سے اس کی امامت میں خلل نہیں آتا البتہ اگر اس پر شہوت کا غلبہ ہے اور خیالات پراگندہ رہتے ہیں تو بہ نسبت اس کے ایسے شخص کو امام بنانا افضل ہے جس کی بیوی موجود ہے اور خیالات پراگندہ نہیں رہتے بلکہ اس کو اطمینان حاصل ہے اور امامت کی اہلیت بھی رکھتا ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ جلد ۷ ص ۴۰﴾

جو شادی شدہ ایک سال تک گھر نہ جائے اس کا حکم

سوال ہمارے امام صاحب ڈھائی سال سے امامت کر رہے ہیں اور ان کی شادی کو تین سال ہوئے ہیں ایک سال سے وہ گھر نہیں گئے ہیں کچھ ان پڑھ لوگ کہتے ہیں جو شادی شدہ امام ایک سال تک اپنے گھر نہ جائے اس کی امامت جائز نہیں ہوتی، یہاں پر اس کی وجہ سے جھگڑا ہو رہا ہے صحیح کیا ہے؟

جواب شادی شدہ مرد اپنی عورت کی اجازت اور رضامندی کے بغیر چار ماہ سے زیادہ مدت دور نہ رہے۔ ﴿شامی ج ۲ ص ۵۴۷﴾

اس امام کی بیوی نے اجازت دی ہوگی، اور ملازمت کی وجہ سے دور رہنے پر رضامند ہو گی لہٰذا اس کے پیچھے نماز صحیح ہونے میں شبہ نہ کرنا چاہیے۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج (۴) ص ۳۵۷﴾

ٹخنوں سے نیچا پائجامہ پہننے والے کی امامت

سوال امام کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچا ہے، سجدہ میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے پائجامہ کو اوپر چڑھا لیتے ہیں اور پھر سجدے میں جاتے ہیں، یہ فعل نماز میں ہر رکعت میں برابر جاری رہتا ہے ہم ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟

جواب امام مذکور کو ایسا نہ کرنا چاہیے کیونکہ اول تو ٹخنوں سے نیچا پاجامہ نماز سے باہر بھی پہننا

Marfat.com

حرام اور ممنوع ہے۔ یہ امر موجب فسق امام ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور امام بنانا فاسق کو توبہ کے بغیر مکروہ ہے۔

دوسرے نماز میں بار بار ایسی حرکت کرنا بھی نہیں چاہیے کہ اس میں بھی کراہت ہے اور بعض صورتوں میں نماز کے فاسد ہونے کا خوف ہے بہرحال امام مذکور کو فعل مذکور سے روکنا چاہیے اور اگر وہ باز نہ آئے تو اس کو معزول کر دینا چاہیے' اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور جماعت کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۱۷ بحوالہ رد المختار باب الامامت ج (۱) ص ۵۲۳﴾

پینٹ پہننے والے کی امامت

سوال ایک شخص پینٹ پہن کر نماز پڑھاتا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب نماز ہو جائے گی۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۱۸﴾

چوڑا پاجامہ پہننے والے کی امامت

اس کے پیچھے نماز صحیح ہے' اس لیے کہ چوڑے پائنچے کا پاجامہ پہننا درست ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۳۰﴾

دھوتی پہن کر امامت کرنا

سوال دھوتی اور دو پلی ٹوپی اور اونچا کرتا پہن کر امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب اگر ستر عورت (پردہ پوشی) پورا ہے تو نماز ہو جاتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ عمامہ اور لباس شرعی کے ساتھ نماز پڑھائے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۶۶ بحوالہ رد المختار باب شروط الصلوۃ ج (۱) ص ۱۷۲﴾

شلوار و قمیص پہن کر امامت

نماز میں اکثر اوقات ٹخنے یا پیر ڈھک جاتے ہیں مرد کو اتنی لمبی شلوار پہننا کہ جس سے ٹخنے یا پیر ڈھک جائیں ناجائز ہے اور نماز اس سے مکروہ ہو جاتی ہے' نماز میں پیر یا ٹخنے نہ ڈھکیں' قمیص پہننا جائز ہے لیکن کرتا افضل ہے ہر جگہ جو صلحاء کا لباس ہے وہ اختیار کرنا چاہیے۔ خصوصاً

نماز اور امامت کے وقت۔
﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۷﴾

صحت کے ساتھ نہ پڑھنے والے کی امامت

سوال: جو شخص قرات صاف صحت کے ساتھ نہ کر سکے یعنی الف اور خ' ت اور ط' ث اور س' ج اور ح اور ض' ذ' ل' ظ میں فرق نہ کرے تو ایسے امام کی اقتداء کرنی درست ہے یا نہیں اور اگر بعض لوگ بستی والے ایسے امام کو رکھیں تو اس کا گناہ امام پر یا بستی والوں پر ہوگا؟

جواب: اگر اس سے بہتر مسائل سے واقف قرآن صحیح پڑھنے والا' متبع سنت ہو تو اس کو امام نہ بنانا چاہیے اور امام مذکور کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ بشرطیکہ اس میں فتنہ نہ ہو اگر اس سے بہتر دوسرا شخص امامت کے لائق موجود نہ ہو بلکہ سب اسی طرح پڑھنے والے ہوں تو پھر اس کی امامت میں بھی مضائقہ نہیں' لیکن تصحیح حروف کی کوشش بہرحال لازم ہے جس کا تارک گنہگار ہے۔
﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۴۷ بحوالہ درمختار مع ردالمحتار ج (۱) ص ۳۷۷﴾

رشوت خور کی امامت

اگر اس سے بہتر امام موجود ہو تو رشوت خور کو امام بنانا مکروہ ہے۔
﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۴۷ بحوالہ ردالمحتار ج ا ص ۳۷۶﴾

تارک جماعت کی امامت

سوال: تارک جماعت کی امامت جمعہ وعیدین میں شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص بلا عذر ترک جماعت کا عادی ہو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے بہ حالت مجبوری اس کے پیچھے جو نماز ادا کی جائے گی اس کا اعادہ لازم نہیں ہوگا۔
﴿فتاویٰ محمودیہ جلد ۲ ص ۷۰ بحوالہ ردالمحتار ج (۱) ص ۳۷۱ و بحوالہ شامی ج (۱) ص ۳۷۶﴾

اہل حدیث کی امامت

سوال: اہل حدیث کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اور یہ اہل سنت والجماعت میں شامل ہیں یا نہیں؟

جواب: اہل حدیث اگر ائمہ مجتہدین پر سب وشتم نہ کریں اور فرائض وواجبات میں حنفی مسلک کی رعایت کر کے نماز پڑھائیں تو ان کے پیچھے نماز درست ہو جائے گی۔ ایسے اہل حدیث بھی

Marfat.com

اہل سنت والجماعت سے الگ نہیں جو کہ دیانتداری سے حدیث پر عمل کرتے ہیں اور فقہاء سے بغض نہیں رکھتے۔
﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۷﴾

رضا خانی کی امامت

سوال ایک شخص بریلوی خیال کا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور آپؐ مختار کل ہیں' نیز آپؐ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور یہ شخص ایک مسجد میں امامت بھی کرتا ہے' کیا اس شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب یہ صفت اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس صفت کو ماننا بے دلیل ہے بلکہ خلاف نص ہے' اس لیے ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں۔ تمام نمازیوں کو چاہیے کہ ایسے شخص کو امامت سے ہٹا کر دوسرے صحیح العقیدہ مسائل طہارت اور نماز سے واقف' متبع سنت آدمی کو امام تجویز کریں ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۷۹ بحوالہ درمختار مع ۳ ردالمحتار ج ۱ ص ۳۷۶﴾

کمیونسٹ پارٹی کو ووٹ دینے والے کی امامت

سوال (۱) کمیونسٹ پارٹی کا ممبر بننا اور اس کو کامیاب بنانے کے لیے ووٹ دینا جائز ہے کہ نہیں اور ووٹ دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) زید کمیونسٹ ٹکٹ سے ٹاؤن ایریا کا ممبر ہے اور اس کا حمایتی بھی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۳) بکر حافظ قرآن ہے' اس نے کمیونسٹ امیدوار کو کامیاب بنانے کے لیے ووٹ بھی دیا ہے' اس کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب کمیونسٹ اپنی اصل کے اعتبار سے مذہب اسلام کے مخالف ہیں اور ان کے اس بنیادی نظریے کی پابندی کرتے ہوئے ان کی پارٹی کا ممبر بننا مذہب اسلام کی مخالفت کرتا ہے۔ ان کو ووٹ دینا' مذہب اسلام کے مخالف کو ووٹ دینا ہے' اس بات کو سمجھتے اور اعتقاد کرتے ہوئے ممبر بننے والے اور اس کو ووٹ دینے والے کو امام بنانا درست نہیں' بعض آدمی مذہب اسلام کے معتقد اور پابند ہو کر بھی بعض سیاسی اور وقتی مصالح کی بنا پر کمیونسٹ یا کسی اور مخالف اسلام پارٹی کے ٹکٹ پر ممبر بنتے ہیں اور ان کی اس مصلحت کے پیش نظر' سچے پکے مسلمان ان کو ووٹ دیتے

ہیں' ان کا یہ حکم نہیں ہے' لیکن اس روش سے ایک مخالف اسلام پارٹی کو فروغ ہو کر اقتدار حاصل ہوتا ہے۔ جس سے بہت سے لوگوں کو غلط فہمی پیدا ہوگی اور کمیونسٹ پارٹی کو اسلام کے خلاف نہیں بلکہ موافق سمجھیں گے' اور جب ایسے لوگ ممبر بن جائیں گے تو وہ کمیونسٹ جنہوں نے ان کو واقعتہً کمیونسٹ سمجھ کر ووٹ دیا ہے ان سے اپنے مطالبات پورے کرائیں گے جو اسلام مخالف ہوں گے۔

اور اگر یہ اس میں کوشش نہیں کریں گے تو ووٹ دینے والے ان کو غدار اور مکار قرار دیں گے اور یہ غداری ومکاری سب اسلام کے سر رکھی جائے گی اور آئندہ نہ ایسے ممبر پر کبھی اعتماد ہوگا اور نہ ایسے ووٹ دینے والوں پر جو کمیونسٹ پارٹی کا سہارا لے کر ایک مسلمان کو ممبر بنائیں۔

نیز یہ عمل ایک شریف سچا آدمی کبھی اختیار نہیں کر سکتا کہ خود مسلمان ہو اور دنیا کو دھوکہ دیکر اپنے آپ کو کمیونسٹ ظاہر کرے اور ووٹ حاصل کرے۔ ایسے شخص پر اس کا ضمیر انتہائی ملامت کرے گا اسلام میں ایسے عمل کی ہرگز اجازت نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والے جو لوگ ضمیر کے خلاف کہتے اور عمل کرتے تھے ان کی سخت مذمت قرآن پاک و حدیث شریف میں آئی ہے ایسے لوگوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اعتماد نہ تھا اور نہ خود ان کی پارٹی کو۔ ان لوگوں کا حال یہ تھا۔ مُذَبْذَبِیْنَ ذَالِكَ لَا اِلَیٰ هٰؤُلَاءِ وَلَا اِلٰی هٰؤُلَاءِ۔

﴿فتاویٰ محمودیہ جلد ۲ ص ۸﴾

غیر معزز کی امامت

سوال کیا امامت کا حق سوائے معزز قوم کے دوسری قوم کو ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بعض یہ کہتے ہیں کہ صرف مندرجہ ذیل قوموں کے آدمی نماز پڑھا سکتے ہیں۔ یعنی سید' شیخ' مغل' پٹھان اور دوسری قوم کو امامت کا حق حاصل نہیں ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب جماعت کا استحقاق ہر ایک اس مسلمان کو ہے جو اہلیت امام ہونے کی رکھتا ہے پھر جس قدر لوازمات امامت مثلاً مسائل علم' تجوید وقرات اور صلاح وتقویٰ اس میں زیادہ ہوگا اسی قدر وہ اَوْلٰی وَ اَلْیَق بالامامت متصور ہوگا۔ (یعنی سب میں زیادہ مستحق ہوگا) درمختار وغیرہ میں ہے کہ جس میں اہلیت امامت کی ہو وہ امام ہوسکتا ہے۔

اس حکم میں جملہ اقوام اور اہل حرفہ برابر ہیں (تمام پیشہ کرنے والے اور ہر برادری کے

Marfat.com

لوگ مراد ہیں) البتہ اگر شرافت علمی وغیرہ کے ساتھ شرافت نسبی (خاندانی) بھی ہو مثلاً وہ قریشی ہو، سید ہو، یا شیخ ہو، یا انصاری ہو، تو وہ افضل ہوگا۔ مقابلہ دوسرے حضرات کے "ثم الاشرف نسباً" کا حامل ہے۔

ان لوگوں کا قول جو یہ کہتے ہیں کہ سوائے شیخ وسید وغیرہ کے کسی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، غلط ہے، کوئی قوم ہو خواہ سید یا شیخ یا پٹھان وغیرہ یا نور باف (جولاہے) یا نداف (روئی دھننے والے) اور حجام (نائی) وغیرہ جو لائق امامت کے ہیں، ان کے پیچھے نماز صحیح ہے اور ان میں زیادہ علم وتقویٰ وقرات والوں کو ترجیح دی جائے گی اور اگر سب علم وتقویٰ اور قرات میں برابر ہیں تو جو اشرف ہے نسب کے اعتبار سے وہ زیادہ مستحق امامت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ تر وہ ہے جو متقی زیادہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔
اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللہِ اَتْقٰکُمْ۔

لیکن باوجود سعادت تقویٰ کے اگر شرافت نسبی بھی ہو تو نور علی نور ہے لیکن حقیر کسی مسلمان کو اور کسی پیشہ ور کو سمجھنا درست نہیں ہے۔ انما المومنون اخوۃ (عام مسلمان بھائی ہیں) کو اس موقع پر ضرور یاد رکھنا چاہیے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۸۱ بحوالہ رد المختار باب الامامت ج ا ص ۵۲۱﴾

صحیح مخارج پر غیر قادر کی امامت

سوال ایک امام صاحب اچھا پڑھنے والے نہیں ہیں، اور کئی حروف سمجھ میں نہیں آتے، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو امامت سے معزول کر دیا جائے، وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے چونکہ نئے دانت لگوائے ہیں اس لیے تاروں کی وجہ سے آواز بھاری ہو جاتی ہے۔

باقی رہا اشکال حروف سمجھ میں نہ آنے کا تو امام صاحب کا کہنا ہے کہ تمام حروف سمجھتا ہوں کیا ان کی امامت درست ہے؟

جواب اگر یہ امام حروف کو ان کے مخارج سے صحیح طرح سے ادا کرتا ہو اور قریب سے سننے والے تمام حروف کو بخوبی سمجھ بھی سکیں تو یہ امام زیادہ حق دار ہے امامت کا، اسی کو برقرار رکھنا چاہیے اور اگر حروف کو صحیح طریقہ سے مخارج سے ادا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو، خواہ یہ عدم قدرت نئے دانتوں کی وجہ سے ہو یا اور کوئی سبب ہو، اور قریب سے سننے والے تمام حروف کو بخوبی صاف اور واضح طور پر نہ سمجھ سکیں تو اس کی امامت درست نہیں۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۰۲﴾

Marfat.com

اگر قرآن شریف ایسا غلط پڑھتا ہے کہ جس سے معنی بگڑ جاتے ہیں تو اس کے پیچھے بالکل ان پڑھ لوگوں کی جن کو تین آیتیں بھی صحیح یاد نہیں نماز درست ہے اور جس کو تین آیتیں صحیح یاد ہیں ان کی نماز درست نہیں کسی صحیح پڑھنے والے کو امام بنانا چاہیے جس سے سب کی نماز درست ہو جائے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۳۹﴾

فرض پڑھ چکنے کے بعد پھر فرض کی امامت

مسئلہ یہ ہے کہ جس نے فرض پڑھ لیے ہوں وہ پھر امام فرض پڑھنے والوں کا نہیں ہو سکتا' جس نے اپنی نماز فرض تنہا پڑھ لی تو فرض اس کے ادا ہو گئے اب ان کو نفل نہیں کر سکتا' بلکہ اگر دوبارہ اسی نماز کو پڑھے گا تو وہ نفل ہو گی اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والوں کی نماز نہیں ہوتی۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۰۸ بحوالہ ردالمحتار باب الامامت ج (۱) ص ۵۴۲﴾

ایسے شخص کی امامت جس کے ذمہ قضا نماز ہو

سوال زید صاحب ترتیب ہے' اور ایک مسجد میں امام ہے' اتفاق سے اس کی ایک نماز قضا ہو گئی دوسری نماز کی جماعت کا وقت ہو گیا' مگر وہ اس سے پہلے قضا نماز نہیں پڑھ سکا اس لیے زید نے اس وقت وقتی نماز پڑھا دی' اور مزید چار نمازیں گزرنے کے بعد قضاء نماز پڑھ لی' اس صورت میں مقتدیوں کی نماز میں تو کوئی فساد نہیں آیا؟

جواب اس صورت میں مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ امام کو پہلے قضاء نماز پڑھنے کا موقعہ دیں امام کو لازم ہے کہ امامت نہ کرے' بلکہ کوئی دوسرا شخص نماز پڑھائے' اور یہ قضاء نماز پڑھنے کے بعد جماعت میں شریک ہو' اسی طرح زید نے نماز پڑھا دی تو اس کی نماز کی طرح مقتدیوں کی نماز بھی موقوف ہو گئی' اگر فوت شدہ نماز کی قضاء سے پہلے ایسی پانچ نمازوں کا وقت گزر گیا کہ ان کی ادائیگی کے وقت قضاء نماز بھی یاد تھی تو سب کی نمازیں درست ہو گئیں۔ ردالمختار ج ا ص ۵۶۹ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے یاد ہونے کی صورت میں مقتدیوں کی نماز کا کوئی الگ حکم نہیں بیان کیا گیا' اس سے ثابت ہوا کہ امام کی طرح مقتدیوں کی نماز بھی بالآخر صحیح ہو جائے گی قانون تبعیت کا مقتضی بھی یہی ہے۔

مگر امام کو ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے' اس لیے کہ اگر اس دوران میں امام یا مقتدیوں میں

سے کسی کا انتقال ہو گیا تو قضاء رہ جانے والی نمازوں کا عذاب امام پر ہو گا۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۰۴﴾

جس امام کے ذمہ وتر کی قضاء ہو

سوال زید ایک مسجد میں امام ہے' آخر شب میں آنکھ نہ کھلنے کی وجہ سے زید کے وتر قضا ہو گئے اور ایسے وقت بیدار ہوا کہ فجر کی جماعت کا وقت قریب تھا اس لیے وتر کی قضا پڑھے بغیر فجر کی جماعت پڑھا دی' دوسرے دن اشراق کے وقت وتر کی قضاء پڑھی' تو مقتدیوں کی نمازیں صحیح ہوں گی یا نہیں؟ اگر دوسرے دن فجر سے قبل وتر کی قضا پڑھ لے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب امام کی طرح مقتدیوں کی نمازیں بھی موقوف تھیں' قضائے وتر سے قبل چھ نمازوں کا وقت گذر جانے سے سب کی نماز صحیح ہو گئی' بشرطیکہ ان نمازوں کی ادائیگی کے وقت قضاء نماز یاد ہو اگر دوسرے روز طلوع آفتاب سے قبل وتر کی قضاء پڑھ لیتا تو امام اور مقتدی سب کی درمیانی تمام نمازیں باطل ہو جاتیں۔

تنبیہ امام کو ایسا کرنا جائز نہیں' اگر اس دوران میں امام یا کسی مقتدی کا انتقال ہو گیا تو قضاء رہ جانے والی نمازوں کا عذاب امام پر ہو گا۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۰۵﴾

سنت موکدہ نہ پڑھنے والے کی امامت

سوال اگر جماعت سے پہلے سنت موکدہ نہیں پڑھ سکا تو امام ہو سکتا ہے یا نہیں اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ فرق آئے گا یا نہیں؟

جواب وہ شخص امام ہو سکتا ہے اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ کراہت اور خلل نہ ہو گا۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۹۶﴾

احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۸۶ پر یہ مسئلہ اس طرح ہے "امام کو وقت متعین کی رعایت رکھنا لازم ہے اس لیے جماعت کے وقت سے پہلے سنتوں سے فراغت کا اہتمام کرے' اگر کبھی کسی عذر کی وجہ سے تاخیر ہو گئی تو مقتدیوں کو چاہیے کہ امام کو سنتیں ادا کرنے کا موقع دیں۔

اور اگر ایسا نہیں کیا گیا اور بغیر سنتیں ادا کے نماز پڑھا دی تو بھی درست ہے۔

Marfat.com

مستقل امام کا حق

سوال ایک امام ایک جگہ امامت پر متعین ہے کیا اس جگہ دوسرا شخص جو اس سے علم میں زائد ہو بلا اجازت امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کر سکتا تو بلا اجازت نکاح خوانی کس طرح کر سکتا ہے؟

جواب احادیث اور روایات فقہیہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ جو شخص امام کسی محلہ کا ہو اس کی موجودگی میں اس کی مرضی کے خلاف دوسرا امام نہ ہو اور نکاح خوانی کے لیے شارع علیہ السلام نے قاضی نکاح خواں کو معین اور مقرر نہیں کیا بلکہ یہ کام اولیاء کے سپرد کیا گیا ہے جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے پس نکاح خوانی کو امامت پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۸۱ بحوالہ ردالمحتار باب الامامت ج ا ص ۵۲۳﴾

موجودہ امام کی اجازت ضروری ہے

سوال ایک مسجد میں امام مقرر ہے اس کی موجودگی میں اس سے زیادہ افضل شخص اگر آ جاتا ہے تو مقتدی امام صاحب کی اجازت کے بغیر اس کو امام بنا لیتے ہیں یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟

جواب مسجد کا جو امام مقرر ہو اور اس میں امامت کی اہلیت ہو تو وہ امام مقرر ہی دوسرے شخص کی نسبت، امامت کا زیادہ مستحق ہے اگرچہ دوسرا شخص افضل و اعلم و اقرا ہو لیکن اگر چند مقتدیوں نے اس دوسرے شخص کو امام بنا دیا تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ ردالمحتار ج ا ص ۵۳۲ میں ہے کہ اگر زیادہ فضیلت والے کو کسی مقتدی نے امام بنا دیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ بغیر اجازت امام معین امامت نہ کی جائے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۸۶﴾

نائب امام کی موجودگی میں کسی اور کی امامت

سوال محلہ کے امام صاحب موجود نہیں لیکن وہ اپنا نائب کسی مقتدی کو بنا گئے ہیں اس نائب کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کا امامت کرنا کیسا ہے؟

جواب نائب امام کے ہوتے ہوئے دوسرے شخص کو خود امامت کے لیے آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ۲۳۲ ص ۷۷﴾

Marfat.com

ضرورت کے وقت بلا اجازت امام بنانا

سوال صبح یا عصر کی نماز کا وقت قریب الختم ہے اور پیش امام صاحب موجود نہیں۔ (نا معلوم ضرورت یا سستی کی بناء پر وہ مسجد میں موجود نہیں) تو اب اگر مقتدیوں نے کسی پڑھے لکھے کو آگے بڑھا دیا تو اس بلا اجازت امام امامت کرنا کیسا ہے؟)

جواب درست ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۸۲﴾

امام کی اجازت مقتدی کے لیے شرط نہیں

سوال زید امام مسجد ہے۔ بکر سے کہتا ہے کہ تم ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھنا' تو کیا بکر زید کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب زید کے پیچھے بکر نماز پڑھ سکتا ہے اور نماز صحیح ہے' زید کی اجازت اور حکم کی ضرورت نہیں ہے' بکر ہر حال میں اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اور زید کا یہ کہنا بیجا اور خلاف شریعت تھا۔

﴿فتاویٰ دار العوم ج ۲ ص ۱۴۸ بحوالہ رد المختار باب شروط الصلوٰۃ ج (۱) ص ۳۹۴﴾

قعدہ اخیر میں امام فوت ہو گیا تو کیا حکم ہے

''اس صورت میں نماز باطل ہو جائے گی' دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔''

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۳۸ بحوالہ شامی ج (۱) ص ۵۸۸﴾

شافعی امام کا اتباع اختلافی مسائل میں

سوال (۱) امام شافعی المذہب کے پیچھے حنفی مقتدی کو سورہ حج کے سجدۂ ثانیہ کے وقت سجدۂ تلاوت کرنا چاہیے یا نہیں نیز سورۂ حج میں شافعی امام تو سجدہ نہ کرے گا مقتدی اس وقت کرے یا بعد میں یا ساقط ہو گیا؟

(۲) نیز حنفی امام کے ساتھ فجر میں قنوت پڑھے یا نہیں اگر پڑھ لیا تو نماز فاسد تو نہ ہو گی؟

(۳) عید میں تکبیراتِ زائدہ شافعی امام کے پیچھے چھ کہیں یا بوجہ متابعت امام نو' اگر نو پڑھیں تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(۴) اگر عصر کا وقت حنفیہؒ کے نزدیک نہ ہوا ہو اور شافعی امام ابتدائے وقت میں عصر پڑھے تو

Marfat.com

کیا حنفی اقتداء کر سکتا ہے اگر کر لی تو اعادہ واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب (۱) امام کی متابعت میں سورۂ حج کا سجدۂ ثانیہ مقتدی کو کر لینا چاہیے۔ (شامی ج ۱ ص ۸۰۱) اور سورۂ ص کا سجدہ امام نہ کرے تو مقتدی کو بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ سجدہ سورۂ ص مختلف فیہ ہے اور وجوب اتباع امام متفق علیہ (شامی ج (۱) ص ۴۹۰) جب نماز میں سجدہ نہ کیا تو بعد میں بھی نہ کرے گا۔

(۲) مقتدی کو ایسی حالت میں خاموش کھڑا رہنا چاہیے اگر قنوت پڑھے گا تو مکروہ کا مرتکب ہوگا۔

﴿درمختار ج (۱) ص ۷۰۰﴾

(۳) تو تکبیریں امام کی متابعت میں کہنے سے نماز میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔

﴿شامی ج (۱) ص ۴۹۲﴾

(۴) بہتر یہ ہے کہ عصر کی نماز مثلین سے قبل نہ پڑھی جائے تاہم اگر کسی نے پڑھی تو صحیح ہو جائے گی۔

﴿کبیری ص ۲۲۵﴾

امام شافعی المذہب کے متعلق اگر وثوق ہو کہ وہ حنفیہ کے مذہب کی رعایت کرتا ہے تو حنفی کو اس کا اقتداء جائز ہے۔

اگر وثوق سے معلوم ہے کہ وہ حنفیہ کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اس کا اقتداء درست نہیں، اور اگر رعایت اور عدم رعایت کچھ معلوم نہیں تو اقتداء مکروہ ہے۔

﴿فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۹۵﴾

شافعی اور اہل حدیث کی امامت

سوال حنفی مسلک والے کی نماز اہل حدیث یا شافعی امام کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب اگر یہ یقین ہو کہ امام نماز کے ارکان و شرائط میں دوسرے مذاہب کی رعایت کرتا ہے تو اس کی اقتداء میں بلا کراہت جائز ہے اور اگر رعایت نہ کرنے کا یقین ہو تو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز صحیح نہ ہوگی۔

اور جس کا حال معلوم نہ ہو اس کی اقتداء مکروہ ہے، آج کل کے غیر مقلدین کی اکثریت یہی نہیں کہ رعایت مذاہب کا خیال نہیں رکھتی، بلکہ اس کو غلط سمجھتی ہے اور عمداً اس کے خلاف اہتمام کرتی ہے اور اس کو ثواب سمجھتی ہے اس لیے ان کی اقتداء سے جہاں تک ممکن ہو احتراز لازم ہے،

Marfat.com

مگر ضرورت کے وقت ان کے پیچھے نماز پڑھ لے، جماعت نہ چھوڑے۔

یہ تفصیل اس وقت ہے جبکہ یہ امام صحیح العقیدہ ہو، اگر اس کا عقیدہ فاسد ہے مقلدین کو مشرک جانتا ہے اور سب سلف کرتا ہے تو اس کی امامت بہر حال مکروہ تحریمی ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج (۳) ص ۲۸۲ بحوالہ ردالمحتار ج (۱) ص ۵۲۶﴾

شافعی امام کی اقتداء میں رفع یدین

سوال زید مذہباً حنفی ہے، وہ باجماعت نماز ایک ایسے امام کے پیچھے پڑھتا ہے جو شافعی یا حنبلی ہے لہٰذا زید نہ تو آمین زور سے کہتا ہے اور نہ رفع یدین کرتا ہے، چونکہ یہ امام کی اتباع یا تقلید نہ ہوئی تو ایسی صورت میں زید کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

اسی طرح شافعی یا حنبلی، حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھے اور وہ امام کی اتباع کے خلاف رفع یدین کرے اور آمین زور سے کہے، اس کی کیا صورت ہے؟

جواب ان امور میں امام کی اتباع لازم نہیں۔

لہٰذا حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے اور شافعی کی حنفی کے پیچھے درست ہے، احناف رفع یدین نہ کریں۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۱۶ بحوالہ المحتار ج ۱ ص ۴۸۰﴾

حنفی مقتدی اگر شافعی امام کے پیچھے عید کی نماز پڑھے تو اس کو تکبیرات عید میں اتباع شافعی امام کی کرنی چاہیے لیکن شافعی وغیرہ امام کی مستقل طور پر فجر میں پڑھی جانے والی قنوت رفع یدین اور نماز جنازہ کی چار سے زائد تکبیر میں اتباع نہ کی جائے کہ وہ منسوخ ہیں۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۷۳﴾

حنفی امام شافعی مقتدیوں کی کس طرح امامت کرے

سوال میں حنفی المذہب ہوں، شافعی المذہب کے مکتب میں پڑھاتا ہوں، کبھی کبھی جہری نماز پڑھاتا ہوں، تو اگر میں شافعی المذہب مقتدیوں کا لحاظ کرکے سورہ فاتحہ کے بعد تھوڑی دیر خاموش رہوں جتنی دیر میں وہ لوگ جلدی سے سورۂ فاتحہ پڑھ لیں، پھر دوسری سورت شروع کردوں تو اس میں کوئی حرج ہے؟

جواب حنفی امام کے لیے اس طرح (سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملانے میں) تاخیر جائز نہیں ہے، ممنوع ہے، نماز ناقص اور واجب الاعادہ ہوگی یعنی دوبارہ وہ نماز پڑھنی پڑے گی۔

Marfat.com

سجدہ سہوہ بھی کافی نہ ہوگا کیونکہ صورت مسئولہ میں قصداً تاخیر کی گئی ہے یہ سہو نہیں ہے کیونکہ جان بوجھ کر کیا گیا ہے۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج (۱) ص ۱۶۶﴾

حنفی امام شوافع کو عید کی نماز پڑھا سکتا ہے مگر اپنے طریقہ پر پڑھائے۔ مقتدیوں کو اس کا اتباع کرنا ہوگا اور اگر مقتدی رضامند نہ ہوں تو ان میں سے کوئی امام بن جائے اور حنفی اس کی اقتداء میں نماز پڑھ لیں اور ان کو امام کی اتباع میں تکبیریں زیادہ کہنی ہوں گی۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۳۵۹ بحوالہ درمختار مع شامی ج ۱ ص ۷۳﴾

ناپاک حالت میں نماز پڑھادی تو کیا حکم ہے

سوال اگر کسی امام نے حالت حدث یا حالت جنابت میں نماز پڑھادی تو ان نمازوں کا کیا حکم ہوگا جبکہ یہ یاد نہ ہو کہ اس وقت کون کون نمازی تھے اور کس کو کس طرح اطلاع دے؟

جواب درمختار میں ہے کہ اگر امام نے حالت جنابت میں حالت حدث میں نماز پڑھادی تو اس کو لازم ہے کہ مقتدیوں کو اطلاع کردے۔

پس امام مذکور کو چاہیے کہ جہاں تک ہوسکے جو جو مقتدیوں میں یاد آجائیں ان کو اطلاع کردے کہ فلاں وقت کی نماز کا اعادہ کرلیں کیونکہ وہ نماز نہیں ہوئی تھی اور جو یاد نہ آئے اس کی نماز ہوگئی۔ اس کو اطلاع نہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے اگر پھر کبھی یاد آجائے تو اس کو بھی اطلاع کردی جائے اور خود امام مذکور بھی اس نماز کا اعادہ کرے اور اس گناہ سے توبہ واستغفار کرے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۷۷ بحوالہ ردالمحتار باب الامامت ج ۱ ص ۵۵۳﴾

عرصہ دراز تک امامت کے بعد اقرار کفر

سوال ایک شخص مدت تک نماز پڑھاتا رہا اب وہ خود اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ کفر کی حالت میں امامت کرتا رہا ہے' کیا مقتدیوں پر اس مت مدیدہ کی نمازوں کا اعادہ واجب ہے؟

جواب اگر اس کے کفر پر سوائے اقرار کے اور کوئی دلیل نہیں تو اس کو اقرار کے وقت سے مرتد قرار دیا جائے گا۔ گذشتہ زمانے میں اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نمازیں درست ہیں۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۷۹ بحوالہ ردالمحتار ج (۱) ص ۵۵۴﴾

Marfat.com

عرصہ کے بعد امام کے کافر ہونے کا علم

سوال ایک شخص عرصہ دراز تک امامت کرتا رہا اب قرائن سے پتہ چلا کہ وہ کافر ہے مگر خود وہ شخص کافر ہونے کا اقرار نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مگر لوگوں کو اس کے قول کا اعتماد نہیں، بلکہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اپنے کو مسلمان ظاہر کرتا ہے۔ نفاق کی وجہ سے، تو کیا جتنی نمازیں اس کی اقتداء میں پڑھی گئیں ان کا اعادہ واجب ہے؟

جواب اگر شواہد و قرائن سے اس کے کفر کا ظنِ غالب ہو جائے تو اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ فرض ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۷۹ بحوالہ ردالمحتار ج (۱) ص ۵۵۳﴾

کیا تراویح پڑھانا امام کی ذمہ داری ہے؟

سوال امام صاحب پانچوں وقت نماز پابندی سے پڑھاتے ہیں مگر تراویح میں سنانے کی عادت نہیں رہی ہے۔ بعض کہتے ہیں تراویح پڑھانا امام کی ذمہ داری ہے، شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب تراویح میں جب کہ امام صاحب قرآن شریف سنانے سے عاجز اور قاصر ہیں تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھانے کے ذمہ دار ہیں۔

اگر مقتدی حضرات تراویح میں قرآن شریف سننے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا انتظام مقتدی حضرات خود کریں امام صاحب کو مجبور نہ کریں۔

بوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا نہ مل سکے تو کسی حافظ کو رمضان کے لیے نائب امام مقرر کر لیں۔ عشاء وغیرہ ایک دو نمازیں اس کے ذمے لازم کر دینی چاہئیں اور وہ تراویح بھی پڑھائے تو اجرت دینے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۴۹﴾

تراویح میں امامت کا حق

سوال بکر ایک مسجد میں امام مقرر ہوا ہے اور حافظ قرآن ہے زید بھی حافظ قرآن ہے اور وہ زمانہ بعید سے اس مسجد میں تراویح پڑھاتا تھا اب بکر کہتا ہے میں امام مقرر ہوا ہوں۔ تراویح پڑھانے کا حق مجھ کو ہے زید کہتا ہے کہ میرا قدیمی حق ہے تو کس کو حق ہے؟

جواب صورت مسئولہ میں جبکہ بکر امام مقرر ہو گیا ہے تو تراویح کی بھی امامت کا حق اسی کو حاصل ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۸۲ بحوالہ درمختار ج ا ص ۵۲۳ باب الامامت﴾

Marfat.com

تراویح میں معاوضہ کی شرعی حیثیت

سوال رمضان شریف میں ختم قرآن شریف کی غرض سے حافظ صاحب کا لینے دینے کی نیت سے سننا سنانا اور بعد میں لینا دینا کیسا ہے؟ نیت دونوں کی لینے دینے کی ہوتی ہے بغیر اس کے سنتا سناتا نہیں ہے اگر کسی مسجد میں قرآن شریف نہ سنایا جائے محض تراویح پڑھنے میں اکتفا کیا جائے تو وہ لوگ فضیلت قیام رمضان سے محروم ہوں گے یا نہیں؟

جواب اجرت پر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں ہے اس میں ثواب بھی نہیں ہے اور بحکم؟ "المعروف کالمشروط" جس کی نیت لینے دینے کی ہے وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے۔

اس حالت میں صرف اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے تراویح پڑھنا اور اجرت کا قرآن شریف نہ سننا بہتر ہے اور صرف تراویح ادا کرنے سے قیام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۴۶) (بحوالہ رد المختار مبحث التراویح ج (۱) ص ۶۶۰﴾

امامت تراویح کے لیے بلوغ شرط ہے

مسئلہ یہ ہے کہ اگر لڑکے میں اور کوئی علامت بلوغ مثلاً احتلام و انزال نہ پائی جائے تو پورے پندرہ سال ہونے پر شرعاً بالغ سمجھا جاتا ہے پس جس کی عمر یکم رمضان شریف کو چودہ سال گیارہ ماہ کی ہوئی اس کی امامت' تراویح اور وتر میں درست نہیں ہے کیونکہ صحیح مذہب امام ابو حنیفہ کا یہی ہے کہ نابالغ کی امامت' فرائض و نوافل اور واجب میں درست نہیں ہے البتہ اگر کوئی علامت بلوغ کی پائی جائے تو درست ہے۔

نیز چودہ سال کی عمر کے لڑکے کے پیچھے فرائض و تراویح کچھ درست نہیں' جب تک پورے پندرہ سال کا نہ ہو جائے البتہ چودہ سال کی عمر میں بالغ ہونے کے آثار پیدا ہو چکے ہوں اور وہ بھی کہے کہ میں بالغ ہو چکا ہوں تو اس کے پیچھے درست ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج (۴) ص ۲۲۶ بحوالہ رد المختار باب الامامت ج (۱) ص ۵۳۹﴾

معذور حافظ کی امامت

حافظ صاحب اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائیں اور مقتدی حضرات کھڑے

ہوں تو بعض فقہاء نے کہا ہے کہ سب کی نماز صحیح ہو جائے گی اور بعض فقہاء نے کہا ہے کہ مقتدیوں کا بیٹھنا مستحب ہے تاکہ امام کی متابعت باقی رہے' مخالفت کی صورت نہ رہے۔ (دونوں صورتیں جائز ہیں)
﴿ترجمہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۹﴾

جس نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی اس کی امامت

سوال عشاء کی جماعت ہوگئی۔ اس کے بعد تراویح کی جماعت ہونے لگی تو حافظ صاحب جنہوں نے ابھی عشاء کے فرض ادا نہیں کیے تھے نماز تراویح پڑھانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور دو رکعت تراویح پڑھا دی' مقتدیوں میں سے بعض نے اعتراض کیا تو حافظ کو ہٹا دیا گیا اس کے بعد امام صاحب کی اقتداء میں بقیہ تراویح ادا کی گئی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مقتدیوں کی پہلی دو رکعتیں ہوئیں یا نہیں' اگر نہیں ہوئیں تو کیا ان کا اعادہ ضروری ہے؟

جواب صورت مسئولہ میں تراویح کی دو رکعتیں قابل اعادہ تھیں' کیونکہ تراویح عشاء کے بعد ہے پہلے نہیں۔

اسی وقت اعادہ کر لینا تھا اور اگر اعادہ نہیں کیا گیا تو بعد میں صبح صادق سے پہلے تنہا پڑھی جا سکتی تھی۔

اب وقت نکل گیا اس کی قضا نہیں ہے۔ استغفار کریں اور ان دو رکعتوں میں جتنا قرآن شریف پڑھا گیا تھا اس کو لوٹایا نہ گیا ہو تو دوسرے دن لوٹا لیا جائے۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳۵ بحوالہ کبیری ص ۳۸۵﴾

وتر کی امامت

وتر کی جماعت کا امام فرض نماز کے امام کے علاوہ ہو سکتا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵۸)

یہ جو مشہور ہے کہ جو شخص فرض نماز پڑھائے وہی وتر پڑھائے اگر دوسرا شخص وتر پڑھائے تو جائز نہیں۔ یہ غلط ہے دوسرا شخص وتر پڑھا سکتا ہے' درست ہے۔

﴿فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۲۸﴾

Marfat.com

یہ صورت جائز ہے تراویح پڑھانے والا وتر بھی پڑھا سکتا ہے جب کہ وہ بالغ ہو کیونکہ نابالغ کے پیچھے نہ تراویح درست ہے اور نہ وتر ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۹۲﴾

امام صرف فرض پڑھائے اور حافظ وتر

سوال: امام صاحب اگر عشاء کے فرض اور وتر پڑھائے یا صرف فرض پڑھائیں اور حافظ صاحب تراویح پڑھائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس میں مضائقہ نہیں' حضرت عمرؓ فرض نماز اور وتر پڑھاتے تھے اور حضرت ابی بن کعبؓ تراویح پڑھاتے تھے' اسی طرح سے امام صرف فرض پڑھائے اور حافظ صاحب تراویح اور وتر پڑھائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۹۴ بحوالہ عالمگیری ا ص ۸۴﴾

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے احقر کی کتاب ﴿مکمل ومدلل مسائل تراویح﴾

ٹیلی ویژن سے امامت

نماز کوئی مشینی عمل نہیں ہے بلکہ ایک عبادت ہے جس میں انسان اپنے پورے وجود ظاہری اور باطنی کیفیت' قلب وروح ودل ودماغ' زبان اعضاء (جوارح) اور حرکات وسکنات کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے' یہ خدا سے ہم کلامی اور قلب کے خوف وعاجزی سے لبریز ہونے کا اظہار اور نشان ہوتا ہے' امام جو کچھ بولتا ہے وہ گویا غایت درجہ احترام وادب اور خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے مقتدیوں کی بات خدا تک پہنچانے کا کام کرتا ہے۔

ٹیلی ویژن کی امامت میں جو نماز ہوگی وہ محض ایک مشینی حرکت ہوگی۔ اس میں وہ خوف وخشیت' تواضع وانکساری' ادب وشائستگی اور خوف ورجا کہاں ہوسکتا ہے اس لیے فقہی نقطہ نظر سے ہٹ کر عبادت وبندگی کی روح اور اس کی شان وکیفیت بھی اس کے مغائر ہے کہ انسان ان مصنوعی کل پرزوں کی اقتداء میں نماز ادا کرنے لگے۔ فقہی اعتبار سے ''اقتداء'' صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ امام ومقتدی کے درمیان شارع عام' بڑی نہر یا کسی پل وغیرہ کا فاصلہ نہ ہو' اتنے فاصلہ کی موجودگی میں اقتداء درست نہ ہوگی۔ ﴿فتاویٰ ہندیہ (۱) ص ۴۵﴾

یہی حکم ٹیلی ویژن میں بھی ہے کہ اگر اصل امام اور مقتدیوں کے درمیان صفوں کے تسلسل کے بغیر اس قدر فصل ہو تو اقتداء درست نہ ہوگی اور اگر بڑا مجمع ہو تو صفوں کا تسلسل بھی قائم ہو البتہ نماز گاہ میں آسانی اور نقل وحرکت کے اندازہ کے لیے مختلف جگہ ٹیلی ویژن لگا دیئے جائیں

Marfat.com

تو نماز ہو جائے گی لیکن عمل کراہت سے خالی نہ ہوگا اس لیے کہ ٹی وی کی فقہی حیثیت سے قطع نظر نماز کے سامنے اس طرح صورتوں کا آنا بجائے خود بھی مکروہ ہے اور اس لیے بھی کہ اس سے خشوع متاثر ہوگا۔

جہاں تک نقل وحرکت کی اطلاع کا مسئلہ ہے تو وہ لاؤڈ اسپیکر سے بھی ممکن ہے۔

﴿جدید فقہی مسائل ص ۵۸﴾

ٹیپ ریکارڈ سے امامت

ٹیپ ریکارڈ سے نہ امامت درست ہے اور نہ اذان۔ اس لیے کہ امام اور موذن وہی ہو سکتا ہے جو "ناطق" اور "گویا" ہو اور ٹیپ ریکارڈ میں خود گویائی نہیں ہے بلکہ ایک بے ارادہ غیر مختار نقل کرنے کا آلہ ہے جو کسی آواز کی نقل کرتا ہے' اذان وامامت عبادت ہے جو قلب کی کیفیت کے ساتھ انجام دی جاتی ہے اور ٹیپ ریکارڈ ایک جامد اور غیر حساس شے ہے جس کی آواز کو عبادت نہیں کہا جا سکتا اس کی آواز کی حیثیت مستقل "بول" کی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ تابع محض ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص ٹیپ ریکارڈ پر طلاق دیتے ہوئے کہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اور اسی کو تین دفعہ بجایا جائے تو طلاق ایک ہی واقع ہوگی اس کی تکرار کی وجہ سے اصل طلاق میں تکرار نہ ہوگا۔ کوئی اسی طرح ٹیپ پر ہزار کا اقرار کرے اور اسے بار بار بجایا جائے تو اقرار ایک ہی ہزار کا ہوگا' اس لیے کہ اس آواز کی حیثیت تابع کی ہے۔

لہٰذا اس طرح دی گئی اذان اور امامت' اذان وامامت نہ ہوگی' بلکہ محض اس کا صوتی اور لفظی تکرار ہوگا' اس کی نظیر یہ ہے کہ فقہا نے سکھائے ہوئے پرندوں کی آواز اور تلاوت کو اصل تلاوت کا درجہ نہیں دیا ہے اور اسی لیے اس کی وجہ سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

﴿جدید فقہی مسائل ص ۵۸ بحوالہ فتاویٰ ہندیہ ص ۶۸﴾

امامت کا سب سے زیادہ مستحق

حنفیہؒ کے نزدیک امامت کا زیادہ مستحق وہ ہے جو نماز کے درست یا نادرست ہونے کے مسائل کو زیادہ جانتا ہو' اور کھلے گناہوں سے بچتا ہو۔

اس کے بعد وہ شخص ہے جو قرآن کی تلاوت اور تجوید میں بڑھ کر ہو' اس کے بعد جو

اسلام لانے والوں میں دوسروں پر مقدم ہو اور پھر وہ جو عمر میں سب سے بڑا ہو اور مقتدی اور امام دونوں پہلے سے مسلمان ہوں۔ پھر وہ جس کی جسمانی ساخت بہتر ہو پھر وہ جس کی صورت سب سے اچھی ہو پھر وہ جو خاندان میں سب سے اعلٰی ہو پھر وہ جس کا لباس زیادہ ستھرا ہو اگر ان تمام امور میں سب برابر ہوں اور امامت کے بارے میں باہمی نزاع و جھگڑا ہو تو قرعہ اندازی سے کام لیا جائے ورنہ جسے بھی جی چاہے امامت کے لیے آگے کر دیں۔

اگر لوگ قرعہ اندازی پر راضی نہ ہوں تو جس کے حق میں اکثریت کی رائے ہو اسے امام بنا لیا جائے اگر کبھی اکثریت نے غیر مستحق کو امام چن لیا تو برا کیا لیکن گناہ نہیں ہے یہ تمام مسائل اس صورت میں ہیں جب کہ قوم کا کوئی بادشاہ یا اس جگہ کا جہاں لوگ جمع ہوئے ہیں مالک یا وظیفہ پانے والا نہ ہو ورنہ امامت کے لیے سب سے مقدم سلطان (بادشاہ) ہے پھر صاحب خانہ اسی طرح کسی مسجد کا مقرر شدہ امام۔

اگر گھر میں مالک اور کرایہ دار دونوں ہوں تو زیادہ حق کرایہ دار کا ہے اگر وہ گھر کسی عورت کا ہو تو حق امامت اسی عورت کا ہے لیکن اس عورت پر واجب ہے کہ وہ امامت کے لیے کسی کو اپنا نائب بنا دے کیونکہ عورت کا امام بننا درست نہیں ہے۔ ﴿کتاب الفقہ (۱) ص ۶۸۴﴾

امامت کا مسئلہ بڑا اہم اور عظیم الشان ہے اس لیے امام اعلٰی درجہ کا متقی و پرہیزگار عالم عامل، عاقل، اخلاق حمیدہ سے متصف، حسن قرات سے اچھی طرح واقف، صحیح العقیدہ تندرست و وجیہہ الصورت نماز کے مسائل کا جاننے والا اور ظاہری عیوب سے پاک ہونا چاہیے۔ (مسلمانوں کے امام کی حیثیت فوج کے کمانڈر سے زیادہ ہی ہے اور فوجی افسر ظاہری عیب والا یعنی اندھا، لولا، ہاتھ کٹا، لنگڑا، یک چشم، بیمار اپاہج وغیرہ نہیں ہوتا ہے) نیز یہ بھی ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والوں نے امام کو اپنی مرضی اور خوشی سے امامت کے لیے مقرر کیا ہو اور اس کی امامت کو دل و جان سے قبول کرتے ہوں۔

امامت کے مکروہات کا بیان

(۱) فاسق کا امام بننا مکروہ ہے ہاں وہ اپنے جیسے کا امام ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

(۲) بدعتی کی امامت مکروہ ہے لیکن بدعت کفر تک نہ پہنچی ہو۔

(۳) امام کا نماز کو طول دینا مکروہ تحریمی ہے بجز اس صورت کے جب کہ کوئی شخص محدود

Marfat.com

اشخاص کا امام ہو اور وہ لوگ طول دینے پر راضی ہوں' کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مَنْ اَمَّ فَلْيُخَفِّفْ (یعنی جو امام ہو وہ نماز مختصر کرے)

(۴) نابینا شخص کا امام بننا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر وہ سب میں افضل ہو (تو مکروہ نہیں ہے) یہی حکم ولد الذنا (ناجائز اولاد) کا ہے۔

(۵) عالم کی موجودگی میں بے علم کا امام بننا' خواہ دیہات کا ہو یا شہر کا باشندہ۔

(۶) گوری چٹی صورت والے بے ریش لڑکے کا امام بننا' اگرچہ وہ زیادہ علم رکھتا ہو' مکروہ تنزیہی ہے' یہ کراہت اس صورت میں ہے جب کہ امامت سے کوئی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو' اگر ایسا اندیشہ نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

(۷) ایسے شخص کا امام بننا جو بیوقوف ہو اور بھونڈا ہو یا فالج زدہ یا کوڑھ کا مریض ہو جس کے برص کے داغ پھیلے ہوں' اور جزامی اور اپاہج کا جو پورے قدموں پر کھڑا نہ ہو سکتا ہو۔ نیز جس کا ہاتھ کٹا ہوا ہو امام بننا مکروہ ہے۔

(۸) ان کی امامت بھی مکروہ ہے جو اجرت لے کر لوگوں کی امامت کرے۔[1] البتہ وقف کرنے والے نے اس کی اجرت کے لیے شرط لگا دی ہو تو اس کی امامت مکروہ نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں وہ اجرت یک گونہ صدقہ و امداد ہے۔

(۹) اس شخص کی امامت مکروہ ہے جو فروعی مسائل میں مقتدی کے مسلک سے اختلاف رکھتا ہو۔ بشرطیکہ اس امر کا اندیشہ ہو کہ وہ ایسے اختلاف کی پروا نہ کرے گا جس سے نماز یا وضو جاتا رہتا ہے لیکن اس امر میں شک نہ ہو۔ بایں طور کہ وہ جانتا ہو کہ اسے اختلاف کی پرواہ ہے یا یہ کہ اسے اس اختلاف کا علم ہی نہیں تو امامت مکروہ نہ ہوگی۔

(۱۰) امام کا دوسرے تمام مقتدیوں سے ایک ہاتھ یا زیادہ اونچی جگہ پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اس سے کم اونچی جگہ ہو تو مکروہ نہیں ہے اسی طرح مقتدیوں کا بھی امام سے اتنی اونچی جگہ پر ہونا مکروہ ہے۔

ان دونوں صورتوں میں کراہت اسی حالت میں ہوگی جبکہ امام کے ساتھ اس کے کھڑے ہونے کی جگہ پر کوئی فرد واحد بھی شریک جماعت نہ ہو اگر ایک شخص یا زیادہ اشخاص اس کے ساتھ (اس جگہ پر) کھڑے ہو جائیں تو کراہت نہ رہے گی۔

---

[1] متاخرین فقہاء نے امامت کی اجرت جائز قرار دی ہے پس دور حاضر میں ایسے شخص کی امامت بلا کراہت درست ہے۔

(۱۱) اس شخص کا امام بنا مکروہ ہے جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں اور اس کی کسی دینی خرابی کے باعث اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے کتراتے ہوں۔

(۱۲) نماز جنازہ کے سوا عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ اگر جنازہ کی نماز عورتیں پڑھائیں تو امام عورت ان کے درمیان (صف کے اندر) کھڑی ہو جیسے ان آدمیوں کی جماعت جن کا ستر ڈھکا ہوا نہ ہو۔ عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے خواہ جمعہ یا عید کا دن ہو یا رات کو وعظ ہو ہاں دن میں ضرورتاً کہیں پردہ کے ساتھ آنا جانا جائز ہے جب کہ کسی خرابی کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۱۳) اسی طرح مرد کے لیے عورتوں کا امام بنا مکروہ ہے جبکہ جماعت والے ایسے گھر میں ہوں جہاں ان کے ساتھ مرد مقتدی نہ ہوں یا عورتیں امام کی محرم جیسے ماں یا بہن نہ ہوں۔ ﴿کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ا ص ۶۸۸﴾

(۱۴) کسی خصی، زنخے یا نامرد کا امامت کے عہدہ پر تقرر کیا جانا مکروہ ہے اسی طرح اس کی بھی امامت مکروہ ہے جس کی باتوں میں عورتوں کا سا انداز ہو یا جو ناجائز اولاد ہو لیکن ایسے اشخاص اگر مقرر شدہ امام نہ ہوں تو ان کی امامت مکروہ نہیں ہے۔

(۱۵) کسی غلام کا امام مقرر کیا جانا مکروہ ہے۔

(۱۶) غیر مختون کی امامت مکروہ تنزیہی اسی طرح اس شخص کی امامت جس کا حال معلوم نہ ہو کہ نیکوکار ہے یا بدکار ہے یا وہ شخص جس کا نسب معلوم نہ ہو۔

(۱۷) امام کا مسجد کے محراب میں نفل پڑھنا یا محراب کے اندر بہیت نماز میں محض بیٹھنا مکروہ ہے۔

(۱۸) نابینا شخص کا امام بنا جائز ہے تاہم بینا افضل ہے۔ ﴿کتاب الفقہ ص ۶۹۰﴾

لاؤڈ اسپیکر (مائک) پر امامت

لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نماز درست ہے یا نہیں؟ ابتداء میں ہند اور بیرون ہند کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف تھا، بعض حضرات کی رائے تھی کہ لاوڈ اسپیکر کی آواز بعینہ امام کی آواز نہیں، بلکہ اس آواز کی بازگشت ہے۔ اس طرح اس آواز پر مقتدیوں کی نقل وحرکت گویا امام کے بجائے ایک دوسری آواز کی بنا پر ہوگی اور یہ بات جائز نہیں ہے کہ مقتدی امام کے بجائے کسی اور کی آواز پر نقل وحرکت شروع کردیں۔

اس کے مقابلے میں کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ اس کے باوجود نماز کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال صحیح ہے اور شریعت میں اس کی نظیر موجود ہے، کہ نماز کے باہر ایک شخص کی تلقین پر نمازیوں نے نقل و حرکت کی' چنانچہ جب بیت المقدس کے بجائے خانہ کعبہ کو قبلہ بنایا گیا اور مدینہ کے مضافات کی بعض مساجد میں جہاں بیت المقدس ہی کی طرف رخ کر کے لوگ نماز ادا کر رہے تھے' قبلہ کی تبدیلی کی اطلاع ایک شخص نے دی اور سبھوں نے اپنا رخ بدل لیا۔ ظاہر ہے یہ نقل و حرکت ایک ایسے شخص کی آواز پر عمل میں آئی جو نماز سے باہر تھا۔

اب یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز کی نقل اور اس کا چربہ نہیں ہے بلکہ بعینہ امام کی وہی آواز ہے جو اس کی زبان سے نکلتی ہے اس طرح اب لاؤڈ اسپیکر سے نماز و امامت کے جواز پر علماء کا اتفاق ہو چکا ہے۔

بعض علماء اس کے استعمال میں ایک گونہ کراہت سمجھتے ہیں اور ناگزیز ضرورت ہی پر اس سے کام لینے کو درست سمجھتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ فقہاء نے بلاضرورت امام کی آواز کو تقویت دینے والے ''مکبرین'' کے تقرر کو مکروہ اور بدعت قرار دیا ہے لہذا یہی حکم لاؤڈ اسپیکر کا بھی ہوگا مگر یہ استدلال قابل غور ہے کہ مکبرین کی آواز بعینہ امام کی آواز نہیں ہوتی جبکہ لاؤڈ اسپیکر (مائک) کی آواز کا بعینہ امام کی آواز ہونا ثابت ہو چکا ہے پھر ان دونوں کو ایک درجہ کیونکر دیا جا سکتا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کو حسب ضرورت اور اس طرح استعمال کرنا چاہیے کہ اس کی آواز مناسب حدود اور مسجد میں رہے جیسا کہ آج کل یہ بات ممکن ہوگئی ہے۔

﴿جدید فقہی مسائل ص ۵۷﴾

امام جمعہ کے لیے باہر جائے یا ظہر کی امامت کرے؟

سوال گاؤں کے امام صاحب جمعہ کے دن دوسرے قصبہ یا شہر وغیرہ میں جمعہ پڑھنے کے لیے چلے جاتے ہیں امام کو اپنے گاؤں میں جماعت ظہر کرنی بہتر ہے یا دوسری جگہ جمعہ پڑھنا؟ اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ کہ ''جس نے تین یا چار جمعہ ترک کیے گویا اس نے اسلام کو پیٹھ دکھلائی''۔

جواب اس حدیث شریف میں وعید' ترک جمعہ پر آتی ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جس جگہ جمعہ فرض ہو اور پھر کوئی شخص جان بوجھ کر بلاعذر جمعہ ترک کرے تو اس کے لیے یہ وعید ہے اور چھوٹے گاؤں میں جمعہ فرض نہیں ہے اور جمعہ وہاں ادا نہیں ہوتا' وہاں یہ وعید اور یہ حکم نہیں ہے

Marfat.com

بلکہ ان کے لیے یہ حکم ہے کہ ان کو گاؤں میں ظہر باجماعت ادا کرنی چاہیے۔

لیکن اگر کوئی شخص قصبہ یا شہر میں جا کر جمعہ پڑھے تو ثواب کی بات ہے اور جو شخص قصبہ یا شہر میں نہ جائے وہ گاؤں میں ظہر کی نماز پڑھے اس کو اس قصبہ یا شہر میں جا کر جمعہ نہ پڑھنے سے کچھ گناہ نہ ہوگا۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۵ ص ۹۳ بحوالہ عالمگیری مصری باب فی الجمعہ ج ا ص ۱۳۶﴾

امام جمعہ میں قرات طویل کرے یا خطبہ

خطبہ مختصر ہونا چاہیے اور قرات، سنت کے موافق ہونی چاہیے جیسے سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وغیرہ۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۵ ص ۹۳ بحوالہ ردالمحتار باب الجمعہ ج (ا) ص ۷۵۸﴾

امام کا خطبہ کی حالت میں کسی کی تعظیم کرنا

سوال امام نے خطبہ کی حالت میں خطبہ بند کر کے کسی کی تعظیم کی اور اس کو ممبر پر چڑھا دیا پھر باقی خطبہ ادا نہیں کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب نماز ہوگئی مگر آئندہ ایسا نہ کرنا چاہیے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۵ ص ۹۴ بحوالہ ردالمحتار باب الجمعہ (ا) ص ۷۵۸﴾

امام وخطیب کی عدم موجودگی کا حکم

سوال (۱) نماز اور خطبہ میں مقررہ وقت پر امام صاحب اور نہ نائب صاحب حاضر نہ ہوں تو کیا آدھا گھنٹہ انتظار کے بعد متولی صاحب کسی دوسرے کو امام بنا سکتے ہیں؟

(۲) دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۳) خطیب صاحب اکثر پنجوقتہ نماز میں غیر حاضر رہتے ہیں اور تجارت کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب (۱) وہ بنا سکتے ہیں (۲) دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے اور وہ نماز صحیح ہے۔ (۳) نماز درست ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۵ ص ۱۳۱﴾

منبر کے درجات کی تعداد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے تین درجے تھے اس کی موافقت اولیٰ ہے اور کمی

وزیادتی بھی جائز ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج (۴) ص ۱۴۰﴾

کیا امام کا منبر پر کھڑا ہونا ضروری ہے

منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا سنت ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفائے راشدینؓ کا یہی معمول تھا۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج (۴) ص ۱۳۵ بحوالہ ردالمحتار ج ا ص ۷۷۰﴾

منبر کے کس زینہ پر خطبہ دے؟

اس میں شرعاً کچھ تحدید نہیں ہے جو نسے درجہ (سیڑھی) پر کھڑا ہو جائے جائز ہے اور سنت منبر پر چڑھنے کی ادا ہو جائے گی۔

پس اس سے زیادہ سے کچھ قید شرعاً نہیں ہے' دوسرے یا تیسرے جس درجہ پر کھڑا ہو جائے درست ہے' اس میں کچھ سوئے ادبی کسی کی نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج (۵) ص ۱۱۶ بحوالہ ردالمحتار باب الجمعہ ج (۱) ص ۷۷۰﴾

خطبہ میں افراد کی شرط

سوال ① اگر امام نے تنہا خطبہ پڑھا یا صرف عورتیں اور بچوں کے سامنے خطبہ پڑھا تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

② اگر ایک یا دو افراد کے سامنے خطبہ پڑھے' اور تین یا زیادہ آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں؟

جواب جائز نہیں کیونکہ جمعہ کے خطبہ کے لیے امام کے علاوہ کم از کم تین مردوں کا ہونا ضروری ہے جن سے جماعت قائم ہو سکے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۲۳﴾

امام کا عصا لے کر خطبہ دینا

اس سے متعلق عبارات فقہیہ مختلف ہیں۔ صورت تطبیق یہ ہے کہ فی نفسہٖ سنت غیر مؤکدہ ہے مگر اس کا التزام واستمرار مکروہ وبدعت ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۴۲﴾

تطبیق کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ ضرورت ہو تو چھڑی ہاتھ میں رکھ لے کچھ حرج نہیں

Marfat.com

ہے اور ضرورت نہ ہو تو نہ لے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج (۵) ص ۶۶) (بحوالہ ردالمحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۷۳﴾

عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ پڑھنا ثابت تو ہے لیکن بغیر عصا کے خطبہ پڑھنا اس سے زیادہ ثابت ہے پس حکم یہ ہے کہ عصا ہاتھ میں لینا بھی جائز ہے اور نہ لینا بہتر ہے' اور حنفیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے پس اس کو ضروری سمجھنا اور نہ لینے والے کو طعن و تشنیع کرنا درست نہیں اسی طرح لینے والے کو بھی ملامت کرنا درست نہیں ہے۔ ﴿کفایت المفتی ۳ ص ۲۱۴﴾

اذانِ خطبہ کا حکم

پہلی صفت کی قید تو کہیں نہیں ملتی' البتہ کتب فقہ کے الفاظ اَمَامَ الْمِنْبَرِ' عِنْدَ الْمِنْبَرِ اور بَیْنَ یَدَیِ الْمِنْبَرِ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اذان منبر کے سامنے اور قریب ہونی چاہیے۔ منبر سے قریب ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ صف اول ہی میں ہو'

﴿احسن الفتاویٰ ج (۴) ص ۱۲۶ بحوالہ جامع الرموز ج ۱ ص ۱۸﴾

کیا امام اقامت سے پہلے مسئلہ بتا سکتا ہے

سوال اقامت سے پہلے امام کے لیے کوئی مسئلہ بیان کرنا یا وعظ و نصیحت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب مختصر طور پر کوئی مسئلہ بتانا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر (برائی سے روکنا اور بھلائی کا حکم کرنا) جائز ہے' طویل وعظ جائز نہیں۔

﴿احسن الفتاویٰ ج (۴) ص ۲۱۳ بحوالہ ردالمحتار ج (۱) ص ۷۷۰﴾

خطبہ اور جمعہ میں فصل ہونا

سوال جمعہ اور خطبہ میں زیادہ فصل ہو جائے تو کیا خطبہ کا اعادہ ضروری ہے؟

جواب خطبہ اور جمعہ میں معتد بہ فصل ہو جانے سے اعادۂ خطبہ ضروری ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۱۲ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۱﴾

غیر خطیب کی امامت جمعہ

خطبہ جمعہ دینے والے کے علاوہ دوسرے شخص کی امامت جائز ہے بشرطیکہ نماز پڑھانے

Marfat.com

والا شخص خطبہ میں حاضر ہوا ہو خواہ کل خطبہ میں یا بعض میں۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۱۸﴾

کیا امام جمعہ سنت پڑھنے والوں کا انتظار کرے

خطیب کو انتظار کرنا' سنت پڑھنے والوں کی فراغت کا لازم نہیں ہے' جب مقررہ وقت ہو جائے' خطیب خطبہ کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے' اس پر کچھ مواخذہ اور گناہ نہیں ہے کیونکہ امام متبوع ہے' تابع نہیں ہے' مقتدیوں کو تو یہ حکم ہے کہ جس وقت خطیب جمعہ کے لیے منبر پر آ جائے تو نوافل وسنن نہ پڑھیں' لیکن خطیب کو یہ حکم نہیں ہے کہ وہ فراغت کا انتظار کرے' اگر دو چار منٹ کا امام صاحب انتظار کرلیں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے' لیکن انتظار نہ کرنے سے امام گنہگار نہ ہوگا۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۵ ص ۷۶ بحوالہ مشکوۃ شریف ج ۱ ص ۱۰۱ باب الجمعۃ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۶۷﴾

خطبہ پڑھنے کا طریقہ

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو چشم مبارک سرخ ہو جاتی' آواز بلند اور طرز کلام میں شدت آ جاتی اور ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی لشکر حملہ کرنے والا ہے اور آپ مخاطبین کو اس خطرہ عظیم سے آگاہ فرما رہے ہیں۔ ﴿مسلم شریف ج ۱ ص ۲۸۴﴾

پرجوش مقرروں کی طرح آپؐ ہاتھ تو نہیں پھیلاتے تھے' البتہ سمجھانے یا آگاہ کرنے کے لیے مواقع پر انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا کرتے تھے لہذا اگر عالم خطیب۔ حسب موقع حاضرین کو خطاب کرے اور خطبہ کو ترغیب وترتیب کے انداز میں پڑھے تو جائز اور مسنون ہے لیکن دائیں بائیں رخ پھیرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں "بدائع" میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے وقت قبلہ پشت ہو کر اور لوگوں کی طرف رخ کر کے کھڑے رہتے تھے۔ (ج (۱) ص ۲۶۴) اس لیے علامہ ابن حجرؒ وغیرہ محققین دائیں بائیں رخ کرنے کو بدعت کہتے ہیں (شامی ج ۱ ص ۷۵۹) ہاں رخ سامنے رکھ کر دائیں بائیں نظر کرنے میں حرج نہیں ہے (ردالمختار ۱ ص ۷۰۹) نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ ترغیب وتربیت کے مضامین وہی شخص صحیح انداز میں ادا کر سکتا ہے جو معنی اور مضمون سے واقف ہو۔ ناواقف شخص ایسی غلطی کر سکتا ہے جو واقف کی نظر میں مضحکہ انگیز ہو۔ لہذا خطبہ میں جو بھی انداز اختیار کیا جائے وہ سمجھ کر اختیار کیا جائے۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۶۴﴾

Marfat.com

کیا خطبہ میں جہر شرط ہے؟

خطبہ میں اس قدر جہر (زور سے پڑھنا) شرط ہے کہ پاس بیٹھنے والا سن سکے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج (۴) ص ۱۳۴﴾

غلطی پر خطیب کو لقمہ دینا

چونکہ خطبہ میں کوئی متعین مضمون پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اگر ایک مضمون میں خطیب رک گیا (اور آگے چل نہ سکا) تو اور کچھ پڑھ سکتا ہے۔

لہٰذا لقمہ دینے کی ضرورت نہیں، اور حالت خطبہ میں ہر قسم کا تکلم (بات چیت کرنا) ناجائز ہے، اس لیے لقمہ دینا بھی ناجائز ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج (۴) ص ۱۴۱﴾

کیا مکبّر کے لیے امام کی اجازت ضروری ہے

سوال جمعہ وعیدین میں بلا اجازت امام، تکبیر پکار کر رکوع وسجدہ میں کہنا تاکہ نمازیوں کو سہولت ہو، جائز ہے یا نہیں؟ ایک عالم امام فرماتے ہیں بلا اجازت امام تکبیر پکارنے سے مکبر کی نماز نہیں ہوتی، صحیح کیا ہے؟

جواب نمازیوں کی سہولت اور اطلاع کے لیے تکبیر پکار کر کہنا درست ہے، اس میں امام کی اجازت ضروری نہیں ہے، اس عالم امام کا مذکورہ قول غلط ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۵ ص ۱۵۰﴾

عید کا خطبہ کسی نے دیا اور نماز کسی اور نے پڑھائی

اس طرح نماز ہو جاتی ہے مگر بہتر و مناسب یہ ہے کہ خطبہ اور نماز ایک ہی شخص پڑھائے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۵ ص ۱۸۴ بحوالہ رد المحتار باب الجمعہ ج ۱ ص ۷۷۱﴾

کیا امام دو جگہ عید کی امامت کر سکتا ہے

دو جگہ عیدین یا جمعہ کی نماز دو مرتبہ نہیں پڑھا سکتا، اگر ایسا کیا تو دوسری مرتبہ والے مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ امام کی دوسری نماز نفل ہوئی اور نفل پڑھانے والے کے پیچھے فرض اور واجب پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۵ ص ۲۲۴﴾

Marfat.com

اجرت پر جمعہ وعیدین پڑھانا

امامت پر اجرت لینا فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۵ ص ۲۲۴﴾

مراہق خطبہ پڑھے اور بالغ نماز پڑھائے

افضل یہ ہے کہ امام وخطیب ایک ہی ہونا چاہیے تاہم اگر مراہق ذی شعور خطبہ پڑھے اور بالغ آدمی نماز پڑھائے تب بھی درست ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۳۴۲﴾

امام کا خطبہ میں ذکرِ معاویہ کرنا

سوال: حضرت مولانا دوست محمدؒ اور حضرت مولانا عبدالستار صاحب مدظلہ نے جو خطبات شائع کیے ہیں جن میں سیدہ فاطمہؓ کے علاوہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیہ تین صاحبزادیوں کے نام بھی درج ہیں اور صحابہؓ میں سے باقی صحابہؓ کے ساتھ حضرت سیدنا معاویہؓ کا نام درج ہے۔

یہ خطبات جمعہ میں پڑھنا جائز ہیں یا نہیں؟ اگر جائز ہیں تو صرف مباح کی حد تک یا موجودہ حالات کے پیش نظر افضل ومؤکد ہے؟ اگر یہ جائز وافضل ہے تو ہمارے عمائدین متقدمین ومتاخرین کے زمانے میں جو خطبات مروج تھے ان میں مندرجہ بالا نام کیوں درج نہیں تھے؟ نیز یہ کہ ان خطبات سے اکابر سلف صالحین مثلاً حضرت تھانویؒ کے مسلک سے انحراف تو لازم نہیں آئے گا؟

جواب: ہر زمانہ کے خطبہ کے مضمون کی ترتیب میں اسلام میں پیدا ہونے والے فتنوں سے مسلک اہل سنت کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہے چنانچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے مبارکہ اور ان کے لیے دعا اور ان کے مناقب خطبہ میں لانے سے روافض وخوارج کی تردید اور مسلک اہل سنت کا اعلان مقصود ہے، سابق زمانہ میں جو فتنے تھے ان کی تردید کے لیے ان ہی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کافی تھا جو مطبوعہ خطبوں میں مذکور ہیں۔

موجودہ دور کا ایک نیا فتنہ ایک ایسی جماعت کا ظہور ہے جو اپنے آپ کو اہل سنت کا دعویٰ کرتی ہے اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عقیدت کا دعویٰ کرتی ہے مگر قلوب بغض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مسموم ہیں بالخصوص حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعلق ان کے قلوب کی نجاست ان کی زبان وقلم سے مسلسل ابل رہی ہے۔

مسلک اہل سنت میں کسی صحابیؓ سے ادنی سے ادنی بدگمانی کی گنجائش نہیں، کسی صحابیؓ کے بارے میں ذرا سی بدگمانی بھی اللہ تعالی کے غضب اور جہنم کی موجب ہے اس لیے یہ لوگ اہل سنت سے خارج ہیں اور الحاد میں روافض کی راہ پر چل رہے ہیں نیز روافض کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سوا دوسری صاجزادیوں سے بھی بغض ہے، اس لیے ان فتنوں کی تردید کے پیش نظر خطبہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اور بنات مکرمات رضی اللہ تعالی عنہن کے مناقب اور فضائل کا ذکر اور ان کے لیے رضی اللہ عنہم کہنے کا معمول بنانا چاہیے، اس سے حضرت تھانوی قدس سرہ کے مسلک سے انحراف لازم نہیں آتا، بلکہ ان کے مسلک کی تائید ہوتی ہے اس لیے کہ ان کے خطبات جس نظریہ پر مبنی ہیں۔ ان میں یہ اضافہ بھی اسی نظریہ کے تحت کیا گیا ہے جس کی تفصیل اوپر بتائی جا چکی۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۴۶﴾

بعد نماز جمعہ دعاء مختصر یا طویل؟

دعا میں زیادہ طول نہ دینا چاہیے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۵ ص ۱۰۹ بحوالہ رد المحتار صفت الصلوۃ (۱) ص ۴۹۴﴾

اور یہ مسئلہ کفایت المفتی ج ۳ ص ۲۸۹۶ میں اس طرح ہے کہ:

"دعاء اتنی مانگی جائے کہ مقتدیوں پر شاق نہ ہو اور ان کو تطویل ناگوار نہ ہو"

امام کا جمعہ کی ثانی دعاء کرانا

جمعہ کے بعد سنتیں پڑھ کر ہر شخص اپنی نماز سے فارغ ہو کر دعا کر لیا کرے، یہ بہتر اور مستحب ہے لیکن سنتوں سے فارغ ہو کر سب کا منتظر رہنا اور امام صاحب اور مقتدیوں کا پھر مل کر دعا کرنا جیسا کہ بعض علاقوں میں اس کا رواج ہو چکا ہے اور اس پر اتنا اصرار ہوتا ہے کہ سب وشتم اور طعن ولعن کی نوبت آتی ہے یہ ثابت نہیں بلکہ غلط طریقہ ہے اس کو چھوڑنا چاہیے۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج (۲) ص ۳۰۳﴾

امام جس وقت نماز سے فارغ ہو، مع مقتدیوں کے سب اکٹھے دعا مانگیں پھر سنتیں اور نفلیں پڑھ کر اپنے کاروبار میں جائیں، دوبارہ سہ بارہ دعا مانگنا ثابت نہیں ہے اور نمازیوں کو مقید رکھنا دوسری تیسری دعا تک جائز نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۳۰﴾

Marfat.com

امامت میں اپنے مسلک کی عایت

سوال عیدین میں امام حنفی ہے اور نصف مقتدی سے زائد شافعی ہیں اور نصف سے کم حنفی ہیں تو امام کو کس کے مذہب کے موافق نماز پڑھانی چاہیے؟

جواب عیدین کی نماز میں امام حنفی اپنے مذہب کے موافق تکبیرات زوائد کہے یعنی تین تکبیرات ہر رکعت میں علاوہ تکبیر افتتاح اور رکوع کے۔

مقتدی جو شافعی المذہب ہیں وہ اپنے مذہب کے موافق تکبیرات پوری کرلیں اگر ان کے نزدیک یہ جائز ہو کہ حنفی امام کے پیچھے تکبیرات پوری کر لی جائیں الغرض امام حنفی کو ان کے مذہب کا اتباع ضروری نہیں ہے' لیکن امام اگر ان کی رعایت سے ان کے مذہب کے موافق تکبیرات کہے گا تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۵ ص ۲۲۹ بحوالہ ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۱۱۴﴾

اگر امام تکبیرات عیدین بھول جائے؟

سوال اگر امام' نماز عید کی تکبیرات زوائد کہنا بھول جائے اور رکوع میں پہنچ کر یاد آئیں تو کیا رکوع میں یہ زوائد تکبیرات کہے' اور رکوع کی تسبیحات کو چھوڑ دے یا رکوع سے اٹھ کر کھڑا ہو کر اور تکبیرات کہہ کر پھر رکوع کا اعادہ کرے؟

جواب ایسی صورت میں نہ تکبیرات زوائد رکوع میں کہے نہ رکوع سے لوٹ کر کھڑا ہو کر کہے' نہ سجدۂ سہو کرے' کہ ہر صورت میں نمازیوں کو پریشانی ہوگی اور ان کی نماز خراب ہونے کا قوی امکان رہے گا۔ ایسی حالت میں سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہے اور نماز کا اعادہ بھی واجب نہیں ہوتا' اس مسئلہ میں فقہاء کے دوسرے اقوال بھی ہیں' جو کہ بحر' بدائع' فتح القدیر وغیرہ میں مذکور ہیں لیکن ردالمختار ج ۱ ص ۵۶۱ میں علامہ شامیؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے جو یہاں درج کیا گیا ہے۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج (۲) ص ۳۰۷﴾

جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو

سوال اگر جمعہ یا عیدین کی نماز میں کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے تو امام کو سجدۂ سہو کرنا چاہیے یا نہیں؟

Marfat.com

جواب اگر مجمع کم ہے کہ مقتدی سب سمجھ جائیں گے کہ امام نے سجدۂ سہو کیا ہے تب تو سجدہ سہو کرلیا جائے' اگر مجمع زیادہ ہے کہ مقتدیوں کو پتہ نہیں چلے گا بلکہ وہ سمجھیں گے کہ امام نے نماز ختم کرنے کے لیے سلام پھیر دیا ہے تو سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہیے۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج۲ص۳۰۸ بحوالہ طحطاوی ص۲۵۳﴾

عیدین میں دعا کس وقت کی جائے

سوال عیدین میں امام دعا کس وقت کرائے نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد؟

جواب عیدین کی نماز کے بعد مثل دیگر نمازوں کے دعا مانگنا مستحب ہے' خطبہ کے بعد دعا مانگنے کا استحباب کسی روایت سے ثابت نہیں ہے' اور عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنے کا استحباب ان ہی حدیثوں اور روایات سے معلوم ہوتا ہے جن میں عموماً نمازوں کے بعد دعا مانگنا وارد ہوا ہے' اور نماز کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے۔ حصن حصین میں وہ احادیث مذکور ہیں اور ہمارے اکابر حضرات کا یہی معمول رہا ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج۵ص۲۲۹ بحوالہ ردالمحتار ج۱ص۴۹۵﴾

نقش ونگار والے مصلے پر نماز پڑھانا

مصلوں پر جو کعبہ وغیرہ کا نقشہ ہوتا ہے چونکہ وہ اصل نہیں ہے بلکہ اس جیسا ایک مصنوعی نقشہ ہے لہٰذا احترام ضروری نہیں اور مسلمانوں کے دلوں میں اس کی عظمت ہوتی ہے اہانت کا خیال بھی نہیں ہوتا اس لیے اگر نادانستہ اتفاقاً پیر پڑ جائے تو گناہ نہیں ہوگا' اور بہتر تو یہ ہے کہ ایسے مصلے پر نماز نہ پڑھی جائے کہ خشوع وخضوع میں خلل ہوگا اور نماز کی روح خشوع وخضوع ہے اور بغیر اس کے نماز بے جان ہے۔ نمازی کے سامنے نقش ونگار کا ہونا نمازی کی توجہ اور خیال کو اپنی طرف متوجہ کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر خوبصورت پردہ دیکھ کر فرمایا اس کو ہٹالو اس کے بیل بوٹے میری نماز میں خلل انداز ہوتے ہیں۔

﴿صحیح بخاری شریف ج۱ص۵۴﴾

آپ نے پھول دار چادر بھی اپنے لیے پسند نہیں فرمائی اور فرمایا کہ یہ چادر مجھے نماز میں غافل کرتی ہے۔

﴿صحیح مسلم شریف (۱) ص۲۰۸﴾

Marfat.com

اس حدیث کی شرح میں امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ محراب مسجد اور قبلہ کی دیوار کے نقش ونگار کی کراہت اس لیے ہے کہ یہ چیزیں نمازیوں کے خیالات اور توجہات کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھول دار چادر کو اتار دینے پر یہی علت بیان فرمائی تھی کہ اس کے نقش ونگار نے میری توجہ نماز سے ہٹادی۔

(نووی شرح مسلم)' فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۷۴ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ۲ ص ۱۷۲)

کعبہ کی تصویر والے مصلوں پر نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں اور اس تصویر سے خانہ کعبہ کی تعظیم میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ا ص ۱۱۱﴾

امام چوکی پر اور مقتدی فرش پر

سوال: گرمی اور برسات میں بچھو اور سانپ کے خوف سے اگر عشاء اور صبح کی نماز امام صاحب' مسجد کے فرش پر چوکی بچھا کر پڑھائیں اور مقتدی فرش پر پڑھیں' تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وہ چوکی ایک ذراع (۶۴ سینٹی میٹر) کے بقدر اونچی ہے تو مکروہ ہے ورنہ جائز ہے' بہر حال ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔ ﴿فتاوی دار العلوم ج ۳ ص ۳۴۳ بحوالہ رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ ج ا ص ۶۰۴﴾

امام فرش پر اور مقتدی مصلے پر

اگر امام کے نیچے جائے نماز ہو اور مقتدیوں کے نیچے نہ ہو یا برعکس ہو تو نماز دونوں صورتوں میں صحیح ہے' فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۱۱ اس لیے کہ اس سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی صرف جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے خواہ اس پر جائے نماز بچھی ہو یا نہ ہو۔

﴿حاشیہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۴ ص ۱۱۱﴾

امام کا بیچ کی منزل میں کھڑا ہونا

سوال: ایک مسجد تین منزلہ ہے' بیچ کی منزل میں امام کھڑا ہوتا ہے' اور نیچے کی منزل میں اور اوپر کی منزل میں مقتدی کھڑے ہوتے ہیں' تو نیچے کے مقتدیوں کی نماز صحیح ہو جائے گی یا نہیں؟ طریقہ مذکور پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اقتداء صحیح ہو جائے گی مگر امام کو نیچے کی منزل میں کھڑا ہونا چاہیے' بالائی منزل پر بلاضرورت کھڑا نہ ہو۔

Marfat.com

مسجد کی اصل وضع اورامت کے متوارث تعامل کے خلاف ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج (۳) ص ۲۸۱﴾

مسجد کی بالائی منزل میں جماعت

گرمی کی وجہ سے مسجد کے جماعت خانہ یا صحن مسجد کو چھوڑ کر چھت پر عشاء اور تراویح وغیرہ کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔

ہاں! جن صاحب کو جماعت خانہ اور صحن میں جگہ نہ ملے اگر وہ چھت پر جا کر نماز پڑھیں تو بلا کراہت جائز ہے' یہ مجبوری ہے۔

کعبہ شریف کے اوپر نماز پڑھنا (بے ادبی اور بے حرمتی کی وجہ سے) مکروہ ہے ہاں! اگر تعمیر اور مرمت کی وجہ سے چڑھنا ہو تو مکروہ نہیں ہے اسی طرح سے کوئی بھی مسجد ہو' اس کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے اور اسی بناء پر یہ بھی مکروہ ہے۔

گرمی کی شدت سے چھت پر جماعت نہ کریں' مگر یہ کہ مسجد میں گنجائش نہ رہے تو اس مجبوری کی وجہ سے چھت پر چڑھنا مکروہ نہ ہوگا۔

بہرحال گرمی کی شدت ضرورت اور مجبوری نہیں پیدا کرتی کیونکہ اس سے یہی ہوتا ہے کہ مشقت بڑھ جاتی ہے اور جب مشقت بڑھ جاتی ہے تو اجر وثواب زیادہ ملتا ہے۔ اس کو مجبوری نہیں کہا جا سکتا۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۲۲ پر ہے کہ تمام مسجدوں کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے اس لیے سخت گرمی میں چھت پر چڑھ کر جماعت کرنا مکروہ ہے ہاں اگر مسجد تنگ ہو اور نمازیوں کے لیے وسعت نہ ہو تو ضرورتاً باقی لوگوں کا اوپر چڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

گرمی میں مسجد کے صحن میں با جماعت نماز بغیر حرج کے صحیح ہے' اگر کسی جگہ صحن داخل مسجد نہ ہو' مسجد سے خارج ہو تو بانی مسجد اور گروہ نہ ہو تو جماعت کے لوگ متفق ہو کر داخل مسجد کی نیت کر لیں (تو وہ مقام مسجد میں داخل ہو جائے گا) اور اس پر مسجد کے جملہ احکام جاری ہوں گے۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۳۱ بحوالہ کبیری ص ۳۹۲ و مجموعہ فتاویٰ سعدیہ ص ۱۴۸﴾

اگر مسجد کے اوپر مستقل مسقف منزل نہ ہو تو ایسی حالت میں بلا ضرورت مسجد کے اوپر چڑھنا اور نچلی منزل میں حبس (گرمی) وغیرہ کی وجہ سے بالائی منزل میں جماعت کرنا مکروہ ہے

Marfat.com

البتہ مسجد کے اندر جگہ نہ ملنے کی وجہ سے کچھ مقتدیوں کا مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۸۷﴾

اگر مسجد میں امام کے نیچے کی منزل خالی ہو

سوال مسجد کے نیچے دو ایک منزلہ مکان ہے امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ٹھوس نہیں ہے بلکہ خالی ہے اس میں کچھ حرج تو نہیں؟

جواب اگر امام کے کھڑے ہونے کی جگہ نیچے سے خالی ہے تو کچھ حرج نہیں ہے ٹھوس ہونا اس جگہ کا ضروری نہیں ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۱۶۶﴾

امام کا درمیان محراب سے ہٹ کر کھڑا ہونا

سوال امام کو نماز کے لیے محراب کا نصف حصہ چھوڑ کر دائیں یا بائیں کھڑے ہو کر نماز پڑھانا کیسا ہے؟ اگر محراب کے اندر ہی منبر بنا ہو جیسا کہ اکثر مسجدوں میں ہوتا ہے تو اس صورت میں امام کو کس جگہ کھڑا ہونا چاہیے؟

جواب محراب سے مقصد یہ ہے کہ امام صف کے ٹھیک بیچ میں کھڑا ہو اور یہ سنت ہے پس اگر محراب صحیح طور پر صف کے درمیان میں ہے تو محراب کے عین درمیان کو چھوڑ کر دائیں یا بائیں جانب ہٹ کر کھڑا ہونا مکروہ ہے خواہ منبر محراب کے اندر ہو یا نہ ہو بہر حال محراب کے درمیان کھڑا ہونا چاہیے۔

اکثر مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ امام منبر کو چھوڑ کر بقیہ محراب کے درمیان میں کھڑا ہوتا ہے یہ مکروہ ہے اس کی اصلاح لازم ہے اور اس مسئلے کی اشاعت ضروری ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ تعمیر مساجد میں اس اصلاح کی اشد ضرورت ہے کہ منبر کی جگہ دائیں جانب چھوڑ کر مسجد کے ٹھیک درمیان میں اس طرح محراب بنائیں کہ محراب کا عین وسط جہاں امام کھڑا ہوگا۔ وہاں سے مسجد کا دونوں طرف فاصلہ برابر ہو۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۹۳ بحوالہ رد المحتار ج (۱) ص ۵۳۱﴾

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا

سوال امام کے محراب کے اندر کھڑے ہونے سے نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

جواب امام پاؤں محراب سے باہر رکھے بلا عذر محراب میں پاؤں رکھنا مکروہ تنزیہی ہے وجہ

Marfat.com

کراہت میں دو قول ہیں۔

(۱) محراب میں کھڑے ہونے سے دونوں طرف کے مقتدیوں پر امام کی حالت مشتبہ رہتی ہے' البتہ اشتباہ نہ ہونے کی صورت میں کوئی کراہت نہیں۔

(۲) اہل کتاب سے تشبہ ہے اس بنا پر جانبین میں مقتدیوں کے لیے کوئی اشتباہ نہ ہونے کے باوجود بھی امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔

اگر قدم محراب کے باہر ہوں تو کراہت نہیں رہتی۔

﴿ج ۳ ص ۳۷۷ (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۱۱ بحوالہ ردالمحتار ج ص ۶۰۴﴾

نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے امام کا در میں کھڑا ہونا

سوال رمضان المبارک میں نمازیوں کی کثرت اور مسجد کا فرش چھوٹا ہونے کی وجہ سے امام کو مسجد کے در میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب امام کے در میں کھڑے ہونے کو شامی میں مکروہ لکھا ہے اور امام اعظمؒ کا یہ قول نقل کیا ہے' اس لیے امام کو چاہیے کہ اگر ضرورت در میں کھڑے ہونے کی ہو' نمازیوں کی کثرت وغیرہ کی وجہ سے تو قدم در سے باہر رکھے اور سجدہ اندر کے حصے میں کرے' تو بہتر ہے۔

ورنہ بضرورت در میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانے سے بھی نماز ہو جاتی ہے لیکن بچنا اس سے بہتر ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۲۹ بحوالہ ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ج (۱) ص ۶۰۴﴾

جگہ کی تنگی کی وجہ سے امام کا درمیان میں کھڑا ہونا

سوال ہجوم کی وجہ سے صفوں کا توازن نہ ہو' امام و مقتدی برابر کھڑے ہو جائیں یعنی چھوٹی مسجد کی توسیع ہوئی جس میں سابقہ مسجد صرف بائیں جانب آئی اور مسجد موجودہ کے عین محراب کے مقابل صرف امام اپنے بائیں دو آدمی کھڑے کر کے جماعت کرائے جو فی الوقت خارجی جگہ مسجد کی سیڑھیوں کا راستہ ہے ایسی صورت میں جماعت کا کیا حکم ہے؟

جواب بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے' مگر جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج (۳) ص ۵۱۴﴾

امام کو درمیان میں کھڑا ہونا چاہیے' دونوں طرف برابر مقتدی کرنے چاہئیں ہاں ایک

Marfat.com

طرف زیادہ مقتدیوں کا کھڑا ہونا خلاف سنت ہے' طریقہ سنت یہ ہے کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو دونوں طرف مقتدی برابر ہوں پھر بعد میں جو آ کر شریک ہوں ان کو بھی یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ حتی الوسیع دونوں طرف برابر شریک جماعت ہوں اور امام کا حد سے زیادہ جہر یا حد سے زیادہ اخفاء (آہستہ یا زور سے) دونوں خلاف سنت ہیں۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۳۴۷ بحوالہ رد المختار ج (۱) ص ۸۳﴾

جس مسجد میں محراب نہ ہو امام کیسے کھڑا ہو

سوال ایک مسجد میں امام صاحب کے کھڑے ہونے کی جگہ ہی نہیں ہے امام صاحب ایک قدم کے قریب مقتدیوں سے آگے کھڑے ہوتے ہیں آدھی صف اس کے دائیں اور آدھی صف بائیں بیچ میں جگہ خالی ہے تو کیا نماز درست ہے؟

جواب جب مسجد اتنی تنگ ہے تو امام کا بیچ میں کھڑا ہونا درست ہے۔ جس طرح ایک مقتدی ہو تو داہنی طرف کھڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام آدمی داہنی طرف اور بائیں طرف کھڑے ہو جائیں۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۸۶﴾

امام کے دائیں یا بائیں کھڑا ہونا

سوال مسجد کی تنگی کی وجہ سے دو صفیں نہیں ہو سکتیں اس لیے امام کے دائیں بائیں پیچھے کو خالی چھوڑ کر صف کر لیتے ہیں۔ آیا اس طرح نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب صف کو بھرنے اور خالی جگہ کو پر کرنے کی بہت تاکید آئی ہے اس لیے درمیان میں جگہ نہیں چھوڑنی چاہیے اگر عذر ہو اور کوئی صورت نہ ہو سکتی ہو تو امام کو زیادہ آگے نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس قدر آگے ہو جائے کہ امام کے پیر مقتدی کے پیروں سے آگے رہیں یعنی ایڑی۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۴۳﴾

مقتدی کے کہنے پر امام کا نماز میں آگے بڑھنا

سوال امام صاحب حسب قواعد شرعیہ ایک مقتدی کے ساتھ نماز پڑھا رہے تھے دوسری رکعت کی قرات ختم ہونے سے پہلے ایک اور مقتدی آ کر شامل جماعت ہونا چاہ رہا تھا کیونکہ پہلے

Marfat.com

مقتدی کو پیچھے ہٹنے کا موقع نہیں تھا اس لیے دوسرے مقتدی نے امام صاحب سے کہا آپ ایک قدم آگے بڑھ جائیے چنانچہ امام صاحب نے ایک قدم بڑھ کر قرات بدستور جاری رکھی اور نماز ختم کردی۔ زید کہتا ہے کہ سب کی نماز فاسد ہوگئی کیونکہ مقتدی کو بجائے کہنے کے ہاتھ سے اشارہ کرنا چاہیے تھے" کیا نماز کے اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب اس صورت میں بعض فقہاء کا قول نماز کے فاسد ہونے کا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہوگئی۔ واقعی اس مقتدی کو اشارہ سے امام صاحب سے آگے بڑھنے کو کہنا چاہیے تھا لیکن بہر حال نماز ہوگئی اس کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۸ بحوالہ ردالمحتار باب الامامت ج (۱) ص ۵۳۲﴾

اگر امام کے ساتھ ایک شخص ہو

سوال اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی نماز پڑھتا ہو اور دوسرا آجائے یا جماعت کی پوری صف بھر گئی ہو اور ایک نمازی بعد میں آئے تو اس کو اگلی صف میں سے مقتدی کو کھینچنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب اگر امام کے ساتھ ایک مقتدی ہے پھر دوسرا آجائے تو بہتر یہ ہے کہ پہلا مقتدی پیچھے ہوجائے اور دونوں امام کے پیچھے ہوجائیں اور اس میں یہ شرط لکھی ہے کہ اگر مقتدی کی نماز کے فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اس کو پیچھے کو ہٹادے ورنہ نہ ہٹائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیچھے کرنے کی ضرورت اس وقت ہے جب یہ معلوم ہو کہ وہ پیچھے ہٹ جائے گا اور اس کو یہ مسئلہ معلوم ہو۔

اسی طرح صف میں اکیلے کھڑے ہونے کا حکم ہے اگر صف میں سے کوئی شخص اس کے پیچھے ہٹانے سے بے تکلف ہٹ جائے تو ایسا کرے ورنہ تنہا کھڑا ہوجائے جیسا کہ شامی میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۵۸ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۳۱﴾

(مطلب یہ ہے کہ اگر پیچھے آنے کی جگہ ہے تب تو مقتدی پیچھے ہٹ آئیں اور اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہیں ہے تو پھر امام کو آگے بڑھانا چاہیے اور اگر اس کی بھی گنجائش نہیں ہے تو دوسرا مقتدی امام کے بائیں طرف کھڑا ہوجائے ذرا پیچھے ہٹ کر جیسا کہ پہلا مقتدی کھڑا ہے)

صرف عورت یا بچہ مقتدی ہو تو کہاں کھڑا ہو

سوال زید اپنے گھر میں جماعت سے نماز پڑھا رہا ہے، اگر مقتدی صرف ایک نابالغ لڑکا یا

Marfat.com

صرف ایک عورت ہو یا بچہ اور عورت دونوں اقتداء کریں تو یہ کہاں کھڑے ہوں؟ محرم اور غیر محرم عورت میں کیا کچھ فرق ہے؟

جواب بچہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو اور عورت امام کے پیچھے' عورت محرم ہو یا غیر محرم دونوں کا یہی حکم ہے۔"

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۹۹ بحوالہ ردالمحتار ج (۱) ص ۵۳۰﴾

مقتدی ایک مرد یا ایک بچہ ہو تو کیسے کھڑے ہوں

سوال مسجد میں جماعت کے وقت امام کے علاوہ ایک مرد اور ایک نابالغ لڑکا موجود ہے ان کی صف بندی کس طرح کرنی چاہیے؟

جواب مرد اور نابالغ بچہ دونوں مل کر کھڑے ہوں۔

﴿احسن الفتاویٰ ج (۳) ص ۳۰۰ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۳۴﴾

اقتداء کے شرعی حدود

سوال اقتداء کے لیے شرعی کیا حدود مقرر ہیں۔ مندرجہ ذیل صورتوں میں کون سی جائز ہے اور کون سی ناجائز؟

(۱) امام بلند مقام پر ہے' مقتدی نیچے' خواہ دائیں یا بائیں یا پیچھے پھر اس کی دو صورتیں ہیں' ایک یہ کہ امام سے قریب ہوں خواہ درمیان میں دیوار وغیرہ حائل ہو یا نہ ہو' دوسری صورت یہ کہ امام سے دور ہوں خواہ دیوار وغیرہ حائل ہو یا نہ ہو۔

(۲) امام نیچے کے مقام پر ہے اور مقتدی اوپر اس کی بھی مذکورہ بالا چار صورتیں ہوں گی۔

(۳) افریقہ میں اکثر مکانات کا زیریں حصہ فرش' کاٹ اور چوبیں کا ہوتا ہے اور اس کے نیچے زمین تک قد آدم کے برابر کم وبیش مجوف، ہوتا ہے۔

ایسی صورتوں میں جماعت خانہ کے زیریں حصہ میں بھی مقتدی کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) مسجد کے متصل رہنے والا یا دور رہنے والا مگر ایسا کہ تکبیرات انتقال وغیرہ سن سکتا ہے ایسا شخص اپنے مکان میں اقتداء کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب (۱) و (۲) امام اگر تنہا اونچے مقام پر ہو تو مکروہ ہے اور اگر امام کے ساتھ کچھ مقتدی

ہوں تو پھر کسی حالت میں کراہت نہیں ہے۔

دور اور نزدیک جب کہ صفوف متصل ہوں دونوں درست ہیں۔

(۳) اس میں بھی وہی جواب ہے کہ اگر امام کے ساتھ بعض مقتدی ہیں تو حصہ زیریں (نیچے کا حصہ) میں کھڑے ہو کر اقتداء کرنا درست ہے۔

(۴) مسجد کے امام کی' اپنے مکان میں رہتے ہوئے اقتداء نہیں کر سکتا' لیکن اگر مقتدیوں کی صف' اس کے مکان تک مل جائے تو اس وقت' اپنے مکان میں رہتے ہوئے امام مسجد کی اقتداء جائز ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۳۵۶﴾

مقتدی کے امام سے آگے بڑھ جانے کا حکم

سوال مسجد میں جماعت کے دوران دوسری منزل کے نمازی امام سے کچھ آگے بڑھ گئے' ان کی نماز فاسد ہو گئی یا نہیں؟

جواب اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو گئی تو اس کی نماز نہیں ہو گی' اگر ایڑی برابر ہو تو نماز ہو جائے گی' اگرچہ مقتدی کے پاؤں کی انگلیاں امام کے پاؤں سے آگے ہوں۔

البتہ اگر مقتدی اور امام کے پاؤں میں اتنا زیادہ تفاوت ہو کہ دونوں کی ایڑیاں برابر ہونے کے باوجود مقتدی کے پاؤں کا اکثر حصہ امام کے پاؤں سے آگے بڑھ گیا تو نماز نہ ہو گی۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۹۸ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۱۴﴾

نماز کے اوقات کون مقرر کرے؟

بہتر یہ ہے کہ امام اور مقتدی سب کی متفقہ رائے سے شریعت کے مطابق' وقت مقرر کیا جائے اگر مقتدی ناواقف ہوں اور شرعی وقت کی شناخت نہ رکھتے ہوں تو امام وقت مقرر کر کے اعلان کر دے اور اس کی سب پابندی کریں۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۶۸﴾

مقررہ وقت سے پہلے نماز پڑھانا

اگر نماز کا وقت ہی نہ ہوا ہو تو نماز پڑھنا پڑھانا ناجائز ہے۔ اگر وقت تو ہو گیا لیکن کسی عارض کی وجہ سے وقت مقررہ سے دو چار منٹ پہلے امام نے نماز پڑھا دی اور پابند جماعت نمازی

Marfat.com

بھی آ چکے تھے' تو اس میں مضائقہ نہیں۔ اگر پابند جماعت نمازی نہیں آئے تھے' تو وقت مقررہ تک ان کا انتظار کرنا چاہیے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۱۳۷﴾

کیا امام پر متعین وقت کا اہتمام ضروری ہے

عموماً مساجد میں جب امام صاحب نماز کے صحیح وقت پر نہیں پہنچتے تو نمازی اعتراض کرتے ہیں' ان کو دو چار منٹ انتظار کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے' حالانکہ انتظار نماز کی حدیث ہے اور اذان کے بعد پورے وقت میں کسی وقت بھی جماعت کرنے کی اجازت ہے اور وقت کا تعین محض سہولت کے لیے ہے' تا کہ نمازی اس وقت پر جمع ہو جائیں۔ سوال یہ ہے کہ:

(۱) امام کا انتظار کیا جانا چاہیے یا نہیں؟ اور کتنا انتظار کیا جائے؟

(۲) کیا امام پر گھڑی کے وقت کی ایسی پابندی کہ دو چار منٹ بھی تاخیر نہ ہو' از روئے شرع ضروری ہے؟

(۳) جو امام اکثر دو چار منٹ دیر سے مسجد میں پہنچ کر نماز پڑھاتا ہو اس کو کس بات کی احتیاط ضروری ہے؟

(۴) جو نمازی تاخیر پر مسجد میں شور و غل مچاتے ہیں اور چرچا کرتے ہیں' ان کا کیا حکم ہے؟

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور قرون اولیٰ میں کس طرح عمل رہا ہے؟

(۶) فقہاء کرام اس مسئلہ میں کیا تفصیل بتاتے ہیں؟

جواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک اور قرون اولیٰ میں نیز حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور میں نہ دنیوی مشاغل زیادہ تھے اور نہ ہی گھڑیاں تھیں' اس لیے جماعت کا اصول یہ رہا کہ وقت ہو جانے کے بعد اذان ہوئی اور اس کے بعد نمازیوں کا اجتماع ہو گیا' جماعت ہو گئی۔

اس زمانہ میں ایک طرف دنیوی مشاغل میں مصروفیت' انہماک اور دوسری جانب دین سے غفلت اور بے اعتنائی کے پیش نظر گھڑیوں کی سہولت سے استفادہ ناگزیر ہو گیا ہے' لہٰذا آج کل کے حالات کے پیش نظر گھڑی سے وقت کی تعیین اور امام کے لیے وقت معین کی پابندی ضروری ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں لوگوں کے اجتماع کو ملحوظ رکھا جاتا تھا' اب چونکہ گھڑی کے معین وقت پر ہی نمازی جمع ہو جاتے ہیں' لہٰذا ایہ

Marfat.com

امر بھی اس کو مقتضی ہے کہ معین وقت سے تاخیر نہ کی جائے۔

علاوہ ازیں قرونِ اولی کے ائمہ تنخواہ نہیں لیتے تھے اور اس زمانہ کا امام تنخواہ دار ملازم ہے اس لیے بھی اس پر متعین وقت کی پابندی لازم ہے البتہ نمازیوں کو امور ذیل کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) اگر کبھی بتقصائے بشریت امام کو چار پانچ منٹ تاخیر ہو جائے تو بے صبری اور چیخ و پکار کے بجائے صبر و تحمل سے کام لیں۔
اور اس تاخیر کو کسی عذر پر محمول کر کے امام پر زبان درازی اور طعن سے احتراز کریں۔

(۲) اگر امام ہمیشہ تاخیر سے آنے کا عادی ہو تو اس کو اچھے اور نرم انداز میں سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

(۳) اگر سمجھانے کے باوجود امام کی روش نہ بدلتی ہو تو منتظمہ امام کو معزول کر سکتی ہے مگر اس صورت میں بھی امام سے متعلق بدزبانی اور اس کی غیبت ہر گز جائز نہیں۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۰۱﴾

اگر امام ٹھیک وقت پر تیار ہو کر نماز کے لیے مسجد میں پہنچے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ وقت سے پہلے مسجد میں نہ آنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی' البتہ اذان سن کر فوری تیاری شروع کر دینا چاہیے تا کہ عین وقت پر مقتدیوں کو انتظار نہ کرنا پڑے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۹۱﴾

نماز شروع کرنے میں امام متولی کا پابند نہیں

نماز کے اوقات' شریعت کی جانب سے مقرر ہیں' مگر اس میں وسعت ہے' اس لیے ایسے وقت نماز شروع کی جائے کہ شرع کے نزدیک وہ وقت مستحب ہو اور پابند جماعت نمازی اکثر اس وقت آ جاتے ہوں۔ اگر متولی جماعت شروع کرانے میں اس کی رعایت رکھتا ہے تب تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر اس کی رعایت نہیں رکھتا بلکہ صرف اپنی آمد پر موقوف رکھتا ہے خواہ وقت مستحب ہو یا غیر مستحب' خواہ اکثر جماعت کے پابند نمازی آ گئے ہوں یا نہ آئے ہوں' بلکہ جب خود آ گیا تو نماز فوراً شروع کرا دے' اور جب تک خود نہ آئے تو امام کو انتظار کا حکم دے' اگرچہ وقت مستحب نکل کر وقت مکروہ میں داخل ہو گیا' یا ابھی وقت مستحب شروع ہی نہیں ہوا تو ایسی حالت میں اس کی رعایت شرعاً پسندیدہ نہیں اور امام کو اس میں اس کی اتباع بھی نہیں کرنی چاہیے۔

Marfat.com

نماز شروع کرنے میں امام مستقل ہے متولی یا اور کسی کے تابع نہیں' بلکہ سب لوگ امام کے تابع ہیں۔تاہم امام کو ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے جس سے تمام مقتدیوں کو تکلیف ہو۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۱۲۶﴾

امام کا کسی فرد کے لیے جماعت میں تاخیر کرنا

سوال اکثر جہلاء متولیان' امام عالم پر حکومت کرتے ہیں مثلاً نماز کے اوقات مقررہ پر جب امام نماز شروع کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو متولی کہتا ہے کہ امام صاحب ذرا ٹھہریئے' فلاں نہیں آیا ہے۔کیا انتظار جائز ہے؟

جواب نمازیوں کے اجتماع کے بعد کسی فرد کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا جائز نہیں' البتہ کوئی شخص شریر ہو اور اس سے خطرہ ہو تو اس کے شر سے بچنے کے لیے تاخیر کی جاسکتی ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۰۶ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۶۲)

جو شخص متولی ہو کر اپنے واسطے ایسی تاکید کرے اور تاخیر کرے وہ گنہگار ہے' اور ایسوں کا انتظار بھی درست نہیں ہے۔ہاں عام مسلمانوں کا انتظار درست ہے بشرطیکہ دوسروں کو جو حاضر ہو چکے ہیں' تکلیف نہ ہو' اور وقت بھی مکروہ نہ ہو جائے مگر رئیسوں اور دنیاداروں کا انتظار نہ کرے۔وقت پر سب آجائیں یا اکثر آجائیں تو نماز پڑھائے۔ ﴿فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۸۷﴾

کیا امام کے لیے عمامہ ضروری ہے

(۱) عمامہ مستحب ہے۔
(۲) عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا' بطور عادت ثابت ہے نہ کہ بطور عبادت۔
(۳) عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا اولیٰ اور مستحب ہے۔
(۴) بلا عمامہ بھی نماز مکروہ نہیں۔
(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا عمامہ نماز ثابت ہے۔
(۶) امر واجب کا سا معاملہ امر مستحب کے ساتھ کرنا ناجائز ہے۔
(۷) جن شہروں میں بلا عمامہ کے معزز مجالس میں جانا عار کی بات ہو' وہاں نماز بھی بلا عمامہ مکروہ ہے۔

Marfat.com

۸) کبھی کبھی مستحب کے مقابل رخصت یعنی محض مباح پر بھی عمل کرنا چاہیے خاص کر ایک جگہ جہاں مستحب پر اصرار کیا جاتا ہو کہ اس سے مندوب' حد کراہت تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے فساد پر آمادہ ہونا تو بڑی جہالت اور گناہ ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۵۶﴾

عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا مستحب ہے' لیکن بغیر عمامہ کے بھی بلا کراہت درست ہے البتہ جس جگہ عمامہ کا اتنا رواج ہو کہ بغیر عمامہ کے کسی معزز مجلس میں جاتے ہوں بلکہ اپنے گھر سے بھی نہ نکلتے ہوں تو ایسی جگہ بغیر عمامہ نماز پڑھانا اور پڑھنا مکروہ ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۴۷﴾

عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا مستحب ہے' لیکن کبھی کبھی نہ باندھا جائے تا کہ عوام اس کو لازم اور ضروری نہ سمجھ لیں۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۵۷﴾

رومال لپیٹ کر نماز پڑھانا

سوال ایسا رومال لپیٹ کر نماز پڑھائے کہ جس میں سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے تو کیا نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب ٹوپی پہننی چاہیے۔ نماز کے وقت اس طرح سر پر رومال لپیٹنا مکروہ اور منع ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے: سر پر رومال اس طرح لپیٹنا کہ درمیانی حصہ کھلا رہے' یہ مکروہ ہے۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۸۵ بحوالہ قاضی خاں ج ۱ ص ۵۷﴾

عمامہ اور شملہ کی لمبائی کی حد

سوال کتنا لمبا عمامہ باندھنا سنت ہے اور اس کا کتنا شملہ پیچھے چھوڑنا مسنون ہے۔ اگر کوئی سرین تک چھوڑے تو نماز میں نقصان آتا ہے یا نہیں؟ ایک شخص کہتا ہے اگر شملہ سوا بالشت سے زیادہ چھوڑے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب درمختار میں ہے عمامہ کا شملہ پیچھے چھوڑنا مستحب ہے اور وسط ظہر یعنی کمر کے درمیان تک شملہ کا ہونا مستحب ہے اور بعض نے کہا ہے ایک بالشت ہوگا اور اس شخص کا یہ کہنا کہ اگر سوا بالشت سے زیادہ شملہ چھوڑے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی' غلط ہے۔ وسط ظہر تک ہونا شملہ کا یا ایک بالشت ہونا' یہ سب امور مستحبہ میں سے ہیں۔ اس کے خلاف کرنا مکروہ تحریمی نہیں ہے اور نماز میں کچھ کراہت نہیں آتی۔ ایک قول شملہ کے بارہ میں درمختار میں یہ بھی ہے کہ موضع جلوس تک شملہ کا

Marfat.com

ہونا مستحب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کمر کی جڑ تک یعنی سرین کے شروع تک بھی شملہ کا ہونا مکروہ نہیں ہے۔ شملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اسی طرح عمامہ کے طول (لمبائی) کی شرعاً کوئی خاص حد نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ کبھی بارہ ہاتھ کا ہوا ہے اور کبھی سات ہاتھ کا' اور دوسروں کو آپؐ نے کسی متعین لمبائی والے عمامہ کا حکم نہیں فرمایا۔ پس جتنا لمبا عمامہ ہو اور جتنا باندھنے کی عادت ہو باندھ لے' کچھ وہم نہ کرے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۳۸ بحوالہ البحر الرائق باب مایفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا ج ۲ ص ۲۷﴾

امام پر مقتدی کی رعایت

سوال جو امام قرات ختم کرنے کے بعد رکوع میں جاتے وقت لفظ اللہ اکبر کو اس قدر لمبا کر کے کہتا ہے کہ اکثر نمازی اس سے پہلے رکوع میں چلے جاتے ہیں کیا ایسی صورت میں مقتدیوں کی رعایت کے لیے معمولی قرات اور دیر نہ لگا کر رکوع میں چلا جانا امام پر واجب ہے یا نہیں؟

جواب بے شک مقتدیوں کی رعایت ایسے موقع پر مناسب ہے اور تکبیر کو زیادہ طویل نہ کرے' بلکہ مختصر کرے تاکہ مقتدیوں کی تکبیر پہلے ختم نہ ہو۔

اور مقتدیوں کو مناسب ہے کہ دیر میں تکبیر شروع کریں تاکہ امام پر سبقت نہ ہو جائے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۹۳ بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۱۰۱﴾

امام کے لیے تسبیحات کی تعداد

منفرد (تنہا پڑھنے والے) کو اجازت ہے خواہ تین مرتبہ تسبیحات پڑھے یا پانچ یا سات یا اور زیادہ' مگر طاق پڑھے۔

البتہ امام زیادہ تسبیحات نہ کہے بلکہ اس کا لحاظ رکھے کہ مقتدی اطمینان کے ساتھ تین بار تسبیح پوری کر لیں۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۹۶ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۶۲﴾

مستحب یہ ہے کہ امام پانچ بار تسبیح پڑھے۔ اگر تین بار کہے تو اس طرح کہے کہ مقتدیوں کو تین بار تسبیح کہنے کا موقع میسر آئے۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۷۱﴾

امام صاحب سنتیں پڑھنے والے کا انتظار کریں یا نہیں

سوال ظہر کی نماز دو بجے ہوتی ہے' ابھی دو بجنے میں تین منٹ باقی تھے' ایک شخص نے

Marfat.com

سنتوں کی نیت باندھ لی، تیسری رکعت میں دو بج گئے تو کیا امام صاحب کو اتنی تاخیر کرنے کی اجازت ہے یا نہیں کہ وہ شخص چار رکعت پوری کر لے؟

جواب اس قدر اجازت ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۴۷ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۵۳﴾

مقتدی نہ آئیں تو امام تنہا نماز پڑھ سکتا ہے

سوال ایک مسجد فاصلہ پر ہے، اس لیے اس میں جماعت اکثر نہیں ہوتی ہے امام جو وہاں مقرر ہے اس صورت میں مقتدیوں کے نہ پہنچنے پر تنہا نماز پڑھ لے تو ترک جماعت کا گناہ تو نہ ہوگا؟

جواب اس صورت میں ترک جماعت کا گناہ امام صاحب پر نہیں ہے بلکہ جب کوئی نہ آئے تو امام اذان واقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھ لیا کرے، اس میں جماعت کا ثواب بھی اس کو حاصل ہوگا اور مسجد کا حق بھی ادا ہوگا۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۱ ص ۵۳ بحوالہ رد المحتار باب احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۷﴾

امام کے لیے معین آدمی کا انتظار

سوال کیا ایک شخص کے باعث جماعت میں تاخیر کرنا جائز ہے جبکہ مستقل امام موجود ہو۔ اگر وہ شخص نہیں آتا تو بجائے ایک بجے کے ڈیڑھ اور دو بجے جماعت ہوتی ہے اور اس کے بلانے کے لیے پے درپے آدمی بھیجا جاتا ہے۔ یہ فعل شریعت کی نظر میں مذموم ہے یا ممدوح؟

جواب وقت مقرر پر اگر اور نمازی آجائیں تو کسی خاص شخص کا انتظار جائز نہیں مگر جب وقت مستحب میں گنجائش ہو اور قوم پر گرانی بھی نہ ہو، یا یہ شخص شریر اور فتنہ پرداز ہو تو کسی قدر انتظار میں مضائقہ نہیں۔ اگر وہ دینی امور میں مشغول رہتا ہے تو اس کو نماز کی اطلاع کرنے میں مضائقہ نہیں۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۲۳ بحوالہ طحطاوی ج ۱ ص ۲۲۰﴾

امام اگر کسی دنیا دار رئیس کا انتظار کرتا ہے اور حاضرین کی رعایت نہیں کرتا تو امام اور مکبر دونوں گنہگار ہیں، مگر نماز ان کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ ﴿فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۲۸﴾

آنے والے کے لیے قرات یا رکوع لمبا کرنا

سوال اگر امام نمازی کے آنے کی وجہ سے قرات یا رکوع لمبا کرے کہ نمازی شامل ہو جائے، تو کیا گنہگار ہوگا؟

Marfat.com

جواب اگر امام نے کسی نمازی کو پہچان لیا' اور اس کی خاطر قرات یا رکوع کو لمبا کیا تو مکروہ تحریمی ہے' البتہ بدون پہچانے لمبا کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۱۴﴾

امام کے سلام کے وقت اقتداء کرنا

سوال امام صاحب نے نماز ختم کی پہلا سلام پھیرتے ہوئے ابھی "السَّلامُ" کا لفظ بولا "علیکم" نہیں بولا' کہ کسی نے اقتداء کی' اس کی یہ اقتداء صحیح ہوگی یا نہیں؟

جواب مذکورہ بالا اقتداء صحیح نہیں ہے۔ دوبارہ تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۰۵ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۴۳۶﴾

ذاتی رنجش کی بنا پر جماعت سے گریز

سوال بعض لوگ ذاتی رنجش کی بنا پر اپنے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور دوسرے نمازیوں کو بھی بہکاتے ہیں کہ جب ہمارا دل صاف نہیں تو ہماری نماز نہیں ہوتی تو کیا ان کا یہ قول درست ہے؟

جواب امام سے دل صاف نہ رکھنا اگرچہ برا ہے' لیکن نماز پھر بھی ہو جاتی ہے۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۸۲﴾

بغیر وجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک

کتب فقہ میں لکھا ہے کہ امام بے قصور ہو' اور لوگ اس کی اقتداء سے کراہت کریں تو گناہ نماز چھوڑنے والوں پر ہے اور اگر امام میں قصور ہو تو اس امام کو امامت کرنا ایسے لوگوں کی جو اس کی امامت سے ناخوش ہوں' مکروہ ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۷۷ بحوالہ رد المحتار باب الامامت ج ۱ ص ۵۲۲﴾

امام و مقتدیوں کو کب کھڑا ہونا چاہیے

اگر امام پہلے سے مصلے سے قریب ہے تو جب مکبّر (تکبیر کہنے والا) حی علی الصَّلوٰۃ کہے' امام صاحب اور مقتدی سب کھڑے ہو جائیں اور اگر امام صاحب صفوف کی طرف سے آئیں تو جس صف پر امام پہنچتا جائے اس صف کے نمازی کھڑے ہوتے جائیں' یہاں تک کہ جب امام مصلے پر پہنچے تو سب کھڑے ہو چکے ہوں۔

Marfat.com

اگر امام صاحب سامنے سے آئیں تو جیسے ہی امام پر نظر پڑے سب نمازی کھڑے ہو جائیں، مصلے تک پہنچنے کا انتظار نہ کریں۔

پہلی صورت میں حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کو لکھا گیا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد نہ بیٹھا رہے (مثلاً کوئی شخص تسبیح پڑھ رہا ہے اور ختم ہونے سے پہلے تکبیر شروع ہو گئی تو وہ مکبر کے حی علی الصلوٰۃ پر پہنچنے تک اگر پوری کر سکے تو پوری کر لے، اس کے بعد نہ بیٹھا رہے) پس اگر شروع اقامت ہی کے وقت کھڑا ہو جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۸۱﴾

اس وقت کھڑا ہونا چاہیے لیکن احادیث میں تو صفیں سیدھی کرنے کی نیز درمیان میں جگہ نہ چھوڑنے کی بہت تاکید آئی ہے اور عام طور پر لوگ مسائل سے نا آشنا ہیں۔ اس لیے تکبیر شروع ہونے سے پہلے ہی صفیں سیدھی کر لی جائیں، تا کہ تکبیر بھی سب سکون سے سن سکیں، اور اس وقت کسی قسم کا شور نہ ہو۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۳۴۴﴾

امام کے پیچھے کیسے لوگ کھڑے ہوں

امام کے قریب اہل علم اور اہل عقل کا کھڑا ہونا بہتر ہے، لیکن اگر امام کے قریب دوسرے نمازی آ گئے ہوں، تو ان کو ہٹانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نماز ہر طرح ہو جاتی ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۵۷﴾

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۵۷ کے حاشیہ پر ہے کہ "امام کے پیچھے کھڑے ہونے کا حق تو قانوناً بھی ان ہی کو ہے جو پہلے آئیں۔ اس لیے کہ امام کو وسط میں رکھنے کا حکم ہے اور پھر اگر صف پوری ہو جائے تو دوسری صف بھی امام کے سامنے ہی سے شروع ہوتی ہے۔

لیکن اگر اہل علم کو دوسرے لوگ ترجیح دیں اور اپنی جگہ امام کے پیچھے کھڑا کریں تو یہ فعل بھی (ایسا کرنا) درست بلکہ مطلوب ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۵۷ بحوالہ ردالمحتار باب جواز الایثار بالقرب ج ۱ ص ۵۳۲)

جب کوئی شخص امام کے پیچھے کھڑا ہو گیا ہے تو کسی دوسرے نمازی یا امام کو اس کا حق نہیں کہ اس کی جگہ سے اس کو ہٹا دے، ہاں اگر وہ خود ہٹنے پر رضامند ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۹۶ بحوالہ طحطاوی ص ۳۰۴﴾

Marfat.com

امام کے پیچھے موذن کی جگہ متعین کرنا

مسجد میں کسی کے لیے بھی جگہ متعین کرنا جائز نہیں' موذن اگر امام سے قریب رہنا چاہتا ہے تو دوسرے نمازیوں سے پہلے آ جائے' ورنہ جہاں بھی جگہ ملے وہیں اقامت کہہ دے' اقامت کے لیے صف اول یا امام کے پیچھے (قرب کی) کوئی قید نہیں۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۹۵﴾

امام کا تکبیر کے وقت مصلے پر ہونا

یہ ضروری نہیں کہ جب امام مصلے پر کھڑا ہو تب تکبیر شروع کی جائے بلکہ امام جب کہ مسجد میں موجود ہو' تکبیر کہنا درست ہے۔ امام تکبیر سن کر خود مصلے پر آ جائے گا' جیسا کہ درمختار کی اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے: وَيَقُوْمُ الْاِمَامُ وَالْمُؤْتَمُّ حِيْنَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اِذَا كَانَ الْاِمَامُ يَقْرُبُ الْمِحْرَابَ وَاِلَّا فَيَقُوْمُ كُلُّ صَفٍّ يَنْتَهِيْ اِلَيْهِ الْاِمَامُ' عَلَى الْاَظْهَرِ الخ۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۱۱۲ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۴۷﴾

تکبیر کے بعد امام کا دیر تک رک کر نیت باندھنا

سوال ایک شخص نے ظہر کی سنتوں کی نیت باندھی صرف ایک رکعت پڑھی تھی کہ تکبیر ہو گئی' جس وقت تک شخص مذکور کی چار رکعت پوری ہوئی امام صاحب مصلے پر نہیں گئے' جب وہ چاروں رکعتیں ادا کر چکا تب امام صاحب مصلے پر پہنچے اور پہلی تکبیر سے نماز ادا کی گئی۔ نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب اس صورت میں نماز ہو گئی اور تکبیر کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۱۷ بحوالہ ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳﴾

امام نے بغیر تکبیر کے جماعت شروع کر دی تو کیا حکم ہے

سوال امام صاحب نے مصلے پر کھڑے ہو کر مقتدیوں کو تکبیر کے لیے کہا تکبیر میں کسی وجہ سے تاخیر ہو گئی' امام نے بقدر تکبیر تاخیر کر کے بوجہ ضعف سماع کے نہ سنا اور نیت باندھ لی تو نماز یا ثواب جماعت میں کچھ حرج واقع ہو گا یا نہیں؟

جواب اس صورت میں نماز ہو گئی اور ثواب جماعت بھی مل گیا' اور اقامت جو کہ سنت ہے

Marfat.com

متروک ہوگئی لیکن بوجہ عدم سماع (نہ سننے کی وجہ سے) ایسا ہوا اس لیے کچھ گناہ نہیں ہوا۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ص ۹۲ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ص ۵۰ باب الاذان﴾

امام کے عمامہ باندھتے وقت اقامت ختم ہوگئی تو کیا حکم ہے

سوال امام مصلے پر عمامہ یا رومال باندھ رہا تھا' موذن نے تکبیر ختم کردی' امام نے کہا پھر تکبیر کہو تو کیا دوبارہ تکبیر کی ضرورت تھی؟

جواب دوبارہ تکبیر کہنے کی اس صورت میں ضرورت نہ تھی۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ص ۱۱۶ بحوالہ ردالمختار باب الاذان ج ص ۳۷۱' ۳۷۲﴾

امام کے قدقامت الصّلوۃ پر ہاتھ باندھنے کا حکم

سوال اگر کوئی امام پوری تکبیر نہ ہونے دے' ہمیشہ قد قامت الصلوۃ پر نیت باندھ لے تو کیسا ہے؟

جواب بہتر یہ ہے کہ تکبیر ختم ہونے پر امام نیت باندھے اور اگر قد قامت پر نیت باندھے تو یہ بھی جائز ہے مگر پہلی صورت اولیٰ ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ص ۱۱۳﴾

اصح اور معتدل مذہب یہ ہے کہ جب تک تکبیر سے فارغ نہ ہو' اس وقت تک امام نماز شروع نہ کرے' کیونکہ اس میں پوری تکبیر کا جواب سب دے سکیں گے جو کہ مستحب و مسنون ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس وقت مکبّر قد قامت الصلوۃ کہتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقامھا اللہ وادامھا پڑھتے تھے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ص ۲۱۳ بحوالہ حدیث ابوداؤد و مشکوۃ﴾

امام کس طرح نیت کرے

اس طرح نیت کریں (۱) میں خالص خدا کے لیے نماز پڑھتا ہوں (۲) فرض نماز پڑھتا ہوں (واجب وغیرہ ہوں تو اس کا خیال کرے) (۳) جس وقت کی نماز ہو (ظہر ہو یا عصر وغیرہ) اس کا تصور کرے۔

وَكَفَى مُطْلَقُ نِيَّةِ الصَّلٰوةِ لِنَفْلٍ وَسُنَّةٍ وَتَرَاوِيْحَ وَلَابُدَّمِنَ التَّعَيُّنِ عِنْدَا لِنِيَّةِ لِفَرْضٍ وَلَوْقَضَاءً وَوَاجِبٍ دُوْنَ عَدَدِ رَكْعَاتِهٖ وَيَنْوِي الْمُقْتَدِيْ الْمُتَابَعَةَ۔ ﴿تنویر الابصار﴾

Marfat.com

امام کو امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے چنانچہ تنہا نماز پڑھنے والے کے پیچھے کوئی نیت باندھ رہا ہے تو اس کو امامت کی نیت کر لینی چاہیے تاکہ اس کو امامت کا ثواب مل جائے۔ ہاں! مقتدی کے لیے اقتداء کی نیت کرنا ضروری ہے۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج اص ۱۶۷ بحوالہ درمختار مع شامی ج اص ۳۹۴﴾

نماز کی نیت کس زبان میں ضروری ہے

نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں، زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کہے بہتر ہے اور زبان سے کسی زبان میں اردو فارسی وغیرہ میں کہہ لیں تو کچھ حرج نہیں۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۱۴۹ بحوالہ عالمگیری مصری ج اص ۶۱﴾

امام کو مقتدی عورت کی نیت کرنا

اگر عورت مرد کے محاذی نہ کھڑی ہو تو امام کو اس کی امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۱۴۹ بحوالہ ردالمحتار باب فی النیۃ ج اص ۳۹۴﴾

حنفیہؒ کے نزدیک صحت نماز کے لیے امام کا امامت کی نیت کرنا اس حال میں شرط ہے جبکہ وہ عورتوں کی امامت کر رہا ہو پس اگر عورتوں کا امام بننے کی نیت نہیں کی تو عورتوں کی نماز فاسد ہوگی، ہاں امام کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ ﴿کتاب الفقہ ج اص ۶۶۶﴾

حنفیہ کہتے ہیں کہ امامت کی نیت صرف ایک صورت میں لازم آتی ہے جبکہ کوئی شخص عورتوں کی امامت کر رہا ہو تاکہ محاذات یعنی عورت کے مرد کے برابر کھڑے ہو جانے کے مسئلہ میں گڑبڑ نہ ہو۔ ﴿کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ج اص ۳۴۶﴾

زبان سے قلبی نیت کے خلاف کا حکم

نیت صرف ارادہ سے ہو جاتی ہے زبان سے الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں، بلکہ زبان سے قلبی نیت کے خلاف بھی ہو جائے تو نماز ہو جائے گی۔ قلب کی نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کسی کے سوال کرنے پر فوراً بتا سکے کہ کیا پڑھنا چاہتا ہے۔ قلبی نیت میں نفل، سنت اور تراویح وغیرہ کسی قسم کی تعیین کی ضرورت نہیں، مطلق نماز کی نیت کافی ہے البتہ فرض اور واجب میں صرف اتنی تعیین ضروری ہے کہ ظہر کے فرض ہیں یا عصر کے اور واجب میں یہ کہ وتر ہیں یا نذر، اور ان میں دن اور

Marfat.com

رکعات کی تعداد کی نیت کی ضرورت نہیں بلکہ اس میں بھی قلبی نیت کی غلطی مضر نہیں۔

اگر نماز سے قبل زبان اور دل میں اختلاف پایا جائے تو قلب کی نیت کا اعتبار ہے' زبان کی غلطی معتبر نہیں اور اگر نماز شروع کرنے کے بعد دل سے نیت بدلے تو یہ معتبر نہیں۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۶' ۱۷ بحوالہ درمختار ج ا ص ۳۹۰﴾

تکبیر تحریمہ کے بعد نیت کرنے سے نماز نہ ہوگی

سوال زید نے تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ ناف پر باندھ کر پھر زبان سے پوری نیت کر کے تعوذ' تسمیہ' فاتحہ اور قرات کر کے نماز پوری کی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب تکبیر تحریمہ ختم ہونے سے پہلے نیت ضروری ہے۔ اس لیے زید کی نماز نہیں ہوئی اور اگر تکبیر تحریمہ ختم ہونے سے قبل' دل میں نماز کی نیت کر لی تھی تو اگر چہ قلبی نیت کی وجہ سے نماز کی ابتداء صحیح ہوگئی مگر بعد میں نیت کے الفاظ کہنے سے نماز فاسد ہوگئی۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۲ بحوالہ ردالمحتار ج ا ص ۴۴۸﴾

تحریمہ میں انگلیوں کی کیفیت

تکبیر تحریمہ کے وقت انگلیوں کو نہ کھولنے کی کوشش کرے اور نہ آپس میں ملانے کی' بلکہ اصل حالت پر رہنے دے' انگوٹھوں کو کانوں کی لو سے لگائے اور ہتھیلیوں کو قبلہ رخ کرے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۹ بحوالہ ردالمحتار ج ا ص ۴۵۰﴾

امام تکبیرِ تحریمہ میں عجلت نہ کرے

ردالمحتار باب الامامت ج ا ص ۵۳۱ کی عبارت "وَيَصُفُّ الاِمَامَ الخ" سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام کو یہ ضروری ہے کہ وہ مقتدیوں کو برابر کھڑا ہونے کا اور صف سیدھی کرنے کا حکم کرے۔ پس امام کو چاہیے کہ تکبیر تحریمہ میں ایسی عجلت نہ کرے کہ صف پوری ہو یا نہ ہو اور صف سیدھی ہو یا نہ ہو اور سب نمازی برابر کھڑے ہوں یا نہ ہوں فوراً نیت باندھ لے ایسا ہرگز نہ کرے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۲۱۶﴾

یعنی امام کو چاہیے جس وقت نماز کے لیے کھڑا ہو پیچھے مقتدیوں کو چیک کرلے کہ سب

Marfat.com

ٹھیک طرح کھڑے ہیں یا نہیں اور صفیں سیدھی بھی ہیں یا نہیں اور مقتدیوں کے درمیان خلا تو نہیں' یعنی مونڈھے سے مونڈھا ملا ہونا چاہیے اس کی حدیث میں تاکید آئی ہے۔

تکبیر تحریمہ کا طریقہ

سوال تکبیر تحریمہ کب کہے' ہاتھ باندھنے سے پہلے یا ہاتھ باندھ کر؟

(۱) اگر امام کان تک ہاتھ اٹھانے کے بعد جب ناف تک لے جائے تو اس وقت تکبیر تحریمہ کہے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۲) اگر امام کا ہاتھ ناف تک پہنچنے پر تکبیر کا ایک لفظ (اللہ) کہے اور ہاتھ باندھنے کے بعد دوسرا (اکبر) کہے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۳) تکبیر تحریمہ کب شروع کرے اور کب ختم کرے؟

(۴) رکوع وسجود کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

(۵) اگر امام نماز میں تکبیرات' خلاف سنت کہے تو شرعی حکم کیا ہے؟

جواب تکبیر تحریمہ یا تکبیر اولی اور رفع یدین کے بارے میں تین قول ہیں۔

(۱) پہلے رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر (اللہ اکبر) شروع کرے اور تکبیر ختم ہوتے ہی ہاتھ باندھ لے۔

(۲) تکبیر اور رفع یدین دونوں ایک ساتھ شروع کرے اور ایک ساتھ ختم کرے۔

(۳) پہلے تکبیر شروع کر کے فوراً ہاتھ اٹھا کر ایک ساتھ ختم کردے۔

﴿بحر الرائق ج۱ص۳۰۵ درمختار مع شامی ج۱ص۴۶۵﴾

مذکورہ تینوں صورتوں میں سے پہلی اور دوسری صورت افضل ہے اور تیسری صورت بھی جائز ہے مگر معمول بہا نہیں ہے۔ ﴿ہدایہ ج۱ص۸۴﴾

اور جوہرہ میں ہے: اصح یہ ہے کہ اولاً نمازی دونوں ہاتھ اٹھائے جب دونوں ہاتھ کانوں کے محاذات میں پہنچ کر ٹھہر جائیں تب تکبیر شروع کرے۔ ﴿جوہرہ ج۱ص۴۹﴾

صورت مسئولہ میں نماز ہو گئی لیکن ہاتھ باندھنے تک تکبیر کو مؤخر کرنے کی عادت غلط اور مکروہ ہے۔ یہ ثنا پڑھنے کا محل ہے نہ کہ تکبیر کہنے کا' تکبیر ہاتھ باندھنے تک ختم ہو جانی چاہیے۔

ہاتھ باندھنے تک موخر کرنے میں یہ بھی خرابی ہے کہ اونچا سننے والا اور بہرا مقتدی امام

کے رفع یدین کو دیکھ کر تکبیر تحریمہ کہے گا تو امام سے پہلے تکبیر کہنے کی بناء پر اس کی اقتداء اور نماز صحیح نہ ہوگی' کیونکہ اگر تکبیر کا پہلا لفظ ''اللہ'' کہنے میں مقتدی سبقت کرے' یا لفظ اللہ امام کے ساتھ شروع کرے مگر لفظ ''اکبر'' امام کے ختم کرنے سے پہلے ختم کر دے تب بھی اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ (درمختار مع شامی ج ۱ص ۴۴۸) لہذا امام کو یہ عادت ترک کرنی چاہیے۔

جواب ۲ رکوع و سجود کی تکبیرات کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ رکوع کے لیے جھکنے کے ساتھ تکبیر شروع کر دے اور رکوع میں پہنچتے ہی ختم کرے۔ رکوع و سجود میں پہنچ کر تکبیر کہنا خلاف سنت اور مکروہ ہے اور دو طرح کی کراہت لازم آتی ہے۔ ایک کراہت ترک محل کی' کیونکہ یہ تکبریں' تکبیرات انتقال کہلاتی ہیں' رکوع اور سجدہ کی طرف منتقل ہونے یعنی رکوع کے لیے جھکنے اور سجدہ میں جانے کے وقت ان کو کہنا چاہیے تھا۔ یہ ان کا محل تھا جس کو ترک کر دیا۔

دوسری کراہیت ادائے بے محل کی یعنی جس وقت تکبیر کہہ رہا ہے۔ سبحان ربی العظیم یا سبحان ربی الاعلی کہنے کا وقت تھا تکبیر کا وقت نہیں تھا۔ اس وقت تکبیر بے محل ہے۔

﴿منیۃ المصلی ص ۸۸ ص ۹۴ و کبیری ص ۴۴۵﴾

مختصر یہ کہ امام کا یہ عمل خلاف سنت ہے۔ انہیں سنت کے مطابق عمل کرنا لازم ہے۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ص ۲۴۳﴾

تکبیر تحریمہ کے بعد اور وتر میں دعائے قنوت سے پہلے' اسی طرح نماز عید کی پہلی رکعت میں تیسری تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھا کر باندھ لیے جائیں۔ ہاتھ چھوڑ کر پھر باندھنا کہیں سے ثابت نہیں۔

اختلاف اس بات میں ہے کہ ثناء اور قرات کرنے کی حالت میں ہاتھ باندھے یا چھوڑے رکھے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہاتھ باندھنے کا حکم ہے (ان کے نزدیک ہاتھ باندھنا قرات کے آداب میں سے ہے) یعنی جب نماز شروع کرنے کا ارادہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں آستین سے نکالے پھر ان کو کانوں کے مقابل اٹھائے پھر تکبیر کہے بلا مد کے' نیت کرتے ہوئے پھر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔ تحریمہ کے بعد بلا تاخیر کے ثناء پڑھے۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۳۷ بحوالہ نور الایضاح ص ۶ والجوہرۃ النیرۃ ج ۱ص ۵۰﴾

امام کو تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں

اکثر و بیشتر اماموں کو دیکھا جاتا ہے کہ نماز پڑھاتے وقت تکبیرات انتقالیہ' حرکت

Marfat.com

انتقالیہ کے ساتھ ساتھ نہیں کہتے، بلکہ کبھی تو منتقل ہونے کے بعد تکبیر کہتے ہیں اور کبھی دوسرے رکن تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیتے ہیں۔ مثلاً قیام کی حالت سے منتقل ہو کر رکوع میں جاتے ہیں تو بعض امام جھکنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہیں اور امام اس قدر جلد اللہ اکبر کہتے ہیں کہ رکوع میں پورے طور پر پہنچنے سے پہلے ہی اللہ اکبر کی آواز ختم ہو جاتی ہے اور اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت اور سجدہ سے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت بھی کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ ان دونوں صورتوں میں تکبیر کی سنت کامل ادا نہیں ہوئی۔ کامل سنت اس وقت ہی ادا ہوتی ہے جبکہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ تکبیرات شروع کرے اور جونہی دوسرے رکن میں پہنچے، تکبیر کی آواز بند ہو جائے اور بعض امام اللہ اکبر کو اس طرح کھینچتے ہیں کہ دوسرے رکن میں پہنچ جانے کے بعد بھی کچھ دیر تک ان کی تکبیر کی آواز آتی رہتی ہے، اس درجہ تکبیر کو کھینچنا مکروہ ہے۔ ﴿مسائل سجدۂ سہو ص ۷۱ بحوالہ کبیری ص ۳۱۲﴾

بعض امام تکبیر کہنے میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اور اللہ اکبر کہنے کے بجائے اللہ اکبار کہتے ہیں، یعنی با اور را کے درمیان الف بڑھا دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض امام اللہ اکبر کے شروع میں مد کرتے ہیں اور آللہ اکبر کہتے ہیں۔ یہ دونوں صورتیں بالکل غلط ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر تکبیر تحریمہ میں اس طرح کہہ دیا تو نماز کا شروع کرنا ہی صحیح نہ ہوگا۔ ﴿مسائل سجدۂ سہو ص ۷۲﴾

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حلیہ وغیرہ سے نقل فرمایا ہے کہ تکبیر میں اسم ذات "اللہ" اور اکبر کے الف کو کھینچ کر پڑھنا مفسد نماز ہے، اور لام کو اتنا کھینچنا کہ ایک الف مزید پیدا ہو جائے، مکروہ ہے، مفسد نہیں، اسی طرح باء کو کھینچنا مکروہ ہے۔ باکی مد کے مفسد ہونے میں اختلاف ہے اور راپر پیش کھینچ کر پڑھنا مفسد نہیں ہے۔

مگر غلبہ جہل کی وجہ سے متاخرین کا یہ فیصلہ ہے کہ اعراب اور مد کی غلطی مفسد نہیں۔ البتہ اگر کوئی تنبیہ کے باوجود اصلاح کی کوشش نہیں کرتا تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور غلط خواں کو امام بنانا بہر صورت ناجائز ہے، بجز اس مجبوری کے کہ کوئی صحیح پڑھنے والا موجود نہ ہو۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۲۴﴾

تحریمہ میں عام غلطی

بعض مرتبہ مقتدی بھی ایسی غلطی کر بیٹھتے ہیں کہ جس سے ان کی نماز فاسد ہو جاتی ہے،

مثلاً امام کے تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہنے سے پہلے مقتدی اللہ اکبر کہہ دیتے ہیں یا امام کے لفظ اللہ ختم ہونے سے پہلے ہی لفظ اللہ کہہ دیتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں نماز کا شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوتا۔ ان مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ پھر سے دوبارہ اللہ اکبر کہہ کر امام کے پیچھے نیت باندھیں۔

﴿مسائل سجدۂ سہو ص ۴۷ بحوالہ صغیری ص ۱۴۳﴾

اکثر مقتدیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اگر امام رکوع میں چلا گیا تو اس کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے کے لیے سیدھے کھڑے ہوئے بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے ہیں' اس طور پر کہ ان کی اللہ اکبر کی آواز رکوع میں پہنچ کر ختم ہوتی ہے۔

اس طرح نماز میں شریک ہونا درست نہیں' تکبیر تحریمہ سے فارغ ہونے تک کھڑا ہونا فرض ہے' یعنی سیدھے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کی آواز ختم ہو جائے اس کے بعد رکوع کے لیے جھکنا چاہیے۔ اگر تکبیرات تحریمہ بحالت قیام یعنی قیام کی حالت میں ختم نہ ہوں تو اس کا نماز میں شمول صحیح نہیں ہوا۔ ﴿کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۹۱﴾

مسنون طریقہ یہ ہے کہ قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر فوراً دوسری تکبیر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے' تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ نہ باندھے رکوع میں امام کے ساتھ ذرا سی شرکت کافی ہے۔ یہاں تک کہ اگر مقتدی اس حالت میں رکوع کے لیے جھکا کہ امام رکوع سے اٹھ رہا ہے مگر امام ابھی سیدھا نہیں ہونے پایا تھا کہ اس کے ہاتھ رکوع تک پہنچ گئے' تو اس کو یہ رکعت مل گئی' اس لیے کہ ایک تسبیح کے برابر (بقدر تَسْبِیْحَۃٍ وَّاحِدَۃٍ) رکوع میں ٹھہرنا واجب ہے' اس کے بعد بقیہ تسبیحات چھوڑ کر امام کی اتباع واجب ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۸۸﴾

تکبیر میں جہر کی مقدار

سوال امام کا بعض تکبیرات کو اس طرح جہر (زور) سے بولنا کہ مسجد سے باہر سڑک تک سنائی دے اور بعض تکبیرات کو اتنی آہستہ بولنا کہ دوسری' تیسری صف والے بھی نہ سنیں' کیسا ہے؟

جواب امام کو قرات اور تکبیرات کے جہر میں درمیانی طریقہ کو اختیار کرنا چاہیے' اور قدر حاجت کے موافق جہر کرنا چاہیے اور یہ فرق اور تفاوت تکبیرات کے درمیان' کہ بعض کو جہر مفرط سے ادا کرنا اور بعض کو قدر حاجت سے بھی کم کر دینا مذموم اور بے اصل ہے' شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ صرف سلام میں تو فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ دوسرے سلام کو پہلے سلام سے کچھ پست

Marfat.com

آواز سے کہے اور اس کے علاوہ اور کسی جگہ جہر میں تفاوت درجات نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۱۸۰ بحوالہ ردالمختار فصل فی القراۃ ج اص ۴۹۷ و باب صفۃ الصلوۃ ج اص ۴۴۳﴾

امام کے لیے زور سے تکبیر کہنا مسنون ہے۔ اسی لیے اس کے ترک سے سجدۂ سہو تو نہیں البتہ ترک سنت کا گناہ ہوگا اور جہر کی حد یہ ہے کہ پوری صف اول تک آواز پہنچے۔

﴿احسن الفتاوی ج ۳ ص ۳۶۶ بحوالہ ردالمحتار ج اص ۴۹۹﴾

قرات میں جہر کی مقدار

سوال امام تراویح وغیرہ جہری نمازوں میں قرات کس قدر زور سے کرے؟

جواب افضل یہ ہے کہ امام جہری نمازوں میں بلاتکلف اس قدر زور سے پڑھے کہ مقتدی قرات سن سکیں' اس سے زیادہ تکلف کر کے پڑھنا مکروہ اور منع ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا" ع (بنی اسرائیل پارہ نمبر ۱۵ ع ۱۲) اور نہ تم اپنی نمازوں میں زیادہ زور سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ پڑھو' اس کے بیچ درمیانی راہ اختیار کرو۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ نماز میں درمیانی آواز سے قرات کرنی چاہیے' اس سے قلب پر اثر ہوتا ہے' نہ اس قدر زور سے پڑھے کہ قاری اور سامع دونوں کو تکلیف ہو کہ اس سے حضور قلب میں خلل آجائے۔ ﴿خلاصۃ التفسیر ج ۳ ص ۶۷ وتفسیر فتح المنان ج ۵ ص ۹۶﴾

فقہاء کرام زور سے پڑھنے میں دو باتیں ضروری قرار دیتے ہیں۔ اول یہ کہ پڑھنے والا اپنے اوپر غیر معمولی زور نہ ڈالے (یہ مکروہ ہے) دوسرے یہ کہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔ مثلاً تہجد کے وقت کوئی سورہا ہو یا کچھ لوگ اپنے کام میں مصروف ہیں' آپ ان کے پاس کھڑے ہو کر اتنی بلند آواز سے قرات کرنے لگیں کہ ان کے کام میں خلل ہو' تو یہ بھی مکروہ ہے۔ ان دونوں باتوں کے بعد تیسری بات یہ ہے کہ جماعت کی کمی زیادتی کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے بموجب قرات کریں۔ مثلاً مقتدیوں کی تین صفیں ہیں' آپ اتنی بلند آواز سے پڑھیں کہ تیسری صف تک آواز پہنچتی رہے' اس سے زیادہ زور سے نہ پڑھیں کہ باہر تک آواز پہنچے۔

فقیہ ابوجعفرؒ کا یہ قول ہے کہ جتنی بلند آواز سے پڑھے اچھا ہے بشرطیکہ پڑھنے والے پر تعب نہ ہو اور کسی کو تکلیف نہ پہنچے مگر دوسرے فقہاء کا یہ قول ہے اور راجح یہی ہے کہ بقدر ضرورت آواز بلند کرے یعنی صرف اتنی آواز بلند کرے کہ تیسری صف تک آواز پہنچے' البتہ اگر صفیں زیادہ

Marfat.com

ہوں تو آواز کو اس سے بلند بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ اپنے اوپر زیادہ زور نہ پڑے۔﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۱ بحوالہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۳۷ ودر مختار فصل فی واجب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۷ مجمع الانہر ج ۱ ص ۱۰۳ عالمگیری ج ۱ ص ۴۲﴾

امام قومہ اور جلسہ اطمینان سے کرے

سوال ہمارے امام صاحب رکوع کے بعد قومہ میں سیدھے کھڑے ہوئے بغیر سجدہ میں چلے جاتے ہیں اور سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ ہی اللہ اکبر کہتے ہیں۔ درمیان میں ذرا بھی نہیں ٹھہرتے' نہ سانس توڑتے ہیں۔ اسی طرح سجدہ کے بعد جلسہ کی حالت میں کرتے ہیں اور یہی حالت سجدہ میں جانے اور سجدہ سے اٹھنے کی تکبیرات کی ہے' ان تکبیرات میں وقفہ نہیں کرتے۔ ان کو دیکھتے ہوئے مقتدی بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب اس طرح عادت کر لینا غلط ہے نماز مکروہ ہوتی ہے اور قابل اعادہ ہو جاتی ہے۔ قومہ اور جلسہ کو اطمینان سے ادا کرنا ضروری ہے۔

در مختار ص ۴۶۵ وص ۴۶۶ وص ۴۷۲ کی عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہو کیونکہ یہ قومہ سنت ہے اور اس کو واجب اور فرض بھی کہا گیا ہے پھر زمین کی طرف جھکتے ہوئے "اللہ اکبر" کہے اور دونوں گھٹنے زمین پر رکھے۔ عبارت میں لفظ "ثم" آیا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ وقفہ کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے جھکنا شروع کرے یہ تکبیر اس وقت ختم ہو جب جھکنا ختم ہو اور پیشانی زمین پر رکھی جائے پھر دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھے' یعنی اتنی دیر بیٹھے کہ سبحان اللہ کہا جا سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قومہ اور جلسہ کا طریقہ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اطمینان سے سیدھے کھڑے ہوتے' پھر سجدہ میں جاتے' اسی طرح سجدہ کے بعد سر مبارک کو اٹھا کر برابر سیدھے بیٹھ جاتے' تب دوسرا سجدہ فرماتے۔ ﴿مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۷۵﴾

اسی طرح حضرت ابوحمید ساعدیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قومہ کا طریقہ بیان فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو برابر سیدھے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ کمر مبارک کا جوڑ اپنی جگہ ٹھہر جاتا۔" ﴿مشکوٰۃ ج ۱ ص ۷۵﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق اپنی نماز ہونی ضروری ہے' آپؐ کا

Marfat.com

ارشاد ہے ’’مجھے جس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو اسی طرح تم نماز پڑھو۔‘‘

اگر ہم خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق ادا کرنے کی کوشش نہ کریں اور خلاف سنت نماز پڑھیں تو نماز مقبول نہ ہوگی اور قابل اعادہ ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایک طرف تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر آپ کے پاس آیا۔ سلام کیا' آپ نے فرمایا وعلیکم السلام واپس جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس ہوا' نماز پڑھی' پھر آیا' آپ نے پھر یہی فرمایا کہ جاؤ کہ نماز پڑھو' تم نے نماز نہیں پڑھی' دو یا تین مرتبہ یہی ہوا۔ تیسری یا چوتھی مرتبہ میں اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ آپ مجھ کو نماز پڑھنی سکھا دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لیے اٹھو تو پہلے اچھی طرح وضو کرو پھر قبلہ رخ کھڑے ہو جاؤ' پھر اللہ اکبر کہو' پھر قرآن جو تم کو یاد ہے جتنا آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھو' پھر جھکو اور پھر اطمینان سے رکوع کرو پھر رکوع سے اٹھو یہاں تک کہ اطمینان سے سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو' پھر سجدہ سے اٹھو اور اطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر رکوع اور ہر ایک رکن کو ادا کرو۔

﴿مشکوٰۃ شریف باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۷۶﴾

فقہ اور حدیث کی تصریحات کو دیکھیے ان میں بار بار اطمینان کی ہدایت کی گئی ہے۔

آپ کے امام صاحب اگر اطمینان کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر رکوع' سجدہ' قومہ وجلسہ نہیں کرتے' سمع اللہ لمن حمدہ اور اللہ اکبر لگاتار کہتے رہتے ہیں تو حدیث اور فقہ کی تصریحات کے خلاف کرتے ہیں' جو سراسر بے ادبی اور مکروہ ہے۔ مشکوٰۃ ص ۸۳ پر ہے ’’بدتر اور سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز میں کس طرح چوری کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ نماز میں چوری یہ ہے کہ رکوع وسجود کو ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت نہیں رکھتا۔‘‘

آپؐ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ رکوع وسجود پورا ادا نہیں کر رہا تھا تو فرمایا ’’تو اللہ سے نہیں ڈرتا کہ اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو دین محمدی پر تیری موت نہ ہوگی۔‘‘

آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہو اور اپنی پیٹھ کو ثابت نہ رکھے اور اس کا ہر ایک عضو اپنی اپنی جگہ پر قرار نہ پکڑے۔

Marfat.com

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت اپنی پیٹھ کو درست نہیں کرتا اور ثابت نہیں رکھتا اس کی نماز پوری نہیں ہوتی۔

آپؐ ایک نمازی کے پاس سے گذرے' دیکھا کہ ارکان اور قومہ وجلسہ بخوبی ادا نہیں کرتا تو فرمایا کہ اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو قیامت کے دن میری امت میں نہ اٹھے گا۔

منقول ہے کہ مومن بندہ جب نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے اور اس کے رکوع وسجود کو بخوبی بجالاتا ہے تو اس کی نماز بشاش اور نورانی ہو جاتی ہے اور فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں' نماز اپنے نمازی کے لیے دعا کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تعالی تیری حفاظت کرے' جس طرح تو نے میری حفاظت کی' اور اگر نماز کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا اور اس کے رکوع وسجدہ اور قومہ وجلسہ کو بجا نہیں لاتا تو وہ نماز سیاہ رہتی ہے اور فرشتوں کو اس سے کراہت ہوتی ہے اور اس کو آسمان کی طرف نہیں لے جاتے وہ نماز اس نمازی کے لیے بددعا کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تعالی تجھ کو ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۴۵﴾

امام کا صرف حسن آواز کے لیے کھانسنا

سوال اگر فرض نماز میں امام صاحب بلاعذر کھکاریں جو محض حسن آواز کے لیے ہو' جس کی تعداد تین مرتبہ تک پہنچ گئی ہو تو اس کھکارنے کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب درمختار کی عبارت میں ہے' حسن صوت (اچھی آواز) کرنے کے لیے کھکارنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ تین بار یا کم وبیش ہو۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۶۵ بحوالہ درمختار باب ما یفسد الصلوۃ ج ۱ ص ۴۷۸﴾

بغیر ثناء کے قرات کرنے کا حکم

سوال اگر کوئی امام تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً بغیر ثناء (سبحانک اللہ) پڑھے' سورۂ فاتحہ شروع کر دے تو کیا حکم ہے؟

جواب ثناء نہ پڑھنے کی عادت بنالینا تو مذموم حرکت ہوگی باقی اس سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آئے گی۔ اس لیے کہ قرات ثناء (ثناء کا پڑھنا) محض مستحب ہے اور ترک مستحب سے نماز میں قباحت نہیں آتی۔ ﴿مکمل ومدلل مسائل تراویح ص ۷۰﴾

کیا امام مقتدیوں کی ثناء کا انتظار کرے

سوال امام ثناء (سبحانك اللهم الخ) پڑھ کر قرات شروع کردے یا مقتدیوں کی ثناء پڑھنے کا انتظار کرے؟

جواب انتظار نہ کرے (قرات شروع کردے)۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۱۶۴ بحوالہ ردالمختار باب صفتہ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۷۱﴾

نماز میں بسم اللہ کا حکم

سوال امام پر ہر رکعت میں بسم اللہ کا پڑھنا الحمد اور سورت کے ساتھ واجب ہے یا نہیں؟ اور امام و منفرد کے لیے مستحب صورت حنفیہ کے مذہب کے مطابق کیا ہے؟

جواب ردالمختار باب صفتہ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۵۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو الحمد سے پہلے بسم اللہ کا پڑھنا سنت ہے اور بعض وجوب کے قائل ہیں۔

اور سورت سے پہلے اگرچہ مسنون نہیں ہے لیکن مکروہ بھی نہیں ہے بلکہ مستحب اور بہتر ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۱۸۴﴾

قرات میں ترتیب کا لحاظ

سورتوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب ہے۔ پس پہلی رکعت میں تَبَّتْ یَدَا اور دوسری اِذَا جَآءَ پڑھنا درست نہیں ہے اور فرائض میں ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مثلاً پہلی رکعت میں اِذَا جَآءَ اور دوسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہ پڑھنا مکروہ ہے اور نوافل میں ایسا کرنا درست ہے اور ایک رکعت میں مثلاً سورۂ مزمل پڑھ کر قل ھو اللہ اس کے ساتھ ملانا مکروہ ہے۔ اسی طرح دوسری رکعت میں معوذتین یعنی ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا بھی اچھا نہیں ہے، اگرچہ نماز صحیح ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۲۳ بحوالہ ردالمختار فصل فی القراۃ ج ۱ ص ۵۱۰﴾

نصف آیت سے قرات کی ابتدا کرنا کیسا ہے

اس طرح نماز تو ہو جاتی ہے لیکن ایسا نہ کرنا چاہیے کہ یہ امر، نامشروع اور خلاف قواعد ہے جب سورت کے بعض حصے کے پڑھنے کو بعض فقہاء نے مکروہ لکھا ہے تو آیت ادھوری پڑھنا

Marfat.com

کب مناسب ہوگا؟ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۴۰ بحوالہ غنیۃ المستملی ص ۴۶۲﴾

امام نے جہری نماز میں سراً پڑھا

سوال اگر جہری نماز میں امام دو تین آیتیں آہستہ پڑھ گیا' لقمہ دینے کے بعد یا از خود اس کو یاد آ گیا اب وہ سب کو جہر سے پڑھے یا جہاں سے یاد آیا وہیں سے آواز سے شروع کرے؟ اور سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا نہیں؟

جواب جہاں سے یاد آیا وہیں سے جہر شروع کر دے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۷۲﴾

جہری نماز میں تین آیات کی مقدار سہواً سراً پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔ اسی طرح سری نماز میں جہراً پڑھنے کا حکم ہے۔ سورہ فاتحہ اگر سراً پڑھی ہے تو جہری نماز میں اس کو جہراً پڑھے پھر سجدۂ سہو کرے۔ اگر اس کو جہراً نہیں پڑھا بلکہ صرف سورۃ کو جہراً پڑھ کر سجدہ سہو کر لیا تب بھی نماز درست ہو جائے گی۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۵۰﴾

امام کو لقمہ دینے کی تفصیل

امام اگر اتنی مقدار قرات کے بعد اٹکا ہے کہ جس کے بعد رکوع کر دینا مناسب تھا' تب تو امام کو رکوع کر دینا چاہیے۔ اگر اتنی مقدار سے پہلے ہی اٹک گیا تو اس کو چاہیے کہ دوسری سورت جو یاد ہو پڑھ دے' وہیں اٹکا نہ رہے' امام کو اسی اٹکی ہوئی جگہ کو بار بار پڑھنا مکروہ ہے اور مقتدی کو چاہیے کہ لقمہ دینے میں جلدی نہ کرے بلکہ توقف کرے کہ شاید امام رکوع کر دے یا دوسری سورۃ پڑھ دے یا خود ہی اٹکی ہوئی جگہ کو نکال کر صحیح پڑھ لے' جلدی لقمہ دینا مقتدی کے حق میں مکروہ ہے۔

جب امام نہ رکوع کرے اور نہ دوسری سورۃ پڑھے' نہ خود نکال پائے تو لقمہ دے دے خواہ تین آیت پڑھ چکا ہو یا اس سے کم' نماز کسی کی بھی فاسد نہ ہوگی' امام کی نہ مقتدی کی۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۸۵ بحوالہ طحطاوی ص ۱۸۳﴾

امام کا سورتوں کو خلاف ترتیب پڑھنا

سوال امام صاحب نے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ کوثر یا سورۂ قریش پڑھی تو اس طرح قرآن کی ترتیب کے خلاف پڑھنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

Marfat.com

جواب ترتیب سورہ واجبات تلاوت میں سے ہے واجبات نماز سے نہیں لہذا اس طرح پڑھنے سے سجدۂ سہو نہیں ہاں عمداً اس طرح پڑھنا مکروہ ہے نسیاناً (بھول کر) پڑھے تو مکروہ بھی نہیں۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج۱ ص۲۴۶ بحوالہ شامی ج۱ ص۵۱۰﴾

مقتدی کے لقمہ دینے سے امام کا آیت سجدہ پڑھنا

امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا اور امام نے وہ آیت پڑھ کر سجدہ کیا تو یہ ایک سجدہ کافی ہے اس صورت میں دو سجدے واجب نہیں۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج۳ ص۴۹﴾

واجب قرات کی مقدار

سوال قرآن مجید کی چھوٹی سی تین آیتیں جو ایک رکعت میں کافی ہو سکتی ہیں کون سی ہیں؟ آیت گول ○ ٹکڑے کی مانی جاتی ہے یا ج، ص، ز، ط وغیرہ پر مانی جاتی ہے۔ ایک بڑی آیت کے مقابلہ میں چھوٹی تین آیتیں کافی ہو سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب واجبات نماز میں سے یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد تین آیات چھوٹی یا ایک آیت بڑی جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو پڑھے۔

چھوٹی سورت جس میں تین آیتیں ہیں "اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الکوثر" ہے۔ یہ سورت یا اس کے مانند کوئی دوسری سورت الحمد کے بعد پڑھنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے اور آیت وہی سمجھی جاتی ہے جس پر گول نشان اس صورت سے ہو ○ اور بڑی آیت کی مثال آیۃ الکرسی یا آیۃ "تداینہ (ا آیت: اذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ___ البقرۃ: ۲۸۲) وغیرہ ہے اور چھوٹی آیت کی مثال ثُمَّ نَظَر ○ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ○ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ○ ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج۲ ص۲۴۵ بحوالہ ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج۱ ص۴۲۷﴾

(نماز میں قرات) ایک آیت کی مقدار فرض ہے الحمد اور کوئی سورت یا تین آیات یا ایک آیت طویلہ واجب ہے۔ حضر میں مفصلات کا پڑھنا سنت ہے یعنی فجر وظہر میں سورہ حجرات سے آخر بروج تک کوئی سورت اور عصر اور عشاء میں اس کے بعد سے لَمْ یَكُنْ تک اور مغرب میں اس کے بعد سے ختم تک اس کے علاوہ بھی کبھی کبھی مخصوص سورتوں کا پڑھنا ثابت ہے لیکن مقتدیوں

کے حال اور وقت کی رعایت لازم ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۵۸ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۳۶۰﴾

نماز میں مختلف سورتوں کے رکوع پڑھنا

سوال کوئی امام اگر اس طرح قرات کیا کرے مثلاً اس کو ہر پارہ کا ایک ایک رکوع یاد ہے اور ہر نماز میں ایک رکوع پڑھتا ہے۔ اسی طرح بالترتیب تمام ختم کر لیتا ہے' پھر بعد ختم ابتداء سے شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح جائز ہے یا نہیں؟

جواب اس طرح پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے' لیکن افضل یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں پوری سورت پڑھے۔ اس طریقے سے کہ جس طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ صبح اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل میں سے کوئی سورت پڑھے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۴۶ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۷۲﴾

نماز کی قرات میں آپ کا معمول

مختلف اوقات کی نماز کی قرات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا۔ ظہر کی نماز میں تطویل' عصر میں تخفیف' مغرب میں قصار مفصل' عشاء میں اوساط مفصل اور فجر کی نماز میں طوال مفصل۔

''مفصل'' قرآن شریف کی آخری منزل کی سورتوں کو کہا جاتا ہے یعنی سورہ حجرات سے آخر قرآن تک' پھر اس کے بھی تین حصے کیے گئے ہیں۔ حجرات سے لے کر سورہ بروج تک کی سورتوں کو ''طوال مفصل'' کہا جاتا ہے اور بروج سے لے کر سورہ لَمْ یَکُنْ تک کی سورتوں کو ''اوساط مفصل'' اور لم یکن سے لے آخر تک کی سورتوں کو ''قصار مفصل'' کہا جاتا ہے۔

﴿معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۵۷﴾

امام کا خلاف سنت قرات کرنا

سوال فجر اور ظہر میں سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک اور عصر و عشاء میں سورہ والطارق سے لم یکن الذین تک اور مغرب میں سورۂ زلزال سے سورۂ ناس تک اور وتروں میں سبح اسم ربک' سورۃ القدر' سورۃ الکافرون' سورۂ اخلاص ______ ان سورتوں کا اس طرح پڑھنا سنت ہے یا مستحب؟

اگر کوئی امام مندرجہ بالا سورتوں کے علاوہ اور کوئی رکوع یا تین چار آیتیں کہیں سے پڑھے تو وہ امام تارک سنت ہے یا نہیں؟ اور ان سورتوں کے نہ پڑھنے سے نماز کے ثواب میں کچھ کمی ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب ہاں اس ترتیب سے سورتیں نمازوں میں پڑھنا سنت ہے مگر سنت موکدہ نہیں۔ اس کے بجائے دوسرے رکوع پڑھ لینے میں کوئی کراہت نہیں ہے ہاں خلاف اولیٰ ہے۔

﴿کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۰۷﴾

قرات کے اخیر لفظ کو رکوع کی تکبیر کے ساتھ ملانا

سوال امام صاحب کا سورۂ فاتحہ کے بعد سورت یا آیت کے آخری لفظ پر وقف نہ کرنا بلکہ اللہ اکبر کے ساتھ وصل کر کے رکوع میں جانا مثلاً وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى تَصِفُوْنَ اللّٰهُ اَكْبَرُ سنت کے موافق ہے یا نہیں؟

جواب اگر آخری لفظ ثنا پر ختم ہو تو اس کو رکوع کی تکبیر کے ساتھ ملا کر پڑھنا اولیٰ ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو وقف کر کے تکبیر کہنا اولیٰ ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۲۶ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۳۳۱﴾

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کی صحیح ادائیگی

سوال ایک امام صاحب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کو اس طرح پڑھتے ہیں کہ هُوْ لِيْمَنْ سننے میں آتا ہے۔ آیا یہ صحیح یا غلط؟

جواب اس طرح پڑھنا باعتبار قرات کے غلط ہے صحیح نہیں ہے۔ قرات کے قاعدہ میں یہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ (پیش و زیر) میں صرف واو اور یا کی بو آ جائے نہ یہ کہ صریح واو اور یاء یعنی ہو لیمن پڑھا جائے یہ بالکل غلط ہے۔

چاہئے کہ وہ امام سمع اللہ لمن حمدہ پڑھیں اور ایسی قرات سے معاف رکھیں۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۸۸﴾

امام کو متنبہ کرنے کا طریقہ

سوال اگر امام سے سہواً قعدۂ اخیرہ ترک ہو گیا اور امام قریب قیام کے پہنچ گیا تو مقتدی کو سبحان اللہ کہتے ہوئے کھڑا ہونا اولیٰ ہے یا بیٹھ کر سبحان اللہ کہے اولیٰ کیا ہے؟

Marfat.com

جواب بیٹھے ہوئے کہنا اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔ جزئیہ کوئی نظر سے نہیں گزرا اور درست دونوں طرح ہے۔
﴿فتاویٰ دار العلوم ج۴ ص۲۱۹﴾

امام کا دوسری رکعت میں قرات لمبی کرنا

سوال امام صاحب نے صبح کی نماز میں اول رکعت سے دوسری رکعت میں قرات کو قصداً دو چار آیت طول دے دیا' اس صورت میں نماز بلا کراہت صحیح ہو گی یا نہیں؟

جواب اس صورت میں نماز صحیح ہے بلا کراہت' شامی میں ہے کہ بڑی سورتوں میں تین آیات کی زیادتی کا اعتبار نہیں ہے' البتہ چھوٹی سورتوں میں دوسری رکعت میں تین آیات کی زیادتی مکروہ تنزیہی ہے۔
﴿فتاویٰ دار العلوم ج۴ ص۲۴۸ بحوالہ شامی ج۱ ص۵۰۷﴾

دوسری رکعت کو طول دینے میں کس چیز کا اعتبار ہے

سوال نماز میں اول رکعت سے دوسری رکعت میں زیادہ قرات مکروہ ہے۔ یہ آیتوں کے حساب سے ہے یا حرفوں کے حساب سے یا بحساب کلمات کے؟

جواب اگر آیتیں برابر یا قریب برابر کے ہیں تو عدد آیات کا اعتبار ہے کہ دوسری رکعت کی قرات تین آیات سے زیادہ نہ ہو اور اگر آیات متفاوت ہوں طول وقصر میں تو حروف وکلمات کا اعتبار ہے۔
﴿فتاویٰ دار العلوم ج۲ ص۲۵۵ بحوالہ ردالمحتار فصل فی القراۃ ج۱ ص۵۱۰﴾

تین آیتوں کی مقدار کی زیادتی سے کراہت تنزیہی ہو گی۔ (طحطاوی ص۱۹۳) مگر یہ ان چھوٹی سورتوں میں ہے جن کی آیات چھوٹی بڑی ہونے میں قریب قریب ہیں ورنہ بڑی سورتوں میں جن کی آیات میں بڑے چھوٹے ہونے کا نمایاں فرق ہو' حروف کی گنتی کا اعتبار ہو گا' جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت میں جو سورت پڑھی گئی ہے۔ اس کے زیادتی والے حروف پہلی رکعت کی سورت کے نصف کے برابر یا زائد ہیں تو کراہت ہو گی ورنہ نہیں۔ جو سورتیں آپ ﷺ سے ثابت ہیں وہ کراہت میں داخل نہیں۔
﴿فتاویٰ محمودیہ ج۲ ص۱۶۵ بحوالہ شامی ج۱ ص۳۶۴﴾

ہر رکعت میں ایک ہی سورت پڑھنا

طریق سنت یہ ہے کہ ایک سورت کو بار بار پہلی اور دوسری رکعت میں نہ پڑھیں بلکہ مختلف سورتیں ہر رکعت میں ترتیب کے لحاظ سے (ترتیب کے ساتھ) پڑھیں مثلاً پہلی رکعت میں

Marfat.com

قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھواللہ پڑھنی چاہیے اسی طرح کبھی کوئی سورت اور کبھی کوئی سورت پڑھنی چاہیے' یہ نہیں کہ پہلی رکعت میں قل ھواللہ اور دوسری رکعت میں بھی قل ھو اللہ پڑھی جائے' یہ طریقہ غیر مقلدوں کا ہے کہ ہر ایک رکعت میں سورۂ اخلاص ہی کو مکرر پڑھا جائے' البتہ جس شخص کو کوئی اور سورت یاد نہ ہو تو مجبوری ہے۔ پس جو لوگ حنفی ہیں' سنت طریقے کے موافق قرات کریں۔ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد مختلف سورتیں ترتیب کے موافق پڑھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مختلف سورتیں نماز میں پڑھی ہیں ایسا نہیں کیا کہ صرف سورہ اخلاص کو ہر رکعت میں پڑھا ہو۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۴۳ بحوالہ رد المحتار ج ا ص ۵۰۸﴾

قرأت مسنونہ

سوال: نماز کی کتابوں میں جو لکھا ہے کہ مثلاً مغرب کی نماز میں لم یکن الذین سے سورہ ناس تک کی قرات مسنون ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم سے اس وقت کی نماز میں اتنی ہی قرات کی جائے جتنی ان سورتوں میں کی جاتی ہے' یا ان ہی سورتوں کے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے؟

جواب: مسنون یہی ہے کہ ان سورتوں کو پڑھا جائے' کبھی کبھی ان سورتوں کے علاوہ دوسری سورتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے مگر عام طور پر ان ہی سورتوں کو پڑھنا چاہیے۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۷۱ بحوالہ شامی ج ا ص ۳۶۲﴾

ہر رکعت میں پوری سورت پڑھنا

سوال: ایک امام صاحب نے صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ یٰسین کا آخری رکوع پڑھ کر اس کے بعد والی دوسری سورت والصافات کا پہلا رکوع پورا پڑھا۔ ایسا کرنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس طرح نماز پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی' بلکہ درست ہوتی ہے لیکن ایک رکعت میں پوری سورت پڑھنا افضل ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۰۰ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۷۸﴾

امام کے لیے تحمید افضل ہے

سوال: امام سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا لک الحمد بھی کہے' یا صرف مقتدی کہیں؟

Marfat.com

جواب: امام کی تحمید سے متعلق دونوں قول ہیں، کہنا افضل ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۱۲، بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۴۴۵﴾

امام کے لیے آمین کہنا کیسا ہے

سوال: امام سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہے یا نہیں؟

جواب: امام اور مقتدی دونوں کے لیے آمین کہنا درست ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۱۲، بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۴۵۹﴾

رموز اوقاف پر ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کی بحث

سوال: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ o الَّذِيْ يُوَسْوِسُ۔ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ o نِ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ" الآیہ۔ آیت لا پر اگر سانس ختم یا بند ہو جانے کی وجہ سے وقف کرے اور اخیر لفظ کو نہ دہرا کر آگے بڑھتا چلے تو نمازیں کیا کیا کچھ خلل واقع ہوگا؟ نیز تیسری مثال میں اگر وقف کر لیا ہو تو آگے اَلَّذِی کہہ کر پڑھا جائے یا نِ الَّذِی کہہ کر؟

جواب: آیت لا پر بضرورت وقف کر دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور لفظ ماقبل کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نماز میں کچھ خلل نہیں ہوگا۔

اور تیسری مثال میں اَلَّذِیْ اور نِ الَّذِیْ پڑھنا دونوں طرح درست ہے مگر وقف کی حالت میں اَلَّذِیْ پڑھنا چاہیے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۲۷﴾

اصل یہ ہے کہ نَسْتَعِيْنُ پر وقف کرنا اور نہ کرنا دونوں طرح جائز ہے۔ اسی طرح قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پر آیت کرنا نہ کرنا دونوں طرح ثابت ہے، پس اگر آیت کی جائے گی تو اِهْدِنَا اور اَللّٰهُ الصَّمَدُ پڑھا جائے گا اور اگر آیت نہ کی جائے اور وقف نہ کیا جائے تو نُ اهْدِنَا اور نِ اللّٰهِ الصَّمَدُ پڑھا جائے گا، معنی میں کچھ فرق نہیں ہوتا، اور قرات دونوں طرح کرتے ہیں لیکن زیادہ تر نستعین پر اور احَدٌ پر آیت کرنا اور اهدنا الصراط المستقيم اور الله الصَّمد علیحدہ پڑھنا ثابت ہے۔ لہٰذا امام کو کچھ ضرورت نہیں کہ وہ نُ اهْدِنَا اور نِ اللہ الصمد پڑھے، بلکہ جیسے اکثر قُرّاء پڑھتے ہیں اس طرح پڑھے لیکن اگر اتفاقاً امام نے اس طرح پڑھ دیا تو اس پر اعتراض نہ کیا

Marfat.com

جائے اس کو غلط نہ کہا جائے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۲۴۶﴾

اگر امام تجوید کی رعایت نہ کرے

سوال امام تجوید جاننے کے باوجود قرات تجوید سے نہ کرے' مثلاً آیت کی جگہ نہ ٹھہرا' یا بغیر آیت کے سانس لیا' وقفہ سکتہ پر سانس لیتے ہوئے ٹھہرا یا وقف اور وقف لازم اور وقف النبیؐ کا خیال نہیں رکھا یا مد کی جگہ قصر کیا یا نون اظہار کی جگہ اخفاء کیا تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب نماز جائز ہوگی۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۲۳۱﴾

امام کا بعض لفظوں کو دو مرتبہ قرات کرنا

سوال قرآن شریف میں بعض جگہ چھوٹے حروف لکھے ہوتے ہیں مثلاً "بصطة ہُمُ المُصَیۡطِرون' عَلَیۡهِمۡ بمصیطر" ان میں سے کونسا حرف دو مرتبہ پڑھا جائے گا۔ ہمارے علاقہ میں ان لفظوں کو دو مرتبہ پڑھتے ہیں' صحیح کیا ہے؟

جواب ظ بصطة اور هم المصیطرون اور علیهم بمصیطر کے اوپر س لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ لفظ س سے پڑھا گیا ہے اور صاد سے بھی یعنی تلاوت کرنے والا خواہ سین سے پڑھے خواہ صاد سے نماز صحیح ہے' اور یہ مطلب نہیں کہ ایسے کلمات کو دو دفعہ پڑھے' بلکہ جس قاری کا اتباع کرے اسی کے موافق پڑھے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۲۳۴ بحوالہ جلالین شریف سورۂ غاشیہ ص ۴۹۸﴾

تنگی وقت کے باعث فجر میں چھوٹی سورت پڑھنا

سوال صبح کی نماز میں وقت تنگ تھا' اس لیے امام صاحب نے اول رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی۔ بعد میں ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ نماز مکروہ ہو گئی۔ بڑی سورت پڑھنی چاہیے تھی۔ صحیح کیا ہے؟

جواب وہ نماز بلا کراہت صحیح ہو گئی' یہ کہنا کہ یہ نماز مکروہ تحریمی ہوئی غلط ہے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب وقت تھوڑا ہو یا سفر وغیرہ میں جلدی ہو تو چھوٹی سورتوں کا فجر کی نماز میں پڑھنا درست ہے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۲۳۷ بحوالہ ردالمحتار فصل فی القراۃ ج ۱ ص ۵۰۳﴾

Marfat.com

پہلی رکعت میں مزمل اور دوسری میں الٓم کا رکوع پڑھنا

سوال امام صاحب نے مغرب کی نماز میں اول رکعت میں الحمد کے بعد پہلا رکوع سورہ مزمل کا پڑھا اور دوسری رکعت میں پہلا رکوع الٓم کا پڑھا اور سجدۂ سہو بھی نہیں کیا، نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

جواب اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی اور سجدۂ سہو بھی لازم نہیں ہوا، مگر آئندہ اس طرح قرآنی ترتیب کے خلاف نہ پڑھنا چاہیے کہ اس طرح پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے۔

چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا

سوال امام نے پہلی رکعت میں اذا جاء اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب فرضوں میں قصداً اس طرح پڑھنا کہ ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ کیا جائے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے، مکروہ ہے اور نماز ہو جاتی ہے اور اگر سہواً ہو گیا تو کچھ کراہت نہیں ہے اور نوافل میں مطلق کراہت نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۴۰ بحوالہ ردالمحتار فصل فی القراۃ ج ۱ ص ۴۹۸﴾

چھوٹی سورت کی مقدار

سوال وہ چھوٹی سورتیں کون سی ہیں جن کو پہلی رکعت اور دوسری رکعت کی قرات کے درمیان چھوڑنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے؟

جواب وہ سورتیں قصار مفصل کی لم یکن سے آخر قرآن شریف تک ہیں۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۴۴ بحوالہ ردالمحتار فصل فی القراۃ ج ۱ ص ۵۰۴﴾

ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا

سوال عشاء یا صبح کی نماز میں امام ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھے تو کچھ کراہت تو نماز میں نہیں آتی ہے؟

جواب ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے۔ نماز ہو جاتی ہے اور خلاف اولیٰ سے مراد کراہت تنزیہی ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۵۵ بحوالہ ردالمحتار فصل فی القراۃ ج ۱ ص ۵۱۰﴾

Marfat.com

ایک سورت کو دو رکعت میں پڑھنا

سوال ایک سورت کا رکوع پڑھنا پہلی رکعت میں اور اس سورت یا دوسری سورت کا رکوع پڑھنا دوسری رکعت میں یا دوسری پوری سورت کا پڑھنا دوسری رکعت میں یا ایک سورت کو دو رکعت میں پڑھنا جائز ہے یا خلاف اولی؟

جواب جواب اول یہ ہے کہ یہ سب خلاف استحباب ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مسنون اور مستحب یہ ہے کہ پوری سورت ایک رکعت میں مفصل میں موافق ترتیب فقہاء کے پڑھے جو معروف ہے اور کتب فقہیہ میں مذکور ہے۔

پس جزوِ سورت کا پڑھنا خلاف افضل وخلاف مستحب ہے جس کا حاصل کراہت تنزیہی ہے نہ کہ کراہت تحریمی۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۵۳ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۵﴾

آیت کا شروع چھوڑ کر پڑھنا

سوال امام صاحب نے سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ فتحنا کے آخری رکوع کی آخری آیت کو محمد رسول اللہ چھوڑ کر والذین معه سے پڑھا، نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب نماز ہوگئی، مگر شروع آیت کا چھوڑنا اچھا نہیں ہوا۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۶۳ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۰﴾

ضالین کو دالین پڑھنا

ذ، ظ، ض کے حروف جداگانہ اور ان کے مخارج الگ ہونے میں تو شک نہیں ہے، اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ قصداً کسی حرف کو کسی دوسرے مخرج سے ادا کرنا سخت بے ادبی ہے اور بسا اوقات باعث فساد نماز ہے مگر جو لوگ معذور ہیں اور ان سے یہ لفظ مخرج سے ادا نہیں ہوتا لیکن حتی الوسع کوشش کرتے رہتے ہیں، ان کی نماز بھی درست ہے۔

اور دال پُر ظاہر ہے کہ خود کوئی حرف نہیں ہے بلکہ ضاد ہی ہے، اپنے مخرج سے پورے طور پر ادا نہیں ہوا تو جو شخص دال خالص یا ظاء خالص عمداً پڑھے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں مگر جو شخص دال پُر کی آواز میں پڑھتا ہے آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں، جو شخص باوجود قدرت

کے ضاد کو ضاد کے مخرج سے ادا نہ کرے وہ گنہگار بھی ہے اور اگر دوسرا لفظ بدل جانے سے معنی بدل گئے تو نماز بھی نہ ہوگی اور اگر کوشش وسعی کے باوجود ضاد اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا تو وہ معذور ہے اس کی نماز ہو جاتی ہے۔

اور جو شخص خود صحیح پڑھنے پر قادر ہے تو ایسے معذور کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے مگر جو شخص قصداً خالص ''ذ'' یا ظا پڑھے تو اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ ﴿فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۷۴ ص ۲۸۴﴾

ضاد کے بارے میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فتویٰ

عوام کی نماز تو بلا کسی تفصیل و تنقیح کے بہر حال ہو جاتی ہے خواہ ظاء پڑھیں یا دال یا زاء وغیرہ' کیونکہ وہ قادر بھی نہیں اور سمجھتے بھی یہی ہیں کہ ہم نے اصلی حرف ادا کیا ہے اور قرائے مجوّدین اور علماء کرام کی نماز میں تفصیل مذکور ہے کہ اگر غلطی' قصداً یا بے پرواہی سے ہو تو نماز فاسد ہے اور اگر سبقت لسانی یا عدم تمیز کی وجہ سے ہو تو جائز ہے۔ ﴿جواہر الفقہ ج ۱ ص ۳۳۸﴾

تنبیہ لیکن جواز اور عدم فساد سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ بے فکر ہو کر ہمیشہ غلط پڑھتے رہنا جائز ہو گیا اور پڑھنے والا گنہگار بھی نہ رہے گا' بلکہ اپنی قدرت اور گنجائش کے موافق صحیح پڑھنے کی کوشش کرنا اور کوشش کرتے رہنا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا' اگرچہ نماز فاسد نہ ہو جیسا کہ عالمگیری مصری باب چہارم ج ۱ ص ۷۴ میں تصریح موجود ہے۔

﴿احقر محمد شفیع الدیوبندی غفرلہٗ خادم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ﴾

مفسد نماز غلطی

غلط پڑھنے سے جو لفظ پیدا ہوا ہے اس کے متعلق امام اعظمؒ اور امام محمدؒ یہ بحث نہیں کرتے کہ وہ لفظ قرآن پاک میں ہے یا نہیں' ان کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ پڑھنے کے اندر کسی کلمہ میں زیادتی یا کمی کی وجہ سے بشرطیکہ معنی بالکل بدل جائیں نماز فاسد ہو جاتی ہے ورنہ نہیں' جیسے ''فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ'' میں لَا چھوڑ دیا۔ یا وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ'' کی جگہ وَعَمِلَ صَالِحًا وَكَفَرَ فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ'' پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور جن حروف میں امتیاز مشکل سے ہوتا ہے وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی جیسے سین' صاد اور ضاد' ظ اور ذال وغیرہ۔ اور جن میں امتیاز آسان ہے وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں اور معنی بالکل بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جیسے طالحات کی جگہ صالحات پڑھا گیا تو نماز فاسد

Marfat.com

ہو جائے گی۔

اور اگر الفاظ کی تبدیلی سے معنی بالکل بدل جائیں تو نماز میں فساد یقینی ہے ورنہ نہیں۔

جیسے عَلِیْمٌ کی جگہ خبیرٌ وحفیظٌ وغیرہ پڑھا گیا تو نماز درست ہے۔

اور وَعْداً علَینا اِنّا کُنّا فٰعِلِین کی جگہ غافلین پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

اور اگر دو جملوں کے الفاظ بدل جائیں اور معنی بھی بدل جائیں تو نماز فاسد ہے جیسے اِنَّ الْاَبْرَا رَلَفِیْ نعیم وَاِنَّ الفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیم میں جحیم کی جگہ نعیم اور نعیم کی جگہ جحیم پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر معنی نہ بدلے جیسے لَھُمْ فیھا زَفِیْرٌ وَشَھِیْقٌ کو شَھِیق وَزَفِیرٌ پڑھا تو نماز درست ہے۔

﴿فضائل الایام والشہور ص ۱۴۷﴾ ﴿اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۳۲ و امداد المفتیین ص ۲۸۵﴾

آیت کا کوئی حصہ چھوٹ جائے اور معنی نہ بدلے ہوں تو نماز جائز ہے

سوال امام صاحب نماز میں سورۂ جمعہ پڑھ رہے تھے' درمیان میں آیت بِئسَ مَثَلُ القَوْم الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیاتِ الله سہواً چھوٹ گئی' نماز ہوئی یا نہیں اور سجدہ سہو ہوگا یا نہیں؟

جواب اس صورت میں نماز میں کوئی نقص نہیں آیا اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا کیونکہ سجدۂ سہو واجب کے ترک کرنے سے لازم آتا ہے اور یہاں بقدر واجب قرات ادا ہوگئی اور درمیان قرات کے چھوٹ جانے سے کچھ حرج نہیں۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ۴ ص ۷۷ بحوالہ رد المحتار باب زلۃ القاری ج ۱ ص ۵۹۱﴾

تین آیت کے بعد مفسد نماز غلطی

سوال اگر امام تین آیت سے زیادہ پڑھ کر فاحش غلطی کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب مفسد نماز غلطی' نماز میں کسی وقت بھی ہو نماز فاسد ہو جاتی ہے' البتہ اس غلطی کو پھر لوٹا کر صحیح کرلے اور صحیح پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۷۵ بحوالہ رد المحتار باب زلۃ القاری ج ۱ ص ۵۹۰﴾

نماز میں کسی لکھی ہوئی چیز پر نگاہ پڑنا

نماز پڑھنے والا کسی لکھی ہوئی چیز کو دیکھ لے اور اس کو سمجھ لے تو اس صورت میں اس کی

نماز فاسد نہیں ہوتی' کیونکہ یہ نماز پڑھنے والے کا فعل نہیں ہے بلکہ غیر اختیاری طور پر اس کی سمجھ میں آ جاتا ہے اس لیے کہ عام طور سے اس پر نگاہ پڑ جاتی ہے اور دیکھنے والا اس کو سمجھ جاتا ہے۔

اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ نمازی کے سامنے ایسی چیز کو نہ رکھا جائے کیونکہ شبہات سے بچنا ضروری ہے اور صحیح مذہب کے بموجب نماز درست ہو جائے گی۔

﴿اشرف الایضاح' شرح نور الایضاح ص ۱۲۷﴾

حنفی امام کا قنوت کے لیے رعایت کرنا

سوال حنفی امام' شافعی مقتدیوں کی رعایت سے نماز فجر کی دوسری رکعت کے قومہ میں اس قدر توقف کرے کہ شافعی قنوت سے فارغ ہولیں تو یہ کیسا ہے؟ اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ اگر نماز پڑھی جائے تو مکروہ ہوگی یا نہیں؟ اور کن امور میں شافعی مقتدی کی رعایت حنفی امام کے لیے جائز ہے' شافعی مقتدی کی رعایت سے حنفی امام سلام سے پہلے سجدہ سہو کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب درمختار میں ہے کہ "امام کو رعایت دوسرے مذہب والے مقتدیوں کی مثلاً شافعی المذہب مقتدیوں کی مستحب ہے لیکن بشرطیکہ اپنے مذہب کے مکروہ کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو اور شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی بھی اس میں شامل ہے یعنی اگر اپنے مذہب کے مکروہ تنزیہی کا ارتکاب لازم آتا ہو تو رعایت' مقتدیان شافعی المذہب کی نہ کرے پس بناء علیہ امام حنفی نماز فجر میں رکوع سے اٹھ کر قومہ میں برعایت مقتدی شافعی اس قدر توقف نہ کرے کہ وہ دعائے قنوت پڑھ لے کہ یہ توقف مکروہ ہے۔

اور شامی میں اس کی مثال دی ہے کہ رکوع کے بعد زیادہ ٹھہرنے کو چھوڑنا واجب ہے (یعنی کم ٹھہرنا چاہیے) اس توقف میں ترک واجب ہوگا جو کہ مکروہ تحریمی ہے لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ اسی طرح قبل سلام سجدہ سہو کرنا حنفی کو برعایت مقتدی نہ چاہیے کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ شامی ج ۱ ص ۵۹۵ پر ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۱۰ بحوالہ ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب فی ندب مراعات الخلاف ج ۱ ص ۱۳۶﴾

امام کا قنوت نازلہ پڑھنا

حنفیوں کے نزدیک بوقت نزول حادثہ' صرف صبح کی نماز میں رکوع کے بعد دوسری

Marfat.com

رکعت میں بغیر ہاتھ اٹھائے دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے اور باقی نمازوں میں جائز نہیں اور بلا نزول حادثہ کے کسی نماز میں کسی وقت جائز نہیں۔

ہاتھ لٹکائے رہے کیونکہ اس موقع پر ہاتھ کا باندھنا نہیں آیا ہے اور اٹھانا بھی حنفیہ کے قواعد سے چسپاں نہیں ہے۔ اس لیے احوط اور بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ چھوڑے رکھیں اور مقتدی آہستہ آمین کہیں۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج۴ ص ۱۸۹ و ج۴ ص ۱۹۲ بحوالہ رد المحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸﴾

جب کہ کفار کی طرف سے عام مسلمانوں پر کسی قسم کا ظلم و تشدد ہوتا ہو کہ مسلمان عام طور پر پریشان ہو رہے ہوں، اس وقت اگر کوئی امام نماز فرض فجر میں دعائے قنوت نازلہ رکوع کے بعد دوسری رکعت میں، کبھی کبھی پڑھ لے تو گنجائش ہے، استحباب بھی ثابت ہوتا ہے، مگر یہ پڑھنا اتفاقیہ ہی ہوسکتا ہے یہ نہیں کہ اس کا معمول ہی کر لیا جائے۔ ایسے ہی اگر کوئی تنہا رات میں نوافل میں پڑھ لے تو اس کی بھی گنجائش ہوسکتی ہے اور مقتدی امام کے سکتات یعنی وقفوں پر آمین کہتے رہیں۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۳۸ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۴۵۱﴾

دعائے قنوت نازلہ

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنَا فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنَا شَرَّمَا قَضَیْتَ اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَایُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّہٗ لَایَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَایَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْنَا عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ۔ اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَیُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَاءَکَ۔ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَاَنْزِلْ بِھِمْ بَاْسَکَ الَّذِیْ لَاتَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ۔

﴿کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۹۷﴾

امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے

سترہ اس چیز کو کہتے ہیں جو نمازی آڑ کرنے کے لیے اپنے سامنے لگائے یا کھڑا کرے

Marfat.com

خواہ وہ لکڑی ہو یا دیوار وغیرہ ہو اور اس سترہ کھڑا کرنے سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ سجدہ کی جگہ ممتیز ہو جائے اور جس شخص کو نمازی کے آگے سے گزرنا ہو وہ نمازی کے سامنے سے گزرنے پر گنہگار نہ ہو۔

سترہ کی ضرورت وہاں پیش آتی ہے جہاں نماز کھلی اور بے آڑ جگہ پر پڑھی جائے۔ اگر مسجد میں نماز پڑھنی ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نمازی کے سامنے سے گزر نہ ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں۔

سترہ کی لمبائی ایک ہاتھ سے کم نہ ہونی چاہیے اور اس کی موٹائی کم سے کم ایک انگلی کے برابر ہونی چاہیے اور باجماعت کی صورت میں امام کا سترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے۔ یعنی اگر امام کے آگے سترہ ہے تو مقتدیوں کے سامنے سے گزرنے میں کچھ گناہ نہیں' خواہ ان کے آگے کوئی آڑ ہو یا نہ ہو لیکن سترہ کے ورے سے گزرنا جائز نہیں۔

ہاں اگر جماعت میں شریک ہونے کے لیے کوئی آنے والا پہلی صف میں خالی جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ دوسری صف کے آگے سے گزر کر پہلی صف میں خالی جگہ پہنچ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

اس صورت میں قصور دوسری صف والوں کا مانا جائے گا کہ انہوں نے آگے بڑھ کر پہلی صف میں خالی جگہ کو پر کیوں نہیں کیا۔

﴿مظاہر حق جدید ج ا ص ۶۴۵﴾

ایک طرف سلام پھیرنے پر سامنے سے گزر جانا

سوال زید نے نماز کا ایک طرف سلام پھیرا تھا کہ بکر آگے سے نکل گیا' تو بکر گنہگار ہوگا یا نہیں؟ ایک عالم دین کہتے ہیں کہ دونوں طرف سلام پھیرنا واجب ہے لہذا بکر گنہگار ہوگا تو کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟

جواب اس صورت میں بکر گنہگار نہیں ہوگا کیونکہ نماز پہلے سلام سے ختم ہو جاتی ہے بلکہ لفظ السلام یعنی علیکم کہنے سے بھی پہلے ہی نماز پوری ہو جاتی ہے' دونوں سلام واجب ہیں مگر سلام ثانی خارج صلوۃ میں واجب ہے اس لیے اگر کوئی پہلے السلام کہنے کے بعد اور علیکم کہنے سے قبل اقتدا کرے تو صحیح نہیں۔

﴿احسن الفتاوی ج ا ص ۴۰۶ بحوالہ رد المحتار ج ا ص ۳۳۶﴾

Marfat.com

کتنے فاصلہ سے گزرنا چاہیے

سوال: نمازی کے آگے سے تین صف چھوڑ کر یا چار صف چھوڑ کر نکلنا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر اتنی چھوٹی مسجد یا کمرہ یا صحن میں نماز پڑھ رہا ہو کہ اس کا کل رقبہ چالیس (۴۰) ہاتھ (۸x۳۶ مربع میٹر) سے کم ہے تو نمازی کے سامنے سے گزرنا مطلقاً جائز نہیں خواہ قریب سے گزرے یا دور سے، بہر حال گناہ ہے، البتہ اگر کھلی فضا میں یا ۸x۳۶ مربع میٹر یا اس سے بڑی مسجد یا کمرہ میں یا بڑے صحن میں نماز پڑھ رہا ہے تو سجدہ کی جگہ پر نظر جمانے سے آگے جہاں تک طبعاً نظر پہنچتی ہو وہاں تک گزرنا جائز نہیں۔ اس سے ہٹ کر گزرنا جائز ہے۔

بندہ نے اس کا اندازہ لگایا تو سجدہ کی جگہ سے ایک صف کے قریب ہوا لہٰذا نمازی کے موضع قیام (کھڑے ہونے کی جگہ) سے دو صف کی مقدار (تقریباً آٹھ فٹ (۲x۴۴ میٹر) چھوڑ کر گزرنا جائز ہے۔

مگر عام عبارات فقہاء کا متبادر مفہوم یہ ہے کہ چالیس ۴۰ مربع ہاتھ (نوے مربع فٹ یا ۸x۳۶ مربع میٹر) مراد ہے۔ ﴿احسن الفتاوی ج ۳ ص ۴۱۰ بحوالہ ردالمحتار ج ا ص ۵۹۳﴾

بڑی مسجد یا بڑا مکان یا میدان ہو تو اتنے آگے سے گزرنا جائز ہے کہ اگر نمازی اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے۔ ﴿کفایت المفتی ج ۳ ص ۴۴۷﴾

پس اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھتا ہو تو اندر کے درجہ میں آگے کو گزر سکتا ہے۔

﴿فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۱۰۱ بحوالہ ردالمحتار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا ج ا ص ۵۹۳﴾

سترہ کی مختلف صورتیں

سوال: اگر نمازی اپنے سامنے دستی بیگ یا کوئی کپڑا رکھ لے تو اس کے سامنے سے گزر جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سترہ کم از کم ایک ہاتھ اونچا ہونا چاہیے، اس سے کم اونچائی کے سترہ میں اختلاف ہے۔ راجح قول یہ ہے کہ بقدر ذراع (ایک ہاتھ سترہ میسر نہ ہو تو اس سے کم بھی کافی ہے اور ضرورت کے وقت سترہ کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً:

(۱) کوئی ایسی چیز جو ایک ذراع سے کم بلند ہو۔

Marfat.com

(۲) چھڑی وغیرہ لٹا لینا، اگر کھڑی نہ ہو سکے۔

(۳) سامنے خط کھینچ لینا۔ چھڑی اور خط طولاً یعنی قبلہ رخ ہونا زیادہ بہتر ہے، اگرچہ عرضاً بھی جائز ہے۔

(۴) جاء نماز یا کپڑا بچھا کر اس پر نماز پڑھنا۔

(۵) اگر دو آدمی گزرنا چاہیں تو ایک نمازی کے سامنے اس کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے دوسرا گزر جائے، پھر وہ اسی طرح نمازی کے سامنے ہو جائے اور پہلا گزر جائے۔

(۶) ایک صحیح قول یہ بھی ہے کہ چالیس ہاتھ (۶۰ مربع فٹ یا ۶۰x۲۵ مربع میٹر) یا اس سے بڑی مسجد اور صحراء میں سجدہ کی جگہ سے ہٹ کر گزر جانا بغیر سترہ کے جائز ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۱۱، بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۳﴾

سوتے شخص کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

سوال: کوئی شخص سو رہا ہو اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بغیر سترہ کے جائز ہے یا نہیں؟ اگر ویسے ہی لیٹا ہو یا نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: دونوں صورتوں میں جائز ہے، بشرطیکہ لیٹنے والے کا رخ نمازی کی طرف نہ ہو، بلکہ چت یا قبلہ رخ لیٹا ہو البتہ اگر لیٹنے والے پر کوئی کپڑا پڑا ہو تو بہر صورت جائز ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۳۵﴾

بارش کی وجہ سے نماز توڑنا

سوال: مسجد کے صحن میں نماز باجماعت ادا کر رہے تھے۔ بارش زور سے شروع ہو گئی تو کیا نماز توڑ کر اندر مسجد میں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بارش کی وجہ سے نماز توڑنا جائز نہیں، البتہ بارش سے کسی کو مرض کا خطرہ ہو یا بھیگنے سے ساڑھے تین ماشے (۴۲x۳ گرام) چاندی کی قیمت کے برابر مالی نقصان ہو رہا ہو تو ایسا شخص نماز توڑ سکتا ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۳۸﴾

Marfat.com

امام صاحب کا اندھیرے میں نماز پڑھانا

سوال فرض نماز کے وقت امام صاحب روشنی بجھا کر نماز باجماعت ادا کرتے ہیں بلکہ تراویح بھی پڑھتے ہیں۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر اندھیرے میں نماز ادا فرمائی ہے' صحیح مسئلہ کیا ہے؟

جواب یہ مسئلہ شرعی نہیں ہے۔ بتی بجھا کر اندھیرے میں نماز پڑھنے کی کوئی تاکید نہیں۔ بوقت ضرورت' بقدر ضرورت روشنی کرنا اور اس میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست اور ثابت ہے۔ بلا ضرورت اور ضرورت سے زائد روشنی کرنا اسراف میں داخل اور ممنوع ہے۔

﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۰۸﴾

نماز میں کسی کو خلیفہ بنانا

فقہاء کی اصطلاح میں استخلاف یہ ہے کہ امام یا مقتدیوں میں سے کوئی شخص کسی نیک آدمی کو امام کا نائب بنا دے' تا کہ امام کے بجائے وہ آدمی نماز کی تکمیل کرے۔ یہ صورت کسی سبب کے پیش آنے سے پیدا ہوتی ہے مثلاً کوئی امام جماعت کے ساتھ ایک یا دو رکعتیں یا اس سے کم زیادہ پڑھے' پھر نماز کے دوران کوئی ایسا امر پیش آئے جو مقتدیوں کے ساتھ نماز کو پورا کرنے سے مانع ہو۔ جیسے کوئی ناگہانی مرض یا حدث (وضو ٹوٹنا) لاحق ہو جائے یا ایسا ہی کوئی اور امر مانع نماز پیش آ جائے تو ایسی صورت میں یہ روا ہے کہ امام اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں سے یا موجودہ اشخاص میں سے کسی کو امام کے طور پر آگے کر دے' تا کہ وہ باقی ماندہ نماز مقتدیوں کے ساتھ پوری کرے۔

اگر امام ایسا نہ کرے تو مقتدی اپنے میں سے کسی کا انتخاب کر کے اس امام کا قائم مقام بنا لیں لیکن اس عمل کے لیے نہ تو بولنا چاہیے نہ قبلہ کی جانب سے رخ پھیرنا چاہیے۔

ممکن ہے یہ کہا جائے کہ آخر ایسا کرنے (امام بنانے) کی کیا ضرورت ہے؟ کیا آسان طریقہ معلوم نہیں ہے کہ ایسی کوئی رکاوٹ پیش آئے جو امام کو نماز کے جاری رکھنے میں مانع ہو تو وہ اس نماز کو توڑ دے اور کسی نیک آدمی کو امام بنا کر جماعت سے نماز ادا کر لی جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کی نظر میں نماز ایک نہایت قابل احترام عمل

ہے۔ لہٰذا جب کوئی انسان نماز میں مشغول ہو گیا اور خضوع وخشوع کے ساتھ اپنے رب کے حضور مصروف دعا ہوا تو اسے چاہیے کہ جب تک نماز سے فارغ نہ ہو ایسے موقف کی پاسداری کرے چنانچہ اس دوران کوئی عمل بھول جائے تو لازم ہوتا ہے کہ اسے پورا کرے اور سجدۂ سہو سے اس کی تلافی کرے۔ اسی طرح اگر کوئی بات پیش آئے تو نماز یا جماعت کو باطل کر دے تو وہ نماز سے ہٹ کر کسی اور کو پورا کرنے کے لیے اپنا نائب بنا دے۔

ان تمام امور سے غرض یہ ہے کہ ایک بار شروع ہو جائے تو اسے پورے طور پر ادا کیا جائے کیونکہ شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ جس سے کسی حال میں غفلت نہ کرنی چاہیے۔ ﴿کتاب الفقہ ج ۱ص ۱۱۷٬ ۱۲۷﴾

خلیفہ بنانے کے اسباب

خلیفہ بنانے کے اسباب کیا ہو سکتے ہیں؟ اس بارے میں امام اعظم فرماتے ہیں کہ خلیفہ بنانے کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ امام کو بے اختیاری کی حالت میں کوئی حدث لاحق ہو جائے مثلاً نماز کے دوران ہوا (ریح) خارج ہو جائے یا کہیں خون یا اور کوئی نجاست جو انسان کے بدن سے خارج ہوتی ہے' بہہ نکلے (تو امام خلیفہ بنا سکتا ہے) لیکن اگر نجاست لگ جائے جو نماز جاری رکھنے سے مانع ہو' یا یہ کہ امام کا ستر کھل جائے یا ایسی ہی کوئی بات پیش آ جائے تو ان حالات میں امام کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اس کے ساتھ مقتدیوں کی بھی نماز جاتی رہے گی۔

اس صورت میں کسی کو نائب بنانا صحیح نہ ہوگا' اسی طرح اگر امام قہقہہ مار کر ہنس دے یا جنون یا بے ہوشی وغیرہ کی حالت طاری ہو جائے' جس کی تفصیل خلیفہ بنانے کے شرائط میں آئے گی' تب بھی وہ کسی کو خلیفہ نہیں بنا سکتا۔

کسی کو خلیفہ بنانا اس وقت جائز ہے جب امام مقدار فرض قرات کرنے سے عاجز ہو نیز اگر امام کو خود کسی مضرت کا یا مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ پیش آ جائے تو اسے جائز نہیں ہے کہ کسی کو خلیفہ بنائے بلکہ چاہیے کہ وہ نماز کو توڑ دے اور مقتدی جس طرح بھی بن پڑے وہ نماز از سر نو پڑھیں۔ ﴿کتاب الفقہ ج ۱ص ۱۲۷﴾

نماز میں خلیفہ بنانے کے مسائل

حنفیہ کے نزدیک (امام کا) کسی کو اپنا خلیفہ بنا دینا افضل ہے۔ اگر امام نے کسی کو اپنا

خلیفہ (نائب) نہ بنایا اور نہ مقتدیوں نے بنایا اور نہ مقتدیوں میں سے کوئی خود ہی بغیر خلیفہ بنائے آ گے کھڑا ہوا تو نماز باطل ہو جائے گی پس اگر وقت میں گنجائش ہو تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا چاہیے اگر وقت تنگ ہو تو خلیفہ بنانا واجب ہوگا۔ اس مسئلہ میں حنفیہ کے نزدیک جمعہ اور دوسری نمازوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اگر امام نے کسی کو اپنا خلیفہ بنایا اور مقتدیوں نے کسی اور کو اپنا امام بنا لیا تو امام کے بنائے ہوئے خلیفہ کے علاوہ کسی اور کے پیچھے نماز صحیح نہ ہوگی۔

اگر مقتدیوں میں سے کوئی شخص خلیفہ بنائے بغیر خود ہی آ گے آ گیا اور پوری نماز پڑھا دی تو نماز درست ہو جائے گی لیکن اگر امام یا مقتدیوں میں سے کسی نے خلیفہ نہ بنایا اور کوئی خود ہی بغیر خلیفہ بنائے آ گے آ گیا مگر لوگوں نے الگ الگ نماز پڑھ لی تو سب کی نماز باطل ہو جائے گی۔

﴿کتاب الفقہ ج ۱ ص ۷۱۳﴾

امام کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا حکم ہے

سوال اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ نماز میں کسی کو اپنا خلیفہ بنانا چاہے تو اس کی کیا صورت ہے؟

جواب استخلاف (خلیفہ بنانے) کے صحیح ہونے کی تین شرطیں ہیں:

(۱) خلیفہ متعین ہو جانے کے بعد بقیہ شرائط صرف امام کے لیے ہیں۔ خلیفہ اور مقتدیوں کی نماز کے لیے نہیں۔ اگر اس کے بعد امام نے کوئی فعل منافی کیا تو خلیفہ اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہو جائے گی۔

(۲) اگر چالیس ہاتھ (۶۰ مربع فٹ ۶۰x۲۵ مربع میٹر) سے چھوٹی مسجد یا اس سے چھوٹے صحن میں جماعت ہو تو امام کے اس سے باہر نکلنے سے پہلے خلیفہ متعین ہو اور اگر کھلی فضا یا مذکورہ رقبہ کے برابر یا اس سے بڑے کمرے یا بڑے صحن میں ہو تو جہت قبلہ میں سترہ سے اور سترہ نہ ہو تو موضع سجود سے تجاوز کرنے سے قبل اور بقیہ تین اطراف میں صفوف سے تجاوز کرنے سے قبل خلیفہ متعین ہو جائے۔

(۳) خلیفہ میں امامت کی صلاحیت ہو یعنی عورت یا نابالغ نہ ہو۔

خلیفہ کے لیے یہ شرط نہیں کہ اس کو امام ہی متعین کرے بلکہ مقتدیوں نے کسی کو آ گے کر

دیا یا کوئی شخص از خود خلیفہ بن گیا تو بھی جائز ہے۔

بہتر ہے کہ امام خود خلیفہ بنائے' مسبوق بھی خلیفہ بن سکتا ہے۔ اگر خلیفہ کو بقیہ رکعات کا علم نہ ہو تو امام انگلیوں کے اشارہ سے بتادے' قرات باقی ہو تو منہ پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرے' سورۂ فاتحہ باقی ہو تو جہاں چھوڑی اس سے آگے ایک دو کلمات بلند آواز سے پڑھ دے' رکوع کے لیے گھٹنوں پر' سجود کے لیے پیشانی پر' سجدۂ تلاوت کے لیے پیشانی اور زبان پر' سجدۂ سہو تلاوت کے لیے پیشانی اور زبان پر' سجدۂ سہو کے لیے سینہ پر ہاتھ رکھ کر خلیفہ کو سمجھائے۔ پھر وضو سے فراغت تک اگر جماعت ختم نہ ہوئی ہو تو خلیفہ کی اقتداء کرے' ورنہ تنہا نماز پوری کرے۔

اقتداء کرنے کی صورت میں چھوٹے ہوئے ارکان پہلے ادا کر کے امام کے ساتھ شامل ہو۔

اگر پانی مسجد کے اندر ہی ہے تو خلیفہ بنانے کی ضرورت نہیں' امام وضو کر کے واپس اپنے مقام پر آکر امامت کرے' اس وقت تک مقتدی انتظار کریں مگر اس صورت میں بھی خلیفہ بنانا جائز ہے۔

اگر امام خلیفہ کے ایک رکن ادا کرنے سے قبل وضو کر کے آگیا تو خلیفہ پیچھے ہٹ جائے اور اصل امام ہی امامت کرے' بشرطیکہ امام مسجد سے نہ نکلا ہو۔ اگر پانی مسجد سے باہر ہو تو افضل یہ ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا کر خود از سر نو نماز پڑھے' البتہ اگر وقت تنگ ہو تو خلیفہ بنانا واجب ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۱۰﴾

خلیفہ بنانے کے شرائط اور اس کا طریقہ

پہلی شرط یہ ہے کہ امام جس مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو' اپنا خلیفہ بنانے سے پہلے وہاں سے باہر نہ جائے اگر امام باہر چلا گیا تو خلیفہ بنانا نہ امام کے لیے درست ہوگا اور نہ لوگوں کے لیے کیونکہ اس کے مسجد سے نکلتے ہی سب کی نماز باطل ہو جائے گی۔

دوسری شرط یہ ہے کہ جس کو خلیفہ بنایا جائے وہ امامت کا اہل ہو' لہٰذا اگر کسی ان پڑھ یا نابالغ کو خلیفہ بنایا گیا تو سب کی نماز باطل ہو جائے گی۔

خلیفہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ امام اپنی ناک پر ہاتھ رکھ کر جھکے جھکے پیچھے ہٹ جائے۔ ایسا ظاہر ہو کہ اس کی نکسیر اپنے آپ پھوٹ گئی ہے۔ یہ عمل اگرچہ خلاف واقعہ ہو لیکن اس کی مصلحت ظاہر ہے کہ اس طرح نماز کا نظم اور اس کے عمومی آداب ملحوظ رہیں گے۔

Marfat.com

تیسری شرط یہ ہے کہ موجودہ نماز کو جاری رکھنے کی شرطیں پوری ہوں اگر یہ شرطیں نہ پائی گئیں تو نماز باطل ہو جائے گی اور اس کے لیے خلیفہ بنانا بھی درست نہ ہوگا۔ وہ شرطیں گیارہ[11] ہیں:

(۱) اول یہ کہ وہ حدث بے اختیاری کا ہو۔ (۲) دوسرے یہ کہ وہ حدث امام کے بدن سے ہی تعلق رکھتا ہو' اگر باہر سے نجاست لگ گئی جو مانع نماز ہو تو اس نماز کو جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ (۳) تیسرے یہ کہ وہ حدث غسل واجب کرنے والا نہ ہو مثلاً کسی (شہوت انگیز خیال سے انزال کا ہونا۔ (۴) چوتھے یہ کہ وہ حدث انوکھا نہ ہو مثلاً قہقہہ مار کر ہنسنا یا بے ہوشی یا جنون کا طاری ہونا۔ (۵) پانچویں یہ کہ حدث کے بعد امام نے کوئی رکن ادا نہ کیا ہو یا چلا نہ ہو۔ (۶) چھٹے منافی نماز کوئی حرکت قصداً حدث کے بعد نہ کی ہو مثلاً بے اختیاری میں جو حدث ہو گیا اس کے بعد قصداً کلام کرنے لگے۔ (۷) ساتویں یہ کہ غیر ضروری عمل نہ کیا ہو مثلاً یہ پانی کے قریب ہوتے ہوئے پانی کے لیے دور جگہ چلا جائے۔ (۸) آٹھویں یہ کہ بغیر کسی مجبوری یا ہجوم وغیرہ کے اتنی تاخیر خلیفہ بنانے میں کر دے کہ اتنی دیر میں کوئی رکن نماز ادا کیا جا سکے۔ (۹) نویں یہ کہ نماز پڑھتے میں انکشاف نہ ہوا ہو کہ وہ نماز سے پہلے حدث کی حالت میں تھا۔ (۱۰) دسویں یہ کہ امام صاحب ترتیب ہو اور اسے فوت شدہ نماز یاد نہ آ گئی ہو۔ (۱۱) گیارہویں باقی ماندہ نماز اس جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ ادا نہ کی جائے۔

لہٰذا اگر امام یا مقتدی کو حدث لاحق ہوا اور وضو کرنے چلا گیا تو وضو کے بعد واپس آ کر امام کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے' لیکن تنہا نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ وضو کے بعد خواہ اسی جگہ آ کر نماز پوری کرے یا کسی اور جگہ پر۔ ﴿کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج۱ص۷۱۹﴾

شرائطِ صحت بنا

سوال: اگر نماز مغرب یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہا ہو' تین رکعتیں یا دو رکعتیں پڑھ چکا ہو' اس کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ دوبارہ وضو کرنے گیا تو وہ پوری نماز پڑھے گا یا دو رکعتیں' یا ایک رکعت جو رہ گئی تھی وہ پڑھے گا؟ کن صورتوں میں بنا جائز ہے؟ تفصیل سے بیان فرمائیں۔

جواب: جوازِ بنا کے لیے تیرہ (۱۳) شرائط ہیں۔

(۱) حدث میں یا اس کے سبب میں کسی انسان کا کوئی دخل نہ ہو۔ اگر عمداً وضو توڑا یا کسی نے زخم کر کے خون نکال دیا' تو بنا نہیں کر سکتا' اس لیے کہ پہلی صورت میں نفس حدث اور

Marfat.com

دوسری میں سبب حدث یعنی زخم انسان کی طرف سے ہے' کھانسنے سے خروج ریح بنا سے مانع ہے' اور چھینکنے سے خروج ریح کا مانع ہونا مختلف فیہ ہے۔

(۲) حدث نمازی کے بدن سے ہو' اگر خارج سے کوئی نجاست اس پر گر گئی ہو تو بنا درست نہیں۔

(۳) حدث موجب غسل نہ ہو' اگر نماز میں نیند آ گئی اور احتلام ہو گیا تو بنا صحیح نہیں۔

(۴) حدث نادر الوجود نہ ہو مثلاً قہقہہ یا بے ہوشی۔

(۵) حدث کے ساتھ کوئی رکن ادا نہ کرنا' اگر سجدہ کی حالت میں حدث ہوا یعنی وضو ٹوٹا اور سجدہ پورا کرنے کی نیت سے سر اٹھایا' یا وضو کے لیے جاتے ہوئے قرات میں مشغول رہا تو بنا نہیں کر سکتا۔

(۶) چلنے کی حالت میں کوئی رکن ادا نہ کرنا' مثلاً وضو کے بعد لوٹتے ہوئے قرات کرنا' ہاں آتے جاتے تسبیح پڑھنا منع نہیں۔

(۷) نماز کے منافی کوئی کام نہ کرنا' مثلاً قدرتی حدث کے بعد عمداً حدث یا کلام وغیرہ یا کنویں سے پانی کھینچنا۔

(۸) بے ضرورت کام نہ کرنا مثلاً وضو کے لیے جگہ چھوڑ کر دو صف سے زیادہ دور ہو جانا' ہاں قریب مقام پر ازدحام وہجوم کے باعث یا بھولے سے دور جانے میں کوئی حرج نہیں۔

(۹) بلاضرورت تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کے بقدر میں تاخیر نہ کرنا' کہ نکسیر پھوٹ جانے یا کسی عضو سے خون بند نہ ہونے کی وجہ سے تاخیر مضر نہیں' وضو کی سنتیں بھی ادا کرے' اگر وضو کے صرف چار فرائض پر اکتفاء کیا تو بناء جائز نہیں۔

(۱۰) حدث سابق کا ظاہر نہ ہونا' مثلاً موزہ پر مسح کی مدت ختم ہونا' مقیم کا پانی دیکھنا' خروج وقت مستحاضہ۔

(۱۱) صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد نہ آنا' البتہ اگر یاد آنے پر قضا نہ پڑھی بلکہ وقتی کی بنا کر لی' پھر مزید چار یعنی کل چھ (۶) فرض نمازیں اس کے ذمہ قضا ہو گئیں' تو بنا والی نماز صحیح ہو جائے گی۔

(۱۲) اگر مقتدی کو حدث ہو یا امام کو ہو اور اس نے کوئی خلیفہ بنا دیا ہو' اور وضو سے فراغت تک جماعت ختم نہ ہوئی ہو اور مقام ایسی جگہ ہو کہ وہاں سے اقتداء صحیح نہ ہو' تو یہ شرط ہے کہ

Marfat.com

یہ امام یا مقتدی ایسی جگہ پر آ کر بنا کرے جہاں سے اقتداء صحیح ہو۔ اگر مقام وضو پر اقتداء کر سکتا ہو یا وضو سے قبل جماعت ختم ہو چکی ہو یا منفرد کو حدث ہوا ہو تو ان تین صورتوں میں اختیار ہے کہ مقام وضو ہی میں بنا کرے یا سابق مقام پر لوٹ کر آئے' مقام وضو ہی میں بناء افضل ہے۔

(۱۳) امام کو حدث ہوا تو اس کا ایسے شخص کو خلیفہ نہ بنانا جو امامت کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ یہ بھی منافی نماز ہے' جس کا بیان نمبر ے میں گذر چکا مگر بوجہ خفا اس کو مستقل ذکر کیا گیا ہے۔ درحقیقت شرائط بارہ ہی ہیں۔

شرائط مذکورہ کے ساتھ بنا اگرچہ جائز ہے مگر از سر نو پڑھنا افضل ہے۔ البتہ اگر وقت تنگ ہو تو بناء افضل ہے بلکہ زیادہ تنگ ہو تو واجب ہے۔ استیناف کے لیے ضروری ہے کہ پہلی نماز کو سلام پھیر کر یا کسی فعل منافی سے ختم کرے پھر نئی نماز شروع کرے' بغیر سلام یا فعل منافی' استیناف صحیح نہیں۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۳۵﴾

امام کو اگر خلیفہ بنانا دشوار ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال فقہ کی کتابوں میں امام بنانا جائز لکھا ہے مگر چونکہ یہ مسئلہ بہت کم پیش آتا ہے' لوگ اس سے اس لیے ناواقف ہیں اور امام کو خلیفہ بنانا دشوار ہوتا ہے ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب فقہ کی کتابوں میں حدث لاحق ہونے کی صورت میں خلیفہ بنانے کو جائز لکھا ہے ضروری نہیں ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ استیناف افضل ہے۔

پس جب اس قسم کا حال ہے جو کہ آپ نے لکھا ہے تو ایسی حالت میں استیناف ہی کرنا مناسب ہے تا کہ لوگ غلطی میں نہ پڑیں۔ پس پہلے نماز کو قطع کر دے اور کوئی عمل منافی نماز کر لے اور پھر وضو کرنے کے بعد از سر نو شروع کریں۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۳ ص ۴۰۱ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۵۶۲﴾

امام کا بحالت سجدہ وضو ٹوٹ جانا

سوال اگر سجدہ کی حالت میں امام صاحب کا وضو ٹوٹ جائے تو خلیفہ کس طرح مصلے پر آئے؟

جواب اس صورت میں خلیفہ مصلے پر آ کر اسی سجدہ سے شروع کرے اور امام جس کو حدث سجدہ میں ہوا ہے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ لے تا کہ خلیفہ سمجھ جائے کہ امام کو سجدہ میں حدث ہوا ہے۔ اس

Marfat.com

سجدہ کو پھر کرنا چاہیے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۴۰۳ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۶۲ باب الاستخلاف﴾

سورت پڑھتے ہوئے وضو ٹوٹ جانے کا حکم

سوال امام کوئی سورت پڑھ رہا تھا کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ اب جو مقتدی اس کا خلیفہ بنا ہے' اس کو وہ سورت یاد نہیں جو امام پڑھ رہا تھا تو اب وہ کیا کرے؟

جواب وہ کوئی اور سورت پڑھ کر رکوع کر دے یہ ضروری نہیں ہے کہ اسی سورت کو پڑھے بلکہ اگر وہ امام واجب قرات کے بقدر پڑھ چکا ہے تو یہ خلیفہ اس کی جگہ جا کر فوراً رکوع میں جا سکتا ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۴۰۳ بحوالہ البحر الرائق ج ۱ ص ۳۹۱﴾

مسبوق خلیفہ نماز کیسے پوری کرے

سوال امام ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے' مقتدی کا وضو ٹوٹ گیا جب وہ وضو کر کے آیا تو امام ایک رکعت پڑھ چکا' جب وہ آدمی آ کر شامل ہو گیا تو امام صاحب کا وضو ٹوٹ گیا وہ اسی آدمی کو اپنا خلیفہ بنا کر وضو کرنے چلا گیا۔ اگر خلیفہ مقتدیوں کی نماز پوری کرے تو اپنی تین رکعت ہوتی ہیں اور اگر اپنی پوری کرے تو مقتدیوں کی پانچ رکعت ہوتی ہیں کیا کرنا چاہیے؟

جواب جس مقتدی کا وضو ٹوٹ گیا اور وہ وضو کرنے گیا اور اس کی ایک رکعت فوت ہو گئی تو وہ لاحق ہے' اس کو یہ حکم ہے کہ وہ پہلے اپنی فوت شدہ رکعت پڑھے پھر امام کے ساتھ شریک ہو پس اگر اس نے ایسا کیا تو اس کی نماز امام کے برابر ہو گی اور اگر اس نے اپنی فوت شدہ رکعت پہلے ادا نہ کی اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا اور پھر امام کا وضو ٹوٹ گیا' امام نے اس لاحق کو امام بنا دیا تو اس کو چاہیے کہ جس وقت امام کی چوتھی رکعت پوری ہو جائے تو یہ شخص کسی مدرک کو خلیفہ بنا دے جو اول سے امام کے ساتھ شریک ہوا تھا' وہ سلام پھیر دے گا وہ شخص اپنی رکعت فوت شدہ اٹھ کر پوری کرے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۷۶ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۵۸﴾

مسبوق کی امامت کا حکم

سوال مسبوق کی امامت درست ہے یا نہیں؟ مثلاً زید نماز پڑھ رہا تھا' بکر دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہوا' جب زید نماز سے فارغ ہوا تو بکر باقی رکعت نماز کی پوری کرنے کے لیے کھڑا ہوا' خالد آ کر اس کے پیچھے نماز پڑھنے لگا' خالد کی نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: مسبوق کی اقتداء درست نہیں ہے وہ بحالت انفرادی امام کے فارغ ہونے کے بعد امام نہیں ہوسکتا۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۷۶ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۵۵۸﴾

عمل کثیر وقلیل کی تعریف

سوال: عمل کثیر جو مفسد صلوۃ (نماز فاسد کرنے والا) ہے اس کی کیا تعریف ہے؟ اگر مثال سے واضح فرمائیں تو سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

جواب: عمل کثیر کی تعریف میں پانچ قول ہیں۔

(۱) ایسا عمل کہ اس کے فاعل (کرنے والا) دور سے دیکھ کر ظن غالب ہو کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے، جس عمل سے نماز میں نہ ہونے کا ظن غالب نہ ہو بلکہ شبہ ہو وہ قلیل ہے۔

(۲) جو کام عادۃً دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہو جیسے کمر بند باندھنا اور عمامہ باندھنا وہ کثیر ہے خواہ وہ ایک ہی ہاتھ سے کرے اور جو عمل عادۃً ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ دونوں ہاتھوں سے بھی کرے تو وہ قلیل ہے جیسے ازار بند کھولنا، اور ٹوپی سر سے اتارنا۔

(۳) تین حرکات متوالیہ ہوں یعنی ان کے درمیان بقدر رکن وقفہ نہ ہو تو عمل کثیر ہے ورنہ قلیل۔

(۴) ایسا عمل کثیر ہے جو فاعل کو ایسا مقصود ہو کہ اس کو عادۃً مستقل مجلس میں کرتا ہو، جیسے نماز کی حالت میں بچہ نے عورت کا دودھ پی لیا۔

(۵) نمازی کی رائے پر موقوف ہے وہ جس عمل کو کثیر سمجھے وہ کثیر ہے۔

پہلے تین اقوال زیادہ مشہور ہیں اور درحقیقت تینوں کا حاصل ایک ہی ہے اس لیے کہ دوسرے اور تیسرے قول میں مذکور عمل کے فاعل کو دیکھنے سے غیر نماز میں ہونے کا ظن غالب ہوتا ہے۔

فائدہ: بعض عبارات میں ثَلَاثُ حَرَكَاتٍ مُتَوَالِيَةٍ کے بجائے ثَلَاثُ حَرَكَاتٍ فِي رُكْنٍ ہے، یعنی جتنے وقت میں تین بار سبحان ربی الاعلی کہا جا سکے، ظاہر ہے کہ اتنے وقت تین حرکتیں واقع ہوں تو وہ پے درپے ہی کہلائیں گی۔

یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایک رکن کے ساتھ پے درپے ہونے کی بھی شرط ہے، پس کسی طویل رکن میں، تین حرکتوں کے اس طرح پیش آنے سے کہ ان کے درمیان بقدر رکن وقفہ ہو، اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ پہلے قول کے مطابق جو درحقیقت سب سے زیادہ صحیح اور اصل کی حیثیت

رکھتا ہے' تین پے در پے حرکتوں سے نماز فاسد ہو جائے گی' اس لیے کہ تین حرکتیں اگر پے در پے نہ ہوں تو ان کے دیکھنے والے کو اس کے بارے میں یہ گمان نہیں ہوتا کہ وہ نماز کی حالت میں نہیں ہے' خواہ وہ تینوں حرکتیں ایک ہی رکن میں ہوں' خاص کر جب کہ رکن طویل ہو اور حرکتوں کے درمیان وقفہ بھی زیادہ ہو۔ ﴿احسن الفتاویٰ ص ۴۱۹﴾

سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم

سوال نماز میں سجدہ کی حالت میں اگر دونوں پاؤں زمین سے اٹھ جائیں تو نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟ نیز اگر نماز فاسد ہونے کا حکم ہے تو کس بنا پر؟

جواب دونوں پاؤں میں سے کسی ایک کا کوئی جز ایک تسبیح پڑھنے کے برابر زمین پر رکھنا واجب ہے اور ایک قول کے مطابق فرض ہے' تیسرا قول سنت کا بھی ہے پہلا قول راجح ہے' پس اگر پورے سجدہ میں ایک تسبیح پڑھنے کے بقدر دونوں پاؤں میں سے کسی کا کوئی جز زمین پر رکھ لیا تو واجب ادا ہو جائے گا۔

اگر اتنی مقدار بھی نہیں رکھا تو واجب کے چھوٹ جانے کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۹۸﴾

نماز میں ستر کھل جانے کا حکم

سوال ایسی صدری پہنکر نماز ہو گی یا نہیں جس سے کہ رکوع وسجود میں جاتے وقت ناف سے نیچے کا حصہ کھل جائے جس کو ڈھکنا فرض ہے اور نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟ ستر کی کتنی مقدار کھل جائے تو نماز نہیں ہوگی؟

جواب اگر صدری (شرٹ وغیرہ) میں ستر کھلنے کا علم ہونے کے باوجود نماز پڑھی' یا غفلت کی وجہ سے ستر کا اہتمام نہیں کیا تو نماز نہیں ہوئی' خواہ بہت تھوڑی مقدار میں اور تھوڑی سی دیر ہی کے لیے ستر کھلا ہو اور اگر غیر اختیاری طور پر ستر کھل گیا تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کی مقدار تک چوتھائی عضو کھلا رہا تو نماز نہیں ہوگی۔ اس سے کم مقدار ہو یا وقت اس سے کم ہو تو نماز ہو جائے گی' جو عضو کھلا ہو اس کا چوتھائی حصہ معتبر ہے اور ایک عضو متعدد جگہ سے کھلا ہو اور سب کا مجموعہ چوتھائی کے بقدر ہو گیا تو مفسد ہوگا اور اگر متعدد اعضاء کھل جائیں تو سب کا مجموعہ

Marfat.com

ان میں سے چھوٹے عضو کے چوتھائی کے برابر ہونا مفسد ہے۔
ناف کی محاذات سے لے کر پیڑو تک چاروں طرف ایک ہی عضو شمار ہوتا ہے۔ پیڑو کی ابتداء ناف سے نیچے مدوّر خط سے ہوتی ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۹۹ بحوالہ ردالمحتار ج ا ص ۳۸۰﴾

نماز میں ٹخنے ڈھانکنا کیسا ہے

سوال نماز میں اگر ٹخنے ڈھکے ہوئے ہوں تو نماز میں کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب مرد کے لیے نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں ٹخنے ڈھانکنا ناجائز اور گناہ ہے۔ حدیث میں اس پر جہنم کی وعید آئی ہے۔ نماز کے اندر گناہ کا ارتکاب اور بھی زیادہ برا ہے۔ نماز میں ٹخنے ڈھانکنے سے اگرچہ نماز ہو جائے گی مگر متکبرین کا شمار ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ آپ ﷺ نے ٹخنے ڈھانکنے، ڈاڑھی کٹانے اور گانے بجانے کو ان بداعمالیوں کی فہرست میں شمار فرمایا جن کی وجہ سے قوم لوط پر عذاب آیا ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۰۴ بحوالہ طحطاوی علی المراقی ص ۱۸۹﴾

امام کا سجدہ میں جاتے ہوئے گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا

سوال رکوع کے بعد سجدہ میں جاتے وقت ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا سنت ہے یا مستحب؟

جواب اٹھتے وقت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا مستحب ہے۔ سجدہ کی طرف جانے کی حالت میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا ثابت نہیں۔ عدم ثبوت کے علاوہ اس میں دو قباحتیں ہیں۔

(۱) عوام ان کو مسنون یا مستحب سمجھنے لگے ہیں۔

(۲) قومہ سے سجدہ کی طرف جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ گھٹنے زمین پر ٹکنے سے قبل کمر اور سینہ نہ جھکے۔ اس وقت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کی عادت کا یہ اثر دیکھا گیا ہے کہ گھٹنے زمین پر لگنے سے قبل ہی اوپر کا دھڑ جھک جاتا ہے۔ لہٰذا یہ عادت ترک سنت کا باعث ہونے کی وجہ سے قابل احتراز ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۱﴾

البتہ اگر عذر کی وجہ سے گھٹنے پہلے رکھنا مشکل ہو تو اس صورت میں دایاں ہاتھ پہلے رکھے، پھر دونوں گھٹنے ایک ساتھ رکھے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۶۵﴾

امام کا سجدہ سے اٹھ کر کرتا درست کرنا

سوال ایک صاحب جب بھی سجدہ میں اٹھ کر کھڑے ہوتے ہیں تو ایک ہاتھ سے اور کبھی

Marfat.com

دونوں ہاتھوں سے پیچھے کی جانب کرتا پکڑ اکر درست کرتے ہیں' کیا یہ درست ہے؟

جواب کرتا درست کرنے کی ضرورت عموماً دو وجہ سے پیش آتی ہے ایک یہ کرتا کمر بند کے اوپر اٹک جاتا ہے جو بعض مقتدیوں کے ذہن کو بٹانے والا اور خشوع میں مخل ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ بعض لوگوں کے سرین (کولہے) کے اندر کرتا اٹک جاتا ہے۔ کسی ایسی ضرورت کی وجہ سے کرتے کو کھینچ کر درست کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ اس کے لیے ایک ہاتھ کافی ہے' دوسرا ہاتھ استعمال کرنا مکروہ ہے اور بلا ضرورت ایک ہاتھ کا بھی استعمال کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۳۷ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۹﴾

نماز میں چادر کندھے سے گر جانے کا حکم

کندھے پر ڈال لینا چاہیے۔ کپڑے کا لٹکنا نماز میں تشویش کا باعث ہے اور تشویش کو دور کرنے کے لیے ایک یا دو بار ہلانا جائز ہے۔ نیز نماز میں کپڑا لٹکے رہنے کی ممانعت ہے اور یہ عمل مکروہ ہے سدل میں داخل ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۳۶﴾

نماز میں تہبند درست کرنا

سوال نماز میں تہ بند کھل جانے کا اندیشہ ہو تو کیا اس کو دونوں ہاتھوں سے باندھ سکتے ہیں؟ یا تہ بند کو کس سکتے ہیں؟

جواب پہلے ایک ہاتھ سے ایک جانب کس لیں' پھر تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کی مقدار تک توقف کرنے کے بعد دوسری جانب دوسرے ہاتھ سے درست کرلیں۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۳۷﴾

سجدہ میں جاتے وقت کپڑا اسمیٹنا

سوال بعض لوگ نماز میں جاتے وقت اعادۃً سجدہ میں جاتے وقت پاجامہ یا تہبند کو اٹھا لیتے ہیں کیا یہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

جواب مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۰۷ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۸﴾

Marfat.com

قیام میں دونوں قدم کے درمیان فاصلہ کی مقدار

فقہاء نے لکھا ہے کہ چار انگشت کا فاصلہ پیروں میں قیام کی حالت میں رکھنا چاہیے اگر کچھ کم وبیش ہو گیا تو نماز صحیح ہے' کچھ کراہت نہیں۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۱۵۳ بحوالہ رد المحتار باب صفۃ الصلوۃ بحث القیام ج ۱ ص ۴۱۴﴾

رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا چاہیے

سوال بعض ائمہ رکوع کر کے سیدھے کھڑے نہیں ہوتے۔ سجدہ میں چلے جاتے ہیں' نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب اگر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے نہ ہوں تو اس میں ترک واجب ہوتا ہے۔ وہ نماز قابل اعادہ ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۱۵۵ بحوالہ رد المحتار باب واجبات الصلوۃ ج ۱ ص ۴۲۴﴾

سجدہ سے چار انگل اٹھ کر دوسرا سجدہ کرنا

بقول بعض محققین اس میں ترک واجب ہے اور ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۱۵۵ بحوالہ رد المحتار باب واجبات الصلوۃ ج ۱ ص ۴۳۲﴾

سجدہ میں ران اور پنڈلی کا فاصلہ

سوال سجدہ میں ران اور پنڈلی کو کتنا کشادہ کیا جائے۔ کیا زاویہ قائمہ بنانا چاہیے؟

جواب در مختار میں ہے کہ اپنے بازو کو بلا تکلف ظاہر کرے اور ران کو پیٹ سے دور رکھے۔

پس معلوم ہوا کہ سجدہ میں سنت اسی قدر ہے اور زاویہ قائمہ بنانا ضروری نہیں ہے اور یہ بھی جب ہے کہ جماعت میں نہ ہو تنہا ہو یا امام ہو ورنہ ایسا فعل نہ کرے جس سے دوسرے مقتدیوں کو تکلیف وایذا ہو۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۱۶۴ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۴۷۰﴾

سجدہ سے اٹھتے ہوئے بلا عذر زمین کا سہارا لینا

سوال دوسری رکعت میں قعدہ کے بعد جب کھڑا ہو تو ہاتھ بدستور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہو یا زمین پر سہارا دے کر کھڑا ہو؟

Marfat.com

جواب ہاتھ گھٹنوں اور رانوں پر رکھ کر کھڑا ہونا بہتر ہے اور اگر بضرورت زمین پر رکھ کر کھڑا ہوا تو یہ بھی درست ہے۔ ﴿فتاوٰی دارالعلوم ج ۲ ص ۱۹۰ بحوالہ ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ا ص ۴۷۲﴾

امام صاحب عذر کی وجہ سے سجدہ میں جاتے وقت پہلے ہاتھ رکھتے ہیں تو یہ مکروہ نہیں ہے' بلا عذر پہلے ہاتھ رکھنا مکروہ ہے۔ ﴿بحوالہ طحطاوی ص ۱۵۴﴾

تشہد میں انگشت سے اشارہ کرنا سنت ہے

سوال سرحد کے علماء تشہد میں انگشت اٹھانے کو منع کرتے ہیں کہ یہ فعل نماز میں نہ کیا جائے' صحیح کیا ہے؟

جواب حنفیہ کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ تشہد میں اشارہ شہادت کی انگلی سے سنت ہے ____ درمختار میں متعدد کتب کے حوالہ سے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کو صحیح بتایا ہے۔

﴿فتاوٰی دارالعلوم ج ۲ ص ۱۹۴ بحوالہ درمختار باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۴۷۴﴾

دائیں ہاتھ کی انگلی نہ اٹھا سکتا ہو تو کیا کرے؟

اگر داہنے ہاتھ میں عذر ہے اور انگلی نہیں اٹھا سکتا تو وہ انگشت نہ اٹھائے بائیں ہاتھ کی انگلی اٹھانے کا حکم نہیں ہے۔ ﴿فتاوٰی دارالعلوم ج ۲ ص ۱۹۲ بحوالہ ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ا ص ۴۷۴﴾

اشارہ کے وقت انگلیوں کے حلقہ کا حکم

تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کی یہ صورت ہے کہ ابہام اور وسطیٰ کا حلقہ کر کے بنصر اور خنصر کو بند کرے' کتب فقہ حنفیہ میں اس کو لکھا ہے۔

﴿فتاوٰی دارالعلوم ج ۲ ص ۱۹۱ بحوالہ ردالمحتار ج ا ص ۴۷۵﴾

تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرائے

شرح منیہ میں امام حلوائی سے نقل کیا ہے کہ لا الٰہ پر انگلی کو اٹھائے اور الا اللہ پر رکھ دے۔

﴿فتاوٰی دارالعلوم ج ۲ ص ۱۸۹ بحوالہ ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی عقد الاصابع ج ا ص ۴۷۵﴾

انگلیوں کا حلقہ تشہد میں کب تک باقی رکھے

لا الٰہ الا اللہ کہنے کے وقت جب انگلیوں کو بند یا ان کا حلقہ کر لیا ہے تو پھر اس کو فارغ

Marfat.com

ہونے تک ویسا ہی رکھنا چاہیے۔

شامی جلد اول میں متعدد عبارتیں ہیں جن میں عقدِ اصابع کو اشارہ کے بعد کھولنے کا ذکر نہیں ہے جو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ حلقہ بنا کر انگلیوں کا کھولنا مناسب نہیں ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۰۲ بحوالہ رد المحتار ص ۴۵۰﴾

نماز میں رسول اللہ کی قرات

عَنْ جَابِرِ بن سَمُرَہ قَال كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمِ يَقْرءُ فِي الفَجْرِبِق والقرانِ المَجِيْد ونحوها و كانت صلوته بَعْدُ تَخْفِيْفًا۔

ترجمہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورۃ ق اور اس جیسی دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے اور بعد میں آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی۔ ﴿صحیح مسلم شریف﴾

تشریح شارحین نے آخری خط کشیدہ فقرے کے دو مطلب بیان کیے ہیں۔ ایک یہ کہ فجر کے بعد کی آپ کی نماز میں یعنی ظہر، عصر، مغرب، عشاء یہ سب بہ نسبت فجر کے ہلکی ہوتی تھیں اور ان میں بہ نسبت فجر کے آپ قرات کم فرماتے تھے۔ دوسرا مطلب اس فقرے کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابتدائی دور میں جب صحابہ کرام کی تعداد کم تھی اور آپؐ کے پیچھے جماعت میں سابقین اولین ہی سب ہوتے تھے، آپ کی نمازیں عموماً طویل ہوتی تھیں اور بعد کے دور میں جب ساتھ میں نماز پڑھنے والوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تھی اور ان میں دوم سوم درجہ والے اہل ایمان بھی ہوتے تھے تو آپؐ نمازیں نسبتاً ہلکی پڑھنے لگے، کیونکہ جماعت میں نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی صورت میں اس کا امکان زیادہ ہوتا تھا کہ کچھ لوگ مریض یا کمزور یا کم ہمت یا زیادہ بوڑھے ہوں جن کے لیے طویل نماز باعث زحمت ہو جائے۔ ﴿معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۴۵﴾

فجر کی نماز میں رسول اللہ علیہ وسلم کی قرات سے متعلق جو حدیثیں درج کی گئیں اور کتب حدیث میں ان کے علاوہ جو روایات اس سلسلہ میں ملتی ہیں ان سب کو پیش نظر رکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات فجر کی نماز میں بہ نسبت دوسری نمازوں کے اکثر و بیشتر کسی قدر طویل ہوتی تھیں لیکن کبھی کبھی (غالباً کسی خاص داعیہ سے) آپ فجر نماز بھی قُلْ يَا أَيُّهَا الكافِرون اور قل هُوَ اللّٰه احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ بِرَبِّ

Marfat.com

الناس جیسی چھوٹی سورتوں سے پڑھا دیتے تھے۔

اسی طرح ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا عام معمول نماز کی رکعتوں میں مستقل سورتیں پڑھنے کا تھا لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی سورت میں سے کچھ آیات پڑھ دیتے تھے۔ اسی طرح کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ نے دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی قرات فرمائی ہے۔

جمعہ کی فجر میں سورۃ ''الٓمٓ تنزیل السجدہ'' اور سورۃ الدھر پڑھنے کی حکمت حضرت شاہ ولی اللہؒ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ان دونوں سورتوں میں قیامت اور جزا سزا کا بیان بہت موثر انداز میں کیا گیا ہے اور قیامت جیسا کہ احادیث صحیحہ میں بتایا گیا ہے جمعہ ہی کے دن قائم ہونے والی ہے۔ اسی لیے غالباً آپ اس کی تذکیر اور یاددہانی کے لیے جمعہ کی فجر میں یہ دونوں سورتیں پڑھنا پسند فرماتے تھے۔ ﴿واللہ اعلم معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۴۹﴾

قرات فجر کی مقدار

سوال امام صاحب سورہ ملک، سورہ یٰسین حفظ ہونے کے باوجود فجر کی نماز میں (۱) والضحٰی واللیل (۲) الم نشرح (۳) والتین اور (۴) سورۂ جمعہ کا آخری رکوع پڑھتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض نمازیوں کی سنتیں فوت ہوجانے کا خوف رہتا ہے تو اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب صبح کی نماز میں امام کو اتنی مختصر قرات کی عادت بنالینا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ کوئی خاص عذر نہ ہو تو امام اور ایسے ہی منفرد (تنہا پڑھنے والا) صبح کی نماز میں طوال مفصل یعنی سورہ حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک کی سورتوں میں سے ایک سورت ایک ایک رکعت میں پڑھے یہ مسنون اور مستحب ہے یا کسی اور جگہ سے درمیانی درجہ کی کم سے کم چالیس آیتیں پڑھے یہ کم سے کم ہے اور متوسط درجہ یہ ہے کہ پچاس آیتوں سے ساٹھ تک اور اس سے بہتر یہ ہے کہ ۱۰۰ آیتوں تک پڑھے۔

اس سلسلہ میں امام اور مقتدیوں کی ہمت اور شوق کا لحاظ رکھنا چاہیے البتہ وقت کی تنگی یا کسی اور ضرورت اور عذر کی بنا پر قرات مختصر کرنی پڑے تو مضائقہ نہیں ہے، جائز ہے۔

﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۵۵ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۵۰۴ و کبیری ص ۳۰۳﴾

جمعہ کے دن فجر میں سورۂ سجدہ پڑھنا

سوال زید کہتا ہے کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دھر پڑھنا مستحب ہے' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب فجر کی نماز میں جمعہ کے دن پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری میں سورہ دھر پڑھنا فی نفسہ مستحب ہے لیکن اس پر مداومت (پابندی) مکروہ ہے' تاکہ عوام اس کو واجب نہ سمجھنے لگیں۔

آج کل ائمہ مساجد نے اس مستحب امر کو بالکل ہی ترک کر رکھا ہے۔ یہ غفلت ہے' اور اس کی اصلاح لازم ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۸۱﴾

احادیث میں بے شک ایسا آیا ہے لیکن حنیفہ اس کو بعض اوقات پر محمول کرتے ہیں اور اس کی مستقل طور پر پابندی پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ تعیین سورۃ کو کسی بھی نماز کے لیے منع کرتے ہیں لہٰذا کبھی کبھی ایسا کر لے تو حرج نہیں دوام اس پر نہ کرے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۱۷﴾

سورتوں کی تعیین کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ کی دونوں رکعتوں میں علی الترتیب اکثر و بیشتر سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سورۂ اعلیٰ و سورۂ غاشیہ پڑھا کرتے تھے اور عیدین کی نماز میں بھی یا تو یہی دونوں آخری سورتیں سورۂ اعلیٰ و غاشیہ پڑھا کرتے تھے یا سورۂ قٓ وَالقراٰن المجید اور اقتربتِ الساعۃ۔

نماز پنجگانہ اور جمعہ وعیدین کی نمازوں میں قرات سے متعلق جو حدیثیں لکھی گئی ہیں اس سے دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

① آپ ؐ کا اکثر معمول یہ تھا کہ فجر میں قرات طویل فرماتے تھے اور زیادہ تر طوال مفصل پڑھتے تھے۔ ظہر میں بھی کسی قدر طویل قرات فرماتے تھے' عصر مختصر اور ہلکی پڑھتے تھے اور اسی طرح مغرب بھی' عشاء میں اوساط مفصل پڑھنا پسند فرماتے تھے لیکن کبھی کبھی اس کے خلاف بھی ہوتا تھا۔

② کسی نماز میں ہمیشہ کسی خاص سورت کے پڑھنے کا نہ آپ ؐ نے حکم دیا اور نہ عملاً ایسا کیا ہاں بعض نمازوں میں اکثر و بیشتر بعض خاص سورتیں پڑھنا آپ ؐ سے ثابت ہے۔

﴿معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۶۱﴾

Marfat.com

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی رائے

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نمازوں میں کچھ مصالح اور فوائد کے پیش نظر بعض خاص سورتیں پڑھنی پسند فرمائیں لیکن قطعی طور پر نہ ان کی تعیین کی نہ دوسروں کو تاکید کی کہ وہ ایسا ہی کریں پس اس بارے میں اگر کوئی آپؐ کا اتباع کرے (اور ان نمازوں میں وہی سورتیں اکثر و بیشتر پڑھے) تو اچھا ہے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لیے بھی کوئی مضائقہ اور حرج نہیں ہے۔“ ﴿معارف الحدیث ج ص ۲۶۱﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ وعیدین کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں سورتیں معین کر کے نہیں پڑھا کرتے تھے۔ فرض نمازوں میں چھوٹی بڑی سورتوں میں سے کوئی ایسی سورت نہیں ہے جو آپؐ نے نہ پڑھی ہو۔

اور نوافل میں ایک رکعت میں دو سورتیں بھی آپؐ پڑھتے تھے لیکن فرض نمازوں میں نہیں، معمولاً آپ کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے بڑی ہوا کرتی تھی۔

نماز میں ”سلام علیکم“ کہنے کا حکم

سوال اگر امام السلام علیکم کہنے کے بجائے صرف سلام علیکم بغیر الف لام کے کہے تو کیا حکم ہے؟

جواب یہ خلافت سنت ہے اس سے نماز میں کراہت آئے گی یہ اس وقت ہے جب کہ امام تلفظ ہی میں سلام علیکم کہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ الف لوگوں کے سننے میں نہیں آتا امام تو السلام علیکم کہتا ہے لوگ سلام علیکم سنتے ہیں تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ ﴿کفایت المفتی ج ۳ ص ۴۳۹﴾

(بغیر الف لام کے) سلام علیکم خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، امام کو سمجھایا جائے کہ تصحیح کر لے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۴۵ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹۱﴾

سلام میں صرف منہ پھیرنے کا حکم

سوال نماز سے خروج کے لیے سلام پھیرتے وقت قبلہ سے فقط منہ ہی پھیرے یا سینہ بھی؟

جواب صرف منہ پھیرنا دونوں طرف سلام کے لیے کافی ہے۔

﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۲۰۷ بحوالہ ردالمحتار باب آداب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۴۶﴾

Marfat.com

سلام میں چہرہ کتنا گھمایا جائے؟

عن سَعْدِ ابنِ اَبِیْ وَقَّاص قَالَ کُنْتُ اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یُسَلِّمُ عَنْ یَمِیْنِہٖ وعَنْ یَسَارِہٖ حَتّٰی اَرٰی بَیَاضَ خَدِّہٖ۔ (رواہ مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھا تھا کہ آپ سلام پھیرتے وقت دائیں اور بائیں جانب رخ فرماتے تھے اور چہرہ مبارک داہنی جانب اور بائیں جانب اتنا پھیرتے تھے کہ ہم رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیتے تھے۔

﴿معارف الحدیث ج۳ ص۳۰۹﴾

امام سے پہلے سلام پھیرنا

سوال ایک مقتدی نے امام سے پہلے سلام پھیر لیا تو کیا مقتدی مذکور کی نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب نماز ہوگئی مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر کسی سخت مجبوری سے سلام پھیرا جو نماز میں باعث تشویش بن رہی ہو تو نماز کا لوٹانا واجب نہیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ______ امام کی متابعت جان بوجھ کر چھوڑنے کی وجہ سے یہ نماز لوٹانی پڑے گی یا نہیں؟ اس سے متعلق کوئی صریح حکم نہیں ملا۔ البتہ مقتدی کے سہواً واجب کے چھوٹنے پر سجدہ سہو کے عدم وجوب سے معلوم ہوتا ہے کہ بصورت عمد نماز کا اعادہ واجب نہیں۔

جواب ۲ اتباع امام واجب ہے۔ اس لیے امام سے بلا عذر جان بوجھ کر پہل کرنا مکروہ تحریمی ہے البتہ ریح نکلنے کے خوف وغیرہ کی بنا پر پہل کرنے میں کراہت نہیں۔

﴿احسن الفتاویٰ ج۱ ص۲۹۴ بحوالہ ردالمحتار ج۱ ص۴۹۰﴾

سلام میں امام سے پہلے سانس ٹوٹ جانے کا حکم

سوال مقتدی کا سانس سلام پھیرتے وقت السلام علیکم کہنے میں امام سے پہلے ٹوٹ جائے تو مقتدی کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب مقتدی کی نماز میں اس صورت میں کچھ خلل نہیں آتا۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج۲ ص۱۶۳ بحوالہ ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ ج۱ ص۴۹۰﴾

Marfat.com

سلام میں لفظ اللہ کو کھینچنے کا حکم

سوال کیا مقتدی امام کے لفظ السلام کہنے کے ساتھ ہی فوراً سلام پھیر دے یا کچھ دیر کے بعد؟ اکثر ائمہ مساجد' سلام میں لفظ "اللہ" کو بہت زیادہ کھینچتے ہیں' کیا مقتدی بھی اس طرح کرے؟ یا وہ دونوں طرف امام سے پہلے سلام کے کلمات ختم کر سکتا ہے؟

جواب سلام اول میں لفظ السلام کہنے سے نماز ختم ہو جاتی ہے اس لیے اول میم' امام سے پہلے کہنا مکروہ ہے۔ اس کے بعد کوئی وجہ کراہت معلوم نہیں ہوتی۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۱۲﴾

نماز فجر و عصر کے بعد امام کا رخ بدلنا

سوال فجر اور عصر کی نماز کے بعد امام دائیں جانب مڑ کر بیٹھے یا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر؟ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ دائیں جانب رخ کر کے بیٹھنا مستحب ہے' اور مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنا) خلاف استحباب ہے صحیح کیا ہے؟

جواب خلاصہ جواب: حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرائض سے فارغ ہونے کے بعد امام کا اسی ہیئت پر قائم رہنا بدعت ہے۔ اس لیے امام اپنی ہیئت تبدیل کر لے جس کی مختلف صورتیں ہیں۔ یعنی یا تو مصلے سے اٹھ کر چلا جائے' یا دائیں یا بائیں یا مقتدیوں کی طرف مڑ کر بیٹھے۔

اگر نماز کے بعد سنتیں ہوں تو ان کو ادا کرنے کے لیے مصلے سے آگے پیچھے یا دائیں یا بائیں ______ طرف ہٹ کر پڑھے۔ امام کے اسی ہیئت پر قبلہ کی طرف رہنے میں آنے والوں کو جماعت باقی رہنے کا اشتباہ ہو سکتا ہے۔ خطرہ ہے کہ کوئی اقتداء کر لے' اور اس کی نماز صحیح نہ ہو۔ اسی لیے امام کا ہیئت نہ بدلنا مکروہ ہے۔

امام کو فجر اور عصر کی نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا چاہیے البتہ اگر امام کے سامنے پہلی صف میں کوئی مسبوق ہو تو اس کے سامنے بیٹھنا مکروہ ہے۔ لہٰذا اس صورت میں دائیں بائیں ہو کر بیٹھے) اگر پہلی صف کے پیچھے والی کسی صف میں مسبوق ہو تو اُس کا سامنا کرنے کے جواز میں اختلاف ہے۔ علامہ شامی نے جواز کو ترجیح دی ہے۔

﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۶۹ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۳۳۲﴾

Marfat.com

نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے

سوال جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ نہیں ہیں ان نمازوں کے بعد امام کس طرف متوجہ ہو' داہنی جانب یا بائیں طرف یا مقتدیوں کی طرف' کونسا قول صحیح ہے؟

جواب تینوں طرح درست ہے' کسی کا ایک التزام درست نہیں' داہنی جانب متوجہ ہونا کہ قبلہ بائیں جانب ہو اولیٰ (بہتر) ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۳۴ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۱۷۱ مصری﴾

دعا کے وقت امام کا داہنی طرف اور بائیں طرف پھرنا دونوں کا ذکر حدیث میں آیا ہے اور دونوں باتوں کی شرعاً اجازت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ کرے کہ یہ سمجھے کہ داہنی طرف ہی پھرنا ضروری ہے۔ میں نے بار ہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ بائیں طرف کو پھرے۔

لیکن یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ زیادہ تر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف پھرتے تھے۔ ﴿مشکوۃ ص ۸۷ باب الدعاء﴾

پس معمول یہ رکھنا چاہیے کہ اکثر داہنی طرف کو پھرے اور کبھی کبھی بائیں طرف کو پھر جایا کرے۔ ﴿فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۸۹ بحوالہ غنیۃ المستملی ج ۱ ص ۳۴﴾

دوسری نمازوں میں مقتدیوں کی طرف رخ کرنا

سوال ہمارے یہاں پر ظہر' مغرب' عشاء کے فرضوں کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کر کے دعا کرتے ہیں۔ یہ فعل کیسا ہے؟

جواب خلاف سنت ہے۔ ﴿احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۱۵﴾

فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کا حکم

سوال امام کو فرض نماز کے بعد کتنی دیر تک آیۃ الکرسی پڑھتے رہنا چاہیے۔ امام صاحب اگر دیر تک بیٹھے پڑھتے رہیں تو کیا مقتدی کو ان کی پیروی لازم ہے یا دعا کر کے سنت میں مشغول ہو جائے؟

جواب فرض کے بعد سنت سے پہلے آیۃ الکرسی (تسبیحات وغیرہ اوراد مختصر طور پر پورا کر

Marfat.com

کے سنت پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے اور وقت کی کچھ مقدار معین نہیں ہے لیکن زیادہ تاخیر نہ کرے اور اگر زیادہ اوراد پڑھنے ہوں تو سنت کے بعد پورا کر لے۔ یہ بہتر ہے اور امام اگر دیر تک بیٹھا پڑھتا رہے تو مقتدیوں کو اس کا اتباع لازم نہیں ہے۔ ان کو اختیار ہے کہ وہ خواہ فوراً یا کچھ پڑھ کر سنتیں پڑھیں۔ ﴿فتاوی دارالعلوم ج ۲ ص ۱۶۶ بحوالہ ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۴﴾

دعا اتنی مانگی جائے کہ مقتدیوں پر شاق نہ ہو اور ان کو تطویل ناگوار نہ ہو۔

﴿کفایت المفتی ج ۳ ص ۲۸۶﴾

بعد نماز پنجگانہ دعا

نماز پنجگانہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حصن حصین میں ______ دعا میں ہاتھ اٹھانے اور بعد دعا کے منہ پر ہاتھ پھیرنے کی مرفوع احادیث موجود ہیں ان کو دیکھ لیا جائے۔ نمازوں کے بعد دعا کا مسنون ہونا بھی اس میں مذکور ہے۔ ترک دعا نماز کے بعد خلاف سنت ہے۔

﴿فتاوی دارالعلوم ج ۲ ص ۱۹۹ بحوالہ مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات ص ۱۹۵ و حصن حصین ص ۳۰﴾

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ فرض نماز پڑھے اور اس کے بعد دل سے دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

﴿معارف الحدیث ج ۵ ص ۱۳۸﴾

نماز فجر و عصر میں طویل دعا

جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر و عصر ان میں دعا لمبی کرے اور جن فرائض کے بعد سنن ہیں ان کے بعد امام مقتدی مختصر دعا مانگ کر سنتیں ادا کریں، خواہ فصل بالا وراد کر کے بعد میں سنتیں پڑھیں اور پھر اجتماعاً دعا کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دعا اجتماعاً ایک ہی بار ہے پھر دوبارہ سنتوں کے بعد مقتدیوں کو امام کی دعا کا انتظار کرنا اور اس کا التزام کرنا ضروری نہیں ہے۔

﴿فتاوی دارالعلوم ج ۲ ص ۱۹۷ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۷﴾

نوٹ: نفل اور سنت کا گھروں میں پڑھنا افضل ہے بعض جگہ کا یہ دستور غلط ہے کہ اکثر نمازی جمعہ کی سنتیں پڑھ کر ٹھہرے رہتے ہیں۔ امام سنتوں کے بعد دعا کراتا ہے۔ ردالمحتار باب الوتر

والنوافل ج ص ۶۳۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازیوں کو سنت کے لیے روکنا اجتماعاً دعا کرنے کا دستور عہد نبوی میں نہیں تھا اور نہ اب اس کا التزام درست ہے اس لیے کہ حدیث کے خلاف ہے۔

نماز کے بعد دعا آہستہ مانگے یا زور سے

آہستہ دعا کرنا افضل ہے نمازیوں کا حرج نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھی ذرا آواز سے دعا کر لے تو جائز ہے۔ ہمیشہ زور سے دعا کرنے کی عادت بنانا مکروہ ہے۔ روایات سے جہر (زور سے) دعا مانگنا ثابت نہیں ہے۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج۱ص ۱۸۳﴾

دعا آہستہ مانگنا افضل ہے۔ اگر دعا کی تعلیم مقصود ہو تو بلند آواز میں بھی مضائقہ نہیں مگر اس بلند آواز سے جس سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ ہو۔ نماز سلام پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد دعا نماز کا جز نہیں ہے۔ ﴿فتاویٰ محمودیہ ج۲ص ۱۷۳﴾

الفاظ دعا میں عدم تخصیص

امام دعا کے الفاظ کو اپنے ساتھ مخصوص نہ کرے اگر وہ دعا زور سے کر رہا ہے جیسے کہ اے اللہ مجھ پر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور میرے ساتھیوں پر کسی پر رحم نہ کرنا۔

﴿معارف مدینہ﴾

اس قسم کی دعا کرنا خیانت ہے، احادیث میں جو منفرداً الفاظ آئے ہیں وہ اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ نماز میں جو امام سے فائدہ پہنچتا ہے اس میں مقتدیوں کو بھی حصہ ملتا ہے، امام مقتدیوں کا نمائندہ ہوتا ہے۔

اور اگر آہستہ دعا کر رہے ہیں تو امام کو اجازت ہے کہ اپنے لیے خاص دعا کرے (اوروں کے لیے بددعا نہ کرے) کیونکہ مقتدی بھی اپنے لیے دعا کر رہے ہیں۔ اس طرح نفس دعا میں سب شریک ہو جائیں گے۔ ﴿معارف مدینہ ج۶ص ۱۰۰﴾

امام کی دعا پر آمین کہنا

سوال: نماز کے بعد جو دعا امام کے ساتھ مانگتے ہیں اس میں آمین کہنا چاہیے یا جو مرضی ہو دعا مانگے؟

Marfat.com

جواب: جو دعا چاہے مانگے یہ ضروری نہیں ہے کہ امام کی دعا پر آمین کہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۲۰۱ بحوالہ ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۸۹﴾

دعا میں مقتدی کی شرکت

سوال: مقتدی کو امام کے سلام کے بعد دعا میں اقتداء و شرکت ضروری ہے یا مستحب؟

جواب: مستحب ہے۔ ﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۲ ص ۱۹۰ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۴۹۵ وغنیۃ المستملی ص ۳۳۰﴾

اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے اور کوئی ضروری کام ہے تو سلام کے بعد فوراً چلے جانے میں کچھ گناہ نہیں ہے اور اس پر کچھ طعن نہ کرنا چاہیے اور اگر دعا کے ختم تک انتظار کرے اور امام صاحب کے ساتھ دعا میں شریک ہو تو یہ اچھا ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے۔

﴿فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۰۳﴾

دعا کے وقت نگاہ کہاں رکھی جائے

دعا مانگنے کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھانا اور تکنا دعا کی وہ ناپسندیدہ صورت ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس لیے کہ یہ صورت اللہ کے ادب واحترام اور دعا مانگنے والے کے لیے مناسب نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ حرکت بے ادبی یا گستاخی بن کر دعا کو قبولیت سے محروم کردے۔ اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔ ﴿حصن حصین ص ۲۷﴾

دعا میں جلد بازی سے احتراز

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب اللہ سے مانگو اور دعا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا اور جان لو اور یاد رکھو اللہ اس کی دعا قبول نہ کرے گا جس کا دل دعا کے وقت غافل اور بے پرواہ ہو۔"

آپؐ نے فرمایا: ہماری دعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں جب تک جلد بازی سے کام نہ لیا جائے (اور جلد بازی یہ ہے) کہ بندہ یہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی۔"

﴿معارف الحدیث ج ۵ ص ۱۲۳ و ۱۲۵﴾

دعا کے ختم پر کلمہ پڑھنا

سوال ہمارے یہاں دستور ہے کہ دعا ختم کرنے کے بعد جب منہ پر ہاتھ پھیرتے ہیں تو اس وقت کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم پڑھتے ہیں، کیا شریعت میں اس کا ثبوت ہے؟

جواب دعاء کے آخر میں درود شریف پڑھنا اور آمین کے سوا اور کچھ پڑھنا ثابت نہیں۔ لہذا منہ پر ہاتھ پھیرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھنے کا دستور بدعت ہے۔

جیسا کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد یا تلاوت کے بعد کوئی شخص دعائے ماثورہ کے بجائے اس کے بعد کلمہ طیبہ پڑھے تو ہر شخص اسے دین میں زیادتی اور بدعت سمجھے گا۔

﴿احسن الفتاویٰ ج۱ص ۳۷۴﴾

نماز کے بعد امام سے مصافحہ کرنا کیسا ہے

مصافحہ و معانقہ اپنے طریقہ پر مسنون ہے، سلام، مصافحہ، معانقہ داخل عبادات ہیں۔ عبادت کو صاحب شریعت کے حکم کے مطابق ادا کیا جائے تب ہی عبادت میں شمار ہوگی اور ثواب کے حق دار ہوں گے ورنہ یہ بدعت ہو جائے گی اور بجائے ثواب کے عذاب ہوگا۔ مجمع البحرین کے مصنف ؒ نے اپنی شرح میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے عید کے دن نماز سے پہلے عید گاہ میں نفل پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ نے اس کو منع کیا، اس شخص نے کہا اے امیر المومنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب نہیں دے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں بھی خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کام پر ثواب نہیں دیتا، تاوقتیکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو نہ کیا ہو یا اس کو کرنے کی ترغیب نہ دی ہو۔ پس تیری یہ نماز عبث ہے، اور فعل عبث حرام ہے۔ پس اندیشہ ہے کہ خدا تعالیٰ تجھ کو اس پر عذاب دے۔ اس لیے کہ تو نے اس کے پیغمبر ﷺ کے خلاف کیا۔ ﴿مجالس الابرار ج۸ص ۱۲۹﴾

دیکھیے! اذان عبادت ہے، دین کا شعار اور اسلامی علامت ہے اور جمعہ کے لیے دو اذانیں اور اقامت پابندی کے ساتھ ہوتی ہیں مگر عید کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت۔

اگر عید گاہ میں اذان یا تکبیر پڑھی جائے تو ہر شخص جانتا ہے وہ بدعت ہوگی۔ اسی طرح مصافحہ و معانقہ کا حکم ہے۔ عید وغیرہ نمازوں کے بعد اس کا التزام بدعت ہے۔

Marfat.com

شامی میں منقول ہے' کسی بھی نماز کے بعد مصافحہ کا رواج مکروہ ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نماز کے بعد مصافحہ نہیں کرتے تھے' اور کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ روافض کا طریقہ ہے۔

ابن حجر شافعی فرماتے ہیں کہ لوگ پنجگانہ نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں وہ بدعت مکروہ ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

ابن الحاجؒ مکی کتاب المدخل میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں نے نماز فجر اور جمعہ اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کا جو نیا طریقہ ایجاد کیا ہے' بلکہ بعض نے پانچوں نماز کے بعد بھی مصافحہ کا طریقہ ایجاد کیا ہے' اس سے منع کرے کہ یہ بدعت ہے۔ شریعت میں مصافحہ کسی مسلم سے ملاقات کے وقت ہے نہ کہ نمازوں کے بعد لہٰذا شریعت نے جو عمل مقرر کیا ہے اسی جگہ اس کو بجالائے اور سنت کے خلاف کرنے والوں کو روکے۔

شارح مشکوٰۃ شریف فرماتے ہیں بے شک شرعی مصافحہ کا وقت شروع ملاقات کا وقت ہے۔ لوگ بلا مصافحہ ملتے ہیں' علمی باتیں کرتے ہیں پھر جب نماز پڑھ لیتے ہیں' اس وقت مصافحہ کرتے ہیں' یہ کہاں کی سنت ہے؟ اس لیے بعض فقہاء نے وضاحت کی ہے کہ یہ طریقہ مکروہ اور بدعت سیئہ ہے۔ ﴿مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۵۷۵﴾

ان مختصر تصریحات کی بنا پر ضروری ہے کہ مصافحہ سے اجتناب کرے مگر ایسا طریقہ اختیار نہ کرے جس سے لوگوں میں غصہ اور نفرت پھیلے۔ ایسے موقع پر ملا علی قاری کی ہدایت کا خیال رکھے۔ فرماتے ہیں کہ "جب کوئی مسلمان بے موقع مصافحہ کے لیے ہاتھ دراز کرے تو ہاتھ کھینچ کر اس کا دل نہ دکھائے اور بدگمانی کا سبب نہ بنے اور آہستگی سے سمجھائے اور مسئلہ کی حقیقت سے آگاہ کرے۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۷۲﴾

یہ مسئلہ احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۵۵ پر اس طرح ہے "شریعت میں مصافحہ کا موقع صرف اول وقت ملاقات ہے' نمازوں کے بعد مصافحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ دین رحمہم اللہ سے ثابت نہیں' بلکہ یہ روافض کی ایجاد ہے اور بدعت ہے۔ اس لیے اس سے احتراز واجب ہے بلکہ بعض حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے صراحۃً لکھا ہے کہ اس بدعت کے مرتکب کو بذریعہ زجر و توبیخ روکنے کی کوشش کی جائے۔ اگر پھر بھی باز نہ آئے تو بشرط قدرت اسے سزا بھی دی جائے' البتہ جہاں روکنے کی قدرت نہ ہو وہاں روکنا ضروری نہیں۔ ﴿بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۳۳۶﴾

دعائے مؤلف

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ هٰذَا الْعَمَلَ وَجَنِّبْنِیْ فِیْهِ عَنِ الْخَطَا وَالنِّسْیَانِ وَاجْعَلْهُ ذَرِیْعَةً لِلْفَلَاحِ وَالنَّجَاحِ فِی الدُّنْیَا وَوَسِیْلَةً لِلنَّجَاةِ فِی الْاٰخِرَةِ۔

محمد رفعت قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند

۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۸۷ بروز جمعہ

Marfat.com

مآخذ و مراجع کتاب

نام کتاب	مصنف و مولف	مطبع
معارف القرآن	مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان	ربانی بکڈپو دیوبند
معارف الحدیث	مولانا منظور احمد صاحب نعما "	الفرقان بکڈپو ۳۱ نیا گاؤں لکھنو
فتاویٰ ارا م مکمل و مدلل	مفتی عزیز الرحمن صاحب	مکتبہ دار العلوم دیوبند
فتاویٰ ر ہ	سید مفتی عبد الرحیم صاحب	مکتبہ منشی اسٹیٹ (اندریر) سوات
فتاویٰ رشیدیہ کامل	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
فتاویٰ محمو یہ	مفتی محمو الحسن صاحب مدظلہ	محمود جامع مسجد شہر میرٹھ
امدا الفتاویٰ	مولانا اشرف علی تھا یؒ	اداہ تالیفات اولیائے دیو
فتاویٰ عالمگیری	علامہ سید امیر احمد	مطبع نولکشور
کفایت المفتی	سید احمد طحطاوی	پاکستانی
احسن الفتاویٰ		مطبع محمدی لاہور
	ماضافہ حواشی مولانا ا رئیس صاحب	نصیر بستی نظام الدین ہلی ۱۳
ب الفقہ علی المہ اہب	محمد رفعت قاسمی	رضی
الاربعہ		تھا ی
مظاہر حق جدید	مفتی محمد شفیعؒ	ارالاشاعت کراچی پاکستان
مسائل سجدہ سہو	مولانا لد سیف اللہ	مجلس تحقیقات اسلامی حیدر آبا
معارف مدینہ		ر
ہدایہ	شیخ عبد القا رجیلا "	مطبع لاہور پاکستان
بدائع صنائع	مفتی کفایت اللہ ہلویؒ	کتب نہ اعزازیہ
صحاح ستہ	مفتی رشید احمد لدھیا یؒ	سعید ایچ۔ ایم کمپنی ا ب منزل چوک
کبیری		کراچی پاکستان
ر المحتار علی الدر المختار	علامہ عبد الرحمن	مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب لاہور
طحطاوی علی مراقی الفلاح		پاکستان

Marfat.com

صغیری	افادات علامہ نواب قطب الدین	ادارہ اسلامیات دیوبند
حصن حصین	مفتی حبیب الرحمٰن خیرآبادی	حراء اکیڈمی دیوبند
مسائل تراویح مکمل ومدلل	افادات مولانا حسین احمد مدنیؒ	مدرسہ امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ
نورالایضاح	امام ابوالحسنؒ برہان الدین	کتب خانہ رشیدیہ دہلی
امداد المفتیین	علامہ علاؤالدین ابی بکر	پاکستانی
جدید فقہی مسائل		پاکستانی کتب خانہ رشیدیہ دہلی
فتاویٰ ہندیہ		فخر المطابع لکھنو
غنیۃ الطالبین	علامہ ابن عابدینؒ	سعید ایچ ایم کمپنی ادب منزل چوک کراچی پاکستان

☆☆☆☆☆

مکمل و مدلّل

مسائل تراویح

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرت مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق کے ساتھ

مؤلف: مولانا محمد رفعت قاسمی
مدرس دارالعلوم دیوبند

مکتبہ خلیل
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،
اُردو بازار، لاہور فون: 7321118

Marfat.com

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دینی و دیگر علمی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لئے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور طباعت سے قبل کوشش کی جاتی ہے کہ نشاندہی کی جانے والی جملہ غلطیوں کی بروقت تصحیح کر دی جائے۔ اس کے باوجود غلطیوں کا امکان باقی رہتا ہے۔

لہٰذا قارئین کرام سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ علمی غلطیوں کی نشاندہی کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں تعاون کرنا صدقہ جاریہ کے مترادف ہے۔ (ادارہ)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... مسائل تراویح

مؤلف .... مولانا محمد رفعت قاسمی

طبع اوّل 2008ء

باہتمام .... وکیل احمد

تعداد 1100

قیمت .... روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ العاصم بیرون تبلیغی مرکز رائیونڈ

اشرف بک ایجنسی راولپنڈی

اسلامی کتاب گھر خیابان سر سید راولپنڈی

مدنی کتب خانہ تبلیغی مرکز مانسہرہ

Marfat.com

فہرست مضامین

مسائل تراویح

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
انتساب	9	داڑھی منڈے حافظ کی امامت	23
عرضِ مرتب	10	کہنی تک کٹے ہوئے ہاتھ والے کی امامت	24
		فیشن پرست حافظ کی امامت	24
پہلا باب	11	طوائف کے لڑکے کے پیچھے تراویح	24
روزہ اور تراویح باعث مغفرت	11	اگر حافظ کی داڑھی ایک مشت سے کم ہو؟	24
روزہ اور قرآن کی شفاعت	12	محتاط نابینا کی امامت	25
تراویح سب کے لئے سنت ہے	16	تراویح پڑھانے والا اگر پابندِ شرع نہ ہو تو......	26
حافظ قرآن کا تراویح میں قرآن سنانا	17	معذور حافظ کی امامت	27
کیا تراویح پڑھنا امام کی ذمہ داری ہے؟	17	دو حافظوں کے مل کر پڑھنے کا حکم	27
تراویح میں امامت کا حق	18	غیر مقلد کی امامت	27
تراویح کے لئے حافظ کا تقرر	18	جس نے عشاء کی نماز نہ پڑھی اس کی امامت	27
ایک شخص دو جگہ تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟	18	مرد کی اقتداء میں عورتوں کی جماعت	28
تراویح میں معاوضہ کی شرعی حیثیت	19	عورتوں کی جماعتِ تراویح	28
تراویح کی اجرت بطور نذرانہ	19	حافظ کا قرآن تیز پڑھنا	29
حافظ تراویح کو آمد و رفت کا کرایہ پیش کرنا......	20	تعدادِ رکعات میں اختلاف ہو جائے تو......	29
تراویح پر معاوضہ کی گنجائش	20	اگر خدانخواستہ حافظ کا تراویح میں انتقال......	30
نابالغ حافظ کا قرآن پختہ کرنے کے لئے......	21	حافظ نے سننا شروع کیا پھر کسی وجہ سے......	30
بچے کے پیچھے تراویح کا مسئلہ	22	امام کا نماز کے لئے کسی خاص شخص کا انتظار کرنا	31
بالغ ہو گیا مگر داڑھی نہیں نکلی	22	جماعت میں جو اپنا انتظار چاہتا ہو	31
ایک ماہ سے کم ... سال کے لڑکے کی......	22	تحریمہ کے صحیح الفاظ کیا ہیں؟	31
کس عمر کا لڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے؟	23	امام کو تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں؟	31

Marfat.com

مضمون	صفحہ
دوسرا باب	33
تراویح کہاں پڑھیں؟	33
نمازِ تراویح گھر میں پڑھنا افضل ہے یا......	33
تراویح کونسی مسجد میں افضل ہے؟	33
محلے کی مسجد کا حق	33
کیا اپنی مسجد چھوڑ سکتے ہیں؟	34
اگر نمازِ تراویح مسجد کی چھت پر ادا کی جائے	34
دوکانوں میں نمازِ تراویح پڑھنا کیسا ہے؟	35
گھر میں تراویح کی جماعت کرنا	35
نمازِ عشاء باجماعت مسجد میں پڑھے اور......	36
ایک حافظ کا چند جگہ ختم کرنا	36
تراویح کی دو جماعتیں کرنا	36
ایک مسجد میں دو حافظوں کا سنانا	37
چند حفاظ کا مل کر تراویح پڑھانا	37
دس دس رکعت دو مسجدوں میں پڑھانا......	38
ایک مسجد میں دوسری جماعت	38
ایک مسجد میں دو جگہ تراویح	38
تراویح میں ایک ختم سے زیادہ پڑھنا کیسا ہے؟	39
تراویح میں قرآن شریف سننے سے قرآن......	39
کسی شخص کی رعایت سے اگلے روز قرآن......	39
تیسرا باب	40
سماعت	40
سماعت کی اجرت	40
بلا سامع قرآن شریف پڑھنا	40
حافظ کو لقمہ کون دے؟	40
چھوٹے سامع کو کہاں کھڑا کر سکتے ہیں؟	40
کیا سامع کو حافظ کے برابر کھڑا کر سکتے ہیں؟	41
قرآن شریف میں دیکھ کر سماعت کرنا	41
بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر...	42
بھولتے وقت اِدھر اُدھر سے پڑھنا	42
حافظ سامع کے بتلانے تک خاموش رہ......	42
حافظ کو تنگ کرنے کا حکم	42
صرف لقمہ دینے کی نیت سے تراویح......	43
تراویح میں غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا	43
نیت باندھ کر لقمہ دے یا بے وضو لقمہ دے؟	43
تراویح کے وقت رکوع کا انتظار کرنا	44
سامع نہ ہونے کی مجبوری پہ قرآن......	44
شیعہ حافظ لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟	45
چوتھا باب	46
ترویحہ	46
ترویحہ میں کتنی دیر بیٹھنا چاہئے؟	46
ترویحہ کے بعد بلند آواز سے درود پڑھنا	47
ترویحہ کی دعا کا ثبوت ہے یا نہیں؟	47
ہر چار رکعت میں دعاء مانگنا	47
ہر ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا	48
ترویحے میں وعظ کرنا	49
ترویحوں میں یہ کلمات پڑھنا کیسا ہے؟	49
ترویحہ میں تسبیح آہستہ پڑھیں یا زور سے؟	50
پانچواں باب	51
تراویح کب سے شروع......	51
تراویح میں ایک ختم سے مراد کونسی سنت ہے؟	51
مہینے میں ایک قرآن سننا سنت ہے	52
آنحضرت ﷺ سے بیس رکعت کا ثبوت	52

Marfat.com

مضمون	صفحہ
تراویح آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے	52
تراویح باجماعت سنت ہے یا نہیں؟	53
تراویح بلاعذر شرعی چھوڑنا کیسا ہے؟	53
تراویح چھوڑنے والے کا حکم	53
تراویح روزہ کے تابع نہیں ہے	54
تراویح پڑھے اور دن میں روزہ نہ رکھے......	54
وظیفہ کی وجہ سے جماعتِ تراویح کا ترک کرنا	54
تراویح کے وقت نیند کا غلبہ ہو تو کیا حکم ہے؟	55
مقتدی قعدہ میں سوجائے تو کیا حکم ہے؟	55
تحریمہ میں مقتدی کی غلطی	55
نمازِ تراویح کی نیت	56
تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ باندھنے کا طریقہ	56
بغیر ثناء کے قرأت شروع کرے تو کیا حکم ہے؟	56
تراویح میں ایک مرتبہ ہی بیس رکعتوں......	57
تراویح کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھیں؟	57
تراویح میں قرأت مسنونہ کی مقدار	57
کیا تراویح لمبی نہیں ہونی چاہئے؟	58
تراویح میں پورا قرآن پڑھنا افضل ہے	58
بیس رکعت تسلیم کرے اور پھر کمی بیشی......	58
امام تراویح وغیرہ میں کیسی آواز سے پڑھے؟	58
تنہا نمازِ تراویح کس آواز سے پڑھے؟	59
کیا تراویح اس طرح بھی ہو جاتی ہے؟	60
وتر پہلے پڑھیں یا تراویح؟	60
دو سنت پہلے پڑھیں یا تراویح	60
جو افراد فرض نماز ہو جانے کے بعد آئیں......	61
چھوٹی ہوئی تراویح کی رکعتیں کب پڑھیں؟	61
چھوٹی ہوئی آیتوں کو تراویح میں کہاں دہرائیں؟	62
چھوٹی ہوئی آیتوں کو اگلے دن پڑھنا کیسا ہے؟	62
تراویح سے متعلق یکجا تمیں مسائل	63

مضمون	صفحہ
چھٹا باب	66
کیا تراویح میں بسم اللہ......	66
بسم اللہ کا تراویح میں زور سے پڑھنا کیسا ہے؟	66
ائمہ قرأت کا اتباع تلاوت کے اندر ہے......	67
بسم اللہ کا سورۂ اخلاص کے ساتھ پڑھنا	67
بسم اللہ کے بارے میں مولانا تھانویؒ کا فتویٰ	67
جو حنفی بسم اللہ کو تراویح میں سورۃ پر جہر سے......	68
بسم اللہ کے بارے میں مسلک امام اعظمؒ	68
خلاصۂ کلام	69
ساتواں باب	70
سجدۂ سہو	70
سجدۂ سہو کے اصول	70
سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ	70
اگر دو سلام پھیر دیئے تو کیا حکم ہے؟	71
سجدۂ سہو کیا مگر سلام نہیں پھیرا	71
سجدۂ سہو میں اگر ایک سجدہ کیا؟	71
تاخیر واجب سے سجدۂ سہو	71
متعدد غلطیوں پر کتنے سجدۂ سہو	71
سجدہ میں رکوع کی تسبیح پڑھنا	72
سجدہ میں سہو میں کے وجوب میں تمام......	72
کونسی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟	73
نماز پڑھتے ہوئے کسی لکھی ہوئی چیز پہ......	73
اگر ایک سجدہ کرے تو کیا حکم ہے؟	74
حافظ کا ایک آیت کو کئی مرتبہ پڑھنا	74
متشابہ کا حکم	74
تراویح کی پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہونا	75
پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں کتنی دیر	75

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اگر تین رکعت پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟	75
حافظ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا	76
چار رکعت تراویح جس میں قعدہ اولیٰ نہیں کیا	76
دوسری رکعت کے بعد بیٹھنے کے بجائے......	76
تراویح میں دو رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا......	77
اگر چار رکعت پڑھ کر سجدہ سہو نہ کرے تو......	78
بغیر قعدہ اولیٰ کے چار رکعت کے بارے......	78
دوسری رکعت میں تشہد کے بعد کھڑے......	79
سورۃ شروع کی اور اس کو چھوڑ کر پھر دوسری پڑھی	79
بعض حفاظ رکوع و سجود میں قرآن یاد کرتے ہیں	79
لفظ ضاد کو کس طرح ادا کرنا چاہئے	80
ضالین کو دالین پڑھنے سے نماز ہوتی......	80
لفظ ضاد کے بارے میں مولانا رشید احمد......	81
لفظ ضاد کے بارے میں مفتی شفیعؒ کا فتویٰ	81
سلام علیکم کی جگہ علیتم نکل جانے کا حکم	82
سلام میں چہرہ کتنا گھمایا جائے	82
آٹھواں باب	83
سجدۂ تلاوت	83
سجدۂ تلاوت کے بارے میں	83
سجدۂ تلاوت کا ثبوت فضائل	83
سجدۂ تلاوت فرض ہے یا واجب اور اس......	83
سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا طریقہ	84
تراویح میں سجدہ تلاوت کا اعلان کرنا کیسا ہے؟	84
اگر آیات سجدہ سورۃ کے ختم پر آئے	85
سجدۂ تلاوت سجدہ نماز کے ساتھ ادا ہو گا یا نہیں؟	86
اگر سجدۂ تلاوت کا کچھ حصہ پڑھے	86
رکوع اور سجدۂ تلاوت کی نیت کرے......	86
اگر مقتدی امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت......	87
سجدۂ تلاوت ادا کیا پھر کسی وجہ سے نماز......	87
آیاتِ سجدہ پڑھ کر کتنی دیر میں سجدہ کرنا چاہئے	87
سجدۂ تلاوت سن کر بعض مقتدی سجدے......	88
نماز میں سجدۂ تلاوت کی آیات پڑھی لیکن......	88
حافظ اگر آیات سجدہ بھول جائے	89
فوت شدہ رکعت کی ادائیگی کے وقت......	89
آیاتِ سجدہ سن کر بجائے سجدہ کے رکوع......	89
نماز میں سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ وہی......	90
سجدۂ تلاوت ادا کرنے کے بعد حافظ کو......	90
سجدۂ تلاوت کے بعد سورۃ فاتحہ دوبارہ......	90
دو رکعت پوری کر کے دوسری رکعت میں......	91
تراویح میں سجدۂ تلاوت بھول جائے	91
سجدۂ تلاوت ایک کرنے کے بجائے دو کر لے	91
سورۃ حج کا آخری سجدہ اور اس کا حکم	92
سورۃ ص میں سجدہ تلاوت کی آیات کونسی ہے؟	92
نواں باب	93
تہجد اور شبینہ کے بیان میں	93
نمازِ تہجد کی جماعت کا حکم	93
نمازِ تہجد اور شاہ صاحبؒ کی رائے	93
رمضان میں تہجد کی جماعت	93
رمضان میں تہجد میں دو چار آدمی مل جائیں تو	95
تہجد با جماعت کا حکم	95
جماعت نوافل اور اکابر علماء دیوبند	95
مولانا مدنیؒ نے اکابر دیوبند کے خلاف......	96
تہجد میں اگر کچھ لوگ امام کی اقتداء کر لیں......	97
شبینہ یعنی ایک رات میں قرآن ختم کرنا کیسا ہے؟	98
شبینہ جماعت نفل میں کرنا کیسا ہے؟	
شبینہ کا قاعدہ کلیہ	99

Marfat.com

مضمون	صفحہ
شبینہ کے سلسلے میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ......	99
دسواں باب	100
ختم کے دن مختلف رواج......	100
کونسی تاریخ میں ختم کریں؟	100
ختم کے دن تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنا کیسا ہے؟	100
سورۂ اخلاص کے بارے میں مولانا تھانویؒ......	100
بعض سورتوں کے بعد غیر قرآنی الفاظ......	101
ختم پر دوسری آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے؟	101
ختم کے دن کس طرح پڑھیں	102
حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ	103
سنت ونوافل کے بعد دعاء انفرادی طور پر......	103
ختم قرآن کے بعد دعا	103
تراویح اور وتر کے بعد دعا کرنا کیسا ہے؟	104
سلام کے بعد بغیر دعاء کے مقتدی جاسکتا ہے	104
نماز کے بعد دعا آہستہ سے مانگے یا زور سے؟	104
امام اگر زور سے دعا کرائے تو اپنے لئے......	104
کیا دعاء نماز کا جز ہے؟	105
دعاء کے وقت نگاہ کہاں رکھی جائے	105
دعاء یقین کے ساتھ کرنی چاہئے	105
دعا کا طریقہ	106
دعا میں ہاتھ کہاں تک بلند کریں؟	106
دعا کے بعد آمین کہنا	106
دعاء کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟	106
ماہِ رمضان میں مسجد کو سجانا	107
ختم قرآن میں حافظ کو ہار پہنانا	107
تراویح ختم ہونے پر مٹھائی تقسیم کرنا	108

مضمون	صفحہ
گیارہواں باب	109
عشاء کی نماز کے مسائل	109
اگر کسی نے بغیر وضو عشاء کی نماز پڑھی	109
عشاء کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت......	109
بلا ضرورت لقمہ دینا	110
کوئی نفل کی نیت سے عشاء کی نماز پڑھ......	110
عشاء کی نماز میں صرف ایک رکعت ملی تو......	110
تین رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کر لیا تو کیا نماز ہو گئی؟	111
عشاء کی تیسری رکعت پر سہواً بیٹھنا	111
عشاء کی تین رکعت پر سلام پھیرنے کے......	111
عشاء کی پانچ رکعت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟	112
امام اگر بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دے	112
عشاء کی نماز میں اگر قرأت آہستہ کرے......	113
عشاء کی آخری رکعتوں میں جہر کرنے......	113
عشاء کی قضاء میں قرأت کیسے کرے؟	113
عشاء کی نماز میں قعدہ اولیٰ سہواً چھوٹ گیا......	113
عشاء تنہا پڑھنے کے بعد جماعت میں......	114
امام کے پیچھے مقتدی کی التحیات پوری......	114
مسبوق سے باقی رکعت میں سہو ہو جائے	115
اگر مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دے	115
بارہواں باب	116
وتر کا ثبوت	116
وتر کے فضائل ومسائل	116
وتر واجب ہے اور اس کا طریقہ	117
وتر کی امامت	117
اگر امام کا مسلک رکوع کے بعد قنوت......	117
اگر رمضان شریف میں تمام لوگوں نے......	118

Marfat.com

مضمون	صفحہ
فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو کیا وتر......	118
امام صرف فرض پڑھائے اور حافظ......	118
رمضان کے بعد وتر کی جماعت درست ہے یا نہیں؟	118
رمضان میں وتر باجماعت افضل ہے	119
تہجد گزار فرض کے ساتھ وتر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟	119
کچھ تراویح چھوٹ جانے پر پہلے تراویح......	119
وتر پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ تراویح کی......	120
وتر کی نیت	120
وتر کو واجب کہنا چاہیے یا نہیں	120
وتر پڑھے مگر نیت سنت کی کی	121
تراویح سمجھ کر وتر میں اقتداء کرنا	121
وتر کی نماز میں تراویح کی نیت کرنا	121
وتر پڑھنے والے کے پیچھے تراویح پڑھنے والا	121
وتر میں رکوع سے پہلے رفع یدین اور دعا......	122
دعائے قنوت میں ملحق کی حاء کو زیر......	123
دعائے قنوت سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھی	123
وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہنا بھول گیا	123
حدیث سے دعائے قنوت ثابت ہے یا نہیں؟	123
دعائے قنوت کے یاد ہوتے ہوئے......	124
دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے؟	124
قنوت اگر رکوع سے پہلے پڑھے تو رکوع......	124
بغیر تکبیر کہے ہوئے قنوت پڑھنے کا حکم کیا ہے؟	124
اگر پہلی یا دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی	125
امام صاحب وتر کا قعدہ اولیٰ بھول گئے	125
واجب اور سنت کے قعدہ اولیٰ میں......	125
امام بغیر قنوت پڑھے رکوع میں چلا گیا......	126
دعائے قنوت چھوڑ کر امام رکوع میں چلا......	127
امام نے قنوت ختم کر کے رکوع کر لیا مگر......	127
اگر وتر کی دوسری یا تیسری رکعت ملے......	128

مضمون	صفحہ
نصف سورۃ پڑھنا اور نصف چھوڑ دینا کیسا ہے؟	128
وتر کی نماز میں کون سی سورت مسنون ہے؟	128
سورتوں کا تعین کرنا کیسا ہے؟	129
وتروں کے بعد سبحان الملک القدوس تین......	129
سبحان الملک القدوس کب پڑھے؟	130
تیرہواں باب	131
وتر کے بعد نفل کا ثبوت......	131
سنن ونوافل کیا ہیں؟	131
کیا وتر کے بعد نفل درست ہیں؟	133
نفل کا وقت کب تک رہتا ہے؟	133
تراویح کے بعد نفلوں کی جماعت کا کیا حکم ہے؟	133
فرض جہاں پڑھے وہاں سے الگ ہو کر......	133
دو نفل ہمیشہ پڑھے یا کبھی کبھی چھوڑ دے؟	134
کیا نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہو......	134
سنت ونوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے......	134
وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر	135
حضرت مولانا قاسمؒ کی رائے	135
معذور کی رعایت	136
حضور ﷺ کا نفل بیٹھ کر پڑھنا امت......	136
نفل آج بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں	136
بیٹھ کر نماز پڑھنے میں نظر کہاں رکھیں؟	137
(ضمیمہ) تراویح بیس رکعت بھی سنت ہیں	137
سجدۂ تلاوت کی شرعی حیثیت	139
سجدۂ تلاوت کی شرطیں	140
سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب	142
سجدۂ تلاوت سے متعلق مسائل	143
ان آیات کا بیان جن پر سجدۂ تلاوت واجب ہے	151

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، جنہوں نے با قاعدہ جماعتِ تراویح کا اہتمام وانتظام فرمایا، آپ ہی کے بارے میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ایسے ہی نور سے بھر دے جس طرح انہوں نے ہماری مساجد کو منوّر فرمایا''۔

Marfat.com

عرضِ مرتّب

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد

پیش نظر کتاب میں تراویح، عشاء اور وتر کے مسائل کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کتاب میں عربی عبارات سے اجتناب کرتے ہوئے، صرف مفتیٰ بہ قول کو لیا گیا ہے تا کہ عام پڑھنے والوں کو مسائل سمجھنے میں کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

بندہ کی یہ کتاب، حضراتِ مفتیانِ کرام دارالعلوم دیوبند کے فیض کا نتیجہ ہے۔ اس وقت عامۃ المسلمین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے دل باری تعالیٰ کی حمد وثناء سے لبریز ہے، جس نے محض اپنی توفیق وعنایت سے اس خدمت کو مجھ جیسے بے بضاعت اور کمترین بندہ سے لے لیا۔

دعا ہے کہ خدائے بخشندہ اپنے فضل وکرم سے اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے، اور اپنے شکرگزار بندوں میں اس حقیر کا نام بھی درج فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۵ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

روزے اور تراویح باعثِ مغفرت

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہٖ و من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہٖ ومن قام لیلۃ القدر ایماناً واحتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہٖ۔

(بخاری ومسلم)

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ رمضان کے روزے ایمان واحتساب کے ساتھ (ثواب کی غرض سے) رکھیں گے ان کے سب گذشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ اور ایسے ہی جولوگ ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نفل تراویح پڑھیں گے ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور اسی طرح جولوگ شب قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے انکے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

تشریح اس حدیث سے رمضان میں روزوں اور اس کی راتوں کے نوافل اور خصوصیت سے شب قدر کے نوافل کو پچھلے گناہوں کی مغفرت اور معافی کا وسیلہ بتایا گیا ہے۔ بشرطیکہ روزے اور نوافل ایمان واحتساب کے ساتھ ہوں۔ یہ ایمان واحتساب خاص دینی اصطلاح ہے۔ ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جونیک عمل کیا جائے اس کا محرک بس اللہ اور رسول کو ماننا اور انکے وعدے وعید پر یقین لانا ہے۔ اور ان کے بتائے ہوئے اجر وثواب کی طمع اور امید ہو۔ کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد اس کا محرک نہ ہو۔ یہی ایمان واحتساب ہمارے اعمال کے قلب وروح ہیں اگر یہ نہ ہوں تو پھر ظاہر کے لحاظ بڑے سے بڑے اعمال بھی بے جان اور کھوکھلے ہیں جو خدانخواستہ قیامت کے دن کھوٹے سکے ثابت ہوں گے۔ اور ایمان واحتساب کے ساتھ بندے کا ایک عمل بھی اللہ کے یہاں اتنا عزیز اور قیمتی ہے کہ اسی کے صدقے اور طفیل میں اس کے برسہابرس کے گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان واحتساب کی صفت اپنے فضل سے نصیب فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

روزہ اور قرآن کی شفاعت

عن عبد اللّٰه بن عمرو ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال الصیام والقرآن یشفعان للعبد۔ یقول الصیام ای رب انی منعته الطعام والشهوات بالنهار فشفعنی فیه۔ ویقول القرآن منعته النوم باللیل فشفعنی فیه فیشفعان۔
(البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن دونوں بندہ کی سفارش کریں گے (یعنی اس بندہ کی جو دن میں روزہ رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کا پاک کلام مجید پڑھے گا یا سنے گا)۔ روزہ عرض کریگا اے میرے پروردگار میں نے اس بندہ کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا۔ آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اس کے ساتھ مغفرت اور رحمت کا معاملہ فرما)۔
قرآن کہے گا میں نے اس کو رات میں سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا۔ خداوندا، آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما (اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما)۔ چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا)۔

تشریح کسی کو قربان کر کے نہیں، اپنی جان و مال دیکر نہیں، صحت و تندرستی ختم کر کے نہیں بلکہ تھوڑا سا آرام ترک کر کے اور نفس پر تھوڑا سا جبر کر کے حضورؐ کا بتایا ہوا علاج کریں تو ہم کو یہ نعمت حاصل ہو سکتی ہے۔
کیسے خوش نصیب ہیں وہ بندے جن کی حق میں ان کے روزوں کی اور نوافل میں ان کے پڑھے ہوئے یا سنے ہوئے قرآن پاک کی سفارش قبول ہو گی یہ ان کے لیے کیسی مسرت اور فرحت کا وقت ہو گا؟ (معارف الحدیث ج۴ ص۱۰۸)

اہتمام تراویح اور تعدادِ رکعات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عام اعلان تھا کہ میری اطاعت اس وقت تک ہے جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صدیق پر عمل کرتا رہوں۔ جہاں خالق کی معصیت ہو وہاں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

یہ اعلان رسمی نہیں تھا بلکہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو آزمانے کے لیے برسر ممبر اعلان فرمایا لوگو! اگر میں سنتِ نبویؐ اور سیرتِ صدیقؓ کے خلاف کوئی حکم دوں تو تم لوگ کیا کرو گے؟ لوگ خاموش رہے۔ پھر دوبارہ یہ اعلان فرمایا تو ایک نوجوان تلوار لیکر کھڑا ہو گیا اور تلوار کی طرف اشارہ کر کے برجستہ کہا: "یہ فیصلہ کریگی"۔ حضرت عمرؓ نے خوش ہو کر فرمایا: "جب تک عوام میں یہ جرأت باقی ہے اس وقت تک امت گمراہ نہیں ہو سکتی"۔

ایک مرتبہ آپؓ تقریر فرما رہے تھے مجمع بہت کثیر تھا، آپ نے فرمایا: "اسمعوا واطیعوا" یعنی سنو اور عمل کرو۔ ایک عام شخص نے کھڑے ہو کر برجستہ کہا: آپ کی بات نہیں سنیں گے اور نہ عمل کریں گے، اس لیے کہ آپ نے مالِ غنیمت کی تقسیم میں مساوات نہیں کی ہے۔ کیونکہ یہ کپڑا جو آپ کے جبہ میں ہے ہم کو بھی ملا ہے مگر اس میں سے چادر اور تہبند نہیں ہو سکے اور آپ کا جبہ کیسے بن گیا؟ حضرت عمر فاروقؓ نے جواب دینے کے بجائے اپنے بیٹے کو طلب کیا۔ انہوں نے بتایا "یہ کپڑا ہم کو بھی ملا تھا لیکن والد محترم کے پاس صرف ایک ہی کرتا تھا جمعہ کے لیے اس کے دھونے اور سکھانے میں دیر ہو جاتی تھی اس لیے میں نے اپنا حصہ بھی ان کو دے دیا تھا اس لیے دونوں کو ملا کر ایک جبہ تیار ہو گیا ہے"۔

اور بہت سے واقعات اسی قسم کے ملیں گے یہ حضرات خلافِ سنت اور ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے دل دادہ اور عاشق تھے۔ بدعت اور خلافِ سنت فعل سے ایسے بیزار تھے کہ امت کا کوئی شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ ایسے سخت گیر پابندِ سنت اور متبع شریعت حضرات مثلاً حضرت عثمان غنیؓ، حضرتِ علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرتِ ابن عباس اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ اور حضرت زبیرؓ، حضرت معاذؓ اور ان کے علاوہ تمام مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اجمعین کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعبؓ کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کے لیے مقرر فرمایا اور کسی نے بھی ان پر اعتراض یا نکتہ چینی اور تردید نہیں کی بلکہ سب نے آپؓ کا تعاون کیا اور آپ کی موافقت، اور تائید ہی کی اور اس کو جاری و رائج کیا۔ (تمام صحابہ کرامؓ پابندی سے تراویح میں شریک ہوتے تھے)۔ یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی تعریف اور ان کے لیے دعائے خیر کی، آپ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے: کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی قبر کو نور سے بھر دے جس طرح انھوں نے ہماری مسجد منور کی ہیں۔

Marfat.com

جو حضرات بیس رکعت تراویح بدعتِ عمرؓ کہتے ہیں اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو پھر حضرت عمرؓ کے زمانے میں کثرت سے صحابہ کا بیس رکعتوں پر اتفاق کیسے ہوا؟

اگر حضرت عمرؓ نے ہی بیس رکعت اپنی طرف سے ایجاد فرمائی تھیں تو وہ جم غفیر اور کثیر التعداد صحابہؓ کہاں تھے جن میں سے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کو یہ جرأت تھی کہ حضرت عمرؓ کو ذرا سی بات پر خطبہ پڑھنے کی حالت میں بھی ٹوک دے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی وفات پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ نمازِ جنازہ مسجد میں ہو جائے تا کہ میں بھی اس میں شریک ہو جاؤں۔ لیکن ام المؤمنین کی اس فرمائش یا حکم کو اس لیے قبول نہیں کیا گیا کہ مسجد میں نماز جنازہ خلاف سنت ہے جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فاتح ایران ہونے کے ساتھ ساتھ عشرہ مبشرہ میں سے بھی تھے۔

حضرت ابن عمرؓ کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی۔ اس نے کہا ''الحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ'' یہاں ''والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ'' زائد تھا۔ اگرچہ مفہوم کے اعتبار سے بہت ہی اچھا تھا کہ آپ پر سلام ہے۔ مگر خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے حضرت ابن عمرؓ نے اس کو فوراً تنبیہ فرمائی کہ یہ خلاف سنت ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے خانہ کعبہ کے تمام کونوں کو بوسہ دیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فوراً پکڑ کی کہ حجر اسود کے سوا کوئی بوسہ سنت نبوی نہیں ہے آپ نے یہ خلافِ سنت عمل کیسے کیا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے اس فعل سے رجوع کیا۔

یہ حضرات صحابہ کرامؓ ذرا بھی خلافِ سنت عمل کو برداشت نہیں کرتے تھے عوام سے ہو یا بادشاہ وقت سے فوراً پکڑ کر لیتے تھے تو کیا ان حضرات سے یہ ممکن ہے کہ وہ مسجد نبوی اور مسجد حرام میں تراویح کی بیس رکعت کو برداشت کرتے جو انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی طور پر ہو رہی تھیں؟

ان حضرات کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ یہ مجبوراً خاموشی سے شرکت کرتے رہے اور ان کی زبان سے خوف کی وجہ سے کوئی کلمہ نہ نکل سکا۔ (معاذ اللہ)

اس قسم کا خیال کرنا نہ صرف حضرت عمرؓ پر بدگمانی ہے بلکہ ان کے علاوہ تمام صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف بدظنی اور بدگمانی کا دروازہ کھول دینا ہے جو اس مسئلہ پر خلیفۃ المسلمین کے ساتھ متفق اور ان کے ساتھ اس عمل (تراویح) میں شریک تھے۔

ہم کو حضرت عمرؓ اور دیگر تمام حضراتِ صحابہ سے ہرگز ہرگز ایسی امید نہیں کہ وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی فعل پر ایسا اتفاق کریں۔ بات یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ سے

Marfat.com

پہلے بھی بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھی۔ متفرق طور پر مختلف اماموں کے ساتھ یا الگ الگ پڑھا کرتے تھے۔ صرف حضرت عمرؓ نے جماعت کا خاص اہتمام فرمایا تو اس سے یہ کیسے لازم ہوا کہ حضرت عمرؓ نے تراویح کی بدعت جاری فرمائی۔

خلاصۂ کلام

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھا ہے تاکہ اس کا مسنون ہونا معلوم ہو جائے۔ اس کے بعد اس کو ترک فرما دیا کہ مبادا فرض نہ ہو جائے۔ اگر فرضیت کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپؐ ہمیشہ پڑھتے رہتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو گھروں میں تراویح پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اور چونکہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد تراویح کے فرض ہونے کا اندیشہ دور ہو گیا لہٰذا لازم ہوا کہ تراویح کو مسجدوں میں باجماعت پڑھا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تراویح کو جماعت سے پڑھنے کا حکم نہیں دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؓ اس سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول و مصروف رہے یعنی آپ نبوت کے دعویداروں اور مرتدین کا مقابلہ کرنے میں مصروف رہے، مدتِ خلافت بھی نہایت مختصر یعنی دو سال چند ماہ رہی، جس کی وجہ سے آپ کو جماعت تراویح کا اہتمام کرنے کی فرصت نہیں ملی۔ حضرت عمرؓ کو بھی اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں مشغولیت زیادہ رہی اس کے بعد جب انتظامات درست و مستحکم ہو گئے اور سطح زمین پر امن کا فرش بچھ گیا تو اس سنت کے قائم کرنے کی طرف حضرت عمرؓ کی توجہ ہوئی چنانچہ بخاری نے حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقادر سے روایت کی ہے کہ میں ایک شب حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد میں گیا دیکھا کہ لوگ اِدھر اُدھر متفرق طور پر نماز پڑھ رہے ہیں کوئی تنہا اور کوئی کسی کے ساتھ چند نفر۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر ان سب کو ایک حافظ کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہوگا پھر اسی خیال کو پختہ کر کے حضرت ابی بن کعبؓ کا سب کو مقتدی بنا دیا۔ اس کے بعد دوسری شب میں حضرت عمرؓ کے ساتھ گیا تو دیکھا کہ آدمی جماعت کی صورت میں اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں ان کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”بہت اچھی ہے یہ بدعت“۔

علامہ قاریؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جو تراویح کو بدعت کہا صرف صورت کے اعتبار سے فرمایا۔ کیونکہ یہ اجتماع آپ کی وفات کے بعد ہوا، ورنہ حقیقت کے اعتبار سے یہ بدعت نہیں

Marfat.com

ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے ہی صحابہ کرام کو گھروں میں پڑھنے کا حکم فرمایا تھا تا کہ فرض نہ ہو جائے۔

احادیث سے آپ کا تراویح کی بیس رکعت پڑھنا ثابت ہے لیکن اتنے اہتمام اور جماعت کثیرہ کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے سب کو ایک امام کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام فرمایا۔

باتفاقِ ائمہ صحیح یہ ہے کہ تراویح میں جماعت ہی افضل ہے بلکہ بعض علماء نے اس کے متعلق اجماع کا دعویٰ کیا ہے کہ جملہ صحابہ کا اس پر اجماع ہو گیا ہے، کیونکہ مہاجرین وانصار میں سے کسی نے بھی انکار یا اعتراض نہیں کیا سب نے اس میں شرکت فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین سے دونوں سنتوں کو معمول بنانا واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے یہ حکم نہیں فرمایا کہ میری سنت کو لیکر خلفاء کی سنت کو ترک کردو بلکہ دونوں کا التزام کرو۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ سے سوال

امام اعظم ابوحنیفہؒ سے سیدنا عمرؓ کے اس عمل (تراویح) کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ حضرت عمرؓ کا من مانا فعل نہیں ہے۔ انہوں نے کوئی بدعت نہیں کی اور جب تک اس حکم کی اصل انکے ہاتھ نہیں آئی تو انہوں نے اس پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج اص ۴۴۳)

اگر کسی صاحب کو تفصیل دیکھنی ہو تو مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) انوار المصابیح۔ مؤلفہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
(۲) رکعات تراویح۔ مؤلفہ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم
(۳) فتاویٰ رحیمیہ جلدا۔
(۴) فتاویٰ رشیدیہ کامل
(۵) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ

تراویح سب کے لیے سنت ہے

تراویح مردوں اور عورتوں کے لیے مسنون ہے، جماعت سے تراویح پڑھنا سنت کفایہ ہے اور تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے اور تراویح پر وتر کا مقدم کرنا بھی صحیح ہے اور مؤخر

Marfat.com

کرنا بھی تہائی رات تک تراویح کو مؤخر کرنا مستحب ہے اور صحیح مذہب کے بموجب نصف شب کے بعد تک بھی تراویح کا مؤخر کرنا مکروہ نہیں ہے۔ تراویح کی بیس رکعت میں دس سلاموں کے ساتھ اور ہر چار رکعت کے بعد ان چار رکعت کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے۔ تراویح کے اندر ماہِ رمضان میں ایک مرتبہ ختم کرنا مسنون ہے۔ (نورالایضاح ص ۹۹)

تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لیے سنتِ مؤکدہ ہے۔ مگر عورتوں کے لیے جماعت سنتِ مؤکدہ نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۶۱)

حافظِ قرآن کا تراویح میں قرآن سنانا

سوال حافظ کو تراویح میں قرآن سنانا واجب ہے یا مستحب؟ واجب ہونے کی صورت میں اگر کوئی شخص پڑھتے وقت ریا و نمود سے بچنے کی اپنے میں قوت نہ رکھتا ہو تو اس کو سنانا جائز ہے یا نہیں؟ جائز نہ ہونے کی صورت میں نہ سنانے سے قرآن شریف کا کوئی حق یا مواخذہ اس کے ذمے باقی رہے گا یا نہیں اگر رہے گا تو چھٹکارے کی کیا صورت ہے؟

جواب تراویح میں قرآن شریف سنانا اور سننا سنت اور مستحب ہے اور خوفِ ریاء و عجب کی وجہ سے چھوڑا نہ جائے اور حتی الوسعت کوشش حصولِ اخلاص کی کی جائے اور لوجہ اللہ بلا معاوضہ سنایا جائے۔ یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور اسی میں فضیلت ہے۔ باقی اگر کسی عذر سے تراویح میں کسی حافظ نے قرآن شریف نہ پڑھا اور ویسے تلاوت کرتا رہا تو مواخذہ سے بری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لایکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۴۸)

کیا تراویح پڑھانا امام کی ذمہ داری ہے؟

سوال امام صاحب پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھاتے ہیں، مگر تراویح میں سنانے کی عادت نہیں رہی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تراویح پڑھانا امام کی ذمہ داری ہے۔

جواب تراویح میں جبکہ امام صاحب قرآن شریف سنانے سے عاجز اور قاصر ہیں تو الم ترکیف سے پڑھانے کے ذمہ دار ہیں۔

اگر مقتدی حضرات تراویح میں قرآن پاک سننے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا نظام مقتدی حضرات خود کریں امام صاحب کو مجبور نہ کریں۔

لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا نہ مل سکے تو کسی حافظ کو رمضان کے لیے نائب امام مقرر

Marfat.com

کرلیں۔ عشاء وغیرہ ایک دو نمازیں اس کے ذمے لازم کردینی چاہئیں اور وہ تراویح بھی پڑھائے تو اجرت دینے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ج۴ص۳۴۹)

تراویح میں امامت کا حق

سوال بکر ایک مسجد میں امام مقرر ہوا ہے اور حافظِ قرآن ہے۔ زید بھی حافظِ قرآن ہے۔ وہ زمانہ بعید سے اس مسجد میں تراویح پڑھاتا تھا۔ اب بکر کہتا ہے کہ میں امام مقرر ہوا ہوں تراویح پڑھانے کا حق مجھ کو ہے۔ زید کہتا ہے کہ میرا قدیمی حق ہے، تو کس کو حق ہے؟

جواب صورت مسئولہ میں جبکہ امام مقرر ہوگیا ہے تو تراویح کی بھی امامت کا حق اسی کو حاصل ہے۔

(فتاوی دارالعلوم ج۴ص۲۸۲ بحوالہ درمختار ج۱ص۵۲۲ باب الامامۃ)

تراویح کے لیے حافظ کا تقرر

سوال جس طرح پنج وقتہ نمازوں کے لیے امام مقرر کرنا جائز ہے کیا اسی طرح تراویح کے لیے بھی حافظ مقرر کرسکتے ہیں؟

جواب چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ الامور بمقاصدھا۔ اور یہ بھی ہے کہ المعروف کالمشروط پس اگر کسی حافظ کو ختم قرآن شریف کے لیے تراویح کا امام بنایا جائے تو ظاہر ہے اس سے مقصود امامت نہیں ہے بلکہ قرآن شریف کا ختم ہے۔ لہٰذا اس پر جو اجرت دی یا لی جائے گی وہ ختم قرآن شریف کی وجہ سے ہے نہ کہ محض امامت کی وجہ سے) پس حسبِ قاعدہ لایجوز اخذ الاجرۃ علیٰ قراءۃ القرآن تراویح میں ختم قرآن پر اجرت لینا اور دینا جائز نہ ہوگا۔ نیز شامی ج۵ص۳۵ پر ہے کہ بلا اجرت مقرر کرنا امامِ تراویح کا درست و افضل ہے۔ البتہ اجرت پر جائز نہیں۔

(فتاوی دارالعلوم ج۴ص۲۴۷ بحوالہ ردالمحتار ج۵ص۴۷ کتاب الاجارہ، مطلب الاجارۃ فی الطاعۃ)

ایک شخص دو جگہ تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

سوال بعض حافظ ایسا کرتے ہیں کہ ایک مسجد میں تراویح پڑھا کر آتے ہیں پھر دوسری مسجد میں بھی پڑھا دیتے ہیں اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب اگر دونوں جگہ پوری پوری تراویح پڑھائے تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق دوسری مسجد

Marfat.com

والوں کی تراویح درست نہیں ہوگی عالمگیری میں صراحت موجود ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۸۸ بحوالہ عالمگیری ج ا ص ۲۸۹)

نوٹ اس کی ایک صورت یہ نکل سکتی ہے کہ حافظ صاحب دس رکعت ایک مسجد میں تراویح پڑھائیں، اور بقیہ تراویح بجائے حافظ صاحب کے مقتدیوں میں سے کوئی صاحب دوسری سورتوں سے پوری کردیں۔ (مرتب محمد رفعت قاسمی)

تراویح میں معاوضہ کی شرعی حیثیت

سوال رمضان شریف میں ختم قرآن شریف کی غرض سے حافظ صاحب کا لینے دینے کی نیت سے سنناسنانا اور بعد میں، لینادینا کیسا ہے، نیت دونوں کی لینے دینے کی ہوتی ہے بغیراسکے سنناسنانا نہیں ہے۔ اگر کسی مسجد میں قرآن شریف نہ سنایا جائے محض تراویح پڑھنے پر اکتفاء کیا جائے تو وہ لوگ فضیلتِ قیام رمضان سے محروم ہوں گے یا نہیں؟

جواب اجرت پر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں ہے اور اس میں ثواب بھی نہیں ہے۔ اور بحکم "المعروف کالمشروط" جس کی نیت لینے دینے کی ہے وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے۔ اس حالت میں صرف تراویح پڑھنا اور اجرت کا قرآن شریف نہ سننا بہتر ہے۔ اور صرف تراویح ادا کر لینے سے قیام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۳۶ بحوالہ ردالمختار ج ا ص ۶۶۰ مبحث التراویح)

تراویح کی اجرت بطور نذرانہ

سوال ایک مولوی صاحب بہت دیندار پرہیزگار اور حافظ قرآن ہیں وہ ہر سال رمضان میں ایک قصبہ کی مسجد میں جا کر نمازِ تراویح سنایا کرتے ہیں ختم کے بعد مقتدی وغیرہ حسبِ مقدار بلا جبر واکراہ اور بلا گفتگو حسبۃ للہ حافظ کو کچھ دیتے ہیں اور حافظ بھی بخوشی قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا مقصود اس سے مال اور کسبِ دنیا نہیں ہے میرا مقصد تو ثواب اور ادائے سنتِ مؤکدہ ہے اور یادداشت قرآن مجید ہے روپیہ پیسہ ہونا نہ ہونا میرے نزدیک برابر ہے۔

اور تفسیر عزیزی کی ایک عبارت سے جوازِ اجرت علی العبادات معلوم ہوتا ہے اس لیے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب فقہاء نے یہ قاعدہ لکھ دیا ہے کہ "المعروف کالمشر..." (کذا فی الشامی وغیرہ) پس اگر ان

Marfat.com

حافظ صاحب کو معلوم ہے کہ ان کے قرآن شریف سنانے پر مسجد سے روپیہ ملے گا اور لینا دینا معروف ہے تو ان حافظ صاحب کو قرآن شریف ختم کر کے کچھ لینا درست نہیں ہے ورنہ پڑھنے اور سننے والے دونوں ثواب سے محروم ہیں۔

اور شاہ عبدالعزیزؒ کی تحریر کا مطلب یہ ہے کہ اس عبادت پر کچھ لینا دینا معروف نہ ہوتا کہ کلامِ فقہاء اور ارشاد شاہ صاحبؒ میں تعارض نہ ہو۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۴ بحوالہ رد المختار ج ا ص ۲۸۷)

حافظِ تراویح کو آمد و رفت کا کرایہ پیش کرنا اور کھانا کھلانا

سوال ایک حافظ صاحب کو شعبان کے آخر میں بلایا گیا اور سب لوگوں نے چندہ کر کے آمد و رفت کا کرایہ دیا اور رمضان شریف کے پورے مہینے ان کو عمدہ کھلایا پلایا تو یہ صورت قرآن شریف سننے کی بلاعوض شمار ہوگی یا یہ صورت ناجائز ہے۔ اور ان کو کچھ زائد اس کے عوض میں نہیں دیا جاتا اگر یہ صورت نہ کی جائے تو حافظ صاحب سناتے نہیں ہیں؟

جواب آمد و رفعت کا کرایہ دیکر حافظ کو باہر سے بلانا اور اس کا قرآن شریف بلا معاوضہ سننا جائز ہے اور موجب ثواب ہے اور جب کہ وہ باہر سے آیا ہوا اور بلایا ہوا مہمان ہے تو اس کو عمدہ کھلانا جائز ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۹۵)

اگر حافظ صاحب کے دل میں لینے کا خیال نہ تھا اور پھر کسی نے دیا تو درست ہے۔ اور جو حسبِ رواج و عرف دیتے ہیں۔ اور حافظ بھی لینے کے خیال سے پڑھتا ہے اگر چہ زبان سے کچھ نہیں کہا تو درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۲۴)

تراویح پر معاوضہ کی گنجائش

سوال حفاظِ کرام تراویح کے لیے روپے متعین کرتے ہیں یا متولی سے کہتے ہیں کہ جو آپ چاہیں دیدیں یا متولی صاحب کہتے ہیں کہ ہم اپنی خوشی سے جو چاہیں گے دیں گے تو اس طرح کی تعیین جائز ہے یا نہیں؟

جواب تراویح میں اجرت لینا دینا ناجائز ہے، لینے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں اس سے اچھا یہ ہے کہ ''الم تر کیف'' سے پڑھائی جائے۔

لوجہ اللہ پڑھنا اور لوجہ اللہ امداد کرنا جائز ہے مگر اس زمانہ میں یہ کہاں ہے؟ ایک مرتبہ

Marfat.com

پیسے نہ دیئے جائیں تو حافظ صاحب دوسری دفعہ نہیں آئیں گے۔

اصل مسئلہ یہی ہے مگر مشکلات بھی نظر انداز نہ ہونی چاہئیں جو ہر سال اور تقریباً ہر ایک مسجد کے نمازی کو پیش آتی ہیں، قابل عمل حل یہ ہے کہ جہاں لوجہ اللہ تراویح پڑھانیوالا حافظ نہ ملے وہاں تراویح پڑھانے والے کو ماہِ رمضان کے لیے نائب امام بنایا جائے۔ اور اسکے ذمے ایک یا دو نماز سپرد کردی جائیں تو مذکورہ حیلہ سے تنخواہ لینا جائز ہوگا، کیونکہ امامت کی اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر رمضان المبارک کے مہینے کے لیے حافظ کو تنخواہ پر رکھ لیا جائے اور ایک دو نمازوں میں سے اس کی امامت متعین کردی جائے تو یہ صورت جواز کی ہے۔ کیونکہ امامت کی اجرت کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔

(محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی ۲۰ شعبان ۱۳۰۰ھ کفایت المفتی ج)

نوٹ: حضرت مفتی محمود الحسن صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اصل مذہب تو عدمِ جواز ہی ہے۔ لیکن حالت مذکورہ میں حیلہ مذکورہ کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۵۰ ج۱)

نیز ایک صورت یہ بھی نکل سکتی ہے کہ مصلیوں میں سے اگر کوئی صاحب خیر حافظ صاحب کے افطار و سحری کا انتظام کردیں اور آخیر میں بطور ہدیہ یا بطور امداد کچھ پیش کردیں تو یہ قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ بطور اجرت دینا ممنوع ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۴۳)

بلا تعین دیدیا جائے اور نہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہو تو یہ صورت اجرت سے خارج اور حدِ جواز میں داخل ہو سکتی ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۵۰)

نابالغ حفّاظ کا قرآن پختہ کرنے کے لیے نوافل میں جماعت اور اس میں شرکت کا حکم

سوال: ایک نابالغ حافظ نفل میں قرآن شریف سنانا چاہتا ہے تو ایسے نابالغ حافظ کی اقتدار بغرض اصلاح کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نابالغ حافظ کی اقتداء تو تراویح و نوافل میں بھی درست نہیں البتہ اگر وہ اپنا قرآن پختہ کرنے کے لیے اور تراویح پڑھانے کی عادت ڈالنے کے لیے نوافل نماز میں قرآن سنائے تو لقمہ دینے کے لیے ایک حافظ اور اگر ایک کافی نہ ہو تو دو حافظ تعلیماً اقتداء کرسکتے ہیں۔

فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے اقتداء جائز نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۴ ص۳۸۶)

بچے کے پیچھے تراویح کا مسئلہ

سوال اگر پندرہ سال سے کم کا بچہ صرف تراویح پڑھائے اور فرض دوسرا شخص پڑھائے تو کیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

جواب بچے کی تراویح صرف نفل ہے اور بالغ کی سنت مؤکدہ۔ دوسرے بچے کی نفل شروع کرنے سے بھی واجب نہیں ہوتی اور بالغ پر واجب ہو جاتی ہے پس بچے کی ضعیف ہوگئی اس پر بالغ کی قوی نماز کا بناء کرنا خلاف اصول ہونے کے سبب جائز نہیں رہے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ا ص ۳۶۱)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ نابالغ کو تراویح کے لیے امام بنانا درست نہیں ہے'' البتہ اگر وہ نابالغوں کی امامت کرے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۲ ص ۳۵۰)

بالغ ہو گیا مگر داڑھی نہیں نکلی

سوال اَمرد لڑکے کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مراد یہ ہے کہ بالغ ہو گیا ہے مگر داڑھی مونچھ کچھ نہیں آئی خواہ حافظ ہو یا علم دین کا پڑھنے والا ہو، اور مقتدیوں کو لوجہ لڑکپن، اس کے امام ہونے میں اختلاف ہے۔ اس لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب اگر وہ خوبصورت ہے اور اس کو نگاہ شہوت سے لوگوں کے دیکھنے کا احتمال ہے تب تو اگر وہ حافظ یا طالب علم بھی ہو، تب بھی اس کی امامت مکروہ ہے اور اگر یہ بات نہیں ہے صرف عوام کی پسندیدگی ہے تو اگر وہ سب مقتدیوں سے علم و قرآن میں اچھا ہو تو اسکی امامت مکروہ نہیں ہے اور اگر اتنی عمر ہو گئی ہے کہ اب داڑھی بھرنے کی امید نہیں رہی ہے تو وہ امرد نہیں رہا۔

(امداد الفتاویٰ ج ا ص ۳۵۸)

ایک ماہ کم پندرہ سال کے لڑکے کی امامت کا مسئلہ

سوال جس لڑکے کی عمر یکم رمضان ۱۴۰۵ھ کو چودہ سال گیارہ ماہ کی ہوگی اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

جواب مسئلہ یہ ہے کہ اگر لڑکے میں اور کوئی علامت بلوغ کی مثلاً احتلام وانزال نہ پائی جائے تو پورے پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً بالغ سمجھا جاتا ہے پس جس کی عمر یکم رمضان شریف کو چودہ

Marfat.com

سال گیارہ ماہ کی ہوئی اس کی امامت تراویح اور وتر میں درست نہیں ہے کیونکہ صحیح مذہب امام ابوحنیفہؒ کا یہی ہے کہ نابالغ کی امامت فرائض ونوافل اور واجب میں درست نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی علامت بلوغ کی پائی جائے تو درست ہوگی۔

نیز چودہ برس کی عمر کے لڑکے کے پیچھے فرائض وتراویح کچھ درست نہیں ہے جب تک پورے پندرہ برس کا نہ ہوجائے البتہ چودہ برس کی عمر میں بلوغیت کے آثار پیدا ہوچکے ہوں اور وہ کہے کہ میں بالغ ہوچکا ہوں تو اس کے پیچھے درست ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۶، ۲۹۵ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۵۳۹، باب الامامہ)

کس عمر کا لڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے؟

سوال کتنی عمر کا لڑکا قرآن شریف تراویح میں سنا سکتا ہے۔ ایک لڑکے کی عمر تقریباً سولہ سال ختم ہونے کو آئی وہ کلام اللہ تراویح میں سنا سکتا ہے یا نہیں؟ اس لڑکے کے منہ پر داڑھی وغیرہ کچھ نہیں آئی اور ایسا لڑکا جو پندرہ سولہ برس کا ہو وہ اگلی صف میں بڑے آدمی کے ساتھ کھڑا ہوسکتا ہے یا نہیں۔ نیز چودہ سال کا ہو تو وہ بھی اگلی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب اگر دوسری علامت بلوغ کی مثلاً احتلام وغیرہ لڑکے میں موجود نہ ہوں تو شرعاً پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا جاتا ہے۔

پس جس لڑکے کو سولہواں سال شروع ہوگیا ہے اس کے پیچھے تراویح اور فرض نماز سب درست ہے اگرچہ بے ریش ہو اور ایسی عمر کا لڑکا اگلی صف میں بھی کھڑا ہوسکتا ہے۔ اور تیرہ چودہ برس کا امام نہیں ہوسکتا لیکن تراویح میں بتلانے کی وجہ سے اس کو اگلی صف میں کھڑا کرسکتے ہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۴۷)

داڑھی منڈے حافظ کی امامت

سوال جو حافظ داڑھی منڈاتا ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب داڑھی منڈانا حرام ہے اور داڑھی منڈانے والا ازروئے شرع فاسق ہے لہٰذا ایسے حافظ کو تراویح کے لیے امام بنانا جائز نہیں ہے۔ ایسے امام کے پیچھے تراویح پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۳ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۵۲۳)

Marfat.com

کہنی تک کٹے ہوئے ہاتھ والے کی امامت

سوال ایک حافظِ قرآن کا ایک ہاتھ کہنی کے پاس سے کٹ گیا ہے ایسے حافظ کے پیچھے تراویح ہوگی یا نہیں؟

جواب ایسے امام کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۴ص ۳۸۴)

فیشن پرست حافظ کی امامت

سوال بعض حافظ فیشن پرست ہوتے ہیں، لباس وغیرہ شرعی نہیں ہوتا سر پر خلافِ شرعی ہپی کٹ بال رکھتے ہیں اور برہنہ سر گھومتے ہیں تو کیا ایسے حافظوں کے پیچھے تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب اگر حافظ اپنی قبیح عادتوں کے چھوڑ دینے کا عہد کرے تو اس کو امام تراویح بنا سکتے ہیں۔ اور اگر انکار کرے تو پھر ایسا شخص امامت کے منصب کے لائق نہیں۔ اور اس وجہ سے اگر نمازی اس سے ناراض ہوں تو ان کی ناراضگی حق ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ شرعی سبب سے اگر مصلی امام سے ناراض ہوں تو ایسے امام کے پیچھے نماز مقبول نہیں ہوتی اگر حافظ اپنے طرزِ زندگی کو بدلنے کے لیے تیار ہو تو ان کو امام بنایا جاسکتا ہے۔ ورنہ امامت کا مقدس منصب ان کے سپرد نہ کیا جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۴ص ۲۱۷، بحوالہ درمختار مع شامی ج۱ص ۵۲۲)

طوائف کے لڑکے کے پیچھے تراویح

سوال ایک حافظ صاحب ہیں جو خوش الحان نماز وروزہ کے پابند اور خلیق بھی ہیں قرآن شریف خوب یاد ہے لیکن ولد الزنا ہیں یعنی ایک طوائف کے لڑکے ہیں کیا ان کو امام بنایا جاسکتا ہے ان کے پیچھے فرض نماز اور تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اگر یہ حافظ صاحب صالح اور نیک اور معاشرت کے لحاظ سے محفوظ ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ ولد الزنا ہونا ایسی صورت میں موجب کراہت نہیں۔ (کفایت المفتی ج۳ص ۶۴)

اگر حافظ کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہو

سوال ہمارے شہر میں صرف ایک حافظِ قرآن ہے لیکن اس کی داڑھی ایک مشت سے کم ہے

کیونکہ وہ داڑھی کو تراش لیتا ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اگر دوسرا امام اس سے بہتر مل سکتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے۔ ایک مشت داڑھی رکھنے کے لیے اس کو کہا جائے اور وہ داڑھی بڑھا لے تو ٹھیک ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۸۷)

امداد المفتین میں داڑھی منڈوانے یا کٹوانے والے کے متعلق ہے کہ وہ شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے اس کو امام بنانا ناجائز ہے کیونکہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

اور وہ واجب الاہانت ہے اس کو امام بنانے میں اسکی تعظیم ہے۔ اس لیے اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ (امداد المفتین ج ا ص ۲۶۱ بحوالہ شامی ج ا ص ۲۷۶ باب الامامہ)

فتاویٰ دار العلوم میں یہ مسئلہ درج ہے کہ:

حدیث داڑھی کا چھوڑنا اور زیادہ کرنا اور مونچھوں کا کتروانا ثابت ہے اور داڑھی کا منڈوانا اور کتروانا جب کہ داڑھی ایک مٹھی سے زیادہ نہ ہو تو حرام ہے۔

جو شخص ایک مٹھی سے کم داڑھی کو کترواتا یا منڈاتا ہے وہ فاسق ہے۔ اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ جس شخص میں اگر سب باتیں موافق شرع کے ہیں لیکن ایک بات میں وہ خلاف اور فعلِ حرام کا مرتکب ہے تو وہ فاسق ہے اس کو چاہئے کہ وہ فعلِ حرام سے جلدی توبہ کرے اور داڑھی نہ منڈائے اور نہ کتروائے۔

البتہ ایک مٹھی سے زیادہ ہو تو اس کو کتروانا فقہاء نے جائز لکھا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم، عزیز الفتاویٰ ج ا ص ۱۱۷)

محتاط نابینا کی امامت

سوال کیا ضعفِ بصارت امامت کے لیے مانع ہو سکتی ہے؟

جواب فقہاء کرام نے ایسے نابینا کی امامت کو جو غیر محتاط اور نجاست سے نہ بچتا ہو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے لیکن یہ حکم عام نہیں ہے۔ بلکہ یہ غیر محتاط کے ساتھ خاص ہے۔ لہٰذا جو نابینا محتاط ہو اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہو پاک صاف اور ستھرا رہتا ہو اس کی امامت کو بلا کراہت جائز لکھا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں تشریف لے جانے کے موقع پر حضرت عبداللہ بن مکتومؓ کو جو نابینا تھے مسجد نبوی میں

Marfat.com

نماز پڑھانے کے لیے اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمیرؓ باوجود نابینا ہونے کے بنی حطمہ کے امام تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بنی حطمہ کا امام تھا حالانکہ میں نابینا تھا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۴ص۳۶۳)

نوٹ یک چشم کی امامت جائز ہے کوئی وجہ کراہت کی نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج۳ص۸۹)

تراویح پڑھانے والا اگر پابند شرع نہ ہو تو کیا حکم ہے

سوال مندرجہ ذیل صفات والے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

(۱) خلافِ سنت داڑھی رکھنے والے کے پیچھے۔

(۲) سرکاری ملازم یا اسکول کے ٹیچر حافظ کے پیچھے۔

(۳) دوکاندار ہو یعنی سودی رقم سے بلیک مارکیٹ کرتا ہو اور ناجائز طریقے سے تجارت کرتا ہو تو اس کے پیچھے تراویح پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب خلافِ سنت داڑھی والا شخص، سودی معاملہ کرنیوالا، اور ناجائز طریقے سے تجارت کرنے والا شخص امامت کے قابل نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ لیکن حاضرین میں کوئی دوسرا شخص ایسا بھی نہ ہو تو تنہا نماز پڑھنے کے بجائے ایسے امام کے پیچھے پڑھ لینی چاہیے۔ کیونکہ جماعت کی بڑی فضیلت اور تاکید ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۳ص۸۴)

اگر حافظ نماز کا پابند نہ ہو تو کیا حکم ہے

سوال (۱) ایک حافظِ قرآن تو صحیح پڑھتا ہے مگر نماز کا پابند نہیں ہے ایسے حافظ کے پیچھے ان لوگوں کو تراویح پڑھنا جو نماز کے پابند ہیں بلا کراہت ہوگی یا کراہت کے ساتھ؟

(۲) ایک حافظ صاحب کی زبان سے بجائے چھوٹے سین کے بڑا شین۔ اور بجائے جیم کے ز، یا ذ، یا بالعکس ادا ہوتے ہیں، کوشش کے باوجود وہ اس پر قادر نہیں۔ تو ایسے حافظ کے پیچھے ان لوگوں کی تراویح درست ہوگی یا نہیں جو قرآن۔ صحیح پڑھتے ہیں؟

جواب (۱) توبہ سے کراہت زائل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ علت کراہت کی فسق ہے اور توبہ سے فسق زائل ہو جاتا ہے۔

(۲) احقر کے نزدیک فرائض و وتر میں عدم جواز کا حکم زیادہ احتیاط رکھتا ہے اور تراویح میں جواز کا حکم اوسع ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج۱ص۹۵)

Marfat.com

معذور حافظ کی امامت

سوال حافظ اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائے تو مقتدی کس طرح پڑھیں گے؟

جواب اگر حافظ صاحب عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائیں اور مقتدی حضرات کھڑے ہوں تو بعض فقہاء نے کہا ہے کہ سب کے نزدیک نماز صحیح ہوگی۔ اور بعض فقہاء نے کہا ہے کہ مقتدیوں کا بیٹھنا مستحب ہے تا کہ امام کی متابعت باقی رہے، مخالفت کی صورت نہ رہے۔ (دونوں صورتیں جائز ہیں)۔ (ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ج۱ص۱۸۹)

دو حافظوں کے مل کر پڑھنے کا حکم

سوال دو حافظ مل کر تراویح پڑھاتے ہیں دس رکعت میں ایک حافظ صاحب سوا پارہ دوسری رکعت میں دوسرے حافظ صاحب سوا پارہ۔ کیا نماز میں کوئی خلل تو نہیں آتا؟

جواب ایک قرآن سے زیادہ نہ پڑھا جائے۔ تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔ تراویح ہو جائے گی بشرطیکہ مقتدی حضرات کو گراں نہ گذرے۔ (مظاہر حق (ترتیب جدید) ۱۴)

غیر مقلد کی امامت

سوال اگر امام غیر مقلد ہو اور تراویح میں بیس رکعت کے بجائے آٹھ رکعت پڑھائے تو حنفیہ کو کس طرح بقیہ تراویح پوری کرنی چاہئے آیا وتر امام کیساتھ پڑھ کر بقیہ تراویح پوری کریں یا وتر چھوڑ کر؟

جواب بقیہ تراویح وتر کے بعد پڑھ سکتے ہیں اور ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ وتر امام کے ساتھ نہ پڑھیں بقیہ تراویح پوری پڑھ لینے کے بعد وتر پڑھیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ج۴ص۲۷۴ بحوالہ ہدایہ ج۱ص۱۳۴ باب النوافل، فصل قیام رمضان)

جس نے عشاء کی نماز نہ پڑھی اس کی امامت

سوال عشاء کی جماعت ہوگئی۔ اس کے بعد جب تراویح کی جماعت ہونے لگی تو حافظ صاحب جنہوں نے ابھی عشاء کے فرض ادا نہیں کیے تھے نمازِ تراویح پڑھانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور دو رکعت تراویح پڑھا دی مقتدیوں میں سے بعض نے اعتراض کیا تو حافظ صاحب کو ہٹا

دیا گیا اس کے بعد امام کی اقتداء میں بقیہ تراویح ادا کی گئی

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مقتدیوں کی پہلی دو رکعت صحیح ہوئیں یا نہیں اگر نہیں ہوئیں تو کیا ان کا اعادہ ضروری ہے؟

جواب صورتِ مسئولہ میں تراویح کی دو رکعتیں قابل اعادہ تھیں کیونکہ تراویح عشاء کے بعد ہے پہلے نہیں۔

اسی وقت اعادہ کر لینا تھا اور اگر اعادہ نہیں کیا گیا تو بعد میں صبح صادق سے پہلے تنہا تنہا پڑھی جا سکتی تھی۔

اب وقت نکل گیا اس کی قضاء نہیں ہے استغفار کریں اور ان دو رکعتوں میں جتنا قرآن شریف پڑھا گیا تھا اس کو لوٹایا نہ ہو تو دوسرے دن لوٹا لیا جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۵ بحوالہ کبیری ص ۳۸۵)

مرد کی اقتداء میں عورتوں کی جماعت

سوال اگر کوئی امام نمازِ فرض یا تراویح پڑھاتا ہو اور عورتیں کسی پردے یا دیوار کے پیچھے فاصلے سے مقتدی بن کر نماز پڑھیں تو عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور امام کی نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا؟

جواب ان مستورات کی نماز درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۲)

عورتوں کی جماعت تراویح

سوال چند عورتیں جو حافظِ قرآن ہیں، یہ چاہتی ہیں کہ تراویح میں قرآن مجید اپنی جماعت سے ختم کریں ان کا یہ فعل کیسا ہے۔ نیز عیدین کی نماز بھی چند عورتیں جماعت سے پڑھ سکتی ہیں یا نہیں کیا عورت عورتوں کی امام بن سکتی ہے یا نہیں؟

جواب عورتوں کی جماعت اس طرح کہ عورت ہی امام ہوں مکروہ ہے خواہ تراویح کی جماعت ہو یا غیر تراویح کی سب میں عورتوں کا امام ہونا عورتوں کے لیے مکروہ ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۶ بحوالہ رد المختار ج ا ص ۵۲۸ باب الامامہ)

نوٹ مولانا عبدالحیؒ کا عورتوں کی جماعت کی تراویح کے سلسلے میں فتویٰ یہ ہے تراویح میں عورت اگر صرف عورتوں کی امامت کرے تو جائز ہے۔

Marfat.com

اگر کوئی عورت حافظہ ہو اور بھولنے کا اندیشہ ہو تو مولانا عبدالحئی کے فتوے پر عمل کر لینے کی گنجائش ہو سکتی ہے ویسے عام عورتیں جماعت نہ کریں۔ (مرتب: رفعت قاسمی)

حافظ کا قرآن تیز پڑھنا

سوال بعض حافظ تراویح میں اس قدر جلدی قرآن شریف پڑھتے ہیں کہ سوائے ''یعلمون اور تعلمون کے اور کچھ سمجھ نہیں آتا اور بعض مقتدی بھی ایسا تیز پڑھنے کو تراویح کے جلدی ختم ہو جانے کی وجہ سے پسند کرتے ہیں ان دونوں کا کیا حکم ہے؟

جواب درمختار میں ہے کہ ویجتنب المنکرات یعنی قرآن میں منکرات سے بچے یعنی جلدی پڑھنے سے اور اعوذ، بسم اللہ اور اطمینان کے چھوڑنے سے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایسا پڑھنا امر منکر ہے جو بجائے ثواب کے سبب معصیت ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۷ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۶۶۳ مبحث التراویح)

تعدادِ رکعت میں اختلاف واقع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال تعدادِ رکعات کے بارے میں مقتدی حضرات کے درمیان اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں اٹھارہ ہوئیں اور بعض کہتے ہیں بیس ہوئیں تو اب کس کا قول معتبر ہوگا؟

جواب امام تراویح جس طرف ہوگا اس جماعت کا قول معتبر ہوگا اور اگر سب کو شک ہو جائے تو دو رکعت اور پڑھ لی جائیں لیکن با جماعت نہیں علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۵)

''فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ:

اگر تمام نمازیوں اور امام کو شک ہوا کہ اٹھارہ تراویح ہوئیں ہیں یا بیس پوری ہو گئیں تو دو رکعت بلا جماعت اور پڑھ لی جائے اگر تمام مقتدیوں کو تو شک ہوا لیکن امام کو شک نہیں ہوا بلکہ کسی ایک بات کا یقین ہے تو وہ اپنے یقین پر عمل کرے اور مقتدیوں کے قول کی طرف کوئی توجہ نہ کرے۔

اگر بعض کہتے ہیں کہ بیس پوری ہو گئیں اور بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ اٹھارہ ہوئیں ہیں تو جس طرف امام کا رجحان ہو اس پر عمل کرے''۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۵۳)

Marfat.com

اگر تراویح کی کچھ رکعت تہجد میں پڑھے تو کیا حکم ہے؟

سوال اگر حافظ تراویح میں شولہ رکعت پڑھا کر چار رکعت اسوقت نہ پڑھے اور ان کو کوئی دوسرا شخص پڑھاوے پھر حافظ چار رکعت تہجد میں جماعت سے پڑھائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اس طرح کہ خود حافظ صاحب تو تراویح کی نیت کریں اور بقیہ مقتدی تہجد کی یا وہ بھی بقیہ چار رکعت تراویح کی نیت سے پڑھیں تو جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ بلا کر اجتماع کیا جاتا ہو؟

جواب تراویح اگر چار رکعت چھوڑ دی اور آخر شب میں اس کی جماعت کر لی تو درست ہے (کیونکہ تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک رہتا ہے)۔ سوائے تراویح کے دیگر نوافل تداعی کیساتھ یعنی تین چار آدمی سے زیادہ کی جماعت درست نہیں ہے اس طرح تہجد کی جماعت بھی مکروہ ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۴ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۶۶۳ باب الوتر والنوافل وص ۶۵۹ مبحث التراویح)

اگر خدانخواستہ حافظ کا تراویح میں انتقال ہو جائے؟

سوال اگر حافظ صاحب تراویح میں جان بحق ہو جائیں تو مقتدی نماز کس طرح پوری کریں؟

جواب وہ نماز فاسد ہو گئی پھر کسی کو امام بنا کر از سرِ نو نماز پڑھنی چاہیئے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۷۰ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۵۵۳ باب الامامت)

حافظ نے سنانا شروع کیا پھر کسی وجہ سے درمیان میں چھوڑ دیا

سوال اگر حافظ صاحب نے قرآن شریف تراویح میں سنانا شروع کیا اور کسی وجہ سے درمیان میں ایک دو روز نہ پڑھا مثلاً دس پارے تک پڑھا اور اس کے بعد دوسرے حافظ نے پندرہ پارے تک پڑھا تو اب حافظِ سابق گیارہویں پارے سے شروع کر دے یا سولہویں پارے سے شروع کرے؟

جواب جب پہلے حافظ نے دس پارہ پڑھے اور پھر دوسرے نے پندرہ تک پڑھے تو پہلے حافظ جب آئیں تو ان کو اختیار ہے خواہ سولہویں پارے سے پڑھیں یا گیارہویں سے لیکن اپنا قرآن پورا کرنے کے لیے بہتر ہے کہ گیارہویں پارے سے شروع کریں۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۵)

Marfat.com

امام کا نماز کے لیے کسی خاص شخص کا انتظار کرنا

سوال جو امام مسجد ایسا ہو کہ جس وقت تک مسجد میں ایک یا دو مخصوص شخص نہ آ جائیں چاہے نماز کا مقررہ وقت بھی گذر جائے اور وقت میں بھی تاخیر ہو رہی ہو، مگر اپنے دنیاوی نفع کے باعث یا تعلقات کے سبب ان اشخاص کا انتظار کرے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب اگر بوجہ دنیا کے کسی دین دار رئیس کا انتظار کرتا ہے اور حاضرین کی رعایت نہیں کرتا تو امام اور مکبر دونوں گنہگار ہیں مگر نماز ان کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۸۸)

جماعت میں جو اپنا انتظار چاہتا ہو

سوال کوئی متولی مسجد یا خادم مسجد وغیرہ یہ کہتا ہو کہ جب تک ہم مسجد میں نہ آ جائیں جماعت نہ کھڑی ہو۔ تو ایسے شخص کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟

جواب جو ایسا شخص متولی ہو کر اپنے واسطے ایسی تاکید کرے اور تاخیر کرے وہ گنہگار ہے اور ایسوں کا انتظار بھی درست نہیں ہے۔ ہاں عوام مسلمین کا انتظار درست ہے بشرطیکہ دوسروں کو جو حاضر ہو چکے ہیں تکلیف نہ ہو اور وقت بھی مکروہ نہ آ جائے مگر رئیس یا دنیاداروں کا انتظار نہ کرے وقت پر سب آ جائیں یا اکثر آ جائیں تو نماز پڑھائے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۸۷)

تحریمہ کے صحیح الفاظ کیا ہیں

بعض امام تکبیر کہنے میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اور اللہ اکبر کہنے کے بجائے اللہ اکبار کہتے ہیں یعنی با اور راء کے درمیان الف بڑھا دیتے ہیں۔ اسی طرح سے بعض امام اللہ کے شروع میں مد کرتے ہیں اور آللہ اکبر کہتے ہیں۔

یہ دونوں صورتیں بالکل غلط ہیں ان دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر تکبیر تحریمہ میں اسطرح کہدیا تو نماز کا شروع کرنا ہی صحیح نہ ہوگا۔ (مسائلِ سجدہ سہو ص ۳۷، بحوالہ صغیری)

امام کو تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں

اکثر و بیشتر اماموں کو دیکھا جاتا ہے کہ نماز پڑھاتے وقت تکبیراتِ انتقالیہ حرکتِ انتقالیہ کے ساتھ ساتھ نہیں کہتے بلکہ کبھی تو منتقل ہونے کے بعد تکبیر کہتے ہیں اور کبھی دوسرے رکن

Marfat.com

تک پہنچنے سے پہلے ہی تکبیر ختم کر دیتے ہیں مثلاً قیام کی حالت سے منتقل ہو کر رکوع میں جاتے ہیں تو بعض امام جھکنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہیں۔ اور بعض امام اس قدر چھوٹا اللہ اکبر کہتے ہیں کہ رکوع میں پورے طور پر پہنچنے سے پہلے ہی اللہ اکبر کی آواز ختم ہو جاتی ہے اور اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت اور سجدہ سے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت بھی کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ ان دونوں صورتوں میں تکبیر کی سنتِ کامل ادا نہیں ہوئی۔ کامل سنت اسی وقت ادا ہوتی ہے جب کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ تکبیر شروع کرے اور جونہی دوسرے رکن میں پہنچے تکبیر کی آواز بند ہو جائے۔ اور بعض امام اللہ اکبر کو اس طرح کھینچتے ہیں کہ دوسرے رکن میں پہنچ جانے کے بعد بھی کچھ دیر تک انکی تکبیر کی آواز آتی رہتی ہے اس درجہ تکبیر کو کھینچنا مکروہ ہے۔ (مسائل سجدۂ سہو ص ۷۱ بحوالہ کبیری ص ۳۱۳)

Marfat.com

دوسرا باب

نمازِ تراویح گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

سوال نمازِ تراویح گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

جواب امامِ اعظم ابوحنیفہؒ اور حضرت امام شافعیؒ اور شوافع علماء کی اکثریت اور بعض مالکیہؒ حضرات کا متفقہ طور پر مسلک ہے کہ نمازِ تراویح کا مسجد میں ہی پڑھنا افضل ہے جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ اور ان کے بعد کے دوسرے صحابہؓ نے اس کو مسجد ہی میں پڑھنا مقرر کیا ہے اور پھر اس پر تمام مسلمانوں کا ہمیشہ عمل رہا ہے کیونکہ نمازِ تراویح شِعارِ دین ہے اور نمازِ عید کے مشابہ ہے۔(مظاہر حق (جدید ترتیب)۱۴)

کل تراویح حنفیہ کے نزدیک بیس رکعت ہیں ان کو جماعت سے پڑھنا سنت ہے اگر تمام اہل محلہ تراویح چھوڑ دیں تو سب ترکِ سنت کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔ اکثر اہلِ محلہ نے تو تراویح جماعت سے پڑھی مگر اتفاقاً ایک دو شخص نے جماعت سے انہیں پڑھی بلکہ تنہا مکان میں پڑھی تب بھی سنت ادا ہوگئی۔ (فتاویٰ محمودیہ، ج ۲، ص ۳۵۰ بحوالہ کبیری ص ۳۸۴)

تراویح کونسی مسجد میں افضل ہے

سوال نماز تراویح کونسی مسجد میں افضل ہے کیونکہ قریب میں جامع مسجد بھی ہے جبکہ جامع مسجد میں نماز کا پڑھنا زیادہ افضل بتایا گیا ہے؟

جواب درمختار میں ہے کہ مسجدِ اہل محلے کے حق میں جامع مسجد سے افضل ہے۔ اور شامی نے یہ بھی لکھا ہے لان لہ حقاعلیہ فلیودہ۔ یعنی محلے والے پر مسجد محلہ کا حق ہے اس کو ادا کرنا چاہئے۔

(درمختار ج ا ص ۶۱۷)

محلے کی مسجد کا حق

سوال ہمارے محلے کی مسجد میں آٹھ رکعت تراویح تک نمازی رہتے ہیں پھر کم ہونے شروع ہو جاتے ہیں تو ہم اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں تراویح ادا کریں تو کیسا ہے کچھ حرج تو نہیں؟

جواب بیس رکعت تراویح با جماعت محلے کی مسجد میں ہونا ضروری ہے لہٰذا آپ لوگوں کو اپنی مسجد میں تراویح پڑھنی چاہئے چاہے نمازی کم ہوں۔ اگر محلے کی مسجد میں تراویح نہ ہوگی تو سب گنہگار ہوں گے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۱ ص۳۴۹ بحوالہ شامی ج۱ ص۶۶۰)

کیا اپنی مسجد چھوڑ سکتے ہیں

سوال اگر دوسری مسجد میں اچھا حافظ پڑھنے والا ہے تو کیا اس کا سننے جاسکتے ہیں؟

جواب اگر محلے کی مسجد میں امام غلط پڑھتا ہو تو اپنی مسجد کو چھوڑ دینے اور دوسری مسجد میں تراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب دوسرا حافظ قرأت میں نرم اور آواز میں اچھا ہو اور اگر اس کے محلے میں ختم نہ ہوتا ہو (یعنی تراویح میں ختم نہ ہوتا ہو (نہ پڑھا جاتا ہو) تو اس کو اپنے محلے کی مسجد چھوڑ دینا اور دوسری مسجد تلاش کرنا چاہئے۔ (ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج۱ ص۱۸۶)

اگر اپنی مسجد کا امام قرآن شریف ختم نہ کرے تو پھر کسی دوسری مسجد میں جہاں پر ختم ہوتراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ ختم کی سنت وہیں حاصل ہوگی۔

(فتاویٰ محمودیہ ج۲ ص۲۵۵)

نمازِ تراویح مسجد کی چھت پر ادا کی جائے

سوال ہمارے یہاں موسم گرما میں نماز عشاء اور تراویح وغیرہ مسجد کی چھت پر پڑھی جاتی ہے جماعت خانے میں نہیں پڑھی جاتی اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب گرمی کی وجہ سے مسجد کے جماعت خانہ یا صحن مسجد کو چھوڑ کر چھت پر عشاء اور تراویح وغیرہ کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔

ہاں جن کو جماعت خانہ اور صحن میں جگہ نہ ملے اگر وہ چھت پر جا کر نماز پڑھیں تو بلا کراہت جائز ہے کہ یہ مجبوری ہے۔

کعبہ شریفہ کے اوپر نماز پڑھنا (بے ادبی اور بے حرمتی کی وجہ سے) مکروہ ہے۔

ہاں اگر تعمیر و مرمت کی وجہ سے چڑھنا ہو تو مکروہ نہیں ہے اسی طرح سے کوئی بھی مسجد ہو اس کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے اور اسی بناء پر یہ بھی مکروہ ہے۔

Marfat.com

گرمی کی شدّت سے چھت پر جماعت نہ کریں، مگر یہ کہ مسجد میں گنجائش نہ رہے تو اس مجبوری کی وجہ سے چھت پر چڑھنا مکروہ نہ ہوگا۔ بہر حال گرمی کی شدت ضرورت اور مجبوری نہیں پیدا کرتی کیونکہ اس سے یہی ہوتا ہے کہ مشقت بڑھ جاتی ہے اور جب مشقت بڑھ جاتی ہے تو اجر و ثواب بھی زیادہ ملتا ہے اس کو مجبوری نہیں کہا جا سکتا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ ص ۳۲۲ پر ہے کہ تمام مسجدوں کی چھتوں پر پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے سخت گرمی میں چھت پر چڑھ کر جماعت کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر مسجد تنگ ہو اور نمازیوں کے لیے وسعت نہ ہو تو ضرورتاً باقی لوگوں کا اوپر چڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

گرمی میں صحنِ مسجد میں نماز با جماعت بغیر حرج کے صحیح ہے اگر کسی جگہ صحن داخل مسجد نہ ہو مسجد سے خارج ہو تو بانی مسجد اور اگر وہ نہ ہو۔ تو جماعت کے لوگ متفق ہو کر داخلِ مسجد کی نیت کریں۔ (تو وہ مقام داخلِ مسجد ہو جائے گا) اور اس پر مسجد کے جملہ احکام جاری ہوں گے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۳۱ بحوالہ کبیری ص ۳۹۲ و مجموعہ سعدیہ ص ۱۴۸)

دوکانوں میں نمازِ تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

سوال کسی بازار کے نمازی صرف کاروبار کے نقصان کا اندیشہ کر کے دوکانوں میں ہی الگ الگ جماعتِ تراویح کریں تو ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب نمازِ تراویح مسجد میں پڑھنا اور ختم تراویح مسجدوں میں سننا سنت ہے بلا عذر مسجد میں نہ جانا اور دوکانوں پر تراویح پڑھنا ترکِ سنت ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۹ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۶۶۰ مبحث التراویح)

گھر میں تراویح کی جماعت کرنا

سوال تراویح کی نماز گھر میں با جماعت ادا کرنا اور مسجد میں نہ جانا کیسا ہے؟

جواب اگر کوئی جماعت اس طرح پڑھے کہ مسجد کی جماعت بند نہ ہو تو یہ درست ہے مگر یہ لوگ مسجد کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۱ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۶۶۰ و شامی ج ۱ ص ۵۲۱)

Marfat.com

نمازِ عشاء باجماعت مسجد میں پڑھے اور تراویح گھر پر پڑھے تو کیا حکم ہے؟

سوال نمازِ عشاء باجماعت ادا کرنے والا تراویح گھر میں پڑھے تو گنہگار ہے یا نہیں؟

جواب تراویح باجماعت کی اَدائیگی سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ محلے کی مسجد میں تراویح باجماعت ادا ہوتی ہو اور کوئی شخص اپنے مکان میں تنہا تراویح ادا کرے تو گنہگار نہ ہوگا مگر جماعت کی فضیلت سے محروم رہے گا۔ (فتاوی رحیمیہ ج ا ص ۳۴۹ بحوالہ درمختار مع شامی ج ا ص ۶۶۰)

ایک حافظ کا چند جگہ ختم کرنا؟

سوال بعض حافظ پانچ سات روز میں ایک مسجد میں قرآن شریف تراویح میں ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم تراویح میں سناتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اور دوسری مسجد والوں کی تراویح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ حافظ حضرات اور بعض عالم اسے جائز بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حافظ کا ایک ختم کرنا سنت ہے دوسرا ختم نفل ہے اور مقتدی کے واسطے ختم سنت ہے۔ تو سنت والوں کی نماز نفل والے کے پیچھے کیسے ہوگی؟

جواب ایک مسجد میں پانچ سات روز میں ختم شریف کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم حافظوں کو کرنا درست ہے اور دوسری مسجد والوں کی تراویح صحیح ہے کیونکہ تراویح کی نماز تمام رمضان شریف میں سنت مؤکدہ ہے پس دوسری مسجد میں جو حافظ نے تراویح پڑھائی وہ بھی سنت مؤکدہ ہوئی اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت مؤکدہ ہوئی لہٰذا دونوں کی نماز متحد ہوئی علاوہ بریں نفل پڑھنے والے کے پیچھے سنت بھی ہو جاتی ہیں اور یہ شبہ غلط ہے کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت مؤکدہ ہے۔ دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے۔ کیونکہ نماز امام کی سنتِ مؤکدہ ہے ختم کے سنت نہ ہونے سے وہ نماز سنت ہونے سے خارج نہیں ہوئی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن افضل اور بہتر اس زمانے میں یہ ہے کہ امام حافظ ایک ختم سے زیادہ تراویح میں نہ پڑھے تاکہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو۔ (فتاوی دارالعلوم ج ۴ ص ۲۹۳ بحوالہ ردالمختار ج ا ص ۶۶۲)

تراویح کی دو جماعتیں کرنا

سوال حفاظ کی زیادتی کی وجہ سے تاکہ ان کو قرآن شریف یاد رہے اس مقصد سے ہم نے

Marfat.com

رمضان المبارک میں یہ معمول بنا رکھا ہے کہ عشاء کی نماز ہم سب محلے کی مسجد میں با جماعت ادا کرتے ہیں اس کے بعد کچھ حفاظ مدرسے کی عمارت میں تراویح پڑھاتے ہیں جہاں پر تھوڑے اور مصلی بھی شامل ہو جاتے ہیں اور بقیہ حفاظ اسی مسجد میں جہاں نماز عشاء پڑھی تھی تراویح پڑھاتے ہیں دریافت طلب یہ ہے کہ قرآن کی حفاظت کی نیت سے اس طور پر تراویح کی دو جماعتیں کرنا کیسا ہے؟

جواب سوال مذکورہ میں مسجد کی جماعت سے تخلف مقصود نہیں ہے اس لیے یہ صورت جائز ہے ممنوع نہیں مدرسے میں با جماعت ادا کرنے سے جماعت کا ثواب تو مل جائے گا البتہ مسجد کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ اس کی تلافی حفاظتِ قرآن کے مقصد سے پوری ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۴۱۵)

ایک مسجد میں دو حافظوں کا سُنانا

سوال پانی پت کرنال میں یہ رواج ہے کہ دو حافظ تراویح میں کلام مجید پڑھتے ہیں دس رکعت میں ایک حافظ اور دس میں ایک حافظ اس طرح جائز ہے یا نہیں؟

جواب پانی پت میں جیسا رواج ہے یہاں پر بھی بعض مساجد میں ایسا ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے اگر دو حافظ پڑھائیں تو مستحب یہ ہے کہ ہر ایک حافظ ترویحہ پورا کر کے الگ ہو کر اگر ایک حافظ سلام پھیر کر بغیر ترویحہ پورا کئے ہوئے مثلاً چھ یا دس رکعت کے بعد جدا ہو گیا تو یہ مستحسن نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۵ و ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶)

چند حفاظ کا ملکر تراویح پڑھانا

سوال ہمارے یہاں مسجد میں چار حافظ ملکر تراویح پڑھاتے ہیں پہلے حافظ صاحب چار رکعت پڑھاتے ہیں دوسرے حافظ صاحب آٹھ رکعت پڑھاتے ہیں تیسرے چار رکعت اور چوتھے رکعت ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب افضل یہ ہے کہ ایک یا دو حافظ ملکر تراویح پڑھائیں اگر ایسے جید اور باہمت نہ ہوں اور متعدد حفاظ تراویح پڑھائیں تو یہ بھی درست ہے تراویح ہو جاتی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۹ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۴۷)

دس دس رکعت دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے؟

سوال ایک مسجد میں خطیب امام مقرر ہے۔ تراویح اس قاعدہ سے پڑھاتے ہیں کہ عشاء کے فرض دوسرا شخص پڑھاتا ہے اور تراویح کی دس رکعت میں سواپارہ حافظ صاحب پڑھاتے ہیں باقی تراویح کو دوسری سورتوں سے تراویح کی جماعت والوں میں سے ایک شخص پڑھاتے ہیں اس کے بعد وہ حافظ صاحب دوسری مسجد میں جا کر وہی سواپارہ دس رکعت تراویح میں پڑھاتے ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

جواب عالمگیری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دس دس تراویح دو مسجدوں میں پڑھانا درست ہے مگر قرآن شریف کے ختم پر معاوضہ درست نہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ج۴ص ۲۶۱ بحوالہ عالمگیری ج۱ص ۱۶۲ فصل فی التراویح)

ایک مسجد میں دوسری جماعت

سوال تراویح اور وتر کی جماعت ہوگئی، کچھ لوگ بعد میں آئے تو دوسری جماعت کریں یا نہیں؟

جواب دوبارہ جماعت اس مسجد میں نہ کریں دلیل اس کی یہ ہے کہ ایک ہی مسجد میں تراویح کی متعدد جماعتوں کی وہی نوعیت لوٹ آتی ہے جس سے بچنے کے لیے خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے متفرق طور پر پڑھنے والوں کو ایک امام کی اقتداء میں جمع فرمایا تھا۔

ایک ہی مسجد میں متعدد جماعتوں کا سلسلہ حسب ارشاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہتر طریقے کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۴ص ۳۰۰ بحوالہ کبیری ص ۳۸۳)

کسی مسجد میں ایک مرتبہ تراویح کی جماعت ہو چکی تو دوسری مرتبہ اسی شب میں وہاں تراویح کی جماعت جائز نہیں لیکن تنہا تنہا پڑھنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۲ص ۳۵۰)

ایک مسجد میں دو جگہ تراویح

سوال ایک مسجد میں دو حافظ الگ الگ جگہ تراویح پڑھائیں اور درمیان میں آڑ یا روک ایسی کردی جائے جس سے دوسرے کی آواز سے حرج باقی نہ ہو۔ تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب مسجد میں دو جگہ تراویح پڑھنا بشرطیکہ از راہِ نفسانیت نہ ہو اور ایک کا دوسرے سے حرج نہ ہو تو جائز ہے۔ مگر افضل یہی ہے کہ ایک ہی امام کے ساتھ سب پڑھیں۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۱ص ۴۶۹)

Marfat.com

تراویح میں ایک ختم سے زیادہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال تراویح میں جو حافظ تین چار ختم پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

سنتِ مؤکدہ صرف ایک ختم ہے باقی کا کیا حکم ہوگا نیز اگر ایک حافظ چند مساجد میں ختم پڑھے تو کیا حکم ہوگا اور دوسری مسجد والوں کو ختم کا ثواب ہوگا یا نہیں؟

جواب درمختار میں ہے کہ ایک مرتبہ ختم سنت ہے دوسری مرتبہ فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے:

اور دوسری مسجد میں بھی دوسرا ختم درست ہے اور دوسری مسجد والوں کو ختمِ سنت کا ثواب حاصل ہوگا۔ (فتاوٰی دار العلوم ج ۴ ص ۲۷۴ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۶۶۲ باب الوتر والنوافل، مبحث فی التراویح)

تراویح میں قرآن شریف سننے سے قرآن کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

سوال زید کہتا ہے کہ تراویح کے اندر دو چیزیں ہیں۔ اول قرأت جو فرض ہے۔ دوم سنتِ مؤکدہ جب تراویح کے اندر قرآن شریف پڑھا گیا تو دونوں چیزوں سے صرف ایک چیز کا ثواب حاصل ہوا یعنی اگر سنت مؤکدہ کا ثواب حاصل کیا تو قرأت کے ثواب سے محروم رہا۔ بعد عشاء تراویح اسی وقت کسی سے قرآن پڑھوا کر سن لیا جائے تاکہ دونوں کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

جواب زید کا یہ قول غلط ہے۔ تراویح میں قرآن شریف پڑھنے سے قرآن شریف کا بھی ثواب پڑھنے والے اور سننے والے کو بھی ہوتا ہے۔ (فتاوٰی دار العلوم ج ۴ ص ۲۴۹)

کسی شخص کی رعایت سے اگلے روز قرآن شریف کو لوٹانا کیسا ہے؟

سوال حافظ کسی شخص کی رعایت سے قرآن شریف کی ترتیب پوری کرے۔ یعنی اگر کسی شخص کا تراویح میں قرآن شریف سننا ترک ہو گیا ہو تو پھر اس کو دوسرے دن بیس رکعت میں پڑھنا کیسا ہے؟ جب کہ مقتدیوں کو بار اور تکلیف نیز وقت کی تنگی ہو حافظ ایسے شخص کی اکثر رعایت کرتا ہو تو ایسے حافظ کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب نماز تو اس کے پیچھے جائز ہے مگر خود یہ فعل کہ ایک شخص کی رعایت کرے اور دوسروں کو گرانی ہو مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر وہ شخص مقسد ہے کہ اس سے ضرر کا اندیشہ ہے تو مکروہ نہیں ہے۔

(امداد الفتاوٰی ج ۱ ص ۴۸۹)

Marfat.com

تیسرا باب

سماعت

سماعت کی اجرت

سوال: سماعتِ قرآن (سننے) کی اجرت اور پڑھنے کی اُجرت میں کیا فرق ہے؟ پہلی جائز اور دوسری ناجائز کیوں ہے؟

جواب: سماعتِ قرآن کی غرض یہ ہے کہ جہاں حافظ بھولے گا وہاں سامع بتلائے گا پس یہ تعلیم ہے اور تعلیم پر اُجرت لینے کے لیے جواز پر فتویٰ ہے برخلاف سنانے کے اس میں تعلیم مقصود نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ج۱ ص۴۹۶)

بلا سامع قرآن شریف کا پڑھنا

سوال: رمضان شریف میں قرآن شریف کا تراویح میں بلا سامع کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر قرآن شریف خوب یاد ہو تو بلا سامع کے بھی پڑھنا درست ہے اگر کہیں بھولا یا شبہ ہوا تو سلام پھیرنے کے بعد دیکھ لے اور غلطی ہو تو لوٹا لے مگر بہتر یہ ہے کہ سامع ہو تا کہ اطمینان رہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج۴ ص۲۵۴)

حافظ کو لقمہ کون دے

سوال: حافظ تراویح میں غلطی کرے اور سامع اچھی طرح نہ بتلا سکے تب دوسری یا تیسری صف میں سے کوئی لقمہ دے تو کچھ حرج ہے؟

حافظ صاحب فرماتے ہیں اگر لقمہ دینا ہے تو پہلی صف میں کھڑا ہو تو اگر دیر میں آنے والے حافظ کو پہلی صف میں جگہ نہ ملے تو کیا اس کو لقمہ دینے کا حق نہیں ہے؟

جواب: اگر سامع مقرر ہے تو اس کو غلطی بتلانی چاہئے کسی دوسرے کو جلدی نہ کرنا چاہئے اس

Marfat.com

سے نماز میں انتشار اور ایک طرح کی گڑبڑ ہو جاتی ہے البتہ اگر وہ نہ بتلا سکے یا اچھی طرح نہ بتلائے تو اب جو بھی اچھی طرح بتلا سکے اس پر غلطی کی اصلاح کرنا فرض ہے خواہ کسی صف میں کھڑا ہو قریب ہو یا دور ہو اس پر فرض ہے کہ غلطی کی اصلاح کرے اگر اصلاح نہ کریگا تو گنہگار ہوگا۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ نماز میں حافظ صاحب کے ساتھ شریک ہو (پہلی صف میں ہو یا کسی بھی صف میں ہو جو نماز میں شریک نہ ہو اس نے اگر غلطی بتلائی اور امام نے اسکی غلطی بنانے سے اصلاح کی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۸۴)

چھوٹے سامع کو کہاں کھڑا کریں؟

سوال سامع اگر چھوٹا ہے تو کیا اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب تیرہ چودہ برس کا امام نہیں ہو سکتا، اگر بالغ نہ ہو لیکن تراویح میں بتلانے کی وجہ سے اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۴۷)

کیا سامع کو حافظ کے برابر میں کھڑا کر سکتے ہیں

سوال تراویح میں اگر حافظ صاحب اور سامع برابر میں کھڑے ہوں حافظ صاحب کو عذر سماعت ہو یا نہ ہو کیسا ہے؟

جواب اگر کچھ ضرورت ہو مثلاً یہ کہ حافظ صاحب کی سمجھ میں سامع کا بتلانا دور سے نہ آئے تو برابر میں کھڑا ہونا درست ہے۔ اور بلا ضرورت اچھا نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۹۵)

قرآن شریف میں دیکھ کر سماعت کرنا

سوال رمضان المبارک میں حافظ تراویح پڑھاتے ہیں تو ایک شخص قرآن شریف کھول کر بیٹھتا ہے وہ اپنے قریب کے مقتدی کو جس کی نظر قرآن شریف پر رہتی ہے۔ دیکھ کر لقمہ دیتا ہے اور قرآن شریف دکھلانے والا جماعت میں شریک نہیں ہوتا جب حافظ صاحب دوسری رکعت میں رکوع کرتے ہیں تو شریک ہو جاتا ہے اور ایک رکعت (حافظ صاحب کے سلام کے بعد) ادا کرتا ہے اس طریقے سے نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟

جواب درمختار میں ہے کہ قرآن شریف میں دیکھ کر نماز پڑھنا یا دیکھ کر سننا دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے پس یہ صورت جو سوال میں درج ہے اس میں بھی نماز کے فاسد ہونے کا

Marfat.com

اندیشہ ہے لہٰذا اس طرح نہ کیا جائے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ص ۶۸ بحوالہ رد المختار ج ۱ص ۵۸۳، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا)

بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر سوچنا کیسا ہے؟

سوال بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول جاتے ہیں تو کبھی حالتِ قیام میں چپ کھڑے ہو کر سوچنے لگتے ہیں کبھی قاعدہ میں تشہد سے پہلے یا بعد میں سوچنے لگتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

بھولتے وقت ادھر ادھر سے پڑھنا

سوال بعض حافظ صاحب پڑھتے پڑھتے بھول کر خاموش تو نہیں ہوتے مگر کبھی اس سورت میں اور کبھی اس سورت میں اِدھر اُدھر پڑھتے رہتے ہیں اگر یاد آ گیا تو صحیح پڑھنے لگتے ہیں اور اگر یاد نہیں آیا تو کچھ دیر تک پریشان رہ کر رکوع کر کے نماز ختم کر دیتے ہیں۔ مگر یاد آنے نہ آنے دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کرتے ہیں آیا سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کر لینا چاہئے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ص ۲۵۷)

حافظ سامع کو بتلانے تک خاموش رہ سکتا ہے یا نہیں؟

سوال حافظ سے غلطی ہو جاتی ہے اور سامع کے بتلانے تک حافظ خاموش رہتا ہے کیا اس سے تراویح میں کوئی خلل تو نہیں ہوگا؟

نیز کیا سجدہ سہو کیا جائے اگر نہ کیا گیا تو نماز کے اعادہ کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

جواب تراویح ہو جائے گی اعادہ کی ضرورت نہیں، لقمہ سننے کے لیے حافظ کے ضرورتاً خاموش رہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں، ہاں اگر پنج وقتہ نماز ہو تو امام کو چاہئے اگر تین آیت سے کم ہوئیں تو لقمہ کے انتظار میں کھڑا نہ رہے بلکہ جہاں سے یاد ہو پڑھ لے اگر تین آیتیں ہو گئی ہیں تو رکوع کر دے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ص ۳۹۳)

حافظ کو تنگ کرنے کا حکم

سوال بعض حافظوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو لڑکا پہلی محراب سناتا ہے اس کے سنانے کے

وقت جا کر اس کو گھبرانے کے لیے اور بھلانے کے لیے زور سے پاؤں پیٹتے کھنکارتے کھانستے ہیں ایسے حافظوں کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب ایسا کرنا جائز نہیں ہے حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اغلوطات سے منع فرمایا ہے یعنی جو امور کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے بچنا ضروری ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۶ بحوالہ حدیث ابوداؤد و مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۵)

صرف لقمہ دینے کی نیت سے تراویح میں شرکت کرنا

سوال جو شخص نمازِ تراویح میں اس نیت سے شریک ہو کہ حافظ غلطی کر رہا ہے اس کو بتلا کر علیحدہ ہو جاؤں گا تو اس صورت میں وہ مقتدی ہو گیا یا نہیں؟ اگر حافظ کو لقمہ دیکر الگ ہو گیا تو حافظ کی نماز ہوئی یا نہیں؟ -

جواب (تراویح میں شریک ہونے والا) مقتدی ہو گیا اور نماز پوری کرنی اس کے ذمہ لازم ہو گئی۔ حافظ لقمہ لے لے گا اس کو کیا خبر یہ بتلا کر علیحدہ ہو جائے گا۔ نماز امام کی ہو گئی اس نیت سے شریک ہونا برا ہے وہ نماز اس کے ذمہ پوری کرنی لازم ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۸ بحوالہ ہدایہ باب النوافل ج ۱ ص ۱۳۱)

تراویح میں غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا

سوال بعض پرانے حافظ نئے حافظ کو تراویح میں غلط لقمہ دیکر پریشان کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ بھی انہیں اغلوطات میں سے ہے جن کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے۔ رواہ ابوداؤد عن معاویہ "قال ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھیٰ عن الاغلوطات"۔ یعنی جو امور کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے بچنا ضروری ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۸ بحوالہ مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۵)

نیت باندھ کر لقمہ دے، یا بے وضو لقمہ دے؟

سوال بعض حافظ دوسرے حافظ کی قرأت کو نماز سے خارج بیٹھے بیٹھے سنا کرتے ہیں جب وہ بھول جاتا ہے تو وہ جلدی سے صف میں یا قریب صف کے نیت باندھ کر اس کو بتلا دیتے ہیں اور پھر فوراً نیت توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور بعض ناخدا ترس ایسی صورت میں کبھی ایسا بھی کرتے ہیں

Marfat.com

کہ بغیر وضو کے یا پانی پر قدرت ہوتے ہوئے تیمم کر کے نیت باندھ کر بتا دیتے ہیں ان دونوں صورتوں میں لقمہ دینے اور لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب اگر نیت باندھ کر بتلائیں گے تو امام کی نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا مگر اس کو نیت توڑنے کا گناہ ہوگا اور قضا لازم ہوگی۔ اور جو بے وضو بتلایا یا پانی کے ہوتے ہوئے تیمم کر کے بتلایا اور امام نے لقمہ لے لیا تو اس کی نماز فاسد ہوئی اور مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہوئی۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۸ بحوالہ عالمگیری کشوری باب سابع مایفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۹۰)

تراویح کے وقت پیچھے بیٹھ کر گفتگو کرنا

سوال بعض مقتدی ایسا کرتے ہیں کہ جب حافظ تراویح میں دو تین یا اور زیادہ پارے پڑھتا ہے تو یہ صف سے دور نماز سے باہر خاموش بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں یا چپکے چپکے گپ شپ کیا کرتے ہیں مگر خاموشی کی حالت میں بھی قرآن شریف سننا ان کا مقصد ہرگز نہیں ہوتا ان کو سننے کا ثواب ملے گا یا نہیں اور اس فعل کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

جواب ظاہر ہے ایسے وقت بات چیت کرنا گناہ ہے اور ثواب کو ختم کرنیوالا ہے۔ اور چپ لیٹے یا بیٹھے رہنا اگرچہ نیت سننے کی نہ ہو مگر کان میں آواز آتی ہے تو سننے کا ثواب مل جائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۹ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۵۰۹۔ فصل فی القراءۃ)

تراویح کے وقت رکوع کا انتظار کرنا

سوال تراویح کے وقت بعض افراد بیٹھے رہتے ہیں اور حافظ صاحب جب رکوع میں جاتے ہیں تو کھڑے ہو کر رکوع میں شامل ہو جاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب اس طرح کرنا منع ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۴ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۹)

سامع نہ ہونے کی مجبوری پر قرآن میں دیکھ کر سننا کیسا ہے؟

سوال ماہِ رمضان المبارک میں اکثر ایسا موقع ہوا کرتا ہے کہ بجز اسی حافظ کے جو تراویح پڑھاتا ہے کوئی دوسرا حافظ سامع نہیں ہوتا اگر ایسی صورت میں کسی مقتدی نے جو غیرِ حافظ ہے قرآن کھول کر سماعت کی اور غلطی پر ٹوکا۔ اور نماز کی پہلی رکعت میں مجبوری کی وجہ سے شامل نہیں ہوا تو جائز ہے یا نہیں؟

Marfat.com

جواب جو شخص امام کی نماز میں شریک نہیں ہے وہ امام کو قرأت وغیرہ میں لقمہ نہیں دے سکتا اگر لقمہ دیگا اور امام لقمہ لے گا تو امام کی اور جماعت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(کفایت المفتی ج ۳ ص ۴۱۲)

شیعہ حافظ لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال اگر تراویح میں حافظ غلطیاں کرتا ہے اور سامع بھی چوک جاتا ہے اور شیعہ حافظ موجود ہے اگر وہ نیت کر کے اقتداء میں آ کر بتلائے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

جواب اگر شیعہ ایسا ہے کہ نہ تبرا گو ہے اور نہ منکرِ صحبت حضرت صدیقؓ اور نہ قائلِ قذفِ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا تو اس صورت میں لقمہ دینا جائز ہے اور اس کے بتلانے سے لقمہ دینے والے کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔

اگر وہ شیعہ غالی ہے جس میں امورِ مذکورہ موجود ہوں یعنی تبرائی ہو اور منکرِ صحبت خلیفۂ اوّلؓ ہو اور حضرت صدیقہؓ کے اِفک کا قائل ہو۔ تو چونکہ ایسا شیعہ مرتد کافر ہے اس لیے اس کے بتلانے سے اور امام کے لقمہ لینے سے امام کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز باطل ہو جائے گی۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۴۹ بحوالہ درّ مختار فصل فی المحرمات ج ۱ ص ۳۹۸)

رکوع کا انتظار کرنا

جماعت ہو رہی ہے اور ایک شخص بیٹھا رہتا ہے جب امام رکوع میں جاتا ہے تو فوراً یہ بھی نیت باندھ کر امام کے رکوع میں شریک ہو جاتا ہے یہ فعل مکروہ ہے اور تشبہ بالمنافقین ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد دوم ص ۳۵۴)

Marfat.com

چوتھا باب

ترویحہ

ترویحہ کیوں ہوتا ہے

تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کو ترویحہ کہتے ہیں تراویح ترویحہ کی جمع ہے اس کے اصلی معنی استراحت کے ہیں جو راحت سے ماخوذ ہے۔ چونکہ بیس رکعتوں میں پانچ ترویحے ہوتے ہیں اس لیے اس نماز کو تراویح کہا جاتا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ نماز پڑھنا شریعت کی نظر میں راحت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ قرت عینی فی الصلوٰۃ۔

یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد ہے۔ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری خوشی اس وقت جب اپنے رب سے ملاقات کرتا ہے بظاہر ملاقات سے مراد تراویح ہے۔

ایک حدیث میں آپ کا ارشاد ہے: ارحنا بالصلوٰۃ یا بلال:

یعنی اے بلال نماز کی تکبیر کہہ کر ہم کو آرام پہنچاؤ۔ بہرحال اس قسم کی احادیث کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ چار رکعت کا نام ترویحہ اسلیے ہے کہ اس سے راحت اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔

ترویحوں کے درمیان میں ایک ترویحہ کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے اور اگر حافظ سمجھے کہ پانچویں ترویحے اور وتر کے درمیان میں بیٹھنا مقتدیوں کو بھاری ہوگا تو نہ بیٹھے پانچویں ترویحے میں اختیار ہے۔ (اشرف الایضاح نور الایضاح ص ۱۶۰)

ترویحہ میں کتنی دیر بیٹھنا چاہیے؟

سوال مقدارِ ترویحہ یعنی چار رکعت کے بعد جو بیٹھتے ہیں اس کی کیا مقدار ہے اس ترویحے سے

Marfat.com

کیا مراد ہے آیا وہ چار رکعت جن میں پڑھا گیا ہے یا جتنی دیر میں چار رکعت مختصر نفل پڑھی جائیں؟

جواب بعد کل اربعة بقدرها سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص رکعات جتنی دیر میں پڑھی گئی ہیں وہ مراد ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج۱ص۴۹۰)

ترجمہ عالمگیری ہندی میں ہے کہ اگر نمازیوں کو گرانی اور کمی جماعت کا اندیشہ ہو تو اس سے بھی کم بیٹھنا درست ہے لیکن مقتدیوں کو جلدی اور گرانی کے باعث (تسبیح) رکوع وسجود اور سبحانك اللّٰهم اور درود چھوڑنا بالکل درست نہیں ہے البتہ دعاء کے چھوڑنے میں یعنی سبحان ذی الملك والملكوت الخ وغیرہ کے چھوڑنے میں بشرطیکہ مقتدیوں کو جلدی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ترجمہ عالمگیری ہندیہ ص۱۸۵)

ترویحے کے بعد بلند آواز سے درود پڑھنا

سوال تراویح کی چار رکعت ادا کرنے کے بعد ترویحہ میں بعض حضرات تسبیح آہستہ پڑھ کر خواجۂ عالم کے درود کے بعد بلند آواز سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ اس کی اصل کسی کتاب میں شرعاً پائی جاتی ہے یا نہیں؟

جواب اس کی اصل ہیئت کذائیہ (حقیقت) شریعت میں کچھ نہیں ہے۔ فقہاءؒ نے یہ لکھا ہے کہ تراویح کے ترویحہ میں یعنی چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا رکعات نفل پڑھے یا قرآن شریف پڑھے۔ یا کچھ نہ کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۴ص۲۴۶ بحوالہ رد المختار ج۱ص۶۶۱ مبحث التراویح)

ترویحہ کی دعاء کا ثبوت ہے یا نہیں

تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد جو ذکر مشہور ہے وہ کسی روایت اور حدیث میں نہیں ملتا البتہ علامہ شامی نے قہقانی وغیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ترویحہ کے بعد یہ ذکر کیا جائے۔

سبحان ذی الملك والملكوت، سبحان ذی العزة والعظمة والهيبة و القدرة والكبرياء والجبروته سبحان الملك الحی الذی لاينام ولايموت سبوح قدوس ربنا ورب الملئكة والروح اللّٰهم اجرنا من النار يامجير يا مجير يا مجير۔ (شامی ج۱ص۶۶۱)

ہر چار رکعت پر دعاء مانگنا

سوال تراویح میں ہر چار رکعت پر حافظ اور مقتدیوں کے ملکر دعا کرنے کا دستور ہے تو کیا یہ

Marfat.com

سنت طریقہ ہے؟ حافظ صاحب زور سے دعاء پڑھتے ہیں کوئی کچھ پڑھ نہیں سکتا تو کیا ترویحہ میں صرف دعا ہی کر سکتے ہیں؟

جواب تراویح میں ہر ترویحہ کے بعد حافظ اور مقتدیوں کا ملکر دعاء کرنے کا دستور سنت کے مطابق نہیں ہے رسمی اور رواجی ہے۔

شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہے۔ اجازت میں دخل بے فائدہ ہے اور دوسرے اذکار مثلاً تلاوت۔ تسبیح، نفل وغیرہ سے روکنے کے مترادف ہے لہٰذا طریقۂ مذکورہ قابلِ ترک ہے جس کا جی چاہے پڑھے مگر اس طرح کہ دوسروں کا حرج نہ ہو اور نہ منع کیا جائے اختیار ہے چپ بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے۔ یا درود شریف پڑھے۔ یا نفل نماز پڑھے مگر جماعت سے مکروہ ہے یا یہ تسبیح پڑھے۔ سبحان ذی الملك الخ۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۵۲ بحوالہ شامی مع درمختار ج ۱ ص ۶۶۱)

ہر ترویحے میں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا

سوال تراویح کے ہر ترویحے میں تسبیح وتہلیل کے بعد امام ومقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا یا صرف مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اگر حافظ ترویحے میں دعاء اس خیال سے مانگتا ہو کہ اس کا ثبوت نہیں اور اس سے مقتدیوں کا فرمائش کرنا کہ دعا ضرور مانگے اس میں کوئی مضائقہ ہے یا نہیں؟ حافظ اگر مقتدیوں کا کہا پورا نہیں کرتا تو مقتدی ناراض ہوتے ہیں تو اس صورت میں حافظ صاحب کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب تراویح کے ہر ایک ترویحہ میں تسبیح وتہلیل وغیرہ اور دعاء ماثورہ کا پڑھنا منقول ہے۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا صرف بیس رکعت کے ختم پر معمول ہے پس ایسا ہی کرنا چاہئے۔ حافظ صاحب کو اس صورت میں مقتدیوں کا کہنا ماننا ضروری نہیں ہے اور نہ مقتدیوں کو اپنے امام کو ایسا حکم کرنا چاہئے کیونکہ امام متبوع ہوتا ہے نہ کہ تابع جیسا کہ مشکوٰۃ کی حدیث کا مفہوم ہے امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۷۹ بحوالہ مشکوٰۃ فصل اوّل ص ۱۰۱)

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے کہ امام اور قوم کا اجتماعی دعا کرنے کو ضروری سمجھنا اور دعاء نہ کرنیوالوں پر اعتراض کرنا درست نہیں ہاں انفراداً دعاء کرے تو منع نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج اوّل ص ۳۴۷)

Marfat.com

ترویحہ میں وعظ کہنا

سوال عام طور سے مساجد میں تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تسبیح پڑھی جاتی ہے مگر ایک مسجد میں اس کے خلاف اس تھوڑے وقت میں وعظ کہا جاتا ہے کیا یہ دونوں امر جائز ہیں یا نہیں؟

جواب ہر چار رکعت کے بعد شروع اور مستحب یہ ہے کہ تسبیح وتہلیل اور درود شریف وغیرہ پڑھیں اگر ضروری وعظ بھی ہو جائے جس کی ضرورت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر اس کا التزام کہ ہر ترویحہ میں وعظ ضرور کہا جائے یہ اچھا نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ چپ بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے۔ یا تلاوت کرے۔ یا درود شریف پڑھے۔ یا نفل نماز تنہا پڑھے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۴ بحث صلاۃ التراویح ج ا ص ۶۶۱ بحوالہ ردالمختار)

ترویحوں میں یہ کلمات پڑھنا کیسا ہے

سوال ہمارے یہاں تراویح شروع کرنے سے قبل ایک شخص بلند آواز سے یہ کلمات پڑھتا ہے"۔ صلوٰۃ التراویح سنة رحمکم اللّٰہ لاالہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔

اس کے بعد تراویح شروع ہوتی ہے دو رکعت کے بعد یہ تسبیح پڑھتا ہے: یا کریم المعروف یاقدیم الاحسان، احسن الینا ربنا باحسانك القدیم یااللّٰہ یا اللّٰہ یا اللّٰہ فضل من اللّٰہ ونعمة ومغفرة ورحمة لاالہ الااللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر واللّٰہ الحمد" چار رکعت کے بعد البدر محمدن المصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاالہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد پڑھنے کے بعد یا کریم المعروف الخ پڑھتا ہے۔ اور دوسرے ترویحے میں، خلیفة رسول اللّٰہ بالتحقیق امیرالمؤمنین سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللّٰہ عنہ لا الہ الا اللّٰہ الخ پڑھتا ہے۔ اور تیسرے ترویحہ میں مزین المسجد والمنبروالمحراب امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ لاالہ الا اللّٰہ الخ پڑھتا ہے۔ اور چوتھے ترویحے میں جامع القرآن کامل الحیاء والایمان امیرالمؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنہ لا الہ الا اللّٰہ الخ اور پانچویں ترویحے میں اسد اللّٰہ الغالب مظہرالعجائب والغرائب امام المشارق والمغارب امیرالمؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ لا الہ الا اللّٰہ الخ پڑھتا ہے اور سبحان الملك القدوس الخ بھی ایک آدمی پڑھتا ہے۔ اور

Marfat.com

یہ تمام اور بلند آواز سے پڑھے جاتے ہیں جس کی وجہ سے دوسرے لوگ تسبیح وغیرہ کچھ نہیں پڑھ سکتے۔ اور وتر سے پہلے الوتر واجب رحمکم اللّٰہ لا الٰہ الا اللّٰہ الخ پڑھتا ہے۔ کیا ان تمام کلمات کا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔ اور ان کے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ سب باتیں سنت کے مطابق نہیں ہیں محض رسمی اور رواجی ہیں لہٰذا قابلِ ترک ہیں، دو رکعت پر ترویحہ نہیں ہے۔ البتہ چار رکعت کے بعد ترویحہ ہے اور اس قدر بیٹھنے کا حکم ہے کہ نمازیوں پر بار نہ گذرے۔ اور اس میں اجتماعی دعا اور ذکر نہیں ہے، لوگ انفرادی طور پر جو چاہیں پڑھیں، چاہے تلاوت کریں، یا نفل پڑھیں یا ذکر واذکار میں مشغول رہیں، یا درود شریف پڑھتے رہیں، یا خاموش بیٹھے رہی۔ سب جائز ہے ایک چیز کا سب کو پابند بنا دینا شریعت کی دی ہوئی آزادی پر پابندی لگانا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۹۱)

تروایح میں تسبیح آہستہ پڑھے یا زور سے؟

سوال تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد جو تسبیح پڑھی جاتی ہے یعنی سبحان ذی الملک الخ اسکو امام اور مقتدی زور سے پڑھیں یا آہستہ یا امام اور مقتدیوں کے حکم میں کچھ فرق ہے؟

جواب تسبیحِ مذکور آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔ زور سے نہ پڑھنا چاہئے امام بھی آہستہ پڑھے اور مقتدی بھی آہستہ پڑھیں۔ جیسا کہ مشکوٰۃ کی حدیث میں ہے: یاایھاالناس اربعوا علٰی انفسکم فانکم لاتدعون اصم ولاغائباً۔ (الحدیث)

لوگو اپنے اوپر نرمی سے کام لو (دعاء زور سے نہ مانگو) اس لیے کہ تم کسی بہرے یا غیر موجود کو نہیں پکار رہے ہو۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۳ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۱ باب ثواب التسبیح فصل اول)

Marfat.com

پانچواں باب

تراویح کب سے شروع ہوتی ہے اور کب تک رہتی ہے اور کیا وقت ہے؟

جس رات رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور عید کا چاند نظر آ جائے تو چھوڑ دی جائے۔

پورے ماہ تراویح پڑھنا سنت ہے اگر چہ تراویح میں قرآن شریف مہینے کے پہلے ہی ختم کر دیا ہو مثلاً پندرہ بیس دن وغیرہ پورا قرآن پڑھ دیا جائے۔ تو بقیہ دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ دس دن میں قرآن شریف سن لیں پھر چھٹی۔ اس لیے یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہ دو سنتیں الگ الگ ہیں تمام کلام اللہ کا تراویح میں پڑھنا یا سننا، ایک مستقل سنت ہے اور پورے رمضان شریف کی تراویح مستقل ایک الگ سنت ہے پس اس صورت میں ایک سنت پر عمل ہوا اور دوسری سنت رہ گئی البتہ جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ یا کسی وجہ سے ایک جگہ تراویح پڑھنا مشکل ہو تو ان کے لیے مناسب ہے کہ اوّل قرآن شریف چند روز میں جہاں پر ختم ہوتا ہو وہاں سن لیں۔ تا کہ قرآن شریف ناقص نہ رہے۔

پھر جہاں وقت ملے اور موقع ہو وہاں تراویح پڑھ لی جائے۔ قرآن شریف بھی اس صورت میں ناقص نہیں ہوگا اور اپنے کام میں بھی حرج نہ ہوگا۔ تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے اگر نمازِ عشاء سے پہلے تراویح پڑھ لی جائے۔ تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔ (مظاہر حق جدید ترتیب ۱۴۔ وفضائل رمضان۔ مولانا زکریاؒ ص ۶)

تراویح میں ایک ختم سے مراد کونسی سنت ہے؟

سوال رمضان میں تراویح میں ایک ختم کرنا فقہاء نے سنت لکھا ہے اس سے کونسی سنت مراد

Marfat.com

ہے مؤکدہ یا غیر مؤکدہ؟

جواب صحیح مذہب اور قول اصح یہ ہے کہ تراویح میں ایک قرآن ختم کرنا سنتِ مؤکدہ ہے قوم کی کاہلی کیوجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے۔ اور دو ختم کرنے میں فضیلت ہے اور تین ختم کرنا افضل ہے۔ اور جہاں فقہاء نے ایک ختم کو سنت لکھا ہے اس سے ظاہراً سنتِ مؤکدہ مراد ہے بعض فقہاء لکھتے ہیں کہ کسی جگہ کے لوگ اتنے سست اور بددل و بدشوق ہوں کہ پورا قرآن شریف سننے کی تاب نہ رکھتے ہوں تو اتنا پڑھے کہ مسجدیں جماعت سے خالی نہ پڑ جائیں ایسی ابتر حالت نہ ہو تو ایک ختم سے کم نہ کرے کیونکہ یہی سنت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۴۰۶، بحوالہ البحر الرائق ج ۱ ص ۶۱)

مہینے میں ایک ختمِ قرآن سنت ہے

مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے مگر لوگوں کی کاہلی یا سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہ کرنا چاہئے لیکن اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہیں آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی اور ان کو بہت ہی ناگوار ہو گا تو بہتر ہے جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے اسی قدر پڑھا جائے اور باقی الم ترکیف سے آخیر تک کی دس رکعت پڑھ دی جائیں۔ (مظاہر جدید ترتیب ۱۴)

آنحضرتؐ سے بیس رکعت کا ثبوت

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں کتنی رکعات تراویح پڑھی ہیں؟

جواب بیس تراویح پر اجماع ہے اور احادیث سے ثابت ہے پس بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہئے آنحضرتؐ نے بھی بیس رکعت پڑھی ہیں۔

مصنف ابنِ ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں وتر کے علاوہ پڑھا کرتے تھے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۷۲ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۶۶۰ بحث التراویح)

تراویح آنحضرتؐ سے ثابت ہے

سوال تراویح کا پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں؟

Marfat.com

جواب تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات پڑھی ہیں پھر صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے بعد اس پر مواظبت (پابندی) فرمائی ہے لہٰذا تراویح با جماعت ہوگئی۔
(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۳ بحوالہ ابو داؤد و رد المختار ج ۱ ص ۶۵۹ بحث الصلوٰۃ التراویح)

تراویح با جماعت سنت ہے یا نہیں؟

سوال کیا تراویح با جماعت مسجد میں پڑھنا ضروری ہے؟ گھر میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب تراویح مسجد میں با جماعت پڑھنا سنت ہے مگر سنتِ کفایہ ہے یعنی مسجد میں اگر تراویح کی جماعت نہ ہوگی تو اہلِ محلہ گنہگار ہوں گے اور تارکینِ سنت بھی۔ اگر بعضوں نے جماعت مسجد میں ادا کی اور بعضوں نے گھر میں ادا کی تو ترکِ سنت کا گناہ نہ ہوگا مگر جماعت اور مسجد کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۳ بحوالہ صغیری ۲۰۵)

تراویح بلا عذر شرعی چھوڑنا کیسا ہے؟

سوال تراویح کو بلا عذر قصداً چھوڑنا اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود چھوڑی ہیں اس لیے ہم بھی چھوڑتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب تراویح سنتِ مؤکدہ ہیں بلا عذر ان کو چھوڑنے والا عاصی اور گنہگار ہے۔ خلفاء راشدین، تمام صحابہؓ اور سلف صالحینؒ سے اس کی پابندی ثابت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مجھے خیال ہے کہ کہیں فرض نہ ہو جائیں۔ یہی ایک چیز ہے جس کی وجہ سے آنحضرتؐ نے مواظبت نہیں فرمائی حقیقت میں آپ کا یہ فرمانا ہی خود ان کے اہتمام کی کھلی دلیل ہے کسی شخص کا یہ عذر کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح ترک کی ہیں میں بھی چھوڑتا ہوں قطعاً ناقابلِ قبول اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۱ خلاصہ رد المختار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۵۹)

تراویح کے چھوڑنے والے کا حکم

سوال جو لوگ تراویح نہیں پڑھتے ان کا کیا حکم ہے؟

جواب تراویح امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سنتِ مؤکدہ ہیں اور جماعت بھی تراویح میں سنت ہے اس کے چھوڑنے والے مسئ (خطاکار) اور گنہگار ہیں۔
(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۵ بحوالہ رد المختار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۰)

تراویح روزے کے تابع نہیں ہے

سوال زید کہتا ہے کہ جو لوگ عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے وہ نمازِ تراویح ضرور پڑھیں ان کو ثواب ضرور ہوگا۔ بکر کہتا ہے معذور شخص جو روزہ نہ رکھے وہ تراویح بھی نہ پڑھے بلکہ جو شخص روزہ نہ رکھے اس کا تراویح پڑھنا الٹا عذاب ہے ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے؟

جواب زید کا قول صحیح ہے بکر غلط کہتا ہے تراویح کے لیے روزہ شرط نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۷۲ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۶۵۹۔ باب النوافل مبحث فی التراویح)

نمازِ تراویح روزہ کے تابع نہیں ہے جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح پڑھنا سنت ہے اگر نہیں پڑھیں گے تو ترکِ سنت کے گنہگار ہوں گے۔ (مظاہر حق ترتیب ۱۴)

تراویح پڑھے اور دن میں روزہ نہ رکھے تو اس کا حکم کیا ہے؟

سوال جس روز رات کو تراویح پڑھے اگر صبح کو روزہ نہ رکھے تو اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب اگر کوئی عذر ہے مثلاً مرض یا سفر ہے تو روزہ نہ رکھے مباح اور درست ہے کچھ گناہ نہیں ہے اور بے عذر رمضان کا روزہ نہ رکھنا گناہِ کبیرہ ہے جس کا بدلہ تمام عمر کے روزوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۶ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۶۶۱ و مشکوٰۃ ص ۱۷۷)

وظیفہ کی وجہ سے جماعتِ وتر کا ترک کرنا

سوال ایک شخص عشاء کی سنت اور وتر کے درمیان ایک وظیفہ کا عادی ہے رمضان میں چونکہ وتر جماعت سے ہوتے ہیں تو وظیفہ کیسے پڑھنا چاہئے اگر وظیفہ پڑھتا ہے تو بارہ تراویح چھوٹ جاتی ہیں اور آٹھ ملتی ہیں۔ اور آٹھ تراویح پڑھ کر وتر کی جماعت میں شریک ہوجائے یا کیا جماعت وتر کو چھوڑ دے یا وظیفہ کو رمضان میں ترک کردے؟

جواب وظیفہ کی وجہ سے جماعتِ وتر کو چھوڑنا نہیں چاہئے اور تراویح بیس رکعت پڑھنی چاہئیں۔ وظیفہ اگر پڑھنا ہو تو وتر کے بعد یا کسی اور وقت پڑھ لے۔

غرض یہ ہے کہ وظیفہ کی وجہ سے کسی واجب و سنت کو ترک نہ کرے بلکہ وظیفہ ہی کو چھوڑ دے یا دوسرے وقت پڑھ لے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۶ بحوالہ رد المختار ص ۶۶۰)

تراویح کے وقت نیند کا غلبہ ہو تو کیا حکم ہے

سوال: تراویح کے وقت نیند کا غلبہ زیادہ ہو، منہ پر پانی چھڑکنے کے باوجود نیند ستائے تو نماز چھوڑ کر سونے کے لیے گھر جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جی ہاں جا سکتا ہے اس میں کچھ حرج نہیں نیند کے غلبہ کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے اور منع ہے نیند پوری ہونے کے بعد بقیہ تراویح کو وقت کے اندر (صبح صادق تک) پڑھ لے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۳۵۵ بحوالہ صغیری ص ۲۱۱)

اور ترجمہ عالمگیری ہندیہ میں ہے کہ اگر نیند کا غلبہ ہے تو جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مکروہ ہے بلکہ علیحدہ ہو جائے اور خوب ہوشیار ہو جائے۔ اس لیے کہ نیند کے ساتھ نماز پڑھنے میں سستی اور غفلت ہوتی ہے اور قرآن میں غور و فکر کرنا چھوٹتا ہے"۔

(ترجمہ ہندیہ فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۱۹۰ کتاب الصلوٰۃ)

مقتدی قعدہ میں سو جائے تو کیا حکم ہے

کسی شخص نے تراویح کی نماز امام کیساتھ شروع کی جب امام صاحب نے قعدہ کیا تو وہ سو گیا" اس عرصہ میں امام صاحب نے سلام پھیر کر دوسرا دوگانہ بھی پڑھا اور تشہد کیواسطے قعدے میں بیٹھے تو اس وقت وہ شخص ہوشیار ہوا اگر اس کو یہ معلوم ہو گیا تو سلام پھیر دے اور دوبارہ نیت باندھ کر امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہو جائے اور جس وقت امام سلام پھیرے تو کھڑا ہو کر دو رکعتیں جلد پڑھ لے اور سلام پھیر دے پھر امام کے ساتھ تیسرے دوگانہ میں شریک ہو جائے۔

(ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۱۹۰ کتاب الصلوٰۃ)

تحریمہ میں مقتدی کی غلطی

بعض مرتبہ مقتدی بھی ایسی غلطی کر بیٹھتے ہیں جس سے ان کی نماز فاسد ہو جاتی ہے مثلاً امام کے تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنے سے پہلے مقتدی اللہ اکبر کہہ دیتے ہیں یا امام کے لفظ اللہ ختم ہونے سے پہلے ہی لفظ اللہ کہہ دیتے ہیں ان دونوں صورتوں میں نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوتا ان مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ پھر سے دوبارہ اللہ اکبر کہہ کر امام کے پیچھے نماز کی نیت باندھیں۔

(مسائل سجدہ سہو ص ۴۷ بحوالہ صغیری ص ۱۴۳)

Marfat.com

اکثر مقتدیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اگر امام رکوع میں چلا گیا تو اس کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے کے لیے سیدھے کھڑے ہوئے بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے ہیں اس طور پر کہ ان کی اللہ اکبر کی آواز رکوع میں پہنچ کر ختم ہوتی ہے۔

اس طرح نماز میں شریک ہونا درست نہیں تکبیر تحریمہ کے فارغ ہونے تک کھڑا ہونا فرض ہے یعنی سیدھے کھڑے ہوکر اللہ اکبر کی آواز ختم ہو جائے اس کے بعد رکوع کے لیے جھکنا چاہیے۔ اگر تکبیرات تحریمہ بحالت قیام ختم نہ ہوں تو اس کا نماز میں شمول صحیح نہیں ہوا۔

(کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۹۱)

نمازِ تراویح کی نیت

نمازِ تراویح کا طریقہ وہی ہے جو دیگر نمازوں کا ہے اور اسکی نیت اس طریقہ سے ہے کہ میں دو رکعت نماز تراویح پڑھنے کی نیت کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ کہکر اللہ اکبر نیت باندھ لے۔ (مظاہر حق جدید ترتیب ۱۴)

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ باندھنے کا طریقہ

سوال تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھیں یا چھوڑ کر پھر باندھیں صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب تکبیر تحریمہ کے بعد اور وتر میں قنوت سے پہلے اسی طرح نماز عید کی پہلی رکعت میں تیسری تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر باندھ لئے جائیں۔ ہاتھ چھوڑ کر پھر باندھنا کہیں سے ثابت نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۴۷)

بغیر ثناء کے قرأت شروع کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی حافظ رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد فوراً بغیر ثناء پڑھے سورہ فاتحہ شروع کر دے تو کیا حکم ہے؟

جواب ثناء نے پڑھنے کی عادت کرنا تو مذموم حرکت ہوگی باقی اس سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آئے گی اس لئے کہ قرأتِ ثنا محض مستحب ہے اور ترکِ مستحب سے ادائیگی صلوٰۃ میں قباحت

Marfat.com

نہیں آتی۔ فقط واللہ اعلم
(کتبہ العبد نظام الدین مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۱۴۰۶ھ)

تراویح میں ایک مرتبہ ہی بیس رکعتوں کی نیت کرنا

سوال تراویح کی بیس رکعتوں کے لیے شروع ہی میں ایک مرتبہ نیت کافی ہوگی یا ہر دو رکعت پر نیت کرنا کافی ہوگا۔

جواب تراویح کے لیے شروع میں بیس رکعت کی نیت کافی ہے ہر دو رکعت پر نیت کرنا شرط نہیں مگر بہتر ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۳۵۴)

تراویح کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھیں؟

سوال تراویح میں دو دو رکعت کر کے پڑھیں یا چار چار کر کے؟

جواب تراویح میں دو دو رکعت پر سلام پھیرنا بہتر ہے۔ تراویح اگر چہ سنت مؤکدہ ہے لیکن چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے برخلاف ظہر کی چار رکعت سنت کے، ان کا ایک سلام سے پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۷ بحوالہ ردالمختار مبحث التراویح ص ۶۶۰)

اور تراویح میں افضل دو دو رکعت پر سلام پھیرنا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۸ بحوالہ ردالمختار ج ا ص ۶۳۳ باب التراویح والنوافل)

تراویح میں قرأت مسنونہ کی مقدار

سوال یکم رمضان کو حافظ محراب سنانے کے لیے تیار ہوا ایک مقتدی نے انکار کیا کہ ہم قرآن شریف نہیں سنتے امام اور دیگر مقتدیوں نے اس کو جواب دیا تم نہیں سنتے ہم سنیں گے اس پر شخص اوّل نے کہا کہ چھوٹی سورتوں سے پڑھاؤ اعتراض کرنے والا شخص توانا اور تندرست ہے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب فقہاء نے لکھا ہے کہ افضل اس زمانہ میں اس قدر پڑھنا ہے کہ تراویح مقتدیوں پر بھاری نہ ہو پس شخصِ مذکور کے قول کو بھی اسی پر محمول کیا جائے گا کہ مقتدیوں کے حال کے مناسب سورتوں سے تراویح کا پڑھنا، نہ یہ کہ قرآن شریف سننے سے انکار ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ تراویح

Marfat.com

میں پورا قرآن شریف ختم نہ کراؤ بلکہ سورتوں سے تراویح پڑھو۔ اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج۴ ص ۲۶۱ بحوالہ ردالمختار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج۱ ص ۶۶۲)

کیا تراویح لمبی نہیں ہونی چاہئے؟

سوال ایک شخص جماعتِ تراویح میں یہ اعتراض کرتا ہے کہ لوگ دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں اس لیے حافظ کو اتنی لمبی رکعتیں نہ کرنی چاہئیں تو اس صورت میں امام کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب امام کو قرأت ہلکی ہی کرنی چاہئے، البتہ ایک دفعہ ختمِ قرآن شریف تراویح میں ہو جانا سنت ہے ایک ایک پارہ روز ہو جایا کرے اس سے کم نہ ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم جلد۴ ص ۲۷۵)

تراویح میں پورا قرآن شریف پڑھنا افضل ہے

سوال تراویح میں پورا قرآن شریف پڑھنا افضل ہے یا سورۂ فیل سے تراویح پڑھنا بہتر ہے؟

جواب درمختار مبحث التراویح جلد اول صفحہ ۲۶۲ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کا ختم تراویح میں ایک بار سنت ہے اور قوم کی سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہ کریں، اسی پر عمل ہے اور یہی معمول بہ ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج۱ ص ۳۰۰)

بیس رکعت تسلیم کرے اور پھر کمی بیشی کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال اگر کوئی شخص بیس رکعت تراویح سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے کبھی گیارہ کبھی تیرہ اور کبھی اکتالیس رکعتیں پڑھے تو کیا گنہگار ہوگا؟ نیز اعدادِ مذکورہ احادیث میں آئے ہیں یا نہیں؟

جواب تراویح بیس رکعت سنتِ مؤکدہ ہے اس کے خلاف کرنیوالا حنفیہ کے نزدیک تارکِ سنت ہے اور سنت کے خلاف کرنا برا ہے۔

اور اعدادِ مذکورہ حدیث میں آتے ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک تمام احادیث پر پوری بصیرت کے ساتھ غور کرنے کے بعد یہی بیس رکعت راجح ہیں اور حضرت عمرؓ کی تحریک سے اسی پر صحابہؓ کا اجماع ہوا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۴ ص ۲۹۷ بحوالہ ردالمختار ج۱ ص ۶۶۰)

امام تراویح وغیرہ میں قرأت کیسی آواز سے کرے

سوال امام تراویح وغیرہ جہری نمازوں میں قرأت کس قدر زور سے پڑھے؟

Marfat.com

جواب افضل اور بہتر یہ ہے کہ امام جہری نمازوں میں بلا تکلف اس قدر زور سے پڑھے کہ مقتدی قرأت سن سکے اس سے زیادہ تکلف کر کے پڑھنا مکروہ اور منع ہے ارشادِ ربانی ہے ولا تجھر بصلاتك ولا تخافت بھا وابتغ بین ذٰلك سبیلا۔ (بنی اسرائیل ع ۱۲)

اور نہ تم اپنی نمازوں میں زیادہ زور سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ پڑھو اس کے بیچ درمیانی راہ اختیار کرو۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ نماز میں درمیانی آواز سے قرأت کرنی چاہئے اس سے قلب پر اثر ہوتا ہے نہ اس قدر زور سے پڑھے کہ قاری اور سامع دونوں کو تکلیف ہو کہ اس سے حضورِ قلب میں خلل آ جائے۔ (خلاصۃ التفسیر ج ۳ ص ۶۷، تفسیر فتح المنان ج ۵ ص ۹۶)

فقہائے کرامؒ زور سے پڑھنے میں دو باتیں ضروری قرار دیتے ہیں اوّل یہ کہ پڑھنے والا اپنے اوپر غیر معمولی زور نہ ڈالے (یہ مکروہ ہے) دوسرے یہ کہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو مثلاً تہجد کے وقت کوئی سو رہا ہے یا کچھ لوگ اپنے کام میں مصروف ہیں آپ ان کے پاس کھڑے ہو کر اتنی بلند آواز سے قرأت کرنے لگیں کہ ان کے کام میں خلل ہو تو یہ بھی مکروہ ہے ان دونوں باتوں کے بعد تیسری بات یہ ہے کہ جماعت کی کمی زیادتی کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے بموجب قرأت کریں مثلاً مقتدیوں کی تین صفیں ہیں۔ آپ اتنی بلند آو . سے پڑھیں کہ تیسری صف تک آواز پہنچتی رہے یا اس سے زیادہ زور سے پڑھیں کہ باہر تک آواز پہنچے فقیہ ابو جعفرؒ کا یہ قول ہے کہ جتنی بلند آواز سے پڑھیں اچھا ہے۔ بشرطیکہ پڑھنے والے پر تعب نہ ہو اور کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ مگر دوسرے فقہاء کا یہ قول ہے اور راجح یہی ہے کہ بقدرِ ضرورت آواز بلند کریں یعنی صرف اتنی آواز بلند کریں کہ تیسری صف تک آواز پہنچے البتہ اگر صفیں زیادہ ہوں تو آواز کو اس سے بلند بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ اپنے اوپر زیادہ زور نہ پڑھے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۳۵۱۔ بحوالہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۲۷ فصل فی واجب الصلوٰۃ۔ درمختار ص ۴۹۷ مجمع الانہر ص ۱۰۳ ج ا۔ عالمگیری ص ۷۲)

تنہا نمازِ تراویح کس آواز سے پڑھیں؟

سوال مرد تراویح جماعت سے پڑھیں یا علیحدہ علیحدہ؟ اگر تنہا پڑھیں تو بلند آواز سے پڑھیں یا آہستہ؟

جواب مرد جماعت سے پڑھیں اگر کوئی شخص جماعت سے رہ جائے اور تنہا پڑھے تو آہستہ

Marfat.com

پڑھے یا بلند آواز سے دونوں صورتیں درست ہیں مگر آواز سے بہتر ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۹۹ بحوالہ درمختار ج ا ص ۵۵۶ باب التراویح)

کیا تراویح اس طرح بھی ہو جاتی ہے؟

سوال تراویح کی نماز اس طرح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً پہلی رکعت میں سورۃ التکاثر۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص یا پہلی میں سورۃ العصر اور دوسری میں سورہ اخلاص؟

جواب تراویح کی نماز اس طرح بھی ہو جاتی ہے مگر اس کو لازم نہیں سمجھنا چاہئے اور اس کی پابندی نہ کی جائے بالترتیب ہر رکعت میں سورت پڑھنی چاہئے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۱ بحوالہ عالمگیری مصری ج ا ص ۱۱۷)

ترجمہ عالمگیری میں ہے کہ الم ترکیف سے آخر قرآن تک دس سورتیں دومرتبہ پڑھنا بہتر ہے ہر رکعت میں ایک سورت اس لئے کہ رکعتوں کی شمار میں بھول نہیں ہوتی اور اس کے یاد کرنے میں دل نہیں بٹتا۔ (بحوالہ عالمگیری ہندیہ ج ا ص ۱۸۹)

اگر یاد نہ ہو تو مجبوری ہے پھر جو سورت بھی یاد ہو وہ پڑھ لے۔ (مرتب: محمد رفعت قاسمی)

وتر پہلے پڑھیں، یا تراویح؟

سوال تراویح وتر سے پہلے پڑھنی چاہئے یا وتر کے بعد؟ ایک شخص پہلے وتر پڑھ کر بعد میں تراویح پڑھتا ہے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب تراویح میں مشروع طریقہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد اور وتر سے پہلے تراویح پڑھیں اور اس کے بعد پھر وتر پڑھیں۔ لیکن اگر تراویح وتر کے بعد پڑھیں تو یہ بھی صحیح ہے درمختار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۴، بحوالہ درالمختار ج ا ص ۶۵۹)

دو سنت پہلے پڑھیں یا تراویح؟

سوال رمضان شریف میں اگر تراویح شروع ہو گئیں تو دو سنت جو فرض کے بعد ہیں اس کو پڑھ کر تراویح میں شریک ہوں یا سنت بعد میں پڑھیں؟

جواب فرض اور سنت پڑھ کر تراویح میں شامل ہوں۔ فتاویٰ شامی کے اندر ہے وقتها بعد

صلوٰۃ العشاء یعنی تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۰۰ بحوالہ شامی ج ا ص ۶۵۹)

جو افراد فرض ہونے کے بعد آئیں تو جماعت کریں یا نہیں؟

سوال اگر چند آدمی فرض نماز ہونے کے بعد آئے اور نمازِ تراویح شروع ہوگئی تو آنے والے فرض با جماعت ادا کریں یا تنہا تنہا پڑھ کر تراویح میں شامل ہو جائیں؟ نیز وتر جماعت کے ساتھ پڑھیں یا تنہا پڑھیں؟

جواب یہ لوگ علیحدہ علیحدہ فرض نماز پڑھ کر امام کے ساتھ تراویح کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ اور وتر امام کے ساتھ جماعت سے پڑھیں اگر چہ انہوں نے فرض نماز جماعت سے نہیں پائی۔ درمختار میں ہے کہ فرض کو تنہا پڑھنے والا تراویح جماعت سے پڑھ سکتا ہے۔ لہٰذا وتر بھی جماعت سے پڑھ سکتا ہے کیونکہ دونوں کا حکم برابر ہے جیسا کہ تراویح کو جماعت سے نہ پڑھنے والا وتر کو جماعت سے پڑھ سکتا ہے اسی طرح فرض کو تنہا پڑھنے والا بھی وتر کو جماعت سے پڑھ سکتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ا ص ۳۴۸ بحاشیہ استاذی حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری)

چھوٹی ہوئی تراویح کی رکعتیں کب پڑھیں

سوال ایک آدمی مسجد میں اس وقت داخل ہوا جب عشاء کے فرض ہو چکے تھے اور وہ تراویح بس دو چار رکعت ہو جانے کے بعد شامل ہوا اب چھوٹی ہوئی تراویح کس طرح پوری کرے۔ نیز وتر با جماعت پڑھے یا چھوٹی ہوئی تراویح پوری کرنے کے بعد وتر پڑھے؟

جواب اگر درمیان میں موقع ملے تو امام کے ترویحہ میں بیٹھنے کے وقت پڑھ لے ورنہ امام کے ساتھ وتر جماعت سے پڑھ کر بعد میں چھوٹی ہوئی تراویح پوری کرلے درمختار میں ہے کہ تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۰، بحوالہ رد المختار مبحث التراویح ج ا ص ۶۵۹)

اور وتر پہلے اور بعد میں دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۰، بحوالہ رد المختار مبحث التراویح)

Marfat.com

چھوٹی ہوئی آیتوں کو تراویح میں کہاں دوہرائیں؟

سوال ہمارے یہاں حافظ عام طور پر مسائل سے ناواقف ہیں وہ تراویح میں قرآن شریف پڑھتے ہیں اور سہواً درمیان سے دو تین آیتیں چھوٹ گئیں یا زبر، زیر، پیش چھوٹ گیا تو دوسری رکعت میں ان چھوٹی ہوئی آیتوں کو پھر پڑھ لیتے ہیں لیکن جس دوگانہ میں آیتیں چھوٹ گئیں تھیں اس کا عادہ نہیں کرتے۔

دریافت طلب یہ ہے کہ آیات کے چھوٹ جانے سے تغیر معنی کے سبب فسادِ نماز لازم آتا ہے تو نماز کو لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟ یا معنی بدلے کی خبر نہ ہونے کی وجہ سے لوٹانا ضروری نہیں ہے؟

جواب اگر قرأت کی غلطی کسی دوگانہ میں ایسے موقع پر آئی جو نماز کے فاسد کرنے کا موجب ہو تو اس دوگانہ (دو رکعتوں) کا لوٹانا ضروری ہے۔ اور اگر ایسی غلطی ہے جو مفسدِ نماز نہیں ہے تو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ نماز ہو جاتی ہے۔

پس درمیان میں آیات کے چھوٹنے پر زبر، زیر پیش کی غلطی کرنے میں بھی یہی حکم ہے مثلاً چند آیات کے درمیان میں چھوٹ جانے سے تغیر معنی نہیں ہوا تو دوگانہ صحیح ہو گیا صرف ختم قرآن کے لیے دوسرے دوگانہ میں ان آیات کا اعادہ کر لیا جائے یہ کافی ہے۔

(فتاوٰی دار العلوم ج ۴ص ۲۹۸، بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ص ۱۰۱)

چھوٹی ہوئی آیتوں کو اگلے دن پڑھنا کیسا ہے؟

سوال تراویح میں حافظ صاحب سے بعض آیتوں کا سہواً چھوٹ جانا اور دوسرے یا تیسرے دن ان آیات کو متفرق طور پر یکے بعد دیگرے پڑھ دینا جائز ہے یا نہیں؟

اور پورے ختم کا ثواب بلا کراہت ہو گا یا کراہت کے ساتھ؟

جواب صرف قرآن کے لیے دوسرے دوگانہ میں ان آیات کا اعادہ کر لیا جائے تو کافی ہے۔

پورے ختم کا ثوب ہو جائے گا اور جب کہ بھول کر ایسا ہوا ہے تو اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

(فتاوٰی دار العلوم ج ۴ص ۲۹۴ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ص ۱۰۱)

Marfat.com

تراویح سے متعلق یکجا تیس مسائل

مسئلہ ① تراویح کی جماعت عشاء کی جماعت کے تابع ہے لہٰذا عشاء کی جماعت سے پہلے جائز نہیں اور جس مسجد میں عشاء کی جماعت نہیں ہوئی وہاں پر تراویح کو بھی جماعت سے پڑھنا درست نہیں۔ (کبیری ص۳۹۱)

مسئلہ ② ایک شخص تراویح پڑھ چکا امام بن کر یا مقتدی ہو کر اب اسی شب میں اس کو امام بن کر تراویح پڑھنا درست نہیں البتہ اگر دوسری مسجد میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہے تو وہاں (بہ نیت نفل) شریک ہونا بلا کراہت جائز ہے۔ (کبیری ص۳۸۹)

مسئلہ ③ دو رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے اور چار میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ آٹھ رکعت بھی ایک سلام سے مکروہ نہیں۔ (مگر ہر ترویحہ پر جلسۂ استراحت کی فضیلت حاصل نہ ہوگی) البتہ اس سے زیادہ خلاف اولیٰ اور مکروہ ہے۔ (کبیری)

مسئلہ ④ کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ تراویح کی جماعت شروع ہو گئی تھی تو اس کو چاہئے کہ پہلے فرض اور سنتیں پڑھے اس کے بعد تراویح میں شریک ہو اور چھوٹی ہوئی تراویح دو ترویحہ کے درمیان پوری کرے اگر موقع نہ ملے تو وتروں کے بعد پڑھے اور وتروں یا تراویح کی جماعت چھوڑ کر تنہا نہ پڑھے۔ (کبیری)

مسئلہ ⑤ ایک امام کے پیچھے فرض دوسرے کے پیچھے تراویح اور وتر پڑھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ⑥ اگر بعد میں معلوم ہوا کہ کسی وجہ سے عشاء کے فرض صحیح نہیں ہوئے مثلاً امام نے بغیر وضو پڑھائے یا کون رکن چھوڑ دیا تو فرضوں کے ساتھ تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہئے اگرچہ یہاں وہ وجہ موجود نہ ہو۔ (کبیری)

مسئلہ ⑦ قیامِ دلیل رمضان یا تراویح یا سنتِ وقت یا صلوٰۃِ امام کی نیت کرنے سے تراویح ادا ہو جائے گی۔ (خانیہ)

مسئلہ ⑧ اگر امام دوسرا یا تیسرا شفعہ پڑھ رہا ہے اور کسی مقتدی نے اس کے پیچھے پہلے شفعہ کی نیت کی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (خانیہ)

مسئلہ ⑨ اگر یاد آیا کہ گذشتہ شب کوئی شفعہ تراویح کا فوت ہو گیا یا فاسد ہو گیا تھا تو اس کو بھی جماعت کے ساتھ تراویح کی نیت سے قضا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ⑩ اگر وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ ایک شفعہ مثلاً رہ گیا تھا تو اس کو بھی جماعت کے

ساتھ پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ (۱۱) اگر بعد میں یاد آیا کہ ایک مرتبہ صرف ایک ہی رکعت پڑھی گئی اور شفعہ پورا نہیں ہوا اور تراویح کی کل ۱۹ رکعات ہوئیں تو دو رکعات اور پڑھ لی جائیں۔ یعنی صرف شفعہ فاسد کا اعادہ ہوگا اور اس کے بعد کی تمام تراویح کا اعادہ نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۲) جب شفعہ فاسدہ کا اعادہ کیا جائے تو اس میں جس قدر قرآن شریف پڑھا تھا تو اس کا بھی اعادہ کرنا چاہئے تاکہ تمام قرآن صحیح نماز میں ختم ہو۔

مسئلہ (۱۳) اگر اٹھارہ پڑھ کر امام سمجھا کہ بیس پوری ہوگئیں اور وتروں کی نیت باندھ لی مگر دو رکعت پڑھ کر یاد آیا کہ ایک شفعہ تراویح کا باقی رہ گیا ہے جب ہی دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ شفعہ (دو رکعت) تراویح کا شمار نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۴) اگر امام نے دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا بلکہ چار پڑھ کر قعدہ کیا تو یہ آخر کی دو رکعت شمار ہوں گی۔

مسئلہ (۱۵) بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے تراویح ادا ہو جائے گی مگر ثواب نصف ملے گا۔

مسئلہ (۱۶) اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھائے تب بھی مقتدیوں کو کھڑے ہو کر پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ (۱۷) تراویح کو شمار کرتے رہنا مکروہ ہے کیونکہ یہ اکتا جانے کی علامت ہے۔

مسئلہ (۱۸) مستحب یہ ہے کہ شب کا اکثر حصہ تراویح میں خرچ کیا جائے۔

مسئلہ (۱۹) ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کرنا (پڑھ کر یا سن کر) سنت ہے دوسری مرتبہ فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے لہٰذا اگر ہر رکعت میں تقریباً دس آیتیں پڑھی جائیں تو ایک مرتبہ بسہولت ختم ہو جائے گا۔ اور مقتدیوں کو بھی گرانی نہ ہوگی۔

مسئلہ (۲۰) جو لوگ حافظ ہیں ان کے لیے فضیلت یہ ہے کہ مسجد سے واپس آ کر بیس رکعت اور پڑھا کریں تاکہ دو مرتبہ ختم کرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

مسئلہ (۲۱) ہر عشرہ میں ایک ختم کرنا افضل ہے۔

مسئلہ (۲۲) اگر مقتدی اس قدر ضعیف اور کاہل ہوں کہ ایک مرتبہ بھی پورا قرآن شریف نہ سن سکیں بلکہ اس کی وجہ سے جماعت چھوڑ دیں تو جس قدر سننے پر وہ راضی ہوں اس قدر پڑھ لیا جائے۔ یا الم ترکیف سے پڑھ لیا جائے لیکن اس صورت میں ختم کی سنت کے ثواب سے محروم

Marfat.com

رہیں گے۔

مسئلہ (۲۳) اگر کوئی آیت چھوٹ گئی اور کچھ حصہ آگے پڑھ کر یاد آیا کہ فلاں آیت چھوٹ گئی ہے تو اس کے پڑھنے کے بعد آگے پڑھے ہوئے حصہ کا اعادہ بھی مستحب ہے۔

مسئلہ (۲۴) کسی چھوٹی ہوئی سورۃ کا فصل کرنا دو رکعت کے درمیان فرائض میں مکروہ ہے تراویح میں مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ (۲۵) گر مقتدی ضعیف اور سست ہوں کہ طویل نماز کا تحمل نہ کر سکتے ہوں تو دو دو کے بعد دعاء چھوڑ دینے میں مضائقہ نہیں۔ لیکن درود کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔

مسئلہ (۲۶) کوئی شخص ایسے وقت جماعت میں شریک ہوا کہ امام قرأت شروع کر چکا تھا تو ثناء (سبحانک اللہ) نہیں پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ (۲۷) مسبوق اپنی نماز تنہا پوری کرنے کے لیے نہ اٹھے جب تک کہ امام کی نماز ختم ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔ (محیط) کیونکہ بعض دفعہ امام سجدہ سہو کے لیے سلام پھیرتا ہے اور مسبوق اس کو ختم کا سلام سمجھ کر اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے ایسی صورت میں فوراً لوٹ کر امام کے ساتھ شریک ہو جانا چاہئے۔

مسئلہ (۲۸) اگر کوئی شخص ایسے وقت آیا کہ امام رکوع میں تھا، یہ فوراً تکبیر تحریمہ کہکر رکوع میں شریک ہوا جب ہی امام نے رکوع سے سر اٹھالیا پس اگر سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رکوع میں گیا تھا اور رکوع میں جھکنے سے پہلے اللہ اکبر کہہ چکا تھا اور کمر کو رکوع میں برابر کر لیا تھا اس کے بعد امام نے رکوع سے سر اٹھایا تب تو رکعت مل گئی تسبیح اگر چہ ایک مرتبہ بھی نہ کہی ہو اور اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں کمر کو برابر نہیں کر سکا تو رکعت نہیں ملی۔ اور اگر تکبیر سیدھے کھڑے ہو کر نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے کہی اور رکوع میں پہنچ کر ختم کی تو یہ شروع کرنا ہی صحیح نہ ہوگا۔

(محیط)

مسئلہ (۲۹) اگر رکوع میں امام کے ساتھ آ کر شریک ہو اور صرف ایک ہی تکبیر کہی تب بھی نماز صحیح ہو گئی۔ اگر چہ اس تکبیر سے رکوع کی تکبیر کی نیت کی اور تکبیر تحریمہ کی نیت نہ کی ہو اس نیت کا اعتبار نہ ہوگا بشرطیکہ تکبیر کھڑے ہو کر، کہی جو رکوع میں نہ کہی ہو۔

مسئلہ (۳۰) ایک امام کے پیچھے فرض اور دوسرے کے پیچھے تراویح اور وتر پڑھنا بھی جائز ہے۔

(کبیری، ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ۔ مجموعہ فتاویٰ استاذی حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی ج ۲ ص ۳۵۰ تا ۳۵۷)

چھٹا باب

بسم اللہ کے بیان میں

کیا تراویح میں بسم اللہ کا زور سے پڑھنا ثابت ہے؟

سوال اکوئی روایت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ بسم اللہ ہر سورت کے ساتھ نازل ہوئی ہے اس لیے احتیاطاً تراویح میں جہر کے ساتھ ہر سورت پر پڑھی جائے؟ اگر بسم اللہ زور سے نہ پڑھی تو کیا گنہگار ہوگا؟

جواب اکثر روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت الحمد سے شروع فرماتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کا جہر نہ فرماتے تھے یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہؒ کا۔ پس ہر ایک سورت کے ساتھ (تراویح میں) جہر نہ کرنا چاہیے صرف قرآن شریف میں ایک دفعہ کسی سورت میں زور سے پڑھ دے۔ (فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۸ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۴۵۷ باب صفۃ الصلوٰۃ)

بسم اللہ کا تراویح میں زور سے پڑھنا کیسا ہے؟

سوال اضلاع پشاور وغیرہ میں پورے قرآن شریف میں کسی سورت پر بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو تراویح میں زور سے نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور زور سے پڑھنے میں بسم اللہ کا قرآن شریف کا جزء ہونا لازم نہیں آتا؟ حالانکہ علماءِ ہندوستان ایک دفعہ جہر کرتے ہیں۔

اور فتاویٰ عبدالحیٔ میں ایک مرتبہ جہر پڑھنا مسنون لکھا ہے اس کے جہر کی کیا وجہ ہے؟

جواب زور سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک جگہ اس لئے ہے کہ وہ تمام قرآن کا جز ہے۔ ایک بھی جگہ جہر نہ ہونے سے سامعین کا قرآن سننا پورا نہ ہوگا یہی وجہ جہر کی معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ ظاہراً جزوِ قرآن ہونا جہر سے مستلزم نہیں مگر چونکہ تمام قرآن شریف کا ختم تراویح میں مسنون ہے اس لئے ایک مرتبہ بسم اللہ کو زور سے پڑھنے کے لیے سنت کہا گیا ہے۔

(فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۳ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۵۸ باب صفۃ الصلوٰۃ)

Marfat.com

ائمہ قرأت کا اتباع تلاوت کے اندر ہے نماز میں نہیں

سوال ایک مولوی صاحب حافظِ قرآن بھی ہیں اور قاری بھی وہ نمازِ تراویح میں ہر سورت پر فاتحہ کے بعد بسم اللہ زور سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں نہ کوئی قباحت ہے نہ کراہت زور سے پڑھنے کے ثبوت میں یہ فرماتے ہیں کہ تراویح میں جیسا کہ تکمیلِ قرآنِ قرأت مقصود اور سنت مؤکدہ ہے ویسے ہی تکمیل قرآن سماعۃً بھی مقتدیوں کے حق میں مقصود ہے۔ لہٰذا تراویح میں جب تک بسم اللہ زور سے ہر سورت پر نہ پڑھی جائے گی مقتدیوں کے حق میں اختلاف دور نہ ہوگا اور اختلاف بھی مجتہدین کا نہیں بلکہ ائمہ قرأت کا ہے۔

ہر سورت میں فاتحہ کے بعد تراویح میں بسم اللہ کا زور سے پڑھنا کیسا ہے؟ اور بسم اللہ میں حنفیہؒ کو اپنے مجتہدین کا اتباع کر کے آہستہ پڑھنا چاہئے یا ائمہ قرأت کی پیروی کرتے ہوئے زور سے پڑھنا چاہئے؟

جواب درمختار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے اندر حنفیہ کے نزدیک باتفاق بسم اللہ کو آہستہ پڑھنا چاہئے اس میں حنفیہ کے نزدیک کسی کا اختلاف نہیں ہے اور مطلقاً ہر نماز کو شامل ہے چاہے نماز فرض ہو یا نفل تراویح وغیرہ۔

اور اسی عبارت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ائمہ قرأت کا اتباع تلاوت کے اندر ہے نماز میں نہیں۔ اور اسی پر ہم نے اپنے اساتذہ علمائے احناف کو پایا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۵)

بسم اللہ کا سورۂ اخلاص کیساتھ پڑھنا

بسم اللہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قرآن شریف کی ایک آیت ہے اور کسی سورت کا جزء نہیں اس کو ایک بار خواہ کہیں پڑھ لے قل ھو اللہ کی خصوصیت نہیں ہے جہاں چاہے پڑھ لے البتہ یہ عقیدہ کرنا کہ سوائے قل ھو اللہ کے اور کسی سورت پر درست نہیں بدعت ہوگا ورنہ کچھ حرج نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۶۵)

بسم اللہ کے بارے میں مولانا تھانویؒ کا فتویٰ

سوال تراویح میں جب کہ حافظ قرآن سنا رہا ہے تو وہ ہر سورت پر بسم اللہ کو زور سے پڑھے یا کسی ایک جگہ پڑھنی ہوگی؟

جواب: بسم اللہ کے سورتوں کے درمیان ہونے سے اس کی جزئیت تو لازم نہیں آتی۔ لیکن کتب مذہب میں تصریح ہے کہ بسم اللہ مطلق قرآن کا جزء ہے کسی سورت یا ہر سورت کا جزء نہیں ہے۔

پس اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ایک جگہ ضرور زور سے پڑھ لی جائے ورنہ سامعین کا قرآن پورا نہ ہوگا۔ قاری کا اخفاء بسم اللہ میں بھی ہو جائیگا کیونکہ بعض اجزاء کا جہر اور بعض کا اخفاء جائز ہے۔

فنِ قرأت سے تو اس مسئلہ کا صرف اس قدر تعلق ہے۔ آگے فقہ سے تعلق ہے اور اس میں بسم اللہ کا اخفاء ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ا ص ۴۹۵)

جو حنفی بسم اللہ کو تراویح میں ہر سورت پر جہر سے پڑھے وہ اپنے مسلک کی مخالفت کرتا ہے

فتاویٰ رحیمیہ میں بسم اللہ کے بارے میں تصریح ہے کہ:

خارج نماز کے اندر قرآن کی تلاوت میں امامِ قرأت کے مسلک کا اتباع کیا جائے۔ اور نماز میں امام اعظمؒ کے مسلک کی پیروی کی جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۵)

تکبیر تحریمہ سے لیکر سلام پھیرنے تک پوری نماز امامِ اعظمؒ کے مسلک کے موافق پڑھی جائے اور بسم اللہ میں مخالفت کیجائے یہ مناسب نہ ہوگا۔

بسم اللہ کے بارے میں مسلکِ امام اعظمؒ

اس پر تمام اہلِ اسلام کا اتفاق ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن میں سورۂ نمل کا جزء ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ سوائے سورۂ توبہ کے ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ لکھی جاتی ہے۔

ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ یا تمام سورتوں کا جزء ہے یا نہیں؟

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ بسم اللہ بجز سورۂ نمل کے اور کسی سورت کا جز نہیں ہے بلکہ ایک مستقل آیت ہے جو ہر سورہ کے شروع میں دو سورتوں کے درمیان فصل اور امتیاز ظاہر کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے اس کا احترام قرآن مجید کی طرح واجب ہے اس کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔ (معارف القرآن ج ا ص ۱۶)

مسئلہ: نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہئے

Marfat.com

خواہ جہری ہو یا سری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے ثابت نہیں ہے۔

(معارف القرآن ج ا ص ۲۰ بحوالہ شرح منیہ)

خلاصۂ کلام

روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ قرآن شریف کا جزء ہے ہر سورت کا جز ونہیں اس لئے تراویح میں ایک دفعہ جہر کے ساتھ پڑھنا اور اس کا سننا ضروری ہے اور اگر جہر کے ساتھ بسم اللہ نہ پڑھی گئی تو ایک آیت کی کمی سمجھی جائے۔

اب یہ کہ بسم اللہ کونسی جگہ اور کس سورت میں پڑھیں تو اس میں اختیار ہے جس جگہ چاہیں پڑھ دیں۔

بعض حفاظ ختم قرآن کے دن بسم اللہ کو سورۂ اخلاص کے ساتھ خصوصیت سے پڑھتے ہیں بسم اللہ کا پڑھنا تو درست ہو جائے گا لیکن کسی خاص سورت کا التزام نہ کریں تا کہ سامعین اس کو جزوِ سورت نہ سمجھیں۔ بہتر ہے کبھی کسی سورت میں اور کبھی کسی سورت میں پڑھ دی جائے احقر کی رائے یہ ہے کہ تراویح کے پہلے دن قرآن شریف شروع کرنے پر سورۂ بقرہ کی ابتداء میں پڑھ دی جائے تا کہ اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے کہ ہر کام بسم اللہ سے شروع کیا جائے۔

لیکن اس کو بھی ضروری نہ سمجھیں اختیار ہے جہاں چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ نماز میں تو بسم اللہ کے سلسلہ میں امام اعظمؒ کی پیروی کریں اور نماز سے الگ جب قرآن شریف کی تلاوت کی جائے تو اس میں ائمہ قرأت کی اتباع ہو یعنی ہر سورت پر بسم اللہ الرحیم جہر سے پڑھی جائے۔

(مرتب: محمد رفعت قاسمی)

Marfat.com

ساتواں باب

سجدہ سہو

سجدۂ سہو کے اُصول

سجدۂ سہو حسبِ ذیل وجہوں سے واجب ہوتا ہے:

(۱) نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو بھول کر ترک کر دے۔
(۲) کسی واجب کو اس کے محل سے مؤخر کر دے۔
(۳) کسی واجب کی تاخیر ایک رکن کی مقدار کے برابر کر دے۔
(۴) کسی واجب کو دو مرتبہ ادا کر لے۔
(۵) کسی واجب کو متغیر کر دے جیسے جہری نماز میں آہستہ اور آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قرأت کر دے۔
(۶) نماز کے فرائض میں سے کسی فرض کو اس کے محل سے مؤخر کر دے۔
(۷) کسی فرض کو اس کے محل سے مقدم کر دے۔
(۸) کسی فرض کو مکرر یعنی دو مرتبہ بھولے سے ادا کر لے۔ (مسائل سجدۂ سہو ص ۶۲)

سجدۂ سہو کرنیکا طریقہ

سوال سجدۂ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرنا چاہئے یا دونوں طرف اور آدھی التحیات پڑھنے کے بعد سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے یا پوری التحیات پڑھ کر اور سجدۂ سہو کے بعد پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیرے یا کس طرح؟

جواب پوری التحیات پڑھنے کے بعد ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے سہو کر کے پھر پوری التحیات اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۹۸ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۱۷)

Marfat.com

اگر دو سلام پھیر دیئے تو کیا حکم ہے؟

سوال جو شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اور کسی رکن کے بھول جانے پر سجدۂ سہو کرتے وقت دونوں جانب سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے؟

جواب صرف ایک سلام پھیرے لیکن اگر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو کچھ حرج نہیں تب بھی سجدہ سہو کر لے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۸۶، بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۶۹۱ باب سجود السہو)

سجدۂ سہو کیا مگر سلام نہیں پھیرا

اگر کسی نے سجدہ سہو کرتے وقت داہنی طرف سلام نہیں پھیرا سامنے ہی سلام کہہ کر سجدہ سہو کر لیا جب بھی درست ہے۔ (مسائل سجدہ سہو ص ۴۸ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۵۴۶)

سجدۂ سہو میں اگر ایک سجدہ کیا؟

سوال امام کو نماز میں سہو ہوا بعد میں امام نے اصول کے مطابق سجدہ سہو کیا لیکن سہو کا ایک ہی سجدہ کیا التحیات درود شریف اور دعاء پڑھ کر سلام پھیر دیا کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب سجدہ سہو کے لیے دو سجدے واجب ہیں ایک سجدہ کافی نہیں ہے لہٰذا نماز قابلِ اعادہ ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۳۶، بحوالہ نور الایضاح ص ۱۱۰ و ہدایہ ج ۱ ص ۶)

تاخیرِ واجب سے سجدہ سہو

سوال تاخیرِ واجب میں سجدہ سہو کے اندر اختلاف ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب دراصل سجدۂ سہو ترکِ واجب سے ہی لازم آتا ہے مگر چونکہ تاخیرِ واجب میں بھی ترکِ واجب لازم آتا ہے اس لیے تاخیرِ واجب سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۷۵ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۱۸ باب سجود السہو)

متعدد غلطیوں پر کتنے سجدۂ سہو؟

کسی سے ایک ہی نماز میں متعدد ایسی غلطیاں ہوئی جن میں سے ہر ایک پر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو اس صورت میں ایک مرتبہ سجدۂ سہو کر لینا سب کی تلافی کے لئے کافی ہے۔

(مسائل سجدۂ سہو ص ۵۰)

Marfat.com

سجدہ میں رکوع کی تسبیح پڑھنا

سوال رکوع میں سہواً سجدہ کی تسبیح پڑھنا یا سجدہ کی رکوع میں پڑھنا اس سے نماز میں کچھ خرابی نہیں؟

جواب کچھ خرابی نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۸۵ بحوالہ رد المختار ج اص ۴۶۱)

اسی طرح سے رکوع کی تسبیح کے بجائے بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ تسبیح رکوع کی واجب نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۹۵)

البتہ مکروہ تنزیہی ہے یاد آ جائے تو پھر رکوع یا سجدہ کی تسبیح کہہ لے تاکہ سنت کے مطابق ہو جائے۔ (مسائل سجدہ سہو ص ۴۶)

سجدۂ سہو کے وجوب میں تمام نمازیں برابر ہیں

سوال حافظ صاحب تراویح میں دو رکعت کے بعد قعدہ کرنے کے بجائے کھڑے ہو گئے پھر لقمہ دینے سے بیٹھ گئے۔ مگر سجدۂ سہو نہیں کیا۔

دریافت کرنے پر حافظ صاحب نے کہا کہ چونکہ تراویح سنت ہے اس میں سجدہ سہو کرنے کی یا نماز دوہرانے کی ضرورت نہیں تو کیا نمازِ تراویح میں امام سے کوئی غلطی موجب سجدہ ہو جاتا ہے تو سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی؟ اگر سجدۂ سہو نہ کیا گیا تو نماز دوہرانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب امامِ تراویح کا یہ کہنا کہ چونکہ تراویح سنت ہے اس میں سجدہ سہو کرنے یا نماز دوہرانے کی ضرورت نہیں یہ صحیح نہیں ہے۔

نماز فرض ہو یا واجب سنت ہو یا نفل تمام نمازوں میں سجدۂ سہو کا حکم یکساں ہے البتہ نماز عید اور جمعہ میں جب کہ مجمع بہت زیادہ ہو اور سجدۂ سہو سے نمازیوں میں انتشار پیدا ہو جانے اور تشویش میں پڑھ کر نماز خراب کر لینے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں سجدۂ سہو معاف ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کسی جگہ تراویح میں بھی مجمع کثیر ہو اور سجدہ کرنے سے نمازیوں میں انتشار اور نماز میں فساد کا قوی اندیشہ ہو تو سجدۂ سہو ساقط ہو جائے گا اور نماز کے اعادہ کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۲، بحوالہ شامی ج اص ۷۰۵)

Marfat.com

کونسی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

غلط پڑھنے سے جو لفظ پیدا ہوا اس کے متعلق امام اعظمؒ اور امام محمدؒ یہ بحث نہیں کرتے کہ وہ لفظ قرآن پاک میں ہے یا نہیں ان کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ پڑھنے کے اندر کسی کلمہ میں زیادتی یا کمی کی وجہ سے بشرطیکہ معنی بالکل بدل جائیں نماز فاسد ہو جاتی ہے ورنہ نہیں جیسے فمالھم لا یؤمنون: میں لا چھوڑ دیا۔ یا وعمل صالحاً فلھم اجرھم کی جگہ وعمل صالحاً وکفراً فلھمط اجرھم پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اور جن حروف میں امتیاز مشکل سے ہوتا ہے وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی جیسے سین، صاد، اور ضاد، ظا اور ذال وغیرہ اور جن میں امتیاز آسان ہے وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں اور معنی بالکل بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسے صالحات کی طالحات پڑھا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر الفاظ کی تبدیلی سے معنی بالکل بدل جائیں تو نماز میں فساد یقینی ہے ورنہ نہیں جیسے علیم کی جگہ خبیر حفیظ وغیرہ پڑھا گیا تو نماز درست ہے۔ وعداً علینا انا کنا فٰعلین کی جگہ غافلین پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر دو جملوں کے الفاظ بدل جائیں اور معنی بھی بدل جائیں تو نماز فاسد ہے جیسے ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم۔ میں جحیم کی جگہ نعیم اور نعیم کی جحیم پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر معنی نہ بدلے جیسے لھم فیھا زفیر وشھیق۔ شھیق وزفیر پڑھا تو نماز درست ہے۔ (فضائل ایام والشہو دمؤلف خلیفہ مولانا تھانویؒ ص ۱۴۷ اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۳۲ و امداد المفتین ص ۲۸۵)

نماز پڑھتے وقت کسی لکھی ہوئی چیز پر نگاہ پڑ جانا

نماز پڑھنے والا کسی مکتوب کو دیکھ لے اور اس کو سمجھ لے تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ نماز پڑھنے والا کا فعل نہیں ہے بلکہ غیر اختیاری طور پر اس کی سمجھ میں آجاتا ہے اس لیے کہ عام طور سے اس پر نگاہ پڑ جاتی ہے اور دیکھنے والا اس کو سمجھ جاتا ہے۔

اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ نمازی کے سامنے ایسی چیز کو نہ رکھا جائے کیونکہ شہادت سے بچنا ضروری ہے اور صحیح مذہب کے بموجب نماز درست ہو جائے گی۔ بخلاف امام محمدؒ کے۔

(بحوالہ اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۳۷)

Marfat.com

اگر ایک سجدہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال حافظ صاحب نے ایک رکعت پڑھ کر ایک سجدہ کیا اور پھر تشہد پڑھنے کے لیے بیٹھ گئے دوسرے سجدہ کو کس طرح مقتدی یاد دلائیں اگر مقتدی کوئی اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہتا ہے۔ تو حافظ صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں؟

جواب یاد دلانے سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ سبحان اللہ وغیرہ کہہ کر امام کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ کچھ کمی بیشی نماز میں ہوگئی ہے اس پر وہ خود غور کر کے یاد کریگا کہ کیا فعل رہ گیا ہے

نہ یہ کہ بعینہ وہ فعل بتلایا جائے جو چھوٹ گیا ہے لہٰذا تنبیہ کے لیے سبحان اللہ کہنا کافی ہے۔ اگر اس کو یاد آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ نماز کے بعد معلوم ہونے پر نماز کا اعادہ کیا جائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۶۲)

حافظ کا ایک آیت کو کئی بار پڑھنا

سوال نمازِ تراویح میں جو کہ سنتِ مؤکدہ ہے کوئی حافظ ایک آیت کو تین چار مرتبہ پڑھے تو سجدۂ سہو ضروری ہے یا نہیں؟ کیونکہ اردو کے رسالے مفتاح الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ ایک آیت کو دو تین بار پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہے۔ صحیح کیا ہے؟

جواب ایک آیت کو بار بار پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا اور مفتاح الصلوٰۃ میں جو لکھا ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا شاید وہ اس موقع میں ہو کہ صرف ایک ہی آیت کو کئی بار پڑھا اور کچھ نہیں پڑھایا فقط سورۂ فاتحہ پڑھی اور سورت نہیں پڑھی تو واجب کے ترک ہونے کی وجہ سے اس صورت میں سجدۂ سہو لازم آتا ہے مگر تراویح میں ایسا نہیں ہوتا کہ اور کچھ نہ پڑھا ہو تراویح میں اکثر یہ پیش آتا ہے کہ اگلی آیت یاد نہ آنے کی وجہ سے ایک آیت کو بار بار پڑھا جاتا ہے اس میں سجدۂ سہو لازم ہونے کی کوئی وجہ سے نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۰۶)

متشابہ کا حکم

سوال حافظ صاحب نماز پڑھاتے پڑھاتے بھول جائیں یا متشابہ لگ جانے کی وجہ سے دوسری جگہ کی آیتیں پڑھنے لگیں پھر یاد آنے پر بھول جانے کی وجہ سے ابتداء سے قرأت شروع کردیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اور سجدۂ سہو واجب ہو گیا یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر غلطی سے سجدۂ سہو کرلیا تب بھی نماز ہوگئی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۹۳ بحوالہ ردالمختار ج۱ ص ۵۶۰ باب الاستخلاف)

تراویح کی پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہونا

سوال: امام نے تراویح کی پہلی رکعت کے بعد کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھنے کا ارادہ کیا، پیچھے سے اشارہ کیا گیا تو وہ سیدھے کھڑے ہوگئے دو رکعت پوری ہونے کے بعد سلام پھیرا سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز ہوئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو علم ہونے پر جماعت سے ادا کریں یا تنہا؟

جواب: اس صورت میں نماز ہوگئی لوٹانے کی ضرورت نہیں اور سجدۂ سہو لازم نہیں ہوا کیونکہ ایک رکعت کے بعد اگر کسی قدر بیٹھ کر کھڑا ہوجائے تو اسکو بھی فقہاء نے جائز لکھا ہے چہ جائیکہ محض بیٹھنے کا ارادہ کیا ہو اور پورے طور بیٹھا بھی نہ ہو کہ کھڑا ہوگیا تو اس صورت میں نہ سجدۂ سہو لازم ہے نہ نماز کے لوٹانے کی ضرورت ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۷۷ بحوالہ ردالمختار باب صفۃ الصلوٰۃ ج۱ ص ۴۳۸)

پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں کتنی دیر بیٹھنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے؟

سوال: اگر پہلی یا تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ کر کھڑا ہوجائے تو کتنے وقفہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا؟

جواب: طویل بیٹھنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے بقدر التحیات پڑھنے کے مانند یا اس کے قریب ہو باقی تھوڑے بیٹھنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۷۷ بحوالہ ردالمختار ج۱ ص ۴۳۸ باب صفۃ الصلوٰۃ)

اگر تین رکعت پڑھ لیں تو کیا حکم ہے؟

سوال: حافظ صاحب دوسری رکعت پر نہیں بیٹھے اور تین رکعت پر قعدہ کر کے سلام پھیر دیا تو اس صورت میں تراویح ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب: ایسی صورت میں نماز کا اعادہ ضروری ہے تین رکعت نفل کا اعتبار نہ ہوگا اور جو قرآن شریف پڑھا گیا ہے اس کا بھی لوٹانا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۴۲ بحوالہ شامی ج۱ ص ۶۵۲)

امداد الفتاویٰ کے حاشیہ پر استاذِ محترم نے اس مسئلہ کی تشریح فرمائی ہے کہ اگر دوسری رکعت پر قعدہ بھول کر کھڑا ہو گیا اور تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ کر کے سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو تینوں رکعتیں بے کار گئیں پہلا شفعہ بوجہ فاسد ہونے کے اور تینوں رکعتوں میں پڑھے ہوئے قرآن کا اعادہ ضروری ہوگا۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۸)

حافظ تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا

سوال اگر تراویح میں حافظ غلطی سے تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا اور تیسری رکعت میں یاد آنے کے بعد چوتھی رکعت بھی ادا کی تو یہ چار رکعتیں مانی جائیں گی یا دو؟ اگر دو مانی جائیں گی تو آخری دو رکعت میں جو قرآن شریف پڑھا گیا اس کو لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب چار رکعت پڑھنے کی صورت میں جو قرآن شریف آخر کی دو رکعتوں میں ہوا اسکو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۵۵ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۷)

اس کی تفصیل امداد الفتاویٰ کے حاشیہ پر استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ نے یہ فرمائی ہے کہ اگر دوسری رکعت پر بقدر تشہد قعدہ کر کے کھڑا ہوا ہے اور چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا ہے تو چاروں رکعتیں صحیح ہوں گی اور سب تراویح میں شمار کی جائیں گی اور سجدۂ سہو کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۸)

چار رکعت تراویح جس میں قعدۂ اولیٰ نہیں کیا

سوال امام نمازِ تراویح میں تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا اور چاروں رکعت پوری کر لیں لیکن دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا ایسی صورت میں سجدۂ سہو کرنے سے دو رکعت ہونگی یا چار؟

جواب درمختار اور شامی میں تراویح کے بیان میں اس کی تشریح ہے کہ ایسی صورت میں دو رکعت تراویح ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱ ص ۲۶۲ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۶۶۰ و ۶۶۱)

دوسری رکعت میں بھول کر کھڑا ہو گیا

سوال اگر تراویح کی دوسری رکعت کے بعد بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو گیا، بعد میں یاد آ جائے تو کیا کرے؟

جواب سجدہ سے پہلے پہلے اگر یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرلے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ص ۲۷۵ بحوالہ ردالمحتار باب سجود السہو ج ۱ص ۶۹۶)

اس مسئلہ کی تشریح امداد الفتاویٰ کے حاشیہ پر استاذ محترم مدظلہٗ نے اس طرح فرمائی ہے کہ اگر تراویح میں دوسری رکعت کے بعد قعدہ بھول کر کھڑا ہوجائے تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور باقاعدہ سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے۔ اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو چوتھی رکعت ملا کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیرلے لیکن یہ چار رکعت صرف دو شمار ہونگی اور پہلے شفعہ میں جو قرآن شریف پڑھا گیا اس کا اعادہ کرنا ہوگا کیونکہ پہلا شفعہ قعدہ اولیٰ ترک کرنیکی وجہ سے فاسد ہو گیا لہٰذا تراویح میں شمار نہیں ہوگا۔ اور اس میں پڑھے گئے قرآن شریف کا اعادہ ضروری ہوگا۔ اور چونکہ تحریمہ باقی ہے اس لیے دوسرا شفعہ صحیح ہو جائے گا۔ اور اس میں پڑھا ہوا قرآن بھی معتبر ہوگا۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ص ۴۹۷)

تراویح میں دو رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا اور چار رکعت پر قعدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال تراویح کے قعدہ میں بھول کر کھڑا ہو جائے تو (یعنی بغیر بیٹھے ہونے) اور چار رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کرے تو صرف دو ہونگی اور یہ دو رکعت تراویح میں گنی جائیں گی یا نہیں؟ کیا سنت و نوافل میں آخری قعدہ فرض ہے یا نہیں؟ اس صورت میں فرض ادا کرنے میں کیا صرف تاخیر ہو رہی ہے یا فرض فوت ہو رہا ہے اشکال دور فرمائیں؟

جواب نفل میں ہر دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا ضروری ہے لہٰذا نفل نماز میں دو رکعت پر قعدہ نہ کیا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ چار رکعت اور چار رکعت سے زیادہ چھ، آٹھ، دس، بارہ، چودہ، سولہ، اٹھارہ یا بیس رکعت پڑھی جائیں اور درمیان میں قعدہ نہ کیا جائے تو سجدہ سہو کر لینے پر دو رکعت تراویح ہونے کے بعض فقہاء قائل ہیں اور ان حضرات کے نزدیک قعدہ منتقل ہو کر آخر میں آجائے گا تو صرف فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہوگی جس کی تلافی سجدۂ سہو سے ہو جائے گی، تراویح سنتِ مؤکدہ با جماعت ادا کی جاتی ہے اس لیے اس کا درجہ فرض اور واجب کے قریب قریب ہے محض نفل نہیں ہے۔ اس لیے تراویح میں بعض فقہاء دو رکعت کی ادائیگی کے قائل ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ص ۴۲۱، بحوالہ شامی ج ۱ص ۶۵۲ باب الوتر النوافل)

Marfat.com

اگر چار رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال حافظ نے تراویح دو رکعت کے بجائے چار پڑھ دیں ایک ہی سلام سے حافظ صاحب تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو رہے تھے لقمہ دیا مگر نہیں لیا اور آخر میں سجدہ سہو بھی نہیں کیا اس صورت میں کتنی رکعت تراویح ادا ہوئیں اگر نہیں ہوئیں تو قرأت لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب تیسری رکعت کے کھڑے ہونے پر لقمہ دیا جا رہا تھا تو حافظ صاحب کو بیٹھ جانا چاہئے تھا مگر جب نہیں بیٹھے اور چار رکعتیں پوری کیں تو سجدہ سہو کر کے سلام پھیرنا چاہئے تھا اس صورت میں دو رکعت تراویح ہوئیں اور دو نفل مگر سجدہ سہو نہ کیا تو غلط کیا اس صورت میں دو رکعت تراویح ہوئیں مگر وہ بھی واجب الاعادہ ہیں۔ وقت کے اندر اندر لوٹا لینا چاہئے۔ وقت نکلنے کے بعد اس کی قضاء نہیں ہے۔ مگر ان چار رکعتوں میں جتنا قرآن پڑھا گیا ہے اس کا لوٹانا ضروری ہے اگر دو رکعت پر قعدہ کیا تو چار رکعت تراویح ادا ہو گئیں اور قرأت کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۲۰ ص ۴۱۴)

بغیر قعدہ کے چار رکعت کے بارے میں مولانا تھانویؒ کی رائے

سوال تراویح میں اگر دو رکعت کی جگہ امام چار رکعت پڑھ جائے اور درمیان میں قعدہ نہ کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اور اگر ہوگی تو دو رکعت ہونگی یا چار؟ اور اگر دو ہونگی تو اوّل کی دو یا آخر کی؟ اور کونسی رکعات کے قرآن شریف کے اعادہ کی ضرورت ہوگی؟

جواب عالمگیری جلد اوّل ص ۵۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ قعدہ نہ کرنے سے شفعہ اولیٰ بھی فاسد نہ ہوگا البتہ مجموعہ معتبر بھی نہ ہوگا بلکہ دونوں شفعہ ملکر بجائے ایک شفعہ کے سمجھے جائیں گے اور جب مجموعہ شفعہ معتبر نہ ہوگا تو ایک شفعہ اور پڑھا جائے گا۔

رہا یہ امر کہ کونسے شفعہ کا پڑھا ہوا قرآن معتبر ہوگا اور کونسے کا قابل اعادہ تو یہ اس پر موقوف ہے کہ یہ متعین ہو جائے کہ کونسا شفعہ تراویح ہے کہ اس میں پڑھا ہوا قرآن معتبر ہوا ہے اور کونسا نفل کہ اسمیں پڑھا ہوا قابل اعادہ ہو تو اسمیں مجھ کو تردد ہے دوسرے علماء سے تحقیق کر لی جائے میرے خیال میں اگر صرف اعادہ قرآن کے حق میں سہولت کیلئے دوسرے قول پر عمل کر لیں جو دو شفعوں کو معتبر کہتے ہیں تو گنجائش ہے۔ پس شفعہ تو ایک اور پڑھ لیں اور قرآن کا اعادہ نہ کرے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۸)

Marfat.com

اگر تراویح میں دوسری رکعت پر قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور باقاعدہ سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے۔ اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرلیا ہو تو چوتھی رکعت ملا کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے لیکن یہ چار رکعت صرف دو رکعت شمار ہونگی اور پہلے شفعہ میں جو قرآن پڑھا گیا ہے اس کا اعادہ کرنا ہوگا کیونکہ پہلا شفعہ قعدہ اخیرہ ترک کرنے کی وجہ سے فاسد ہو گیا۔ لہٰذا تراویح میں محسوب نہ ہوگا اور اس میں پڑھے گئے قرآن کا اعادہ ضروری ہوگا۔ البتہ تحریمہ چونکہ باقی ہے اس لیے دوسرا شفعہ صحیح ہو جائے گا اور اس میں پڑھا ہوا قرآن بھی معتبر ہوگا۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۷)

دوسری رکعت میں تشہد کے بعد کھڑے ہو کر بیٹھنا

سوال اگر دو رکعت میں بعد تشہد کے کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا تو پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ یا تشہد پڑھ کر سجدۂ سہو کرے اور پھر سلام پھیرے؟ ایک یہ کہ قیام تام کے فوراً بعد بیٹھے دوسرے کچھ پڑھ کر۔ تیسرے ختم سورۃ کے بعد ہر تین حالت کا ایک حکم ہے یا مختلف؟

جواب ہر تین حالت میں بیٹھ کر تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کر کے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۸۳، بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۷۰۰)

سورت شروع کی اس کو چھوڑ کر پھر دوسری پڑھی

سوال امام نے تراویح کے آخری دوگانہ کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل اعوذ کہہ کر فوراً تبت یدا کہا کہ ایک مقتدی نے بطور بتلانے کے قل اعوذ برب الفلق پوری پڑھ دی، امام نے دوسری رکعت بھی پوری کرلی مگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو اس صورت میں نماز صحیح ہوگی یا دوگانہ مذکورہ کا لوٹانا ضروری ہوگا اور یہ کہ سجدۂ سہو ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے جیسا کہ رد المختار ص ۵۱۰ ج ۱ پر تصریح موجود ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۷۵)

بعض حفاظ رکوع وسجود میں قرآن یاد کرتے ہیں

مسئلہ (۱) دریافت طلب مسئلہ ہے کہ بعض کچے حافظ تراویح کے دوران رکوع وسجود اور تشہد وغیرہ میں تسبیحات کی جگہ اپنے دل دل میں اگلی آیت پڑھتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

مسئلہ ② یا زبان سے بھی آہستہ آہستہ دوہراتے رہتے ہیں۔

مسئلہ ③ یا زبان سے تو نہیں دوہراتے۔ تسبیحات بھی پڑھتے ہیں مگر دل ودماغ اگلی آیت کے سوچنے کی طرف متوجہ رکھتے ہیں۔ ان تینوں صورتوں کا شرعی حکم مفصل ومدلل فرمائیں۔

جواب رکوع اور سجود کی حالت میں قرآن کریم پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ رکوع اور سجود میں قرأة کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ پھر اگر تشہد کے بجائے قرآن پڑھا جائے تو سجدۂ سہو کرنا لازم آئے گا کیونکہ تشہد پڑھنا واجب ہے اور اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز ناقص ہوگی اعادہ واجب رہے گا۔ (وقال فی البحر باب سجود السهو يجب سجود السهو بتركه ولو قليلاً في ظاهر الرواية فانه ذكر واحد منظوم فترك بعضه كترك كله شامي ج ١ ص ٣١٣)

چونکہ رکوع اور سجود کی تسبیحات سنت ہیں ان کے ترک سے نماز کراہت تنزیہ کیساتھ ادا ہوگی۔

مسئلہ ③ اس صورت میں اگرچہ نماز اداء ہو جائے گی لیکن ایسا کرنا بہتر نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

(حبیب الرحمٰن خیر آبادی عفا اللہ عنہ مفتی دار العلوم دیوبند ۶/۷/۱۴۰۶ھ)

لفظ ضاد کو کس طرح ادا کرنا چاہئے

سوال لفظ ضاد کو نماز میں کس طرح پڑھنا چاہئے؟

جواب ضاد کو اس کے مخرج سے پڑھنا چاہئے نہ نکل سکے تو جیسے بھی ادا ہو جائے نماز ہو جاتی ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۹۱ باب زلۃ القاری بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۵۹۱)

ضالین کو دالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال ضالین کو دالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب اگر ضاد کو بصور دال مفخم (دال پُر) پڑھنے سے نماز کے نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا تو تمام عرب قراء وعلماء اور ائمہ میں سے بھی کسی کی نماز نہ ہوگی اور نہ مقتدیوں کی نماز ہوگی کیونکہ وہ سب دالین پڑھتے ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ حکم لگانا غلط ہے اور حرج ہے البتہ عمدہ بہتر یہی ہے کہ مخرج سے ادا کرنے میں کوشش کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۹۲)

لفظ ضاد کے بارے میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ

د۔ ظ۔ ض۔ کے حرف جداگانہ اور مخارج الگ ہونے میں تو شک نہیں ہے اور اسمیں بھی شک نہیں ہے کہ قصداً کسی حرف کو دوسرے مخرج سے ادا کرنا سخت بے ادبی ہے اور بسا اوقات باعثِ فساد نماز ہے مگر جو لوگ معذور ہیں اور ان سے یہ لفظ مخرج سے ادا نہیں ہوتا وہ حتی الوسع کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان کی نماز بھی درست ہے۔

اور دالِ پُر ظاہر ہے کہ خود کوئی حرف نہیں ہے بلکہ ضاد ہی ہے اپنے مخرج سے پورے طور پر ادا نہیں ہوا تو جو شخص دال خالص یا ظاء خالص عمداً پڑھے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں مگر جو شخص دالِ پُر کی آواز میں پڑھتا ہے آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں جو شخص باوجود قدرت کے ضاد کو ضاد کے مخرج سے ادا نہ کرے وہ گنہگار بھی ہے اور اگر دوسرا لفظ بدلجانے سے معنٰی بدل گئے تو نماز بھی نہ ہوگی اور اگر کوشش و سعی کے باوجود ضاد اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا تو وہ معذور ہے اس کی نماز ہو جاتی ہے اور جو شخص صحیح پڑھنے پر قادر ہے تو ایسے معذور کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے مگر جو شخص قصداً خالص۔ د یا ظا۔ پڑھے تو اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۷۴، ۲۸۴)

لفظ ضاد کے بارے میں مفتی شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان کا فتویٰ

عوام کی نماز تو بلا کسی تفصیل و تنقیح کے بہرحال صحیح ہو جاتی ہے خواہ ظاء پڑھیں یا دال۔ یا زاء وغیرہ کیونکہ وہ قادر بھی نہیں اور سمجھتے بھی یہی ہیں کہ ہم نے اصلی حرف ادا کیا ہے۔ اور قراء مجودین اور علماء کی نماز میں تفصیل مذکور ہے کہ اگر غلطی قصداً یا بے پرواہی سے ہو تو نماز فاسد ہے اور سبقتِ لسانی یا عدم تمیز کی وجہ سے ہو تو جائز ہے۔ (جواہر الفقہ ج۱ ص ۳۳۸)

تنبیہ لیکن جواز اور عدم فساد سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ بے فکر ہو کر ہمیشہ غلط پڑھتے رہنا جائز ہو گیا اور پڑھنے والا گنہگار بھی نہ رہے گا بلکہ اپنی قدرت اور گنجائش کے موافق صحیح پڑھنے کی مشق کرنا اور کوشش کرتے رہنا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا اگرچہ نماز نہ فاسد ہو جیسا کہ عالمگیری مصری ج۱ ص ۷۴ باب چہارم میں تصریح موجود ہے۔

(احقر محمد شفیع الدیوبندی غفرلہٗ خادم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند۔ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ)

Marfat.com

سلام میں "علیکم" کی جگہ "علیتم" نکل جانے کا حکم

سوال اگر السلام علیکم کے بجائے علیتم نکل جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب نماز ہوگئی۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۵ بحوالہ رد المحتار ج ا ص ۴۱۸ باب صفۃ الصلوٰۃ)

نماز میں "سلام علیکم" کہنے کا حکم

سوال اگر امام السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بجائے صرف "سلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہے تو کیا حکم ہے؟

جواب یہ خلافِ سنت ہے اس سے نماز میں کراہت آئے گی۔ یہ اس وقت ہے جبکہ امام تلفظ ہی میں سلام علیکم کہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ الف لوگوں کے سننے میں نہیں آتا امام تو السلام علیکم کہتا ہے سلام سنتے ہیں تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۴۳۹)

سلام میں چہرہ کتنا گھمایا جائے؟

عن سعید ابن ابی وقاص قال کنت اریٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یسلم عن یمینہٖ وعن یسارہٖ حتیٰ اریٰ بیاض خدہٖ۔ (رواہ مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھا تھا کہ آپ سلام پھیرتے وقت دائیں اور بائیں جانب رُخ فرماتے تھے اور چہرہ مبارک کو داہنی جانب اور بائیں جانب اتنا پھیرتے تھے کہ ہم رخسارِ مبارک کی سفیدی دیکھ لیتے تھے۔ (معارف الحدیث ج ۳ ص ۳۱۰)

Marfat.com

آٹھواں باب

سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت کا ثبوت وفضائل

صحیحین (بخاری ومسلم) میں روایت آتی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور جب سجدہ اولیٰ سورت پڑھتے تو حضور سجدہ کرتے اور ہم بھی ساتھ ہی سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں بعض اشخاص کو پیشانی ٹیکنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابنِ آدم جب آیتِ سجدہ پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہٹ کر روتا اور کہتا ہے ہائے غضب! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا تو اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا اور میں نے حکم نہیں مانا تو میرے لئے جہنم ہے۔

اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن میں بعض خاص خاص مقامات ایسے ہیں جن کے پڑھنے پر سجدہ کرنے کا شرعی حکم ہے۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۷۴۴)

سجدۂ تلاوت فرض ہے یا واجب اور اسکی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے؟

سوال: سجدۂ تلاوت فرض ہے یا واجب اور کس طرح ادا کرنا چاہئے؟ یعنی سجدہ میں اور سجدہ کے شروع کرنے سے پہلے یا سجدہ کے بعد کیا کیا پڑھنا چاہئے اور جب کوئی شخص تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو اور آیتِ سجدہ پڑھے تو وہ دوزانو ہو کر سجدہ کرے یا کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے؟

جواب: سجدۂ تلاوت واجب ہے طریقہ اسکا یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جانے اور تین بار یا زیادہ سے زیادہ۔ (پانچ یا سات مرتبہ) سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جائے سجدہ ادا ہو جائے گا اگر بیٹھے ہوئے سجدہ میں گیا اور سجدہ کے بعد پھر بیٹھا رہا تب بھی کچھ حرج نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے اور سجدہ کے بعد کھڑا ہو جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۳۰)

Marfat.com

سجدۂ تلاوت کی نیت

مستحب یہ ہے کہ جب سجدۂ تلاوت کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو جائے اور پھر سجدہ کرے اور سجدہ کرنے کے بعد کھڑا ہو جائے۔ یا بیٹھے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جب سجدہ کا ارادہ کرے تو اس کی نیت دل سے کرے یا زبان سے کہہ لے کہ اللہ کے لیے سجدۂ تلاوت کرتا ہوں اللہ اکبر کہہ کر سجدہ ادا کر لے۔ (ترجمہ عالمگیر ہندیہ ج۱ص۲۱۷)

سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا طریقہ

حنفیہؒ کے نزدیک سجدۂ تلاوت کا طریقہ یا اس کی تعریف یہ ہے کہ انسان دو تکبیروں کے ساتھ ایک سجدہ کرلے ایک تکبیر تو پیشانی کو سجدہ کے لیے زمین پر رکھتے وقت۔ اور دوسری بار سجدہ سے اٹھتے ہوئے۔ سجدۂ تلاوت میں تشہد اور سلام نہیں ہے۔ یہ دونوں تکبیریں مسنون ہیں چنانچہ اگر بغیر تکبیر کہے پیشانی زمین پر رکھدی تو سجدہ ہو جائے گا۔ لیکن یہ مکروہ ہے۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج۱ص۷۵۳)

تراویح میں سجدۂ تلاوت کا اعلان کرنا کیسا ہے؟

سوال تراویح میں سجدۂ تلاوت کا اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں رکعت میں سجدہ ہے اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب خیر القرون میں عرب وعجم کے اندر کثیر التعداد جہلا اور نو مسلم ہونے کے باوجود سلفِ صالحین سے اعلان ثابت نہیں ہے حالانکہ وہ اسلامی اعمال کی تبلیغ میں نہایت چست اور عبادات کی درستگی کے بڑے حریص تھے اور فقہاء نے بھی اس طرح کے اعلان کی ہدایت نہیں کی ہے اگر ضرورت ہوتی تو ضرور تاکید فرماتے جیسا کہ مسافر امام کے لیے خصوصی طور پر تاکید فرمائی ہے کہ نمازیوں کو اپنے مسافر ہونے کی اطلاع دیدیے چاہے نماز سے پہلے یا بعد میں کہ میں مسافر ہوں۔ کیونکہ یہاں ضرورت ہے لیکن سجدۂ تلاوت میں عام طور پر ضرورت نہیں ہوتی اگر بلا ضرورت یہ طریقہ جاری رہا تو یہ قوی اندیشہ ہے کہ جس طرح بعض شہروں میں رواج ہے کہ نماز جمعہ کے وقت اعلان کیا جاتا ہے۔

الصلوٰۃ سنۃ قبل الجمعۃ یا یہ کہا جاتا ہے: انصتوا رحمکم اللہ اور یہ اعلان سنت

Marfat.com

یا فعل حسن سمجھا جاتا ہے اسی طرح سجدہ تلاوت کا یہ اعلان بھی ضروری اور بہت ممکن ہے سنت سمجھا جانے لگے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ مباح چیزوں کو ضروری سمجھنے سے دیگر خرابی کے علاوہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ مباح کو مسنون سمجھ لیا جائے اور غیر مسنون کو مسنون سمجھ لینا تحریفِ دین ہے۔ البتہ اگر مجمع کثیر ہو جیسا کہ بڑے شہروں میں ہوتا ہے کہ صفیں دور تک ہوتی ہیں اور کچھ صفیں بالائی منزل میں ہوتی ہے۔ اور مغالطہ کا قوی احتمال رہتا ہے کہ لوگوں کو سجدۂ تلاوت کا پتہ نہ چلے اور سجدہ کے بجائے رکوع کرنے لگیں تو ایسے موقع پر بموجب الضرورات تبیح المحذورات کے تحت اعلان کی اجازت دیجا سکتی ہے مگر ہر جگہ کا یہ حکم نہیں ہے

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۴۵)

اگر آیتِ سجدہ سورت کے ختم پر آئے

سوال تراویح میں اگر آیتِ سجدہ رکوع یا سورت کے ختم پر آئے تو کس طرح ادا کرنا چاہئے؟

جواب رکوع یا سورت کے ختم پر آیتِ سجدہ آئے تو اس کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ فوراً سجدۂ تلاوت کر کے اُٹھے اور پھر آگے سے چند آیتیں پڑھ کر رکوع کرے۔

دوسرے یہ کہ رکوع میں نیت سجدہ تلاوت کی کرنے سے سجدہ ادا ہو جاتا ہے مگر فوراً رکوع کرے۔

دوسری صورت مناسب نہیں ہے اس لئے کہ صرف امام کی نیت کافی نہیں ہے مقتدی کا سجدۂ تلاوت رہ جائے گا اور سلام کے بعد ادا کرنا ہوگا فوراً سجدہ منتقل کرنا چاہئے ختم سورت پر سجدہ ہو تو سجدۂ تلاوت سے اٹھ کر دوسری سورت کی دو تین آیتیں پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ اگر رکوع کے ختم پر سجدہ ہو تو سجدہ کے بعد دوسرے رکوع کا کچھ حصہ پڑھ کر نماز کے لیے رکوع کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۸۷ بحوالہ رد المختار ج ا ص ۷۲۳)

فتاویٰ محمودیہ میں لکھا ہے کہ:

اگر آیت سجدہ جو کہ سورت کے ختم پر ہے پڑھ کر سجدہ کیا تو اب سجدہ سے اٹھ کر فوراً رکوع نہ کیا جائے (اس خیال سے کہ سورت ختم ہوگئی) بلکہ تین آیت کی مقدار پڑھ کر رکوع کرنا چاہئے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۳۵۸)

Marfat.com

سجدۂ تلاوت سجدۂ نماز کے ساتھ ادا ہوگا یا نہیں؟

سوال: اگر حافظ نے تراویح میں سجدۂ تلاوت، سجدۂ نماز کے ساتھ ادا کیا یعنی تین سجدہ کیے تو نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب: نماز میں جس وقت آیت سجدہ کی تلاوت کرے اسی وقت سجدۂ تلاوت کر لینا چاہیے اور اگر مؤخر کیا اور نماز کے سجدوں کے ساتھ کیا تو سجدۂ سہو لازم ہے، سجدۂ سہو کے بعد نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قصداً سجدۂ تلاوت مؤخر کرنا درست نہیں ہے آیتِ سجدہ کے فوراً بعد یا زیادہ سے زیادہ دو آیت کے بعد سجدۂ تلاوت کر لینا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۷۵ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۷۲۲ باب سجدہ التلاوۃ)

اگر سجدۂ تلاوت کا کچھ حصہ پڑھے

سوال: آیت سجدہ کے آخری الفاظ نہیں پڑھے تو سجدۂ تلاوت واجب ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ کلمہ پڑھا جس میں سجدہ کا لفظ ہے تو سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۲۹ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۷۱۵، باب سجود التلاوۃ)

رکوع اور سجدہ میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرے تو کیسا ہے؟

سوال: حافظ صاحب نے تراویح میں سورۂ اعراف کی آیتِ سجدہ پڑھ کر رکوع کیا اور سجدۂ تلاوت نہیں کیا نماز کے بعد دریافت کرنے پر حافظ صاحب نے کہا کہ رکوع میں یا سجدہ میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی جائے تو سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: نماز میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آیت سجدہ پڑھ کر فوراً نماز کا رکوع کرے (جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہوا ہے) یا دو تین چھوٹی آیتیں پڑھ کر نماز کا رکوع کرے اور اس میں سجدہ تلاوت کی نیت کرے تو سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے اگر رکوع میں نیت نہیں کی تو نماز کے سجدہ میں سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا خواہ سجدہ کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو لیکن اگر امام نے رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کی اور مقتدیوں نے نہیں کی تو ان کا سجدہ ادا نہیں ہوگا۔

لہٰذا ایسی صورت میں امام کو چاہیے کہ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے نماز کے

Marfat.com

سجدہ میں سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۹۶ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۲۷۲ ص ۲۲۷)

صورتِ مذکورہ میں امام کے ساتھ مقتدیوں نے بھی رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی نیت کی ہوگی تو سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ اور اگر مقتدیوں نے نیت نہیں کی ہو اور امام نے کرلی ہو تو مقتدیوں کا سجدۂ تلاوت ادا نہ ہوگا اور اگر امام نے رکوع میں نیت نہیں کی تھی تو نماز کے سجدہ میں کوئی نیت کرے یا نہ کرے سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ (بشرطیکہ تین آیتوں سے کم پڑھا ہو)۔

ترتیب مسئلہ سے لوگ واقف نہیں ہوتے اس لیے بہتر یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت مستقل ادا کیا جائے اور نماز کے رکوع اور سجدہ میں ادا کر کے لوگوں کو تشویش میں نہ ڈالے۔

مسئلہ پر اگر عمل کرنا ہو تو نمازیوں کو پہلے مسئلہ سمجھا دے پھر عمل کرلے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۹۷)

اگر مقتدی امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت نہ کر سکے

سوال اگر مقتدی غلطی سے امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت نہ کرے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب نماز میں سجدۂ تلاوت واجب ہو وہ نماز کے بعد ادا نہیں ہوتا اور ساقط ہو جاتا ہے شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سجدہ ساقط ہوا اور نماز کے لوٹانے کی بھی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر جان بوجھ کر چھوڑا تو توبہ کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۵۲ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۲۷)

سجدۂ تلاوت ادا کیا پھر کسی وجہ سے نماز لوٹائی تو کیا حکم ہے؟

سوال حافظ صاحب نے آیتِ سجدہ پڑھ کر پھر سجدہ کیا اور پھر کسی وجہ سے نماز دوہرانے کی ضرورت پیش آئی پھر وہی آیت پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہئے یا پہلا ہی سجدہ کافی ہے؟

جواب پھر سجدہ کرلینا چاہئے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۲۸ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۲۵ باب سجود التلاوۃ)

آیت سجدہ پڑھ کر کتنی دیر میں سجدہ کرنا چاہئے؟

سوال نماز میں سجدۂ تلاوت پڑھ کر فوراً سجدۂ تلاوت نہیں کیا تین آیت کے بعد کیا۔ تو ادا ہوا

Marfat.com

یا نہیں؟ اور سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟ یا نماز لوٹانی ہوگی؟

جواب نماز میں آیتِ سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد سجدہ واجب ہے یا اگر تین آیت پڑھنے کے بعد کیا گیا تو قضاء شمار ہوگا اور تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

سجدہ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ جو سجدۂ تلاوت نماز میں واجب ہوا وہ سلام پھیرنے سے پہلے بلکہ سلام پھیرنے کے بعد جب تک کوئی حرکت منافی نماز نہ ہوگی سجدہ کر لینا چاہئے۔ اس کے بعد بجز توبہ واستغفار کے معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۹۴)

سجدۂ تلاوت سن کر بعض مقتدی سجدے میں اور بعض رکوع میں چلے گئے

سوال امام نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدۂ تلاوت کی جگہ رکوع کر دیا جو مقتدی امام کے قریب تھے وہ رکوع میں چلے گئے۔ اور جو امام سے دور تھے اور ان کو یہ معلوم تھا کہ یہاں سجدۂ تلاوت ہے وہ لوگ سجدے میں چلے گئے، جب امام نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تب ان کو پتہ چلا کہ امام رکوع میں تھا ان میں سے کچھ لوگ کھڑے ہو کر رکوع میں گئے اور پھر امام کے ساتھ سجدے میں شامل ہو گئے اور کچھ لوگ سجدے سے بیٹھ کر پھر امام کے ساتھ سجدے میں چلے گئے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ جو لوگ امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدے میں شامل ہو گئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب جو لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوئے انکی یہ رکعت جاتی رہی پھر جب وہ رکوع کر کے امام کیساتھ سجدے میں مل گئے تو انکی نماز صحیح ہوگئی۔ اور جو لوگ بغیر رکوع ادا کئے ہوئے سجدے میں ملے ان کی ایک رکعت فوت ہوگئی اگر وہ امام کے سلام کے بعد اپنی رکعت پوری کر لیتے تو نماز ہو جاتی۔ جب انھوں نے سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوتی۔

(کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۸۷)

نماز میں سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی لیکن سجدہ کرنا یاد نہیں رہا

سوال تراویح میں حافظ صاحب نے سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی تو سجدہ کس وقت کرنا چاہئے؟

Marfat.com

جواب بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے جس وقت آیت سجدہ پڑھے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر بعد میں یاد آیا اور اس وقت نہ کیا تو سجدہ سہو لازم ہے مگر تاخیر کی گنجائش اس وقت ہے جب نماز میں نہ ہوں میں فوراً ادا کرنا ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۴۲ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۳ ۷، ۷۵۱)

حافظ اگر آیتِ سجدہ بھول جائے

سوال حافظ صاحب آیتِ سجدہ بھول گئے مقتدی نے یا سامع نے لقمہ دیا اور حافظ صاحب نے آیت سجدہ پڑھی تو ایک سجدۂ تلاوت ہوگا یا دو؟

جواب امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا اور امام صاحب نے وہ آیت پڑھ کر سجدہ کیا تو یہ سجدہ کافی ہے اس صورت میں دو سجدے واجب نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۴۹)

فوت شدہ رکعت کی ادائیگی کے وقت آیتِ سجدہ امام سے سنے تو کیا حکم ہے؟

سوال حافظ صاحب اور مقتدی چار رکعت پر ترویحہ میں بیٹھے اس وقت میں فوت شدہ رکعت کی ادائیگی کے لیے کھڑا ہوا ابھی میری نماز ناتمام ہی تھی کہ امام صاحب نے تراویح شروع کی اور آیتِ سجدہ پڑھی میں نے بھی سنی تو مجھ پر سجدۂ تلاوت لازم ہے یا نہیں؟

جواب صورتِ مسئولہ میں سجدۂ تلاوت لازم ہوگیا ہاں اگر امام کے سجدہ کرنے سے پہلے یا سجدہ کرنیکے بعد اسی رکعت کے آخر میں امام کے پیچھے نیت باندھ لی اور نماز میں شامل ہوگئے تو امام کا سجدہ آپ کے لیے کافی ہے علیحدہ سجدہ کرنا نہیں ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۱ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۳)

آیت سجدہ سن کر بجائے سجدہ کے رکوع میں چلا جائے

سوال نماز تراویح میں حافظ صاحب نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں گئے مگر مقتدی رکوع سمجھ کر رکوع میں گیا تو اس کی نماز اور سجدہ ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب صورت مسئولہ میں مقتدی کو چاہئے کہ رکوع چھوڑ کر سجدہ میں چلا جائے۔ اگر رکوع کر

کے پھر سجدہ میں گیا تو نماز صحیح ہو جائے گا اور سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۲۴۴ بحوالہ شامی درمختار ج ا ص ۷۲۷)

نماز میں سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ وہی آیت پڑھ لے

سوال حافظ صاحب نے تراویح میں سجدہ تلاوت ادا کرنے کے بعد کھڑے ہو کر بجائے اگلی آیت کے وہی آیت سجدہ دوبارہ پڑھ لی۔ سجدۂ تلاوت کی اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب صورتِ مسئولہ میں پہلا سجدہ کافی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں اور سجدۂ سہو بھی نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۲۴۴ بحوالہ عالمگیری ج ا ص ۱۳۵)

سجدۂ تلاوت ادا کرنے کے بعد حافظ کو اگلی آیت یاد نہ رہی

سوال زید حافظ ہے زید نے نماز پڑھی درمیان میں آیت سجدۂ تلاوت آئی تو فوراً سجدہ تلاوت ادا کیا سجدہ کے بعد پھر کھڑا ہوا مگر اس کے آگے قرآن شریف یاد نہیں آیا زید نے سجدۂ تلاوت کرتے وقت رکوع بھی نہیں کیا لاعلمی یا بھول سے آیا زید سجدۂ تلاوت سے اٹھ کر رکوع کرے یا کیا کرے؟

جواب ایسی حالت میں کہ نماز میں آیتِ سجدہ کی تلاوت کی اور آگے کچھ نہیں پڑھتا ہے تو رکوع میں ہی نیتِ سجدہ کر لینے سے سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے اور اگر اس نے سجدۂ تلاوت کیا تو بہتر تو یہ ہے کہ اٹھ کر چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے اور اگر اٹھ کر کھڑے ہو کر فوراً رکوع میں چلا جائے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے نماز صحیح ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۲۶ بحوالہ رد المختار ج ا ص ۷۲۳ باب سجود التلاوۃ)

سجدۂ تلاوت کے بعد سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھے تو کیا حکم ہے؟

سوال تراویح میں سجدۂ تلاوت ادا کرنے کے بعد بجائے اگلی آیت پڑھنے کے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس کو شروع کرے تو سجدہ سہو ہے یا نہیں؟ سورۂ فاتحہ کی تکرار ہوئی ہے۔

جواب سورت شروع کرنے سے پہلے اگر سورۂ فاتحہ کو مکرر پڑھ لے تب تو سجدہ سہو ہو گا کیونکہ فاتحہ کے بعد بلا تاخیر سورت شروع کرنا واجب تھا اس میں تاخیر ہو گئی اور واجب کی تاخیر سے سجدہ سہو لازم آتا ہے لیکن صورتِ مسئولہ میں جب سورۂ فاتحہ کے بعد قرأت شروع کر چکا تھا تو سورت

Marfat.com

یعنی قرأت شروع کرنے میں تو تاخیر نہیں ہوئی۔ فاتحہ کے بعد فوراً بعد شروع کردی اب اگلا فرض رکوع کا ہے اس کی ادائیگی قرأت کے بعد ہونی چاہئے مگر قرأت کی کوئی حد متعین نہیں جتنی چاہے قرأت کرے اور جس سورت کی چاہے قرأت کرے رکوع سے پہلے اس کو مختصر اور طویل قرأت کرنے کا اختیار ہے اس میں طویل و تاخیر سے سجدہ سہو کرنا لازم نہیں آئے گا۔ لہٰذا اس سورت میں سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۴۸ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۴۲۹ و عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۶)

دو رکعت پوری کر کے دوسری رکعت میں وہی آیتِ سجدہ پڑھ دی

سوال: تراویح میں حافظ صاحب نے دو رکعت کی نیت باندھی پہلی یا دوسری رکعت میں سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا اور دو رکعت پوری کیں پھر دوسری رکعت کی نیت باندھی اور سہواً وہی سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی لیکن سجدہ نہیں کیا نماز کے بعد معلوم کرنے پر حافظ صاحب نے فرمایا پہلی نماز کا سجدۂ تلاوت دوسری نماز کے لیے کافی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: اس صورت میں دوسرا سجدہ کرنا ہوگا تکبیر تحریمہ کہہ کر دوسری نماز شروع کرنے سے حکماً مجلس بدل جاتی ہے۔ نیز مراقی الفلاح میں ہے کہ نماز میں سجدۂ تلاوت کی آیت تلاوت کر کے سجدہ کیا پھر وہ وہی آیت سلام پھیرنے کے بعد دوبارہ پڑھی تو ظاہر روایت کے مطابق دوسرا سجدہ کرے نماز میں جو سجدہ کیا تھا وہ حکماً بھی باقی نہ رہا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۴۲۸ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۲۸۶)

تراویح میں سجدۂ تلاوت بھول جائے

کسی شخص نے ایک رکعت میں آیتِ سجدہ پڑھی مگر اس میں سجدہ کرنا بھول گیا تو دوسری رکعت میں جب یاد آئے سجدہ تلاوت ادا کرلے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ نماز میں اگر کوئی شخص آیتِ سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے اگر چھوٹی تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بعد سجدۂ تلاوت کیا تو سجدہ تلاوت کر کے سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اگر تین آیتوں سے کم پڑھ کر ہی سجدہ تلاوت کرلیا ہے تو پھر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

(مسائل سجدۂ سہو ص ۵۴ و در مختار بر حاشیہ شامی ج ۱ ص ۷۲۱)

سجدۂ تلاوت ایک کرنیکے بجائے دو سجدے کرلئے

سوال: تراویح میں حافظ صاحب نے آیت سجدہ تلاوت کر کے بجائے ایک سجدہ کے دو

سجدے کئے کیا اس صورت میں دو سجدے کرنے سے قیام میں تاخیر ہونے کی بناء پر سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

اگر لازم ہوتا ہو اور سجدہ سہو نہیں کیا تو کیا دو رکعت واجب الاعادہ ہیں، جماعت کے ساتھ لوٹائیں یا فرداً فرداً پڑھ لیں؟

جواب نماز تراویح میں ایک سجدۂ زائد ہونے کی وجہ سے تاخیر لازم آئی سجدۂ سہو کر لینا تھا نہیں کیا گیا اس لئے وقت کے اندر اندر اعادہ ہے لوگ موجود ہوں تو جماعت سے ورنہ تنہا تنہا پڑھ لیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۸)

سورۂ حج کا آخری سجدہ اور اس کا حکم

سوال سورۂ حج کا آخری سجدہ (پارہ ۱۸) امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے شافعیؒ امام کی اقتداء میں حنفی مقتدی یہ سجدہ ادا کرے یا نہیں؟ اور جب امام حنفیؒ ہو اور مقتدی شافعیؒ تو مقتدیوں کا یہ سجدہ کیسے ادا ہوگا؟

جواب شامی میں ہے کہ متابعت امام شافعی المذہب کیوجہ سے مقتدی حنفی بھی سورۂ حج کا آخری سجدہ ادا کرلے اور جب کہ امام حنفیؒ ہو تو یہ سجدہ نہ کرے اور مقتدیوں کے ذمہ بھی موافق قواعدِ حنفیہ یہ سجدہ ساقط ہے لیکن اگر شوافع کے نزدیک نماز کے سجدہ کو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہو تو وہ کر سکتے ہیں۔

حنفیہؒ کے نزدیک تو جو سجدہ نماز میں لازم ہو اور اس کو اس وقت نہ کیا جائے تو وہ ادا نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۲۳ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۲۱ باب سجود التلاوۃ)

سورۂ صٓ میں سجدۂ تلاوت کی آیت کونسی ہے؟

سوال (سورۂ صٓ پارہ ۲۳) میں سجدۂ تلاوۃ اناب پر ہے یا حسن مآب پر؟

جواب محقق قول کی بناء پر اولیٰ یہ ہے کہ حسن مآب پر سجدۂ تلاوت کیا جائے۔ اناب پر سجدہ کرنا خلافِ احتیاط ہے اگر اناب۔ پر سجدہ کر لیا تو خلافِ احتیاط ہوا لیکن اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۲، ۴۱۹ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۷۱۶)

Marfat.com

نواں باب

تہجد و شبینہ کے بیان میں

نمازِ تہجد کی جماعت کا حکم

سوال ماہِ رمضان المبارک میں حنفی المذہب ہوتے ہوئے تہجد کی نماز جو لوگ جماعت کے ساتھ اہتمام سے ادا کرتے ہیں اور اس کو بڑی فضیلت سمجھتے ہیں اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

جواب تہجد کی نماز رمضان اور غیر رمضان میں با جماعت پڑھنے کا اہتمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں ہے ماہِ مبارک میں آپ کا معمول اعتکاف کا تھا لیکن آپؐ نے صحابہؓ کیساتھ تہجد با جماعت پڑھی ہو یہ ثابت نہیں ہے اس لیے فقہاءؒ لکھتے ہیں کہ تہجد وغیرہ نفل نماز با جماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ بغیر بلائے ایک دو مقتدی کے ساتھ مکروہ نہیں ہے یہ حدیث سے ثابت ہے اس سے زیادہ کا ثبوت وارد نہیں۔ لہٰذا فقہاء لکھتے ہیں کہ امام کے ساتھ تین مقتدی ہونے میں اختلاف ہے اور چار مقتدی ہوں تو بالا جماع مکروہ ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۲۳ بحوالہ درمختار مع شامی ج ۱ ص ۶۶۴)

جماعتِ تہجد اور شاہ صاحبؒ کی رائے

انوار الباری شرح صحیح البخاری میں علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ کے شاگرد رشید مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری دامت فیوضہم تحریر فرماتے ہیں:

فقہاء نے لکھا ہے کہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے بجز رمضان کے اور اس سے مراد سنن تراویح ہے حضرت شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ فقہاء کی اس عبارت سے جس نے مطلق نوافل رمضان سمجھا غلطی کی لہٰذا تہجد کی جماعت تین سے زیادہ کی رمضان میں مکروہ ہوگی۔

(انوار الباری ج ۱ ص ۱۹۱۷ حاشیہ)

Marfat.com

مبسوط سرخسی میں لکھا ہے کہ:

اگر نوافل با جماعت مستحب ہوتی تو تمام قائم اللیل تہجد گذار مجتہدین کا اس پر عمل ہوتا۔

وہ نماز جو تنہا اور با جماعت دونوں طریقہ سے ادا کرنا جائز ہے اس کو با جماعت ادا کرنا افضل ہے حالانکہ نوافل تہجد وغیرہ با جماعت ادا کرنا نہ تو آنحضرتؐ کے مبارک زمانہ میں منقول ہے۔ اور نہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نہ تابعین وغیرہم کے زمانہ میں لہٰذا یہ قول کہ تراویح کی طرح تہجد وغیرہ دوسرے نوافل رمضان المبارک میں بلا کراہت جائز ہے یہ قول تمام فقہاء کے خلاف ہے اور باطل ہے۔

(مبسوط سرخسی کتاب التراویح فی بحث رکعات التراویح ج ۲ ص ۱۴۴ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۲۴)

سوال نمازِ تہجد با جماعت رمضان شریف میں پڑھنا اور اس میں قرآن شریف سننا چاہیے یا نہیں؟

جواب نمازِ تہجد جماعت کیساتھ پڑھنا بتداعی (دو سے زیادہ افراد کیساتھ) مکروہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رمضان کی تین راتوں میں با جماعت نماز پڑھی ہے وہ تراویح کی نماز تھی۔

علامہ شامی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے اپنے رسالہ تراویح میں تحقیق فرمائی ہے کہ دونوں نمازیں جداگانہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد ہمیشہ تنہا پڑھتے تھے کبھی بھی بتداعی جماعت نہیں فرمائی (جماعت کیلئے نہیں بلایا) اور یہ کہ تہجد کی نماز میں جماعت نہیں ہے اور یہی اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور علماء وفقہاء حنفیہ نے یہی تحقیق فرمائی ہے

ماہِ رمضان المبارک میں تداعی کے ساتھ جماعتِ وتر اور تراویح جائز ہے اور مشروع ومسنون ہے باقی نوافل سوائے تراویح کے رمضان شریف میں بھی تداعی کے ساتھ مکروہ ہیں اور تداعی کے معنیٰ صاحب درمختار نے یہ بیان فرمائے ہیں۔

یعنی چار مقتدی ایک امام کے پیچھے نماز ادا کریں۔ (جماعت تہجد) بغیر تداعی کے جائز ہے اور تداعی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۲۱، ۲۲۳ بحوالہ ردالمختار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳)

Marfat.com

رمضان میں تہجد میں دو چار آدمی مل جائیں تو؟

سوال اگر کوئی شخص رمضان میں تہجد شروع کرے اور اس کے ساتھ صرف دو چار آدمی آ کر اقتداء کریں تو کیا حکم ہے؟

جواب ایک یا دو کی اقتداء بلا کراہت جائز ہے اور تین میں اختلاف ہے اور اس سے زائد مکروہ ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ص ۲۲۳)

تہجد با جماعت کا حکم

سوال نمازِ تہجد با جماعت پڑھے یا تنہا۔ بحوالۂ کتب جواب تحریر فرمائیں۔

جواب اگر کبھی کبھار دو یا تین آدمی جو بغیر بلائے اور بلا کسی اہتمام کے جمع ہوں وہ جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں ہے۔ امام کے سوا دو آدمی ہوں تو بلا اتفاق مکروہ نہیں تین ہوں تو اختلاف ہے۔ چار ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۱۷۷)

جماعتِ نوافل اور اکابر علماء دیوبند

اس سلسلہ میں سید الفقہاء رئیس المحدثین فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کا فتویٰ، فتاویٰ رشیدیہ کے اندر اس طرح ہے:۔

نوافل کی جماعت تہجد ہو یا غیر تہجد سوائے تراویح و کسوف و استسقاء کے اگر چار مقتدی ہوں تو حنفیہؒ کے نزدیک مکروہِ تحریمی ہے خواہ خود جمع ہوں یا بطلب آ دیں اور تین میں اختلاف ہے اور دو میں کراہت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۹۹)

حضرت تھانویؒ قدس سرہ نے امداد الفتاویٰ کے اندر فرمایا ہے کہ:

اگر مقتدی ایک یا دو ہوں تو کراہت نہیں ہے اور اگر چار ہوں تو مکروہ ہے اور اگر تین ہوں تو اختلاف ہے۔ ۱۲ (امداد الفتاویٰ ج ا ص ۳۷۷)

حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو لوگ فقہاء کے بعض اقوال سے یہ سمجھتے ہیں کہ کراہت کا حکم غیر رمضان المبارک میں ہے اور رمضان میں جائز ہے ان پر تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ فی غیر شھر رمضان کی قید سے صرف نوافل تراویح کو نکالنا مقصود ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ا ص

Marfat.com

۳۷۸) لہٰذا معلوم ہوا کہ نوافل کی جماعت رمضان اور غیر رمضان سب میں مکروہ ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ کو رمضان المبارک میں قرآن نفلوں میں سننے کا بڑا شغف تھا جب لوگوں نے جماعت میں شرکت کی خواہش ظاہر کی تو اس کی اجازت نہیں دی اور گھر کا دروازہ بند کر کے اندر حافظ کفایت اللہ کی اقتداء میں قرآن مجید سنتے تھے، پھر جب لوگوں کا اصرار بڑھا تو یہ معمول بنالیا کہ فرض نماز کے بعد مسجد سے باہر تشریف لے آئے تھے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد تراویح میں پوری رات قرآن مجید سنتے تھے۔ جس میں چالیس پچاس آدمی شرکت کرتے تھے اور گھر میں جماعت ہوتی تھی لیکن نفلوں کی جماعت کو گوارہ نہیں فرمایا۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کی بھی یہی رائے ہے انوار الباری ج ۲ ص ۸۸ میں پوری تفصیل کے ساتھ بحث موجود ہے۔

حضرت شیخ المشائخ مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہٗ حافظِ قرآن تھے اور تہجد میں قرآن مجید تلاوت فرماتے تھے اور دو حافظ حضرت کے پیچھے قرآن کریم سنا کرتے تھے حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب قدس سرہ کا بیان ہے کہ ایک رات میں بھی مقتدی بن گیا تو حضرت نے نماز کے بعد میرا کان پکڑ کر الگ کر دیا۔ ۱۲ (انوار الباری ج ۲ ص ۸۷)

مولانا مدنیؒ نے اکابرِ دیوبند کے خلاف عمل کیوں اپنایا؟

حضرت شیخ العرب والعجم مرجع الخلائق حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہٗ العزیز کا تہجد با جماعت کا معمول سب اکابرِ علماء دیوبند سے الگ تھا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مدنی قدس سرہٗ اپنے وقت کے بلند پایہ عالم اور تقویٰ و تصوف کے اندر بڑا مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے فقہاء اور اکابر دیوبند کے خلاف عمل کیوں اپنایا؟

اس کے جواب میں ہم کو دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں:

(۱) جن خوش نصیب بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم میں پورا عبور عطا فرمایا ہے ان کو بعض مسائلِ جزئیہ کے اندر انفرادی رائے قائم کرنے کا حق ہوتا ہے لیکن وہ عمل دوسروں کے لیے قابلِ رجح نہیں ہوتا صرف انہیں تک محدود رہتا ہے جیسا کہ حضرت علامہ جمال الدین ابن ہمام کے تفردات کے سلسلہ میں مشہور ہے کہ ان کے شاگردِ خاص علامہ قاسم بن قطلو بغاء نے فرمایا کہ ہمارے استاذ کے وہ تفردات جو اجماعِ امت کے

خلاف ہیں وہ قابل عمل نہیں ہیں۔

چنانچہ بعض حضرات کے عرض کرنے پر کہ آپ کے اس عمل (جماعت تہجد) کو لوگ سند بنائینگے تو اس پر حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "میں خود تو کرتا ہوں دوسروں کو تو نہیں کہتا"۔

(انوار الباری شرح بخاری)

۲) ایک ہوتا ہے بابِ احکام اور ایک ہوتا ہے بابِ تربیت اور باب تربیت میں ایسی باتوں کی گنجائش ہوتی ہے۔ جو بظاہر بابِ احکام کے خلاف ہوں تو ہمارا حسنِ ظن بھی مولانا مدنی قدس سرہٗ کے سلسلہ میں یہی ہے کہ آپ سالکین کو تہجد کا عادی بنانے کے لیے بطورِ تربیت تہجد کی نماز جماعت سے ادا فرمایا کرتے ہوں گے۔ اور یہ عمل کسی دوسرے کے لیے باعثِ حجت نہیں ہوسکتا۔ بہر حال مسئلہ اپنی جگہ پر ہے کہ ایک مقتدی ہو تو جائز ہے اور دو میں بھی جواز ہے اور اگر تین مقتدی ہوں تو اس میں بعض فقہاء کا خیال عدمِ کراہت کا ہے اور بعض کا خیال کراہت کا ہے۔

(شامی مطبع ماجدیہ پاکستانی ج۱ص۵۲۴)

اور اگر مقتدی چار تک ہو جائیں تو بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۲۱۱)

تہجد میں اگر کچھ لوگ امام کی اقتداء کرلیں تو کراہت کا ذمہ دار کون ہے؟

سوال: امام صاحب حافظِ قرآن ہیں۔ اعتکاف میں بیٹھتے ہیں اس وقت تہجد میں تین سپارے پڑھتے ہیں اور دوسرے دو معتکف مقتدی ہوتے ہیں مگر کبھی کبھی دوسرے اور لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں تو کوئی حرج نہیں؟ اگر ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہیں؟

جواب: اگر امام صاحب کی صراحۃً یا کنایۃً یا اشارۃً اجازت کے بغیر لوگ شریک ہو گئے تو کراہت کے وہ ذمہ دار ہیں لیکن امام صاحب کو چاہئے کہ مسئلہ بتلا کر شریک ہونے سے روک دیں ورنہ امام صاحب کراہت کی ذمہ داری سے سبکدوش نہ ہوں گے۔

شامی میں ہے کہ نفل پڑھنے والے کی ایک دو آدمیوں نے اقتداء کی پھر دوسرے لوگ شریک ہو گئے تو علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کراہت کے ذمہ دار پیچھے آنے والے ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۴ص۳۲۵ بحوالہ شامی ج۱ص۶۶۴)

شبینہ یعنی ایک رات میں قرآن ختم کرنا کیسا ہے؟

سوال شبینہ کی ترکیب کیا ہے یعنی قرآنِ پاک ایک رات میں ختم کیا جائے یا تین راتوں میں اور کتنی رکعتوں میں ختم کیا جائے بیس رکعتوں میں یا اس سے زائد رکعتوں میں؟

جواب اس زمانہ میں شبینہ مروّجہ کراہت اور مفاسد سے خالی نہیں ہے ایک خرابی یہ ہے کہ نفل باجماعت میں پڑھا جاتا ہے حالانکہ باجماعت نفل ہیں اگر دو تین مقتدیوں سے زائد ہوں تو مکروہ تحریمی ہے البتہ تراویح میں درست ہے بشرطیکہ قرآن صاف اور صحت کے ساتھ پڑھا جائے اور شہرت مقصود نہ ہو اور مقتدی سست نہ ہوں اگر کچھ لوگ بیٹھے رہیں اور باتیں کرتے رہیں اور کھانے پینے کے انتظام میں لگے رہیں اور نتیجۃً ان کی تراویح فوت ہو جائے تو جائز نہیں۔

اس زمانہ میں ایسے حفاظ کہاں کہ پورا قرآن صاف اور صحت کے ساتھ ایک رات میں ختم کریں یعلمون تعلمون کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہ آئے گا اس قسم کے حفاظ کا تین روز سے کم میں قرآن ختم کرنا کراہت سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۴ص ۳۸۷)

شبینہ جائز ہے یا نہیں

سوال ایک روز میں چند حفاظ کا قرآن شریف شبینہ میں ختم کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب قرآن شریف کو ایسی جلدی پڑھنا کہ حروف سمجھ میں نہ آئیں اور مخارج سے ادا نہ ہوں ناجائز ہے پس اگر شبینہ میں ایسی جلدی ہوگی تو وہ بھی ناجائز ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج۴ص ۲۵۶ بحوالہ درالمختار ج۱ص ۶۶۳)

افضل یہ ہے کہ ایک یا دو (حافظ) ملکر تراویح پڑھائیں اگر جید اور باہمت حافظ نہ ہوں تو متعدد حفاظ تراویح پڑھائیں تو یہ بھی درست ہے تراویح ہو جائیگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۴ص ۳۸۹)

سوال اگر شبینہ میں ختمِ قرآن شریف نفلوں میں جماعت کے ساتھ کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب اگر شبینہ یعنی ختم قرآن نفل جماعت کے ساتھ ہو تو یہ مکروہ ہے یعنی ناجائز ہے کیونکہ نفل کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جو قریب حرام کے ہے پس اس کو ناجائز کہنا صحیح ہو گیا اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی ہوں اور تین میں اختلاف ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج۴ص ۲۸۴ بحوالہ ردمختار ج۱ص ۶۶۳)

Marfat.com

شبینہ کا قاعدۂ کلیہ

سوال شبینہ میں ایک حافظ ختم کریں یا چند مل کر ختم کریں؟

جواب اگر شبینہ میں قرآن صاف پڑھا جائے اور حافظ کوریا مقصود نہ ہو کہ فلاں نے اس قدر پڑھا اور فلاں نے اس قدر پڑھا اور جماعت کسل مند نہ ہو اور حاجت سے زیادہ روشنی میں تکلف نہ کریں اور مقصود حصولِ ثواب ہو تو جائز ہے۔

اور اگر قرأت اتنی جلدی کریں کہ حروف تک سمجھ میں نہ آئیں، نہ زیر کی خبر نہ زبر کی، نہ غلطی کا خیال نہ متشابہ کا اور فقط ریاکاری مقصود ہو اور جماعت بھی منتشر ہو یا حاجت سے زیادہ روشنی ہو یا تراویح پڑھ کر نفل کی جماعت پڑھیں تو یہ بیشک مکروہ ہے۔

لقوله تعالیٰ:۔ ورتل القرأن ترتیلاً

ولقوله:۔ و اذا قاموا الی الصلوٰة قاموا کسالیٰ یراء ون الناس

ولقوله: ان اللّٰہ لا یحب المسرفین

ولقول الفقهاء: ان جماعة النوافل مکروهه۔

شبینہ تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے: (۱) ترتیل نہ چھوٹے (۲) تراویح میں پڑھیں (۳) جماعت کے وقت تخلف نہ کریں۔ (امداد الفتاویٰ ج ا ص ۲۸۷-۲۸۹)

شبینہ کے سلسلے میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ

قرآن شریف کا ایک رات میں ختم کرنا بصورت تصحیح الفاظ وغیرہ جائز ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک رات میں ختم کرنا ثابت ہے اور اگر قرآن ترتیل کے ساتھ نہ پڑھا مگر الفاظ صحیح پڑھے گئے تو اس طرح پڑھنے میں ثواب کم ہوگا اور اگر شہرت کی نیت سے پڑھے تو ریا تو فرائض میں بھی ممنوع ہے۔ تراویح پر کیا موقوف ہے اور اگر مقتدیوں کو اس طرح پڑھنا دشوار ہو تو نہ پڑھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۰۴)

نفل کی جماعت تہجد ہو یا غیر تہجد سوائے تراویح کے اور کسوف و استسقاء (گہن اور بارش کی دعاء) کے اگر چار مقتدی ہوں تو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے خواہ (افراد) پہلے سے جمع ہوں یا انہیں بلایا گیا ہو اور تین میں اختلاف ہے اور دو میں کراہت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۹۹)

Marfat.com

دسواں باب

ختم کے دن مختلف رواج کے بیان میں

کونسی تاریخ میں ختم کریں

صحیح مذہب کے بموجب ماہِ رمضان میں ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے نیز ستائیسویں شب میں ختم کرنا مستحب ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نورالایضاح ص ۱۱۶)

ستائیسویں شب میں ختم کرنا افضل و مستحب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۳۵۵)

ختم کے دن تین مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال بعض حفاظ ختم کے دن سورۂ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھتے ہیں کیا یہ جائز ہے اگر نہیں ہے تو کراہت کی کیا وجہ ہے تکرارِ سورت یا رواج؟

جواب تین مرتبہ قل ھو اللہ کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے مگر اس کو لازم سمجھنا مکروہ ہے اس پر التزام نہ ہونا چاہئے یہ التزام و اصرار جو لوگوں نے اختیار کرلیا ہے یہ بھی کراہت کی مستقل دلیل ہے کہ عوام نے اسکو لازمِ ختم سمجھ لیا ہے جیسا کہ طرز سے ظاہر ہے لہٰذا مکروہ ہے۔ نہ یہ کہ اعادۂ سورت فی نفسہٖ مکروہ ہے۔ اعادۂ سورت خواہ فی نفسہٖ جائز ہو یا مکروہ لیکن یہ رسم قابلِ ترک ہے۔

(فتاوی دار العلوم ج ۴ ص ۲۹۰، ۲۹۱ و حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۹۲)

سورۂ اخلاص کے بارے میں مولانا تھانوی کا فتویٰ

سوال قل ھو اللہ کا تین مرتبہ آخری تراویح میں پڑھنا کیسا ہے؟ کراہت کی کیا وجہ ہے یعنی مکرر پڑھنے کی وجہ سے کراہت ہے یا رواج کی وجہ سے؟

جواب عالمگیری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تکرارِ سورت اور تکرارِ آیت ایک حکم میں

Marfat.com

ہیں۔اور نوافل میں آیت کو مکرر پڑھنے میں کراہت نہیں ہے۔الذی یصلی وحدہ سے مقید کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ نوافل میں سورت کو مکرر پڑھنے سے کراہت نہ ہونے میں بھی وہی نوافل مراد ہیں جو تنہا پڑھے جائیں اور نمازِ تراویح جو فرائض کی طرح جماعت سے پڑھی جاتی ہے وہ فرض کے حکم میں ہے لہٰذا فرض کی طرح تراویح میں بھی سورت کی تکرار مکروہ ہوگی۔علاوہ بریں یہ التزام واصرار جو لوگوں نے اختیار کرلیا ہے یہ بھی کراہت کی مستقل دلیل ہے پہلی دلیل کا مقتضی کراہت تنزیہی ہے اور دوسری کا کراہتِ تحریمی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۳)

بعض سورتوں کے بعد غیر قرآنی الفاظ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال نمازِ تراویح میں حافظ صاحب بعض سورتوں کے اختتام پر نماز ہی میں بعض الفاظ غیر قرآنی عربی میں پڑھتے ہیں مثلاً سورۂ مرسلات کی آخری آیت فبای حدیث بعدہ یؤمنون کے بعد امنا باللّٰہ کہتے ہیں اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب حنفیہ اس قسم کی دعاؤں کو نماز میں پڑھنے کو منع فرماتے ہیں لیکن اگر نوافل میں ایسا کیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۷۸ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۰۹ باب صفۃ الصلوٰۃ)

ختم پر دوسری آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے؟

سوال رمضان شریف میں ختم قرآن میں حافظ صاحب انیس رکعتوں میں قرآن پاک ختم کرتے ہیں اور بیسویں رکعت میں الٓمٓ سے مفلحون تک پڑھ کر اسی رکعت میں آیات پڑھتے ہیں، ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین۔اور دعواھم فیھا سبحانك اللّٰھم وتحیتھم فیھا سلم الخ پڑھ کر رکوع کرتے ہیں یہ جائز ہے یا بدعت؟

جواب یہ تو بعض روایات میں آیا ہے کہ ختم قرآن کے بعد الٓمٓ سے شروع کرکے چند آیات مثلاً مفلحون تک پڑھ دیا جائے اور فقہاء نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور یہ مستحب ہے اور اس کے علاوہ دیگر آیات کا اس وقت پڑھنا منقول نہیں ہے لہٰذا اس کا ترک کردینا مناسب ہے۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۵ حاشیہ پر درمختار کے حوالہ سے اس صورت کو مکروہ بتایا ہے اور لکھا ہے کہ بیس رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ بقرہ کا کچھ حصہ مفلحون تک پڑھے کیونکہ آپ کا فرمان ہے۔

”خیر الناس الحال المرتحل أی الخاتم المفتتح“۔

لوگوں میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو ٹھہر کر پھر آگے چل پڑے یعنی قرآن ختم کر کے پھر شروع کر دے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۵)

ختم کے دن مفلحون تک پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: حضرت مولانا عبدالحیٰ صاحب نے تراویح میں المفلحون تک ختم کرنے کو جائز لکھا ہے یعنی جب قرآن شریف ختم کرے تو آخری رکعت میں الم سے مفحلون تک پڑھے اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی ترتیب ختم کی مفلحون تک لکھی ہے۔

صحیح اس بارے میں کیا ہے اور ایک آیت سے دوسری طرف منتقل ہونے کا کیا حکم ہے بعض لوگوں نے مفلحون تک پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔

جواب: جو کچھ مولانا عبدالحیٰ صاحب نے اس بارے میں لکھا ہے وہی صحیح ہے، فقہائے حنیفہ نے بھی ختم میں صرف اسی کو مستحب لکھا ہے کہ سورۂ بقرہ کی شروع کی آیات پر ختم کرے۔ کیونکہ یہ حدیث سے ثابت ہے اس کے علاوہ متفرق جگہ سے آیتوں کے پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۶۰ بحوالہ شرح منیہ کبیری ورد المختار ج ۱ ص ۵۱۰ باب صفۃ الصلاۃ)

ختم کے دن کس طرح پڑھیں؟

سوال: تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر آخری دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ فلق اور دوسری رکعت میں سورۃ الناس اور الم سے مفلحون تک سورۃ فاتحہ سے پڑھتے ہیں کیا اسکا ثبوت ہے؟

جواب: تراویح میں ختم قرآن کے وقت انیسویں رکعت میں سورۃ فاتحہ معوذتین (سورۃ فلق اور سورہ ناس) پڑھنا اور بیسویں رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا کچھ حصہ (مفلحون تک) پڑھنا مستحب ہے، یہ حدیث سے بھی ثابت ہے آپ کا ارشاد ہے: خیر الناس الحال المرتحل ای الخاتم المفتتح (ترجمہ): ۔لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ٹھہر کر پھر آگے چل پڑے۔ یعنی قرآن ختم کر کے پھر شروع کر دے)۔

یہ جو بعض جگہ رواج ہے بیسویں رکعت میں تین مرتبہ سورۂ اخلاص، سورۂ ناس اور سورۂ بقرہ مفلحون تک اور دوسری دعائیں پڑھتے ہیں یہ صحیح طریقہ سے ثابت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۴)

Marfat.com

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ

ختم قرآن مجید کے بعد سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں پڑھنا مسنون ہے خواہ بیسویں رکعت میں سورۂ ناس کے بعد پڑھ لے۔ یا انیسویں رکعت میں ناس تک پڑھ کر بیسویں میں آخر سے پڑھ لے۔ بیسویں رکعت میں الحمد اور معوذتین پڑھ کر پھر فاتحہ پڑھنا اور الم کی آیتیں پڑھنا نہیں چاہئے یعنی الحمد کی تکرار کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۴۸)

سنت ونوافل کے بعد دعاء انفرادی طور پر ہے یا اجتماعی طور پر

سوال سنت اور نوافل کے بعد دعا کرنی چاہئے یا نہیں؟ یا سلام پھیر کر چلا جانا چاہئے اگر کوئی شخص سنت ونوافل کے بعد دعاء نہ کرے اور یوں ہی چلا جائے تو قابلِ ملامت ہے یا نہیں؟

جواب فرائض کے بعد دعاء کر کے متفرق ہو جانا چاہئے سنن ونوافل کے بعد اجتماعا دعاء کا پابند مقتدی کو نہ کرنا چاہئے۔ فرائض کے بعد کوئی شخص مثلاً گھر جا کر سنتیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو کیوں پابند کیا جائے۔

الغرض جو ایسا کرے وہ ملامت کے لائق نہیں ہے۔ سنن ونوافل کے بعد بطور خود ہر ایک شخص جس وقت فارغ ہو دعاء کر کے چلا جائے یا فرائض کے بعد گھر جا کر سنن پڑھے اس میں کوئی تنگی نہ ہونی چاہئے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۱۲)

ختم قرآن کے بعد دعاء

سوال جماعت کے ساتھ قرآن ختم ہونے کے وقت دعاء مکروہ ہے اس واسطے کے اس طرح دعاء کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب صحیح یہ ہے کہ ختم قرآن کے بعد اور ہمیشہ نمازِ تراویح کے بعد دعاء مسنون ومستحب ہے اور حدیث میں ہے کہ یہ وقت اجابت دعاء کا ہے اس لئے ہمارے اکابر اور مشائخ کا معمول دعاء بعد تراویح اور بعد ختم قرآن ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۷۲، بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۸۸)

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ فرض نماز پڑھے اور اس کے بعد دل سے دعاء کرے) تو اس کی دعاء قبول ہوگی اسی طرح جو

Marfat.com

آدمی قرآن مجید ختم کرے (اور دعاء کرے) تو اس کی دعاء بھی قبول ہوگی۔

(معارف الحدیث ج۵ ص ۱۳۸)

تراویح اور وتر کے بعد دعاء کرنا کیسا ہے؟

سوال نماز تراویح کے بعد دعاء مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ اور رمضان شریف میں وتر پڑھ کر دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں؟

جواب تراویح کے ختم پر دعا مانگنا درست اور مستحب ہے۔ اور سلف وخلف کا معمول ہے: پھر وتر کے بعد دعاء ضروری نہیں ہے ایک بار کافی ہے۔ یعنی ختم تراویح کے بعد۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۴ ص ۲۵۳)

سلام کے بعد بغیر دعاء کے مقتدی جا سکتا ہے

سوال مقتدی کو امام کی دعاء کا ساتھ دینا چاہئے یا وقت کا لحاظ رکھا جائے؟

جواب اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے اور کوئی ضروری کام ہے تو سلام کے فوراً بعد چلے جانے میں کچھ گناہ نہیں ہے اور اس پر طعن نہ کرنا چاہئے اور اگر دعاء کے ختم کا انتظار کرے اور امام کیساتھ دعاء میں شریک ہو تو یہ اچھا ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج۴ ص ۱۰۳) بحوالہ درمختار ج۱ ص ۴۹۵ باب صفۃ الصلوٰۃ)

نماز کے بعد دعاء آہستہ مانگے یا زور سے؟

سوال فرض نماز جماعت کے بعد دعا آہستہ مانگے یا زور سے اگر آہستہ کا حکم ہے تو کس قدر اور اگر زور سے مانگنے کا حکم ہے تو کس قدر دونوں میں کونسا افضل طریقہ ہے؟

جواب آہستہ دعاء کرنا افضل ہے نمازیوں کا حرج نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھی ذرا آواز سے دعاء کرے تو جائز ہے ہمیشہ زور سے دعاء کرنے کی عادت بنانا مکروہ ہے۔

دعاؤں کی راتوں سے بھی جہر ثابت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۱ ص ۱۸۳)

امام اگر زور سے دعا کرائے تو اپنے لئے الفاظ کو خاص نہ کرے

امام دعاء کے الفاظ کو اپنے ساتھ مخصوص نہ کرے اور اگر وہ دعاء کو زور سے کر رہا ہے جیسے کہ اے اللہ مجھ پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور میرے ساتھیوں پر کسی پر رحم نہ کرنا۔

Marfat.com

اس قسم کی دعاء کرنا خیانت ہے احادیث میں جو منفرد اُالفاظ آئے ہیں وہ اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ نماز میں جو امام سے فائدہ پہنچتا ہے اس میں مقتدیوں کو بھی حصہ ملتا ہے کیونکہ امام مقتدیوں کا نمائندہ ہوتا ہے اور اگر آہستہ دعاء کرر ہے ہیں تو امام کو اجازت ہے کہ اپنے لئے خاص دعا کرے (اوروں کے لیے بددعاء نہ کرے) کیونکہ مقتدی بھی اپنے لئے دعاء کرر ہے ہیں اس طرح نفس دعاء میں سب شریک ہو جائیں گے۔ (معارف مدنیہ ج٦ ص١٠٠)

کیا دعاءُ نماز کا جزء ہے؟

سوال امام کو دعا آہستہ مانگنا چاہئے یا بلند آواز سے۔ نیز دعاءُ نماز کا جزء ہے یا نہیں؟

جواب دعاء آہستہ مانگنا افضل ہے اگر دعاء کی تعلیم مقصود ہو تو بلند آواز میں بھی مضائقہ نہیں مگر اس بلند آواز سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ ہو۔ نماز سلام پر ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد دعاءُ نماز کا جزء نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج٢ ص١٧٣)

دعاء کے وقت نگاہ کہاں رکھی جائے

دعاء مانگنے کے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھانا اور تکنا دعاء کی وہ ناپسندیدہ صورت ہے جس سے آنحضرتؐ نے منع فرمایا ہے اس لئے کہ یہ صورت اللہ کے ادب واحترام اور دعاء مانگنے والے کے لیے مناسب نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ حرکت بے ادبی یا گستاخی بن کر دعاء کو قبولیت سے محروم کردے اس لیے اس سے بچنا چاہئے۔ (حصنِ حصین ص٢٧)

دعاء یقین کے ساتھ کرنی چاہئے

حضرت ابو ہریرہؓ سے راویت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ سے مانگو اور دعاء کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائیگا اور جان لو اور یادرکھو اللہ اس کی دعاء قبول نہ کرے گا جسکا دل (دعاء کے وقت) اللہ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔

(معارف الحدیث ج۵ ص١٢٣ بحوالہ جامع ترمذی وصحیح بخاری ومسلم)

آپؐ نے فرمایا، ہماری دعائیں اس وقت تک قابلِ قبول ہوتی ہیں جب تک جلد بازی سے کام نہ لیا جائے (اور جلد بازی یہ ہے) کہ بندہ یہ کہنے لگے میں نے دعاء کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی ہے۔ (معارف الحدیث ج۵ ص١٢۵)

Marfat.com

دعاء کا طریقہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کر مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رُخ سامنے ہو ہاتھ اُلٹے کر کے نہ مانگا کرو اور جب دعاء کر چکو تو اُٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپؐ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تو آخر میں اپنے ہاتھ چہرۂ مبارک پر پھیر لیتے تھے۔ (معارف الحدیث ج۵ ص ۱۳۱)

دعاء میں ہاتھ کہاں تک بلند کریں؟

ایک شخص کو دعاء میں سینہ سے اوپر تک ہاتھ اٹھاتا ہوا دیکھ کر حضرت ابن عمرؓ نے بدعت ہونے کا فتویٰ دیا۔

دلیل میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کو دعاء کے وقت (سوائے کسی خاص موقع پر) سینے سے اوپر تک اٹھاتے نہیں دیکھا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ کو بلاوجہ بعض حضرات سینے سے اونچا کر لیتے ہیں، یہ خلافِ سنت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۱ ص۳۰۶ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۶)

دعاء کے بعد آمین کہنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے ہمارا گذر اللہ کے ایک نیک بندہ پر ہوا جو بڑی الحاح کے ساتھ اللہ سے دعاء مانگ رہا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اس کی دعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا گڑگڑانا سننے لگے۔ پھر آپؐ نے ہم لوگوں سے فرمایا اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا اس کا فیصلہ کرالیا۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا حضور صحیح خاتمہ کا اور مہر لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ سے طے کرالیا)۔ (معارف الحدیث ج۵ ص ۱۳۳)

دعاء کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟

سوال: دعاء ختم کرنے کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرتے ہیں۔ منہ پر ہاتھ پھیرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: دعاء کے ختم کے بعد منہ پر ہاتھ پھیر لینا درست اور ثابت ہے ار حصول برکت کے لیے یہ فعل کیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۱۰)

ماہ رمضان میں مسجد کو سجانا

سوال: رمضان المبارک میں شب کو ضرورت سے زائد چراغ وغیرہ سے روشنی کرتے ہیں اور اس کو زیادہ ثواب کا کام سمجھتے ہیں۔اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں تراویح کے وقت نمازی ہمیشہ سے زائد ہوتے ہیں ان کی راحت وسہولت کے لحاظ سے حسب ضرورت روشنی میں کچھ اضافہ کیا جائے تو جائز اور مستحب ہے ہاں صرف مسجد کی رونق افزائی کے لیے حد سے زائد روشنی کرنا ناجائز اور سخت منع ہے کہ اس میں فضول خرچی کے ساتھ ساتھ دیوالی (ہندوانی تہوار) سے مشابہت ہوتی ہے۔اور مجوسیوں کے شعار کا اظہار اور اسکی تائید لازم آتی ہے، مسجد تماشہ گاہ بن جاتی ہے" خلاف شرع امور سے مسجد کی رونق نہیں بڑھتی بلکہ بے حرمتی ہوتی ہے۔ مسجد کی زینت اور رونق اس کی صفائی، خوشبو، نیز نمازیوں کی زیادتی، اچھی پوشاک پہن کر، خوشبو لگا کر خشوع وخضوع سے نماز پڑھنے اور باادب بیٹھنے میں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۱۶۰)

ختم قرآن کی شب میں حافظ کو ہار پہنانا

سوال: ہماری مسجد میں جس رات تراویح میں ختم ہوتا ہے اسی رات کو حافظ صاحب کی عزت افزائی کے لیے پھولوں کا ہار پہنایا جاتا ہے یہ فعل کیسا ہے کیا اس کا کسی کتاب سے ثبوت ہے؟ میں حافظ ہوں اور امسال میں نے تراویح پڑھائی ہے اور اعتکاف بھی کیا ہے مجھے یہ پسند نہیں ہے کیا میں یہ کہدوں کہ ہار پہننے سے میرا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔اس طرح جھوٹی بات کہہ کر ہار پہننے سے انکار کر سکتا ہوں یا نہیں؟

جواب: ختم قرآن کی شب میں حافظ کو پھولوں کا ہار پہنایا جاتا ہے یہ رواج برا اور قابل ترک ہے اور اسمیں اسراف بھی ہے اگر حافظ کی عزت افزائی مقصود ہے تو ان کو عربی رومال یا شال کیوں نہیں پہناتے؟ آپ ہار پہننا نہیں چاہتے تو اس کے لیے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں بلکہ صاف صاف کہہ دیا جائے کہ ہمیں یہ رواج پسند نہیں ہے اور یہ خلاف شرع ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۴۲۶)

تراویح ختم ہونے پر مٹھائی تقسیم کرنا

سوال ① رمضان المبارک میں تراویح ختم ہونے پر شیرنی تقسیم کرنا کیسا ہے؟

② کیا شیرنی صرف ایک ہی طرف سے ہونی چاہئے اور مٹھائی مسجد میں تقسیم کر سکتے ہیں؟

جواب مٹھائی تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے لوگوں نے اُسے ضروری سمجھ لیا ہے اور بڑی پابندی کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔ لوگوں کو چندہ دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مسجدوں میں بچوں کا اجتماع اور شوروغل وغیرہ خرابیوں کے پیشِ نظر اس دستور کو موقوف کر دینا ہی بہتر ہے۔ امامِ تراویح یا اور کوئی ختمِ قرآن کی خوشی میں کبھی کبھی شیرنی تقسیم کرے اور مسجد کی حرمت کا لحاظ رکھا جائے تو درست ہے۔ مسجد کا فرش خراب نہ ہو۔ خشک چیز ہو اور مسجد کی بے حرمتی لازم نہ آئے تو درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دروازے پر تقسیم کیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۴ص۳۸۹)

گیارہواں باب

عشاء کی نماز کے مسائل

اگر کسی نے بغیر وضو عشاء کی نماز پڑھی

اگر کسی شخص نے عشاء کی نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی اور تراویح اور وتر وضو سے پڑھے تو عشاء کے ساتھ تراویح کا اعادہ کرے۔ اور وتر کا اعادہ نہ کرے اس لئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے امام اعظمؒ کے نزدیک اور وتر اپنے وقت میں عشاء کے تابع نہیں ہے اور عشاء کی نماز کا اس پر مقدم کرنا ترتیب کیوجہ سے واجب ہے اور بھولنے کے عذر سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے پس اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لے تو صحیح ہو جائیں گے اور تراویح اگر عشاء سے پہلے پڑھی تو صحیح نہ ہوگی اس لئے کہ تراویح کا وقت عشاء کے ادا ہونے کے بعد ہے پس جو عشاء سے پہلے ادا کیا اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ا ص ۱۸۵)

عشاء کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت و وتر باوضو تو کیا سنتوں کا اعادہ کرے؟

سوال اگر عشاء کے فرض بھول کر بے وضو پڑھ لئے اور سنت اور وتر باوضو اور وقت کے اندر اندر یاد آ جائیں تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا چاہئے نہ وتر کا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کریگا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب یہ مسئلہ وقت کے اندر پڑھنے کا ہے اور وجہ سنتوں کے لوٹانیکی اور وتر کو نہ لوٹانے کی امام صاحب ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ ہے کہ عشاء کے فرض نہ ہوئے تو فرض کے اعادہ کے ساتھ سنتوں کا بھی اعادہ کرے کیونکہ سنتیں فرض کے تابع ہیں اور وتر چونکہ مستقل واجب ہے اور وہ وضو سے

Marfat.com

ہوئے لہٰذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور صاحبین چونکہ وتر کو سنت فرماتے ہیں اس لئے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں اور صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ نماز کے بعد وقت کے اندر یاد آ گیا اور اگر وقت گذر جانے کے بعد یاد آیا تو صرف عشاء کے فرض پڑھ لے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۶۴ بحوالہ ہدایہ باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۹)

بلا ضرورت لقمہ دینا

سوال امام تیسری رکعت کے بعد چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہوا ایک مقتدی نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ چار رکعتیں ہو گئیں ہیں سبحان اللہ کہہ کر امام کو بٹھانا چاہا مگر چونکہ امام کو یقین تھا اس لیے اس نے مقتدی کی بات کی طرف توجہ نہ کی اور چوتھی رکعت پڑھ کر نماز پوری کی۔ اس صورت میں اس مقتدی کی جس نے بلا ضرورت لقمہ دیا نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب صورتِ مسئولہ میں سبحان اللہ کہنا امام کو بتلانے کی وجہ سے ہے اور خود کلامِ ناس نہیں ہے لہٰذا امام و مقتدی دونوں کی نماز صحیح ہو گئی۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۲)

کوئی نفل کی نیت سے عشاء کی نماز پڑھ کر جماعت میں شامل ہوا

سوال اگر کوئی شخص عشاء کی نماز ادا کر چکا پھر جماعت ہوتے دیکھی تو اس میں شامل ہو گیا اب وہ سنت یا وتر لوٹائے یا نہیں؟

جواب سنت اور وتر نہ پڑھے چونکہ وہ پہلے ادا کر چکا ہے اور یہ نفل کے حکم میں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۲۰)

عشاء کی نماز کی صرف ایک رکعت ملی تو بقیہ کس طرح پوری کرے؟

سوال تین رکعت پوری ہو جانے کے بعد ایک شخص امام کے پیچھے نماز میں شامل ہوا وہ امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کس طرح پوری کرے؟ یعنی کس کس رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا اور کس رکعت پر قعدہ کرے گا؟

جواب امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو کر ثناء پڑھے اور پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے اور رکوع سجدہ کر کے قعدہ کرے دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے مگر اس رکعت کے بعد قعدہ نہ کرے اور تیسری رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے

Marfat.com

اور پھر دستور کے موافق قعدہ اخیرہ کر کے نماز پوری کرے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۴۴)

تین رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کرلیا تو کیا نماز ہوگئی؟

سوال امام صاحب عشاء کی نماز میں تین رکعت پر سہواً بیٹھ گئے اس خیال سے کہ چار پوری ہوگئیں لیکن ان کو فوراً یقین ہوگیا کہ تین رکعت ہوئی ہیں انہوں نے التحیات کو پورا کر کے سجدہ سہو کیا اور تین ہی رکعت پر سلام پھیر دیا نماز ہوگئی یا نہیں؟ اگر کسی نے اپنی نماز دوہرائی تو اچھا ہوا یا نہیں؟

جواب (۱) اس حالت میں نماز نہیں ہوئی۔

(۲) نماز کا دوہرانا سب پر ضروری ہے جس نے تنہا دوہرائی اس کی نماز صحیح ہوگئی۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۶۱، بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۹۳ باب سجود السہو، و باب الامامۃ)

عشاء کی تیسری رکعت پر سہواً بیٹھنا

سوال امام صاحب عشاء کی تیسری رکعت پر سہواً بیٹھ گئے مقتدی کے الحمد للہ کہنے پر فوراً کھڑے ہوگئے اور بیٹھنے میں شک کی وجہ سے اور الحمد للہ کہنے کی وجہ سے کچھ نہیں پڑھا تھا بعد میں سجدۂ سہو نہیں کیا نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب اگر بیٹھنا بہت ہی کم ہوا دیر تک نہیں بیٹھے تو سجدۂ سہو واجب نہیں تھا نماز ہوگئی۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۱۴)

عشاء کی تین رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملالی

سوال امام صاحب نے تین رکعت پڑھ کر سہواً سلام پھیر کر قبلہ رخ بیٹھے رہے مقتدیوں میں تذکرہ ہوا کہ تین رکعت ہوئیں یہ سن کر امام صاب اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہوگئے اور چوتھی رکعت پوری کر کے سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا کیا نماز امام صاحب اور مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں؟

جواب اگر امام صاحب کچھ نہیں بولے تھے تو ان کی نماز ہوگئی اور مقتدیوں میں جو نہیں بولے ان کی بھی نماز ہوگئی اور جو مقتدی بولے ان کی نماز نہیں ہوئی وہ اپنی اپنی نماز کا اعادہ کرلیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۱۰ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۹۱)

اگر امام بھول کر پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ گیا پیچھے سے کسی مقتدی نے لقمہ دیا۔ یا خود

Marfat.com

ہی یاد آیا تو امام کو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے ہوئے کھڑا ہونا چاہئے۔

(مسائل سجدہ سہو ص ۷۱ بحوالہ کبیری ص ۳۱۳)

جو پانچویں رکعت میں شامل ہو اسکی نماز ہوئی یا نہیں؟

سوال امام صاحب پانچویں رکعت میں کھڑے ہو گئے اور چھ رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا۔ پانچویں رکعت میں ایک آدمی اور شریک ہو گیا تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب امام اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت اور ملا لے اور سجدہ سہو کرے فرض اس کے پورے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہ ہو گی کیونکہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۱۱ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۱۰۷ باب سجود السہو)

عشاء کی پانچ رکعت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال عشاء کی نماز میں چار رکعت ہونے پر امام صاحب کو یہ خیال رہا کہ تین رکعت ہوئیں ہیں اس لئے کھڑے ہو گئے۔ بعض مقتدی بیٹھ گئے اور امام صاحب کو اشارہ کیا مگر امام صاحب نہیں بیٹھے بلکہ پانچویں رکعت کا رکوع سجدہ کر کے اور سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی اس صورت میں امام صاحب کی نماز ہوئی یا نہیں اور جو مقتدی قعدہ اخیرہ کی غرض سے اوّل بیٹھ گئے تھے اور پھر امام صاحب کے ساتھ پانچویں رکعت کے رکوع میں شامل ہو گئے ان کی بھی نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب امام صاحب جبکہ چوتھی رکعت میں نہ بیٹھے اور پانچویں رکعت میں کھڑے ہو کر سجدہ کر کے بیٹھے تو قعدہ اخیرہ کے فوت ہو جانے کی وجہ سے امام صاحب کی نماز نہیں ہوئی جب امام صاحب کی نماز نہیں ہوئی تو مقتدیوں میں سے کسی کی نماز نہیں ہوئی نہ مسبوق کی نہ مدرک کی۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۰۵ بحوالہ ہدایہ باب السجود السہو ج ۱ ص ۱۴۲)

امام اگر بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دے؟

سوال امام نے پہلے قعدہ میں بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو اب باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور دونوں سلام پھیرنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب سہواً دونوں طرف سلام پھیر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی باقی رکعت پڑھ کر آخر میں

Marfat.com

سجدۂ سہو کرے۔ نماز صحیح ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۴۱۲ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۷۵)

عشاء کی نماز میں قرأت اگر آہستہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال امام صاحب نے جہری نماز میں قرأت آہستہ کی بعد میں امام صاحب کو یاد آیا کہ نماز جہری ہے وہ تھوڑی سی قرأت کر چکے تھے انہوں نے پھر شروع سے ہی پڑھا تو ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ سجدہ سہو کریں یا نہیں؟ اور اگر سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب ان کی نماز ہو گئی لوٹانے کی ضرورت نہیں اور بقدر تین آیت کے اگر آہستہ پڑھی تھیں تو سجدۂ سہو لازم ہے ورنہ نہیں اور باوجود سجدہ کے اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز میں نقصان آیا لوٹانا واجب ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۰۸)

عشاء کی آخری رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدۂ سہو

سوال اگر امام عشاء کی آخری رکعتوں میں قرأت زور سے کرے تو سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟

جواب اس صورت میں سجدۂ سہو لازم ہوگا جیسا کہ شامی میں لکھا ہے کہ عشاء کی آخری دو رکعتوں میں اگرچہ قرأت واجب نہیں لیکن اگر قرأت کرے تو آہستہ پڑھنا لازم ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۸۹ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۴۹۷ فصل فی القرأۃ)

عشاء کی قضاء میں قرأت کیسے کرے؟

سوال عشاء کی قضاء میں زور سے قرأت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب اگر ان ہی اوقات میں قضاء کرے تو زور سے پڑھ سکتا ہے اگر دن کو قضاء کرے تو نہیں کر سکتا۔ (یہ حکم منفرد کے لیے لکھا گیا ہے)۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۴۵ بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۴۹۷ فصل فی القرأۃ)

عشاء کی نماز میں قعدۂ اولیٰ سہواً چھوٹ گیا پھر کھڑے ہونیکے بعد لوٹا

سوال تین یا چار رکعت والی فرض یا واجب نماز میں قعدہ اولیٰ سہواً چھوٹ جانے اور سیدھے کھڑے ہو جانے کے بعد قیام کو (جو کہ فرض ہے) ترک کر کے قعدۂ میں (جو کہ واجب ہے) بیٹھے تو نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟

جواب قعدہ اولیٰ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جائے یا سیدھے کھڑے ہونے کے قریب ہو جائے پھر التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھے اس سے فرض ترک کر کے واجب کی طرف لوٹنا لازم نہیں آتا مگر فرض کی ادائیگی میں تاخیر لازم آتی ہے جس کا تدارک سجدۂ سہو سے ہو جاتا ہے لہٰذا راجح اور حق یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوئی سجدۂ سہو کرنا پڑے گا البتہ ایسا کرنا نہیں چاہئے۔ قصداً کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱ ص ۱۵۹ بحوالہ درمختار مع شامی ج ۱ ص ۶۹۷ و فتح القدیر ج ۱ ص ۴۴۵)

عشاء تنہا پڑھنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا تو کیا جماعت والی چار رکعت تراویح میں شمار ہو جائینگی

سوال رمضان میں ایک بیمار آدمی نے گھر پر عشاء کی نماز پڑھی پھر کچھ ہمت ہوئی تو مسجد میں گیا۔ جماعت ہو رہی تھی وہ تراویح کی نیت سے عشاء کی جماعت میں شامل ہوا تو یہ چار رکعت تراویح میں شمار ہونگی یا نہیں؟

۲) نیز کیا جماعت والی نماز قضاء میں شمار کی جا سکے گی؟ اگر قضاء کی نیت سے شامل ہو تو وہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب صحیح یہ ہے کہ تراویح میں شمار نہیں ہوگی کیونکہ تراویح کا درجہ اگرچہ فرضوں سے کم ہے مگر وہ ایک مخصوص اور مستقل سنت مؤکدہ ہے اسکی خصوصیت کا لحاظ ضروری ہے

۲) صورتِ مسئولہ میں قضاء صحیح نہیں کہ امام کی نماز وقتی ادا ہے اور مقتدی کی قضاء ہے دونوں کی نماز صفت میں متحد نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۸۴ بحوالہ قاضی خاں ج ۱ ص ۱۱۱ و شامی ج ۱ ص ۵۵۲ و درمختار ج ۱ ص ۵۴۲ و نور الایضاح ص ۸۱)

امام کے پیچھے مقتدی کی التحیات پوری نہ ہو تو اسکا کیا حکم ہے؟

امام نے سلام پھیر دیا مقتدی کو چاہئے کہ التحیات پوری کر کے سلام پھیرے اور اگر درود و دعائے ماثورہ رہ گئی تو اسکے رہ جانے سے کوئی حرج نہیں۔ امام کے سلام کیساتھ ہی سلام پھیر دے اور اگر امام تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو جس کی التحیات رہ گئی ہو اس کو التحیات پوری کر کے کھڑا ہونا چاہئے اور اگر التحیات پوری کئے بغیر کھڑا ہو جب بھی نماز ہو جائے گی۔

(مسائلِ سجدہ سہو ص ۶۹)

Marfat.com

مسبوق سے باقی رکعت میں سہو ہو جائے

سوال مسبوق یعنی جس کی کچھ رکعت باقی رہ گئی ہوں اگر اس کی باقی رکعتوں میں سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کرے یا نہیں؟

جواب سجدہ سہو کرنا چاہئے؟ (فتاویٰ دار العلوم ج۴ ص۳۹۵ بحوالہ رد المختار ج۱ ص۵۵۷ باب الامامۃ)

اگر مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دے

سوال جس کی کچھ رکعت باقی رہ گئی ہوں، اگر وہ امام کے ساتھ سہواً سلام پھیر دے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

جواب امام سے اگر کچھ بھی بعد میں سلام پھیرا تو سجدہ مسبوق پر لازم ہو جاتا ہے شامی میں ہے کہ امام کے بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرنا دشوار اور شاذ و نادر ہے اس لئے عموماً وجوبِ سجدۂ سہو کا حکم کیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۴ ص۳۹۹ بحوالہ رد المختار ج۱ ص۵۶۰)

اگر بھول کر امام سے پہلے یا بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرے تو اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہے لیکن چونکہ حقیقی معنی میں ساتھ ہونا دشوار ہے اس لئے سجدۂ سہو واجب ہونے کا حکم کیا جاتا ہے۔

(حوالہ مذکورہ بالا)

بارہواں باب

وتر کا ثبوت اور مسائل

وتر کے فضائل و مسائل

عن خارجة ابن حذافة قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله امدكم بصلوٰة خيرلكم من حمر النعم الوتر جعله الله لكم فيما بين صلوٰة العشاء الى ان يطلع الفجر۔ (رواۃ الترمذی وابوداؤد)

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کاشانۂ نبوت سے) باہر تشریف لائے ہم سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نماز تمہیں مزید عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے (جن کو تم دنیا کی عزیز ترین دولت سمجھتے ہو) وہ نمازِ وتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے واسطے نمازِ عشاء کے بعد طلوعِ صبح صادق تک مقرر کیا ہے (یعنی وہ اس وسیع وقت کے ہر حصوں میں پڑھی جاسکتی ہے)۔

(معارف الحدیث ج ۳ ص ۳۲۷ بحوالہ جامع ترمذی وسنن ابوداؤد)

عن بريدة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا۔

(رواہ ابوداؤد)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا آپؐ نے فرمایا نمازِ وتر حق ہے جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے وتر حق ہے جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے وتر حق ہے جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یہ بات آپؐ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی)۔ (سنن ابوداؤد)

تشریح ظاہر ہے کہ وتر کے بارے میں تشدید اور تہدید کے یہ آخری الفاظ ہیں اس قسم کی

Marfat.com

حدیثوں سے حضرت امام ابو حنیفہؒ نے یہ سمجھا ہے کہ وتر صرف سنت نہیں ہے بلکہ واجب ہے یعنی اس کا درجہ فرض سے کم اور مؤکدہ سنتوں سے زیادہ ہے۔ (معارف الحدیث ج ۳ ص ۳۲۸)

وتر واجب ہے اور اس کا طریقہ

وتر واجب ہے اور اس کی تین رکعتیں ہیں ایک سلام سے اور وتر کی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھے۔

وتر کی پہلی دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھ جائے اور صرف التحیات پڑھے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے کے وقت سبحانک اللھم نہ پڑھے اور جب تیسری رکعت میں سورت کے پڑھنے سے فارغ ہو جائے تو دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھے پھر رکوع کر کے نماز پوری کر لے۔ (نور الایضاح ص ۹۳)

وتر کی نماز تین رکعت مثل مغرب کے ہے اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے لہٰذا اگر وتر کی نماز میں قعدۂ اولیٰ ترک کر دیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (مسائل سجدۂ سہو ص ۶۹ بحوالہ شامی ج ا ص ۶۲۳)

وتر کی امامت

سوال: کیا وتر کی نماز کا امام فرض نماز کے امام کے علاوہ ہو سکتا ہے؟

جواب: وتر کی جماعت کا امام فرض نماز کے امام کے علاوہ ہو سکتا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۵۸)

یہ جو مشہور ہے کہ جو شخص فرض نماز پڑھائے وہی وتر پڑھائے اگر دوسرا شخص وتر پڑھائے تو جائز نہیں یہ غلط ہے دوسرا شخص وتر پڑھا سکتا ہے درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۲۸)

اگر امام کا مسلک رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا ہو تو مقتدی کیا کرے؟

اگر وتر کسی ایسے شخص کے پیچھے پڑھے جو رکوع کے بعد کھڑے ہو کر قنوت پڑھتا ہے اور مقتدی کا مذہب یہ نہیں تو مقتدی اس میں امام کی متابعت کرے۔

(ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ا ص ۱۷۸)

Marfat.com

اگر رمضان شریف میں تمام لوگوں نے تراویح کو ترک کردیا تو وتر کیسے پڑھیں؟

سوال رمضان شریف میں اگر عشاء کی نماز جماعت کیساتھ پڑھی اور تراویح کو تمام آدمیوں نے بالکل ترک کردیا تو اس صورت میں وتر با جماعت جائز ہے یا نہیں؟

جواب درمختار ج اص ۴۷۱ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا یہ گروہ وتر بھی علیحدہ علیحدہ پڑھے۔ (امداد الفتاویٰ ج ص ۴۵۶)

فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو کیا وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے؟

سوال ایک شخص نے فرض علیحدہ پڑھے۔ اور تراویح کی تمام یا اکثر رکعات امام کے ساتھ ادا کیں یا بالکل نہ پڑھیں تینوں صورتوں میں وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب تینوں صورتوں میں وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے۔ تراویح امام کے ساتھ کل یا بعض نہ پڑھنے کی صورت میں بھی جماعتِ وتر میں شریک ہونے کا جواز درمختار میں مذکور ہے کیونکہ وتر مستقل نماز ہے نہ عشاء کے تابع ہے نہ تراویح کے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵۵)

امام صرف فرض پڑھائے اور حافظ تراویح و وتر

سوال امام صاحب اگر عشاء کے فرض اور وتر پڑھائیں یا صرف فرض پڑھائیں اور حافظ صاحب تراویح اور وتر پڑھائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب اس میں مضائقہ نہیں حضرت عمرؓ فرض نماز اور وتر پڑھاتے تھے اور حضرت ابی بن کعبؓ تراویح پڑھاتے تھے۔ اسی طرح سے امام صرف فرض پڑھائے اور حافظ صاحب تراویح اور وتر پڑھائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۹۴ بحوالہ عالمگیری ج ا ص ۴۷)

رمضان کے بعد وتر کی جماعت درست ہے یا نہیں؟

سوال رمضان کے علاوہ وتر با جماعت پڑھی جائے تو کراہتِ تحریمی ہوگی یا تنزیہی اس میں تداعی اور غیر تداعی میں فرق ہوگا یا نہیں؟

Marfat.com

جواب اتفاقاً کبھی ایسا ہو جائے تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر مواظبت (ہمیشگی و پابندی) اس پر کی جائے تو کراہت تحریمی ہے۔ تداعی کے ساتھ ہو یا بلا تداعی۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۲۳ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۶۶۳ باب الوتر والنوافل)

رمضان کے علاوہ اگر اتفاقیہ طور پر ایک یا دو آدمی پیچھے کھڑے ہو جائیں تو کراہت نہیں ہے لیکن اگر باقاعدہ دعوت دیکر جماعت کی یا اتفاقیہ طور پر ہی دو سے زیادہ مقتدی ہو گئے تو مکروہ ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۴۷)

رمضان میں وتر باجماعت افضل ہے

رمضان المبارک میں وتر باجماعت ادا کرنا افضل ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور اس کے علاوہ میں نہیں کیونکہ وہ ایک طرح سے نفل ہے اور تراویح کے علاوہ نفل کی جماعت نہیں بلکہ مکروہ ہے لہٰذا احتیاط جماعت نہ کرنے میں ہے البتہ اگر نفل میں ایک یا دو کی جماعت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۱۴۷)

تہجد گذار فرض کے ساتھ وتر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال جو نمازی تہجد گذار ہیں وہ تہجد کے وقت وتر ادا کرتے ہیں اگر وتر پہلے ہی عشاء کے وقت پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟ اکثر آدمی کہتے ہیں کہ وتر کے بعد صبح تک کوئی نماز نہیں ہوتی۔

جواب اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ جو لوگ تہجد گذار ہیں وہ بھی وتر کو عشاء کے بعد پڑھ لیں بلکہ یہ احوط ہے (زیادہ احتیاط اسی میں ہے) پھر اگر اٹھیں تو تہجد پڑھ لیں۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۶۵ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۳۴۲ کتاب الصلوٰۃ)

یہ بات غلط ہے کہ وتر کے بعد پھر نفلیں نہ پڑھی جائیں وتر رمضان میں جماعت سے پڑھے جائیں کیونکہ جماعت کی فضیلت زیادہ مہتم بالشان ہے وقت کی فضیلت سے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۵)

کچھ تراویح چھوٹ جانے پر پہلے تراویح پوری کرے یا وتر؟

سوال تراویح کے چار رکعت ہونے کے بعد ایک شخص آیا اور فرض پڑھ کر امام کے ساتھ

Marfat.com

جماعتِ تراویح میں شامل ہو گیا۔ جب امام کی تراویح پوری ہو جائیں تو وہ شخص امام کے ساتھ وتر کی جماعت میں شامل ہو یا اپنی بقیہ تراویح پوری کرے؟

جواب عالمگیری میں ہے کہ یہ شخص وتر کی جماعت میں شریک ہو جائے اور بعد میں بقیہ تراویح پوری کر لے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۶)

وتر پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ تراویح کی دو رکعت واجب الاعادہ ہیں

سوال رمضان المبارک میں تراویح کی بیس رکعت ادا ہونے اور وتر پڑھنے کے معلوم ہوا کہ تراویح کی دو رکعت میں غلطی ہونے کیوجہ سے واجب الاعادہ ہیں، دو رکعت دوہرائی گئیں اس خیال سے کہ وتر کی نماز تراویح کی بیس رکعت کے بعد ہی پڑھی جاسکتی ہے۔ لہٰذا وتر کی نماز صحیح اور معتبر نہیں ہوئی۔ اس لئے وتر دوبارہ جماعت سے پڑھی تو یہ ٹھیک ہوا یا نہیں؟

جواب پہلے پڑھی ہوئی نماز وتر صحیح اور معتبر تھی دوہرانے کی ضرورت نہ تھی دوہرائی تو یہ ٹھیک نہیں ہوا۔ نور الایضاح سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کو تراویح سے پہلے پڑھنا ہی صحیح ہے اور بعد میں بھی پڑھنا صحیح ہے۔ لہٰذا تراویح کی بیس رکعت سے پہلے پڑھے ہوئے وتر معتبر اور صحیح ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۵۷)

وتر کی نیت

سوال وتر کی نیت میں واجب اللیل کہنا کیسا ہے؟

جواب وتر کی نیت میں یہ کہنا چاہئے کہ نیت کرتا ہوں میں نماز وتر کی۔ اور اگر واجب اللیل بھی کہہ دیا تو کچھ حرج نہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۶۰ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۳۸۹۔ باب شروط الصلوٰۃ)

حنفی کے لیے وتر کی نیت میں لفظ واجب کہنا مناسب ہے لیکن ضروری نہیں ہے البتہ یہ تعین ضروری ہے کہ یہ وتر ہے۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۷)

وتر کو واجب کہنا چاہئے یا نہیں؟

سوال وتر ادا کرتے وقت وتر کو واجب کہنا چاہئے یا نہیں بعض مولوی منع کرتے ہیں یعنی واجب نہ کہنا چاہئے؟

جواب وتر کو واجب کہنا چاہئے۔ وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے لہٰذا وتر ادا کرتے

Marfat.com

وقت واجب کا لفظ کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نہ کہا جائے تب بھی وتر ادا ہو جائے گا۔
(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۶۳ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۳۸۸ باب شروط الصلوٰۃ)

وتر پڑھے مگر نیت سنت کی، کی

سوال تراویح کے بعد جب وتر پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو ایک شخص نے بھول کر سنت کی نیت کر کے وتر پڑھے مگر دعاء قنوت کے وقت اس کو وتر کا خیال آیا اس صورت میں ہو گئے یا نہیں؟

جواب اس کے وتر ہو گئے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۵۲ بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۳۸۷ و ۳۸۸۔ باب شروط الصلوٰۃ)

تراویح سمجھ کر وتر میں اقتداء کرنا

سوال امام کے وتر شروع کرنے کے بعد ایک نمازی نے تراویح سمجھ کر اس کی اقتداء کی اب اس کے وتر ہوں گے یا نہیں؟

جواب صورتِ مسئولہ میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد چوتھی رکعت شامل کر کے نماز کو تمام کرے اور یہ چار رکعت نفل ہو جائیں گی اور وتر اس کے ذمہ باقی رہیں گے ان کو ادا کرنا ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۳ بحوالہ ص ۲۱۱)

وتر کی نماز میں تراویح کی نیت کرنا

سوال تراویح کی بھول سے دو رکعت رہ گئی اور نمازِ وتر شروع کر دی، قعدہ اولیٰ میں تراویح کی چھوٹی ہوئی رکعت یاد آئیں اب تراویح کی نیت کر کے دو رکعت پر سلام پھیرے تو کیا حکم ہے؟

جواب یہ دو رکعت نمازِ تراویح میں شمار نہ کی جائیں گی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۴۷ بحوالہ قاضی خاں ج ص ۲۴۴)

وتر پڑھنے والے کے پیچھے تراویح پڑھنے والا

سوال حافظ صاحب نے غلطی سے سولہ رکعت تراویح کے بعد وتر شروع کر دیئے مقتدی تراویح کی نیت سے شامل تھے۔ سلام کے بعد مقتدیوں نے کہا کہ حافظ صاحب سے بھول ہوئی انہوں نے بقیہ چار رکعت تراویح پڑھائی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ وتر ہوئے یا نہیں؟ حافظ کہتے ہیں کہ وتر احتیاطاً لوٹا لو اس صورت میں پہلے وتر معتبر نہ تھے۔ دوبارہ حافظ صاحب نے وتر پڑھائے۔

Marfat.com

جواب صورتِ مسئولہ میں حافظ صاحب کی پہلی وتر کی نماز معتبر ہے مگر مقتدیوں کی نہ پہلی نمازِ وتر معتبر اور نہ دوسری کیونکہ پہلی مرتبہ نماز وتر کی نیت نہ تھی اور دوسری مرتبہ میں اگرچہ نیت وتر کی تھی مگر وتر پڑھے ہوئے کی اقتداء کی گئی اس لیے یہ بھی معتبر نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۱ص ۳۴۶)

وتر میں رکوع سے پہلے رفع یدین اور دعائے قنوت کا ثبوت

سوال ہمارے یہاں چند اشخاص غیر مقلد ہیں وہ وتر کی رکعت تو تین ہی پڑھتے ہیں مگر قنوت رکوع کے بعد پڑھتے ہیں۔ ایک ان میں معمولی علم والا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر حدیث سے یہ ثابت کردو کہ آنحضرتؐ رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھا کر پھر قنوت پڑھتے تھے تو ہم ماننے کو تیار ہیں حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے۔ آپ ایک حدیث امر کے ثبوت کے لیے فرمادیں۔

جواب (۱) اخرج ابو نعیم فی الحلیة عطاء بن مسلم ثنا علاء بن المسیب عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عباس قال اوتر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بثلٰث قنت فیها قبل الرکوع۔

(۲) عن ابن عمر ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یوتر بثلٰث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع۔

(۳) وقدوری عن ابن عمرؓ کان اذا فرغ من اقراءة کبر وفی الذخیرة رفع یدیه حذاء اذنیه وهو مروی عن ابن مسعود وابن عمروابن عباس وابی عبیدة واسحٰق وقد تقدم۔ (کبری، شرح منیہ)

ان روایات سے صراحۃً وتر کا تین ہونا اور قنوت کا رکوع سے پہلے ہونا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود، ابن عمرؓ، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم سے تکبیرِ قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہوگیا۔

اور ظاہر ہے کہ ان صحابہؓ کبار نے رکوع سے پہلے قنوت اور تکبیر مع رفع یدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہی کیا ہے لہٰذا یہ حجت کافی ہے اور اگر لامذہب لوگ اس کو نہ مانیں تو ان سے کہو کہ جو مذہب عبداللہؓ ابن مسعود وعبداللہ ابن عمر وعبداللہؓ ابن عباس وغیرہ صحابہ کا تھا وہی ہمارا ہے جس دلیل سے یہ حضرات رفع یدین فی تکبیرات قنوت۔ یعنی قنوت کے وقت تکبیر کے لیے ہاتھ اٹھاتے تھے وہی ہماری دلیل ہے:

(فتاویٰ دارالعلوم ج۴ص ۱۵۷ باب مسائل نماز وتر کبیری۔ شرح منیہ غنیۃ المستملی باب الوتر ص ۳۹۶)

دعائے قنوت میں "ملحق" کی حاء کو زبر دیکر پڑھیں یا زیر دیکر

سوال دعائے قنوت میں جو لفظ ملحق ہے اس کی حاء کو زیر ہے یا زبر؟

جواب دعاء قنوت میں ملحق کی حاء کو زبر اور زیر دونوں پڑھا گیا ہے اور دونوں جائز ہیں اگرچہ مشہور زیر ہے اور زیر ہی بہتر ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۵۳، ۱۶۳، بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۶۲۴ باب الوتر والنوافل)

دعائے قنوت سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھی

اگر کوئی شخص وتر کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر دعائے قنوت پڑھ گیا اور سورت ملانا بھول گیا پھر رکوع میں پہنچ کر اسکو یاد آیا تو کھڑا ہو گیا اور سورت ملائی اسکے بعد دعائے قنوت پڑھی پھر دوبارہ رکوع کیا تو آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ اگر الحمد کے بعد قنوت پڑھ کر رکوع کر دیا اور سورت چھوڑ دی اور رکوع میں یاد آیا تو سر اٹھائے اور سورت پڑھے اور قنوت اور رکوع کا اعادہ کرے اور سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر الحمد چھوڑ دی تھی تو الحمد کے ساتھ سورت کا بھی مع قنوت کے اعادہ کرے اور رکوع بھی دوبارہ کرے اور اگر دوبارہ رکوع نہ کرے تب بھی جائز ہے۔

(ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۷۶)

وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہنا بھول گیا

وتر کی نماز میں اگر کوئی شخص تیسری رکعت میں تکبیر کہنے کے بجائے رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا تو لوٹ آیا اور تکبیر کہہ کر دعاء قنوت پڑھی تو بعد میں دوبارہ رکوع نہ کرے اور نماز پوری کرے اور اگر دعائے قنوت کیلئے نہیں لوٹا جب بھی نماز درست ہے دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ (مسائل سجدہ سہو۔ ص ۲۷ بحوالہ در مختار۔ برحاشیہ شامی ج ۱ ص ۶۲۷)

حدیث سے دعائے قنوت ثابت ہے یا نہیں

سوال ایک شخص کہتا ہے کہ دعائے قنوت حدیث سے ثابت نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر میں دعائے قنوت نہیں پڑھی یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

جواب اس شخص کا قول غلط ہے۔ مروجہ دعائے قنوت ترمذی کی حدیث سے ثابت ہے اور وتر

Marfat.com

میں دعائے قنوت پڑھنا احادیث میں وارد ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۲)

دعائے قنوت کے یاد ہوتے ہوئے دوسری دعاء پڑھنا

سوال: اگر دعائے قنوت یاد ہو تو دوسری دعاء مثلاً ربنا آتنا الخ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: دعائے قنوت یاد ہو تو ربنا آتنا وغیرہ نہیں پڑھ سکتا دعائے قنوت ہی پڑھنا چاہئے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۲ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۶۲۴ باب الوتر والنوافل)

دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے؟

سوال: جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اس کو بجائے دعائے قنوت کے سورۂ اخلاص پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: شامی میں ہے کہ جس کو دعائے قنوت نہ آتی ہو وہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الایۃ پڑھے اور فقیہ ابواللیث فرماتے ہیں کہ اللھم اغفرلی تین بار پڑھے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یارب تین بار کہے۔ اور چونکہ یہ محل دعا کا ہے لہٰذا سورۂ اخلاص اس کے قائم مقام نہ ہوگی مگر نماز ہو جاتی ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۴ بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۶۲۴ باب الوتر والنوافل)

قنوت اگر رکوع سے پہلے پڑھ لے تو رکوع کا اعادہ نہ کرے

امام کو رکوع میں یاد آیا کہ قنوت نہیں پڑھی تو اس کو قیام کی طرف نہیں لوٹنا چاہئے۔ اور اگر قیام کی طرف لوٹا اور قنوت پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہیں کرنا چاہئے اور اگر اس نے رکوع کا بھی اعادہ کرلیا اور جماعت کے لوگوں نے پہلے رکوع میں اس کی متابعت نہیں کی تھی دوسرے رکوع میں متابعت کی یا پہلے رکوع میں متابعت کی تھی اور دوسرے میں نہیں کی تو ان کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۷۷)

بغیر تکبیر کہے ہوئے قنوت پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

سوال: امام صاحب وتر کی رکعت میں بلا تکبیر کہے ہوئے اور بلا ہاتھ اٹھائے ہوئے دعائے قنوت پڑھنے لگے کسی مقتدی نے ان کو اللہ اکبر کہہ کر بتایا چنانچہ انہوں نے اللہ اکبر کہہ کر اور رفع یدین کر کے پھر قنوت پڑھی اور نماز تمام کر کے سجدہ سہو کیا تو نماز میں کوئی خرابی آئی یا نہیں؟

Marfat.com

جواب: نماز صحیح ہوگئی۔ جیسے قرأت میں بلاضرورت بتلانے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے اگر چہ امام لقمہ لے لے۔ اور چونکہ کوئی امر موجب سجدۂ سہو کا نہیں پایا گیا اس لئے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔

(امداد الفتاویٰ ج ا ص ۴۵۱)

قنوت کے لیے لوٹنا نہیں چاہئے سجدہ سہو کرنے سے تلافی ہو جاتی ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۶۱)

اگر پہلی یا دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی

اگر بھول سے پہلی یا دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تیسری رکعت میں پھر پڑھنی چاہئے اور سجدۂ سہو بھی کرنا پڑے گا۔

اسی طرح سے اگر کسی کو شک ہوگیا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس کو چاہئے کہ اس رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور التحیات کے لیے بیٹھے پھر اس کے بعد دو رکعت پڑھے اس میں دوبارہ دعائے قنوت پڑھے۔

(بہشتی زیور حصہ دوم ص ۲۸۰ بحوالہ طحطاوی ص ۱۶۶ و مسائل سجدۂ سہو ص ۵۹ بحوالہ عالمگیری ج ا ص ۶۸)

امام صاحب وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول گئے

سوال: امام صاحب وتر کی دوسری رکعت کے بعد بجائے بیٹھنے کے تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے مقتدیوں کے لقمہ دینے سے پھر بیٹھ گئے اب تیسری رکعت پوری کر کے تشہد کے بعد سجدۂ سہو کیا تو نماز وتر ہوگئی یا نہیں؟

جواب: امام صاحب وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول گئے تو اب نہ بیٹھتے محض سجدہ سہو سے وتر صحیح ہو جائے کھڑے ہونے کے بعد بیٹھے یہ غلط کیا مگر نماز فاسد نہیں ہوئی۔ اب سجدہ سہو کیا تو نماز صحیح ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۳۴۶)

واجب اور سنت کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال: سنت اور واجب نمازوں کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھا

Marfat.com

جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟ اور ایسے ہی سنت اور واجب میں قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو جائے تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے بیٹھ جائے یا نہیں؟

جواب نمازِ واجب مثلاً وتر میں وہی حکم ہے جو نمازِ فرض میں ہے پس اسکے قعدۂ اولیٰ میں اگر تشہد کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھا جائے گا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا اور سنن مؤکدہ میں دو قول ہیں لیکن احوط (زیادہ احتیاط) وجوب سجدۂ سہو ہے اور قعدہ اولیٰ کے ترک کرنے میں وہی احکام ہیں جو فرض کے ہیں چنانچہ قعدہ اولیٰ کے ترک کرنے میں یہ حکم ہے کہ اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب ہو تو بیٹھ جائے اور اگر قیام کی طرف زیادہ قریب ہو تو نہ بیٹھے۔ اور آخر میں سجدہ سہو کرلے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۳۴۹ بحوالہ ردالمختار باب صفۃ الصلوٰۃ ج ا ص ۴۷۶، ۶۹۷ باب سجود السہو)

امام بغیر قنوت پڑھے رکوع میں چلا گیا اور مقتدیوں میں سے بعض نے رکوع کیا بعض نے نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال امام صاحب نے وتر کی تیسری رکعت میں بغیر قنوت پڑھے رکوع کرلیا مقتدیوں نے لقمہ دیا پھر بھی امام صاحب رکوع ہی میں رہے اور تذبذب کی وجہ سے رکوع میں زیادہ تاخیر ہوئی اس کے بعد امام صاحب نے سجدۂ سہو کیا۔

بعض مقتدیوں نے نہ رکوع کیا نہ دعائے قنوت پڑھی اور بعضوں نے رکوع کردیا تو اس صورت میں کن کی نماز صحیح ہوئی اور اگر سب کی نماز فاسد ہوگئی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب اس صورت میں امام صاحب کی نماز صحیح ہوئی اور جس نے امام صاحب کے ساتھ یا امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کیا ان کی نماز بھی ہوگئی لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جن مقتدیوں نے بالکل رکوع نہیں کیا ان کی نماز فرض کے چھوٹنے کی وجہ سے صحیح نہیں ہوئی اعادہ ضروری ہے۔ قنوت کے لیے رکوع سے قیام کی طرف لوٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دعائے قنوت سہواً چھوٹنے پر سجدۂ سہو سے تلافی ہو جاتی ہے اور دعائے قنوت سہواً چھوٹنے کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) رکوع میں دعائے قنوت پڑھ لی۔
(۲) یا رکوع چھوڑ کر قیام کی طرف لوٹ گیا اور دعائے قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کیا۔
(۳) یا دوبارہ رکوع نہیں کیا۔
(۴) دعائے قنوت نہ رکوع میں پڑھی نہ رکوع کے بعد کھڑے ہوکر پڑھی۔ ان چاروں

صورتوں میں سجدہ سہو کرلیں تو نماز ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۹۷ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۷۱، درمختار مع شامی ج ۱ ص ۶۲۷)

دعائے قنوت چھوڑ کر امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی کیا کرے؟

اگر امام دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا تو مقتدیوں کو چاہئے کہ اگر وہ دعائے قنوت پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو سکتے ہیں تو دعائے قنوت پڑھ کر ان کو رکوع میں جانا چاہئے اور اگر یہ اندیشہ ہے کہ دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں شریک نہیں ہو سکتے تو وہ بھی دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلے جائیں۔ اگر امام کو رکوع کر کے دعائے قنوت یاد آئی اور اس نے کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھی تو اس کو اب دوبارہ رکوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر دوبارہ رکوع کیا اور کوئی شخص آ کر اس رکوع میں شریک ہوا تو اس رکعت کا پانے والا نہیں سمجھا جائے گا اور مذکورہ بالا ہر صورت میں سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔ (مسائل سجدہ سہو ص ۸۱)

امام نے قنوت ختم کر کے رکوع کر لیا مگر مقتدیوں کی دعائے قنوت باقی ہے

سوال: جماعتِ وتر میں امام دعائے قنوت ختم کر کے رکوع میں چلا گیا مگر مقتدیوں کی قنوت ختم نہیں ہوئی تو کیا وہ متابعت امام کی غرض سے بغیر ختمِ قنوت رکوع میں چلا جائے؟

جواب: اگر تھوڑی باقی ہے کہ اس کو پورا کر کے رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو سکتا ہو تو پورا کر کے رکوع کرے ورنہ چھوڑ دے۔ اگر قنوت کا کچھ حصہ پڑھ لیا تھا اور کچھ باقی رہ گیا تو اس صورت میں اب یہ امام کی اتباع کرے گا کیونکہ قنوت کا مقصد دعاء ہے اور دعاء کم ہو یا زیادہ دونوں پر شامل ہے۔ امام کی اتباع واجب ہے اور ترکِ واجب سے ترکِ مندوب بہتر ہے اس لئے ترکِ مندوب کیا جائے یعنی قنوت کا پڑھنا چھوڑ دے اور امام کی اتباع کرے اسی طرح اگر مقتدی نے قنوت کا پڑھنا شروع بھی نہ کیا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو اگر مقتدی کو رکوع کے چھوٹ جانے کا خوف ہو تو وہ قنوت کو چھوڑ دے امام کی اتباع کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۵۴ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۴ اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۱۰)

Marfat.com

اگر وتر کی دوسری یا تیسری رکعت ملے تو قنوت کب پڑھے؟

سوال رمضان میں وتر کی جماعت میں تیسری رکعت میں شامل ہوا دو رکعت جو باقی ہیں ان میں دعائے قنوت پڑھی جائیگی یا نہیں؟

جواب رمضان شریف میں وتر کی جماعت میں اگر کوئی شخص تیسری رکعت میں آ کر شریک ہوا پس اگر تیسری رکعت پوری پالی ہے تو امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح اگر تیسری رکعت میں رکوع میں شریک ہوا جب بھی بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۷۸)

امام کے ساتھ تیسری رکعت ملی تو اب اس تیسری رکعت میں امام کی اتباع کرتے ہوئے وہ تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھے گویا کہ یہ تیسری رکعت میں ہے اور جب یہ اپنی فوت شدہ نماز کو پورا کرے گا تو دعائے قنوت نہ پڑھے۔ اس پر اجماع ہے۔

(اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۵۱)

نصف سورت پڑھنا اور نصف چھوڑ دینا کیسا ہے؟

سوال وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اذا زلزلت پڑھی دوسری میں آدھی والعادیات پڑھی اور تیسری میں آدھی القارعات پڑھی تو کیا اس صورت میں کوئی خرابی آئی یا نہیں؟

جواب ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ پوری پوری (چھوٹی) سورت ہر ایک رکعت میں پڑھنا افضل ہے اور بہتر ہے لیکن نمازِ وتر اس صورت میں بھی ہوگئی۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۶۱ بحوالہ رد المختار فصل فی القرأت ج ۱ ص ۵۰۵)

وتر کی نماز میں کونسی سورت مسنون ہے

سوال وتر کی رکعتوں میں کون کون سی سورتیں پڑھنا سنت ہیں؟

جواب وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ سبح اسم ربک الاعلیٰ دوسری میں کافرون، اور تیسری میں سورۂ اخلاص پڑھنا مسنون و مستحب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح پڑھنا ثابت ہے لیکن آپ نے اس پر مواظبت نہیں فرمائی لہٰذا ہمیشگی کرنا زیادتی ہے۔

Marfat.com

وتر کی تینوں رکعتوں میں دوسری سورتیں پڑھنا بھی مسنون ہے چنانچہ پہلی رکعت میں اذا زلزلت الارض دوسری رکعت میں انا اعطینٰک الکوثر اور تیسری میں قل ھو اللہ۔

اور ترمذی کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی رکعت میں الھکم التکاثر یا انا انزلناہ یا اذا زلزلت الارض دوسری رکعت میں والعصر یا اذا جآء یا انا اعطینٰک تیسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون، یاتبت یدا، یاقل ھو اللہ۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۴۱۴ بحوالہ شامی ج ا ص ۵۰۸، ۶۲۳)

سورتوں کا تعین کرنا کیسا ہے؟

حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نمازوں میں کچھ مصالح اور فوائد کے پیشِ نظر بعض خاص سورتیں پڑھنا پسند فرمائیں لیکن قطعی طور پر نہ ان کی تعین کی اور نہ دوسروں کو تاکید فرمائی کہ ایسے ہی کریں پس اس بارے میں اگر کوئی آپ کا اتباع کرے (اور ان نمازوں میں وہی سورتیں اکثر وبیشتر پڑھے) تو اچھا ہے اور جو ایسا نہ کرے اس کے لیے کوئی مضائقہ اور حرج نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ وعیدین کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں سورتیں معین کر کے نہیں پڑھا کرتے تھے فرض نمازوں میں چھوٹی بڑی سورتوں میں سے کوئی ایسی سورت نہیں ہے۔ جو آپؐ نے نہ پڑھی ہو۔

اور نوافل میں ایک رکعت میں دو سورتیں بھی آپؐ پڑھتے تھے لیکن فرض نمازوں میں نہیں معمولاً آپؐ کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے بڑی ہوا کرتی تھی۔ (معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۶۱)

وتروں کے بعد سبحان الملک القدوس نہ کہنے والے کا حکم کیا ہے؟

سوال: ایک شخص وتروں کے بعد بلند آواز سے سبحان الملک القدوس تین بار نہیں کہتا یہ تبع سنت ہے یا نہیں؟

جواب: وتر کے بعد بلند آواز سے سبحان الملک القدوس تین بار پڑھنا مستحب ہے۔

اور بعض روایات میں تیسری مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا آیا ہے۔ پس اس سے تیسری مرتبہ سبحان الملک القدوس کو بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

Marfat.com

بہر حال ایسا کرنا مستحب اور بہتر ہے اور نہ پڑھنے والے پر کچھ طعن ملامت نہ کرنی چاہئے کیونکہ مستحب فعل کو اگر کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ طعن نہیں ہے البتہ اتباع سنت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ویسے ہی کرے یعنی خواہ تینوں مرتبہ یا ایک مرتبہ آخر میں سبحان الملک القدوس کو بلند آواز سے کہہ لیا کریں۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۶۴ بحوالہ مشکوٰۃ شریف باب الوتر ص ۱۱۲)

سبحان الملک القدوس کب پڑھے؟

سوال وتر کے سلام کے بعد جو سبحان الملک القدوس تین مرتبہ وارد ہے یہ سجدہ کر کے پڑھے یا قعدہ میں اور احناف کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

جواب وتر کا سلام جب پھیر کر بیٹھے اس وقت پڑھے اور یہ احناف کے نزدیک بھی جائز اور مستحب ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۱۵۷ بحوالہ مشکوٰۃ باب الوتر فصل ثانی ص ۱۱۲)

Marfat.com

تیرہواں باب

سنن ونوافل کیا ہیں

وتر بعد کے نفل کا ثبوت اور طریقہ

شب وروز میں پانچ نمازیں تو فرض کی گئی ہیں اور وہ گویا اسلام کی رکنِ رکین اور جزء ایمان ہیں ان کے علاوہ انھیں کے آگے پیچھے اور دوسرے اوقات میں کچھ رکعتیں پڑھنے کی تاکید وترغیب اور تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

پھر ان میں سے جن کے لیے آپؐ نے تاکیدی الفاظ فرمائے یا دوسروں کو ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ آپؐ نے عملاً بہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے ان کو عرف عام میں سنت کہا جاتا ہے اور ان کے علاوہ کو نوافل۔ نوافل کے اصلی معنیٰ ''زوائد'' کے ہیں اور حدیثوں میں فرض نمازوں کے علاوہ باقی سب نمازوں کو ''نوافل'' کہا گیا ہے۔

پھر جن سنتوں یا نفلوں کو فرض سے پہلے پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے بظاہر ان کی خاص حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ فرض نماز جو اللہ تعالیٰ کے دربارِ عالی کی خاص الخاص حضوری ہے۔ (اسی وجہ سے وہ اجتماعی طور پر مسجد میں ادا کی جاتی ہے) اس میں مشغول ہونے سے پہلے انفرادی طور پر دو چار رکعتیں پڑھ کر دل کو اس دربار سے آشنا اور انوس کرلیا جائے اور ملأ اعلیٰ سے ایک قرب اور مناسبت پیدا کرلی جائے۔ اور جن سنتوں اور نفلوں کو فرضوں کے بعد پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے ان کی حکمت اور مصلحت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرض نماز کی ادائیگی میں جو قصور رہ گیا ہو اس کا تدارک بعد والی ان سنتوں اور نفلوں سے ہوجائے، اس کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور اس کی نماز کی جانچ کی

Marfat.com

جائے گی پس اگر وہ ٹھیک نکلی تو بندہ فلاح یاب اور کامیاب ہو جائے گا اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ نامراد رہ جائے گا۔ پھر اگر اس کے فرائض میں کوئی کسر ہوئی تو رب کریم فرمائے گا کہ دیکھو کیا میرے بندے کے ذخیرۂ اعمال میں فرائض کے علاوہ کچھ نیکیاں (سنتیں یا نوافل) ہیں تاکہ ان سے اسکے فرائض کی کمی وکسر کو پورا کرسکیں۔ پھر نماز کے باقی اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔ سنن ونوافل کی افادیت اور اہمیت کے لیے تنہا یہ حدیث کافی ہے۔

(معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۷۴ بحوالہ جامع ترمذی ونسائی)

وتر بعد کے نفل کا ثبوت

عن ام سلمہؓ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین۔

ترجمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت اور پڑھتے تھے۔

اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ وتر کے بعد کی دو رکعتیں ہلکی ہلکی پڑھتے تھے۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہما نے بھی روایت کیا ہے کہ انہیں احادیث کی بناء پر بعض علماء وتر کے بعد کی دو رکعتوں کا بیٹھ کر پڑھنا ہی افضل سمجھتے ہیں لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس بارے میں عام امتیوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس نہیں کی جاسکتا۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ مجھے تو کسی نے آپؐ کے حوالے سے بتایا تھا کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور آپؐ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں مسئلہ وہی ہے (یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلے میں آدھ ہوتا ہے۔) لیکن اس معاملے میں میں تمہاری طرح نہیں ہوں میرے ساتھ اللہ کا معاملہ الگ ہے یعنی مجھے بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب پورا ملتا ہے۔

اس حدیث کی بناء پر اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ وتر کے بعد کی ان دو رکعتوں کے لیے کوئی الگ اصول نہیں ہے بلکہ وہی عام اصول اور قاعدہ ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلے میں آدھا ہوگا۔ (معارف الحدیث ج ۲ ص ۳۳۵)

Marfat.com

کیا وتر کے بعد نوافل درست ہیں؟

سوال بعض لوگ کہتے ہیں کہ وتر کے بعد کوئی سجدہ نہیں اور نفل جو کہ وتر کے بعد پڑھے جاتے ہیں ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب وتر کے بعد نوافل کا پڑھنا جائز ہے چنانچہ بعض صحابہؓ جو عشاء کے بعد وتر پڑھ لیتے تھے وہ آخیر رات میں تہجد پڑھتے تھے تو معلوم ہوا کہ وتر کے بعد نوافل ممنوع نہیں ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۰)

نفل کا وقت کب تک رہتا ہے؟

سوال فرضوں کے بعد جو نفل ہیں وہ فرضوں کے بعد فوراً پڑھیں یا جب تک وقت باقی ہے پڑھ سکتے ہیں؟

جواب جب تک وقت اس نماز کا ہے ان نوافل کا وقت بھی اس وقت تک ہے مگر متصلاً پڑھنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۰۷ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۴۹۴ باب صفۃ الصلوٰۃ)

تراویح کے بعد نفل کی جماعت کا کیا حکم ہے؟

سوال کیا تین آدمی تراویح کے بعد نفل کی جماعت کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں؟ یا نمازِ نفل جماعت کیساتھ تراویح کے بعد مطلقاً درست نہیں خواہ تعداد میں ادا کرنے والے تین ہوں یا زائد؟

جواب نفل کی جماعت سوائے تراویح کے سنت و مستحب نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں مکروہ اور بعض میں مباح ہے اس لئے فضیلت جماعت کی اور ثواب جماعت کا اس میں حاصل نہیں ہے دو تین مقتدی ہوں تو جماعت کی اجازت ہے مگر جماعت نہ کرنا ہی اچھا ہے لہٰذا مطلقاً نفل کی جماعت نہ کرنی چاہئے درمختار سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے تراویح کے اور کوئی نفل جماعت سے نہ پڑھی جائے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۹ بحوالہ ردالمختار باب الوتر النوافل ج ۱ ص ۶۶۳)

فرض جہاں پڑھے وہاں سے الگ ہو کر نفل پڑھنا کیسا ہے؟

سوال احادیث سے فرضوں کے بعد جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا مسجد میں ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اور یہ جگہ بدل کر نفل نماز کا پڑھنا مسجد کے لیے مسنون ہے یا گھر میں بھی؟

Marfat.com

جواب شامی اور درمختار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک بھی جگہ بدل کر (آگے پیچھے ہٹ کر) سنت ونفل پڑھنا مستحب ہے اور شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تنہا مکان میں نماز پڑھنے والے کیلئے بھی جگہ بدل کر سنت ونفل پڑھنا بہتر ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ص ۲۴۰ بحوالہ ردالمختار ج اص ۴۹۵۔باب صفۃ الصلوٰۃ)

دونفل ہمیشہ پڑھے یا کبھی کبھی چھوڑ دے؟

سوال ظہر مغرب اور عشاء میں دورکعت سنت کے بعد دورکعت نفل پڑھتے ہیں یہ دونوں نوافل ہمیشہ پڑھنا اور کبھی کبھی نہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب نوافل میں اختیار ہے خواہ کبھی ترک کردے یا ہمیشہ نفل سمجھ کر پڑھتا رہے۔اس میں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ کوئی ان کو فرض سمجھ لے گا اور پھر بھی بہتر ہے کہ کبھی کبھی ترک کردے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ص ۲۴۰ بحوالہ ردالمختار باب الوتر والنوافل ج اص ۶۳۵)

کیا نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے؟

سوال کسی نے نفل نماز شروع کی جب ایک رکعت پڑھ لی تو معلوم ہوا کہ کپڑا ناپاک ہے نماز شروع کرنے کے بعد توڑ دی کیا اس نماز کا اعادہ واجب ہے؟

جواب مسئلہ یہ ہے کہ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔پس جب کسی نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑ دی تو اس پر اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے کتب فقہ میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن درمختار میں ہے کہ اگر شروع ہی صحیح نہ ہو تو اعادہ واجب نہیں ہوا اس لئے کہ مصلی کے کپڑے اوّل ہی سے ناپاک تھے۔لہٰذا اس نماز کا اعادہ واجب نہ ہوگا۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ص ۲۳۵ بحوالہ ردالمختار ج اص ۶۴۵ باب الوتر والنوافل)

سنت ونوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

سوال سنن ونوافل اپنے اپنے گھروں میں جا کر پڑھنے چاہئیں یا مسجد ہی میں؟

جواب احادیث میں سنن ونوافل کے مکان میں پڑھنے کی جو کچھ فضیلت وارد ہوئی وہ مشہور ومعروف ہے اور فقہاء نے بھی سوائے تراویح کے دیگر سنن ونوافل کو مکان میں پڑھنے کو افضل

Marfat.com

فرمایا ہے۔

اور حضرات اکابرِ دیو بند مثلاً حضرت محدث فقیہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا عمل اس پر دیکھا گیا ہے۔

درمختار سے معلوم ہوتا ہے کہ سنن ونوافل کے لیے گھر ہی افضل ہے لیکن اگر راستہ میں یا گھر میں خوف ہو کہ دل پریشان ہو جائے گا اور خشوع حاصل نہ ہوگا یا غیر ضروری باتوں کی وجہ سے نقصان ثواب میں ہوگا تو ایسی صورت میں مسجد میں پڑھنا افضل ہے اگر مسجد میں پڑھنے میں خشوع زیادہ ہے اور اخلاص زیادہ ہے اور گھر جا کر پڑھنے میں خوف تاخیر وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں ہی پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ زیادہ تر لحاظ خشوع وخضوع کا ہے۔ جس جگہ یہ حاصل ہو وہ افضل ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ص ۲۲۷ وج ۴ص ۲۱۱ بحوالہ ردالمختار باب الوتر والنوافل ج ۱ص ۶۳۸)

وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر؟

سوال وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہو کر اور آپؐ سے کس طرح ثابت ہے؟

جواب نوافل کو بیٹھ کر پڑھنا اور کھڑے ہو کر پڑھنا دونوں طرح درست ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دوگناہ ثواب ہے بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے لیکن آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا دوسروں کو نصف ثواب ملتا ہے احادیث سے یہ ثابت ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ص ۳۳۱ بحوالہ ردالمختار ج ۱ص ۶۵۳ باب الوتر والنوافل)

بیٹھ کر پڑھنے کا جواز اس صورت میں ہوگا کہ بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی ایسا التزام نہ ہو جس سے دیکھنے والوں کو بیٹھ کر پڑھنے کی سنیت یا وجوب کا گمان ہو جائے جیسا کہ بعض مقامات میں ظہر اور مغرب کے بعد لوگوں میں دو رکعتوں کا بیٹھ کر پڑھنا رائج ہو گیا ہے وہاں کے عوام اس نفل کو بیٹھ کر پڑھنے کو شرعاً لازم سمجھتے ہیں ایسے مقامات میں بیٹھ کر پڑھنا بیشک مکروہ ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ص ۲۱۶)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی رائے

حضرت مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیو بند قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ نفل اگر اس نیت سے بیٹھ کر پڑھے گا کہ آپؐ سے یونہی منقول ہے تو اس نیت سے انشاء اللہ عجب نہیں کہ

Marfat.com

ثواب میں کچھ کمی نہ رہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۷)

معذور کی رعایت

قیام پر قدرت رکھتے ہوئے بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اس کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے ثواب کے مقابلہ میں نصف ہوگا مگر عذر کے باعث یعنی معذور کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے برابر ثواب ملے گا بیٹھ کر پڑھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جیسے التحیات پڑھنے کے لیے بیٹھتے ہیں اس طرح بیٹھے۔ کھڑے ہو کر نفل شروع کرنے کے بعد بیٹھ کر اس کو تمام کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ (نور الایضاح ص ۹۷)

حضورؐ کا نفل بیٹھ کر پڑھنا امت کی تعلیم کے لئے ہے

سوال وتر کے بعد دو نفل کھڑے ہو کر پڑھیں یا بیٹھ کر؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیا تھا؟ آپؐ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے یا بیٹھ کر؟

جواب وتر کے بعد دو نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیٹھ کر نفل پڑھنے والے کے لیے نصف ثواب ہے۔ اور آپؐ سے دونوں طرح ثابت ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا اجر وثواب ملتا تھا یہ آپؐ کے ساتھ خصوصیت تھی کیونکہ اس میں بھی امت کی تعلیم تھی کہ کھڑے ہونا فرض نہیں ہے۔

امت کو تعلیم دینا نبوت کے واجبات میں سے ہے پس آپؐ کے بیٹھ کر نفل پڑھنے میں بھی واجب کی ادائیگی ہے۔ جس کا ثواب نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔ البتہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اگر کوئی متبع سنت وتر کے بعد کی دو رکعت کبھی کبھی اس نیت سے بیٹھ کر پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ادا فرماتے تھے میں بھی اتباعاً بیٹھ کر پڑھوں تو عجب نہیں کہ اس کو اس نیت کے مطابق پورا ثواب ملے لیکن از روئے حدیث کھڑے ہو کر پڑھنے والا پورے ثواب کا اور بیٹھ کر پڑھنے والا نصف ثواب کا حقدار ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۵)

نفل آج بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں

سوال ایک مسئلہ کتاب میں دیکھا ہے کہ نماز وتر کے بعد کی نفل بیٹھ کر پڑھنا مسنون ہے

Marfat.com

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا۔ کیا یہی مسئلہ ہے؟

جواب: حامداً و مصلیاً۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے دوگنا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے سے نصف ملتا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ بیٹھ کر پڑھتے ہیں تو دریافت کیا گیا اس پر ارشاد فرمایا مجھ کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے کم نہیں ہوتا، وتر کے بعد کی دو نفلیں آپ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے۔ عادۃً معمول یہ تھا کہ تہجد کی بہت طویل نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ پیروں پر ورم آجاتا تھا۔ اس کے بعد صبح صادق کے قریب وتر پڑھتے تھے پھر بیٹھ کر دو نفل پڑھتے تھے۔ اب بھی اگر کوئی شخص یہی طریقہ اختیار کرے کہ طویل تہجد میں پانچ چھ پارے پڑھنے کے بعد وتر پڑھے اور تھک کر دو نفل بعد میں بیٹھ کر پڑھے تو اس میں اتباع زیادہ ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۷۵ بحوالہ ابوداؤد شریف ج ا ص ۱۳۷)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ نفل بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا درست ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے وتر کے بعد دو نفل پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت ہے جو پڑھے گا وہ ثواب پائے گا نہیں پڑھے گا تو گنہگار نہیں اس پر اعتراض نہ کیا جائے ترغیب دینا درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۶۸ بحوالہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۲۷)

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں نظر کہاں رکھیں

سوال: نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے میں نگاہ سجدہ کی جگہ بہتر ہے یا گود میں؟

جواب: حامداً و مصلیاً۔ ''گود میں مناسب ہے''۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۵۷ بحوالہ شامی ج ا ص ۳۲۱)

(ضمیمہ) تراویح بیس رکعات ہی سنت ہیں

بیس رکعت کے سنت مؤکدہ ہونے پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع کی مخالفت ناجائز ہے اور یہ اجماع علامت ہے ان احادیث کے منسوخ ہونے کا اور اگر اجماع میں شبہ ہے کہ بعض علماء نے صرف آٹھ کو سنت مؤکدہ لکھا ہے تو جواب یہ ہے کہ اجماع اس قول سے پہلے منعقد ہے بس اس کے مقابلہ میں شاذ قول قابل اعتبار نہیں ہوگا۔ جب تاکید ثابت ہوگیا تو اس کے ترک کرنے سے مورد عتاب ہوگا۔

ایک شخص دہلی کے نئے مجتہدین سے آٹھ تراویح سن کر مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کے پاس آئے تھے اور انہیں تردد تھا کہ آٹھ ہیں یا بیس۔ نئے مجتہدین اپنے کو عامل بالحدیث کہتے ہیں کیوں صاحب حدیث میں بھی بیس آئی ہیں ان پر کیوں عمل نہ کیا کہ ان کے ضمن میں آٹھ پر بھی عمل ہو جاتا۔ بات کیا ہے کہ نفس کو سہولت تو آٹھ ہی میں ہے۔ بیس کیونکر پڑھیں۔ اصل یہ ہے کہ جوان کے جی میں آتا ہے کرتے ہیں اور شاذ اور ضعیف حدیث کو بھی اپنا لیتے ہیں۔

اسی طرح انہوں نے بھی تراویح کی تمام احادیث میں صرف آٹھ والی حدیث پسند کی حالانکہ بارہ بھی آئی ہیں اور وتر کی تمام احادیث میں سے ایک رکعت والی حدیث پسند کی حالانکہ تین رکعتیں بھی آئی ہیں پانچ بھی آئی ہیں، سات بھی آئی ہیں خیر وہ تو بیچارے ان کے بہکانے سے تردد میں پڑ گئے تھے تو مولانا سے پوچھا۔ مولانا نے فرمایا کہ بھئی سنو محکمۂ مال سے اطلاع آئے کہ مال گزاری داخل کرو اور تمہیں معلوم نہیں کہ کتنی ہے۔ تم نے ایک نمبردار سے پوچھا کہ میرے ذمہ کتنی مال گذاری ہے، اس نے کہا اٹھارہ روپے۔ پھر تم نے دوسرے نمبردار سے پوچھا۔ اس نے کہا بیس روپے میں تو اب بتاؤ تمہیں کچہری کتنی رقم لے کر جانا چاہئے انہوں نے کہا صاحب بیس روپے لے کر جانا چاہئے اگر اتنی ہوئی تو کسی سے مانگنا نہ پڑے گی۔ اور اگر کم ہوئی تو رقم بچ جائے گی۔ اور اگر میں کم لے کر گیا اور وہاں زیادہ ہوئی تو کس سے مانگتا پھروں گا۔ مولانا نے فرمایا بس خوب سمجھ لو کہ اگر وہاں بیس رکعتیں طلب کی گئیں اور ہیں تمہارے پاس آٹھ تو کہاں سے لا کر دو گے۔ اور اگر بیس ہیں اور طلب کم کی ہیں تو بچ رہے گی اور تمہارے کام آئیں گی، کہنے لگے ٹھیک ہے سمجھ میں آ گیا۔

اب میں ہمیشہ بیس رکعتیں پڑھا کرونگا بس بالکل تسلی ہوگئی۔ سبحان اللہ کیا طرز ہے سمجھانے کا حقیت میں یہ لوگ حکماء امت ہوتے ہیں۔

اس وقت اس کے اثبات سے ہم کو بحث نہیں عمل کے لیے ہم کو اتنا کافی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر جماعت کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں یہ روایت مؤطاء مالک میں تو منقطع ہے مگر عملاً متواتر ہے امت کے عمل نے اس کو متواتر کر دیا ہے۔ پس عمل کے لیے اتنا کافی ہے دیکھئے اگر کوئی پنساری کے پاس دوا لینے کے لیے جائے تو اس سے یہ نہیں پوچھتا کہ دوا کہاں سے آئی اور اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ وہی دوا ہے جو میں لینا چاہتا ہوں بلکہ اگر اس میں شبہ ہوتا ہے تو ایک دو جاننے والوں کو دکھلا کر اطمینان کر لیا جاتا ہے اب اگر کوئی

Marfat.com

پنساری سے یہ کہے کہ میرا اطمینان تو اس وقت ہوگا جب تم بائع کی دستخط دکھلا دو گے کہ تم نے اس سے یہ دوا خریدی ہے تو لوگ یہ کہیں گے کہ اس کو دوا کی ضرورت ہی نہیں لیتے ہو لو نہیں لیتے ہو مت لو۔ اسی طرح محققین سلف کا طرز یہ ہے کہ وہ مدعی کے لیے مغز زنی نہیں کرتے تھے بس مسئلہ بتلا دیا اور اگر کسی نے اس میں حجتیں نکالیں تو صاف کہدیا کہ کسی دوسرے سے تحقیق کر لو جس پر تم کو اعتماد ہو ہمیں بحث کی فرصت نہیں۔

اس جواب کا حاصل وہی قطعِ نزع ہے کہ فضول بحث کو یہ حضرات پسند نہ کرتے تھے بھلا اگر عوام کو بتلا دیا جائے کہ حدیث میں یہ ہے تو ان کو طریق استنباط کا علم کس طرح ہوگا اس میں پھر وہ فقہاء کے محتاج ہوں گے تو پہلے ہی فقہاء کے بیان میں اعتماد کیوں نہیں کرتے۔

الغرض عمل کے لیے تو تراویح کا اتنا ثبوت کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً اس کو مسنون فرمایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہؓ عملاً تراویح کی بیس رکعتیں پڑھتے تھے عوام کے لیے اتنا کافی ہے اس سے زیادہ تحقیق علماء کا منصب ہے۔

(اشرف الجواب حصۂ دوم ص ۱۴۵)

سجدۂ تلاوت کی شرعی حیثیت

مسئلہ سجدۂ تلاوت (آیتِ سجدہ) کے پڑھنے والے اور سننے والے پر واجب ہو جاتا ہے، اگر کوئی شخص سجدۂ تلاوت کے واجب ہوتے پر سجدۂ تلاوت نہ کرے تو گناہ گار ہوگا۔ اب اس واجب کے ادا کرنے میں کہیں (وقت کی) گنجائش ہے اور کہیں تنگی ہے۔ پس اگر سجدۂ تلاوت نماز سے باہر واجب ہوا تو اس کی ادائیگی کے وقت میں گنجائش ہے، یعنی زندگی کے آخری وقت تک اس کے ادا کرنے کی اجازت ہے اور سجدہ نہ کرنے کا گنہگار مرتے دم تک نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم سجدہ تلاوت میں تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے، لیکن اگر سجدۂ تلاوت نماز میں واجب ہو یعنی نماز کے اندر آیتِ سجدہ پڑھی گئی تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے۔ فوراً کا مطلب یہ ہے کہ آیتِ سجدہ کے پڑھنے اور سجدہ کرنے کے درمیان اس سے زیادہ وقفہ نہ ہو جس میں تین آیتیں پڑھی جا سکیں۔ اگر سجدۂ تلاوت میں اتنا وقفہ نہ ہو تو وہ فوراً ادا کرنا نہ ہوگا۔

مسئلہ سجدہ کی آیت یا تو سورت کے درمیان ہوگی یا آخر میں، اگر درمیان میں ہو تو افضل یہ ہے کہ آیتِ سجدہ پڑھتے ہی یعنی سورت ختم کرنے سے پہلے سجدہ تلاوت کر کے کھڑا ہو اور سورت

کو پورا کرے اور پھر رکوع میں جائے۔

مسئلہ اگر آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ نہ کیا، لیکن فوراً کی معیاد متذکرہ گذرنے سے پہلے ہی رکوع کیا اور رکوع میں سجدہ کی نیت بھی کر لی تو جائز ہے، جسطرح نماز کے اندر بغیر نیت کے بھی سجدۂ جائز ہوتا ہے، جبکہ فوراً کی میعاد کے اندر ہو۔ فوراً کی میعاد گذر جانے پر نماز کا رکوع یا سجدہ کرنے سے سجدۂ تلاوت ساقط (ختم) نہیں ہوتا اور نماز کے اندر اندر اس کی قضاء اس آیت کے لیے خاص سجدہ کر کے ادا کرنا ہوگی۔

مسئلہ اگر نماز ختم ہوگئی اور سجدۂ تلاوت نہیں کیا تو اب اس کی قضاء نہیں ہے، کیونکہ قضاء کا وقت نکل گیا۔ البتہ اگر سلام پھیر کر نماز کو ختم کیا اور اس کے بعد کوئی امر منافی نماز سرزد ہوا تو (یعنی کوئی ایسا کام یا فعل نہیں کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو) سلام کے بعد ہی سجدۂ تلاوت کر لیا جائے۔

اور اس صورت میں جب کہ آیتِ سجدہ سورت کے آخر میں واقع ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس کو پڑھ کر رکوع کرے اور اس کے ساتھ ہی سجدۂ تلاوت کی نیت بھی کرے لیکن اگر سجدۂ تلاوت کیا اور رکوع نہیں کیا، بلکہ پھر قیام (کھڑا ہو گیا) میں آ گیا تو مستحب یہ ہے کہ اگلی سورت کی چند آیات پڑھ کر رکوع کرے اور نماز پوری کرلے۔

(کتاب الفقہ ص ۷۴۶ جلد اول و فتاویٰ دار العلوم ص ۴۲۲ و آپ کے مسائل ص ۸۴ جلد ۳ و علم الفقہ ص ۱۷۹ جلد ۲)

مسئلہ سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد کھڑے ہو کر ایک دو آیتیں پڑھ کر رکوع کرنا بہتر ہے۔ فقہاء کے نزدیک دو تین آیتیں پڑھے بغیر رکوع کر لینا کراہت سے خالی نہیں ہے، اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۰۲ جلد ۴ و عالمگیری ص ۹۵ ج ۱ و بحر الرائق ص ۱۲۲ جلد ۲)

سجدۂ تلاوت کی شرطیں

مسئلہ سجدۂ تلاوت کی بھی وہی شرطیں ہیں جو نماز کی ہیں بجز تکبیر تحریمہ اور نیت تعین وقت کے کہ یہ دونوں امور اس میں شرط نہیں ہیں۔ اس میں نیت نہیں باندھی جاتی۔

سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں:۔ مسلمان ہونا، بالغ ہونا، عقل کا صحیح ہونا، حیض و نفاس سے پاک ہونا، وہی ہیں جو نماز کی شرطیں ہیں، لہٰذا سجدۂ تلاوت کافر، بچے، مجنون کو یا حیض و نفاس کی حالت میں جائز نہیں ہے، اس مسئلہ میں آیتِ سجدہ کے پڑھنے والے اور سننے والے دونوں میں فرق نہیں ہے، البتہ اشخاص مندرجۂ بالا میں سے اگر کوئی شخص سجدہ کی

Marfat.com

آیت سنے اور اس کا سجدہ بجالانے کا بطور اداء یا بطور قضاء اہل ہو تو اس پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جو شخص نشہ یا ناپاکی کی حالت میں ہو، اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ بطور قضاء اس کے بجالانے کا اہل ہے۔ ہاں اگر پڑھنے والا کوئی مجنون ہے تو اس کے منہ سے سن کر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ یہی حکم اس بچے سے سننے کا ہے جو حد شعور کو نہ پہنچا ہو، کیونکہ تلاوت کے صحیح ہونے کے لیے تمیز یعنی شعور کا ہونا شرط ہے۔

مسئلہ اسی طرح اگر آیت سجدہ آدمی کے علاوہ کسی اور سے سنی گئی مثلاً طوطا یہ آیت سجدہ پڑھے یا آلۂ ضبط الصوت (ٹیپ ریکارڈ وغیرہ) سے سنائی دے تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، کیونکہ بے شعور اشیاء کی تلاوت ہی درست نہیں ہے۔

مسئلہ حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اس میں ارادہ کی شرط نہیں ہے یعنی سجدۂ تلاوت کی آیت سننے کا ارادہ نہ بھی ہو تب بھی سجدۂ تلاوت کا حکم ہوگا۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۷۴۷ و علم الفقہ ص ۱۷۸ جلد ۲)

مسئلہ مشین یا پرندہ سے آیت سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۵ جلد اول)

مسئلہ بغیر نیت تلاوت بھی آیت سجدہ پڑھی تو بھی سجدہ واجب ہوگا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۵ جلد ۴)

مسئلہ سجدۂ تلاوت کی نیت میں آیت کی تعیین شرط نہیں کہ یہ سجدہ فلاں آیت کے سبب ہے۔

(علم الفقہ ص ۱۷۸ جلد ۲)

مسئلہ جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ان چیزوں سے سجدۂ تلاوت میں بھی فساد آ جاتا ہے اور پھر اس کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے، ہاں اس قدر فرق ہے کہ نماز میں قہقہہ سے وضو جاتا رہتا ہے اور اس میں یعنی سجدۂ تلاوت میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا، عورت کی محاذات (برابر کھڑا ہونا) بھی یہاں مفسد نہیں۔ (علم الفقہ ص ۱۷۹ جلد ۱)

مسئلہ آیت سجدہ اگر فرض نمازوں میں پڑھی جائے تو اس کے سجدہ میں مثل نماز کے سجدے کے سبحان ربی الاعلیٰ کہنا بہتر ہے اور نفل نمازوں میں یا خارج نمازوں میں اگر پڑھی جائے تو اس کے سجدے میں اختیار ہے کہ سبحان ربی الاعلیٰ کہیں اور تسبیحیں جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں و

Marfat.com

پڑھیں مثل اس تسبیح کے سجد وجھی للذی خلقه وصوره وشق سمعه وبصره بحوله وقوته فتبارك الله احسن الخالقين۔ اگر سبحان ربی الاعلیٰ اور اس کو یعنی دونوں کو جمع کرلیں تو اور بھی بہتر ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۸۱ جلد ۲ و کتاب الفقہ ص ۷۵۳ جلد ۱)

سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب

مسئلہ سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے تین اسباب ہیں:

(۱) تلاوت لہٰذا قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہے اگرچہ اس نے خود سجدۂ تلاوت کی آیت کو نہ سنا ہو جیسے کوئی بہرا ہو۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ سجدۂ تلاوت نماز کے اندر پڑھا گیا ہو یا نماز سے باہر، امام نے پڑھا ہو یا منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) نے۔ لیکن مقتدی اگر سجدۂ تلاوت نماز کے اندر یعنی امام کے پیچھے جماعت میں پڑھے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا کیونکہ امام کے پیچھے قرآن شریف پڑھنا ممنوع ہے، لہٰذا اس حال میں تلاوتِ آیتِ سجدہ سے سجدہ واجب نہیں ہوتا، ہاں اگر خطیب جمعہ یا عیدین کے موقع پر خطبہ میں آیتِ سجدہ پڑھے تو سجدۂ تلاوت اس پر اور سننے والے پر واجب ہوگا۔ ایسی صورت میں خطیب کو چاہئے کہ منبر سے اتر کر سجدہ کرے اور سامعین (سننے والے حضرات) بھی اس کے ساتھ سجدہ کریں، تاہم امام کا منبر پر خطبہ کے دوران آیتِ سجدہ تلاوت کرنا مکروہ ہے، لیکن نماز کے اندر سجدہ تلاوت مکروہ نہیں ہے جبکہ اس کو (سجدہ تلاوت کرنے کو) رکوع و سجود کے ضمن میں ادا کیا جائے۔ اگر صرف سجدۂ تلاوت اکیلا کیا تو مکروہ ہوگا کیونکہ ایسا کرنے سے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں گڑبڑ پیدا ہوگی۔ (کتاب الفقہ ص ۷۵۱ جلد اول)

(یعنی امام عیدین یا جمعہ کی قرأت میں سجدۂ تلاوت پڑھے تو الگ سے ادا نہ کرے بلکہ سجدہ میں سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کرلے۔ اگر الگ سے کریگا تو مجمع کثیر میں انتشار پیدا ہو جائے گا، عوام کو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ سجدۂ تلاوت ہے۔ کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر جمعہ یا عیدین میں مجمع کثیر ہے تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو کو نہ کیا جائے تاکہ نمازیوں کے لیے باعثِ تشویش نہ ہو۔

(کتاب الفقہ ص ۷۴۲ جلد اول)

(۲) دوسرا سبب آیت سجدہ کا کسی اور سے سننا ہے۔ اب یہ سننے والا یا تو نماز کی حالت میں

Marfat.com

ہوگا یا نہ ہوگا۔ اسی طرح آیت سجدہ پڑھنے والا یا تو نماز کے اندر ہوگا یا نماز سے باہر۔
اگر سننے والا نماز کی حالت میں ہے خواہ وہ منفرد ہو یا امام، اس پر بقول صحیح سجدہ واجب ہے کہ نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کر لے، لیکن اگر کسی نے سجدۂ تلاوت مقتدی سے سنا تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی مقتدی نے اپنے امام کے علاوہ باہر سے سجدۂ تلاوت سنا۔ اگر امام سے سنا اور مقتدی پہلی رکعت سے شریک ہے تو سجدۂ تلاوت میں امام کی پیروی لازم ہے۔ اور اگر مسبوق ہے یعنی کچھ رکعت ہونے کے بعد شریک جماعت ہونے والا ہے اور سجدۂ تلاوت سے پہلے امام کے ساتھ شریک نماز ہو گیا تھا تب بھی اسے امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہئے امام کی پیروی کرنا چاہئے۔ اور اگر کوئی شخص امام کے سجدہ تلاوت کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا جس میں آیتِ سجدہ پڑھی گئی تو قطعاً سجدۂ تلاوت نہ کرے۔ ہاں اس سے اگلی کسی رکعت میں شامل ہوا تو نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کر لے۔

(۳) تیسرا سبب مقتدی ہونا ہے، کہ اگر امام نے سجدۂ تلاوت کیا تو مقتدی پر اس کا ادا کرنا واجب ہے اگرچہ اس نے سنا نہ ہو۔ (کتاب الفقہ ص ۷۵۲ جلد اول و علم الفقہ ص ۱۷۷ جلد ۲)

مسئلہ بعض عورتیں حیض یا نفاس کی حالت میں بھی آیتِ سجدہ سننے سے اپنے ذمہ سجدۂ تلاوت واجب سمجھتی ہیں، یہ غلط ہے، اگر حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے آیتِ سجدہ سن لی تو ان پر سجدہ واجب نہیں ہے۔ (بہشتی زیور ص ۴۲ جلد ۲)

سجدہ تلاوت سے متعلق مسائل

مسئلہ ایک آیت کی تلاوت پر ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے، البتہ مجلس بدلنے پر وہی آیت پھر پڑھی تو اس کا سجدہ الگ واجب ہوگا۔ (آپ کے مسائل ج ۳ ص ۸۴)

مسئلہ اگر چار پائی (پلنگ) سخت ہو کہ اس پر پیشانی دھنسے نہیں اور اس پر پاک کپڑا بھی بچھا ہوا ہو (جبکہ پلنگ ناپاک ہو) تو پلنگ پر سجدۂ تلاوت ادا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ تلاوت کے دوران آیت سجدہ کو آہستہ پڑھنا بہتر ہے تاکہ کسی دوسرے کے ذمہ سجدہ واجب نہ ہو۔ (آپ کے مسائل ص ۸۶ جلد ۳)

مسئلہ استاد کئی بچوں کو ایک ہی آیت سجدہ علیحدہ علیحدہ پڑھاتا ہے تو ایک ہی سجدہ کرنا پڑے

گا، بشرطیکہ مجلس ایک ہی ہو۔ لیکن استاد جتنے بچوں سے سجدہ کی آیت سنے گا اتنے ہی سجدے سننے کی وجہ سے واجب ہوں گے۔

مسئلہ دو آدمی ایک ہی آیت سجدہ پڑھیں تو دونوں پر دو سجدے واجب ہوں گے۔ ایک خود پڑھنے کا اور دوسرا سننے کا۔ (آپ کے مسائل ص ۸۷ جلد ۳)

مسئلہ جس نے سجدہ کی آیت تلاوت کی ہو اسی کے ادا کرنے سے سجدہ تلاوت ادا ہوگا، کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ ادا نہیں کرسکتا۔ (آپ کے مسائل ص ۸۹ ج ۳)

مسئلہ جن لوگوں کے کان میں سجدہ کی آیت پڑے، خواہ انہوں نے سننے کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو، ان پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی گئی۔ اگر تراویح کی ریکارڈنگ دوبارہ ریڈیو اور ٹی وی سے براڈ کاسٹ یا ٹیلی کاسٹ کی جائے اور سجدۂ تلاوت کی آیت سنی جائے تو سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ نیز عورتیں اگر خاص ایام میں آیتِ سجدہ سنیں (کسی سے) تو ان پر سجدہ واجب نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۸۸ جلد ۳)

مسئلہ ٹیپ ریکارڈ پر آیتِ سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۸۸ جلد ۳)

مسئلہ اگر کسی نے لاؤڈ اسپیکر پر تلاوتِ قرآن سن لی اور اس میں سجدہ آئے تو سننے والے پر جبکہ سننے والے کو معلوم ہو کہ یہ سجدہ کی آیت ہے، اس پر سجدہ واجب ہے۔

(آپکے مسائل ص ۸۷ جلد ۳)

مسئلہ ریڈیو پر آیتِ سجدہ سننے سے سامعین پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا کیونکہ یہ قاری (پڑھنے والے) ہی کی آواز ہے اور گراموفون سے جو آواز نکلتی ہے اس کو نقل اور عکس تلاوت لکھا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲ جلد ۱۲)

مسئلہ اگر کسی پرندے کو آیتِ سجدہ رٹا دی گئی تو اس کے پڑھنے سے بھی سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں کیونکہ پرندہ کا پڑھنا تلاوتِ صحیحہ نہیں، اسی طرح اگر کسی نے آیتِ سجدہ کی تلاوت کی، کسی شخص نے خود اس کی تلاوت تو نہیں سنی مگر اس کی آواز پہاڑ یا دیوار یا گنبد سے ٹکرا کر اس کے کان میں پڑی تو اس صدائے بازگشت کے سننے سے بھی سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

الغرض اصول یہ ہے کہ تلاوتِ صحیحہ کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے، ٹیپ

ریکارڈ کی آواز تلاوت نہیں اس لیے اس کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ (تلاوتِ صحیحہ نہیں ہے) اور لاؤڈ اسپیکر آواز کو دور تک پہنچاتا ہے اور جو آواز مقتدیوں تک پہنچتی ہے وہ بعینہٖ (جوں کے توں) امام کی تلاوت وتکبیر کی آواز ہوتی ہے۔ برخلاف ٹیپ ریکارڈ کے کیونکہ ٹیپ آواز کو محفوظ کرلیتا ہے۔ اب جو ٹیپ ریکارڈ بجایا جائے گا یہ اس تلاوت کا عکس ہوگا جو اس پر کی گئی وہ بذاتِ خود تلاوت نہیں۔ اس لیے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۲۳۱ جلد ۳)

مسئلہ دل دل میں آیت سجدہ پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا کیونکہ تلاوت کرنا ضروری ہے، بغیر تلاوت کے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ (زبان سے پڑھنے سے ہوتا ہے)۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۴۴۶ جلد ۴ بحوالہ درمختار ص ۵۵ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۲ جلد ۶)

مسئلہ مجمع عام میں اگر آیتِ سجدہ واعظ (تقریر کرنے والے) سے سنی جائے تو سب سننے والے علیحدہ علیحدہ سجدہ کریں، کیونکہ آیتِ سجدہ سننے اور پڑھنے سے واجب ہوجاتا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۴۲۶ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۷۱۷ جلد اول)

مسئلہ تمام قرآن مجید کے سجدہ ہائے تلاوت (یعنی چودہ سجدے) اخیر میں ایک ساتھ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسی وقت کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۴۲۷ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۷۲۱ جلد ۱)

(مگر تاخیر کی گنجائش جب ہے جب کہ سجدۂ تلاوت نماز میں نہ ہو، کیونکہ نماز میں فوراً ادا کرے گا۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ طلوع اور غروب اور زوالِ آفتاب کے وقت سجدۂ تلاوت بھی حرام ہے مگر جب کہ آیتِ سجدہ انہی اوقات میں پڑھے تو سجدہ بھی ان اوقات میں درست ہے اور صبح کی نماز کے بعد تا طلوعِ آفتاب اور بعد نمازِ عصر تا غروب اور صبحِ صادق پر سجدۂ تلاوت درست ہے۔ (جب کہ انہی اوقات میں سجدۂ تلاوت کیا جائے)۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۴۳۱ جلد ۴ و آپ کے مسائل ص ۸۵ جلد ۳)

مسئلہ سننے والوں پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے، اگر انہوں نے نہ کیا یعنی سننے والوں نے، تو پڑھنے والے پر کچھ گناہ نہیں ہے اور پڑھنے والا سننے والوں کی طرف سے سجدۂ تلاوت نہیں کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۴۳۱ جلد ۴)

مسئلہ بلاوضو سجدۂ تلاوت جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۲۷)

مسئلہ اگر کسی نے نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا، پھر کسی وجہ سے دوبارہ نماز دہرانے کی ضرورت پیش آ گئی اور پھر وہ ہی آیت سجدہ پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہئے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۲۸ جلد ۴)

مسئلہ آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا اور اٹھ کر کچھ آگے یاد نہ آئے اور رکوع میں چلا جائے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے نماز صحیح ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۲۶)

مسئلہ اگر کوئی شخص آیتِ سجدہ لکھے یا دل دل میں پڑھے زبان سے نہ کہے یا ایک ایک حروف کر کے یعنی ہجے سے پڑھے پوری آیت ایک ساتھ نہ پڑھے یا اسی طرح کسی سے سنے تو ان سب صورتوں میں سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ (علم الفقہ ج ۲ ص ۱۷۸)

مسئلہ سجدۂ تلاوت جن کو ادا نہیں کیا ان کی ادائیگی کی صورت یہ ہے کہ اندازہ کر کے سجدۂ تلاوت پورا کرے۔ روزانہ جس قدر ہو سکے سجدے بہ نیت قضاء کر لیا کرے، اس کا کفارہ یہ ہی ہے کہ سجدے کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۲۹ بحوالہ ردالمختار ص ۲۱ ۷ جلد اول)

مسئلہ جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیتِ سجدہ نہ پڑھنا چاہئے اس لیے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۸۱ جلد ۲)

مسئلہ سجدۂ تلاوت انہیں لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز واجب ہے اداءً یا قضاءً۔ نیز حیض ونفاس والی عورتوں پر واجب نہیں نابالغ پر اور ایسے مجنون پر واجب نہیں ہے جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو گیا ہو، خواہ اس کے بعد زائل ہو یا نہیں، اور جس مجنون کا جنون ایک دن رات سے کم رہے اس پر واجب ہے، اسی طرح مست اور جنب یعنی جس کو نہانے کی حاجت ہو اس پر بھی واجب ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۷۸ جلد ۲)

مسئلہ اگر کوئی شخص سونے کی حالت میں آیتِ سجدہ تلاوت کرے اس پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے بعد اطلاع کے یعنی جب کہ سونے والے کو معلوم ہو جائے کہ میں نے سجدہ کی آیت پڑھی تھی۔ (علم الفقہ ص ۱۷۷ جلد ۲)

مسئلہ آیتِ سجدہ کا کسی انسان سے سننا، خواہ پوری آیت سنے یا صرف لفظِ سجدہ مع ایک لفظ ماقبل یا بعد کے سنے اور خواہ وہ عربی زبان میں سے یا کسی اور زبان میں اور خواہ سننے والا جانتا ہو کہ

Marfat.com

یہ ترجمہ آیتِ سجدہ کا ہے یا نہ جانتا ہو لیکن نہ جاننے کی صورت میں ادائے سجدہ میں جس قدر تاخیر ہوگی اس میں وہ معذور سمجھا جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۱۷۷ جلد ۲)

مسئلہ مقتدی سے اگر آیتِ سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا، نہ اس پر نہ اس امام پر نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں، ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔ (علم الفقہ ص ۱۷۸ جلد ۲)

(یعنی کسی مقتدی نے اپنے امام کے پیچھے زور سے سجدہ کی آیت پڑھ دی تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، صرف جماعت سے الگ لوگوں پر ہوگا۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ سجدۂ تلاوت میں نیت نہیں باندھی جاتی، بلکہ سجدہ کی نیت سے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے اور اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جائے، سلام پھیرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، نیز بیٹھے بیٹھے سجدۂ تلاوت کر لینا جائز ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا افضل ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۸۴ جلد ۳)

مسئلہ بعض لوگ سجدۂ تلاوت کر کے دونوں سلام پھیرتے ہیں یہ غلط ہے یعنی سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (اغلاط العوام ص ۴۷)

مسئلہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تمام آیاتِ سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں تلاوت کرے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی مشکل کو دفع فرماتا ہے اور ایسی حالت میں اختیار ہے کہ سب آیتیں ایک دفعہ پڑھ لیں اور اس کے بعد چودہ سجدے کر لیں، یا ہر ایک کو پڑھ کر اس کا سجدہ کرتے جائیں۔ (علم الفقہ ج ۲ ص ۱۸۱)

مسئلہ خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جاسکتا، پس اگر کوئی شخص نماز میں آیتِ سجدہ پڑھے اور سجدہ کرنا بھول جائے تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا جس کی تدبیر اس کے سوا کوئی نہیں کہ توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنے فضل سے معاف فرمادے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں کسی دوسرے سے آیتِ سجدہ سنے خواہ دوسرا بھی نماز میں ہو تو یہ سجدہ خارج نماز کا سمجھا جائے گا، نماز کے اندر نہ ادا کیا جائے گا بلکہ خارج نماز میں ادا کرے۔

(علم الفقہ ص ۱۷۹ جلد ۲)

مسئلہ نماز کا سجدہ خارج نماز میں اس وقت ادا نہیں ہوسکتا جب کہ نماز فاسد نہ ہو، اگر فاسد

Marfat.com

ہو جائے اور اس کا مفسد خروجِ حیض یعنی حیض کا آنا نہ ہو تو وہ سجدہ خارج میں ادا کر لیا جائے اور اگر حیض کی وجہ سے نماز میں فساد آیا ہو تو وہ سجدہ معاف ہو جاتا ہے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں کسی دوسرے سے آیتِ سجدہ سنے خواہ دوسرا بھی نماز میں ہو تو یہ سجدہ خارجِ نماز کا سمجھا جائے گا، نماز کے اندر نہ ادا کیا جائے گا بلکہ خارج نماز میں۔
(علم الفقہ ص۱۷۹ جلد۲)

مسئلہ ساری سورت کی تلاوت کرنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا غلط ہے۔ صرف سجدہ سے بچنے کے لیے وہ آیت سجدہ نہ چھوڑے کیونکہ اس میں سجدہ کرنے سے گویا انکار ہے۔
(بہشتی زیور ص۲۵ جلد۲ و علم الفقہ ص۱۸۱ جلد۲)

مسئلہ تراویح میں امام نے دو رکعت کی نیت باندھی، پہلی یا دوسری رکعت میں سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا اور دو رکعت پوری کیں، پھر دو رکعت کی نیت باندھی اور سہواً (غلطی سے) وہی سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی تو اس صورت میں دوسرا سجدہ کرنا ہوگا کیونکہ تکبیر تحریمہ کہہ کر دوسری نماز شروع کرنے سے حکماً مجلس بدل جاتی ہے۔ (مراقی الفلاح ص۶۸۶ فتاوٰی رحیمیہ ص۲۲۸ جلد۴)

مسئلہ امام نے سورۂ الٓمٓ سجدہ تلاوت کی اور سجدہ کیا اور پھر اسی جگہ نمازِ فجر (وغیرہ) میں اسی سورت کو دوبارہ پڑھا تو دوسرا سجدہ لازم ہوگا۔ (فتاوٰی رحیمیہ ص۲۰۴ جلد۴، الاشباہ ص۱۹۱)

مسئلہ بعض عورتیں قرآن شریف پر ہی سجدہ کر لیتی ہیں، یہ غلط ہے، کیونکہ اس سے سجدۂ تلاوت ادا نہیں ہوتا۔ (بہشتی زیور ص۲۴ جلد۲)

مسئلہ اگر ایک آیتِ سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کئی بار کی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اور ایک آیت سجدہ کی پڑھی جائے پھر وہی آیت مختلف لوگوں سے سنی جائے جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اگر سننے والے مجلس نہ بدلیں تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے یا نہ بدلے۔ اور اگر سننے والے کی مجلس بدل جائے تو اس پر متعدد سجدے واجب ہوں گے خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدلے یا نہ بدلے، اگر پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے گی تو اس پر بھی متعدد سجدے واجب ہونگے مجلس بدلنے کی دو صورتیں ہیں:۔ ایک حقیقی دوسری حکمی۔

اگر مکان (جگہ) بدل جائے تو حقیقی، اور اگر مکان نہ بدلے بلکہ کوئی ایسا فعل صادر ہو

جس سے یہ سمجھا جائے کہ پہلے فعل کو قطع (پہلے کام کو ختم) کر کے اب یہ دوسرا فعل شروع کیا ہے تو حکمی ہے۔

حقیقی کی مثال (۱) دو گھر جدا جدا ہوں اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے بشرطیکہ ایک دو قدم سے زیادہ چلنا پڑے۔ (۲) سوار ہو اور اتر پڑے۔

حکمی کی مثال آیتِ سجدہ کی تلاوت کر کے دو ایک لقمے سے زیادہ کھانا کھا لیا یا کسی سے دو ایک کلمے سے زیادہ باتیں کرنے لگا، یا لیٹ کر سو گیا، یا خرید و فروخت میں مشغول ہو گیا، اگر ایک دو لقمہ سے زیادہ نہ کھائے، کسی سے ایک دو کلمہ سے زیادہ باتیں نہ کرے، لیٹ کر نہ سوئے بلکہ بیٹھے بیٹھے سوئے، تو ان سب صورتوں میں مجلس نہ بدلے گی۔ اسیطرح کوئی تسبیح پڑھنے لگے یا بیٹھے سے کھڑا ہو جائے تب بھی مجلس مختلف نہ ہو گی۔

مسئلہ اگر ایک آیتِ سجدہ کئی مرتبہ ایک ہی مجلس میں پڑھی جائے تو اختیار ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے یا پہلی ہی تلاوت کے بعد کیونکہ ایک ہی سجدہ اپنے ماقبل اور مابعد کی تلاوت کے لیے کافی ہے مگر احتیاط اس میں ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے۔ (علم الفقہ ص ۱۸۰ جلد ۲)

مسئلہ اگر ایک ہی جگہ سجدہ کی آیت کو کئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کر اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کر سجدہ کر لے پھر اس سجدہ کی آیت کو دہراتا رہے (جیسا کہ حفظ کرنے والوں کو ضرورت پیش آتی ہے)۔ اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی کو دہرایا۔ پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پھر پڑھی، اسی طرح برابر جگہ بدلتی رہی تو جتنی دفعہ دہرائے یعنی پڑھے اتنے ہی مرتبہ سجدہ کرے۔ (بہشتی زیور ص ۴۳ جلد ۲ بحوالہ مجمع الانہر ص ۱۵۸)

مسئلہ اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں تو جتنی بھی آیتیں پڑھیں اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا، لیکن چلا پھرا نہیں جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ ایک جگہ سجدہ کی آیت پڑھی پھر اٹھ کر کسی کام کو چلا گیا اور پھر اسی جگہ آ کر دوبارہ وہی آیت پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔ (کیونکہ مجلس بدل گئی)۔

مسئلہ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر جب قرآن شریف کی تلاوت کر چکا ہو

Marfat.com

تو اسی جگہ بیٹھے کسی اور کام میں مشغول ہو گیا جیسے کھانا کھانے لگا، یا عورت بچے کو دودھ پلانے لگی، اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوں گے کیونکہ جب کوئی اور کام کرنے لگے تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔

مسئلہ: گھر کے کمرہ یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک ہی سجدہ کافی ہے چاہے جتنی مرتبہ پڑھے۔ البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گی تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا۔ پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے تو تیسرا سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے میں جا کر دہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: مسجد کا بھی یہ ہی حکم ہے جو ایک کوٹھری کا حکم ہے، اگر سجدہ کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک سجدہ ہی واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں اِدھر اُدھر ٹہل ٹہل کر پڑھے۔

مسئلہ: اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب دفعہ پڑھ کر آخر میں سجدہ کرے، یا ایک دفعہ پڑھ کر سجدہ کر لیا، پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھی۔ (بہشتی زیور ص ۴۵ جلد ۲)

مسئلہ: پڑھنے والے کی جگہ نہیں بدلی، ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتا رہا لیکن سننے والے کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنتا تھا اور دوسری دفعہ اور جگہ تو پڑھنے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والے پر کئی سجدے واجب ہیں جتنی دفعہ سنے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ: اگر سورت میں کوئی شخص آیت نہ پڑھے بلکہ فقط سجدہ کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

(بہشتی زیور ص ۴۵ جلد ۲ بحوالہ مجمع الانہر ص ۱۵۸ جلد اول وشرح وقایہ ص ۲۳۳ جلد اول)

مسئلہ: اگر کسی کے سجدہ ہائے تلاوت رہ گئے ہوں (ادا نہ کر سکا انتقال ہو گیا) تو احتیاط اس میں ہے کہ ہر سجدہ کے بدلے پو۔ نے دو سیر گیہوں یا اسکی قیمت کا صدقہ کرے۔ (جواہر الفقہ ص ۳۹۳ جلد ۱)

Marfat.com

ان آیات کا بیان جن پر سجدۂ تلاوت واجب ہے

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں جن کو پڑھنے اور سننے سے ایک سجدہ واجب ہوتا ہے، تفصیل ان آیتوں کی یہ ہے:

(۱) سورۂ اعراف کے اخیر میں یہ آیت:۔ ان الذین عندربك لایستکبرون عن عبادتہٖ ویسبحونه وله یسجدون۔ (پ۹)

(۲) سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں یہ آیت: وللّٰه یسجد من فی السمٰوٰت والارض طوعاً و کرهاً وظلالهم بالغدو والاٰصال۔ (پ۱۳)

(۳) سورۂ نحل کے پانچویں رکوع کے اخیر کی یہ آیت: وللّٰه یسجد مافی السمٰوٰت وما فی الارض من دابة والملائكة وهم یستکبرون یخافون ربهم من فوقهم ویفعلون مایؤمرون۔ (پ۱۴)

(۴) سورۂ بنی اسرائیل کے بارھویں رکوع میں یہ آیت: و یخرون للاذقان یبکون ویزیدهم خشوعاً۔ (پ۱۵)

(۵) سورۂ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت: و اذا تتلٰی علیهم اٰیٰت الرحمٰن خروا سجداً وبکیاً۔ (پ۱۶)

(۶) سورۂ حج کے دوسرے رکوع میں یہ آیت: الم تر ان اللّٰه یسجد له من فی السمٰوٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدوآب و کثیر من الناس و کثیر حق علیه العذاب ومن یهن اللّٰه فماله من مکرم۔ ان اللّٰه یفعل مایشاء۔ (پ۱۷)

(۷) سورۂ فرقان کے پانچویں رکوع کی یہ آیت: واذا قیل لهم اسجدوا للرحمن قالوا وماالرحمٰن انسجد لما تأمرنا و زادهم نفوراً۔ (پ۱۹)

(۸) سورۂ نمل کے دوسرے رکوع میں آیت: الا یسجدوا للّٰه الذی یخرج الخبءَ فی السمٰوٰت والارض ویعلم ماتخفون وما تعلنون اللّٰه لا اله الا هو رب العرش العظیم۔ (پ۱۹)

(۹) سورۂ الم تنزیل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت: انما یومن بایاتنا الذین اذا

Marfat.com

ذکروا بها خروا سجداً وسبحوا بحمد ربهم وهم لایستکبرون۔ (پ۲۱)

(۱۰) سورۂ ص کے دوسرے رکوع میں یہ آیت: وخر راکعاً واناب۔ فغفرنا له ذٰلك وان له عندنا لزلفٰی وحسن مآب۔ (پ۲۳)

(۱۱) سورۂ حٰمٓ سجدہ کے پانچویں رکوع میں یہ آیت: فان استکبروا فالذین عند ربك یسبحون له باللیل والنهار وهم لایسئمون۔ (پ۲۴)

(۱۲) سورۂ نجم کے آخر میں یہ آیت: فاسجدوا لله واعبدوا۔ (پ۲۷)

(۱۳) سورۂ انشقت میں یہ آیت: فمالهم لایؤمنون واذا قرئ علیهم القرآن لایسجدون۔ (پ۳۰)

(۱۴) سورۂ اقراء میں یہ آیت: واسجد واقترب ۔(پ۳۰)

نوٹ: مالکیہ اور حنفیہ سورۂ حج کی آخری آیت کو ان مقامات میں شمار نہیں کرتے جن میں سجدۂ تلاوت کیا جاتا ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۷۵۵ جلد اول)

Marfat.com

(مکمل و مدلل)

مجموعہ رسائل

حضرت مولانا رفعت قاسمی

استاذ دارالعلوم دیوبند

مسائل نماز • مسائل امامت • مسائل تراویح

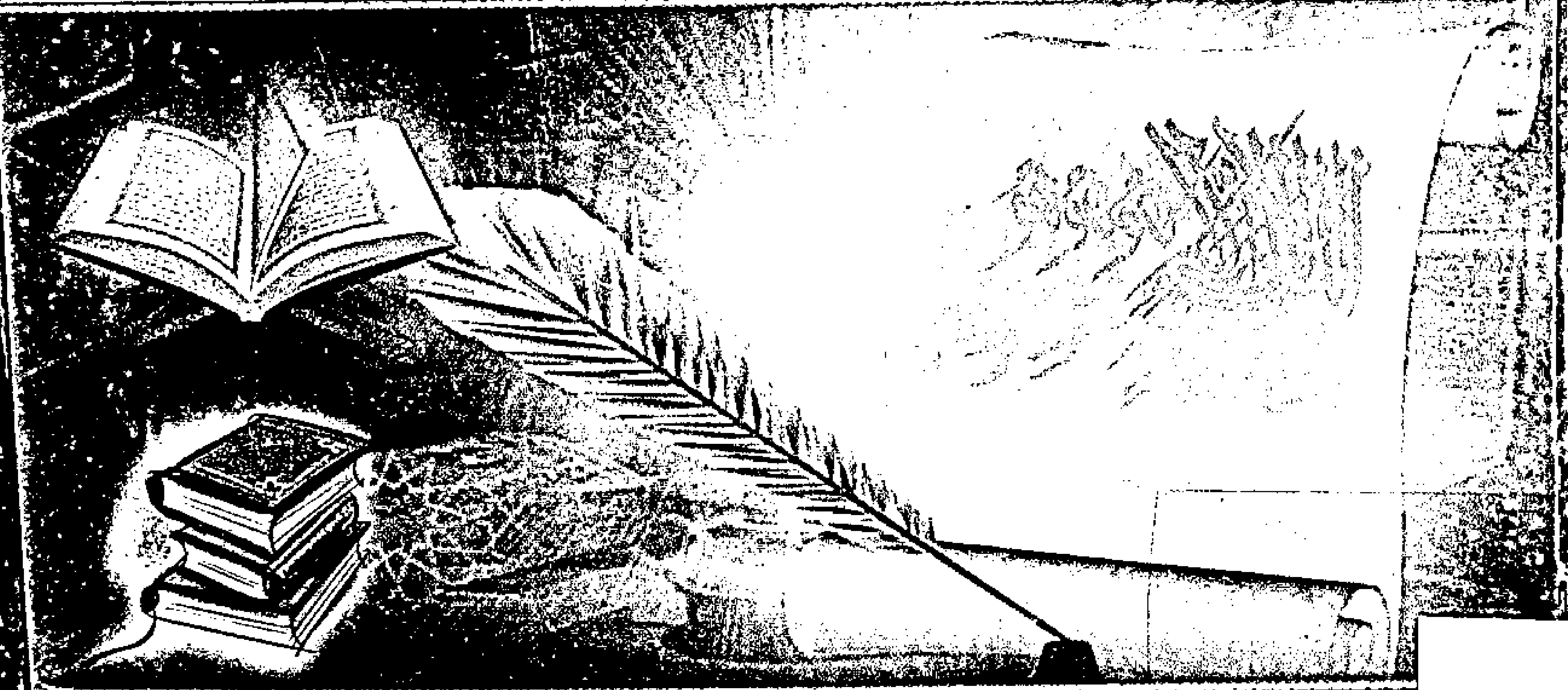

مکتبہ خلیل

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور فون: 7321118